

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. 901

Accession No. 41530

Author کج ک

اکرن، جیس

Title

This book should be returned on or before the date last marked below.

کرم سلطان در بر حکمت

از کمال کمال و کمال

تایخ عالمکسپ حین

بسم الله الرحمن الرحیم

بسم الله الرحمن الرحیم

بسم الله الرحمن الرحیم

بسم الله الرحمن الرحیم

بسم الله الرحمن الرحیم

بسم الله الرحمن الرحیم

بسم الله الرحمن الرحیم

بسم الله الرحمن الرحیم

بسم الله الرحمن الرحیم

بسم الله الرحمن الرحیم

بسم الله الرحمن الرحیم

بسم الله الرحمن الرحیم

بسم الله الرحمن الرحیم

فہرست جلد اول تالیف چینی

صفحہ	مضمون	اجزائے
	فقرہ اول	
۹	بیان حدود و عرضہ ملک چین وغیرہ	پہلا باب
۱۱	بیان صوبہ پیمپلی	دوسرا باب
۲۴	کیا گانگ نام کے صوبہ کے بیان میں	تیسرا باب
۲۹	صوبہ کیا گانگ کے بیان میں	چوتھا باب
۳۳	صوبہ نوکیننگ کے بیان میں	پانچواں باب
۳۸	صوبہ جی کیاننگ کے بیان میں	چھٹا باب
۴۷	صوبہ مہو کو انگ کے بیان میں	ساتواں باب
۵۰	صوبہ موزان کے بیان میں	آٹھواں باب
۵۲	صوبہ شان ٹان کے بیان میں	نواں باب
۵۴	صوبہ شان سی کے بیان میں	دسواں باب
۵۷	چین سی کے صوبہ کے بیان میں	گیارہواں باب
۶۰	سی جواں کے صوبہ کے بیان میں	بارہواں باب
۶۴	کوان ٹان کے صوبہ کے بیان میں	تیرہواں باب
۷۰	کنو اسی کے صوبہ کے بیان میں	چودھواں باب
۷۲	ین نام کے صوبہ کے بیان میں	پندرہواں باب
۷۸	کوئی چو کے صوبہ کے بیان میں	سولہواں باب
۸۲	بیان میں بعض نئی اقسام حیوان و نبات و جمادات سے جو نہایت عجیب ہیں	خاتمہ و فہرستہ اول
	دوسرا دفتر	
۸۸	تصور العمل کا بیان	پہلا باب
۹۳	تصور العمل کے اہل قلم اور اسکے محکمات کے بیان میں	دوسرا باب
۹۵	تصور العمل کے اہل قلم کا اجزائے	تیسرا باب

صفحہ	مضمون	باب
۹۶	انخراج ختا کا احوال	چتر باب
۱۰۰	ختا کے جہو حکمون اور شاہنشاہی محسبون کا بیان	پانچواں باب
۱۰۳	صوبوں اور شہروں کی تھانہ دار کا احوال	چھٹا باب
۱۰۵	ختا کی قانون نویسی کے بیان میں	ساتواں باب
۱۱۰	موجودہ قرضوں کی شرح اور ادائیگی سزا دینے کا بیان	آٹھواں باب
۱۱۶	بیان میں معرفت حق پوری اور مادی کے اور تہذیب نقد اور تدبیر منازل اور ریاست مرن کے	نواں باب
۱۲۶	ختا میں کے مذہب اور طریقت کے بیان میں	دسواں باب
۱۳۹	دستورات سلطنت ختا کے بیان میں	گیارہواں باب
۱۴۸	ربان ختا کے بیان میں	بارہواں باب
۱۶۹	ختا کی عورت اور مرد کے لباس و پوشاک اور کھانا کی ساخت و آرائش اور باغات اور چمن وغیرہ کا بیان	تیرہواں باب
۱۸۳	علوم اور حکمت ختا کے بیان میں	چودھواں باب
۱۹۴	بیابان کی رسوم اور رنگینی تربیت اور تعمیر اور زمین اور ماتم اور عجم کی بیابانیں	پندرہواں باب
۲۰۵	ختا میں کے فضائل اور رذائل کے بیان میں	سولہواں باب

فہرست جلد اولیٰ ناریہ چین

صفحہ	مضمون	باب
	دفعہ اول	
۹	بیان حدود و عرضہ ملک چین وغیرہ	پہلا باب
۱۱	بیان صوبہ پچلی	دوسرا باب
۲۳	کیا نگ نام کے صوبہ کے بیان میں	تیسرا باب
۲۹	صوبہ کینگسی کے بیان میں	چوتھا باب
۳۳	صوبہ فوکیٹنگ کے بیان میں	پانچواں باب
۳۸	صوبہ چی کیانگ کے بیان میں	چھٹا باب
۴۷	صوبہ موکوینگ کے بیان میں	ساتواں باب
۵۰	صوبہ ہونان کے بیان میں	آٹھواں باب
۵۲	صوبہ شان ٹان کے بیان میں	نواں باب
۵۳	صوبہ شان سی کے بیان میں	دسواں باب
۵۷	چین کے صوبہ کے بیان میں	گیارھواں باب
۶۰	سی خوان کے صوبہ کے بیان میں	بارہواں باب
۶۳	کوان ٹان کے صوبہ کے بیان میں	تیرھواں باب
۷۰	کنزاسی کے صوبہ کے بیان میں	چودھواں باب
۷۲	ین نام کے صوبہ کے بیان میں	پندرھواں باب
۷۸	کولی چو کے صوبہ کے بیان میں	سولھواں باب
۸۲	بیان میں بعض نئی اقسام حیوان و نبات و جمادات جو نہایت عجیب ہیں	خاتمہ دفتر اول
	دوسرا دفتر	
۸۸	فقہور کے دستور العمل کا بیان	پہلا باب
۹۳	بقائے امرسا اہل قلم اور اسکے حکمت کے بیان میں	دوسرا باب
۹۵	سرداران فوج کا احوال	تیسرا باب

صفحہ	مضمون	الہامی باب
۹۶	افواج خفا کا احوال	چرخہ باب
۱۰۰	ختم کے صدر محکم اور شاہنشاہی محسبوں کا بیان	پانچواں باب
۱۰۳	صوبوں اور شہروں کی تھانہ دار کا احوال	چھٹا باب
۱۰۵	خفا کی تافون یوانی کے بیان میں	ساتواں باب
۱۱۰	غوجہادی تقصیروں کی شرح اور ادا کی سزا دینے کا بیان	آٹھواں باب
۱۱۶	بیان میں معرفت حق پوری اور باوری کے اور تہذیب نفس اور تدبیر منزل اور سیاست مرن کے	نواں باب
۱۲۰	خفا میں کے مذہب اور طریقت کے بیان میں	دسواں باب
۱۳۹	دستورات سلطنت خفا کے بیان میں	گیارہواں باب
۱۴۸	زبان خفا کے بیان میں	بارہواں باب
۱۶۹	خفائی عورت اور مرد کے لباس و پوشاک اور مکانات کی ساخت و آرائش اور باغات اور چمن وغیرہ کا بیان	تیرہواں باب
۱۸۳	علوم اور حکمت خفا کے بیان میں	چودھواں باب
۱۹۶	بیاد کی رسوم اور لڑکوں کی تربیت اور تجنیز اور تدفین اور ماتم اور غم کی بیان میں	پندرہواں باب
۲۰۵	خفائیوں کے فضائل اور رذائل کے بیان میں	سولہواں باب

تاریخ ممالک چین

کرامت سلطان از برکت

آیین کتابت

باسم کاغذی

نشان

تاریخ

تاریخ

جو تو اتم ممالک تواریخ نفوذین کے حالات آئین مطہرین

بسم نیا بدنام حضرت علیہ السلام آجی تہ ۱۳۳۱ء کہ سلطان خانہ چین کا بنیاد

تصنیف فیضیاب علمو جیر کارکن صاحب حم

ادارہ عدالت دیوانی صدر کلکتہ تہ ۱۳۳۱ء بعد صدر عدالت دیوانی ممالک مغربی شمالی کے

مصنف جوہر اخلاق برگزیدہ عالم شہر وفاق

بکمال ضابطہ ایک بستم نہ تھا و سوسنتالیس

مطبوع مطبعہ نئی نو کشور مجا صوری معنی



بسم اللہ الرحمن الرحیم

صاحبان غور و تامل علم تاریخ کو اکثر علوم پر اس واسطے شرف دیتے اور بہتر سمجھتے ہیں کہ تجربہ کاری اور مردم شناسی کے ملک میں پہنچنے کی راہ ہے اور وہاں کا سفر جسے تھوڑا سا بھی کیا وہ کچھ ہو گا کیونکہ دنیا کے کارخانوں کی بے ثباتی اور اولاد آدم کی بد نہادی اور نیک صفاتی سے نگاہ ہوتا اور انقلاب روزگار سے عبرت حاصل کرتا ہے اور اکثر امور دنیوی میں ایسی نگاہ ہو جاتی ہے کہ تفرس کو قوت پیشین گوئی کی اور زبان کو توانائی فال بیانی کی حاصل ہوتی ہے اور قیاس کو معراوے کے باعث یہ ملکہ ہو جاتا ہے کہ سبب دریافت سے انجام کا حال آغا حال میں کہہ دیتا ہے جیسا کہ اہل منطق صغریٰ اور کبریٰ سے نتیجہ نکال لیتے ہیں اور نتیجہ سُننے سے سبب کو معلوم کر لیتا ہے چنانچہ کسی ملک کے حکام اور اُمراء کے اطوار اگر مورخ کے روبرو بیان کیے جاویں گے تو غلبہ ہے کہ اہل حال کو بے تامل کہہ دیں گے۔ سو ان باتوں کے مورخ کا علم موجب اپنی فرحت اور غیر دنیوی راحت کا ہے اس لیے کہ اہل دنیا کی عادات اور حرکات اور نیرنگی زمانے کی جو ہمیشہ دیکھنے اور سُننے میں آتی اور نادانوں کے دل میں جبرست اور افسوس کو پیدا کرتی ہے اور میں شخص کو تنہا اور اجنبی نہیں معلوم ہوتی کیونکہ دنیا نے اپنی چال نہیں بگاری اور ہر کل کی باتوں کی نظیریں سلک کے خستہ مین ملتی اور تسکین بخش ہیں چنانچہ جس ناقدروانی کا شکوہ حافظ شیراز پانچ سو برس شہر کرنا اور فرما کر

بیت اہل ان راہم شربت زکات قندست بہ قوت و انامہ از خون جگر می نیم و ہوی
 حال اب بھی ہے اور قیامت تک بیگیا اور نصیب و مرہی پائیگا مگر باکھا نیگا اور کوئی گیسای
 لاؤ لا عقل اور علم کا کیون نہ وہ فرزندش اور کمال انکو عجاوین سیگا اور کوئی نہیں پوچھیکا کہ تم
 کس مرض کی دوا ہو الغرض مورخ کو تاریخ دانی عجیبے حلکی تسکین بخشی ہے اور اسکی صحبت جوان
 اور پیر عاقل اور جاہل مفلس اور تو نگریدا طوار اور نیک کردار کو مفید ہوتی ہے اور غنیمت بھی جاتی
 اور جب اس کے پاس یہ لوگ جا بیٹھتے اور احوال تاریخ کا سنتے ہیں تو کم سن کو عجائبات کے ہفت
 سے افسانی کا مزہ ملتا اور بوڑھے کو دوا یک باجر اپنے وقت کا شمال میں یاد آتا ہے اور عاقل کو
 مادہ تصور کا جمع ہوتا ہے اور جاہل بیچارہ بھی اپنے پیچھے من گھڑے کے سینکے لئے کچھ سیکھ لیتا ہے
 تو نگر عجرت پاتا ہے جب کارخانجات دنیوی کی ناپایداری کا حال سنتا ہے اور مفلس کا درد
 مایوسی دور ہوتا ہے جب کسی نقل کے شے سے دریافت کرتا ہے کہ بارہ برس میں گھوڑے کا
 بھی دن بچھڑتا ہے اور خدا اپنے بند کو تنبیہ دیکھ دیتا ہے مگر ہمیشہ مایوس نہیں رکھتا ہے اور بد
 خوف زدہ ہوتا ہے کہ دنیا بازار اقامت ہے جہاں سودا و دست بدست کا حساب ہے اور گناہ کا
 ثمرہ بھین پر ملتا ہے خصوص اور قصور کا جو مردم آزاری سے علاقہ رکھتا ہے اور نیک کردار کو
 اپنی رفتار پسندیدہ دکھائی دیتی ہے جب یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ صحائف تاریخ کے مطالعہ سے
 خلائق ہمیشہ نیک کرداری پر حسین اور بد اطواری پر نفیر کر لگی حاصل کلام ہر شخص اپنے مذاق اور
 استعداد کے موافق مورخ کی صحبت سے لذت یاب اور بہرہ مند ہوتا ہے اور ہر رتبہ اور بلند پایہ
 اس علم کا ہے جسکے وسیلے سے اتنی باتیں حاصل ہوتی ہیں لیکن ہزار افسوس کہ بعض اہل ہند جو
 اور علوم میں فضیلت پیدا کرتے ہیں اسکی طرف کم توجہ کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اس بات کو دل
 سے اٹھا دیتے ہیں کہ علم تاریخ سے لاعلم رہنا بہت میوہ ہے کیونکہ قطع نظر اور فوائد سے محروم
 رہنے کے صحبت اور ہم کلامی کے قابل ہر شخص نہیں ہوتا جو اس کو چے کی سی نہیں کرتا ہے چونکہ
 نبی سے کو علماء ہندوستان سے محبت قلبی ہے اور ماون بزرگوار زون کے فیضان صحبت سے

اتنا ملکہ اس غیر زبان میں پیدا ہوا ہے کہ یہ عبارت نے ہندوستانی کی مذکر کے لکھتا ہوں لازم ہوا کہ ایسی عنایت اور رحمت کے عوض میں کوئی ایسا تحفہ ان کے مذکورون کے جبین اگر دوسرا تحفہ نہ پایا جاوے تو اتنا تو ہو کہ نادر از ناب ہووے القصہ جس وقت کہ بازیچہ گردوں نے مجھے اپنا تماشا دکھا اور دست تقدیر نے کلکتے میں دوبارہ پہنچایا اسی فکر میں تھا کہ ایک ذریعہ ناچیز صفت جو ہر اعلیٰ دانشمندوں کی مجلس میں بیٹھا ہوا بوستان شش کے پھولوں کی بو سے دماغ عقل کو معطر کر رہا تھا کہ اتفاقاً دہر او دہر کی نقل اور حکایت اور اخبار اور روایت کے بیان میں کشور ختا کا ذکر آیا اور سوقت ایک بزرگ نے فرمایا کہ چونکہ اس ملک بزرگ کی تاریخ عرب اور ایران و ہندو کی کسی زبان میں لکھی گئی اس لیے ہندوستان کے علماء معتبر کو بھی ہانکے حال سے زیادہ قنوت نہیں ہے یہ سنی ہے میر خیال میں آیا کہ اگر کوئی ایسی تاریخ تالیف کیجاوے کہ سبیل حال اس ملک کے جزو کل حالات کو شامل ہووے تو نہایت مفید اور مقبول خاص و عام ہووے اور اپنا دلی مطلب حاصل ہو کیونکہ ایسے تحفے سے بہتر کمان میسر ہو کہ سلاطین کشور فضل و کمال کے حضور میں اوسی دیا کا یہ ادنیٰ اور کم مایہ رعیت مثل پیشکش حاضر کئے القصہ اس کتاب کی بنا ہوئی اور چونکہ ختا کا حال بالا جمال نگری زبان میں ہے اہل فرنگ کی دوسری زبانوں میں جو راویوں کی روایت اور سیاہوں کی سیاحت کے حال میں مرقوم اوں کا دیکھنا ضرور ہوا ورنہ نقشہ جو بندے نے اس تاریخ کا کیا نام رہتا اور جزو کل کا بیان نہوے الحمد للہ کہ اب پہلی جلد چھپ کر اڑن بزرگوار و کے حضور میں پیش کی جاتی ہے جنہوں نے اشتہار کے چھپنے سے اپنا اپنا اسم مبارک خبرداروں کے زمرے میں داخل کر کے راقم کو ممنون احسان فرمایا تھا غرض چونکہ بموجب اس شہتار کے یہ چاہتا تھا کہ یہ جلد اول سالکد ششم یعنی ۱۳۴۸ء کے اکتوبر مہینے میں قابل طبع ہے فارغ ہو کر جاری ہوتی اور وہ نہو کر اتنے عرصے کے بعد چھپی ہے اس محبت سے سبب یہ اور توقع کا بیان کرنا واجب معلوم ہوتا ہے اور مختصر یہ کہ بعد چھپنے اشتہار اور نمونہ کے عشرہ بھی نہیں گذرنا تھا بلکہ اکثر جگہ وہ پہنچا بھی نہ تھا کہ صدر دیوانی عدالت کے حکام با احتشام نے راقم کو عہدہ مترجمی میں مقرر کیا اس سبب سے فرصت کی قلت ایسی ہوئی کہ بجز

صبح اور کئی گھنٹے شب کے دوسرے وقت مطلق موقع نہ ملا کہ توبہ اسکی طرف کی جاوے فلانہ
 لکھنا ہوتا تو مدام کی سرکاری محنت کے بعد اسکی تصنیف میں صرف اوقات شغل حیرت وہ
 تصور کیا جاتا کیونکہ قصہ کہنا اور صرف لطافت اور سکے بیان میں کرنا دشوار نہیں ہے مگر تاریخ نوی
 کچھ چیز ہی اور ہے اگر یہ کتاب کسی اور زبان سے صرف ترجمہ اردو میں ہوتی تاہم کوئی ایسی زیادہ
 مشکل پیش نہیں آتی کیونکہ جس حال میں کہ اصل سے کبھی رہتی ہے تو بعینہ ترجمہ طابق اور سکے ہوتا ہے
 اور تلاش اور جستجو کی حاجت یا دوسری کتابوں کے دیکھنے اور ان کے ساتھ تقابل و مواجہہ کرنے اور
 بالکل کی روایتوں کو تطابق دینے یا غور و تامل کرنیکی ضرورت نہیں ہوتی ہے غرض اس تاریخ
 کی ترقیم کی یہ صورت ہوئی کہ باوجودیکہ راقم کو تاریخ نویسی کا مادہ موجود تھا کیونکہ ایام طفلی سے شوق
 اس علم کا رہا ہے لیکن با اینہم جب قصد مملکت خفا کی تاریخ لکھنے کا عزم ہوا تو اٹھائیس تک نہیں
 کئی زبانوں میں جنکی بیانیوں سے جلدین میں جمع کی کتین اور شروع سے آخر تک بالکل کو ساتھ نہایت
 تامل کے ایک دفعہ دیکھ کر ملاحظہ ثانی کرتے وقت جتنے مقامات قابل یاد کے تھے انکا خلاصہ
 لکھ لیا گیا، اسکے بعد تمام مادہ اصل اور فرع میں تقسیم کیا گیا اور اسکی تحریر شروع ہوئی الغرض اس
 تاریخ کو ترجمہ نہیں کہنا چاہیے کیونکہ اس وضع کی کوئی کتاب مملکت چین کے حالات کے بیان میں
 کسی زبان میں نہیں ہے محنت جو اس تاریخ میں راقم نے کی ہے اگر نصف کا حال بیان کیا جاتا
 تو وہ لوگ جو تاریخ نویسی کی دقت سے واقف نہیں حمل لاف زنی پر کرینگے لیکن چونکہ اہل خرد
 کے نزدیک حقوق کے انہار میں اگر کوئی لفظ افتخار کا آوے معیوب نہیں ہے اسوجہ سے جہاں
 متوائف کرینگے کی ہوتی ہے اس تحریر کی وقت کوئی امر ہے تمام تاریخوں سے رجوع کرنے اور اکثر
 بن تطابق پانے کے نہیں لکھا گیا اور جو بات کہ باوجود بعض تاریخوں میں مذکور ہوئی کے خلاف قیا
 کے معلوم ہوئے درج نہیں کی گئی اور جس صورت میں کہ راقم نے ویسی بات کو لکھا تو سچی اور سکے
 سبب شک کا لکھا ہے تاکہ اگر کسی دوسرے کی عقل میں وجہ اس امر کو معتبر سمجھنے کی باوجود راقم
 کے شبہ کرینگے ملے تو مجال فکر اور غور کرنیکی باقی رہے الغرض جب فرصت کا وہ حال آنی کا

تاریخ نویسی

کا یہ طور نہ ہو ہے تو شکایت کی جانب میں ہے کہ اس عرصہ ہوا بلکہ بعض دوست جو راقم کے عہد
 شہرچی کے کثرت کا رسے واقف ہیں انکو تعجب یہی ہے کہ کیونکر اتنی بڑی تاریخ اتنی قلیل فرصت
 میں بغیر کسی شخص کی مدد کر نیے لکھی گئی یہاں تک کہ چھاپے کی وقت طبع کی صحت بھی جو اکثر دفع
 دوستوں کے ذمے یا چاکرون کے سپرد اہل تصنیف اور تالیف کرتے ہیں راقم سے بالکل متعلق ہے
 ذیل میں کر دونوں جلدوں کے مادہ کا مندرج ہے اور اس کے ملاحظہ سے معلوم ہو گیا کہ نام اس
 کتاب کا اختصار کے لئے صرف تاریخ چین لکھا گیا ہے والا تاریخ کے سوا اس مملکت کی عظمت
 کی بالکل حقیقت اور جغرافیہ شہر اور پرگنہ اور ہر صوبے کا ساتھ تصریح کے مرقوم ہے یہاں تک
 کہ خاتیون کی زبان جو اس قدر اداق ہے اس کی حقیقت اور حاصل کر نیک طریق بیان میں آیا ہے
 حالانکہ تاریخ نویسی سے اور ان سب باتوں سے زیادہ نسبت نہیں ہے جلد اول میں دو دفتر ہیں پہلے
 دفتر میں ختا کے پندرہ صوبوں کا جدا جدا بیان ہے اور ہر صوبے کے نفس حیوانی اور نباتی اور
 جمادی کا احوال اور ہر شہر کی تجارت اور خرید و فروخت اور عجائبات طبعی اور صناعتی کا ذکر
 اور ہر صوبہ چین کی جماعت و قابلیت اور زرعت کی حقیقت اور اس کے ہندون کی طبعیت اور جہات اور ان کے
 علم و ہنر کا بیان ہے سوا اسکے فقو ختا کو ہر صوبے سے جو آمدنی کے محصول جناس تجارت
 اور خراج زمین اور محاصل ملک سے ہے سب کا حساب اس کتاب کے پہلے دفتر میں تفصیلاً لکھا گیا
 سوا ان باتوں کے بہت سے جزویات کی خبر دی جاتی ہے جس کا فقط اشارہ اگر کیا جاوے تو یہ
 فہرست زیادہ طول کھینچے اور اپنی حد سے گزر جاوے پہلی جلد کے دوسرے دفتر میں نظام ملک
 اور بند و بست سلطنت کا احوال بالتفصیل ادنیٰ سے ادنیٰ عہدہ دار کے اختیار سے درج ہے
 فقو کے دستور العمل تک ساتھ شرح اور تفسیر کے مندرج ہے اور چہرہ محکمے جو امر اور وزیر کے
 ہیں سب کی حد حکومت کہاں تک نہ ہے اور آئین سلطنت اور ضوابط العادت دیوانی اور فوجداری
 سب کی خبر تفصیل تمام میں مذکور ہے علاوہ اسکے خاتیون کے بالکل رسومات و تمدنی اور تہذیب
 اور تدفین اور مہمانیوں کے دستور اور کوشش اور صاحب سلامت کے قاعدے صفحہ

میں

بیان پر تفصیل اور مکتوب میں پورا ان حالات کے خاتیوں کے علوم اور فنون اور مذہب
 اور حکمت علمی کے تینوں بات تہذیب اخلاق اور تدبیر منازل اور سیاست مدین جو اس ملک
 ختم میں اور علم ریاضی کے تمام اصول یعنی چاروں فن ہندسہ اور حساب اور ہنریت اور موسیقی
 اور علم ریاضی کے فروع یعنی علم جبر افعال اور جبر المار و نیرنجات وغیرہ سب کا احوال اسی
 دفتر میں درج ہے اور غفور کی افواج خشکی اور بحری اور کوتوالی اور ضبط و ربط کا ذکر سب تفصیل
 کے کیا گیا ہے اور خاتمہ دفتر دوم کا خاتیوں کے فضائل اور زرائع کے بیان میں ہے لفظ
 کی دانست میں کوئی بات ادنیٰ اسی ضروریات سے بھی جو قابل بیان کے دکھائی دی ہے
 نہیں چھوٹی اور غالب ہے کہ جو بر گواران دو دفتروں کو ملاحظہ کریں گے وہ کشور خاکی حالات اور
 دستورات اور تکلفات اور عجائبات سے اس قدر واقف ہووین گے کہ بدولت تحلیف سفر و بیج
 سیاحت ملک ختالی سیرانی آنکھوں سے کریں گے غرض پہلی جلد میں یہ دو دفتر مرتب ہیں اور
 دوسری جلد جو سال آئند میں چھپگی اس میں تین دفتر مرتب ہیں اور پہلے دفتر میں ختا کے
 پادشاہوں کا تذکرہ حضرت نوح کی وقت سے ۱۱۰۰ سال تک ہے اور اس قدر قیام ایام یعنی نو آبادی
 دنیا سے آج تک ہر غفور کی عادات اور حرکات و سکنات اور مملکت ختا کی حالات ہر ایک کے
 عہد و ولت میں شرح دار بیان ہے اور اس دفتر میں تاریخ کے سوا اپنی نصیحت موقع موقع پر
 قلمبند ہے تاکہ کم سن اور نا تجربہ کار پڑھنے والوں کو راہ دنیا داری کی معلوم ہووے اور
 اسی خیال سے غفور و سکے خانوادوں کی ترقی اور ترقی کے اسباب با تفصیل مرقوم ہیں اور
 اس جلد کے دوسرے دفتر میں ملک ختن اور تبت اور پامچین اور جتنے ملک اور جزائر کہ
 باج گذار یا فرمان بردار ملک ختا کے ہیں کیسے کا ذکر نہیں چھوٹا ہے اور تیسرے دفتر میں اس
 لڑائی کا احوال ہے جو خاتیوں اور انگریزوں میں پہل ہوئی ہے الغرض اس دفتر میں
 ملاحظہ سے اصل حقیقت اس تالیف کی ظاہر اور یہ بات سب پر باہر بشیک ہوگی کہ کس قدر
 خشیت اور سعی سے یہ نسخہ مرتب ہوا اور اتنی باتوں کا مجموعہ بنایا گیا کہ اسے دیکھنے سے

علمای ہندوستان کی لاعلمی ملک ختا کے باب میں باقی نہیں رہی اور کوئی ضروری
 دست کے احاطے سے باہر نہیں چھوٹ جائیگی لیکن اگر میرے اتنے خون جگر کھائے
 بعد بھی کوئی امر قابل الذکر نہ ہو اور خطا نہ درج نہ ہو اور اب ادراک کو یہ تاریخ چین اس
 کمترین کی خطا پر چین جبریں کرے تو عند ربندے کا یہی ہے مصرع کہ سچ نفس بشر
 خالی از خطا نبود پس کشور ختا کے بیان میں جو خطا واقع ہوئی ہو عطا اوسکو معاف مانو

تاریخ چین

دفتر اول

باب اول

چین تاریخ دانی کے فغفرون پر واضح ہے کہ ایام قدیم سے مملکت وسعت آگین چین کا نام اور وہاں کی صنعت اور حکمت کا شہرہ تمام ہر اقلیم میں تھا لیکن سبب ہونے لڑا و رسم اور اس ملک کے لوگوں سے کوئی عقدہ وہاں کے فقیر و فطیمہ کا کہ کسی پر ٹھکرا اور جو کچھ کہ احیاناً کہیں ظاہر بھی ہوا تو لوگ اس سے فائدہ عجیب حکایت، غریب سمجھے یہاں تک کہ مقل او سے باور نہیں کرتے تھے اور اہل خبرت اور سپرکان نہیں دہرتے اور چونکہ اہل خطا اجنبی کی صورت سے نفرت کرتے اور خود بھی خطا جہتہا دی سے کسی اقلیم کی سیر کو کفایت سمجھتے تھے اس لیے اپنے ملک کو جس طرح لشکر کے قلب میں پادشاہ ہوتا ہے عین ہنہ زمین میں واقع جانکر بلقب چنگوی یعنی سلطنت درمیانی نامزد کرتے اور کہتے تھے کہ ان کے ملک کی چاروں طرف اور سب ولایتیں مثل خبائر کے اس بے حقیقتی کے۔ ازہ واقع ہین جیسے آفتاب کے گرد ستارے غرض غور اور جہل اس خیال کے باعث تھے کہ جب تجارت کے وسیلے سے اہل خطا کو عرب اور فرنگستان کے لوگوں سے راہ و رسم پیدا ہوئی اور ان ملک کی خوبیاں اس دیا میں مشہور ہوئیں جب ان کی یہ کج فہمیاں دور ہوئیں لمو لفظ

کہ تو سبے منبر سے بھبھ بن بھبھ ورا
مگر ایک سے ایک ہین کام کے

منبر پر نہ بھول اپنے اسے پرہنہ
تکستان میں ہین بھول اقسام کے

ہے نہتاب ہرچند عالم فسرور
چہ خوش گفت گویندہ نیکمرد

وہ بے بے حقیقت ہے ہنگام زلف
خدا پنج انگشت یکسان نکرد

الغرض چین کا نام جو اکثر زبانوں میں اندک تغیر اور تبدیلی کے ساتھ مروج ہے حتیٰ الان
سے سن نے میں آیا اور بعض خطائی مورخوں نے یہ بھی مذکور کیا ہے کہ غفو چنگی ہو گئی
نے بنگالے کی طرف ایک جنگی بہر بھیجی تھی اور وہ بہر جن ملکوں سے گئی وہاں شہرت اور سکے
نام کی پھیلی لیکن بنگالے کی کسی تاریخ کی کتاب میں اس کا ذکر نہیں ہے اور نہ کسی تذکرے
میں اس کا تذکرہ ہے اور قیاس سے بھی دور ہے کہ وہ قسمیہ کا شہر و اس جہت سے ہو
غرض یہ امر واقعی ہے کہ اس مملکت عظیم الشان کا نام و نشان ہمیشہ سے نزدیک دور
مشہور ہے چنانچہ ایام قدیم سے حکمت چین اور حجت بنگالہ عوام الناس میں ضرب لپٹا ہے
خاص ملک چین کی سرحد شمالی پر ملک تاتار واقع ہے اور مشرق پر بحر چین اور مغرب کو مینا
اور صحر اور بیابان تبت اور جنوب میں بحر محیط اور ملک مانگین اور خٹن اور دیو اخطا سے
سمندر تک جو شمالی اور جنوبی سرحد میں خاص ولایت چین قریب آٹھ سو کوس طول میں اور
مشرقی سمندر سے سرحد تبت تک ساڑھے ساٹھ سو کوس عرض میں ہے مگر غفو کی عکس
کی وسعت اس سے کہیں زیادہ ہے اور وقعت بیان میں نہیں سکتی اور اس کا حال تفصیلاً
آگے چل کے لکھیں گے انشاء اللہ تعالیٰ اور بیان اتنا ہی کافی ہے کہ اسکندری اور دارا اور
قیصر کے تابع دار اتنے بندہ خدا کہی نہیں تھے اور نہ اس وسعت کا ملک اون کے زیر فرمان
تھا اور نہ کیسی سلطنت کو ایسا قیام ہوا جیسا کہ اس جہان حادث پر حوادث میں مملکت
خطا کو دوام ہوا۔ **چنوی لمولفہ** دلا ملک نیا پہ مت جی لگا کہ پل بھر میں سب کچھ
یہ ہو گا فنا نہ دارا اور نہ وہ داوری نہ وہ چشمت فجاہ اسکندری نہ قیصر نہ اور نہ قیصر شری
نہ وہ ملک فیروزی و فرہی کہ کیا نہ شہر اربان پر قدم نہ کا توں کسری نہ خسرو نہ جم ہو ملک خطا کچھ
الکمال پر کہ مگر تاداد سپہ ذرہ نہ کہ اگر اسان نہ جوئی پر آئے تو دوم بھر میں کہہ اور ہی کر دکھا سے

عالم فسرور

چین

چین

حجبان اسے برادر نہ نماذہ کس دل اندر حجب ان آفرین بند و بس

باب دوم

بعض مویخ خطا کے ملک کو پندرہ صوبوں میں اور بعض سو نہ اور بعض اٹھارہ میں تقسیم کرتے ہیں لیکن اس اختلاف سے کچھ قباحہ واقع نہیں ہوتی ہے کیونکہ ہر شخص نے اپنے تحقیق کے اعتبار سے روایت کی ہے لیکن جن لوگوں نے ان باتوں میں تردد کیا اور انھوں نے یہ کہا ہے کہ حقیقت اس سلطنت با عظمت کی قسمت پندرہ صوبوں میں کرنی درست ہے پہلا صوبہ چلی کہلاتا ہے اور دارالامارت چچین او میں واقع ہے جب سردار تارکا دوا وہاں ہوا اس پادشاہ نے اس سوچ سے وہاں بود و باش اختیار کی تاکہ اپنے وطن سے قریب رہے اور اگر خطائیوں کا بلوہ عام ہوے تو اپنی سرحد تک پہنچ جاوے غرض جب اس کی سلطنت کو استحکام اور قیام ہوا اور خوف شائبہ بھی بیت سلطنت کی تبدیلی مھوئی مگر موسم گرامین غفورو اسطے تفریح طبیعت اور کسب راحت کے شہر جی ہول واقع سرحد تارمین جاتے ہیں اور وہاں کی سرزمین نہایت آئین اور آب و ہوا سے متعلقات آئین آگین سے حظ اوٹھاتے اور شکا رکھیل کر تے اور بارون کی آمد آمد تک رہ کر پھر دولت سرا چچین میں تشریف لاتے ہیں کہ اس صوبے کے شمال کی جانب دیوار خطا اور جنوب میں صوبجات شانوں اور ہونان اور پورب کی سمت سمندر اور پچیم کی طرف صوبہ شان سما کے پمارٹوں کی قطار واقع ہے اور زمین یہاں کی بے نشیب و فراز مثل کف دست کے برابر ہے اور چونکہ ریتی بہت ہے اور آفتاب کی تمازت شدت ہوتی ہے اس لیے مثل زمین اور صوبجات کی تیز اور زرخیز نہیں ہے پھر بھی چانول کی فصل اچھی ہوتی ہے غرض اگر اس صوبے میں دارالسلطنت نہوتی تو تین کروڑ اسی لاکھ باشندے جو یہاں بود و باش کرتے ہیں ان کی غذا کی صورت ایسی ناقص و ناقابل زمین سے میسر نہوتی لیکن چونکہ چچین کا شہر مائے تخت اور ساری مملکت کی تجارت کا مچ ہے اور تجارت

یہ صوبہ چلی کہلاتا ہے اور دارالامارت چچین او میں واقع ہے

یہ صوبہ چلی کہلاتا ہے اور دارالامارت چچین او میں واقع ہے

یہ صوبہ چلی کہلاتا ہے اور دارالامارت چچین او میں واقع ہے

اور بیار یون کا مجمع اور بوسیلہ دریا مخصوص بذریعہ نہروان کے دو بان تک پہنچے ہیں
 وقت اور کلفت کم ہوتی ہے اس سبب سے پچیلی کے لوگ قحط کی صورت بدخواہی میں بھی
 نہیں دیکھتے ہیں اس شہر کے باشندے صاحب علم یا اہل حرفہ کم نکلتے ہیں لیکن لڑائی بھڑائی
 کے قابل خوب ہوتے اور دونوں قوتیں جو سپاہی کو لازم ہیں اور بدو ان کے سپاہگری
 میں خامی اور ناتامی رہتی ہے یہاں کے باشندوں میں پانی جاتی ہیں یعنی طاقت جسمانی
 اور قوت طبعی کیونکہ اگر پہلی قوت نہ ہو تو لڑائی کی ضروری ورزشوں میں قصور پایا جاوے
 اور دباو مارنے اور کشش و کوشش کر نیکی تو انسانی نہوے اور دوسری قوت جب تک
 نہیں ہوتی ہمت اور جفاکشی اور بھوک پیاس کی شدت کی برداشت اور میدان جنگ
 میں زخموں سے ہلگیری اور موت سے چا پٹمی کی غیر ممکن ہوتی ہے الغرض پچیلی کے
 باشندوں میں یہ دونوں قوتیں ہیں اور جنگ و جدل کی طرف طبیعت انہی بہت میلان
 کرتی ہے لیکن کسب علم میں توجہ کم ہوتی ہے دارالامان پچپن کا شہر بہت بڑا ہے اور
 ارشہ کل مرتبہ تطلیل کوکوس کے عرصے میں ہے اور شہر پناہ کی دیواریں ہاتھت زیادہ
 اونچی اور زریہ دیوار ایک چوڑی اور گہری کھائی گھدی ہوتی ہے اس دیوار کے اوپر شہر
 گرنے کے فاصلے پر چاروں طرف برج ہیں اور انکی بلندی دیوار سے ستائیس ہاتھ اونچی ہے
 اور برج کے دو طبقے ہیں پہلے میں توپیں چبی ہوئی ہیں اور دوسرے طبقے میں پھر چوکی کے
 سپاہی رہتے ہیں شہر پناہ کی دیوار کی نیو شہر ہاتھ چوڑی ہے اور فاصلے کے اوپر اتنی ہے
 کہ بارہ سواریں ہوے اوپر گھوڑا دوڑا سکتے ہیں جسوقت کوئی مسافر فرنگستان کے کسی
 شہر کے قریب آن پہنچتا ہے تو بڑی عاتقین شاندار اور گرجوں کے منار دور سے دکھائی
 دیتے ہیں اور علیٰ ہذا القیاس اہل اسلام کے شہر چنانچہ قسطنطنیہ کے نزدیک جب آدمی پہنچا
 مسجدوں کی گنبدیں اور بالاخانوں کی چھتیں اور مناروں کی چوٹی پہلے دکھائی دیو گی مگر
 پچپن کا حال سکبر عکس ہے یعنی جب تک شہر پناہ کی دیوار اور دیوڑیاں طے نہیں ہوں

ایک چولی کی صورت دکھائی نہیں دیتی اور سارے شہر میں ایک بھی ایسی عمارت نہیں ہے کہ جسکی بلندی شہر پناہ کی دیوار سے زیادہ ہے اور اگر تیر بھر کے فاصلے سے کسی شخص نے شہر پناہ کی دیوار باہر سے دکھائی دیکھا تو یہ سمجھے کہ کسی میدان وسیع میں دیوار کھینچ ہوئی ہے اور بڑے بڑے برج و برجائوں کی مانند جگہ جگہ بنے ہوئے ہیں لیکن جب وقت صبح و روز کے اندر قدم رکھیں تو شہر بارونق اور پر تکلف دکھائی دیکھا عین شہر کے سچ میں سے ایک چوڑی شرک گئی ہے اور دور رویہ دوکانیں جن میں ہزاروں طرح کی جنس تجارت کی جاتی ہوئی ہیں اور ہر دوکان کے سامنے اقسام رنگ کے فیل پکا کوئی شہرے کوئی روپیلے صیقل کے ہوتے اور اوپر اوسے دوکان کی چیزوں کی فہرست اور بیچے والوں کی طرف سے اونکی تعریف لکھی ہوتی ہوتی ہے اور دوکانوں کی دیواریں اقسام طرح کے رنگ سے رنگی ہوئیں ہیں اور ہر پیلے پائے پر جھنڈیاں طرح طرح کی اوڑنی رہتی ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ بازار کے دونوں سمت کیفیت باغ و لبستان موسم بہارستان کی سی پائی جاتی ہے **شہر کی** دوکانیں قطعاً ہر دوکان سے انوع چیزیں چھینیں کہ کسی سمت میں نہ تو بازار ہے کہ کسی جا پہ پھولوں کا انبار ہے کہ مٹھائی کی دوکان پہ لکیر ہجوم کہ شہر چھبسی کرتی ہے جھوم کہ مٹھائی جو فرما دلت دھرے کہ تو شیرینی سے دل اپنا کھٹا کرے کہ کوئی سرخ رو پاں ہے بیتھا کہ رنگ تان سے جان ہے ایتھا کہ جہاں عطر والوں کی دوکان ہے تو پھر وہاں حطر دل و جان ہے کہ کھلونے عجائب دھرے کہ طرٹ و غم دل جسے کہیہ ہو برطرف کہ جواہر کی دوکان پہ ایسی چمک کہ خود جو ہر رون میں نہیں کہ دمک کہ بین طلسم چین کی پوشاک ہے کہ شائق کا دل او سپہ صد چاک ہے کہ ہوتی شب تو بچھ رہے عجائب سما کہ کیسے منور زمین آسمان غرض خوبان ایسی اسے دوڑیں کہ نہ کیونکہ آخر ہے بازار چین غرض چینی چیزیں دوکانوں میں چنی ہوئی ہیں اولوں میں سے تابو است نہانے والوں کے صندوق میں تو تکلف ہوتا ہے دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے تمام

مملکت ختاین اس پیشے کے لوگ کثرت سے بن اور مردوں کی قدر و تعظیم و ختاین
 کی جاتی ہے روسے زمین پر کس بن نہیں ہوتی اوسکا حال شرح وارد دوسرے دقمرین بیان
 ہوگا چپ چین کے شہر کی دو تقسیم کی گئی ہے ایک کا نام ختائی شہر اور دوسرا تاتاری شہر
 کہلاتا ہے اور مورخوں میں اختلاف ہے کہ کس عہد میں یہ دو تقسیم شہر کی ہو تیں بعضوں
 کی روایت یہ ہے کہ جب سہس ملک میں مغلوں کی سلطنت سنہ ۳۱۲ھ میں مسیحی میں قائم ہوئی
 اوس قوم کے چنے لوگ تھے اہل چین سے الگ ایک جگہ جدا بود و باش کرنے لگے چونکہ
 اوس محلے کی عمارتیں اونہوں نے بنائیں تھیں اس لیے اونکا سکون اونکے نام سے
 نامزد ہوا اور بعضے کہتے ہیں کہ جب مانچو تاتار کا دور ہوا جن کے خاندان میں بلغل ہانکی
 سلطنت ہے اون کے رہنے کے لیے شہر کا ایک قطعہ ختائیوں سے الگ مقرر ہوا
 اور وہ تقسیم یہی ہے کہ چپ چین کا نصف شہر تاتاری کہلاتا ہے اور ایک دیوار اونچی اور
 چوڑی اونسکے چاروں طرف چھینچی ہوئی ہے تاکہ علی کی صاف معلوم ہو اور یہ حصہ
 چپ چین کے شہر کا نہایت آراستہ اور پیرستہ ہے دارالامارہ کے شہر کی راہیں چوڑی
 اور سنگی بنی ہوئیں اور دوکانیں بوقلموں ساتھ ارشیں گوناگون کے سجدی ہوئیں ہیں لیکن نگلی
 کوچے کا حال تباہ ہے یعنی بیشتر مقام پر سبب نگلی کے صرف ایک دی کے جانیکی ہا
 ہے اور کہیں کہیں ہستی نگلی ہے کہ اگر راہ چلنے والے دہنے بائیں ہاتھوں کو پھیلاتے تو دونوں
 پہلو کے مکانات چھوے جائیں اور چونکہ کلیان کچی میں گریون میں گرد و غبار سے اور
 برسات میں کیچر سے لوگوں کو سخت حیرانی ہوتی ہے شہر کے نور وازے نہایت نادر
 اور اون میں سے جنوب کی طرف تین قریب قریب واقع ہیں اور بیچ کا دروازہ مغفور کے
 رہنے کے قصر عالی اور محل سرا اور دیوان خانے اور محکلات سلطنت کا ہے اور یہ سب
 عمارتیں ایک جا پر ہیں بلکہ مغفور کے ہر طرف کے علاقہ دار اوسی ایک دیوار کے احاطہ میں
 رہتے ہیں اور اوسے عرصے میں جو اڑھائی کوس کا ہے سارا کا رخانہ نظام انتظام مملکت

اور بند و بست ولایت کا دولتماندہ فغفور کا واقع ہے ہر چند کہ یہ جگہ میں شہر کے درمیان ہے
 پر صنایع اور کاریگری کی بدولت باغ اور صحراؤں کی فضائیت اور سبزہ اور آب و ہوا کی
 کیفیت وہاں حاصل ہے چنانچہ ایک نہر فغفور کے دولتماندے سے نکلی ہے جو آب زلال سے
 بلبل بہتی ہے اور دونوں کنارے کی زمین میں کسیرت سبزی کی لہک اور کھین پھولوں کی
 مہک کسی جا رنگت گل کا ڈھاپاں اور کسی جانب ریحان اور سنبل سے کیفیت چمن اور ہر
 پانی کی لہر سے دل لہراتا اور ہر سبزے کی بہار سے جی بھرجاتا نہر میں پانی کا زور و زخون بہ
 چریوں کا شور اور ہر ٹیلے کا فرہ اور اوہر دہن کوہ کی فضا غرض عجب طرح کی کیفیت تمام
 ہر صبح و شام حاصل ہے کہ جسکی تعریف میں کلام نچھون کے بھی خام شہرتے اور بیان
 کا ملون نام دہرے جاتے **نظامی** سوادش ز لب سبزہ و مشک بید چوباغ ارم
 منبتش صد امید بہشتی شدہ بشیہ پیرش دگر کوثرے بستہ برداش پڑتیہ و دراج و
 کلبک و تدر و نیابی تھی سایہ بید و سرو پگرائیدہ بوش بر آسودگی فرو شستہ فاش
 ز آلودگی ہمہ سال ریحان اور سبزی شاخ ہمیشہ در و ناز و نعمت فراخ پڑنیش باب غشتہ
 اندہ تو گوئی در و زعفران کشتہ اندہ خرامندہ بر سبزہ آن زمین خیالی نیابی بخر خرمی
 اور لطیف تریہ ہے کہ اون سب تکافات پسندیدہ میں بسیاختہ پن پایا جاتا ہے اور اکابر
 بے تکلفی میں بھی ایسا کلائے ہے کہ اوسکی تعریف ہو نہیں سکتی کیونکہ کمال تقلید کا یہ ہے کہ
 ہو ہو اصل معلوم ہووے اور یہ بات اس چار دیواری کے درمیان اتنی پائی جاتی ہے
 کہ کسیکو تیز نہیں ہو سکی کہ لوق و دق شہر کے اندر دہات اور صحرائ کی کیفیت فقط حکمت اور
 صنعت کے رو سے میرے بلکہ ظاہر اسباب یقین میں ہوتا ہے کہ ایک صحرائ میں
 عمارتیں بنائیں گئی ہیں اور کئی بڑی بڑی جھیلیں اس میں کھدی ہوئی ہیں جسکی خوبان قابل دید
 و شنید میں القصہ ان جھیلوں کے درمیان جو صنایع جزیرے بنے ہوئے ہیں اون پر
 فغفور کی محلہ ترین اور دولت خانے ایسے موقع کے ساتھ واقع ہیں کہ ان کے اوپر سے

سمجھو ایک ہی بچہ کے دیا اور صحران اور کسار اور باغ و چمن اور سرسبز زار اور حمان کے تمام طرح
 حسنہ کی کیفیت معلوم ہوتی ہے غرض جب فقر و مہین چپین کے باغ و چمن کی حقیقت
 بیان ہو ویکی اس حکم کی کیفیت تحریر میں آئیگی۔ شہر چپین میں تیس لاکھ سے زیادہ باشندے
 ہیں بلکہ بعض اویوں کی روایت ہے کہ تیس لاکھ ہیں غرض اس حساب کو و شخص بہت
 نہیں سمجھیکا کہ جو اس شہر میں ایک دفعہ بھی چھرا ہو گا خلاصہ یہ کہ اس نوکوس کے دائرے
 میں ایک خطائی عورت کی صورت نہیں دکھائی دیتی ہے اور صرف مردوں کی ہفتہ
 کثرت ہے کہ شانے سے شانہ چھلتا ہے اور جب طرے دوسرے ملکوں میں میلے پھیلے
 کے دنوں میں جمعیت ہوتی ہے اور جگہ کی تنگی کے سبب ایک دوسرے پر گرا پڑتا ہے
 چپین میں ہر روز ویسی ہی کثرت ہے اور جب کہ اس کثرت میں بجز چند مستورات تیار
 کے کسی اور عورت کی صورت دکھائی نہیں دیتی تو قیاس کے لئے کافی ہے کہ زن و مرد
 ملا کے کتنی خلقت ہوگی کیونکہ بجز تبت کے جہاں خلقت مرد کی عورت سے سہ گونہ زائد
 ہے ہر ملک میں عورت کی کثرت مرد سے زیادہ ہوتی ہے تو ظاہر ہے کہ وہاں بھی مستورات
 نوکوس سے زائد ہوگی غرض جب کہ سواری پادشاہی امرایا شہر کے گہرا کی جلوس کے ساتھ شہر
 میں نکلتی ہے اس وقت خلق کی ایسی بھیر ہوتی ہے جس طرح چوٹیاں ماند سے نکلتی ہیں اب
 یہاں کوئی گمہ سکتا ہے کہ ایام قحط میں اس شہر میں بڑی تباہی ہوتی ہوگی کیوں کہ جس
 صوبے میں اتنے لوگ ہوں اور وہاں اناج کی پیدائش مطابق خرچ کے نہ تو پھر وہاں کی
 تباہی کا کیا پوچھنا ہے لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ فقروں نے ہمیشہ کے لیے ایسا بندوبست
 کر رکھا ہے کہ اگر آٹھ برس تک بھی برابر قحط رہے تو چپین اور چاروں گرد کی استیوون
 باشندوں کو سرکار سے برابر خوراک پہونچائی جاسکتی ہے غرض اس فیاضی کا حال اب کے
 چل کے کھلے کا خصوص فقر و مہین اس کا بیان تفصیلاً مرقوم ہے۔ مہین کی قوم ہے
 ایک سردار تار ذی شعور عالی و فار کو چپین کے شہر کی کوتوالی کا عہدہ ہے اور پادشاہی

انبار خانے اوسیکے سپردہین جو قحط کے اندیشے سے ہمیشہ ذخیرہ ان سے معمور رہتے ہیں اور دارالامارت کے اطراف میں بڑے بڑے دس شہر ہیں جن میں چانول کے گولے بہت ہیں اور اردن کو بھی معمور رکھنا اوسی سردار کے ذمے ہے غرض سچ تو یہ ہے کہ اوسے اقلیم کے پادشاہ کو قبلہ عالم کا لقب تنازیب نہیں دیتا ہے جس طرح خسا کے شہنشاہ کو انکو اپنی رعیت کی پرورش اور اوسکی بہبودی کے لیے کوشش کرنے کو سب کاموں سے مقدم اور سب مہموں سے عظم جانتا ہے اور قحط سال کے ایام میں انبار خانے کے دروازے وارہتے ہیں اور لوگ فکر اذوقہ سے رہا اور سب طرح کا خرچ اور خزانہ کی اس سرکافض آثار سے معافی ہوتی ہے اور غفور و الاشعور یہاں تک اپنی رعیت کے ساتھ فیض خاوندی سے پیش آتا ہے کہ خالق کی خنکی کے آثار مخلوق کے دہن دلچغبات تک نہیں لاتے * * * یحییٰ کا ناظم باوجود اس جاہ و جلال کے شہر کو تو ال کھانا ہے اور تمام شب شہر میں اوسکو گشت کرنا ہوتا ہے تاکہ اپنے اپنے پہرون پر سپاہی اور چکیدار ہوشیار اور اپنے کام سے خبردار رہیں اور اسکے تابع کے جتنے لوگ ہیں ایسے ہوشیار اور دیانت دار ہیں کہ تو کس سطح کی چوری یا سرزوری کم ٹھہوریں آتی ہے اور اگر کسی نے مہینوں کی سعی اور محنت سے لقب بھی کھودی تو مال کے لیجانے میں سلامت جانا اور جان بچانا محال ہوتا ہے پھر رات کے بعد شہر کے سب دروازے جو شرک کے موثر واقعہ میں بنا ہوتے اور اون پر دربان کھڑے رہتے ہیں اور بجز طبیب کے یا جو اس کی طلب میں جاتا ہے کسی اور کو مکان کیا گیا گذر کرنے دیوین اور جو لوگ اس طرح جانے بھی پاتے ہیں تو بے مشعل کی روشنی سا تھپے آمد و رفت نہیں کرنے پاتے اور بے ثباتی و دق شہر حسین تمام روز شور و غوغا سے حشر پارتا شکوہ محلہ خاموشان ہو جاتا ہے کیونکہ شادی بیاہ ناچ رنگ کھانا پینا محفل مجلس و ہر طرح چرچا پھر شب کے اوہر ہی تمام ہو جاتا ہے اور بعد دروازوں کے بند ہونے کے کسی کی مجال نہیں کہ دروازے کے باہر قدم رکھے یا اپنے مکان میں بھی غل غوغا مچاوے اور دن کو بھی

ہر گلی کو چے مین کو تو ال کے پیادے نشین مین تاکہ کوئی شخص فتنہ و فساد اور سیر حلی بے ادبی
 کرنے پاوے اور یہ لوگ ہر وقت کمر بستہ کمر مین تلوارین باندھے اور ہاتھ مین چابک لیے
 کھڑے رہتے اور حکم شاہی یہ ہے کہ وہ بے تکلف اور شخص کو باٹھیں خواہ ادنیٰ خواہ
 اعلیٰ جس سے کوئی حرکت خلاف ادب اور تہذیب کے سرزد ہو وہ بے غرض اس نظام
 و انتظام اور ربط و ضبط کے سبب سے چپین مین یہ امن و امان ہے کہ روئے زمین کے
 کسی شہر مین شاید نہ ہو وہ اب ذکر سابق سے یہ گمان نکلیا جائیے کہ چپین مین ہر شخص
 تو نگراور مایہ ور ہے یا کسی کو تنگی اوقات نہیں ہے کیونکہ کثرت خلاق کے سبب بیشتر فنی
 اوقات ایسی ناچاری سے کٹی ہے کہ مفلسی اور تنگدستی حد سے گزر جاتی ہے چنانچہ خشک
 اور نمک اور کبھی ایک آدھ لسن اور پیانی گره کے ساتھ اونکی غذا برسوں ہوا کرتی ہے اور
 دودھ اور گھی کا تو کیا ذکر ہزاروں کی عمر کٹ گئی ہے لیکن روٹی کی صورت اونھوں نے
 نہیں دیکھی بلکہ بعض کے حق مین قحط عام کے ایام باعث مرست تام ہو جاتا ہے کیونکہ
 سرکار سے اونہیں کو کھانا نیکو ملتا ہے اور ان بیچاروں کی پوشاک کی یہ صورت کہ بلی مزائی
 مشابہ غلی کرتے سے موٹی چکٹ کپڑے کی گلی مین پیری رہتی ہے اور اوسط حکا ایک پایجامہ
 اور گھاس کی بنی ہوئی ٹوپی سر پر اور گھاس ہی کا بنا ہوا جوتا چڑھا رہتا ہے اور غالب ہے
 کہ بدن پر سے یہ کرتا اور پایجامہ دم بھر کے لیے برسوں نہیں اور تاجب تک کہ چھتر و فنی
 نوبت اور دوسرے جوڑے کی بہت حاجت نہیں ہوتی ہے اور شہر چپین مین گرانی
 ہمیشہ رہتی ہے یہاں تک کہ اہل حرف مین سے جو بہت کامل مین اوں کو اگر آٹھ آنے روزا جر
 کے ملین تو وہ غنیمت سمجھیں اور اکثر غریب فقط کھائے کپڑے پر خدمت نگاری کرتے ہیں اور
 چونکہ یہ سب باتیں فقور کے حضور مین روشن مین اسی سبب سے چانول اور جوار باجر کے
 ذخیرے سرکاری انبار خانوں مین ہمیشہ معمور رکھے جاتے ہیں ورنہ ایک سال کے قحط مین
 نقشہ چپین صغیر روئے زمین سے مٹ جاوے بلکہ اطراف و جوانب کے کانواؤں پر

بھی نسبت اور نابود ہو جاوین اور بعض سیاحوں کا یہ بیان ہے کہ حوالی دارالامانہ کی سستیوں
 میں لاکھوں آدمی ہر سال ایام سرما میں سردی کی شدت سے مر جاتے ہیں اور لباس گرم
 تو کیا اوڑھنا بچھو اناتک میسر نہیں ہوتا اور نہ کوئلانہ لکڑی اونکے نزدیک ہوتی ہے کہ اوسے
 جلانے کے سختی سرما کو دور کریں اور اگر جنگل پس ہوتا تو وہاں سے غربالکڑی چن لاتے اور جلانے
 بلکہ سیکڑوں کو س تک کف دست میدان رگستان ہے اور علاوہ اوسکے جاڑوں میں مغلسی
 سے اور گرمیوں میں امراض حارہ سے کہ جبکہ سبب طہر اکساف کو پھ اوڑنگی مکانات اور
 ہر گھر میں کثرت باشندوں سے بے ہزار لوگ ضائع ہوتے ہیں باوجود اسکے آبادی کا وہ
 حال ہے جو مذکور ہوا اب لازم ہے کہ کچھ بیان اون شہروں کا کیا جاوے جو بعد دارالامانہ
 کے صوبہ چیلی میں قابل تذکرہ کے ہیں * واضح ہو کہ دوسرا شہر چیلی کے صوبے میں ٹوئین فو
 کہلاتا ہے اور بعد از اسطنت کے اسکا رتبہ معلوم ہوتا ہے اور چیلی کا ناظم ہمیشہ سپہین
 بود و باش کرتا ہے اسکی سرزمین بہشتیہ اور زرخیز ہے اور تمام صوبے میں سوا چھپس کے
 ایسی آبادی کسی میں نہیں ہے * یہو کین فو تیسرا شہر چیلی کا ہے اور بنجر اسکے اس شہر کی کوئی
 دوسری بات مشہور نہیں ہے کہ فیما بین حدود اسی شہر کے ٹین چن نام ایک دوسرا شہر ہے
 جسکو لازو مکارٹ نے بہادر پادشاہ انگلستان کے سفیر نے طویل عرض میں برابر لندن
 ٹھہرایا ہے حالانکہ خطا کے شہروں میں اوسکا رتبہ بہت کم ہے * چوتھا عالی شان شہر اس
 صوبے کا چھین تین فو کہلاتا ہے اور وہ اسقدر وسیع ہے کہ تیس شہر اوسکے توابع ہیں اور
 اوسکے شمال کی طرف پہاڑوں کی ایک قطار ہے جس میں قہام طر حکی جبری بوئی پانی جاتی
 * بیان تین فو کا شہر قریب سندر کے واقع اور کاغذ وہاں بنتا ہے اور چاروں طرف سے پہاڑ ہیں
 جس میں ٹین کے بہت سے محل ہیں * ٹیوٹون فو ایک شہر بزرگ اور عظیم الشان ہے اور عمارتیں ہیں
 کثرت سے اور خوبصورت ہیں اور رستے بہت صاف اور وسیع اور ترپو لیے جگہ جگہ نہایت
 پر تکلف ہیں اور یہ ترپو لیے بطور یادگار کے اون لوگوں کے لیے بنے ہیں جو سپا لکڑی یا علم

نہرو یا خیر خواہی سرکار یا اور کسی امر میں مشہور تھے اور جس طرح نورنگستان کے شہروں میں ہمار
 وغیرہ ان باتوں کے لیے سرکار سے یا اتفاق رعایا سے بنائے جاتے ہیں اور جس طرح ختاہن
 تر پولیوں کا دستور ہے کہ نام دروں کے بقا سے نام و نشان کے لیے تیار ہوتے ہیں چونکہ دیوار
 ختاہن اس جگہ سے بہت قریب ہے اگلے دنوں میں جب چین میں ملکی پادشاہ تھے وہ لوگ
 خوف سے یوش تاتار کے چند قلعے اس جگہ پر حفاظت ولایت کے لیے تعمیر کیے تھے اور
 اب ہر چند بسبب متحد ہونے پادشاہ خطا اور تاتار کے اور اس کی کچھ حاجت نہیں ہے مگر کچھ بھی
 وہ عمارت قدیم موجود ہیں اور ان میں بدستور سابق فوج متعین رہتی ہے کیونکہ دہشتہ ایک بار
 اس صوبے میں ایک اون شہر میں لیکن جبکا ذکر ہوا فقط اونھیں کا حال بیان کے قابل تھا
 اس لیے معرض ارقام میں آیا۔ صوبے چیمپلی کی سرزمین میں یہ خاصیت زور سے کچھ غصہ
 سے تین میں شور ہے یعنی آب و ہوا و خاک میں شوریت حد سے زائد ہے چنانچہ بعض گزلیوں
 میں اگر صبح کی وقت میدانوں پر نظر کیجئے تو یہ معلوم ہووے کہ ایک سپید چادر کا فرش کو سون
 نکم بچھا ہوا ہے اور یہ فقط شوریت سے ہوتی ہے جو شب بھر میں جم جاتی ہے۔ اور ہوا میں
 یہ شوریت ہے کہ باوجود اسکے کہ غربانہایت کثرت سے چھوٹے چھوٹے غلیظہ اور تنگ کانوں
 میں رہتے اور اکثر گھروں میں یہ حال ہے کہ اونکے رہنے والے تمام شب گویا ایک کے اوپر ایک
 پڑے رہتے اور دن کو جب آدھے سے زیادہ اپنے کاربا میں نکل جاتے ہیں تو باقی کو بٹنے
 پھرنے کی حکمتی ہے اور باوصف اسکے کہ شہروں کی گلی کو چپے کہ افت سے بھرے رہتے
 لیکن باہر انہم بسبب شوریت ہوا کے وبا اور امراض مہلکہ جو دفعتاً اور ملکوں میں دکھائی دے
 اور عالمگیر ہوتے ہیں صوبہ چیمپلی میں سونے میں نہیں آتے اور دوسری دلیل شوریت ہوا
 یہ ہے کہ ہر طرح کے مالوالت چیمپین میں بے شرے اور گندیہ ہونے رہ سکتے ہیں یہاں
 کہ مہلیان غیر نمک سود دو مہینے تک بازاروں میں فروخت کیواسطے کھی رہتی ہیں اور ان
 شہرین تیسری دلیل یہ ہے کہ برس کے نو مہینے پانی شب کو جھانٹا ہے اور اس پانی میں یہ شہر

ہوتی ہے کوجب وہ جمجھاتا ہے تو دو ہوپین گنٹھوں کے پٹیلے رکھا رہتا ہے سو اسے اسکے پانی کی
 شوریت اسی سے ظاہر ہے کہ اگر پانی جوش کیا جاوے تو دو گھنٹہ کے بعد اسکے اندر چارون
 طرف سے ایک سفید تلمانی کی طرح جمجھاتی ہے الغرض زمین و آب وہو اسب شور ہیں لیکن عزت
 پھر بھی بڑی نہیں ہوتی اور اہل خسا کی جدو کہ او محنت و مشقت کے آگے جبلی خاصیت نہیں کی
 بھی دو ہو جاتی ہے ۛ دارالامارہ پچپین کے مغرب کی سمت برج بابب یعنی گوشہ شمال مغرب
 پہاڑوں کی قطار ہے اور اون میں ہر نین نافہ دار پیدا ہوتی ہیں اور چونکہ یہ جانور مثل اور ہرن کے
 گلے میں نہیں رہتا اور ایک دو پھاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھا ہوتا ہے اور ایسے اونچے مکانوں پر
 سکونت اختیار کرتا ہے کہ اوسکی بلندی پرندہ دیکھ کر تھرائے اور وہاں تک جانے میں دوندہ کا
 کلیجہ اٹھ نہ جلا آئے اور دوندہ کا پانورہ چاروں سمت سے تحقیقات کا حصہ اوسکی عادات اور
 حرکات کی نہیں ہوتی اور شاید نوویلی لیکن اہل تبت و تاتار اور خطایوں کی روایت یہ ہے اور
 فرنگستان کے پادریوں نے بھی اوسکی صداقت پر گواہی دی ہے کہ ترکیب اس ہرن کی اور
 ہرن کی طرح کچھ ہے اور کچھ بکری کی طرح ہے لیکن سینگ نرا اور مادہ کیسیکو نہیں اور ذیل فول
 قد و قامت بھی بنگالے کی بکری سے زیادہ نہیں لیکن نزاکت اور چابکی حد سے زیادہ اور سبک
 اور چالاک و اس قدر ہے کہ ہوا اور بجلی اور سبب دینی مبالغہ نہیں اور اس ہرن کے مادہ کی فہم
 میں مشک نہیں ملتا اور نر کی ناف پر ایک پھیلی میں مشک ہوتا ہے ۛ اب سنا چاہیے کہ خدا
 کریم نے چونکہ ہر جاندار کو اپنی حفاظت جان کی تدبیر سنبھادی ہے اس لیے اس ہرن کو نینگ
 کے عوض مشک اوس نے عطا کیا ہے کیونکہ امر تحقیق ہے کہ جب شیر یا بھیر یا یا اور دزدے
 کا خوف اوس کو ہوتا ہے تو مشک کی بو کا بھہرے ہیطرح سے چھوڑتا ہوا گزیرتا ہے کہ اوس کا
 دشمن بیہوش ہو کر گر پڑتا ہے اور بعض اوقات دوسرے بکری کی شدت حرارت اور یہ بو سے
 دماغ فوراً پھٹ کر جاتا ہے اور یہ پہاڑیوں کی روایت ہے کہ خدا حاصل کرنے کے لیے خداوند
 تعالیٰ نے اس ہرن کو مشک عطا کیا ہے اور اوس کا بیان یہ ہے کہ یہ جانور سانپ کو کھاتا

سورج

سورج

سورج

سورج

سورج

اور سوا اوکے گوشت کے دوسری غذا نہیں کرتا اس لیے جب سانپ کو دیکھتا ہے شک کی
 بو سے اوکو بیہوش کر کے کھا جاتا ہے غرض یہ بات مثل فسانے کے معلوم ہوتی ہے اور
 اگر سچ بھی ہو تو تعجب نہیں کیونکہ شک کی بو سے سانپ دیوانہ ہو جاتا ہے اور یہ تحقیق ہے
 کہ کسی کے پاس اگر زیادہ مشک ہووے تو سانپ اوکو نہیں کاٹتا ہے بہر حال اس شک
 کی تین قسمیں ہیں سب سے بہتر وہ جو تھیلی کے اندر مثل سنگ کے سخت جما ہوا ہوتا ہے اور اوکو
 ساخت یہ ہے کہ اگر سوت کو لسن کے گرد میں مل کر شک پر ذرہ سا گھیسے تو لسن کی بو سوت
 سے اور جاگی اور دوسری قسم شک کی وہ ہے کہ جین چھوٹے چھوٹے دانے ہوتے ہیں اور
 وہی ہندوستان میں بکے آتا ہے اور تیسری قسم مثل روغن کے ہے لیکن وہ دوا کے کام آگیا ہے
 اور پہلی قسم کو دوسرے ملک میں لیجانا اور بیچنا نہایت ممنوع ہے اور فقط غفور کے حضور
 میں پہنچایا جاتا ہے اور ان کے اقربا کو جو قربت قریب رکھتے ہیں تقسیم ہوتا ہے اور ان کو اس کا
 ملنا محال ہے۔ تین طرح سے اس جانور کا شکا ہوتا ہے ایک یہ کہ جب شکا ریون نے دوسرے
 دیکھا یا تانگا کیا کہ ہرن کسی مقام پر ہے تو تین بانسری بجانے والے شکا ریون کے ساتھ جاتے اور
 کسی گوشے میں بیکھکر بیٹھی اور درناک آواز سے ملامت کے ساتھ جاتے ہیں اور چونکہ یہ لطیف
 جانور صدائے خوش کا نہایت والہ و فرقتیہ ہے اس کے سنتے ہی اسی سمت کو آہستہ آہستہ
 ناپتا کرتا ہوا چلتا ہے اور باوجود خوف اور رسیدگی جلی کے یہاں تک قریب جاتا ہے کہ
 بندوق سے اسے مار لینا سہل ہوتا ہے لیکن بانسری سے زیادہ لڑکون کے مہین اور مہنی
 سر کے گانے پر بیہوش کھودیتا ہے اور بے ساختہ چلا آتا ہے اور جب شکاری بندوق سے شکار
 کیا جاتے ہیں ان دو ترکیبوں میں سے ایک کو کرتے اور دوسری صورت حال سے چھپائی
 ہے اور تیسری یہ کہ جب وہ پانی پینے کو بچھا ہے جھیل میں اترتا ہے تو نیچے سے شکاری سب
 بے ثبوت ڈھول اور جھانچ بجانا اور حشرات چانا شروع کرتے ہیں اس وقت دہشت سے
 گھبرا کر ہرن پانی میں کود پڑتا ہے اور ڈوب مرنے کا غرض ان تینوں طور سے بندوق کا شکا

اور سوا اوکے

اور سوا اوکے

اور سوا اوکے

بہتر ہے کیونکہ جانور جلد مر جاتا ہے اور مشک بگڑنے نہیں پاتا ورنہ اگر کچھ دیر تک اوسکو ایذا ہو سکے
 تو مشک جو حقیقت میں خون ہے اسے جسم میں سرایت کر جاوے اور ناف میں مطلق نہ رہے
 اسی لیے ہرن کے دام میں پھسنے کے ساتھ ہی شکاری دوڑ کر ریشم کی ڈوری ناف کے گرد اسقدر
 زور سے باندھتا ہے کہ بالکل گون کی راہ مسدود ہو جاتی ہے ورنہ اگر ذرہ بھی کسنے میں دیر کی یا
 اچھی طرح نہ باندھی گئی تو مشک کی صورت دکھائی نہیں دیتی ہے اور گوشت اوسکا تلخ ہو جاتا
 اور مشک کی بو پیدا کرتا ہے اور یہ جانور بھیڑ یا وغیرہ دندوں کے ماتہ کم ایذا پاتا ہے کیونکہ علاوہ
 چستی و چابکی اور میدگی کے بذاتہ اوسکو اسقدر خرم اور دورانیشی ہے کہ اپنی مینگنی کو بلی کی مانند
 خاک میں چھپاتا ہے اور پیشاب کو کے اوسکو چاٹ جاتا ہے تاکہ دشمنوں کو اوسکا پتہ نہ ملے
 غرض حضرت انسان کی خوشخواری درندوں سے بھی زیادہ ہے کہ جو جانور شیر اور بھیڑ یا کو اس
 ترکیب سے بھلاوا دیتا ہے وہ آدمی سے نہیں بچتا۔ زرد رنگ کے چوہے اس صوبے میں افراط سے
 ملتے ہیں اور فرنگستان میں جو چوہے ہوتے ہیں اور اکثر لوگ اونکو کلکتے تین لاکر سچے ہیں اس
 قسم کے بھی بہت سے عجوبہ جیلی میں پیدا ہوتے ہیں اور جادات سے اس صوبے کے پہاڑوں
 میں معدنیات سنگ چاق اور بلور اور سنگ مرمر کے ہیں چھبیلی کے صوبے میں تین کروڑ
 اسی لاکھ باشندے ہیں اور نظامتے جنگلی کارخانجات اور دیوانی کے اخراجات کے وضع
 کے بعد ستر لاکھ سولہ ہزار دو سے چالیس روپے سکے خراج زمین کی بابت اور تیرہ لاکھ اڑتین
 ہزار چار سو روپے بابت فروخت نمک اور ڈولا لاکھ اکیٹالیس ہزار آٹھ سے اٹھانوے
 روپے اجناس تجارت کی آمدنی و رفتی کا محصول سالانہ معفو کے خزانے میں اس صوبے سے
 بطور پس انداز کے داخل ہوتے ہیں اور جمع ان مبالغ کی بانٹ لاکھ چھٹانوے ہزار روپے
 بنیں روپے ہوتی ہے چونکہ ختا میں بجز ایک قسم کے پیسے کے روپے اشرفی کا سکہ جاری
 نہیں ہے اس لیے رواج چاندی سونے کی کلیوں کا ہے اور ہر گلی ایک تونے کی وزن کی ہوتی
 اور ختا میں ٹیل کھلاتی ہے اور چونکہ کلکتے کے بازار میں تین روپیہ مرشد آبادی سکے اور ایک آنہ اور

جانور کی طبیعت

اس کا

اور

اور

اور

اور

اور

ایک پیسے کو ٹیل کہتی ہے اس حساب سے نامہ نگار نے مبلغ مذکور کی مالیت اوسط چھٹھرائی ہے
 تاکہ اس تاریخ کے ناظرین کو مطلب تک پہنچے میں وقت نہ دے + + + + +

تیسرا باب

گیاٹک نان کے صوبے کے بیان میں

یہ صوبہ ساری ملکیت خطا میں زیادہ زرخیز اور قابل تجارت کے ہے اور چونکہ یہ دونوں صفتیں
 وہاں باہم جمع ہیں کیا نگنان کے برابر زرخیزی اور آبادی میں کم کوئی جگہ دکھائی دیتی ہے
 اور اسکی بچھم حد پر صوبہ جات ہونان اور ہو کو انک اور دکن پر چنگیا نک اور چنگیا نک اور
 پورب پر سمندر لائیکین اور باقی صوبہ شان تانک سے متصل ہے جن دونوں کو خطا کی فوائز
 مہین کے لوگوں سے متعلق تھی اور شہر یار تار سردار قبلہ خان نے اس دیار پر کوشش نہیں کی
 تھی اون دنوں اسی صوبہ میں دارالسلطنت تھی اور تنگ گاہ پادشاہ شہر تانکین کلاتا تھا لیکن
 جب کہ چنگیز خان کے پوتوں نے ایک عالم کو تہ وبالا کر ڈالا اور قبلہ خان چین میں پہنچا تو شہر
 چچین کو اس نے تنگ گاہ سلطنت قرار دیا یہ صوبہ بہت وسیع ہے اور اس میں چودہ
 شہر بہت بڑے اور ترانوس شہر چھوٹے چھوٹے ہیں لیکن سب بہت خاصے اور قابل
 تعریف کے ہیں اور بڑی تعریف تو یہ ہے کہ ان شہروں میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو
 تجارت کے لیے مشہور نہ ہوے اور کشتی اور جہاز کی آمد و رفت کی نہایت سہولیت ہے
 کیونکہ ایک سے کیا نک جو سب گہرا اور چوڑا دیا خطا کا ہے اس صوبے کے درمیان سے
 بہتا ہے اور اکثر شہر اسی کے کنارے پر واقع ہیں اور چونکہ فاصلے پر ہیں اون تانک پہنچنے کے
 لیے نہرین کھدیں ہوئیں ہیں اور وراے تجارت کے ایک اور عظیم اس صوبے کے
 زرخیزی کا یہ ہے کہ اہل حرفہ یہاں کے بہت ہنرمند ہیں اور انکی کاریگری کی تعریف بہت اعلیٰ
 میں پھیلی ہوئی ہے اور ہر جگہ سے سوداگر چیزیں خریدنے آتے ہیں ایسے محصول کے بابت
 بہت تحصیل ہوتی ہے اور فقط ایک شہر چانک میں اور اس کے متعلق موضوعوں میں دو لاکھ

دو لاکھ

دو لاکھ

دو لاکھ

دو لاکھ

دو لاکھ

دو لاکھ

جو اسے سونی کپڑے کے بنانے والے رہے تھیں اس صوبے کے باشندے بہت اہل اور
 خلیق اور عقل مند ہوتے ہیں اور علوم و فنون کی طرف بہت رغبت کرتے خصوص طبابت میں
 بہت چمکی ہوتی ہے اور اعلیٰ کمال اکثر اسی جگہ ملے ہیں۔ کیا تک نان صوبے کا سب سے بڑا
 شہر ناگپور کہلاتا ہے جس کا ذکر ابھی ہو چکا کہ ملکی پادشاہوں کا دارالامارہ تھا اور ان دنوں
 ساری مملکت میں اس کا خوبصورت اور وسیع اور غذا شہر کوئی نہ تھا اور اس ایام کی جا بھلا
 کا حال خستہ سب یوں بیان کرتے ہیں کہ اگر دو شہسوار تیز رفتا گھوڑوں پر ایک دروازے
 سے دم صبح نکلتے اور دس گھنٹے بائیں گھوڑے ڈاکٹر تمام روز تک پٹ دھرتے ہوئے شہر پناہ
 کی دیوار کے پیچے سے جاتے تو مغرب کے وقت وہ دونوں دوسرے دروازے پر جاتے
 اور باوجودیکہ ان دنوں یہ شہر نسبت آگے کے بہت خستہ حال ہے لیکن پھر بھی یہ احوال ہے
 کہ چوبیس کوس کے عرصے میں معمور اور آباد ہے اور شہر میں بہت وسیع اور سنگ بستہ دروازے
 لکھو کماؤ کا نوٹ شل چین کے راستہ پیرستہ ہل شہر کے باہر ایک مینار ایک سو چھتیس فٹ
 بلندی سے بنا ہوا ہے اور اس کے باہر سے وہ مصالحہ بجاچونے کاری کے جما ہوا ہے کہ جس سے
 چینی کے برتن ہوتے ہیں اور کاریگروں نے اپنی نختہ کاری سے نیچے سے اوپر تک یہ تکلف کیا ہے
 کہ باوجود نہ طبقہ ہونیکے ایک ڈال معلوم ہوتا ہے اور ایسے ایسے خوش رنگ رنگوں سے رنگا
 ہوا ہے اور یہاں تک طلا کاریوں سے مٹلا کیا گیا کہ جب آفتاب کا شعاع اوپر پڑتا ہے
 تو نظر اوپر نہیں ٹھہرتی اور آنکھیں چند لاجپتین میں اور عجب ایک عالم نور کا سا طہور میں آتا ہے
 کہ دیکھنے والے نزدیک و دور کو قصہ کوہ طور کا یاد پڑتا ہے اور باوجود اس کے کہ چار سے برس ہو
 امینکے گھرانے کا ایک شہنشاہ نے اس منارہ کو بنوایا تھا مگر آج تک کل بنا ہوا معلوم ہوتا ہے
 اور اندر اس کے ہر طبقے پر ایک ایک گھر باریف فر بہت مذہب و مٹلا تصویروں اور
 پتوں سے بھرا ہوا ہے اور باہر کی دیواروں میں صد ہا طاقے ہیں کہ جن میں گھنٹے بے شمار
 بانقش و نگار اس انداز سے لٹکے ہوئے ہیں کہ جب کسی طرف سے ذری بھی ہو جاتی ہے

توان سبھوں سے اقسام طرح کی خدا سے خوش بلند ہوتی اور نہایت میٹھی اور سیریلی کے مکتبی
اور روایت ہے کہ قریب سارے پندرہ لاکھ رچکے اس عمارت و لپنڈیر کی تعمیر میں خرچ ہو
تھے مگر اہل بصارت کے نزدیک اس عمارت کی خوبصورتی پر سے کروڑوں روپیہ تصدق ہے
کہ جسکے دیکھنے سے بڑے بڑے معماروں کا رنگ نقت ہے۔ **مثنوی مولانا** ہے سدا اک اک عمارت
جسکے ہر طرف نور کا ہے طور۔ اوسکی نقشون کو کر کر نیگے یاد چین مانگے مانی و بہزاد۔ گر
کرین فکر سے وہ دہن چاک۔ کچھے اونٹے نہ اوسکا خاکا خاک۔ کہیں اوسکو تو عقل سے ہے
قرین۔ فی الحقیقت نگار خانہ چین۔ چونکہ شہر ٹانگین وہانکے ملکی بادشاہوں کا دارالامارہ تھا
اسلئے جب قوم تاتار نے اوس دیار پر فتح پائی وہاں کی عمارات اور شاہنشاہوں کے مزارات کو بڑا
کھنڈا ڈالا اور اوس آبادستان قدیم کو ویرانہ کر دیا اور سب کچھ اس شہر سے نوٹ کر اپنی بسلیطت
پہنچیں کو آباد کیا لیکن نہروں کا نہرو اور جد و جد پیشہ و ران نہروں اور اہل علم کے علوم و فنون
کو وہاں تک نہ پہنچا سکے کیونکہ یہ سب بے بیان یہاں کی آب و ہوا کی تاثیر سے متعلق ہیں لکھنؤ
کی لال روٹی اس شہر کے گرد و نواح میں پیدا ہوتی ہے جس سے ایک طرح کا کپڑا خوش رنگ اور
مضبوط بنا جاتا ہے اور وہ ہندوستان میں بھی کہنے کو آتا ہے اور عوام الناس اسے لال ٹی
کہتے ہیں اور اس ٹی کا عجیب خاصہ ہے کہ اگر اوسکے تخم کو سوٹا ٹانگین کے اور کسی جگہ میں
بوتے تو روٹی سفید ہو سکی اور وہ رنگ مایل بصرخی جو شہر ٹانگین کی اطراف میں سبب تاثیر
زمین کے روٹی میں ہوتا ہے۔ اسے زمین پر کہیں نہیں ہوتا ہے اور یہ ٹانگین وہ شہر ہے جہاں
۱۲۷۲ ع میں بعد اتمام لڑائی کے صلحنامہ درمیان والی چین اور اہل برطان کے لکھا گیا ہے
اور اوسکا حال انشاء اللہ تعالیٰ دفتر دوم میں لکھا جا گیا۔ بعد اس شہر کے صوبہ کیا تک نانین
سوچو کا شہر قابل مذکور کے ہے بلکہ مملکت خٹائی میں اس اطف کا کوئی شہر دکھائی نہیں دیتا ہے
اور خٹائی سب اس بلکہ آباد مینوسوا فوجت بنیاد رشک ارم ذات العباد کے باب میں کہتے ہیں
کہ زمین پر نقل بہشت کی موجود ہے اور جن انگریزوں اور دوسرے اہل فرنگ نے اس شہر کو چھوڑا

اور وہاں کی نقد خوبی کو محکم امتحان سے پرکھا متفق لقول ہیں کہ وہ زمین پر ایسی عمدہ نہیں ہے
 اور معلوم یہ ہوتا ہے کہ جب خداوند عالم و عالمیان نے اس خطہ کو عرصہ شوہر دیا تو خراہ عیب
 سے اس کے دامن حال کو نقود صفات خوبی سے بھر دیا کیونکہ سرزمین وہاں کی یہاں تک زرخیز
 اور لطافت آمیز ہے کہ جہاں کشتکاری ہوتی ہے وہاں خوشبو اور خوش رنگ پھولوں کا گل
 ہو رہتا ہے اور قوت کے درخت از خود پیدا ہوتے ہیں اور ہوا یہاں کی لطیف و دلکش اور اپنی
 خشک اور خوش ذائقہ مثل تختہ بلور کے شفاف بلکہ آب گہرے آب اور صاف ہے اور
 ہندوستان کے ایام بہار کا لطف وہاں پر چاروں موسموں میں ملتا ہے کہیں گل پھولا ہے
 کہیں غنچ کھلتا ہے اور غذا اور عیش و عشرت کے اسباب سستے اور کثرت سے ہمیشہ میسر ہوتے ہیں
 لوگ فایغ البال مرقہ الحال مزے سے کھاپی کر آرام سے سوتے ہیں باشندے وہاں کے
 خلیق خوش مذاق صاحب جوہر ادب اور تہذیب میں طاق ہیں مکانات ستھرے اور عالی
 اور شکرین صاف و نچتہ وضع کی نرالی اور صد ماہرین شہر کے محلوں میں آب زلال سے
 لبریز بہتین اور کشتیان او میں خوش قطع اور خوش رنگ پھرتی ہیں اور ان کے کھینونے والیان
 صد ماہر ندیان باحسن و جمال پری تمثال زہر جبین شترجی خصال خوش عشوہ انداز سخن طراز
 لطیفہ بازیات باتوں میں ناز طالب نیاز چول بھر میں ہزاروں ذوق دل کو دیر سے محبت کے
 پار لگا دین اور صد باسفینہ صبر کو قلمز ناکامی میں ڈوبا دیون اور کشتیوں میں بیٹھے رہتے ہیں
 لازم کا تلی بہادر سفیر انگلستان کے مصاحبوں میں ہنفر صاحب ایک شخص بہت لائق و فاضل
 تھے وہ ہر شہر کے باب میں فرماتی ہیں کہ سوچو کاشہر تعلیم کا وہ صاحب علم و تجارت و ارباب نہرو
 حرفت اور مجمع مہکن ٹٹوں اور مہاندون اور نقالوں اور شعبہ بازوں اور لولیان کلفام
 و نسیرن تمان سن اندام کا ہے اور یہی شہر خجائیون کی وضع پوشاک زبان و تورا اور رواج کی
 کیساں ہے دلیل یہاں کا دستور سند یہاں کی چال ہے غرض ہر بات میں یہ شہر خراہ ہے
 یہاں کا آدمی ہر فن میں اوستاد صاحب ایجاد ہے اور اس کی وسعت کی یہ ایک بڑی دلیل

بے مثال قیل ہے کہ لارہ کا تعلق یہاں نے اس شہر کی چوختائی کی سیر کی تھی جہاں چار گھر کی کال
 گھوڑے کی سواری میں تھے اور یہی جگہ سے امیرون کے محلوں کے لیے حرمین خریدی جاتی ہیں
 اور بہت لوگوں کا یہی پیشہ ہے کہ حینہ اور جیلہ چھو کر یوں کو مول لیکر کانے بجانے نشہ سٹ
 برخواست و آداب محبت میں تعلیم کر کے ختنائی امر کے محل سر میں داخل کرتے ہیں اور عجب یہی ہے کہ
 ایک ہی شہر میں اس عیش و عشرت کے ساتھ علم و ہنر کا بھی نہایت چرچا ہے کیونکہ علم اور عیش سے ہمیشہ
 کی دشمنی ہے اور جب کو ہوا سے شکار و سیر ہے اور سکھو علم و ہنر سے سیر ہے ہونگ کیا تکلیف
 اور شہر اسی صحیح ہے کہ اسے اور ساری مملکت خشا کے علاوہ غیر ملکوں میں بھی اقسام طرح کے سنی کپڑے
 اسی جگہ سے جاتے اور نہایت باریک و مضبوط ہوتے ہیں چوتھا شہر اس صوبہ کا چوتھا سب سے
 اور یہاں کے پانی کی یہ تاثیر مشہور ہے کہ چاہے جب آہن جو شہر دیجاتی نہایت لذیذ ہوتی ہے
 اور اس کے تحت میں ایک چھوٹا سا شہر ہے جہاں پر ایک قسم کی پیالی چائینی کے لیے بنتی ہے جہاں
 دم بھر رکھنے سے ذائقہ چاکا اس قدر تیز ہوتا ہے کہ غفرو اور ختنائی امر اور اسی مٹی کے ظرف
 میں چاہے پیتے اور شاید زمرہ کی پیالی کی اتنی قدر نہیں کرتے ہیں چنانچہ ان شہر قابل لکڑی و چٹان
 کہلاتا ہے اور چونکہ سمندر کی طرف سے دشمن کی تاخت کی صورت یہاں ہو سکتی ہے اس لیے
 فوج متعدد تین ہستی ہے اور قلعہ یہاں کا اور شہر نہاد کی دیوار میں خوبصورتی اور مضبوطی میں بانڈ
 میں اور تجارت بھی بسبب قرب بحر محیط بہت چمکی ہوئی ہے چنانچہ کو شہر مانند سوچو کے فضا
 اور تکلف اور آبادی کے لیے نامور ہے اور لوگ بھی یہاں کے بہت عیاش ہوتے ہیں اور
 اکثر دن کا پیشہ یہ ہے کہ چھو کر یوں کو تعلیم کر کے اور طریقہ دل فریبی و جان ربائی ناز و انداز ادا
 غم و عشوہ و سحر و کرامات و زہر و کناہ و محاورہ روزمرہ چستی و چالاک سیاب و شہی شعلہ مزاجی تراش و
 خراش و غن غرض ساری ضروریات اس فن کے سکھا اور عاقلان سیرت سے حسن صورت کو دو با
 ثبا امیرون کے ہاتھ پہنچا لیتے ہیں اس شہر کی وسعت و فحش آراستگی و پیرہنی کی اکثر شیاہوں کی
 روایتوں سے ثابت ہیں ملک نے تاجروں نے اپنے خرچ سے غفور کے لیے عیش کا ہنڈیا

یہاں

چھوٹا

یہاں

یہاں

یہاں

اور وہ طول و عرض میں آتا ہے کہ بعض شہر آٹھ سو بیس ہزار اور چھ گھنٹات نن باغبانی کے ملک خٹائی میں طول میں یہاں بھی پائے جاتے اور فروم میں اوسکا حال بالا جہاں عرض ارقام میں اوگیا ونگا لکین کا شہر اس صوبے کی ولایت مغربی کا پاس تخت ہے یعنی دو تیس ہزار جو بسبب وسعت صوبے کی ان کی گتی ہیں اور بہتر انتظام کے لئے ہر ایک میں ایک ایک صوبہ دار مقر میں ان میں سے ایک کی رہنے کی جگہ یہ شہر ہے اور چونکہ تاجروں کی فرواد بہتر زرخیزی اور آبادی میں بھی مشہور ہے چھو ایک اور شہر ہے جہاں کے لوگ بہت قانع اور کفایت شعار اور راست بازی اور نیک معاشی کے لیے مشہور و معروف ہیں اور ان صوبوں کے جمع ہونے سے یہ بات اونھوں نے پیدا کی ہے کہ اون لوگوں کا قول و قرار زبانی دوسرے شہروں کے روپے سے بہتر ہے اور ان کے یہاں کی چائے اور سیاہ روغن اور لکھنے کی روشنائی اور چینی برتن بنانے کی مٹی ہر جگہ رغبت سے خرید کی جاتیں اور اسکے اطراف میں بوہا میں اور میں معدنیات سونا اور چاندی اور تانبے کی ہیں اور عرض صوبہ کی ان میں سے تیس شہر چھوٹے بڑے ہیں لیکن عاصی نے سب کا ذکر ضرور نہیں سمجھا اور جو نامور ہیں انھیں کا بیان کیا اور تین کو ڈیڑ لاکھ باشندے اس صوبے میں رہتے ہیں اور غفور کے خزانہ میں بعد وضع اخراجات جنگی اور ملکی ایک کروڑ بابت خرچ ملک و ترستھ لاکھ روپیہ بابت فروخت ملک ساٹھ لاکھ اسی ہزار روپیہ بابت محصول جناس تجارت سالانہ پہنچتا ہے چھ صوبوں کے متعلق سانگ نینگ کا خبر تیس کوس کا ہے اور نو کوس عرض میں ہے اور یہ جگہ اوایل میں جنگل اور بیابان تھی جہاں شہر نہ تھا واسطے تنہا کے شہر بن کر رہتے تھے بعد اسکے چند غریب آدمی سہولت معاش کے لئے وہاں بس گئے اسی طرح وہاں کی آبادی بڑھی اور دن بدن ایسی ترقی ہوئی کہ اب اس میں ایک شہر اور چند گانوں بہت آباد ہیں وہاں کی اکثر جگہ اس قدر زرخیز ہے کہ سال میں دو فصلیں ہوتی ہیں اور ملک یہاں اس قدر بہت ہے کہ فقط وہاں کی پیدایشی ملک سے کسی صوبے کا خرچ متعلق رہتا

چوتھا باب

اس صوبہ کے نام کے ترجمہ سے یہ بات پائی جاتی ہے کہ کیا لنگنان کے صوبہ کی پچھم طرف پر واقع ہے اور حالانکہ اوسکی سرزمین نہایت سیر حاصل ہے لیکن باشندے اس کثرت کے سبب زمین کو برقی نگلی سے اکثر غرابائی گذران ہوتی ہے اور لوگ چونکہ لغایت شکاری کے باعث سے خوراک اور پوشاک میں کم تکلف کرتے ہیں اور گراماویسرا کی شدت کا دفعیہ صیطح بن پڑتی کر لیتے اور نئے رنگینے پڑوسی حضرات کیا گیا ان جنکا ذکر باب ہونے میں ہوا ہے ان چاروں کی وضع قطع پر پھتیاں کستے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ محل اور مرد باری کے ساتھ پچھے پرانے کپڑے اور نان خشک بنے ٹک پر کتھا کرنا اوس کچھاب اور بن سے ہزار گونہ بہتر ہیں جو مسخرے پن سے میر ہوئے غرض اوس صوبہ کے باشندے فراج کے بہت مذہب ہوتے اور لیاقت تلبیر منازل اور سیاست مدن کی اوعین ایسی ہوتی ہے کہ اوس سلطنت میں دخل پانے کے ساتھ جلد درجہ بڑھتی کرتے ہیں ۴ اس صوبہ کی حدیں تھنے پھاڑ میں وہاں معدنیات سونا اور چاندی لوہا اور سیسیا اور تین کی ہیں اور اون پہاڑوں پر جری ہونی انعام طرح کی ملتی اور روکے کام آتی ہیں اگر خستایوں کو علم معدن اچھی طرح ہوتا تو اس جگہ کے پہاڑوں کے معدن میں تھد ریا سے کہ پدم ہارویہ حاصل ہوتے لیکن ترکیمین کھودنے اور باتون کے فرق کر نیکی نہیں آتی اور یہ لاعلمی اس سبب ہے کہ حکماء قدیم جو چین کے دستور العمل کو درست کر گئے اونکا حکم یہ تھا کہ سونا اور چاندی کے معدن نہ کھودے جاوین اور فقط زراعت اور دوسری پیدایش ملک پر قناعت کریں اور او میں انھوں نے یہ صلحت سمجھائی تھی کہ چونکہ زمین چین بذاتہ گویا ایک معدن ہے اوسکی دولت کو گنج ہمیشہ مثل ہدفن کے رہ سکتی ہے اور شہکاری اجنعت میں محنت کرنے سے دو طرف کے فائدے متصور ہیں ایک کہ اسبب محنت بدنی قوت جسمانی اور روحانی دونوں بڑھ جاتی ہیں اور دوسرے یہ کہ محنت میں ہمیشہ مشغول رہنے سے طبیعت طرف بدی کے باطل نہیں ہوتی اور کمالی اور سستی میں انواع طرح کی شیطنت سو جھتی ہے غرض خلاصہ یہ ہے

نہایت

نہایت
نہایت
نہایت

کہ چونکہ انسان فائدہ نزدیک کو فائدہ دور سے بہتر سمجھتے اور فائدہ کو نسبت پر ترجیح دیتے اس لیے
 عوام الناس کے نزدیک معدنیات کا حاصل زراعت سے بہتر معلوم ہوتا ہے کیونکہ وقت ہاتھ
 آتا ہے اور دوسرا آئندے پر موقوف رہتا ہے اور وقت تخم باشی سے ایام خریف تک
 انواع طرح کے اندیشے فصل کے نقصان ہونیکے ہیں اس لیے معدنیات کھودنے میں کوئی شمول
 ہوتے اور زراعت کی طرف چند ان توجہ کرتے اور جب آخر میں معدن کا کم ہو جاتا تو فصل کا
 خیال پھر کرنے پڑتا اور عرصے تک کی افتادگی سے زمین ناقابل ہو جاتی اور زراعت بخوبی نہیں
 ہوتی الغرض ان سب تصورات سے حکماء چین نے پیش بندی کی راہ سے معدنیات کے
 کھودنے سے ممانعت کی ہے۔ اس صوبہ میں چاول اس قدر بہتر ہوتا ہے کہ شہنشاہ اور امرا
 کے مطبخ کے لیے سیکڑوں کشتیاں ہر سال روانہ ہوتی ہیں اور دیا اور جمیل اور تالاب میں
 قسم کی لذیذ پیمچلیاں لٹی ہیں اور چینی کے باسن بھی بہت تھنبتے ہیں۔ اس صوبہ میں تیرہ
 برسے اور اٹھارہ چھوٹے ہیں۔ شہر نان چان سب عظیم الشان اور ناظم کی بود باش میں
 ہے۔ چار چوتھ میں دوسرا شہر س صوبہ کا ہے اور چینی کے باسن بنائے والے کھار اس
 جگہ میں بہت رہتے ہیں اور ان کے پیشہ کو جیسا بیان رونق ہے اور مقام پر کم ہے اور دل لاکھ
 باشندے اس شہر کی چار دیواری کے اندر بود باش کرتے ہیں اور اسی سے خیال کیا جاتے کہ
 کتاہرا اور سکدر آباد شہر یہ ہو چکا۔ لیکن ٹی جن تیرا شہر ہے اور اس میں پانچ سو چھٹے چینی کے برتن کھائی
 کہ میں اور اس کثرت سے اس کی فروخت ہوتی ہے کہ روپی کتابتے کہ شبانہ روزیہ بالکل
 بچھے جا کر رہتے ہیں اور اگر کوئی شخص دوسرے دیکھے تو قیاس کرے کہ تمام شہر اور اطراف میں
 بڑی آگ لگی ہوئی ہے اور کئی منزل سے دھواں مانند ایک نئے آسمان کے چرخ کمن کے
 نیچے دکھائی دیتا ہے اور اس شہر میں قاعدہ بنے کہ شب کو سا فرج تک کہ وہاں کا کوئی معتبر
 شخص اس کی ضمانت کرے رہتے نہیں پاتا اور سب اس کا یہ ہے کہ متعدد روپے داؤنی کے
 سوداگر سب پیشگی سے کھارون کو دے رکھتے اور وہ لوگ چونکہ ہر وقت بچھے پر اپنے کام میں

یہ طے کرنا
 کہ ہر وقت
 بچھے پر اپنے کام میں

اور امرا

شہر نان چان

چار چوتھ

کتاہرا اور سکدر آباد

مشغول ہوتے ہیں اور ستورات بھی رنگ پینے میں مستعد رہتی ہیں تو آئینہ اگر توتا تو یہ
 کوٹ اور تالچ کا خوب ہی داؤن ملتا کہ لوگ فینک کا شہر پہاڑوں کے محاصرے میں واقع ہے
 اور سرزمین اسکی بہت زرخیز اور کوہستان میں بہت ہی شقائق بلور کے معدن ہیں اور کافذیا کا
 بہت عمدہ مشہور ہے اور میان موم کی خوب بنتی ہیں شہر ناگنگ ننگ بھی واسطے چاول اور جوار
 باجڑے کے مشہور ہے اور پہاڑوں سے لکڑی بہت عمدہ اور دیاروں سے مچھلیاں افراط
 میسر ہوتی ہیں کہ کوکیان منور آباد اور بڑی تجارت کا وہ ہے یہاں تک کہ کوئی سوڈیہ سو شہر ہے
 جنک یعنی خٹائی جہاں سب اس شہر کے بندر میں آن کے اکٹھا ہوتے اور ہندو کی طرف روانہ
 ہوتے ہیں اور یہاں کا دیار حالانکہ ڈیڑھ سو کوس ہندو سے دور ہے لیکن چاند کی پہلی اور چودھوی
 تاجیوں کو حذر و دوا میں حاصل ہے کہ کچیاں ساتواں شہر اس صوبہ کا چاول کی تنجلی کے لیے
 مشہور ہے اور نام اوسکا خٹائی زبان میں سونے کا دانہ ہے اور فقط غنمو کے باورچیا میں
 اوسکا خرچ ہے اور ایک قسم کی شراب نہایت منشی خوش ذائقہ اور معطر اسی چاول سے تہی ہے
 اور بسبب مطبوعیت کے بہت گران قیمت بکتی ہے جو آٹھواں شہر ہے کہ مشہور ہے
 لطیف اور آب خوشگوار کے لئے ہے اور حالانکہ تاتاری کیورش سے برباد اور ویران ہو گیا اور
 اب خرابہ کے مرتبہ میں پہنچ چکا ہے تاہم اوسکا ذاتی حسن زائل نہیں ہوا اور پہاڑوں سے میان
 بہتی ہیں اور ہری گھاس کے میدان میں ایسی معلوم ہوئیں جیسے زمرد کی پیرلون میں الماس
 کی لہریں اس شہر کے باشندے بہت چست و چالاک اور محنت کش اور زراعت کے کفری
 میں بہت کامل ہیں ایک طرح کا چاول اس شہر کے اطراف جوار میں پیدا ہوتا ہے جس کے
 دانے بسبب پیدای اور چمک کے دو سے بلور کے ریزے معلوم ہوتے ہیں جو چوہ اور چوہ
 دو شہر اس صوبہ کے مشہور اس بات کے واسطے ہیں کہ ان کے دیا اورندی میں سونے اور چاندی
 کی بہت ملتی ہے اور قریب کے پہاڑوں میں فیروزہ اور توتیا اور چمکری کے معدن میں بعض
 تیس شہر کیا کسی کے صوبہ میں ہیں لیکن قابل تذکرہ یہی تھے اور شہنشاہ کی سرکار میں بعد از غارت

کراچی

کراچی

کراچی

کراچی

کراچی

کراچی

کراچی

نظامت و کاخانجات دیوانی وغیرہ بائیس لاکھ اڑتیس ہزار اسی روپیہ یا مت خراج زمین بہت
محصول جناس تجارت سات لاکھ بائیس ہزار تین سے چار روپیہ دخل ہوتا ہے اور ساٹھ لاکھ
اسی ہزار من قہام انج کے بھیجے جاتے ہیں اور باشندے اس صوبہ میں ایک کروڑ نوے لاکھ فیض

پانچواں باب

صوبہ فوکنینگ کے بیان میں

ملکت ختا کا چوتھا صوبہ فوکنینگ اگرچہ طویل عرض میں اور صوبوں کے برابر نہیں ہے لیکن
دولت خیزی کے حساب سے اونے کچھ ایسا کم بھی نہیں اور تمازت آفتاب کے باعث اسے
بیان کی ہوا میں ظاہر انہایت حرارت ہے اور بڑی گرمی پڑتی لیکن باوصف اسکے خاصیت
ہوا کی بری نہیں ہے کیونکہ وہاں امراض متعدی کا بیان کبھی ذکر تک نہیں ہوتا اس کے شمال میں
صوبہ چی کیانگ اور جنوب میں صوبہ کوانگ تنگ اور مشرق پر بحر چین اور مغرب پر صوبہ کیانسی
واقع ہیں اور مشک بیان بہتر میسر ہوتا ہے اور معدنیات اقسام جو اسرات گران بہا اوٹین اور
پارا اور لوہا بیان کے پہاڑوں میں ہیں اور جہاں اس قدر افراط معدنیات کی ہو وہاں طلا و نقرہ
کے معدن کا ہونا قیاس سے دور نہیں اور اس دیار کے باشندے بھی اس طرح خیال کرتے
لیکن ورنہ انکی تلاش کرنے سے ممنوع ہیں اور شہنشاہ کے فرمان میں انکا متخص و جہل
ہے چونکہ بیان کا لوہا حقیقت میں اچھا ہوتا ہے جگہ کا لوہا اسکے آگے لوہا مان جاتا اس لئے
ہر وضع کے ہتھیار اور اقسام آلات صنعت گری کے تمام ملک ختا میں بیٹے جاتے ہیں
فوکنینگ کی ولایت کوستان ہے لیکن ختائیوں کی حکمت اور تردنے کو ہمارا کو اتنا برابر
اور ہموار کر ڈالا کہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر زراعت ہوتی ہے اور جس جگہ کشتکاری ہوتی
وہاں سے اکثر مقام پر پانی کئی ہزار ہاتھ نیچے میسر ہوتا ہے لیکن ختائیوں نے بائیس کے فل
لگا کے ایسی ترکیب کی ہے کہ کھیتوں تک پانی بلا تکلف بخوبی آ جاتا ہے مگر اس حکمت سے
اعیان کو آگاہ نہیں کرتے اس جہت سے ہنس نے بھی اسکی تحقیق اس اقلیم کے کسی ساح

جی کیا کہو
موسمات

کے سیاحت نامہ میں نہیں پایا یا وضع اسکے کہ اس تالیف میں اٹھائیس مہینے کتب سیر
ملاحظہ میں آئے اور جالانکہ ہمارے یہاں یعنی انگریزی حکمت کی رو سے اس ترکیب کے باب میں
تفصص کرنا ممکن بلکہ آسان ہے مگر امر محقق کو امر متفرض پر تفوق اور دیکھی ہوئی چیز کو سوچی ہوئی پر
ترجیح ہے اور ایسے مقام عقل لڑائی تاریخ کے دابسے نہایت خلاف ہے لہذا کہہ سکتے ہیں
پہاروں کی چوٹیوں پر دامن کوہ سے پانی پہنچتا اور کھیتوں اور زراعتوں کو شاداب اور سیلاب
رکھتا ہے * اس صوبہ میں پھل پھلاہری اور میوے جو لہجی اور لوہین اور موگن کی کھلاتی لذت
میں اکثر میوہ جات پر سبقت لیجاتے ہیں اور انہیں سے لہجی جسکو لوگ لہجہ کہتے ہیں بنکا لے
تک پہنچا ہے لیکن اور دو قسم کے میوے کہیں دیکھنے میں نہیں آئے غرض جنھوں نے کھایا
اوپر کی روایت ہے کہ وہ اگر یہاں آویں تو البتہ اہل مذاق کے مطبوع ہوویں * چونکہ اس
صوبے کے مشرقی حد پر بحر ختا واقع ہے بہت سے لشکر گاہ میں جنہیں جہاز اور کشتی لگانے کا
بہت سہولت ہوتا ہے اور اول میں مچھلیاں الفاروں پلتر اور خشک کیجاہن اور بہت ملکوں
میں بکتی ہیں * اس لایت کے رہنے والے لقب بہر سمندر کے علم ناخدا کی اور مرکب انہی میں
بہت دخل رکھتے ہیں چنانچہ جب زراعت کی طرف میل کرتے اور سمندری ڈاکو ہوتے تو بڑے
ہاتھوں سے سوداگر عاجز رہتے اور الامان پکارا کرتے ہیں اور پہاروں میں لکڑی استفادہ کرتے ہیں
کہ ایک دفع جب شاہ نے خبر یہ جاپاؤں فوج بھیجنے کا قصد کیا تھا تب اس صوبہ کی رعایا نے
حضور میں عرض کی کہ اگر حکم ہووے تو سمندر پر سے لکڑی کا پل بندھو ادا یا جاوے تاکہ کلاں
کا لشکر گھر نیکر اوپر سے گذرے اور خبر سے کوپا بھال کر ڈالے اور چونکہ اس لایت کے لوگ
نڈر اور الو الغرم ہوتے ہیں دہر دور تک مال تجارت لیجاتے اور روپیہ کثرت سے پیدا کرتے ہیں
اور یہاں کی بولی ہر چند کہ مشتق خشتائی زبان سے ہے لیکن او جگہ کے رہنے والے اسے
نہیں سمجھتے کیونکہ ایسے ایسے کو ذہب انوٹھے پہاڑیے فقرے ہر شہر میں نئی نئی طرح
پر سنے میں آتے کہ آپس کے پڑوسی بھی ایک دوسرے کی بولی نہیں سمجھتے ہیں *

فوج بے ثبات رہی اس صوبہ میں سب سے بہتر شہر ہے اور ملک خستہ کے بیشتر شہروں
 دولت خیر اور چونکہ لنگر کا ہون میں کنا سے پر بھی اس قدر عریق ہے کہ ایک بارگی بے وسیلہ فوق
 وسفینہ کے جہاز سے لوگ خشکی پر قدم رکھتے اس سب سے تجارت کے لیے نہایت سہولیت
 ہے اور سودا گروں نے اسے اپنی فرود کا مقرر کیا ہے اس شہر کے اطراف میں سیاح
 افراط سے پیدا ہوتی ہے اس لحاظ سے انگریزوں نے وہاں پر تجارت کے لیے جانے اور مقیم
 کرنا کی شرط فقور کے عہد نامے میں درج کروائی ہے اور چونکہ آب و ہوا وہاں کی نہایت
 معتدل ہے اس لیے یقین کہ شہر کانٹانگ سے فرنگی تجارت نقل مکان کر کے یہیں بوجہ
 اختیار کریں اور جو بوت اس شہر میں جہاز لیجائے اور خرید و فروخت کرنے کے باب میں انگریز کی
 طرف سے گفتگو شروع ہوئی فقور نے بہت سے عذر کاٹے مگر ان کے یہ کہ چونکہ اس جگہ پر
 سیاح چاہے سمندر کے نزدیک پیدا ہوتی اور ضرع سے جہاز تک کشتیوں میں جا سکتی ہے اس
 لحاظ سے اگر فوج میں انگریز جاویں اور چاہے خرید کریں تو شہر کانٹان میں آمد و رفت چھوٹ
 جائیگی اور جو رعایا کہ بسبب چاکے کھیتوں کی دوری سمندر سے خشکی پر بار بار درمی سے اوقات
 گذاری کرتے ہیں ان کی وہ معاش بالکل موقوف ہو جائیگی غرض اصل سبب بٹہ کرنے کا وہی
 خوف تھا جو اہل خنہ ہمیشہ سے غیار کے ساتھ راہ و رسم کرنے سے رکھتے ہیں القصد
 ان کی بات پیشرفت نہوئی اور جب انگریز قہار ہوئے اور فقور کے نزدیک ثابت ہوا کہ
 انگریز سے مقابلہ دشوار محبوباً انھوں نے انگریز کی بات رکھی اور اس جگہ کو ان کے لیے تجارت کا
 مقرر کیا سیاحتیں چکا بھی شہر بہت فداوار تجارت کی زیادتی اور ہر کون کی پاکیزگی اور
 عاتقوں کی خوبصورتی کے لیے مشہور و معروف شخص کے قریب آیا ہوا جس نے دیکھا تعجب سے
 دیکھتا ہی رہا اور سیکڑوں فہم اگر ملاحظہ کیا تو ہمیشہ انگشت حیرت کو دانتے دبایا اور صورت اس کی
 یہ ہے کہ تین سو پیل پائے پر اس کی ساخت ہے اور اس کی رگبذ کی چوڑائی میں پانچ ماچھیر
 ہر ایک شہر کو جو اس صفت کے ساتھ وصل کیا ہوا ہے کہ جوڑا و ہر سکی کو غور کرنے میں آنکھ

کانٹانگ

سکھو ۳۹

۸

سپہ سالار جانی اور نظر کام نہیں کرتی تھے اور ہزاروں پتھر تہہ ہی چوڑے ایسے قریبے کے ساتھ
 وصل کیے ہوئے رہ گزریں نصب بین اور تمام پل مع پلپٹا نے اور دیوار وغیرہ ایک ہی قسم
 کے سیاہ پتھر سے بنا ہوا ہے پل کی اسے باغ معمار کی کا ایک خوبصورت گل ہے کہ کوئی ایسا ہی
 نامیاد ہووے اس کے دیکھنے میں نرگس واراو کی چشم حیرت کھلی رہتی ہے اور اہل نظر کے لئے
 اپنے نظر کرنا سر پر لباشی دیدہ دل میں لگانا ہے **جامی** خرچ ہر ہمارا و کار عہدت عرضہ کرد
 خشت مہر و مہ کاین از رز ناب آن ز رست و گفت خشت سیم و زرا بخانی از دہر سپہ چہ
 بر زمین افکن کد فرس خشتش را و خورست چہ کین نینگ کا شہر فقط ایک بات کے لئے قابل
 تذکرے کے ہے کہ جب تاتار نے ختاپر پوش کی تھی تو اس شہر کو انھوں نے دو دفعہ متواتر
 محاصرہ کیا مگر باشندوں کی مردانگی کے باعث سے فوجیاب ہوئے آخر کار جب دخل ہوا تو
 انھوں نے قتل عام کیا اور زن بچے سمیت سبکو تر تیغ بیدار کر ڈالا **چین** پینگ کا شہر سی بات
 کے لئے مشہور ہے کہ پہاڑوں کے چشمے کا پانی بانس کے تل کی راہ سے کھڑکھڑ پھرتا ہے اور
 چونکہ یہ شہر اس صوبے میں داخل ہونیکا گویا دروازہ ہے قلعہ نہایت مضبوط اور سامان کا زرا
 لیل و نہار مہیا اور تیار رہتا ہے چاچو کا شہر بڑی تجارت گاہ ہے اور دور دور کے ملکوں
 میں یہاں کے لوگ خرید و فروخت رکھتے ہیں اور اس جگہ کی تخت میں چند پہاڑیں سنگی بلور کے
 معدن ہیں اور اس کے کھلونے بن کے تمام مملکت چین اور غیر ملکوں میں بھی جاتے ہیں اور اس
 بڑی ذات کا گولہ لمبو شیریں اور خوش بو ہار کے تلے پیدا ہوتا اور ہر جگہ باغبان لیا جاتا ہے
 اور اس شہر میں ایسے چند آثار ملتے ہیں کہ ان سے مفہوم ہوتا کہ غائد عیسیٰ نے یہاں کی بنیاد
 چین بیان چند سے جاری تھا لیکن اب توبت پرستی کی ظلمت چھائی ہوئی ہے
 فونینگ چو کا شہر چھوٹا سا ہے مگر ایک بات عجیب غریب ان دیکھنے میں آتی ہے اور اگر
 راوی راست گو اور صحیح البیان کے تذکرے میں بندہ نہ دیکھتا تو اسے فسانہ سمجھتا
 اور اسے تالیف میں اس کا ذکر نہ کرتا لیکن خزان کے ایام میں پہاڑ کی طرف سے

چین پینگ

چین پینگ

چاچو

فونینگ

اور ان کے نام

ایک ندی ہر سال بہتی ہوئی میدان کی طرف چلی جاتی ہے اور اس کا پانی رنگت کا بن جاتا ہے اور اس کے سوا ایک خاصہ یہ رکھتا ہے کہ جس کپڑے کو ایک دفعہ اوہین ڈباے خاصا فیروزہ رنگا ہوا نکلتا ہے اور صرف ایک دفعہ ڈبانے سے رنگ کو اس قدر چٹکی ہوتی ہے کہ کپڑے کے لئے یہ عجب ہے لیکن اداسٹ نہیں جاتی ہے اور اس صوبے کے متعلق جزائر سے ایک جزیرہ آئے مائے کہلاتا ہے اور قلعہ اس کا ایک قسم سنگ مرمر سے ایسا محکم بنا ہوا ہے کہ ۱۷۸۵ء کی لڑائی میں انگریز کے چوتیس جہاز سے چار گھنٹے تک گولہ اندازی اور سپر سوئی اور شمار ہوا کہ چوتیس ہزار گولے صرف دو جہاز سے مارے گئے اور اسی سے خیال کیا جا رہے کہ باقی بیس جہاز سے کتنے گولے چھوٹے ہونگے غرض اس قدر باروت اور گولے سے اتنا ہی حاصل ہوا کہ بعض بعض جگہ ہاتھ بھر عارضہ فسیلون میں ہوا اور باقی دیوار سابق طرح سے ثابت رہی اور پتھر کی ایک چٹ نہ اوکھری اور اس کا حال جلد دوم کے دفتر سوم میں تفصیلاً بیان ہو گا یہاں اتنا ہی کافی ہے کہ بعد چار گھنٹے کی گولہ اندازی کے انگریزوں نے دیکھا کہ جب حشر برپا ہو گا تبھی یہ قلعہ پامال کیا جا گا والا تا قیام قیامت قائم رہے گا اور گولے کی ضرب سے زیادہ تو سنگین ہو گا جس طرح چھت کو پیٹ کر مضبوط کرتے ہیں غرض حکم تہ کنیکا ہوا اور چند اہل فوج نے تھوڑی سی خونریزی کے بعد قلعہ کو چھین لیا اور اوپر انگریز کا نشان اوڑایا الغرض یہ جزیرہ استحکام قلعہ کے سوا تجارت کے لیے بھی مشہور ہے اور وہاں پر تجارت کر نیکی اجازت انگریزوں نے غفور کے عہد نامے میں درج کروائی ہے ایک اور جزیرہ تیونان یا فور موسا صوبے فوکنینگ سے پشیا لیس کو س پر واقع ہے لیکن چونکہ اس کا حال بالتفصیل جلد دوم کے دفتر دوم میں لکھا جا گا یہاں پر اتنا ہی کافی ہے کہ ۱۷۸۳ء تک اہل خطا کو اس کا حال بالکل معلوم نہ تھا اور ۱۷۹۶ء میں اس میں ادنیٰ عمارتیں و ماں ہوئی * جزائر پونگ ہود در میان جزیرے ایماے اور جزیرے فارموسا کے واقع ہیں مگر ان کا حال قابل مذکور کے نہیں معلوم ہوا * القصہ فوکنینگ کے صوبے میں تیس شہر اور ڈیڑ کروڑ

جزیرہ خرمانی یا فور

جزیرہ صوم

باشند سین اور بعد وضع انحرافات جنگی اور دیوانی کے خزانے میں پتیس لاکھ گیارہ ہزار
 اٹھارہ روپیہ بابت بالگذاری زمین اور دواکھ پچاسی ہزار چھ سے اڑتیس روپیہ بابت منگ
 اور دواکھ باسٹھ ہزار چھ سے چھپن روپیہ بابت محصول جناس تجارت سالانہ اس صوبے
 سے داخل ہوتا ہے ۔

چھٹا باب

صوبہ چی کیا نگ کے بیان میں

چونکہ تمامی راحت کا موجب صحت مزاج ہے اس سبب اگلے فقور سب اکثر اوقات
 اسی صوبے میں رونق افروز رہتے اور اسکی سرزمین کو نہایت پسند کرتے تھے جو کیا نگ
 کا صوبہ جبکا احوال باب سابق میں لکھا گیا اسکی کھن کی طرف واقع ہے اور اتر کی جانب
 کیا نگندان کا صوبہ اور چیم پر کیا نگسی صوبہ اور پورب کی سمت سمندر ہے جو جو چیز کہ روح
 طلب کرتی یہاں پائی جاتی ہے چنانچہ سمندر کا کنارہ اور لہر و کافظہ گل و سنبرو کی بہار
 سرسبزی چمن گلزار کشنوں میں رنگ برنگ جانوروں کے نئے نئے رنگ و ہنگ کے پڑنے
 ہر جگہ خوشی اور دل لگی کے فسانے میوے عجائب غرائب تر و تازہ و دختوں پر تیار پھولوں
 پھل خوشگوار ہر جگہ آرام کا جلسہ جدہر و یکو ساز و سامان عیش مہیا جھیلوں اور تالابوں اور
 نہروں کی کیفیت پانی کی لذت اور لطافت ٹھنڈی ہوا کی راحت یہاں پر بے نہایت حاصل
 ہے اور خوبی آب و ہوا اور صحت و فضا کے سوا زرخیزی اور آبادی بے پایاں ہے اور اسکی
 سرزمین نہایت امن کی خاصیت لطیف باشندوں کے مزاج سے بھی عیان ہے کیونکہ
 خوش مذاق و عاقل اور غریب دوست مسافر پرور باجان دل میں اور ہر علم کا ادراک رکھتے
 اور ہر فن میں چالاک ہوتے ہیں لیکن یہ سخت عیب ہے کہ اپنے مذہب باطل اور عقاید باطلہ
 کو بہت پسند کرتے اور اسکی واہنیاں رسومات کے ایسے پابند ہوتے ہیں کہ تعصب کا الزام
 خاص عام پر پڑتا ہے ۔ اس دیار میں رشیم بہت پیدا ہوتا اور انولع طرح سے مطربین

آتا ہے خصوصاً کھواب اور زلفت کے تھان افراط سے بنائے اور بھیجے جاتے ہیں و قوت
 کے درخت لگانے میں ختائیوں کا دستور ہے کہ وہ کی طرح زمین ہی پر شاخوں کو پھیلاتے
 اور بلند زمینیں بڑھتے دیتے ہیں کیونکہ چھوٹے درختوں کے پتے کی خوراک جب کیڑوں کو پہنچی ہے
 ریشم کی تنگی زیادہ ہوتی ہے اور بنگالے میں اگر یہ سلیقہ عمل میں آوے تو شاید فائدہ بخشنے
 اس صوبے کے ریشمی کپڑے اکثر ملکوں میں مشہور و معروف ہیں اور تمام مملکت ختیا اور تمام
 فرنگستان اور جزیرہ جاپان اور دوسرے جزائر میں ہزار ہا تھان کتے اور خواہش و رغبت سے
 خرید کیے جاتے ہیں اور اس کثرت کی اس قدر فتنی پر بھی اتنا باقی رہتا اور مستساکتا ہے
 کہ اس ملک میں کھواب کے لباس کی تیاری میں اتنا خرچ نہیں پڑتا جو موٹی مٹل کے جامے
 کی بنوائی میں ہندوستان میں ہوتا ہے اس صوبے میں کیا رہ شہر بڑے نامی اور ایک شہر
 اون سے چھوٹے چھوٹے ہیں سب میں عالی شان شہر مانگچو ہے اور ناظم صوبے کی بودو
 کے سبب پاخت اوس صوبے کا کہلاتا ہے اور بقول خطائیوں کے یہ شہر شہت برین کے بعد
 بھشت زرین ہے غرض جن لوگوں نے فرنگستان کے شہروں کو دیکھا ہے اون کے نزدیک
 یہ سبالفہ ہے لیکن یہ راست و بجا ہے کہ ختا کے اور شہروں سے خوش وضع اور دلگشا تر
 اور وسعت و تکلف میں بہتر اور آبادی میں بزرگ تر ہے کیونکہ شہر نیپا کی چار دیواری کے
 اندر دس لاکھ آدمی سے زیادہ ہمیشہ رہتے اور مکان رکھتے ہیں علاوہ اون لوگوں کے جو
 سوا شہر میں اور دریا پر بود و باش کرتے اور پشت کا پشت سے کشتی کے سوا کبھی کنارے
 پر قدم نہیں رکھتے ہیں و ختا کے اکثر شہروں میں علی الخصوص دارالامارہ چچین اور شہر
 مانگچو میں لکھا آدمی کا شہر دیا میں بسا ہوا ہے اور اس جماعت کی سرین بعض بعض گاہے گاہے
 برس میں ایک دو بار کسی ایسی ہی ضرورت کا م کے لئے شہر میں جاتے ہیں ورنہ کشتی ہی پر پیدا ہوتے
 اور ساری زندگی وہیں کاٹتے اور تمام رسومات کو وہیں ادا کرتے اور زمین سے اونکو علاقہ
 تب ہی ہوتا ہے جب مرتے اور گرتے ہیں اس شہر میں ساٹھ ہزار کارگر فقط ایک قمر لوبت

کے تھان کے ہیں اور ختایون کے حق بجانب ہے کہ اس شہر کی تعریف اتنی کرتے اور اپنے
 زعم میں کہ زمین پر لاثانی سمجھتے ہیں کیونکہ جہد طرف قدم اٹھالیے اور نظر کیجئے سوائے منظر
 خوش کے کہ اہیت کی کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی ہے اور مکانات صاف و عمدہ اور شکرین پختہ
 و پاکیزہ اور نہرین شفاف پانی سے بہری ہوئیں اور دور وہ دوکانوں میں تکلف کی چیزیں بہری
 ہوئیں اور جگہ جگہ ترپو لیے کس خوبی کے بنے اور نہروں پر صد ہل ہماری کی صنعتوں سے
 مصنع اور آراستہ حاصل یہ کہ ہر کوئل پر رونق برستی ہے اور جسی ایک مرتبہ دیکھا پھر اونسے
 دیکھنے کو رہا طبیعت ترستی ہے شہر پناہ سے تھوڑے فاصلے پر چنگ ٹانگ کا دریا ڈیڑھ
 کوں چڑا ہوتا ہے اور جزو مکاسب اس میں ہمیشہ پایا جاتا ہے غرض اکتوبر مہینے میں
 سمندر کی طرف سے ہمارے طرح سے موجہ مارتا اور شور کرتا آتا ہے کہ کانوں میں قفل لگ جاتا ہے
 اور روایت یوں ہے کہ پانی کا ایک پہاڑ تیرہ ذو قارین تار سے زیادہ بلند اور طوفان سے زیادہ
 تیز ایسی مہیب ہمت سے نمود ہوتا ہے کہ کلیجہ ہل جاتا ہے اور اسوقت کوئی شاعر اگر اس
 شور و شر کو سنے اور سبب سمجھے تو یہ تصور کرے کہ قوم جن کے لاکھوں گھوڑے کسی دشمن
 کے تعاقب میں جوش اور خروش سے ہنہناتے اور اپنی رفتار میں زمین اور آسمان کو تہ و بالا
 کرتے چلے آتے ہیں غرض حال یہ کہ نہ دہستان کو وسعت نہ بیان کو قدرت نہ تحریر کو طاقت
 ہے کہ اونکے وسیلے سے اسکی مہابت کا مرتبہ قیاس میں آوے * اس وز چار گھڑی ان
 رہت تمام شہر کے چھوٹے بڑے جوان بوڑھے لڑکے بالے امیر فقیر بیکار باکارب دیا کے
 کنارے پر جمع ہوتے اور خدا کی قدرت کے اس منظر نیرنگ کا تماشا کرتے ہیں * اس تاریخ
 کے ناظرین نے دیکھا ہوگا کہ بعض امرا کے باغون میں نعرے اور طوائی پھیلیاں پر تکلف حوضوں
 میں چھوٹی رہتی ہیں یہ پھیلیاں چپا لکھو کے شہر میں پیدا ہوتی اور ختائی امیرون اور دوسرے
 ملکوں کے اکابر کے یہاں بڑے دامون کو خرید کی جاتی اور بلور و مرمر کے حوضوں میں چھوٹی
 رہتی ہیں یہ شہر قریب با لکھو کے واقع اور اوسکی تحت حکومت میں ہے چونکہ ہانچو کا شہر

نظر

نظر

نظر

چنگی کیا لنگ کے صوبے کا پاس تخت سے تین ہزار ملکی سپاہ نائب ناظم کے تابع اور سات ہزار
 تاجک سوار ایک سپہ سالار عالی وقار ہے اس شہر میں حفاظت کے لیے متعین ہیں تمام
 مملکت خنائین میں چھوکی جھیل مشہور ہے اور ہانگچو کے چھم کی طرف شہر منہ کے زیر دیوار واقع ہے
 اور تین سو تین کوس کا دائرہ ہے غرض صدافسوس کہ اہل ہندوستان یا ایران کے
 کسی شخص لائق نے اقلیم خن کی تاریخ نہیں لکھی کیونکہ اکثر شہر اور مقام کا حال قابل اسکے ہے کہ
 کوئی معقول انشا پر دار اسکے بیان میں طبیعت آزمائی اور اپنے فن کی تمام صنعتیں صرف کرے
 چنانچہ اس مقام پر رہنے ہانگچو کے شہر کے احوال میں سیمو کی جھیل کی تعریف ضرور ہے کیونکہ
 وہ بہت مشہور ہے لیکن اپنے پاس منشی گری کا اس قدر مایہ نہیں کہ اسکی کیفیت جیسی کہ چاہیے
 بیان کروں اور یہ جو حال لکھتا ہوں اپنے مذاق طبیعت کے موافق ہے اسی سبب ہر بزرگ
 سے امید رکھتا ہوں کہ میرے سخن کی تفصیل کو وہاں کے دفتر تحقیق کی محض فرست سمجھیں
 سیمو کی جھیل کا پانی شربت کے مانند شیریں اور خوشگوار اور الماس کی طرح آب و تاب لکھتا ہے
 اور کول اور نمبشہ اور نیلہ فر کا تختہ ہر طرف کھلا رہتا ہے اور ہر پانی موجیں مارتا اور ہر بھولوں
 کی بہار سے دل لہراتی ہیں شے جھیل کے درمیان سے اس کنارے سے اس کنارے تک
 بنے ہوئے ہیں اور چونکہ دو گوشے مثل منجی کے اور ایک درمیان سے نکلتے اس جہت سے
 جھیل کی گویا چھتھیں ہیں جس طرح باغ کی کیریاں روشن سے بنتی ہیں اور بڑے بڑے
 ستون جھیل کی تین گڑھوں اور اسی پر پتے سنگ سے چنے ہوئے بنے ہیں اور جہاں سے
 کشتی کی آمد و رفت کے لیے راہ رکھی گئی ہے اون مقاموں پر سنگ مرمر اور رنگا رنگ پتھروں
 کے پل نہایت خوش وضع نمودار ہیں اور اوپر نفیس سیس ننگے نشست کے لیے خنکی ساخت
 صندل کے تختوں کی ہے اور چھاوئی او سکی رنگ برنگ چینی کی کھچریوں کی ہے اور یہ پتے
 اس قدر چڑھے ہیں کہ اون کے بیچ میں گاڑی جائے کی ٹرک ہے اور اس راہ کے دونوں پہلو پر
 بیچبھون اور شفا لو اور کیلہ کے درخت قطار سے بوئے ہیں اور جسوقت یہ بارور ہوتے مخصوص

سیمو کی جھیل

جب شفا لو کے نظر آئے ہیں اور پانی کے پھول پھولتے ہیں تو عجیب ایک کیفیت نمودار ہوتی ہے کہ دیکھنے والے کی صورت حال اور ہوجاتی ہے اور کیسا ہی دلگرفتہ ہوا وسکا غمچہ دل کھل جاتا ہے اور تین خبر سے جھیل میں عجیب موقع سے تین طرف ایک اور اور ایک کھن اور ایک بیچ میں واقع ہیں سطح آب سے یہ خبریں بہت بلند اور اونپر کتنے رنگ کے سنگین سکانات اور دیو برے اور نیچے چینی کے کھپر کیے جھاتے پر یوں کی بود و باش کے قابل ایسے ایسے تحفہ باغون کے دریاں بنے ہیں کہ بہشت شدا کی کیفیت جو سنے میں آتی ہے اونکے مقابل میں ایک فسانہ بے حقیقت معلوم ہوتی ہے فقط وہاں کی عیدوں کے دنوں میں جب ختائی امر لباس فاخرہ پہنے ہوئے ساز و سامان عیش و عشرت کے ساتھ پُر تکلف سجدے ہوئے بوقلمون کشتیوں پر سوار نچ کر واپس ہوئے جھیل میں سیر کرتے پھرتے ہیں تو چاروں طرف لب آب پہاڑوں کی چوٹی تک اتنے مناظر خوش نما و شیدہ طلعت مہیا جمع ہو جاتے ہیں کہ اونکی دید سے دیکھنے والوں کی آنکھوں کو نور اور دل کو سرور حاصل ہوتا ہے * **مولفہ** خلق کا جھٹلا لب آب پر پسلی نگاہ روئے احباب پر * اہل شوق ہزار در ہزار * کوئی کسی سے بغلیہ کوئی کسی سے ہکما * کہیں شہ کا جلسا ہو رہا ہے * کہیں سخن کا چرچا ہو رہا ہے * کہیں فوشا نوش ہے * کوئی سرخوش ہے کوئی مدہوش ہے * کوئی کیسی کیسی جھانک تاک میں مشغول ہے * کہیں کا داغ جگر پھول ہے * کوئی اپنی پوشاک کے پھین پر مغرور ہے * کوئی اپنی بے توشگی میں سرور ہے * کہیں واہ واہ کا شور مچ رہا ہے * کہیں صل علی کا غل پڑا ہے * کہیں ناز ہے کہیں نیاز ہے * غرض اون مجھ جوں کا عجیب انداز ہے * فائدہ تو اتنا پر نقصان بہت بڑا * کہیں ہے لینے دل کو کسب لذت کی از بسکہ ہوس اور دنیا و مافیہا سے بخبری اور تحصیل علم و ہنرمیں کاہلی اور سیری اور بجز عیش و خیال عیش کے سب چیزوں سے نفرت کٹی ہو جاتی ہے * سوا اس کیفیت کے جو جھیل کے درمیان میں موجود ہے سب چیزوں سے ایسا ہے کہ اوسکے تین طرف پہاڑوں کی قطار اور ایک سمت پر شہ واقع ہے اور اون پہاڑوں ہزار ہا عمارتیں اور بہت خانے اور بنگلے اقسام وضع کے بنے ہیں اور باغون اور درختوں کے سچ سے

مغفور کی عیش گاہ سنگ مرمر کی ایسی نظراتی ہے جس طرح سے زمرد کی تختی پر الماس کے پتے جڑے معلوم ہوتے ہیں اور پہاڑوں کے نیچے اور جھیل کے کنارے زمین ایسی ہوا رہے کہ روشن اور چمن بندی برابر ہے اور صد ہا قسم کے پھولوں کی بہار نمودار ہے غرض حاصل یہ کہ اگر دنیا کے شعرا اس مقام و لہریب پر جمع ہوئے فقط جھیل اور اس کے اطراف کی تعریف کرنے میں اپنے میں اپنی ساری عمر صرف کریں تو یقین ہے کہ مضمون سب خراج ہو جاوے اور تمام جہان کی سیاہی اور کاغذ بھی اکتفا کرے۔ جن پہاڑوں کا ذکر کیا گیا کہ جھیل کے تینوں کنارے پر واقع ہیں وہاں شہر ہانگچو کے لوگ دفن ہوتے ہیں اور چونکہ دستور و رسم ختائیوں کا ہے کہ ہر شخص امکان کے مطابق اپنے عزیزوں کے دفن کرنے میں تکلف اور آراشیں کرتا ہے اس جہت سے قبریں نہایت بلند اور خوبصورت ہیں لیکن اس عیش کے مقام میں پھولوں کے درمیان گورستان کا ہونا عجیب عبرت افزا ہے اور چونکہ رنج و راحت اور موت و زندگی کا ساتھ دکھلاتا ہے اس لیے دنیا کی بے ثباتی کی دلیل چشم بصیرت کے آگے عیان ہوتی ہے اور انسان کی خاک نہادی اور بنیاد ثابت کرتی ہے۔ انہیں قبروں کے درمیان ایک وزیر نیک بخت خلائق پرور عاقل عادل نگہدار ہے جس پر ہمیشہ اہل ختا ادنیٰ اور اعلیٰ بوابان جلاتے اور پھول چڑھاتے ہیں اور آٹھ سو برس کی بات ہے کہ اس شخص نیکو کی برائی اور بدگوئی مغفروں نے مغفور کے پاس کی تھی بیان تک پادشاہ کی طبیعت اس نفور ہوئی اور بچا رہے کی جان مفت گئی لیکن چند روز کے بعد بے ثبات ہو کہ وزیر بگینا قتل ہوا تب پادشاہ کا قہراؤں کمینوں پر گرا اور بدترین سستی سے اٹھو مارا اور انکی لاشوں کو جلانے کا کٹر کوجہاں پھینک دیا اور ان بد ذاتوں کا یہ حال کر کے شاہنشاہ نے وزیر کے فرزند پر خزانہ کو لاکھوں روپے کے خرچ سے بنوایا اور تین برس تک اس وزیر خیر خواہ مقتول بگینا کے لیے غم کیا اور اتنی لباس پہنا جس طرح والدین کے لیے بٹا کرتا ہے۔ یہ فرما قابل دیکھنے کے ہے اور اسکی چار دیواری کے صدر دروازے پر انہیں چار مغفروں کی موتیں سطح بنی ہوئی ہیں کہ سر نیچے کیے گھٹنوں کے بل خاک پر پیشانی لگا دے وزیر کی قبر کے رخ کی سمت سجدہ میں ہیں اور

قاعدہ زیارت کرنے والوں کا ہے کہ جب اوس خراب پر لو بان چلائے اور پھول کی کرسی چڑھانے آتے ہیں تو کنکری اٹھا کے اون مورتوں کے سر پر مارتے ہیں اور اونکی حرکت سے نفرت ظاہر کرتے ہیں ۴۰ ہو چوٹھی ایک شہر اسی صوبے کا نہایت پاکیزہ اور عالیشان ہے اور خاص شہر میں اور متعلق بستیوں میں اسقدر رشیم کا کاروبار ہے کہ تمام مملکت میں نامزد اور مشہور ہے اسکے علاقے کا ایک چھوٹا شہر اس جنس سے یہاں تک معمور ہے کہ وہاں کا یہ دستور ہے کہ پندرہ لاکھ اوتالیس ہزار روپے کے تھان کو خواب اور زلفت کے بدستور مالگذاری سرکار شاہی میں ہر سال دیے جاتے ہیں اور اسی نے قیاس کیا چاہیے کہ فقط ایک چھوٹے سے شہر میں کس قدر مال تیار ہوتا ہوگا جبکہ بعد سودا گروں کے ماتہ بیچنے اور وجہ معاش کر نیکی اتنا پس انداز رہتا اور خرچے میں دخل کیا جاتا ہے اگر ختم کا یہ دستور ہوتا کہ سیم روز کے سوا غلہ اور اجناس وجہ مالگذاری میں نہ لیا جاتا تو اکثر صوبوں اور شہروں کے لوگوں کو نقصان عظیم ہوتا کیونکہ بعض جگہ اسقدر افراط بعض چیزوں کی ہے کہ بیچنے اور صرفت میں لائیے بعد بہت باقی رہ جاتی ہے کہ جسکا کوئی خواہاں نہیں ہوتا ہے لیکن سرکار غفور کو رعایا پروری اور غریب نوازی اسقدر منظور ہے کہ ہمیشہ سے سلطنت کا یہ دستور ہے کہ جو چیز کنکری اور سودا گری کی قسم سے پس انداز رہے بازار کے نرخ دام کر کے مالگذاری میں دخل کیا جاوے غرض اسکا حال تفصیل سے تمام پرند کو رہوگا اس جگہ اتنا ہی اشارہ کافی ہے کہ کیا کنک ایک شہر اس صوبے کا بہت خوش وضع اور اچھی جگہ پر واقع ہے اور نہایت دلکش اغرض فضائیت اور پاکیزگی کے سوا دوسری کسی بات میں مشہور نہیں اور سرکین سنگ کے چورے تختوں سے بنی ہوئی ہیں اور دور درخت سایہ دار کی اس خوبی کے ساتھ لگائی گئی ہے کہ اونکے سامنے سامنے راگیر جاتے اور بارش و نماز آفتاب مطاق ایدہ انہیں پاتے ہیں پارے تخت ہانگیو کے بعد نیلگیو کا شہر اس صوبے میں نہایت خوبصورت اور بہت آباد ہے اور مخصوص وجہ سے تجارت کے لیے بہت مناسب ہے ایک تو یہ کہ دریا گہرا اور چوڑا شہر نہا کی دیوا کے نیچے بہتا ہے اور دوسرے یہ کہ سبز چاکی پیدائش اسکے قریب ہوتی ہے اس لیے خریدنے اور بیچنے والوں کو نہایت بہت

ہوتی ہے انہیں دوسبوں سے صاحبان انگریز نے جب مغفور سے عہد و پیمان بالفعل کی
 لڑائی کے بعد کیا تو اس بندر کو چار اور شہروں کے ساتھ اپنے جہازوں کی آمد و شد کے لیے
 ٹھہرایا اور شرائط صلح میں وہاں کی تجارت کا اذن اپنی مرضی کے موافق قبول کروایا اور
 اس کے قبل سوائے کانٹون کے شہر کے دوسرے بندر میں کوئی قوم فرنگستانی نہ جانے
 نہ تجارت کرنے پاتی تھی تیرہویں اکتوبر ۱۸۴۰ء کو انگریز نیپو کے شہر میں دغلیاب ہو
 اور چونکہ چنگیائی کا قلعہ جو کہ ختائیوں کے زعم میں مفتوح ہونیوالا نہ تھا چھین لیا گیا اس
 سبب سے انگریز کا رغبت شہر والوں پر اس طرح غالب ہوا کہ بے لڑائی بھارتی نیلنگپو قبضہ
 میں آیا ہر چند کہ سمندر کے متصل یہ شہر واقع ہے لیکن سبب سبب نہروں کے
 اور خاصیت خاص کے اس قدر زرخیز ہے کہ ہر سال وہاں دو فیصلین ہوتی ہیں پشٹی
 تھان اقسام طرح کے یہاں بہت پاکیزہ طیار ہوتے اور دور و دراز سے سوداگر اس
 خریدنے کے لیے آتے ہیں خصوصاً جاپان کے ملک میں ختائی تاجر اس رقم کو لیجاتے
 اور سونا چاندی تانبے سے عوض کرتے ہیں * اسی شہر سے اٹھائیس یا انیس کو س
 کے فاصلے پر شرق کی طرف چوران کا جزیرہ واقع ہے جسکو صاحبان عالی شان نے
 چوتھی جولائی ۱۸۴۰ء کو ختائیوں سے چھین لیا تھا لیکن صلح کے بعد واپس کر دیا غرض اس جگہ
 کی بد آب و ہوا سے جب قدر فوج انگریز کی نقصان ہوئی اسکا ایک حصہ تمام لڑائی میں ٹٹ
 شمشیر سے مارا بین گیا * چونکہ اس تباہی کی دوسری جلد کے تیسرے دفتر میں اس لڑائی کا
 احوال لکھا ہے جا انگریزوں اور ختائیوں کے درمیان ۱۸۴۰ء میں شروع ہوئی تھی اور
 ۱۸۴۱ء میں اختتام کو پہنچی اس سبب سے نیلنگپو اور چوران کے باب میں زیادہ بیانی ضرور
 نہیں * چوہنگ بھی ایک شہر اس صوبے کا بسبب ندرت اور نو طرزی کے قابل تعریف
 کے ہے کیونکہ میدان وسیع اور سطح میں واقع اور فرنگستان کے شہروں کے مانند
 ہے یعنی جس طرح سے وینس میں اتنی نہریں ہیں کہ لوگ کشتیوں پر گلی کو چے میں پھرتے

اوسے طرح سے چوہنگ کی گویا شاہراہیں نہرین ہیں لیکن باوجود اس کے فضیلت ختائی شہر کو بہتے کیونکہ چوہنگ کی نہروں کا پانی شیریں اور خوشگوار ہے اور نویں میں شورابہ اور پوتہ شدت ہے شہر چوہنگ کے باشندے بڑے منقری شہر ہیں اور قوانین میں اس قدر دخل رکھتے اور اتنے ذمی ہوش اور چالاک اور مقدمہ دان ہوتے ہیں کہ اکثر نرہی سرکاروں میں یہیں کے رہنے والوں کو محرری اور منشی گری کے عہدے تفویض ہوتے ہیں یہاں سے دیگر کوس فاصلے پر شہر کے اطراف میں مغفوریو کی قبر ہے اور یہ شخص پہلے پادشاہوں میں مشہور ہے اور قبول خانیوں کے ایسا شخص سارے آفاق میں پیدا نہیں ہوا اور فضائل ثلاثہ یعنی عفت اور عدالت اور شجاعت میں اوسکے برابر عرصہ زمین پر کوئی نہیں آیا اور کیا وجود کا نہیں ہونا اس قدر تعریف صاف مبالغہ معلوم ہوتا ہے لیکن اتنی بات تحقیق ہے کہ اگر نہایت ذمی شعور و دور اندیش و نیک نہاد نہوتا تو اتنی بڑی سلطنت کا انتظام اہل حال میں نہ کر سکتا مغفوریو کا بالکل احوال بندے نے اسی تاریخ کی دوسری جلد کے پہلے دفتر میں لکھا ہے جان ختا کے تمام پادشاہوں کا تذکرہ نوآبادی دنیا سے مسند امتک میں کیا ہے ہو چو کا شہر بھی بہت بڑا اور کوہستان کے قریب واقع ہے اور اسکے اطراف میں ایسے ایسے جنگل ہیں کہ آدمی کو وہاں گزرنا سخت دشوار ہے اور وہاں کی خبر جو جان پر کھیل کر لاتے تھے کہتے ہیں کہ جنگل میں صنوبر کے دخت جرمہ کے قریب اس قدر موٹے ہیں کہ اگر چالیں آدمی اوسکے تنے کے گرد بٹھیں تو فراغت سے جگہ پاویں و الغرض جی کیا نگ کے صوبے میں انھارہ قطعہ مثل شہر کے وسیع اور آباد ہیں اور ان کے علاوہ تیس شہر نامزد ہیں بعض تجارت یا صنعت کے سبب اور بعض فضائیت یا زرخیزی کے لیے لیکن بندے نے سب کا ذکر بیفائدہ سمجھا اور جنکو نہایت مدوح پایا انہیں کا خلاصہ احوال لکھا ہے جی کیا نگ کے صوبے میں دو کروڑ سا لاکھ باشندے ہیں اور نظامت کے کارخانجات جنگی اور دیوانی کے اخراجات کی وضع کے بعد ایک کروڑ سترہ لاکھ تئیس ہزار ایک سو اسی روپیہ سکہ برس

لاگنداری ہر سال مغفور کے خزانے میں جاتا ہے اور اس مبلغ میں زمین کا خرچ بچانوس کے
 ایکتا لیس ہزار آٹھ سو روپیہ سک اور نمک کی بابت سولہ لاکھ پانچ سو ساٹھ روپیہ اور اجناس
 تجارت کی آمدنی و رفتی کا محصول پانچ لاکھ چوراسی ہزار آٹھ سو بیس روپیہ سک ہے * * *

ساتواں باب

صوبہ ہوکو انگ کے بیان میں

چین کا چھوٹا صوبہ ہوکو انگ کہلاتا اور اس مملکت کے عین درمیان آبی طرح واقع ہے کہ
 آٹھ صوبے اسکے چاروں گرد ہیں اور چونکہ ایک دی کیا نگ کا دریا اسکے درمیان سے پورب کی
 طرف پچھم سے بہتا سیلی اوس صوبے کے دو حصے ہوئے ہیں اور یہ دونوں کی زرخیزی اتنی ہے
 کہ ضرب ایشل ہوگئی چنانچہ ختانی کہتے ہیں کہ کیا نگ سی کے سال بھر کا حاصل اگر اکٹھا ہو تو چین کے
 پندرہ صوبوں باشندوں کے لیے ایک وقت کا ناشتہ ہو سکتا ہے لیکن ہوکو انگ کی ایک فصل
 زراعت پر ساری مملکت کے باشندوں کا مدار اوقات برس روز تک ہو سکتا ہے اور سو اکثر
 محاصل اس صوبے کے سوتی کپڑے اور پھار کی جڑی بوٹی اور معدنیات سونا چاندی لوہا مین
 بلور کے مشہور ہیں اور یہاں پر نہایت شفاف موم میسر ہوتا اور لباس کا کاغذ کثرت سے بنتا
 ہو چانگھو پاسے تخت اس صوبے کا بڑی تجارت گاہ اور نہایت کیفیت کی جا ہے اور دولت اور
 عالیشانی اور غداری میں مملکت خطا کے اکثر شہر سے کم نہیں اور چونکہ ایک دی کیا نگ کا دریا اس
 شہر کے نیچے بہتا ہے اس لیے پوچانگ فوایا بڑا بندر ہے کہ دس بارہ ہزار جہاز شہر کے سامنے
 پانچ چار کوس کے عرصے تک اکثر لنگر کئے رہتے ہیں اور اسے سمجھا چاہیے کہ کس قدر خرید و فروخت
 اور ساکنان شہر کے سوا صرف مسافروں کی کس قدر جمعیت ہوتی ہے * سیا نگ ناگ فو ایک
 اویشہر ہے جسکے اطراف کے پہاڑوں میں معدن سونے اور چاندی کے پھین گراؤں کے
 کھودنے کی مبالغت ہے لیکن جبرفلون اور ندیوں میں جو ریزے طلا اور نقرہ کے کوہستان
 کی طرف سے بہتے آتے ہیں اوپر سیکہا اجارا نہیں اور جب کا جی چاہتا چرن لاتا ہے فیروزہ احد

پھکاری اور ایک قسم کی سبز خیز جھکو خٹائی مصور بڑے مولوں سے تصویر کی رنگ آمیزی کیلئے
 خریدتے اور سب کے معدن اور نین پہاڑوں میں واقع ہیں زمین کا ان فوشر ہے جسکی سرحدیں
 ایک قسم کا سوہ پڑا ہوتا ہے جسکی بنیوں کا چرخ سوا شہنشاہ اور ان کے عزیز و اقربان قریب ترین
 دوسری جگہ سے ہے اور اس قوم کے کئی خاصہ ہیں یعنی سپیدی اور چمک بلور کی سی ہوتی ہے اور
 اسکی تہی درہوان نین تہی اور روشنی کی صفائی اور تانندی کی مثل متابی کے ہوتی ہے اور درہوان
 بھی اسکا چرخ ہے چنانچہ ہوں لکیوا سطر نہایت مفید ہے اور خٹائی دکھا اور جو لوگ کہ
 درباروں میں عرضیگی ہوتے ہیں اس قوم کا ایک لاسیلے کھلایا کرتے ہیں کہ قوت دلی یادہ ہو
 اور دربار کے دبائے سے مرعوب نہو جاویں اور اس قوم کو خٹا میں پلاکتے ہیں اور ایک ات کا
 درخت ہوتا ہے جسکی جڑیں ایک قسم کا چھوٹا سا کیرا چکا دینے سے وہ اسکا رس کہتا اور
 فضلا جو چوڑا اوسی سے یہ قوم ہوتا ہے اور اسکی ایسی قدر ہے کہ سونے کے وزن سے بکتا
 اور حقیقت میں وہ ایسی ہی چیز کسیر خاصیت ہے کہ سونا اس کے آگے مٹی ہے اور ہوانگ جو کہ
 شہر نہایت وسیع اور غدار اور مشہور بندر ہے اور ماتحت کے ایک شہر میں جھڑا ہے جسکے
 پانی میں چاسے کو جوش دینے سے بہت لطیف ہو جاتی ہے اور اس شہر کے قریب ایک خیرہ
 بنی کو اسے کھلاتا اور لوگ اس خیرہ کے باب میں ایک نقل کی سپاہی کی کرتے ہیں کہ جب
 دشمنوں نے اسکو دریامیں ڈال دیا ایک سفید کچھو اسکی مدد کو آیا اور اپنی پیٹھ پر چڑا کر اڑا
 پہنچا دیا یہ بات قریب قیاس کے نین غرض حقیقت یہ کہ اس خیرہ سے چھوٹی ذات کا
 سپید خوبصورت کچھو اکڑا جاتا اور امیرون کے یہاں باغوں اور حوضوں میں پلٹا ہے اور
 تھوڑے عرصے میں اسقدر رام ہوتا ہے کہ لوگ اسے اپنے ہاتھوں سے کھلاتے ہیں اور چو
 کا شہر بہت وسیع و غدار اور سبز میں بھی اسکی نہایت زرخیز ہے اور پہاڑوں میں معادن فیروزہ
 ہیں اور یہ شہر لوں میں ہوگی جھیل کے کنارے پر واقع ہے اور اس جھیل میں ایک خیر عجب
 کیفیت کا ہے کہ اسے نیچے سے ہمیشہ پانی بہتا ہے گویا نے پرکھا ہوا اور پور اسکی یہ ہے کہ طرف

ہے اشجار و نباتات کی خبریں پانی میں اور شل جال سنگین کے بل کھا کھا کے لپٹی ہوئی ہیں کہ ان پر
 مڑی کی ایسی موٹی جم گئی ہے کہ قریب القیاس نہیں کہ کبھی پانی اوپر غالب ہو ویگا اور ہر چند کھانا
 میں نقش بر آب مثل حباب اور متحرک مانند سیلاب ہے مگر حقیقت میں یہ تکمیل مثل الفت حباب ہے
 چاہک چافو ایک اور شہر سرزمین کی سیرابی کے لیے مشہور ہے یہاں تک کہ اگر تمام مملکت میں سب
 قحط کے غلہ کا نشان تک نہ ملے تو بھی بیان کی فصل کھجور نہ ملے اور متعدد دندی اور نہر کے سبب
 پانی کی تکلیف کبھی نہیں ہوتی ہے اور اطراف کے پہاڑوں میں کئی معدن شہر کے پانی کے پانی *
 ہینگ چو فو کا شہر دریائے جزیرے میں واقع ہے اور اگرچہ اطراف کی زمین سنگی اور بلند ہے
 لیکن کسی جنس کی کمی نہیں اور سہولت معاش بدرجہ ہے اور پہاڑوں میں نقرے کے معدن
 ہیں اور باشندے بانس کے کاغذ بہت بناتے ہیں چاہک فو ایک شہر ہے جس کا عرض
 طول کم مگر نہایت زرخیز ہے اور کولہ لیمو افراط سے وہاں ہوتا ہے اور ایک قسم کا میوہ بھی ملتا
 کہ جڑوں میں جب ایام دوسرے لیمو کا ہو جاتا ہے تب اسکے درخت با مراد ہوتے ہیں اور یہ
 لیمو نہ توں تک میٹھا اور معطر اور خوش رنگ ایک رنگ پر رہتا ہے اور کچنیرنگی نہیں کھاتا
 اور اس شہر کے اطراف کے پہاڑوں میں فیروز کے کئی معدن ہیں چن چو فو ایک شہر پہاڑوں
 میں معمور ہے اور معدن سونا اور چاندی اور سیلاب اور فیروزہ کے اطراف میں ہیں اس شہر
 کی سرحد میں پہاڑوں کے درمیان ایک قوم جنگلی آدمیوں کی رہتی ہے جسے خٹائیوں کی زبان
 نہ چال نہ چلن نہ گفتار نہ رفتار ذرا بھی ملتی ہے اور اہل چین کی روایت یہ ہے کہ کتے اور آدمی
 کی خستہ اونکی نسل ہے لیکن یہ بات صریحاً جھوٹ ہے اور دشمنی اور انا جنسیت وجہ اس ملت
 کی ہے * الفرض کہ صوبے کی دو تقسیم میں چون شہر اور اس کی پٹی تقسیم یعنی ہونی میں قریب ڈیڑھ کروڑ
 باشندے ہیں اور دوسری تقسیم ہونان میں تخمیناً ایک کروڑ و تیس لاکھ باشندے ہووینگے اور پٹی
 کی نظامت اور دیوانی کے وضع اخراجات کے اجدتین کروڑ نوے لاکھ روپے بابت خرچ زمین اور
 تیس ہزار روپے بابت محصول جہاں تجارت دارالامارہ چھپین میں بھیجا جاتا ہے اور پٹوں

۵۰
کی فطامت اور دیوانی کے وضع اخراجات کے بعد تین کروڑ ترانوے لاکھ روپے باج سے
خراج زمین اور ایک کروڑ پانچ لاکھ بابت محصول خاس تجارت فنغور کے خزانے میں لانا داخل ہوتا ہے *

آٹھواں باب

صوبہ ہونان کے بیان میں

یہ صوبہ مملکت خنسا کے درمیان واقع اور اس ملک کے اکثر مورخوں کا اس پر اجماع ہے کہ جب
ابتداء میں سلطنت خنسا کی بنیاد ڈالی گئی اسی جگہ سے پہلے آبادی شروع ہوئی اور یہ سرزمین
کنہ آبادوں کی قدیم شہنشاہان والا شراؤ کی تخت کاہد تون تک ہی اور سچ ہے کہ اس جاکے
اب وہ موافقت و فضا ایسی لطیف و خوش اور پاکیزہ و دلکش ہے کہ قابلِ بخشش زندگی کر
اور عیش و آرام سے رہنے کی معلوم ہوتی ہے اور وہان کی زمین عمدہ اور بہتر اور وسیع حاصل
اور استقد رشاداب ہے کہ پھولوں کے جنگل کاٹ کے لوگ زراعت کرتے اور گلشنوں
میں ہل جتواناج بوئے ہیں * **مولفہ** سرزمین ایک لطیف و آبادان * آب و باغ میں
روش پہ روان * جنگلون میں بہار گلشن ہے * رشک گلشن * ہانکا گلشن ہے * گل و سنبل
کے ڈھیر میں ہر جا * بلبلوں کی بھٹی میں ہر جا * لب غنچہ جہان کہ خندان ہے چشم
بلبل وہان پہ گریان ہے * سرو جس جاکہ برب جو ہے * لب قمری پہ شور کو کوئے عیش
بازار ہر طرف ہیں لگی * ہین خریدار شوق سے پھرتے * عشرت آرام ہر جگہ موجود * شہر کیا
بلکہ خانہ بہود * آوجب کہ حال یہ ہے تو نہیں تعجب بلکہ حکمت کی رو سے واجب ہے کہ
لوگ بھی ایسے دیار کے پاکیزہ طینت لطیف طبیعت خوش مزاج عیش و آرام طلب ہو ورنہ
کلیہ ہے کہ جہان سہولت معاش ہے وہان عیش و آرام پر دل پاش پاش ہے بلکہ وہان کے
لوگ بالخاصہ ان صفتوں کے ساتھ موصوف ہوتے ہیں اور اسی وجہ سے اس صوبے میں
سوداگری نہایت سرور اور مدہم ہے اور تجارت کا بازار مطلق گرم نہیں کیونکہ حضرت انسان
کی طبیعت ہمیشہ راحت دوست اور آرام طلب ہوتی ہے اور جدوجہد و کوشش وسیع ہی کو

کرتے جو فکر معیشت میں دلگیر اور بے یار و مددگار تھے۔ اس میں پابند و اسیر تھے۔ ترو دو ہی کرتے جنگلی اوقات
 بے ترو دیکے نہیں بنتی اور یار گران وہی اٹھاتے جنگو اوسکے بن اٹھاتے تلاش حاش کے
 بوج سے سبکدوشی حاصل نہیں ہوتی۔ **لمو لھ** مالور محنت سے کوسوں دور میں چھٹی
 اس مرض میں بھرپور سنگ غم سے روز و شب صبح و سائیل شیشہ پتھروں سے چوہین *
 اس صوبے کا پائے تخت کیفونگ فو ہے اویسی ایک نئی بات اس دارالریاست کی مشہور
 ہے کہ شہر کی کڑی خاک ریا کی سطح آب سے بہت نیچے ہے چنانچہ پانی روکنے کے لیے کھدائی
 لیتے اور باندھ کی حاجت ہوتی اور روایت ہے کہ ایک دفعہ جب نظام ملک میں فتور واقع
 ہوا اور سرکشوں نے اوس شہر کو بارادہ تخیر محاصرہ کیا تب شہر والوں کی مدد کو غفور کی
 طرف سے بہت سے لشکر آئے لیکن اوس فوج کے سردار کو دشمن غارت کرنے کی ایسی ایک
 بری ترکیب سوجھی کہ اوسے اپنی ہی طرف زیادہ ہلاکت ہوتی لینے دریا کے لپٹے کو اوس
 تڑوا ڈالا اور تمام شہر کو تہ آب کر دیا اور اس سانحہ عظیم میں تین لاکھ آدمی سے زیادہ قربت
 موت سے بام حیات کو لبریز کیے اور شراب مرگ پیالہ اجل سے پی غرض ہر چند کہ بعد چند
 ایام کے شہر کی دوبارہ تعمیر ہوئی اور سرنواجر ملک آباد ہوا مگر پہلی رونق پر نہ ہوئی اور نہ
 پرانی خوبی نے تازگی پائی مثل مشہور ہے اگلی بات ہمیشہ اگلوں کے ساتھ جاتی ہے۔ **لمو لھ**
 عالم فانی کی یار و چال دیکھی ہے عجب اس جہان سے جو گیا دیا نہ آیا پھر کوئی باز تے
 دنیا کی ہر ہر دانوں میں اسے ہمیشہ چھو دیا یا تھوون سے جو ویسا نہ پایا پھر کوئی ہو کوئی
 دوسرا شہر اس صوبے کا بہت وسیع و عدار ہے اور اس صوبے کے اور شہروں سے یہ شہر اچھی
 تجارت گاہ ہے اوسکے اطراف میں باغ بہت با وسعت اور اقسام میو جات کی کثرت
 ہے اور یہاں ایک جھیل ہے جسکے پانی کی تاثیر سے لریم میں آب و تاب اور چمک و مکلاور
 مضبوطی اور ملائی ایسی ہوتی ہے کہ سیکڑوں منزل سے جولاہے جاتے اور اوس پانی میں
 لریم کو دھو تے ہیں اور اس شہر کے باشندے ایسے خوش خلق اور مسافر پرور ہیں کہ ہر چند

خستانی مضمون سے اس شعر کے واقعہ میں ۱۰ شعر خشت وطن از تحت سلیمان خوشتر ۱۰
 خار وطن از سنبل ویرجان خوشتر ۱۰ با وصف اسکے اگر قصیدہ اتفاقی سے اون میں کوئی شخص کیا
 وہاں کی خوبیوں میں اوسکی طبیعت ایسی لگی کہ پھر اپنے گھر مشکون سے پھر ۱۰ لکھ باغ میں بل
 یہی کہتی تھی کل صیاد سے ۱۰ کب چین کو چھوڑ کر عالم قفص میں جاوین ہم ۱۰ ہونان فوا یک شہر
 سہے حسین قدیم شہنشاہ سب اکثر رہتے تھے اور اب بھی اونھوں کی کسی عظیم شان قبریں
 اطراف شہر کے باغوں میں موجود ہیں چونکہ خانیوں کے قیاس میں اونکی ملکیت ناف میں
 میں اور ہونان کا صوبہ اوس ملک کے بچونچ اور سپرہ شہر اوس صوبے کے وسط میں واقع
 ہے اس لحاظ سے بقول اونکے شہر ہونان فوسفوزمین کے دائرہ کا نقطہ مرکز ہے ۱۰ نانک
 کا شہر بہت غذا را وسیع ہے اور اوس کے اطراف کی سرزمین سے کئی دیاہتے ہیں اس
 سبب وہ اتنی زرخیز ہے کہ جب فوجیں شہنشاہ کی وہاں پر ڈیرہ ڈالے مہینوں پھر رہتے ہیں
 تب بھی شہر کی گرانی کبھی نہیں ہوتی اور قریب کے کئی پہاڑوں سے فیروزہ مال ہوتا ہے اور
 وہیں ایک قسم کے سانپ کی خلقت ہوتی ہے کہ جس سے فالج و لقوہ و عشتہ کی بیماریوں کی
 ذوائب ہیں اور اطباء سے ختا اس سانپ کو شراب میں ڈال عرق اور جوہر صنیع لیتے اور
 اور لقوہ اور فالج کے مریضوں کو پلا کر اکثر اچھا کرتے ہیں چوہنگ فوا اس شہر کے اطراف
 میں بہت چاے پیدا ہوتی ہے غرض اسطرح چھوٹے بڑے شہر اس صوبہ کے سب
 سمیت انتیس ہیں اور یہاں کے باشندے اڑبائی کروہین اور کعبہ وضع اخراجات
 نظامت اور دیوانی کے ایک کروہ پانچ لاکھ چھ ہزار دوسے چالیس روپیہ بابت خراج زمین
 بیالیس ہزار چھ سو بیاسی روپیہ بابت محصول اخاس تجارت سالانہ فقور کھزانہ ماہ میں اعلیٰ ہوتا ہے

نوان باب

صوتیان ٹان کے بیان میں

کنگ فوسی جو خٹاکا حکیم حکم تھا اور دانائی میں یونان کے فلاسفہ عظام ارسطا لیس فلماطو

وغیرہ سے مرتبہ اوسکا سبقت لے گیا اسی صوبے میں پیدا ہوا تھا غرض اس حکیم نے بدل کا
 تذکرہ دفتر ثانی میں لکھا جائیگا اور جان شنشایان فرخ خاں کا حال درج کیا جائیگا وہاں اوس
 صاحب کمال قدیم ایشال کے اوصاف حمیدہ اور خصائل پسندیدہ کا تذکرہ زبان قلم پر آئیگا
 چونکہ صرف اسی آیتا ویلسوف کے قال لازوال پر انتظام مملکت چلا جاتا ہے اسی باعث سے
 خاکی ریاست کو اتیک بقا ہے حالانکہ کیا فی اور روم قدیم کی سلطنتیں مٹ گئیں نشان تک
 بھی نہ باقی رہا نام کا نام لینا عقل صواب اندیش کے نزدیک بیجا ہے مگر خفا پر باوجودیوش
 تا تا مطلق ادبار نہ آیا اس صوبہ میں پانی کم برتنا ہے لیکن اسکی عوض اتنے دریا اور نر اور جھیل
 اور تالاب ہیں کہ زراعت میں نقصان نہیں آتا نہ تھا کی سبے بڑی نہر جو شنشای کلماتی اس
 ملک کے درمیان سے بہتی ہے اور شاہی انبار خانوں میں بھی اناج کی کشتیاں اس طرف سے
 دارالامارہ چھپین کو جاتی ہیں اونکی جمعیت کثیر کا ہر سال اس نہر سے گذرا ہے اور گیارہ بارہ
 ہزار سے کم بھی نہیں جاتیں چچی نامک فوکا شہر پاس تخت اس صوبہ کا بہت وسیع و شہر غدار
 ہے اطراف میں بسکہ جھیلیں اور تالاب کثرت سے ہیں نہرین شہر کے درمیان پانی سے ہمیشہ
 بلبلہتی ہیں چوری و عسین ہیں ہزاروں سن کی کشتیاں شہر کے ہر بازار میں لگی رہتی ہیں اور ان
 نہرین پھرنیس کی راہ چلنے والے کے آرام و شہر کی زینت کے لیے بنے ہوئے ہیں اور چونکہ
 ایام قدیم میں کسی شنشاد ختا اور باج گذار ملکوں کے پاوشاہ سب بیان سکونت کرتے تھے
 اور انکے فرار شاہ نذر پٹاروں میں ہیں اس سبب سے اس شہر کی بڑی غرت ختائیوں کی
 آنکھوں میں ہے **لہذا** فی حقیقت شہر ہے یہ پرفضا کیجیے تعریف جو کہ ہے بجا را
 اولوالباب خطا ہے پر صواب د کرتے ہیں عظمت جو اسکی حجاب اس شہر کے قریب
 میں جنگ کا شہر ہے وہاں ایک قسم کا شیشہ لہانا نکبتا ہے کہ اگر تہذیبو امین رکھ دیا جائے تو
 اوسکے صدمے سے فوراً آسیب آئے یعنی صاف ترقی جاتے مینے والا سواے حیرت کہ
 نہ پاؤں کر کے کر کے دیکھ کر آئینہ دل چور چور مگر میں ہزاروں ناسور شکل خانہ زنبور نمایاں شہر

سے نہ خون روان رہے اور کما کسٹنے لے۔ اس میں سنی سے رشک طلب کرنے کی جگہ ہے۔
 ایک فقرہ ہے اوصاف سے یہ اوسکے لکھا ہے۔ اس صوبے میں ایک قسم کا کیرا مثل مکہ کے
 پیدا ہوتا ہے اور اوبے مونا ریشم نکلتا اور ایک طرح کا ریشمی کپڑا نہایت گت اور صوبہ طابا ہے
 ہر جگہ بخواہش لیا جاتا ہے۔ دین چو فودو سر اشتر اس صوبے کا درمیان دو بڑے دریا کے واقع
 ہے اس سب سے آب ہوا اوس سرزمین کی نہایت لطیف ہے اور پل اسی شہر میں بہت عظیم
 ایک سواستی گز لٹا ہے ایسا کہ کسی نے نہ دیکھا نہ سنا اور اس شہر کے تحت میں کیو فو میں کا شہر
 ہے حسین فلیسوف اعظم حکیم مکرم کامل زمان حاذق دوران حکیم لنگ فوسی کے کئی یاد کا زہوار
 از طرف سرکار اوجھڑا ریشماں حجتہ کردار بنے ہوئے ہیں حالانکہ حکیم ممدوح شہر جوہن میں جو
 اوسکے قریب ہے پیدا ہوا تھا۔ ٹانگ چینگ فو کا شہر بڑی نہر پر چونکہ واقع ہے اس جہت
 تجارت کا عظیم ہے برابر ہماز ہمیشہ وہاں لگے رہتے ہیں اور کئی معقول عماتین شہر میں ہیں
 خصوصاً ایک ثبت پل اور بہشت طبق کا مناسٹل منارنان کینگ کے ہے اور اس طرح چینی کا
 بنا ہوا ہے اور باہر گھنٹے اوسی انداز سے لٹکتے ہیں اور ہوا کے بہنے سے صدا سے خوش اوس
 پیدا ہوتی ہے۔ تین چو فو اور تین چو فودو شہر کسی اور بات کے لیے مشہور نہیں بجز اسکے کہ دونوں
 میں ایک ایک قلعہ بہت مستحکم بنا ہے اور لشکر شاہ حفاظت ملک کے لیے اولین معین ہیں
 اور جنگی جہاز بھی نگہبانی کے لیے موجود ہر چار صدو دین رہتے ہیں حاصل کلام اٹھائیس شہر چھوٹے
 بڑے اس صوبے میں ہیں اور قریب اڑہائی کروڑ کے باشندے ہیں اور بعد وضع اخراجات
 نظامت و دیوانی کے ایک کروڑ بارہ لاکھ چار نوے ہزار دو سو آٹھ روپے بابت خراج
 زمین اور چار لاکھ چھپیس ہزار آٹھ سو سولہ بابت نمک اور اٹھانوے ہزار چار سو چھیانوے
 روپیہ بابت محصول اجناس تجارت اس صوبے سے فقو کے خزانے میں سالانہ جاتا ہے۔

دسواں باب

مہوئے شان سی کے بیان میں

اس صوبے کی آب و ہوا بہت اچھی اور زمین بھی نہایت زرخیز ہے سو اسے چاول کے
 ہر قسم کا اناج بیکثرت سے پیدا ہوتا ہے ہر چند یہاں کے لیے پانی بہت چاہیے مگر کلب
 قلت نہر و تالاب پانی بقدر احتیاج دستیاب نہیں ہوتا لیکن مشک اور سنگ ساق اور سنگ مر
 اور سنگ زبرجد اقسام رنگ کا کھٹا ہے فیروزہ اور بلور بھی اس صوبے کے پائونڈ آتا ہے
 کان آہن و شورے کی کئی معدن ہیں اور اس ملک کے بعض پٹاروں کی چوٹی پر میدان
 وسیع اسطر حکا ہے کہ کو سون تک جب کا حساب نہیں اس پر کشتکاری کی جاتی ہے فصل
 بفضل انضال حقیقی معقول ہوتی ہے باوصفیکہ بجز باران رحمت وہاں پانی کا نام نہیں سہا
 صوبے کے باشندے بڑے مضبوط اور بہادر ہوتے ہیں اور مطابق قاعدہ کلی کے حلیم و
 سلیم مشہور ہیں مگر حد سے زیادہ کون و ابلہ ہوتے ہیں کسی علم سے مطلق شوق نہیں رکھتے اور
 مستورات یہاں کم حسینہ اور جمیلہ ہوتی ہیں اور اس طبقے میں انکو بافراط نہایت تحفہ
 اسطر حکا پیدا ہوتا ہے کہ شاید روئے زمین پر کمین میسر نہیں آتا اگر یہاں کے خسانی چاہیں
 تو شرا بہن ایسی کھینچ سکتے کہ قابل جام جمشید میں بھرنے کے ہوں لیکن او جگہ کنوارا و سکو کھلا
 کے گمشدہ بناتے ہیں لفظ حماقت سے پر مغز ہیں و کیشف کہ بد کرتے ہیں کیا عدائے
 لطیف کہ کو تیل کے معدن بھی یہاں ابنت ہیں اور اسکی تنگی یہ ہے کہ انکار سے بہت
 صاف و شفاف ہوتے ہیں دیر تک رہتے اور دھواں نہیں دیتے ہیں اور فریش فروش
 کے لیے قالین یہاں ویسی عمدہ اور خوبصورت بنے جس طرح ایران اور روم میں ہوتے ہیں
 لمولفہ بلکہ اوپر فوق رکھتے ہیں یہ بعض کام میں مشہور نام نکاہے کثیر و مصر و شام
 میں ہوتی ہیں فو اس صوبے کا پاس تخت ہے کیوقت میں شاندار محتاج بادشاہ
 عزیز و اقربانے یہاں سکونت اختیار کی تھی لیکن جب کہ وہ خانوادہ بٹ گیا یہاں کا
 بھی طبقہ اولٹ گیا بقول شاعر پر دہ داری می کند قصر قصر عنکبوت جو بوم تو
 میزند برگیند افراسیاب و غرض لوہے کے باسن اور آلات اور ہتیا جنگ کے یہاں

تجارت ہے پھینے کے کپڑے و کھانا بازار گرم ہے اور ساری مملکت کے سوداگروں کا لینوں کی
تھکنی پر لوٹے رہتے پانوں پر کے سر کے بل لیجاتے انکا ذکر عاصی کر چکا کہ شک ایران و روم
ہوتے ہیں * چین یاں فاس صوبیکا دوسرا شہر اس بات کے لیے مشہور ہے کہ غفور و یحییٰ
ختم کے پہلے پادشاہوں میں تھا اوس نے اسی شہر کو اپنا پاسے تخت قرار دیا تھا اوس عالیٰ علیہ السلام
مرنبت شہادت شمار بدر روزگار عادل بعدیل کا ذکر اس تاریخ کی جلد دوم میں کیا جا چکا اس جگہ
اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ شہر ہی سلطنتوں کے بانی ایسے ہی شخص ہوتے جیسا کہ یہ تھا * **مولفہ**
عادل ہو تو ایسا ہو جو سلطان ہو تو ایسا ہو * عادل ہو تو ایسا ہو غافل ہو تو ایسا ہو * اس کے
قریب ایک جمیل شور اکیس کوس کے دائرے میں اوس ہے اوسکا پانی کھاری مثل سمندر کے ہے
اوس میں نمک افراط سے پیدا ہوتا ہے * دین چو فہبت پُرانہ شہر اور معقول تجارت گاہ ہے
اطراف کی زمین حالانکہ کوہسار ہے لیکن کسانوں نے ریاضت کے زور سے اسے ایسا زرخیز
کیا کہ بڑے فائدہ کی جاتے کتنے چشمے آب گرم کے اوس کے قریب بہن نزلوں سے لوگ آ کے
وہیں جمع ہوتے ہیں ایک قسم کا مالکھم نشی وہاں تیار ہو کے اور اوصولوں میں بھی جاتا ہے اوس
سرور و ذالیقہ اور قوت کی بہت تعریف ہوتی ہے * نانی ٹون فوکا شہر دیوار ختم کے نہایت
قریب ہے چونکہ قوم اتار کی پیرش کرنے کی جگہ ہے اس لیے شہر کے سوچے بہت مضبوط ہے
اور کسی نہر اسپاہ یاں ہمیشہ متعین رہتی ہے اور اطراف کے پہاڑوں میں فیروزہ اور سنگ مرمر کی
کان میں اور ایک قسم کا زبرجد ملتا ہے جسکی سپیدی اور چمک شیم کے مانند ہوتی ہے اور جنگلاں
میں جڑی بونی بہت اقسام کی میسراتی ہے فرض چھوٹے بڑے اٹھائیں شہر اس صوبے میں
ہیں اور سیکڑوں قلعے دیوار ختم کے قریب جا بجا واقع ہیں تاکہ اتار کی پیرش ملک میں ہو پائے
اور **مولفہ** بہن سب لوگ پیش مراحت سے * پنج پہنچے ز دست آفت سے * اس صوبے
میں دو کرد رشتہ لاکھ باشندے ہیں اور بعد وضع اخراجات نظامت اور دیوانی کے ایک کروڑ
ایک لاکھ تھتہ نہر انروہ میں روپے باہت خراج زمین اور سولہ لاکھ چوتھرا چار سو میں روپے

بابت نمک تین لاکھ ترشہ ہزار سات سو بارہ روپیہ بابت محصول اجناس تجارت مخفوق کے
خزانے میں برسم مالگداری سالانہ داخل ہوتا ہے + + + + +

گیارہواں باب

چٹن سی کے صوبے کے بیان میں

یہ صوبہ بہت وسیع ہے اور بعض مورخوں کی یوں روایت ہے کہ اسی جگہ سے خٹا کی آبادی شروع
ہوئی اور قدیم مخفوقوں نے یہیں سکونت اختیار کی تھی اس بیان کے خلاف اوصوبوں کے
باب میں یہی بات بعضے راوی نقل کرتے ہیں بقصد اگر یہ سرزمین پہلے نہ آباد ہو کر دوسری
آباد ہوئی تو اس سے کچھ قباحہ واقع نہیں ہوتی اور اگر وہ بزرگی نہیں حاصل تو یہ مرتبہ بیشک
اوسکو دیا جائیے کہ نہشا ہوں نے اوس سرزمین کو نہایت پسند کی تھی اور مدتوں اسی طبقے
میں سلطنت رہی لمو لفعہ تہہ بلند کیون نہوا اوس سرزمین کا مسکن یہاں تھا مدتوں مخفوق چٹن
اس صوبے کی تقسیم میں آگے تین ناظموں کو یہاں کی صوبہ داری سپرد تھی لیکن چند روز
سے ایک موقوف ہو گیا چاول کی فصل یہاں اچھی نہیں ہوتی اس جہت سے کہ پانی کم پڑتا ہے
گھٹا کے دیکھنے کو دل ترستا ہے کسی عنوان سے اکثر مقام پر حسب ضرورت پانی میسر نہیں ہوتا
غرض اور اقسام اناج کی افراط است باشندوں کو قحط کی شدتیں لاحق حال نہیں ہوتیں اکثر تفرق
ایسا ہوتا ہے کہ ندیاں ویران کر جاتی ہیں لیکن اوسکے عوض خٹا کی اونہیں پکڑ کے کھا جاتے ہیں
بقول شخصے عوض معاوضہ کلہ نذر تو انکی شکایت کرنی زیادتی ہے اس صوبے میں ریون چٹنی
وشک وشجرف وموم وشہد وصندل وشنگی کو نیلہ اور اقسام ادویات کثرت کے ساتھ ملے طلا کی
کئی کان ہیں اگر وہ کھودی جاوین تو یقین ہے کہ سیکڑوں من سونا پیدا ہو لیکن مخفوق کی منعت
ہے اوسکا کھودنا وقت ضرورت پر موقوف رہا غرض مذیوں اور جھرنوں میں اوسکی ریت جو
بیکھاتی ہے اوسکے جمع کرنے میں صد ہا آدمی کی اوقات لبر ہوتی ہے اور سیاح جو ایکس
ملک میں گئے ہیں انکی روایت یوں ہے کہ اس صوبے کے باشندے سلیم الطبع حلیم الوضع

اول مخالفت و فساد سے بری شیلزہ بند رہتی و دوستی نہایت کریم الاخلاق عظیم الاشفاق ہو گئی
 مولفہ جسے انسانیت عبارت ہے و دکان ہر ایک کی وہ عادت ہے و ہر ایک نیت نچستہ
 حاصل ہیں و ہر طرح سے وہ سب غنیمت ہیں و تحصیل ملامت و فتنوں کی طرف اکثر رجوع کرتے ہیں
 سی گمان ہو گا شہر چونکہ ایک زمانے میں تخت کا وہ فقیرانہ چین تھا اور اب ناظم کے رہنے کی
 جاسے ان دو سنبھون سے بہت آباد اور دل پسند جگہ ہے شہر نیامہ کی چار دیواری شمل قلعہ کے
 سو چون کے بنی ہوئی اور زیر دیوار گہری اور چوڑی کھائی کھدی ہوئی ہے اور جگہ جگہ قطار سے
 سو چون کے اوپر اونچے اونچے برج شمل ہندوستانی امیروں کے نوبت خانوں کے بنے ہیں اور
 اون میں سپاہی ہر اچکی دیتے رہتے ہیں اور دارالامارہ چھپن کے بعد اوس شہر کا رہنے کا سبب
 مضبوط ہونے اور سامان جنگ سے مہیا رہنے کے سمجھا جاوے اور شہر نہایت ہی فوج کی تقسیم
 جو طرف شمال حفاظت سلطنت کی واسطے مقرر ہے اوس شہر میں بستیں رہتی ہیں اوسکے اطراف
 کی رعایا اور خاتیوں سے بہادر و محنت کش اور قد آور و جیہ ہوتے ہیں و اس شہر کے اطراف
 میں ایک قسم کا بادربہت بڑا پیدا ہوتا ہے اوسکا گوشت ایسا لذیذ ہوتا ہے کہ ذائقہ اور
 ملاہیت میں حلوان فریبہ را و سکو ترجیح دیتے ہیں و سن سولہ سے پچیس سیاحی میں اس شہر کے
 اطراف میں ایک لہنا تھہ سنگ مرمر کا زمین سے کھود کے نکالا گیا اوس پر یہ مضمون کھدا ہوا
 کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب ملک یہود میں پیدا ہوئے تھے تو آسمان میں ایک بیٹا
 ستارہ جو قتل اوسکے کبھی ظاہر نہیں ہوا تھا دکھائی دیا اور شرق میں کئی بادشاہوں نے اسے
 ملاحظہ سے نذر دینے کے لیے ملک یہود کی راہ لی اور وہاں پہنچ کر اوس طفل مقدس کو نذرین گذار
 اور ایک شخص عیسائی مسیہ الپین سن چھ سو چھتیس سیاحی میں درمیان چین کے آیا اور فقیر و
 نے اوسکے مذہب کا حال دریافت کر کے اوسکو راستہ چھما اوسکے حق میں فرمان جلدی کیا
 اس چھوٹے ذریعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ عیسائی مذہب کو ترقی مملکت چین میں از ابتدا سے
 سن چھ سو چھتیس سیاحی مسکنات سو بیس سیاحی تک تھی اور اسی سال میں اس چھ پر وہ

مضمون در اسے یادگار کے کھودا گیا تھا شہنشاہ نے ایک معبد کا وہ منہ دوسکو کھودا اور
اوس مکان پر جب بیت پرستی نے پھر سر اٹھایا ویرانہ اور خراب ہو گیا اور وہ پھر بھی زمین کے نیچے
دب گیا بالفضل کھود کے نکال گیا اور لوگوں پر اوسکا مضمون ظاہر ہوا ہے + مان جان فوکا شہر
پتھر ملی اور کنگر ملی زمین میں کوہستان کے نزدیک واقع ہے لیکن دامان کوہ کی زرخیزی ایسی ہے
کہ اور جگہوں کی اوسرانی کا عوض ہو رہتا ہے اور پہاڑوں میں مشک کا سرن پیدا ہوتا اور اوسکا
نافہ میسر آتا ہے اور شہد و موسم اسقدر میسر ہوتا ہے کہ لینے والوں کے ہاتھ تھک جاتے ہیں مگر انہیں
کمی نہیں آتی اور کمی معدن شجرہ کے بھی ہیں + اس شہر تک ایک شرک کی منزلوں سے آتی ہے
اوسکا حال سننے سے دل کو سخت حیرت ہوتی ہے روایت یہ ہے کہ خسانی فوج کو ایک دفعہ کمی چلا
اور جنگل اور دریا کو سٹے کر کے اتفاقاً انیکا ہوا کوئی راہ نہ تھی ایک لاکھ مزدور بہت آراستہ کرتے
مصرف ہوئے اور ہر روز ایک منزل کی راہ نیکے فوج کے آگے آگے چلے آئے اگر یہ راستہ
میدان سے ہوتا تو کچھ زیادہ تعجب کا مقام نہ تھا لیکن جب خیال کیجیے کہ صد پہاڑوں کو ڈھانکے
دامان کھجور پا دیا اور ہزاروں برس کے جنگلوں کو صاف کیا اور حقیق اور پورے دریاؤں پر پل
باندیا یہ کارخانہ چند مہینے کے عرض میں تمام کیا تو جنگ یہ نہایت عجیب معلوم ہوتا ہے اوس راہ
کی مرمت ہوا کرتی ہے اور چکی پھرے جا بجا خطرناک مقاموں پر آفتوں پر مقرر ہیں اور چھوٹی
چھوٹی بستیوں بطور سر کے مسافروں کے سہیتے کے لیے چار چار کوس پر بسی ہوئی ہیں +
پن ایان فوکا بھی بڑا شہر ہے اوسکی سرحد کی زمین زرخیز آب و ہوا لطیف اور خوشگوار اور اوسکے
قریب کی ایک جگہ ایسی گہری اور پانچ ٹوس تک پر لبر خندق اسقدر عمیق ہے کہ آفتاب کی روشنی
دو پہروں کو دامن نہیں پہنچتی غرض اوسکے اندر سے بھی ختائیوں نے راہ بنائی ہے اور اندھیرے
نے باعث سے روز و شب مسافر شعلی روشن کر کے راہ چلتے ہیں + کون جان فوکا شہر در میان
کوہستان کے واقع ہے اور بسب پہاڑوں کے شہر یا ایک قلعہ اور یورش سے محفوظ ہے کہ کنگر
پہاڑی قلعہ اسقدر بلند اور پستی ہے کہ اوسپر سے گزرا مکں ہے اس شہر میں ایک مزار ہے اور

خانیوں کی روایت ہے کہ مغفور فوجی جو پہلا پادشاہ چین کا تھا اوسکی یہ قبر ہے اور اگر یہ بات فی الواقع ہے تو رونے زمین پر اس فرار کی سی قدامت کیس کو نہیں ہے کیونکہ یہاں سے بعض مورخوں نے حساب سے ثابت کیا ہے کہ ایام مغفور فوجی کا جو خانی تاریخ میں مذکور ہے وقت حضرت نوح علیہ السلام کا تھا اسکے سوا کئی اور وجوہات صاحبانِ دانش نے بیان کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام و مغفور فوجی ایک ہی شخص تھے اور اسکا حال زیادہ تر جلد دوم کی فصل اول میں بیان ہو چکا انشاء اللہ تعالیٰ ۱۔ کنّاو فو کے شہر کے قریب دیوار خستہ تمام ہوئی ہے اور اس لحاظ سے وہاں قلعہ نہایت مستحکم ہے اور پہاڑوں سے جو ندیاں بہکرتی ہیں اون میں نگرے طلائی پڑجلا کے بہت میسر ہوتے ہیں اور اس لحاظ سے ثابت ہوتا ہے کہ سونے کے معدن کئی ہیں اور ایک ذات کاشیر اطراف میں مارا جاتا ہے اوسکا چمڑا نہایت خوش رنگ اور ملائم ہوتا ہے اور بڑے دامنوں سے بکتابے ۲۔ کین بان فو کا شہر قلعہ کمالات ہے اس لحاظ سے مورچے نہایت مضبوط اور کھاتیاں بلند چوڑی اور گہری ہیں اور چونکہ ناکے پر ہے کوشش کے خوف سے فوج بھی زیادہ متعین رہتی ہے اور عمارتیں اس شہر کی بہت پاکیزہ ہیں اور وہاں شور اطراف میں زمین جنہیں بکثرت سیاہ نمک پیدا ہوتا ہے ۳۔ بسبب قرب دیوار خستہ کے کئی قلعہ نہایت مستحکم اس صوبے میں ہیں اور سوا اونکے انھائیں شہر چھوٹے بڑے واقع ہیں اور تین کروڑ باشندے اس صوبے کے دو قسم میں رہتے ہیں اور وضع اخراجات نظامت و دیوانی کے بعد پانچ کروڑ آٹھ لاکھ اسی ہزار روپیہ بابت خراج زمین اور دوا لاکھ چالیس ہزار بت محصولی اخباس تجارت مغفور کے خزانہ میں سالانہ داخل ہوتا ہے * * *

بارہواں باب

سلیچوان کے صوبے کے بیان میں

اس ملک سے محاصل بہت ہے اور انواع اقسام کی قیمتی چیزیں بطبی اور منی بیان میں ہوتی ہیں ریشم کی پیداہش اس صوبہ میں کمال ہے اور کونائیں اور سیسے کی کان میں کمر با

دو فیروزہ اور سنگ تھاپیس و مشک پہاروں میں پیدا ہوتا ہے ہاں لحاظ اسکی سرزمین سے
تبت و تاناکے میان نزدیک ہین گھوڑے نہایت عمدہ جنگلوں سے آتے ہین خیرادر فر و شندہ
دونوں فائدہ پائین لال منت مالامال ہو جا ہین اور گنا ایسا نفیس شیرین ہوتا ہے کہ اسکی تعریف
و توصیف ہین لکے تنگو بند کھانے والے کو اچھا پسند ہے اسکی چینی ایسی تھو ہوتی کہ اصل علی کس سے
تعریف ہوتی ہے اور اگر لذیض کھائی کھا ہو کے سے خدا نخواستہ کوئی بیمار پڑے تو یونہی چینی جو ہر ملک میں
بہت پر اثر پیدا ہوتی ہے کہ ہنگال سے دم بھر میں فساد ہیا کیو دور کرتی ہے یہ صوبہ ہمند سے
بہت فاصلہ پر ہے اس لیے نمک پہاروں میں پیدا ہوتا ہے اور اگر قدرت کاملہ کی طرف
سے یہ بات نہوتی تو باشندوں کو نمک کے لیے بڑی تکلیف ملتی چچن ٹو فو پاسے تخت اس
صوبہ کا ایسا وسیع و عدار و شہر عالیشان ہے کہ مملکت ختا کے بڑے شہروں میں اسکی
گنتی ہوتی ہے اور جسوقت بعض شہنشاہ اوسین تشریف رکھتے تھے اون دنوں ایسی راستگی
اور دستگی اسکی تھی کہ باوجود اسکے کہ جب فتور نظام ملک میں ہن سولہ سو چو اہیں مسیحی میں
مان چوتا تا کی یورش کے قبل ہوا تھا اس شہر پر بڑی تباہی ہوئی تھی لیکن اتنا بھی دن
بالکل نہیں گئی ہر چند کہ نہایت کم ہوئی + اس تاریخ کے ناظرینوں نے ملاحظہ کیا ہوگا کہ اکثر
شہر ختائی نہروں سے اندر اور دریا یاندی جھیلوں سے باہر سیراب ہین اور اگر دوسری کوئی
دلیل ختائیوں کی دشمنندی اور لطافت طبیعت کی نہوتی تو یہی بات بس کافی ہے کہ اپنے
شہروں کو اس طرح اٹھو نے بنایا ہے اور ایسی ایسی جا پر واقع کیا ہے کیونکہ ٹھنڈی ہوا
اور شفاف پانی کے برابر کوئی خیر دنیا میں لذیذ نہیں ہوتی اور نہ اس کے کوچہ کوچہ بلکہ گھر گھر
ہے بنطو جو جس پہلو کو دیکھیے فائدہ سے خالی نہیں کیونکہ تجارت میں ویسہی سہولت ہوتی
ہے کہ مال کی کشتیاں بازاروں کے عین درمیان لگتی ہین اور سوا اسکے ہوا جو پانی سے
مس کرتی ہوئی اتنی خشکی اسکو لامحالہ مل ہوتی ہے اور اگر اجزا فساد کے شریک ہوتے
تو پانی میں کچھ چھوٹ جاتے ہین اور سوا اون دو فایدوں کے جو دنیا میں سب سے بڑے ہین

کیونکہ بان و جہان اور نئے تعلق سے ازیں قبل اور بھی اکثر اعلیٰ میں لیکن ان کے ذکر کرنے سے
اس عبارت کو طول ہو گیا اور حکمت بہ لقان آموختن کہلا گیا اس لحاظ سے جن بزرگوں کی نظر سے
یہ تاریخ گذری و انکو انہی اشارت کی بھی کچھ حاجت نہ تھی لیکن چونکہ ایک موقع بندے کو ملا تاں ذکر
بھی معرض ارقام میں آیا الغرض اس شہر کے اندر جسکا ذکر ہوتے ہوتے یہ جملہ معترضہ درمیان آیا
نہیں بہت ہیں اور اطراف کی سرزمین زرخیز اور دریاؤں سے سیراب ہے وہاں زمین نو کا شہر
کیا تین کے دیالے کنارے پر واقع ہے اور آہو سے شک اسکے اطراف میں بہت شکا ہوئے
اور پاشکی قطار میں ایک پہاڑ کو کہلاتا ہے اوس میں اقسام طرح کے جواہرات ملتے آتے لیکن وہ اتنی
بلند ہے کہ سخت مشکل سے چڑھائی ہوتی ہے اور جواہر اوس قدر نکلتا ہے جتنی گہری کھائی ہوتی ہے
گویا یہ پہاڑ جواہر بشمار کا انبار ہے۔ اوس شہر کے درمیان سے ایک ندی بہتی ہے اس کے دونوں
کناروں پر از خود ایک قسم کا پھول باغبان اٹل کا مقبول ایسا پیدا ہوتا ہے کہ رنگ بوسے
اس کے دماغ جان خوشند ہے اٹل خٹا کو نہایت پسند ہے کوئی جو فو کا شہر دیا سے کیاں پر
واقع ہے اور بری تجارت کی جائے اور سوداگری کی جتنی کشتیاں اس صوبے میں داخل ہوتی ہیں
اسی جگہ پر پھر کر محصول ادا کرتی ہیں اور اس کے اطراف کی سرزمین کی زرخیزی اکثر شہروں میں
قریب و دور مشہور ہے اور اصناف میوہ جات و انواع پھل پھلاسی کی یہاں کثرت سے خصوصاً
نانچ و چکو تر جب پھولتا ہے اتنا ناز سے نسیم سحری کے راتھ خوش اسکا اطراف و اکناف ملکیت
میں کو سون تک پہنچتا اور دماغ خلایق کو معطر رکھتا ہے یہاں کے پہاڑوں میں ایک قوم جشیون
کی بڑوباش کرتی ہے ان کے عادات و حرکات و شکل و مشابہت میں شہر والوں سے بہت شبہ
و مغایرت ہے وہاں ان شک یہاں کے پہاڑوں پر پیدا ہوتے اور نمک کے چٹے بھی ہیں پر
جا بجا کھودے جاتے ہیں اور ہزاروں ہنر مند حاصل ہوتا ہے۔ لون گان فو کا شہر اس صوبے
میں اوس نام کے پر ہے جہاں سے اون تاتاریوں کی یورش کا خطر شام و سحر مل آٹھوں پھر
رہتا ہے جو بہت بزرگ کے قریب و جوار میں رہتے ہیں اس سبب اسکے قریب کسی مستحکم قلعہ

حفاظت مملکت کے لیے سب سے پہلے اور اسکے قریب چچی سی ان کے شہر میں ہیاس کے شاہی خاندان
 کا بانی مہمانی غفور و یوسفا ہوا تھا اور جہدم اس شہنشاہ عالی وقار کی کیفیت لکھی جا چکی ہے جسے وہ
 یہی کہتے تھے کہ ایسے شہنشاہ مائل و تدبیر کے پیدا ہونے سے دنیا و خلت کو ایسی پادری ہوئی کہ انجمن
 پادار ہے شاید بقا سے زمانہ تک رہیگی **لمولفہ** از قدوم چھوٹا شاہ بافرین چگشت غار و جہاں
 بنیاد چین و از کمال دہش و تدبیر شاہ و درختا آمد پدیدارین پاگاہ و تا باد باقی ماند لازوال و شاید
 این تقدیر پ ذوالجلال و شوکت جمشید و فریقہ باد و وقت کیخسرو نشہ والا شد و پاک و دادشہ
 نوشیروان و تازہ بودے وقت عدل و انجمن دولت پر ویزان شاہ شہان و بادگشت و نیست
 زان دولت نشان و گر کسی جوید از انشا بان خبر و کے توان یافت از غانی اثر و ملک شان بر بادگشت
 و دور شان و لیک قائم ہست چین تا این زمان و کیان چو کا شہر سطح پشیل خبر کے واقع
 ہے کہ ہر پہلو پر یا تو دریا یا جھیل یا ندی ہے اور جان کی سرزمین ایسی شاب و سیراب ہو و اسکی
 زرخیزی میں کون گفتگو کر سکتا ہے سب قسم کا انج مہیا علی الخصوص چاول افراط سے پیدا ہوتا
 اور میان کے متصل پہاڑوں پر آہوان مشک بشار ملے ہیں و **لمولفہ** آہوان مشک
 رہتے ہیں مدام و کو ہساروں پر میان کے لاکلام و کرتے ہیں او کو شکاری صید جب و نافہ و
 فخر ملتے ہیں گئے تب کیوچو کا شہر تجارت کا عظیم ہے اور اسکے قریب ایک بہت بلند پہاڑ باؤکٹا
 مشہور ہے کہ یہ ہے کہ آدمی کو کسی ہی تپ ہو اوپر چڑھنے سے ہوا اس بند کی ایسی موفی
 مزاج ہوتی ہے کہ چار پانچ پہر میں تپ چوٹ جاتی اور پھر نہیں آتی ہے اس سبب جس شخص کو
 یہ مرض لاحق ہوتا ہے وہاں جا کر ٹھپاتا ہے و **لمولفہ** نسیم موفی سے اس کوہ کے پہرین
 دور تپ کے اندوہ سے ہوا او اسکی سے خوش زبا و شمال و ہوا کیا ہے وہ بکی فضل کمال
 بھر ہر طرف فضل حق باد ہو و بہرین او سے میان شہ و ہوا خدا کی عنایت ہوئی جب عیان و ہوا
 یہ ہوا رشک باد جان و ہوا چون نسیم و دلکش و ہوا چون دم عیسوی جان فرا و اس صوبے
 میں چار شہر ایسے ہیں کہ فقط سپاہیوں کی آبادی ان میں سے ہے اور عایا و ان کی پشت و پشت

غفور کی فوج میں داخل ہوتی ہے اور تنخواہ کے ساتھ زمین لایا جی بھی تھوڑی سی رعایت ہوتی ہے
 پر جب اونکی ضرورت فوج میں ہوتی بل کو رکھ کے تو اور اٹھالیتے ہیں اور ایام صلح میں اپنے گھر
 چلے جاتے اور غفور کے حق میں بیٹھے ہوئے دعا دیتے ہیں اور جب طاقت جسمانی اور جلاوت طہنی
 سے وہ سب متعل ہو جاتے ہیں ان کے اہل عیال کی گذران کے موافق سرکار فیض آثار سے زمین ملتی
 ان چار شہروں کے سوا اس صوبے میں اٹھائیس شہر چوتھے بڑے ہیں اور دو کروڑ ستر لاکھ باشند
 ہیں بعد وضع اخراجات نظامت و دیوانی کے ایک کروڑ نوے لاکھ بیس ہزار روپیہ بابت خراج
 زمین اور نوے ہزار روپیہ بابت محصول اجناس تجارت غفور کے خزانے میں سالانہ داخل ہوتا ہے

تیسرا باب

کوہان نام کے صوبے کے بیان میں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک سو گیارہ برس پیش اس صوبہ میں بادشاہ سرخ و تھا اور اوسکا
 خاندان نان یو کہلاتا تھا غفور چین کی کچھ ایسی پروا اوست نہ تھی کیونکہ اوسکا ملک آباد و خزانہ
 معمور رعیت مرفہ حال افواج کثیر و بہادر تھے جب مانہ اسطرح چرامنے کے ساتھ سید ہانتا تو اگر غفور
 سے نیر ہے رہے اور اونکی اطاعت قبول نہ کی حق بجانب تھا غرض سنہ مذکور میں دن اوبد کے
 آئے غفور ہوا ملک فی برہم ہو کر ایک فوج قہار و شکیرا بھیج کر اوس خانوادے کو یکبارگی بنیاد سے
 متاقل کر کے اوس ریاست کو مملکت ختمائے شامل کیا اوس ملک میں بسبب بعد دار السلطنت
 اور محاصل بروہر کی کثرت سے پاس تخت چپین کے امراء کبار میں سے ایک شخص عالی مقام
 مقبر و دیانت دار والا گہرا اس صوبہ کا عمدہ جلیقہ صوبہ داری میں مقرر ہوتا ہے اور جس ملک میں
 کہ یہ صوبہ واقع ہے درجہ بدرجہ سمندر کے کنارہ تک ایک قطع کو بہستان اور ایک قطع میدان سب سے
 اور پروکائی ایسی رعایت ہے کہ اسکے دونوں قسم کی سرزمین سے بڑی آمدنی ہے اور چونکہ سمندر
 اسکے تحت میں آیا ہے یہ بھی ایک محاصل کثیر کا باعث ہوا ہے اور زمین کشکاری کی ہتھ
 شاواہب و میراب ہے کہ سال میں دو فصلیں ہر رائج کی ہوتی ہیں اور معاویہ سونے و جواہر

و تین و سیاب و تانبا و شورے کے پہاڑوں میں ہیں سوا اسکے کوہستان کے جگلوں سے
 آئبوس و صندل و کئی قسم کی خوش بو و قیمتی لکڑیاں میسر ہوتی ہیں و ہندوین گہر پیا ہوتا ہے اور
 مچھلیاں اس امر سے ہیں کہ باوجود اسکے کہ لاکھوں ماہی گیرین پر جالین کھاتے ہیں کتین میں
 ریشم و سوت و مصری فلک بھی بہت بنتا ہے الغرض جتنی چیزیں امیر کی خواہش آرام کیو اسطے
 اور غریب کی رفع احتیاج کے لیے ضرور ہیں فضل انزدی سے بیان سب موجود ہیں اگرچہ گرمی بیان
 شدت سے پڑتی ہے مگر لطافت ہوائے امراض متعدد دی نوادرات سے اور باشندے یہاں
 پر زور و قوی اور سال دراز تک ساتھ صحت و سلامتی کے رہتے ہیں کو ان چو فو کا شہر اس صوبے
 کا پاسے تحت ہے اور فرنگستانینوں کی مطلق میں کان مان کہلاتا ہے اور ایسی تجارت کاہ
 عظیم شاید جہاں میں کم ہوگی مشہور ہے کہ آٹھ ساڑھے آٹھ کروڑ روپے کے مال کی ہر شہر سے
 فقط فرنگستان کے ملکوں میں رفتی ہوتی اون میں سے صرف ایک قہ چائے کی کم و بیش پانچ لاکھ
 ستائیس ہزار میں ہے کہ ہر سال فرنگستان کو ارسال ہوتی اور معرض بیع میں آتی اور وہاں سے
 تین کروڑ کے اسباب تجارت کی آمدنی بیان ہوتی ہے غرض کان مان کا شہر ایک خطہ بزرگ سواد
 اعظم ہے کہتے ہیں کہ پندرہ لاکھ آدمی مقیمان شہر سے اس جا پر بود و باش کرتے سوا اسکے
 موسم تجارت میں جب غیر ملکوں سے سفائن و جہان کی آمدنی ہوتی ہے تب کچھ ٹھکانا نہیں کہ سفارت
 اور کس و وضع اور رنگ و روپ کے لوگ یہاں جمع ہوتے ہیں جدھر نظر کیجئے پہلو بہ پہلو فرنگی و
 حبشی و قشتائی و ملائی ہندوستانی و مثل عرب و رومی دکھائی دیتے ہیں گویا نوع انسان کا ایک
 باندہ ہندو دکھائی دیتا یا عالم زندگی میں جشر پیا ہوتا ہے اس تاریخ کے ناظرین کی خدمت میں عاضی اور
 مقام پیرض کر چکا ہے کہ مملکت ختا کے اکثر بڑے بڑے شہروں میں یہ قاعدہ ہے کہ لکھا آرمی
 دریا میں کشتیوں کے اوپر رہتے ہیں شہر کان مان میں بھی علی بنہ القیاس اسطرح ہے اور شہر کے
 سامنے چوراسی ہزار سے زیادہ اوسطرح کی کشتیاں لگی رہتی ہیں راویکا بیان ہے کہ اگر کوئی شخص
 انک فاصلہ سے زمین کی طرف دیکھے تو سواے جازوں اور کشتیوں کے نہ دیکھ شہر عادم ہو

اور اگر افریقہ آسمان کی طرف کوئی ملاحظہ کرے تو مستولوں کی کثرت کے باعث سے یہ خیال ہو
 کہ بڑے بڑے صنوبر جیہ کشیدہ و سرنگابک رسیدہ کا ایک کٹھن در میان عرش و فرش کے بنا ہوا ہے
 اور جب شہر کے اندر بارانین یا مسافر داخل ہوتا ہے تو اس قدر شور و غوغا برپا ہوتا ہے کہ کانوں میں
 ٹالالگ جاتا ہے اور ہر دوکان پر اتنی چیزیں نامور کم یا ب دکھائی دیتی ہیں کہ انکسین چند ہیاجاتی ہیں
 اور گریون تک ٹکی لگ جاتی اور حالت سکتے کی سی ہو جاتی ہے دوکاندار اس شہر کے ایسے خلیق
 ہیں کہ خواہ آپ کچھ اون سے خریدیے یا یونین براسے سیرجائیے لیکن آوجنگت کے ساتھ آپکو
 وہ بھانینگے کچھ جھلین گے پاسے پلائین گے مٹھائی کھلائین گے پھولوں کا گلہ ستہ ہاتھ میں نیگے
 اور جب تک آپ رہیے گا خاطر داری میں وہ ختائی ہرگز خطا کر نیگے غرض تالیف قلوب کے
 سب مراتب اہل ختا پر ختم ہے اس جہت سے جو شخص کہ بغیر قصد خرید یا فروخت کے یونین
 تفریحا و تکی طرف جانگتا ہے تو ملاحظہ کے مارے بے کچھ لیے نہیں آتا اور اگر کوئی حیا خوب
 چکھی کر کے یونین اوٹھ آیا تو اسے بھی تواضع سے خضت کر نیگے اور یہ اہل چین اسکی خطا پر
 مطلق چین مجبین نہیں ہونگے شکر کین اس شہر کی پختہ و صاف و پاکیزہ میں حالانکہ کثرت خلایق تھا
 ہے کہ شانے سے شانہ چھلتا ہے اس شہر کے کاریگر ایسے زکی اور زیرک ہوتے ہیں کہ فرنگستان
 کی مشکل صنعتوں کو دیکھتے ہی اسکی مانسا بنا لیتے ہیں اور چونکہ تو اس صفائی سے کرتے ہیں کہ خود حلو
 کو اصل و نقل کی تمیز میں حیرت رو دیتی ہے اور چونکہ قبل اس لڑائی کے جو فیما بین ختائی و انگریز
 کے واقع ہوئی تھی غیر ملک کے تاجرون کو نہایت حقیر یہ لوگ جانتے اور اپنے شہر کے اندر قابل رہنے
 کے نہیں سمجھتے تھے اس لیے فرنگستانی سوداگروں کی کوٹھیاں شہر کے باہر بنے ہوئے ہیں جب
 سنہ انھار اسویالیس میں انگریز کی فوج نے اس شہر کو محاصرہ کیا اور بیک حملہ مردانہ و جرات تمنا
 سے دوس قلعہ پر جو حفاظت شہر کے لیے تعمیر ہوا تھا اپنا نشان اڑایا اور فوج ختائی انکی دلاوری اور
 بہادری سے درکان مان کو چوڑ کر رجع القہر قری ہتیار کی اور پس پا ہوئے اگر کتاں میں چہ
 جو اسوقت کا گندار سرکار انگریز کے تھے چاہتے یا کہ دوسرے سرداروں کی بات سنتے تو انگریز

کی فوج نجوبی شہر میں داخل ہوئی اور اپنے تبصنہ میں گرستی لیکن انھوں نے یہ کیا اور صرف ساٹھ لاکھ
 ڈالر لینے ایک کروڑ بیس لاکھ روپیہ میں وجہ خیرہ زبیری اس مقابلہ و معارکہ کے خستہ یوں سے
 اقرار کروا کے لشکر کو شہر کے اندر جانے سے باز رکھا حقیقت اس اجمال کی جلد دوم میں تفصیلاً
 بیان کی جاگی انشاء اللہ تعالیٰ کانٹان سے چھہ کوس کے فاصلہ پر فوجان کی بستی ہے اور
 حالانکہ اوس میں کوئی دس لاکھ باشندے ہیں اور بڑی تجارت گاہ ہے لیکن سبب چار دیواری
 نہونیکے بخلاب شہر نامزد نہوئی کیونکہ خستہ میں قاعدہ ہے کہ جس جگہ مثل قلعہ کے مورچے نہیں ہوتے
 اوسکو شہر نہیں کہتے کانٹان کے دریا کے مہانے پر بندر مکاد واقع ہے اور یہ جاہلاد قوم پرکیز
 کی ہے اور انہیں یہ جگہ غفور نے عنایت کی تھی جب اونکی دوسے ایک مندری دیکھتے کہ سخت
 معوی غارتگر تھا کرا اور مارا گیا تھا دوسری روایت یہ بھی ہے کہ اوس خیرہ میں فقط ڈاکو
 لے جاتے اور غفور نے پرکیزون کو اجازت دی کہ انہیں مار پیٹ کے خیال دین اور آپہن
 بہر مل مکا و کا شہر اس قوم فرنگستانی کے ہاتھ سے آباد کیا گیا اور اون لوگوں نے اب یہاں
 نمینہ نہیں جو ملیان بنائیں اور قلعہ بندیان کین ہیں حاکم اوس جگہ دو ہوتے ہیں ایک بل پرکیز
 اور دوسرا خستہ لیکن سبب نذر سالانہ جو چین کی سرکارین گذرانی جاتی ہے حکم حاکم پرکیز کا
 جاری ہے چاوچو دوسرا شہر اس صوبہ کا بہت آباد و زرخیز ہے لیکن اب ہوا آخر رسات
 میں ایسی پکرتی کہ سواروں آدمیوں کو نقصان کرتی ہے اور شہر سے ڈیرہ کوس کے فاصلے پر
 ایک خانقاہ لا مارگو کے پوجاریوں کا ایک پھاڑ کے ٹیلے پر واقع اور سامنے ایک میدان مثل
 تختہ زمرہ اور مرغزار مینو کے ہے اور اوسکی حد پر قطار پھاڑوں کی جیسر دخت اقسام طرح
 قطار سے ساتھ اس انداز کے لگاتے گئے ہیں کہ ہر قطار ایک دوسرے سے سیر ہی بہ سیر ہی بلند
 اس لیے مد نظر خانقاہ سے ہوتی ہے انھوں کو خشکی اور دل کو سیری اور دماغ کو طاقت اور
 مزاج کو فرحت پہنچاتی ہے اوس شہر کے توان چھہ اور چھوٹے چھوٹے شہر ہیں اون میں سے
 ایک کے قریب ایک قسم کی سیاہ رنگ کی پیدا ہوتی ہے اوس سے کسی طرح کے باجے بنتے ہیں

انہوں کے رنگ سے کچھ فرق نہیں ہے۔ نان ہیانگ نو کا شہر بڑی تجارت گاہ ہے اور اس کے
 اطراف میں ایک قبضہ کا پتھر ملتا ہے جسکی کھدائی اور دوسرے آلات لکڑی چیرنے پھاٹنے کے
 بننے میں اور نسل کو ہے۔ یہ پتھر تیز اور مضبوط ہوتا اور اسی طرح کرتا ہے۔ چاؤ گنگ نو کے
 شہر میں صوبہ دار صوبہ کو انک نامک اور کو انک سی کا رہتا ہے اور اقسام طرح کی خوشبو اور قیمتی لکڑی
 اس کے قریب کو ہستان کے اطراف سے کٹ کے آتی اور بڑے داموں بکتی ہے کاو جو نو کا شہر
 بہت سیراب اور پھنا جگہ میں واقع ہے اس کے اطراف میں ایک عجیب طرح کا پتھر بہت قسم مر
 پیدا ہوتا ہے کہ اس میں بذاتہ نقشہ دریاؤں اور پہاڑوں اور باغوں اور درختوں اور پھولوں کا بنا
 ہوا ہوتا ہے اور تکلف زیادہ تر یہ کہ جس چیز کی صورت بقلم قدرت کھینچی ہوئی ہے اس میں ہر چہ کی
 مناسب رنگت ظاہر ہے اس پتھر کی بڑی قیمت ہے اور امرائے میان اس سے مینر بنائی جاتی تھیں
 لمو لوفہ نقش کی مر مر آید یہ پتھر نقشہ میں خط کشیدہ در نقشہ بنغ و فصل بہار نقشہ
 گلان ہر طرف صد قطار و درختان خوش قامت و سر بلند و بدین ہمانا بسی ارجمند و در نقشہ
 کوہ و بجز و رازہ منقش شد از قدرت بے نیاز و اور اس سے طرفہ تر ایک قسم کا لیکر اوجو ہیا لہند
 کے کنارے پر پکڑا جاتا ہے اور حال اس کا یہ کہ جو میں پانی سے نکلتا پتھر ہو جاتا ہے اور گشت
 پوست وغیرہ سب میں خاصیت سنگ نمود ہوتی اور ہوا یہ تاثیر پیدا کرتی ہے۔ لمو لوفہ
 چو سرخان سرون آید از قوآب و ہو اچون خورد سنگ گرد شتاب و کہ چون سنگ خرا شود
 گوشت او و ہمان استخوان و ہمان پوست او و کہ آگاہ بذران ہندوستان و نہ حاشیہ کس از
 پاستان و مورخ بے زیر گل خفتہ اند و بلکہ عدم بے خبر فتنہ اند و کنون کا کرن گفت جاس تمام
 خدایا و رکن بے نیک نام و بین چو نو کا شہر قریب سمندر کے ہے اور کچھ بے بہت بڑے بڑے
 بیان کرے جاتے ہیں اور انکی کھوپری سے کھلونے اور گنگھیاں اور بہت سی اچھی اچھی چیزیں جتنی
 بناتے اور بیچتے ہیں اور گوہر بیان پیدا ہوتا ہے ایسا کہ تمام مملکت میں پسند کیا جاتا ہے۔ نان کا
 جزیرہ اس صوبے کی تحت میں داخل ہے اور کہیں چو نو شہر کہ اس جگہ کا معقول تجارت گاہ ہے

اور ختانی سود اگر کان مان کے وہاں جا کر خرید فروخت کرتے ہیں پندرہ شہر اس جزیرے میں ہیں اور اوسکی دوسو چالیس کوس کے دائرہ میں اتنا حاصل ہے کہ سارے صوبے کا مقابلہ یہ اکیلا اگر کرے تو شاید سبقت لے جائے درمیان اس جزیرے کے کوہستان ہے اور وہاں ایک نیم خوشی قوم رہتی ہے جو نہ مغفور کو مخرج دیتی نہ اوسکا حکم مانتی ہے اور قدیم الایام میں سارے جزائر پر اونکا اختیار تھا لیکن جب ختانیوں نے پربانی کی بنیاد ان میں مغفور کی فوج کا مقابلہ یہ لوگ کرنے کے تو کوہستان میں جا بیچھے اور وہاں کی گھاٹی جو ایسا روکا کا لشکر سرکار وہاں داخل نہ ہو سکا لیکن اگلے دنوں میں یہ کوسل بھرمین دو دفعہ پہاڑوں سے اوتر کے ایک جاے مقرر پر ہونا اور وندل اور انوع طرح کی قسمتی چیزیں لاتے اور ختانی سودا گروں سے کپڑے کی عوض دے جاتے اور یہاں تک سے صلوات قبول تھے کہ ختانی سودا اگر بے اندیشہ اپنا مال اونکو دیتے کچھ خیال مال نہ کرتے اور وہ روز مقرر پر بلے ایک ساعت کے کم بوش وہاں پھر جاتے اور جس چیزوں کی فرمائش تھی جسکے عوض کچھ انہوں نے لیا موافق قول کے سنی رتی پہنچا دیتے تھے یہ ایک دلیل منجملہ نذر و لائل سے ہے کہ بیابانی اور دیہاتی آدمی اکثر با ایمان ہوتے ہیں انقرض صوبہ دار کو انسان اور اونکے افسروں کو فائدہ کثیر کا موجب اونکا کاروبار تھا مگر مغفور کان مٹی نے فرمان قضا تو امان جاری کیا کہ اگر کوئی شخص اون وحشیوں سے اتفاق رکھیکہ بیشک قتل کیا جائیگا اور مطلب اونکا یہی تھا کہ کپڑے کی حاجت اون لوگوں کو شہر کان مان میں لے آئیگی اوسوقت کچھ مخرج کا اقرار کروایا جائیگا لیکن انہوں نے اپنی سرخودی کو مغفور کی تالبداری سے بہتر سمجھا اور زیادہ تر کشیدہ خاطر ہوئے اوسوقت سے علامہ تجارت نہیں ہونے پائی مگر اوستا سب کب چوکنے والے ہیں وہ اپنا کام کر ہی لیتے ہیں اور چوری سے منفعت کثیر کھینچتے ہیں اوس جزیرے کے باشندے نہایت بد شکل اور پست قد اور تانبے کی رنگت کے ہوتے ہیں اور ایک نیلگون چادر کمر سے گھٹنے تک پہنتے اور باقی جسم کو برہنہ کیے رہتے ہیں اور سورت بھی اس طرح کی پوشاک پہنتے ہیں اور نیل کے گودنے انکھ سے ٹھنڈی تک گداتی ہیں پندرہ شہر اس صوبہ میں ہیں اور دو کروڑ دس لاکھ باشندوں سے زیادہ اسکی حدود میں ہیں

بود و باش کرتے ہیں اور بعد وضع انہماک نظامت اور دیوانی بیالیس لاکھ دو ہزار چار سو چھیانوے روپیہ بابت خرچ زمین اور دیگر لاکھ بابت نمک اور پنجاس ہزار بابت محصول اجناس تجارت بطور پس انداز منفقہ کے خزانے میں اس صوبے سے جاتا ہے * * * *

چودھواں باب

کنواسی کے صوبے کے بیان میں

یہ صوبہ مملکت خٹا کے اور صوبوں کے مقابل میں چھوٹا سمجھا جاتا ہے اور نہ ان کی طرح یہ وسیع اور زرخیز ہے کیونکہ قریب نصف ملک پہاڑوں اور جنگلوں سے آباد یعنی برباد ہے لیکن باہمیہ کشتکاری بفضل جناب باری خوب ہوتی ہے اور اس قدر شاداب و سرسبز دیا اور نہروں سے ہے کہ اس کے محاصل سے بعض بعض ایام میں گوانگ ٹانگ کے صوبہ کو فیض پہنچتا ہے ورنہ اس میں لاہیت میں خرچ چاول کا بسبب کثرت باشندوں کے بہت ہے اور اس جنس کی پیدائش اور اس قدر نہیں کہ کفاف کرے گوانگ سی کے پہاڑوں میں مہان سونے اور چاندی اور تانبے اور تین کے ہیں اور ایک قسم کا درخت اس سرزمین میں ہوتا ہے جس کے گودے سے لوگ روٹی بناتے اور کھاتے ہیں اور مشہور ہے کہ نان گندم کا فراہمیتی اور کمال مفید ہوتی ہے درندے جانور پھان بین اور گینڈا بھی کبھی کبھی دکھائی دیتا ہے اور اقسام طرکے خوش رنگ اور خوش آواز پرندوں سے جنگلوں میں شادی سدا بھی رہتی ہے * **موقوفہ** خوشابشہ دران روئے زمین است * چوبیشہ رشک فردوس برین است * دران مرغان خوش رنگ ہوائی * آہنگ نوا جان در ربائی * قتالی افتد مرغان نوا سنا * صد اسے اغنون گوئی در آواز * چو مطرب در طب بالغفہ و ساز * بر بزم آشیان نہشتہ طنائی * کی منتھار را المبان نمودہ * نصوت بخودی سامان نمودہ * چکی چون بار بد در غفہ سازی * دل صاحب دلاں آرد بازی * ہزاران با ہزاران ساز در ساز * کہ چون آوود کشتہ غفہ پرداز * اگر ارباب وجد آبخا نشیند * گلان ارگلشن وحدت بچینند * کوئی لیں نو پاسے تخت اس صوبے کا ایک پھول کے باعث سے نامزد ہوا اور کوئی کا جنگل اس شہر کے نام

ترجمہ ہندی میں ہے اور اس شہر کے اطراف میں افراط سے ہوتا ہے اور او کی خوشبو کو اس قدر
تیزی و پاداری ہوتی ہے کہ ساری سرزمین کو سون تک مضر رہتی ہے۔ خصوصاً ایک پہاڑ
بلند عین شہر کے کونے پر اس پھول کے دھنوں سے بھرا ہوا ہے اور اس کے بسبب نزلوں تک
جاتی ہے ایک عالم کا دل دماغ کو قوت بخشی ہے لہذا قلمہ زمین ست از گل کوئی گلستان
چہ فصل بہار ان وزستان چرخان و پیشکا ہش ز دروئے نسیم از دشت فرخندہ خونے
ز طرش چون وز باد بہار ان معطر دشت گرد ہم بیابان چہ چور وے مجینان و طراوت
نضارت بخش در شیم بصارت چہ سحر چون چاک گردان گر بیابان بلند گرد و صدائے غنایان
پران و گریان و چپ و راست چہ دگر اندر طیدن بے کم و کاست چہ کی مجنون گشتہ لیلے گل و کی
دروے الفت پاسے در گل و لیکن بہت نزد شہر ایک کوہ و فلک از عظمتش گشتہ در اندوہ
ز دھن تا بفرش آشکارا چہ کشاید گر کسے چشم نظار اہو گل کوئی در و صد جا شگفتہ و رخ خود آب
شبنم پاک شستہ چہ کند معلوم کو کوہی ست از گل چہ تعالے شانہ پذیر منزل چہ چون پیک
نسیم صبح کا ہی چہ بغیر سیر گرد و چو راہی زمین تا آسمان گرد و معطر دماغ زہر گرد و طراوت
اس دیار میں خیران ایسی خوش رنگ ہوتی ہیں کہ ختائی ایک قسم کا ریشمی کپڑا اونکے پروں سے
لا کر بناتے ہیں اور اونکی خوش رنگی اور چمک دمک کے سبب اس کپڑے کو جلا ہوتی ہے یعنی
اس ترکیب سے ختائی اون پروں کو داخل کرتے ہیں کہ محل ضرر سے زیادہ زینت پوشاک
کو حاصل ہوتی ہے کیونچہ فو کے شہر کے قریب پہاڑوں میں جڑی بوٹی بہت طرح کی پیدا ہوتی ہے
چنانچہ اس صوبہ کے تمام اطباء میں سے دوائی منگاتے ہیں ایک جمیل اطراف میں ہے مان
بنگلہ ایسے تھکے نہیں جو کہ دیکھنے والی طبیعت نہایت مسرت دہاتی ہے اور عشرت کے سامان
بے پایاں جرم بہان ہوتا ہے ہین اور قاعدہ یہ کہ تمام روز چھوٹے دنیا کے کاروبار میں مصروف رہتے ہیں اور
شام کو میلان کے استہارت کرتے ہیں چہین کو فو کے شہر کے قریب بس عم کی ٹری پیش ہوتی ہے جسکا
وہ قریب کے چمکی کر چکا کہ پھلا کھاتا اور بے دھوان کیے جلتا اور بہت سی صفوں سے موصوف

ہوتا ہے اور سو افسوس کے خاندان کے دوسری جاہل بنیں ہوتا چونکہ اوچو کے شہر میں
کئی دیہاتیں تجارت یہاں اچھی ہوتی ہے اور وہ درخت جس کے گودے سے رونق پتی ہے
اس شہر کے قریب بہت ہوتا ہے اور درندے جانور مثل شیر گندہ وغیرہ اطراف کے جنگلوں
کو آباد رکھتے ہیں خصوصاً ایک فٹ کا میٹو بہت قد آدم اور شکل سپرد یہاں ملتا ہے اور اوکی لہی
نند ڈاڑھی اور آواز عورت کی سی ہوتی ہے چھین چوہ کے شہر کی سرزمین پر ایک قسم کی گھاس
پیدا ہوتی ہے جس سے حقانی کپڑے بناتے اور ریشم سے زیادہ دھواں کو پیچھے ہیں صفت آدین
یہ کہ ریشم سے مضبوط اور مین ہوتا ہے اور اس رنگ میں ایک عجیب غریب نزاکت و ملاحظ پائی
جاتی ہے جگہ جگہ اس دیار میں ایک قسم کی مٹی ملتی ہے جسکی خاصیت زہر مہر سے کئی ہے اور جتنے
اقسام سم کے ہیں خواہ وہ معدنی خواہ حیوانی خواہ نباتاتی سے ہوں سب کے لیے اس سے بہتر
ترباق ختائیوں کے تجربے میں آج تک نہیں آیا حالانکہ کوئی ترباق ایسا ہوتا ہے کہ صرف کھیت
کے سم کو کھینچا اور اگر زہر معدنی کو مارتا تو زہر نباتاتی میں اسکا استعمال مفید نہیں ہوتا اور علیٰ ہذا القیاس
بعض ترباق فقط زہر حیوانی میں کارگر ہوتا اور معدنی اور نباتاتی کو مضر نہیں کرتا لیکن ان رشتہ کے
آگے کوئی زہر نہیں ٹھہرتا پس اسکو محافظ جان لہاں و حیوان مضر و کیا چاہیے اور یہ بھی مشہور ہے
کہ جس شخص کی آنکھ میں ہوتا بند کا آزار ہے اس مٹی کے استعمال سے فائدہ پاتا ہے لہذا قہمہ اگر کیا
مگرمین خاک راہ ناپاک تشبہ دہم پاک راہی یاد دارم من این بہستان ہمانا کہ اگر گفتہ پان
یگی کو در رہہ شستی دہم کہ در دور عیسیٰ علیہ السلام چو بگشت یکروز ریح اکہ بنزد دہان کو لستابا
بدو گفت عیسیٰ علیہ السلام چو خواہی بیان کن شرح تمام بگفتا کہ من چشم خواہم ہی ہمارا خود از تو
بجویم ہی چو بشیند عیسیٰ فرخ سیر بے مہربان شد بران بے بصر بزرگ کرد خاکی ہاں وقت تر
بمالید در چشم آن بے بصر ہاں وقت ان کو بینندہ شد و ستایش کن آفرینندہ شد و بادے
کہ شاید را بخا وزیدہ از ان خاک بہری در بخار رسیدہ زمین ہاں خاک پر گرفتہ شدہ شدایں خاک میں
کیسیا خاصیت ایک قسم کی لکڑی چلو لکڑی ختائی زمان میں کہلاتی اس اطراف میں پیدا ہوتی ہے

اور جتنی خاصیتیں لوہے کی ہیں سب اوس لکڑی میں پائی جاتی ہیں چنانچہ رنگت اور وزن اور مضبوطی
لوہے کی سی ہوتی ہے اور پانی میں ڈالتے ہی مثل لوہے کے فوراً تہ زمین تک بیٹھ جاتی ہے اور جتنے کام
لوہے سے نکلے سب اوس سے حاصل ہوتے ہیں بلکہ لوہے سے شریف ترین لکڑی معلوم ہوتی ہے
کیونکہ اوسکو ٹوٹنے اور جھکنے کا خوف ہوتا ہے مگر یہ لکڑی کسی حالت میں خطائیں نہ کرتی اور ختائی
جہاز کے لنگر اسی سے بنائے جاتے ہیں ایک وحشی جانور مثل گاسے کے یہاں جنگلوں میں پیدا ہوتا
اور سینک اوسکا ہاتھی دانت سے زیادہ سپید ہوتا ہے کہتے ہیں کہ نمک کا یہ ایسا عاشق ہے کہ شکار
جال میں نمک کی ڈبیری رکھ دیتے ہیں اور وہ چاٹ سے چلا آتا اور بھینس جاتا ہے جو بصر سے کہ
ہاتھی دانت کا ہوتا ہے اس جانور کے سینک سے نکلتا ہے اور اس لحاظ سے ڈھونڈ ڈھونڈ کر
ہلاک کیا جاتا ہے نہ نان یں فوسے شہر کے قریب جنگلوں میں ہاتھی دکھائی دیتا ہے ختائی اوسے
گرفتار کر کے سداہتے ہیں اور لڑائی میں دشمن کے پامال کرنے کے لیے دانو چسکھاتے ہیں گویا
حیوان کو انسان بناتے ہیں ایک ایسی بری ذات کا سا ہی اس جگہ ملتا ہے اور کانٹے اوسکے
اتنے لگے اور تیز ہوتے کہ جب وہ جانور غصہ میں آکر اوعین چھوڑتا ہے تو تیر تیر پیکان از رہ
گذشتہ کا جواب دیتا ہے اس ملک میں مرغ کی قسم سے پرندہ ہے جو اکثر ایک چیز مثل سوت کے لہجے
کے اگلتا ہے اور صورت و ماہیت اوسکی رودی کی سی ہوتی ہے یہاں تک کہ ختائی اوسکو حرف
میں لاتے اور جالی کی انداز کے کپڑے نہایت تحفہ اوس سے بناتے ہیں الغرض انھیں شہر اس
صوبہ میں ہیں مگر ذکر اوعین کا کیا گیا جسکے اطراف میں کوئی چیز ایسی ہے کہ اوسکا بیان ضرور تھا
تاکہ ارباب تواریخ کے ملاحظہ سے کوئی نکتہ نہ چھوٹے ایک کروڑ باشندے اس صوبہ میں ہیں
بعد وضع اخراجات نظامت دیوانی کے چھ لاکھ ننانوے سہار چار سو تیر و پندرہ اعلیٰ خزانہ کے ہوتے

پندرہواں باب

پان نان کے صوبہ کے بیان میں

دو ہزار پچیس سے زیادہ ہوا ہو گا اس صوبہ کا بادشاہ جو سرحد تھامس کیا گیا اور سلطنت ختائی

تحت میں یہ داخل کیا گیا بزورِ مشیر اوس مغفور کے جس نے دیوارِ خفا کو تار کی یو یو غون کے سبب سے
 بنوایا اپنے خاندان پر سے کا وہ بانی تھا اور ایسا ہوا کہ دنیا میں گنتی کے کئی شخص اوس نذرانے کے گدے چکے
 رہیں لیکن اوسکی بات اوسکی نک یہی اور بعد اوسکے جوہر کے کپوت نکلے اور اوسکے راج میں اس
 صوبہ کے لوگوں نے بل کر کے حلقہ اطاعت کا گردن سے نخال ڈالا اور بدستور سابق خود مختار ہو
 غرض چونکہ تیارہ اوسکے اقبال کا غروب ہو چکا تھا یہ چاندنی صورت چاروں ہی اوس مغفور اناؤں
 نے دوبارہ اس صوبہ کو ایسا سر کیا کہ اوسنے پھر سر نہ اٹھایا اور مملکت خفا کے اوصوبوں کو
 مانند اوس میں ناظم رہنے لگا۔ اس صوبہ کے باشندے بہادر اور قوی ہوتے اور جنگ کی طبع
 میان تک نائل بدل ہوتے ہیں کہ ماتھیوں کو لڑائی کے آداب واقف کرتے اور غنیم کی صفوں کو
 پامال کرنا سکھاتے ہیں لیکن جب اوسکے ساتھ کوئی شیر و شکر کی طرح ملتا اور بطون سے آگاہ ہوتا
 تو مثل اور بہادر وں کے اوسکے بھی خلیق اوسلیم الطبع اور خوش مذاق پاتا ہے علم کا بھی اوس میں شوق
 ہے اور اکثر وں کو سوا و معقول حاصل ہوتا ہے چونکہ ہندوستان کے قریب یہ صوبہ واقع ہے
 باشندوں کی عادتیں ختائیوں کے خلاف ہندو سے ملتی ہیں ایک یہ کہ اکثر پرگنوں میں مرد و نکو
 جلائے اور رسم خفا کے موافق دفن نہیں کرتے ہیں اور دوسرا دستور یہ کہ عورتیں باہر نکلتی ہیں
 اور مثل اوصوبوں کی مستورات کے نہ پرے میں رہتی نہ اغیار کو دیکھنے چھپتی ہیں اور قدیم الایام
 میں بھی دستور ہند میں تھا جب اسلام نے رواج نہیں پاتا تھا اور اب تک جہاں ہندو کی کثرت ہے اور
 مسلمانوں کی قلت ہے یہ دستور قدیم بالکل متروک نہیں ہے۔ اس صوبہ کو خفا کے زرخیز صوبوں
 شمار میں لانا چاہیے کیونکہ ہر طرح کا اناج بیان افراط سے پیدا ہوتا اور سستا ملتا ہے سوئیے کے
 معدن اسنے ہیں کہ گنتی نہیں لگ سکتی گھوڑے نہیں پاتا سوا ہیرے کے اور سب جو اسہر بیان
 میسر ہیں اور ینلم اور شہب کی افراط ہے موٹی سمند میں پیدا ہے اور مشک میدا نون میں ملتا
 اور گوند کے اقسام جنگلون میں اور کئی طرح کے کان مرمر کے اور معدن تین اور تانبے کے ہیں اور
 جنس سرخ پاٹوں میں ہے الغرض خفا کی غنایت بیغایت سے نفس حیوانی اور نباتی اور جمادی

کو ہر طرح سے بیان ترقی ہے اور خستہ کے تمام قلم و مین اس صوبہ کا ایسا نام پھیلا ہوا ہے کہ
 آپس میں خستائی جب ہنستے ہیں اور کسی مغرور یا طالع کو بناتے تو یہ فقیر خواہ خواہ چھوڑتے
 ہیں کہ شاید آپ کے والد کو مغفور کی حقیقت صوبہ بین نان میں حاصل ہے، القصد تجارت اہل صوبہ
 کی بہت چمکی ہوئی ہے، ناظم اس صوبہ کا شہرین نان میں رہتا ہے حالانکہ اس کا تخت کو تارین
 نے کئی بار لوٹا اور تاراج و پامال کیا لیکن اتنی بات اب تک باقی ہے کہ طویل و عرض اور آبادی اور
 عظیم الشانی اور تجارت اور زرخیزی میں تناسل کے بڑے بڑے لائق و دوق شہروں کی برابری یہ
 کہ سکتا ہے نہرین ہر محلے میں بلب و تمام شہر میں مال کی نادین رہتی ہیں اور اطراف شہر باغوں
 اور کھیتوں سے آباد ہے اور حوالی شہرین نان میں سو ادب ہے آب و ہوا نہایت لطیف و کوشا
 ہے جبرہ دیکھیں پرنضا ہے کہ لطفہ لطیف و دلکش آب ہوا ہے مبارک منہری فرخندہ
 جائے بہار یا نجا کہ لبتہ مدام است، خزان زرد و زاندرہ غلام است، پسیم جگہ ہے در
 وزیدن و زروئے غنچہ بر قد و فلکند، شگفتہ گل چہ در وشت و چلبستان، چو روئے مصبینا
 عین خندان، اس دیار میں گھوڑے قدوں کے چھوٹے مگرافت کے پرکائے اور حدت و
 چالاک میں مثل آگ کے شراب سے پیدا ہوتے ہیں اور انکی بھی سوداگری مقول ہوتی ہے
 پہاروں میں کئی کائین ایک قسم کے مرم کی ہیں جسکا سنگ ایسا خوش رنگ ہے کہ اس کے
 مشاہدہ سے رنگ نقش و نگار تختہ از رنگ دنگ ہے، یعنی ہر تختہ میں گل کاری جھاڑ بوٹے
 اس انداز سے بناتے ہیں کہ صورت کے ہنر کا گمان لوگ لیجاتے اور یکایک نہیں پہچانتے کہ وہ
 نقش کاری اسی مصور حقیقی کی ہے جس نے جمیع ممکنات کی صورتیں فطرت اولیٰ کی وقت
 اپنے علم کے احاطہ میں لا کر طبع ابداع سے سبکو خط و بنشا غرض یہ قسم مرم کی اس قدر خوشگیا
 ہے اور اوکی یہ بہار ہے کہ گل بوستان کو اس کے خار ہے اور کونسا شخص ہے کہ کچھ بھی جسکی
 زبان طر ہے جو اس مرم کو دیکھے اور مرم کو بھی تعریف نہ کرے الغرض اسی تپھر کا حال باب
 سابق میں تحریر پایا ہے اور اسکی خرید و فروخت میں بھتیوں کی مایہ ہے اور نیلم کے کئی معدن

پہاڑوں میں ہیں۔ مٹی و کھاجی شہر نڈار اور عظیم الشان ہے اطراف کی سب زمین زرخیز اور دیوانوں
 سے سیراب ہے پہاڑ تلیوں میں اور اکثر کنکریلی جگہوں میں چائے کی بہت پیدایش ہے اس شہر
 کے چھ طرف ایک پہاڑ جسکی خبر میتا لیس کوس کا دائرہ رکھتی واقع ہے اور اسکی سترہ چوٹیاں
 بادلوں میں چھپی جھپٹیں اور آسمان سے باقیں کرتیں اور اونکے بیچ ایک جھیل اسقدر گہری ہے کہ
 تھوڑا سا آجک نہین ملی اور اس پہاڑ میں اسی مہر کے بہت سے کان ہیں جسکا مذکورہ تھولت
 کر چکا ہے کہ خود بخود اوسکا عالم تصویر کا ہے اور جسکی تعریف باہر از تحریر و تقریر ہے چاہیں فوکا
 شہر اس صوبہ کے سچو بیچ میں واقع ہے ایک پہاڑ اسکے چھ طرف پرالیا خول بصورت ہے کہ ہر
 صاحب مذاق کو اسکے بیان سے عجب طرکی فرحت حاصل ہوگی اور عوام الناس پر بھی مسکی
 کیفیت بے لطف نہین سمجھے جاگی بذاتہ اس پہاڑ پر پنج سبز دوب گھاس کے جنگل اور درخت
 نہین ہوتا اور زمین سے تاب پھنک بارون مہینے یہ سبزہ لکھتا رہتا ہے اور سونواروں کے سونڈے
 پانی کے سوطوں سے بہا کرتے ہیں اور اس سبزے کے درمیان سے ان مالوں کا بھگنے بیچے آنا
 ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا سارا پہاڑ ایک ٹکڑا زمرہ کا ہے اور چاندے کے معدن اندر سے
 پگھل کے سوجھتے پھوٹ کے بہ نکلے ہیں اور اپنا مرغ دل تو یہی چاہتا ہے کہ اگر پرہوین تو
 اسی جا پر اور جاتے اور وہاں نان خشک پر اوقات بسر کیجیے اور دوسری جگہ کی عیش و آرام پر
 اوسکو فوقیت دیکھیے اور اگر موت آوے تو دوستوں کو وصیت کر کے وہاں مدفون ہو جائے
 کیونکہ وہاں کی نیند خواہ نخواستہ اور ٹھنڈی اور میٹھی ہوگی کہ سر ہانے اور پانی سے سبزہ لکھتا ہوا اور پھولوں
 کی خوشبو سے مہکتا ہوا اور دونوں پہلو پر چھنا آب خوشگوار کا بہتا ہو۔ **مولف**
 زمین ہے روضہ فردوس اکبر پہاڑ سر بچرخ ہیکہ اسی پر لباس سبز پاستہ اسکے تاسہ
 طلوت اوسکی ہے امتہ اکبرہ روان ہے سر سے اوسکے آب روشن کہ چون گیم گدازاں تابد بہن
 صفائی آب جن متاب تابان دیاسے چشمہ خورشید زخشان صفا آب کستی سبکی دایم و روز
 کرو گارجی دقائم اگر رضیان بھی گلشن کو پاوے گلستان ارم کو بھول جاوے

چین گیا مک نو کے شہر میں سو قی قالین بہت تھخہ بنتے اور اگر ان قیمت کو بکتے ہیں اس شہر کے چاروں
 طرف بہت تالاب اور جھیل اور ندیاں ہیں اور اون میں اقسام طرح کی مچھلیاں ہیں خصوصاً ایک
 جس کے پتے سے کھجلی کی دوانتی ہے اور روایت یہ ہے کہ جو ہتھال لکھ نہ کرے اس کو تمام عمر
 کھجلی اور امراض جلدی نہیں ہوتے ہیں۔ مومن ہوا نو کے شہر کے گرد جب قدر آہوے مشک
 ملے اتنے اور کسی صوبہ میں نہیں ہوتے ہیں اور اس جہت سے یہاں کے لوگ نافہ سے نفع
 بہت کرتے ہیں تھوڑی دور اس شہر کے اوتیر پر ایک پہاڑ اس بات کے لیے مشہور اور خزانہ
 میں بلب گوش فلک معروف ہے اور حال ہاں کا یہ ہے کہ اگر اوسپر کوئی شخص چڑھ کر نہایت
 آہستگی کے ساتھ ایک لفظ زبان سے نکالے تو اس صفائی کے ساتھ اسکی صد کان تک بھر
 آتی ہے کہ خود بولنے والے کو حیرت ہوتی ہے کہیں مان نو کے شہر کے چاروں گرد پہاڑ ہیں جن میں
 کئی معدن چاندی کے ظاہر ہوئے ہیں یہاں کے باشندے بہت سے عادات میں خستہ یوں
 کے خلاف اور پیگو کے لوگوں کے موافق ہیں کیونکہ پیگو کے ملک سے اس کا ملک متصل ہے
 یا ان میں نو کے شہر کے اطراف میں اوس ذات کی نیل گاؤں کی پیدائش ہے جو بہت بزرگ ہیں بہت
 ہوتا ہے اسکی دم گر ان بھاتی ہے اور خانی اوسے نشان لٹکاتے اور خود میں بیٹے ہیں اور
 اسکی لاشم کے قالین اور ایک قسم کا شمشین بہت خوب بنتا ہے اور بلبوسات میں صرف ہوتا
 خاصہ اور بھی ایک اسکا یہ ہے کہ پانی مطلق اتر نہیں کرتا چہ شہر یا کان نو کا آہوے مشک
 کی کثرت کے باعث سے مشہور ہے اور ایک جھڑنا شور پانی کا کوہستان کی طرف ہے جن میں
 تمام صوبہ کے خرچ کے موافق سپینک پیدا ہوتا ہے چہ ہو کہین نو کے شہر میں قالین بہت
 نفیس ہیں اور اطراف میں آہوے مشک کی کثرت ہے اس شہر کے رہنے والے قوی ہیں
 اور بہادر بے بدل ہوتے ہیں بر خلاف اور خستہ یوں کے جو بے چھاتے اور پیکھ کے کبھی
 گھر سے باہر نہیں نکلتے یہ لوگ اس کے عوض تیر اور کمان اور تلوار ہر وقت باندھے رہتے ہیں
 اس شہر کے تحت میں ایک پہاڑ ایسا ہے کہ جس سے چوٹی تک گویا سونے کا مینار ہے یعنی

میان تک اوسین بعد ان طلا طاهر ہوتے ہیں کہ اوسکو سونیکا پہاڑ گنا یا بادشاہ جن کا دفینہ قرار دینا
 زیادہ مبالغہ نہیں ہے۔ لیکن کیا ان فوکا شہر تبت بزرگ کے قریب ہے اور سرزمین اوس ملک کی خیر
 اور ندی نالون میں سنو ————— نے کی ریت بہت ملتی ہے اور باشندے چونکہ بے زیادہ محنت
 اور درد و محنت حاصل کرتے عیش طلب آرام جو ہوتے ہیں سوانا چ و رنگ کے دنیا و مایہا
 کی کچھ خبر نہیں رکھتے لیکن طالع انسان مختلف ہوتے ہیں بعضے بعضے اون میں سے سواری آپ
 اور تیر اندازی میں کامل کہلاتے ہیں غرض گفتگو میں کثرت کو قلت پر ترجیح دینے کا دستور ہے
 اور جان کا لفظ در بیان میں آتا افراط پر اطلاق کرتا ہے یا ان چان فوکا شہر بہت پُرانا و
 وسیع اور غدار ہے اور ایک دریا جو اس کے قریب بہتا ہے تمام سرزمین کو سیراب اور زرخیز کرتا ہے
 اور سونکی ریت بالو سے ملی ہوئی بہت ماتی ہے چونکہ اس صوبہ کو ہمیشہ دشمن سے خوف ہے
 بہت سے قلعہ کچھم اور دکن کی طرف واقع ہیں اور سپاہ اور اسباب و آلات جنگ سے ہمیشہ
 مہیا رہتے ہیں غرض پچھلے اور کنگو دو جنگی شہر ہیں اور اہل سیف سے آباد اور یہ سپاہی سب
 قلمبند پلٹنوں کے سوا ہیں اور ضرورت کی وقت اونکی طلبی ہوتی ہے ان دو شہروں کے
 علاوہ تینتیس شہر چھوٹے بڑے اس صوبے میں ہیں اور اسی لاکھ باشندے سکونت کرتے ہیں
 اور بعد وضع اخراجات نظامت دیوانی چھ لاکھ نانوائے ہزار چار سو تیرہ روپے بحال میں غنیمت کو خزانہ میں

تولہوان باب

کوئی چوکے صوبہ کے بیان میں

ملکت خٹاکا یہ پندرہواں اور وسعت میں سب سے چھوٹا صوبہ ہے اور کوئی ایک ہزار س
 ہوسے کہ گویا اسکا وجود گنتی میں آتا ہے غنفور کین لون نے اس صوبے کے پڑوسی کو ہستانوں
 کو سر کر کے امن و امان بخشا ورنہ لاشعاع کے قبل یہ صوبہ اونکی زیادتیوں کے سبب سے ویران تھا
 اور جس طرح چیل بلندی پر بھی ہوئی نیچے کی طرف ٹکی لگائے رہتی ہے اور جان اپنی غذا
 کی کوئی چیز دیکھتی ہے فوراً چھپٹا مار کر لیجاتی اور پھر اوسی نشین پر بھیج کر کھاتی ہے علیٰ اہلیا

یہ کوہستانی بھی اپنے پہاڑوں پر دیکھی مارے پڑے رہتے تھے اور جہاں دیکھتے کہ غلہ تیار ہوا، غنما
 مار پیٹ خون خرابہ مچا کر بالکل اٹھا لیجاتے تھے اور بیچارے ختائیوں سے بجز بھاگ جانے
 اور جہاں بچانے کے کہیں نہ آتا تھا کیونکہ کلیہ ہے کہ کوہستان کے رہنے والے میدان باشندوں
 سے کہیں مضبوط اور بہادر ہوتے ہیں غرض فغفور نے فیچہ فیچہ پلٹیں بھجواؤنگے ایسے قافیہ
 تنگ کیے کہ عجور اطق اطاعت کا قبول کر کے اپنی شرارتوں سے باز رہے پشیمور عند موقوف
 اونکا ایسا ہو گیا کہ فتنہ بیدار گویا سو گیا اس صوبہ کے پہاڑوں پر جنگلوں میں عمدہ قسم کی لکڑی
 ملتی ہے اور طلا اور نقرے کے بہت معدن ہیں اور شاید کسی دوسری جگہ پر اس قدر سیما حاصل
 نہیں ہے اور توہیان ایسے تیز رفتا اور مضبوط اور جاندار ہوتے ہیں کہ صوبہ میں نان کا جانور
 حالانکہ بہت حیوٹ کا ہوتا ہے لیکن اس اثر سے دیار پر بھی صد آفرین لیشم بیان کم ہے لیکن
 قسم گماں ایک کپڑا بنا جاتا ہے اور قیمتی ہوتا ہے اس لحاظ سے کہ گرمیوں میں بدن پر سرد
 رہتا اور فرحت بخشتا ہے کوئی یاں فوکا شہر اس صوبہ میں بزرگ ہے لیکن چونکہ باشندوں
 کو اتنا بھی کوہستانیوں کا خوف غالب ہے وہ شہر گوارا ستہ نہیں کرتے اور نہ بولیاں بنا
 ہیں غرض سرزمین آباد و زرخیز ہے سہی سہی چو فوکا شہر کے اطراف میں سیما اور شجر بہت
 اور دوسرے معدنیات کم ملتے ہیں چہ چیسیس فوکا شہر کو بعد کوہستانیوں کے تالعبا ہونے کے
 اوسے فغفور کے گھرانے کے بادشاہوں نے آباد کیا اور سیما کے بہت معدن اوسکی اطراف
 میں ہیں اور ایک بات یہاں عجیب ہے کہ شاید تمام ختائیں اوسکی نظیر نہ ہو یہ کہ اس شہر کے اکثر باشندے
 کیقل کم لکھنا پڑہنا نہیں جانتے اور لکڑیوں پر چہرے سے نشان دے کے حساب کرتے ہیں کیونکہ
 علم کا اس قدر چرچا مملکت ختائیں ہے کہ گویا ہر محلہ مدرسہ اور ہر گھر مکتب خانہ ہے اور عوام لکھنا
 جو کہ نہایت زریں ہیں انکو بھی خط خطوط لکھنے اور پڑھنے کی قوت ہے چوں کہ ان کی فو
 کے شہر کے قریب کئی معدن سونے کے ہیں اور اوسکے اطراف میں وہ گماں متعدد دہوتی
 ہے جبکہ مذکور ہو چکا کہ گرمی کے لمبوسات میں صرف ہوتی ہے ہاں کان چوکا شہر ایسے

موقع پر واقع ہے کہ تین صوبوں کی راہ اسی کی طرف سے ہے اس جہت سے کوئی چوادرین نہ
 اور کوئٹہ کے صوبوں کی کبھی یہ جگہ کھلتی ہے اور اطراف سرزمین اس شہر کی اور جگہوں سے زیادہ
 زرخیز اور آباد ہے اور قریب کوہستانی نیک مناد اور تجارت پیشہ ہوتے ہیں اور مذہب تسنن رکھتے
 ہیں سیلاب اور شہر کے بہت معدود ہیں چن یوئی اور لون لی کے شہروں کی اطراف میں
 بہت نفیس چاہوتی ہے اور چونکہ اس بوٹی کا کچھ بیان اب تک خاصی نے نہیں کیا حالانکہ کئی صوبہ کا
 احوال معرض تحریر میں آیا وہاں چاک کی تپش ہے لہذا سب کی کسریاں شامی جاتی اور اس مقام پر
 جو کچھ قابل دہشت ناظرین تاریخ چین کے سمجھا فلم زدہ ہوا و فرنگستان کی کئی زبانوں میں چاکواندک
 تغیر و تبدل کے ساتھ لکھے ہیں لیکن تحقیق لفظ ختا میں چاہے ہے اور چونکہ سمندر کے کنارہ کے
 بعض پر کنون میں لوگ خطا چاکوانا کہتے ہیں اور صرف اونہیں سے پہلے پہلے فرنگیوں سے راہ ہی
 اس لحاظ سے غلط لفظ پہلے سنہ میں آئی اور بلاد فرنگ میں مشہور ہوا غرض چاہے کا دخت کچھ
 مخصوص اقلیم چین میں نہیں خلق کیا گیا اور خبریہ جاپان اور جاوا اور پاجین اور کشمیر اور امریکا
 اور رساگ اور کامرو و آشام میں بھی میسر ہوتی ہے اور سیاہ منبر چاہے جو مشہور ہیں کچھ قسم
 کے دخت سے حاصل نہیں اور صرف خاصیت سرزمین اور ترکیب چنے اور خشک کرنے سے
 فرق ہوتا ہے الغرض کنکریلی زمین میں اور دھن کوہ اور پھارتی میں اول قسم کی چاہے پیدا ہوتی
 اور دوسری قسم پتی میں ہوتی ہے اور سب سے بری قسم زرد یا مائل بزرگوشی میں ملتی ہے اور ایک
 خاصیت اور چاہے کے دخت کی ہے کہ جان لگایا جائے شرط ہے کہ دھن کی ہوا کی رکاوٹ
 نہ ہو والا دخت مر جاتا ہے اور بعد تین برس برف کے جب تین ساڑھے تین ماہ بلند ہوتا اور سوت
 پتی قابل توشہ کے ہوتی ہے اور شل ممدی کے یہ پتی ہمیشہ سبز اور شکل بھی ویسی رکھتی ہے اور
 دخت بھی ہو ہوا اسی انداز پر ہے و ختا کی چاک کی تقسیم کرتے لیکن چار قسمیں مل میں ہیں اور
 صوبہ کیانگ نان میں ایک پہاڑ ساگ کو کھلاتا اور اس کے اوپر اور اس کی چاروں طرف وہ قسم کی
 چاہے پیدا ہوتی جو ساگ کو چاک کھلاتی اور ہر جگہ بسبب زمی تپا مشہور ہے نیز چاہے ہے اور صرف

اور جب بالکل نچ باقی نہیں رہتی تو زون میں بند کر کے رکھ دیتے اور ایک برس تک نہ بیچتے نہ استعمال کرتے کیونکہ جب تک چار سال خوردہ نہیں ہوتی منشی رہتی اور غنودگی پیدا کرتی ہے جس طرح سے انگریز چائے کو گرم پانی میں جھگاتی ویسا ہی ختائی کرتے لیکن بے دودہ اور سیٹھے کے پتے میں نہ متعدد قلعہ اس صوبہ میں ہیں اور پچیس شہر اور نوے لاکھ باشندے اور فقور کے خزانہ میں بعد وضع خرچ نظامت و دیوانی میں لاکھ تیرانوے ہزار نو سو چار سو اسی روپیہ کمپنی بابت ارتفاع زمین اور تیس ہزار آٹھ ہتھوڑیں بہت با فروخت ملک انچاس لاکھ دو سو اڑتھالیس ہتھوڑیں محصول خناس تجارت سالانہ داخل ہوتا ہے فقط

خاتمہ و مرقع اول

حالانکہ صوبجات ختاکے انفاس جمادی و بنانی و حیوانی کا حال بالا حال معروض تحریر میں آیا ہے لیکن چند عجائبات و غرائبات قسم نبات اور جمادات سے ایسے ہیں کہ ان کا حال لکھنا ضرورت تصور ہو تا کہ کوئی نگشتہ ارباب تاریخ کے ملاحظہ سے چھوٹے اور بندے کو ذاتی تاریخ نویسی کی سہل انفرض ایک درخت عجیب و غریب ختائی زبان میں چربی کا درخت کہلاتا ہے حقیقت کہ اس کے پیل کے اندر سے جو کھلی کھلتی اور سپر گودا بھینہ چربی کی رنگت کا ہوتا اور بوباس وغیرہ خاصیت میں بھی وہی نسبت پائی جاتی ہے ختائی اسے نکال کر تیلی کے ساتھ آمیز کر کے سا بچے میں ڈھالتے اور تیان بناتے ہیں یہ درخت قد میں مثل درخت شاہ دانہ کے ہے شاخیں اس کی شیر ہی شیر ہی ہوتی ہیں اور پتے لاشکل لاشکال نہایت سرخ ہوتے ہیں اگر ختائی چربی صاف کرنے کی ترکیب جانتے جو انگریزوں میں ہے تو اسے بطور سے اس کو صاف کرتے یقین ہے کہ مثل انگشتان کی چربی کی تیلی کے اسکی تیلی بنتی ہے۔ **۱۔ شمع صورت بلور ہوتی صاف یہ ہے اور جلنے سے بہت شفاف یہ ہے** افلاخ ختاکے ایک روغن آماجست لکڑی اور چمڑے کو جلا دیتے ہیں اور اس قسم روغن کو انگریز اور ہندوستانی باپان کہتے ہیں بہت دن تک ہر جگہ یہ بات مشہور تھی کہ ختائی اس روغن کو ایک نسخہ خاص سے نباتے اور اسکی کیفیت و ماہیت سے کسی کو آگاہ نہیں کرتے تھے لیکن آخر سب کو معلوم ہوا کہ مثل گوند کے یہ روغن ایک قسم کے درخت سے جو سو

چمن کے گہن سپید انہیں ہوتا نکلتا ہے یہ درخت خانی زبان میں مٹی جو کھلاتا ہے اور کبھی
 پھولتا نہ پھلتا ہے اور دس بارہ ہاتہ بلند اور ڈیرہ دو ہاتہ چوڑا ہوتا ہے اسے گرمی کے دن میں
 پاتھے بہن جیسا کہ تار کے درخت کو تراش کے بڑی بڑی کونڈیاں لگا دیتے ہیں اور اس سے تمام
 رات عرق ٹپکتا ہے اسی طرح یہ بھی ہوتا ہے اور شب بہرین ہزار درخت سے تخمیناً دس ہیر
 روغن نکلتا ہے اور جبوقت کہ یہ چوتا ہے ایسا تیز و تند ہوتا کہ اگر بدن میں لگ جاوے تو سارا
 جسم پھول کر شل کوزہ کے پٹ جاسے لیکن چوہانے والے یہ ترکیب کرتے ہیں کہ کئی درختوں
 کی چھال جڑش فیکے اور سین نہاتے اور سو کی چربی کا ایک روغن تمام جسم میں ملے ہیں اور
 ہاتھوں میں دستانے اور پاؤں میں موزے چمڑے کے چڑھالیتے ہیں گویا تمام جسم میں چمڑے
 کی پوشاک پہنتے ہیں اور نہ پر ایک چمڑی کا نقاب ڈال کے صرف دو سوراخ آنکھ کے جاکھتے ہیں باوجود
 اس حفاظت کے بے پیٹ بھر غذا کھائے درخت کے قریب نہیں جاتے کیونکہ ہمارے تاثیرات
 ہر چیز کے خلوص مدہ کے باعث حلیہ اثر کرتے ہیں اسی لیے حکیموں نے حکم دیا ہے کہ کوئی مریض کے
 پاس یا کسی بغوث کی جگہ بے غذا کھائے جانا مناسب نہیں القصہ جب ایام اس روغن کے
 بننے کا ہو جاتا تو سوداگر سب چمان کر چھوٹے چھوٹے پیوں میں بہر کے جتے اور یہ وہی روغن
 ہے جو خانی نیز اور کرسی اور کھلو نے اور ٹوکری وغیرہ میں لگا رہتا ہے اور شل آئینہ کے ہمیشہ
 چمکتا رہتا ہے۔ کافور کا درخت بھی خاص قلعہ ختا کے لئے خلق ہے سو سو اسو ہاتہ بلند ہوتا
 اور بعضے کی جڑ اس قدر موٹی ہوتی ہے میرا دم کے گویچے میں نہیں آسکتی ہے اور جب پرانا جوتا
 شب کو خود بخود اس سے آگ کے شعلہ نکلتے ہیں لیکن اون میں طاقت جلانے کی نہیں ہوتی ہے
 اور درخت کی نرم نرم ڈالیاں خانی کاٹ لاتے اور اونکے نہایت چھوٹے ٹکڑے کر کے تین
 شبانہ روز ٹھنڈے پانی میں بھگو تے ہیں جب وہ خوب بھگیٹے تو ایک دیگ میں سبکو ڈال کے
 جوش دیتے ہیں اور جب تک کھولتا رہتا ایک شخص سید مجنون کی ڈالی سے ہلاتا رہتا ہے اور
 جب معلوم ہوتا کہ اوشن الی میں کافور کی ڈالیوں کا شل پائے کے جم گیا اسوقت تمام عرق

چھان لیتے اور سفل چھینکے تھے بہن اور اوس عرق کو مٹی کے ایک باسن میں چھین لیں ہی روغن حبکہ
 ذکر ہو انکار نہ کر رکھتے بہن اور شب بھر میں یہ بالکل جم جاتا ہے عرض جب اس کا فور کو زیادہ خالص
 کیا جاتے تو پُرانی دیوار کی مٹی سفوف کر کے تانبے کے باسن میں ایک تہ رکھتے اور اوس کے اوپر ایک
 تہ کا فور کی جاتے بہن اور پھر اوس کے اوپر مٹی کی تہ دیتے اور اس طرح سے ایک تہ کا فور اور ایک تہ مٹی
 سجا کر رکے اوپر ایک درخت جو تو ہو کہ ملتا اوس کے پتوں سے ڈھانپ دیتے بہن اور اوپر سے تانبے
 کی رکابی دیکر منہ کو ایک قسم کی گیر مٹی سے بند کر دیتے بہن اور آگ پر دوبارہ مٹی آنچ دیکے بعد
 خند گنہ کے اوس دیکھی کو ٹھنڈی جگہ میں رکھ دیتے بہن دوسرے روز جب روپوش اٹھاتے بہن
 جو سر کا فور کو ہوا پائین اور اگر زیادہ خالص کرنیکی ضرورت پیش ہوتی ہے تو ابھی ہر کو اسی طرح مٹی کے
 ساتھ تہ تہ ہما کے چلا تھیں اور وہ غلط جو لوگ کہتے کہ کا فور کو گند کی طرح چوتے * مالانکہ بیقا ہمیں
 ہے کہ جن سینک کی جڑ کیا بیان ہو کیونکہ ملک تارین اسکی پیدائش سے میان پر خاص ملک خٹاکا حوالہ
 ہوتا لیکن یہ سقد طرف تر ہے کہ اوسکی تعریف چین کے عجائبات اغناس حمدی اور نباتی کے شامل کرنی
 نامناسب تصور نہونی طلب کے خاتمے و جد کر کے دفتر کا دفتر اس خبری کی تعریف میں لکھا ہے اور خواص
 اکسیر اعظم کا بیان کیا ہے اور بعض پادریوں نے جو اوسکا امتحان کیا تو دیکھا کہ حقیقت میں بجا کہا
 جو کہ اسکی صفت میں لکھا ہے اور اس تعریف کا لب لباب مطلب بندے نے یہ نکال لیا کہ اس کے
 استعمال سے پیر نو د سالہ کو شروع شباب کی طاقت اور فرحت طبیعت اور قوت ہضم اور ہر طرح کی
 کیفیت جو اوس سن سے متعلق ہے حاصل ہوتی ہے اور اسی خبری کی فرحت سے مغفور کو حاصل
 کثیر ہے کیونکہ ہر قدر گران ہا ہے کہ آدمی چھانک خبری پا و بھر جائی کو کہتی ہے اور وہ بھی عموماً
 قسم کی نہیں ہوتی اور صرف مغفور کے خرچ خاص کے لیے جو بہتر ملتی رکھی جاتی ہے * ولایت
 امر کا جسے نئی دنیا کہتے بہن دمان کے ایک ملک میں ایک پادری نے اوسی خبری کو بہت تلاش
 سے نکالا اور خواص اوسکا ویسا ہی پایا جو ترکستان کی جن سینک کا شیخ میں آیا ہے اسکی
 شہر سپید اور کمر گری اور تہ نہایت ملائم اور گول رنگ خون ہوتا ہے اور اوس میں سے کئی ایسا

کھلتی ہیں اور ہر ایک میں پانچ پانچ پتیاں نہایت رگد رگد اور سبز اور نیچے دہانی رنگ کی ہوتی ہیں یہ خوت کوئی بات نہ ہو چکا ہوتا ہے اور باوجودیکہ تخم ہی اسکے پھل سے نکلتا ہے لیکن بونے سے نہیں ہوتا اور از خود ہر سال پیدا ہوتا اور خشک ہو جاتا ہے لیکن مرقع قائم رہتی ہے اور ہر سال نئی شاخیں پیدا ہوتی ہیں جس طرح میں اسکی پیدائش ہے گو ہستان و صحرا اور بیابان ہے اور اس جڑی کی گویا خاصیت ہے کہ جہاں قدم انسان نہ پونچ سکے وہیں پر پیدا ہوتی اور اکثر جوف پہاڑ میں جہاں پش آفتاب نہیں جاتی وہیں پر ملتی ہے غفور کی طرف سے دس ہزار فرج ہر سال چھ مہینے جنگلوں میں متعین اس جڑی کے جمع کرنے کے لیے ہوتی ہے اگرچہ افراط سے تاثر میں ملتی لیکن ہمیشہ سونے کے مولوں کا پتی ہے ایک قسم کا پتھر چین میں ہوتا جس سے ایک صد آغوش مثل رباب کے کھلتی ہے اور خٹائی اسکا ایک بابا بناتا ہے ہن اور اکثر یہ پہاڑ کی ندیوں میں ملتا خٹائی زبان میں یو کہلاتا ہے اور ہندوؤں میں ہوتا کہ ایک ٹکڑا جڑ کے کھانے کے اوٹھانے کے قابل معلوم ہوتا ہے اسے چار جان نہیں اوٹھا سکتے اسکی کئی قسمیں ہیں کچھ کھانے کوئی نیلگوں کوئی دہانی کوئی نافرمانی کوئی نہایت ملائم اور کوئی اسقدر سخت ہوتا ہے کہ لوہے کی دھار اس کے کانٹے سے مڑ جاتی ہے غرض جو پتھر سونے کے رنگ کا ہوتا ہے اس پر زد دینے سے آواز جھانجہ کی کھلتی اور صوت یہ نمان میں بہتر قسم اس پتھر کی ملتی ہے اور نہایت قیمتی ہوتی ہے ایک شجر قسم صنوبر سے لویا سنگ کہلاتا ہے اور دیوار خٹاکے اور طرف پیدا ہوتا ہے اس میں کمی باتیں عجیب غریب ہیں یعنی موسم خزان میں اسکی سب پتیاں گر پڑیں اور اسکی لکڑی نہایت سخت ہوتی ہے اور سرسکازہر قاتل ہے اور اسکی جڑ کو اگر کاٹ کے پانی میں ڈال دیجیے تو فوراً پتھر ہو جاتی ہے حالانکہ صورت تبدیل نہیں ہوتی لیکن مثل سنگ کے وزن ہو جاتا ہے چنانچہ خٹائی لوہار و سونار آلات کو اسی پر تیر کرتے ہیں اور یہ پسینے میں آیا ہے کہ کسی پتھر کی سلی پر پتھیا ر کو اسقدر تیزی نہیں ہوتی ہے۔

دفتر اول تمام شد

در دو جلد و تاریخ ممالک



جس شخص کی چشمیت و جلالت ہو کہ رو بہ خلقت اوسکی تابعدار اور سفاطین عالی و قاراء سکے
 باہکدار اور امر اے ذی اقتدار فرمان بردار ہو وین اگر ایسا شخص ظلم پر کمر باندھے اور نپی
 رعیت کی بہتری نہ سمجھے تو بجز خدا تعالیٰ کے کون بائپرس کر سکتا ہے لیکن باوجود اس سفلو
 و شوکت اور دولت و قوت کے غفور خا اپنے تئیں قبلہ گاہ رعایا اور برابرا کا سمجھتا ہے اور
 اونکے آرام او چین کو اپنی سعادت جانتا اور اونکے دکھ کو اپنے نامہ اعمال میں گناہ کہیے
 ذیل میں داخل کرتا ہے اور اوسکی دلیل یہی ہے کہ آیام قحط و وبا و خشک سالی یا اور کسی طبعی
 بد حالی میں غفور لباس ماتی پہننا اور گریہ و زاری و گریان چاک کرنا اور سر پر خاک ڈالنا اختیار
 کرتا ہے اور با وازدردناک رو رو کر جناب باری میں عرض کرتا ہے کہ اے خداوند کریم تو نے
 میرے گناہوں کے باعث سے اپنی غلات پر غضب نازل کیا اور میرے عوض اوس سے انتقام
 لیا اب جبکہ قصور ہے اوسیکو سزا دے اور او میں ہائی بخش مجھ سے سمجھ لے واللہ اعلم
 بالظواب خا کی تاریخون میں خبر ہے کہ اسطرح غفوروں نے اکثر جناب احدیت میں صدیق
 دل سے التجا کی اور فوجی و عام مقبول ہوئی و خاتین والدین کی نرگی کو بعد خدا کے خوب جاتے
 ہیں اسی سبب سے دستور اوس ملک کا ہے کہ غفور کو لوگ سجدہ کرتے کیونکہ قبلہ عالم اور فضل نبی ام

اور نائب پروردگار قرار دیتے ہیں اور جبکہ مرتبہ اوس کا یہ ہو تو اذکی رضا مندی اور سندی سے
 کچھ چارہ نہیں غرض ایک عمدہ اعتبار کا ہے کہ اوس منصب پر کتنے علماء اختیار زمانے کے مقررین
 اور کام اذکیا ہے کہ مغفور سے جو حرکت بر خلاف دستور اور انصاف کے سرزد ہوتی ہے تو وہ لوگ
 دیتے ہیں اور اوسکو واضح رکھتے ہیں اور کبھی ایسا ہی اتفاق ہو جاتا ہے کہ لالچ اور خوش آمد
 سے اغماض کر کے فسق و فجور سے مانع نہیں ہوتے ہیں لیکن اکثر یہ نہیں ہوتا ہے کہ اپنی جان پھیل
 کے مغفور کو اوس خواب غفلت سے پیدا کرتے ہیں اور اوسکی سطوت و جلالت پر نگاہ نہیں کرتے
 لیکن اس بات سے مغفور کی خود مختاری میں کچھ فرق نہیں ہوتا اس سبب کہ وہ اپنی ساری عزت کی
 جان اور مال کا مختار ہے + باوجود اقبس کے کہ ملک ختامین بہ نسبت اور ملکوں کے گنتی کے کئی
 بادشاہ خود راہ مردم آزار ہوئے ہیں والا سب ایک سے ایک ایسے عدالت کر گئے ہیں کہ جرید
 روزگار پر اولیٰ مدح لکھی ہوئی قیامت تک پہنچی اس بیان سے حقیر کی یہ غرض نہیں کہ دنیا میں
 ختا کے بادشاہ بیخدا اور بے مثل ہوتے ہیں اور اپنی رعیت کے حق میں کبھی بدی نہیں کرتے اگر
 بیان واقعی چھوڑ کر عاصی اس طرح بے باغہ کرے تو سخت گنہگار ہووے اور حکمت کے پایہ سے
 گزر جائے اور فضولی و لغو کا گمان اپنے اوپر لازم کرے کیونکہ بالذات انسان کی طبیعت ذائل
 کی طرف زیادہ تر مائل ہے اور کسب فضائل بہت سی ریاضت اور انواع محنت و مشقت کرنے
 سے حاصل ہوتا ہے القصہ مغفور سب جو اکثر تنیک ہوئے ہیں تو اس سبب نہیں کہ ولی تھے اور
 ہوا و حرص او نہیں نہ تھی کیونکہ نوع انسان طبعاً طرف بدی کے مائل اور رجوع ہے اور دولت
 بہ طور متعدد دگر احسان ذائل کی ہوتی ہے غرض باوجود ان باتوں کے بادشاہان ختا جو
 مدوح تھے شاید اس باعث سے جو مقتضای قیاس راقم ہے کہ ختامین جہان تک مال اور
 اسباب اور زمین جو کچھ کہ قسم منقولات یا غیر منقولات سے ہے سب رقی رقی مغفور کی ملک
 خاص سے متعلق ہے اور جس شخص کے قبضہ تصرف میں جو چیز ہے صرف اُنکی عنایت اور شفقت سے
 ہے والا سوا مغفور کے سب محتاج ہیں ظلمہ راہی سبب کہ کسی پر زیادتی نہیں ہوتی اور قیاس

سولت کی یہ دلیل ہے کہ جسوقت قبلخان سردار خلیہ تاج اور اہل میں ملک تخت اور تاج خا
کا ہوتا تھا اسنے واسطے موقوف ہونے قرار بازی کے یہ فرمان صادر کیا کہ ہم شمشیر کے زور سے ہیں
ملک پر قابض اور تصرف ہونے میں اسوجہ سے کسی شخص کو کیطرح کی چیز میں ملکیت خاص نہیں ہے
لہذا تم لوگ جو قرار بازی کرتے ہو تو ہماری جاہداد کو خطرہ میں ڈالتے ہو جو سوا اسے اس نکتے کے
دوسری وجہ قیاس میں راقم کے یہ ہے کہ غفوران خاکی نیک نہادی اور خوش اطواری نتیجہ اس
ترہیت کا ہے کہ اعلیٰ سے ادنیٰ تک کو اس ملکیت با صفت میں حاصل ہے علم کی قدر اور حکمت پر
عمل کرنا فاضل کو مرتبہ باند دنیا اور حکیم کی صحبت کو پسند کرنا نیک اطوار کو عالی مقام بنانا اور بد نہاد
کو ذلیل اور خوار کرنا خا کے دستور میں اس جہت سے ہمیشہ مرد با خدا سب غفورین ہیں اور تیر
وجہ عقل ناقص کو شہنشاہوں کی نیک اطواری کی یہ معلوم ہوتی ہے کہ غفور اپنے ولیعہد مقرر کرنے
میں اتنا ہمتیار رکھتا ہے کہ اگر کسی غیر کو چاہے تو وارث تخت تاج کا بنا دے اور اپنے بیٹوں
کو محروم رکھے اور اپنی اولاد سے جسکو قابل ریاست کے سمجھے اسکو ولیعہد لیے سرفراز کرے
اور اسکی نظیرین جلد دوم کی دفتر اول میں ناظرین تاریخ چین کی خدمت پیش کی جائیگی اور اس
دستور پر قاعدہ یہ ہے کہ بجز بادشاہ اور وزیر اعظم کے دوسرے کو طاہرینین ہوتا کہ ولیعہد کو
مقرر ہوا اور اسی باعث سے ولیعہد کو خشم کا غرور اور امید سلطنت کا سرور عقل کو زائل اور
طبیعت کو طرف بدی کے مائل نہیں کرتا ہے اور ہر ملک کی تاریخ میں لیلیں ہیں کہ شاہان نیک کو
اکثر وہی ہوئے کہ خلیہ سلطنت دفعہ بجز شہنشاہت کے حاصل ہوئی اور چونکہ غرنا اور عایا کے
عزم اور شادی کا حال انکے تجربے میں آیا اس لحاظ سے اون باتوں کا خیال ایسے بادشاہان
فرخ فال کو ہمیشہ رہا الغرض جب اسی دفتر میں تینوں قسم کی حکمت یعنی تہذیب نفس اور تہذیب منزل
اور ریاست من کا بیان حسب طور سے کہ اہل خا کا معمول ہے کیا جاگتا ہے یہ دیکھتے ہیں کہ
غفوران چین کی عدالت اور مروت کا سبب خود بخود دکھائی دیکھا ہر ملک میں گھرانے امیر
کے علاوہ بادشاہ کے ہیں اور اپنی اپنی جاہداد کے دے خود مالک و مختار ہیں اس واسطے ایسا

اکثر سہوا ہے کہ جب انھوں نے اپنی دولت کی ترقی دیکھی بادشاہ کے تخت و تاج پر آنکھ ڈالی اور بادشاہ نے اونکی تو نگری اور دولت کا حال سنکر حسرت کی آہ بھری اور رفتہ رفتہ مخالفت ظاہر ہوئی تب دونوں سے ایک کو تباہی آئی اگر اقبال موافق رہا بادشاہ نے اس کے گھر کو بالکل پران کیا اور اگر اقبال اسکی یاوری ملی اور امیر غالب رہا تو تخت اولٹ گیا اور بادشاہ کے خانوادہ سے ریاست منتقل ہوئی اور اول امیر کے بیان جا پہنچے انقلاب روزگار اور ملکوں میں زیادہ لیکچر تین کہہ سوتا ہے کیونکہ موروثی امیر کو کوئی نہیں ہے اور فقور کے خاندان سے جو لوگ سخی تخت کے ہو سکتے ہیں انکی عزت اور تعظیم اور تواضع بہت کجاتی ہے لیکن زرجو کہ امور دنیوی میں ویسا رہتا ہے جیسا جان قالب انسان میں وہ اس کے پاس نہیں ہوتا اور فقور سے اونکو خور و پوش کے واسطے بقدر عزت اور مرتبہ کے سالانہ مقرر ہوتا ہے لیکن انسان میں کہ ہمارے ہمت کے شہر میں زور ہو جو بلند پروازی کرے اور خواہش نشست تخت کی پیدا ہووے بعد اونکے اعیان بارگاہ اور امر سے عظام کھم کھم فرنگستان میں ماندین کھلتے ہیں اور بڑے بڑے رتبوں کو پہنچے ہیں لیکن ان میں سے موروثی امیر کوئی نہیں کہ علایقات اونکے ہوں یا باپ دادا کے پونجی کے بھل کو دھچکا نہ کریں کیونکہ دست و خاست میں ہے کہ باپ کا عہدہ یا منصب بیٹے کو سرگزشت ملتا اگر باپ کی کسی لیاقت اور اعتباراؤ سے بہرہ نہ پہنچا اوپر بھی مشکل ہے کہ باپ کے بعد بیٹے کو وہی عہدہ ملے پس جبکہ بیٹے تک باپ کی حکومت نہیں آئی تو اگر باپ نے بھی کچھ مایہ حاصل کیا ہو تو بیٹے کو اس سے اتنا ہی فائدہ ہوگا کہ گوشہ میں بیٹھ کر آرام سے زندگی کا فی اور اگر تیسری پشت میں کچھ بھی بچائی دولت رہ گئی چوتھی پشت تک خیر صلاح ہے کیونکہ بقول شخصے آدمی بیٹھے بیٹھے سونے کی دیوار کھا جاتا ہے اور اول ہی پشت میں ایسی جا بادام حاصل ہوتی ہے کہ ہمیشہ کو کفایت کرے اور جب کوئی امیر کسی عہدہ پر بحال ہوتا ہے تو کہنے دہونے کے بعد کہ اسکی ایک مدت مقرر ہے وہ امیر منصب و احسب لطلب حضور میں حاضر ہوتا ہے اور ایک ایک کا محاسبہ اس سے کیا جاتا ہے علاوہ اس تاکید شدید کے جس امیر کے پڑ کر فوج سے سپاہ کی خواہ دینی اس سے متعلق نہیں اور جبکہ بات سے خواہ دینی ہے اسکا اختیار ایک نفر سپاہ پر نہیں ہوتا جانا

افتقد ہو شیاری ہے وہاں اوکسنے کی کون سی جگہ مل سکتی ہے چھ میکسوف اعظم لنک فوسی کی عقل
 کی اگر کوئی دوسری دلیل نہ ہوتی تو اسی بات سے جریدہ عالم پر نام اوسکا سر دفتر حکم لکھا جاتا کہ خانیون
 کا پیشوا سے نم سب غفور ہے چونکہ دین و دنیا دونوں اوسکے ہاتھ سپرد کیا اور خطاب شنیک چو لینے
 خند و خند مقدس اور شنیک زسی لینے پس پروردگار کا دیا ہے ہر جس میں کسی دن مقررین کہ غفور پیشوا
 دین کی پوشاک گلے ڈال کر نہایت حشمت اور جلال کے ساتھ بڑے بت خانے میں جا کر لوچا کرتا ہے
 سوا سے ان فنون کے قحط اور خشک سالی اور وبائے ایام میں غفور اسی طور سے بت خانے میں جا کر
 اپنی سار جی رعیت کی طرف سے الچی ہو کر معروض حال کرتا ہے اور مناجات گریہ و زاری سے
 سبکے لیے رہائی مانگتا ہے غفور جب دربار عام کرتا لباس روم پہنتا ہے کیونکہ بقول خانیون کے
 آفتاب فلک کا لباس ہوتے اس لیے آفتاب زمین لینے غفور کو بھی ہی رنگ غریب ہے جبوقت
 موسم بہار میں غفور ایک تاریخ معینہ کو محل سے ساتھ تھک اور شرم کے برآمد ہوتا ہے اور کھیتیں
 جا کر اپنے ہاتھ سے ہل تمام کے زمین جوتا ہے اوسوقت دیکھنے والے کا دل جھک جاتا ہے اور
 بے اختیار درود پڑھتا ہے کہ دنیا میں کشتکاری سے کوئی چیز قہریم تراور فاضل ترین ہے کیونکہ
 ایسا مالی مقدار شہنشاہ روزگار اوسکی ایسی قدر کرتا ہے یہ احوال تفصیلاً آگے چل کے کھلیکا نشا
 امتداع غفور کے برابر کوئی بادشاہ مخیر اور رعایا پرور نہیں اور قبضہ عالم کا خطاب اوسکی ذریعہ
 دیتا ہے چنانچہ راقم نے پہلے دفتر میں بیان کیا ہے کہ قحط میں پرگنہ آفت رسیدہ کا سارا خزانہ معاف
 ہونیکے سوا سرکار سے روزانہ انج نہتا ہے اور جب تک تلکی رہے انبار خانے کا دروازہ کھلا رہتا ہے
 غرض جبکہ اوسکا دستور عمل بطور پر ہے تو رعایا خواہ مخواہ جان و دل سے ہمیشہ نیکخواہ اور فرمان بردار
 رہتی ہے اسواسطے غفور کی اسے جسطور پر صادر ہوتی ہے رعیت کو ہر آئندہ اوسکے انکار نہیں ہوتا
 مملکت خانیون کی سبکو قتل اور قصاص حکیم غفور کے نہیں ہو سکتا اور حالانکہ نظام دمی ہشتام بہت
 ہیں اور ہر ایک اول میں سے اور ملکوں کے بادشاہوں کا ہم معلوم ہوتا ہے اور کرور با خلقت
 مہربان اور گنج بنیاد پر اختیار رکھتا ہے لیکن انہی سے شخص کو قتل نہیں کر سکتا مملکت خانیون میں ہر

معتبوں کے ہر فاضل اور ہر عالم ملک پر طالبِ علم کو اختیار ہے کہ غفور سے اگر کچھ بے دستور ظہور میں
آوے تو تنبیہ کرے اور جس حکم کو خلافِ عدل سمجھے اور سپر اعتراض ساتھ وجوہات کے حضور پیش
کرے اور اپنی دانست میں جو کچھ کہ مناسب اور اس امر کے عرض کرنا پسو عرض کرے اور اس دستور
کا سبب یہ ہے کہ ایسے احوال کی اخبار کہ جس سے پادشاہ کو اپنی حرکتوں پر کاہی ہو مثل فرنگستان کے
خاتما میں معمول نہیں لیکن یہ دستور کہ غفور کو جو چاہے تنبیہ کرے خلافت کی خیر خواہی اور نیک اندیشی سے
ہے غرض بدی سے ٹکنا اور نیک کھانا نیک سب کو اختیار ہے اور اوپر عمل کرنا غفور مختار ہے

باب دوم

خدا کے امر سے اہل قلم اور اہل حکمت کے بیان میں

صدیقت کہ علم و فضل کی جو قدر غفور کرتا ہے اس کا نصف بھی اور ملکوں کے پادشاہ یا امرا
نہیں کرتے باوجود اسکے غفور کو تاثر اشدہ جانتے ہیں اور اسے کو قابل اور کاملوں کے قدر دانوں
میں گنتے ہیں و ازل سے ایک طو کی دشمنی دولت کو علم اور فضیلت سے ہے اور اسکی وجہ کو
ایک روز کئی پندتوں کی مجلس میں اقم سے ایک بزرگ نے پوچھا او سوقت چونکہ علما شاستر کے
جمع تھے او کی رعایت سے عاصی نے یہ جواب دیا کہ سب عالم کے غریب ہونیکا شاید یہ ہے
کہ کچھ اور سرشتی دونوں آپس میں سوتیں ہیں اور سوتوں کی دشمنی مشہور ہے جیسے سرتی مہربان
ہوتی ہے اور اپنے خزانہ کا لازوال سے اسکو علم اور فضیلت عطا کرتی ہے اور اسے کچھ نامراض
رہتی ہے اور اسطرح سے جو شخص کہ کچھ کا لاڈ لا ہوتا ہے سرشتی کو اسے بغض رہتا ہے و اب
بات کو اہل انجمن نے پسند فرمایا اور خوشی سے تبسم کر کے رستی سخن پر سبکا چہرہ لبناش ہوا انضر
اوس جابر اگر تو این حساس کوئی آگاہ ہوتا تو نیدے کے قول پر اعتراض کرنا کیونکہ اوس ملک پر حکمت
میں سو کا فاضل کے دو سر کسی کو عہدہ سرکاری نہیں تفویض ہوتا پس ملک ختامین قول حافظ بھی
شعر الملبان را ہمہ شربت ز کباب و قندہت و قوت و انامہ از خون جگر مے بنیم و صادق ہوئے
کیونکہ ختامین تھے سرکاری عہدے دیوانی اور جنگی میں سو افاضل و ملوک کے کسی کو نہیں ملے اور

ہر صوبے میں ڈیڑھ ہزار یا دو ہزار اور بعض میں قریب اربائی ہزار طالب العلم کے نام لکے
 ہوتے ہیں جو سال حال فضیلت کے درجوں میں ترقی کرتے اور قابل عہدہ داری کے سمجھے جاتے ہیں
 طالب العلم کے درجے سے کسی شخص نے جو تحصیل سے فراغت پائی تو مولوی کے رتبے کو پہنچا اور
 کیونکہ کملایا بعد اس کے جب ریاضت شاقہ کر کے کئی برس کے بعد مولانا ہوا اور سن سے خطاب
 تب وہ بڑے شہر کا حاکم ہو سکتا ہے کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بعد مولوی ہونیکے بعض کی مدت
 شہر میں کی حاکمی کی ملتی ہے لیکن وہ شہر چھوٹے اور تیسرے درجے کے ہوتے ہیں اور پہلے درجے
 حاکم سوائے مولانا کے کوئی نہیں ہوتا جب کئی عہدے شہروں میں حاکمی کے خالی ہوتے ہیں تب
 غفور اور غنیمت کو طلب کرتا ہے جنہیں خطاب مولانا کا ملتا ہے اور خدمت سرکار میں بھی قدامت
 کا پایہ ہے اور بزرگی و نیک کرداری اور فضیلت کا بھی پایہ ہے بعد اسکے ایک طرف میں کاغذ
 چھوٹے چھوٹے نگران بنام ہر ایک شہر کا جہاں خدمت خالی ہے لکھ کر ڈال دیتا ہے وہ طرف
 اتنا اونچا رکھا رہتا ہے کہ اگر کوئی ہاتھ سر سے اوپر اٹھاوے تو اس میں پہنچے تب ہر ایک مولانا
 جاگراو میں سے ایک ایک نگران کا عند کا نکال لیتا ہے اور جس کے ہاتھ میں قضیۃ التفاتی سے جو نگران
 آجاتا ہے وہ اسی شہر کا حاکم ہوتا ہے اس دستور کے جاری رہنے سے کسی طرح کا لگاؤ و رشوت
 یا پاس خاطر کا نہیں ہوتا اور اپنے اپنے مقصود کا بد اسب کو ملتا ہے نہ ختامین آٹھ درجے
 مانڈرین یعنی امرا کے میں اول میں سے جو فاضل منجر کا خطاب رکھتے ہیں امور و دیوانی کے
 متعلق ہوتے ہیں اور پہلے درجے والے کو لاؤ کھلاتے ہیں اور اول میں سے جو سب داناء و مینا و بزر
 ہوتا اس کو وزیر عظم کا عہدہ ملتا ہے اور غفور کا محرم راز ہوتا ہے اور اسی درجے کے فاضل
 مشیر اور نظیر مملکت و دارالامانہ چھپن کے صدر محکموں کے حاکم اور فوج کے بڑے بڑے سردار
 ہوتے ہیں اور دوسرے درجے کے مانڈرین سب صوبجات کے حکام اور ہر صوبے کے صدر محکموں
 کے حاکم ہوتے ہیں تیسرے درجے والے مانڈرین غفور کے حضور میں میر منشی ہوتے ہیں اور چوتھے
 درجے کے مانڈرین کو ہر صوبے کے ڈاک خانے اور سرکاری بجز اور سراسب کا علاقہ ہوتا ہے

۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰

۱۔ پانچویں درجے کے مانڈرین برصوبے کے فوج کی انگبانی کرتے ہیں اور درجہ ششم کے مانڈرین کو برصوبے کی شاہ اسو کی ساخت اور مت پر مشتمل ہوتی ہے ساتویں درجے والے برصوبے کے دیوانوں کے باندہ اور پیل بند ہوتے ہیں اور آٹھویں درجے کے مانڈرین سب سمندر کے کناروں کے باندہ بند ہوا اور سدا گردن کے جہازوں سے مخصوص اور کابینہ میں انھیں جہان تک کہ سرکاری عہدے ملک ختامین میں سب پر سوا فاضلون کے کوئی کمال نہیں ہوتا اور حیدر علم و فضل و دانائی میں ترقی کرتے ہیں اور نیک اطواری کے ساتھ مشغول ہوتے ہیں اور سید فغفور کے دریاے فیض و قدرانی سے سیراب ہوتے ہیں یہ ایسے دستور کا کیا کہنا ہے اور جب تک جاری رہیگا خاکی سلطنت کو قیام و استحکام ہو و گیا کیونکہ جب تمام ملک کے ماقبل عالم سرکاری عہدوں پر مقرر ہوں اور ہر طرح سے اور کافائدہ فرمان بردار و جان نثار رہیں مستحق توبہ و اعانے کیونکہ مہمیں اور خون سلطنت کو رہتا جب کہ ارباب فضل و دانش کو پریشانی نہی قبول مثل کے جھوکے بھلے آدمی سے ڈرنا چاہیے اور سلطنت میں رخنہ ڈالنے والے خاص ہوتے جو اپنے کو قابل جانتے اور محروم دیکھتے اور حاکم ملک اور امرا کو بھانڈ بھگتے کے قدر دان پاتے ہیں عوام الناس جل پیشہ جو بخر کھانے اور سود ہنسنے کے کیہ فکر نہیں رکھتے ہرگز لبائوت نہیں کر سکتے ہیں

تیسرا باب

سرداران فوج کا احوال

جو طالب علم کہ جوان و حمید اور شہ زور ہوتا اور سکھو سوا علوم کے سپاہ گری کے تمام فنون میں جب کامل ہوتا اور ان میں بھی تین درجے فضیلت کے طے کر آتا تب فوج میں عہدہ ملتا ہے جس طرح فوج انگریزی میں سرداروں کے درجے ہوتے اور سید چہر ختامین بھی دستور ہے اور چونکہ اصلی ختامیوں کو رغبت سپاہ گری کی طرف کم اور اہل تائار کو زیادہ ہوتی ہے اس سبب جنگی مانڈرین یعنی سرداران فوج اکثر قوم تائار سے ہیں اصلی ختامی دیوانی مانڈرین زیادہ ہوتے ہیں و خاکی سلطنت کو جس پہلو سے دیکھتے عقل سے سر تا پا آراستہ معلوم ہوتی ہے ہر ملیں کے سپہ سالار کے شریک ایک مانڈرین دیوانی ہوتا ہے اور لڑائی کے حکم احکام اور خواہ کا دنیا اوس سے متعلق رہتا ہے

اور چونکہ اول و دونوں کا ایک ہو جانا اور فساد برپا کرنا ممکن ہے اس لحاظ سے دو ملذذین مقرر
 رہتے ہیں اور جب تک اول چار شخصوں کی اسے موافق نہیں ہوتی کوئی بات وقوع میں نہیں آتی
 اسکے سوا یہ سب مائذین ہر امر سنگین کو اس محکمے کے حکم پر موقوف رکھتے ہیں جو بین پوکھا ہوتا ہے
 اور ازلا لہ کے دیوانی محکموں میں پانچواں مرتبہ رکھتا ہے حالانکہ اس محکمے میں دیوانی مائذین بھی
 لیکن تمام مملکت کی فوج کے امورات کی تجویز ہی لوگ کرتے ہیں اگرچہ بادی النظر میں یہ طریق خلاف
 رسم دنیوی کے معلوم ہوتا ہے کیونکہ اہل سیف کے معاملہ کو اہل قلم کا سمجھنا دشوار ہے لیکن اس
 بندوبست میں حکماءے ختائے عجب طرح عقل کو خرچ کیا ہے اور فتنہ کو سیرت و پارکھا احالہ
 جنگی مائذین اور افسران خورد و کھان سب ملا کے تراٹوے ہر امر میں اور دیوانی مائذین فقط نوٹ
 ہیں لیکن قدر و منزلت انہیں بہوں کی زیادہ ہے کیونکہ ایک پیشہ عقل اور دوسرا پیشہ جہل ہے

چوتھا باب

افواج ختاء کا بیان

طالب العلمی کے عہد میں جب راقم اگلی تاریخوں سے قدیم بادشاہوں کی کثرت فوج کا احوال
 دریافت کرتا تھا اور دارا و کیکاؤس اور بابل کے بادشاہوں کی فوج کا شمار سن لے میں آتا تو
 بڑی حیرت ہوتی تھی کہ اس قدر سپاہ و سہ کمان سے جمع کرتے اور نبرد گاہ میں مقابل دشمن کے
 لڑتے تھے اور چونکہ ان کے نام کے سوا کوئی دوسرا نشان پردہ زمین پر باقی نہیں ہے خیال ہوتا
 کہ ان کے وقت کے مورخوں نے خوش آمد اوڑھا دے کی راہ سے اپنی روایت میں مبالغہ کو دخل
 دیا ہے لیکن جب بغفور کی فوج پیادہ و سوار کا شمار راوی راست کو صحیح البیان کے تذکرے سے
 معلوم ہوا اس وقت کیا یونوں کی فوج کا ہونا تصدیق ہوا اور عجب نہ رہا کیونکہ دس لاکھ فوج پیادہ
 اور آٹھ لاکھ سوار بغفور کی سرکار میں آج کی تاریخ تک تنخواہ دار ہیں غرض یہ سمجھا جاسکے کہ سطح
 انگریزی فوج سوا جنگ اور حفاظت ملک کے دوسرا کام نہیں کرتی اسی طرح بغفور کی پیشین بھی
 مستعد جنگ رہتی ہیں کیونکہ جب سے کہ تا بار دوبارہ ختائین آئے اور سردار آچوتا کی قوم کا

اوس ملک کے تخت پر بیٹھا اور دیوار خاکی دو نو طرف کا ملک اسکے ہاتھ آیا اور وقت سے لڑائی بھڑائی کا اتفاق کم ہوا ہے اور جب تک کہ اصلی خانی اور تاتاری قوم ایک نہیں ہوئی تھی تب تک تاتاری کی لڑائی کے خوف سے فوجیں ہر وقت تیار رہتی تھیں چونکہ اب وہ بات مٹ گئی ہے نصف فوج سے زیادہ تمام مملکت میں اس طرح پھیلی ہوئی ہے کہ جن پر گنوں میں جن سپاہیوں کے گھر ہیں جن کے تحائف میں اور دوسرے مقاموں کی چوکی پھر میں دس سب تعینات ہیں اس طریق سے انھیں بھی لڑکے بچے گھر دروازے کی قربت آرام ہے اور سرکار کا بھی کام بند نہیں رہتا اور حفاظت ملک کے لیے جتنے قلعہ میں سب میں نہیں فوجوں کی بھرتی ہوتی ہے لیکن تاتاری سپاہی سبب بیکانگی اور اعتماد کے خطرناک جنگوں میں ہمیشہ متعین رہتے ہیں اور اصلی خانی سے جواہل سیف ہیں انہیں کاموں میں مقرر ہوتے ہیں جبکہ ذکر کیا گیا اور ہوا جو ہیں وہ بھی علی ہذا القیاس اپنے پر گنوں میں سرکار کی ڈاک لیجانے اور دوسرے کام کرنے میں مقرر ہیں یہ دو قسم اٹھارہ لاکھ فوج قلمبند دریاہ پاتی ہے لیکن کچھ بعض بعض صوبوں میں جہاں کے باشندے قوی اور بہادر ہیں وہاں پر رعایا کو لاخراج زمین دی گئی ہے تاکہ ضرورت کے وقت زراعت کو چھوڑ ہتھیار اٹھا کے سرکار کی جان نثاری میں موجود ہو ورنہ حقیقتاً کثرت سپاہ و رعیت کی حد شمار سے باہر ہے مگر پھر بھی کچھ نہیں کیونکہ اصلی خانی اسے نامزد اور کم مہمت ہوتے ہیں کہ بیان نہیں کیا جاتا اور اہل تاتاری اگرچہ شجاعت مردانگی میں اول سے بہتر ہیں لیکن جب سے کہ ملک خٹاکا اون کے زیر حکم ہوا ہے تاثر سے آب و ہوا کی اور وحاشہ و مصاحبت سے اہل خاکی او کی ذاتی جرات میں کمی گئی ہے مشہور ہے کہ صحبت اور مادہ اور تاثیرات آب و ہوا کو اسکان ہے کہ فطرت اہلی میں فرق لاوے اور جبلت ذاتی میں اختلاف کلی ڈالے چنانچہ خٹاک تازی ملک الملوک نے مملکت ایران سے حسب وقت کر شاپہ نامے ایک سپہ سالار کو مہم ہندوستان میں گیل کیا اسکے حق میں پادشاہ نے جو نصیحت کی تھی اسناد اس نے اوسکو نظم میں لکھا ہے اس جا پر آب و ہوا کی تاثیر اور تبدیل فطرت

اصلی شخص کے مادہ میں چند شعر اسے لکھنا مناسب ہوا اور وہ یہ ہیں * اسلمی گوید
 وصیت چنین کرد که شاپ را کہ در بند پرود کن خواب را نه داری ز خون سپاهان مرغ *
 ہی کافر ما درخت مذوتین چنختین ده انجام کار ترک * برایشان چنان زن کو برگه کرگ *
 نانی دران بوم سالی تام * که شکر کران گیر دازنگ نام * کرت بگذر دچار موسم دران * ز فرنگ
 و درمی نیابی نشان * القصد اس جہت سے تاناری سپاہ سے بھی واجبی واجبی امید ہادری
 کی رکھا جاسیے حالانکہ سپاہ گری کے سب فن دشمن شکن میں یعنی تیر اندازی بلم بازی بحالہ گمانے
 تموار مارنے گولی لگانے میں خوب طاق اور شاق ہیں لیکن کڑی چوٹوں کے آگے رن میں
 اور سختی سے ہوا کی طرح شن سے نکل جاتا ہے اور اپنے گھوڑوں کی دم دباتے چوتڑ دکھاتے
 جنگلوں کی طرف پتھرو جاتے ہیں مقام عبرت کا ہے کہ یہی تاناری اولاد انہیں پادشاہوں
 کی ہیں کہ جنہوں نے اپنی ضرب شمشیر سے شائیں پادشاہوں کے تحت کو اولٹ دیا اور
 ممالک ایران و توران و روم و مغرب و شام و مصر و عراق و عرب و عجم و ماژندران و
 کیلانا تھہ و سرودن نامتھ و آذربایجان و فارس و خراسان و دشت قباچ و خوزم و ختن و
 کابلستان و باختر اور زمین سند و ستان کے پادشاہ ہوئے تھے حتیٰ کہ خداوند عالم نے
 جب دولت وقبال چھین لیتا ہے تب اپنی تمام نعمتیں روحانی اور جسمانی سے محروم کرتا ہے
 چونکہ قدیم الایام سے خنامین کسی غیر ملک کے لوگ آئے نہیں پاتے کہ سب جگہ کی قلعہ بندی اور
 راستہ گھاٹ دریافت کریں اور ملک بھی اس قدر وسیع ہے کہ اگر فیغفور کی فوج کو مانند کسی اور
 پادشاہ کی فوج کثیر ہوتی تو البتہ بعد فتحیابی کے ہر جگہ کی رعیت و بائی جاسکتی اور قابو میں رکھی
 جاسکتی اور چونکہ بحر محیط چہ صوبوں کی حفاظت اس طرح کرنا کہ کوئی بڑا جہاز کنارسے کے قریب
 بسبب کم ہونے پانی کے آئینہ سکنا کہ فوج اور غلہ تری سے آوے اور پچھم کی طرف پر اس قدر
 کوہستان بے پایاں کہ انسان کی کیا جرأت بلکہ حیوان کی کیا حقیقت کہ اس کو کھلے کرے آئے
 یہ دو طرف سے سرحد خلی کی حفاظت کے لیے اوس نگہبان حقیقی نے ایسا احصار پیدا کیا

کہ اوس سے گزرنا دشوار ہے مگر ایک روس کا ملک کہ اوس طرفے یورش ممکن ہے لیکن یہ قدر
 وسیع سیلابان و ریگستان فیما بین تھا و ملک روس کے واقع ہے کہ لشکر کشی اود ہر سے کرنا اور
 رسد و پانی پہنچانا قریب القیاس نہیں الغرض انہیں کئی جہتوں سے غنیم کا اول تو خاتین جانا
 دشوار سو اس کے اگر پہنچا بھی تو تاخت و تاراج کر کے اپنے ملک میں پھر جانا شاید سہل ہو
 لیکن تمام ملک پر قابض قادر ہو کر جبکہ بیٹھ جانا ان کا کال سے بلکہ محال سے ہے اس لیے
 مملکت خنکا کو دشمن کا خوف بہت کم ہے اور جب کہ تاتاریوں کا دخل ہوا اور وہ اصل ختائیوں
 کے ساتھ مل گئے اور شہتین کی مداوت دور ہو کر شل شیر و شکر کے اختلاط و ارتباط ہو گیا تب
 اور بھی اس کی صورت پیدا ہوئی ورنہ فغفور کی فوج ایسی جبار و قہار نہیں کہ فرنگستان کے کسی
 ایک پادشاہ کا پادشاہ کے لشکر کا مقابلہ کرے اکثر دن کے علاوہ سپاہی جتنے ہیں شہر یون
 کے شمول میں گئے جاتے ہیں اور حکم ہے کہ جب کاری کام میں متعن ہو وین تب ہی اپنے
 ساز و سامان و ہتھیار کے ساتھ باہر نکلیں ورنہ اور شہر یون کی طرح بازاروں میں پھریں و ان
 پلٹنوں کی وردی اکثر صوبوں میں فرق ہے کہیں نیلی کرتیوں کے حاشیے سرخ اور کہیں آبی
 کرتیوں کے حاشیے زرد کہیں پہلی مہریوں کے پابجائے اور کہیں کھٹنے کے نیچے بنے پائے
 اور کہیں جاموں کا دستوبے تیر انداز بنیے جاسے پھن تے ہیں اور کہیں ہر تلے جسکی دہنی طرف
 بنجلا ف اور ملکوں کے تلوار پڑی رہتی ہے سر پر موٹے چمے کے خود اور اوپر سے لائے
 لائے سرخ بالوں کی چوٹی لنگتی رہتی ہے اور طرفہ تریہ ہے کہ کہیں سپاہیوں کے ہاتھوں
 میں ہتھیار کے ساتھ پنکھی بھی رہتی ہے اور حربے اونکے تیر و کمان و تلوار اور توڑے دار
 بند و قین ہیں تو پین بہت ہیں لیکن اونکے ایک گولہ زور پر بغیر نیاز ماننے کے نہیں بھینچتا اور ہوا
 شک چھوڑنے کے خونریزی سے وہ بیچارے بازار ہتین ہیں حالانکہ موجد باروت ختائی
 ہیں اور خفگی باروت خنکی ہر بلا و اقلیم میں مشہور ہے چنانچہ شہر اکثر ت سے وہاں پیدا ہوتا
 یہ خبر قدیم تاریخوں سے ملتی ہے لیکن ختائیوں نے ہمیشہ توپ و تفنگ کی طرف کم توجہ کی ہے

اگرچہ آتش بازی بنانے میں ایسی ایسی ایجادیں اور تخفگیان نکالی ہیں کہ اس فن کے کمال کا پتہ
 اونہیں پر ہو چکا ہے سواروں کی ماہواری تخواہ سات روپیہ سے کچھ زیادہ ہے اور پیادوں کی
 پانچ پانچ روپیہ اور سرکار سے آدھی تخواہ کا چاول اور باقی روپیہ ملتا ہے سواروں کو سرکار سے
 گھوڑے اور اونکی خوراک و پوشاک ملتی ہے اور دونوں قسم کی فوج کے اسباب و آلات جنگ
 اور سال میں ایک جوڑا وردی کی پوشاک کا سرکار سے عنایت ہوتا ہے * * *

پانچواں باب

خدا کے صدر محکمون اور شاہنشاہی تختیوں کا بیان

دارالامان پتھپن کے چھ صدر محکمون میں غفور کا دیوان عام سب پر حکم کرتا ہے اس دیوان
 میں پانچ تخت کے وزراء اور چھون صدر محکمون کے حکام اعلیٰ جمع ہوں گے باہم مصلحت اور شور
 امور سلطین میں کرتے ہیں اور غفور اپنے خاصوں سے ہدایتہ شورہ کرتا ہے خدا کے چھ صدر محکمہ
 کو پوکھلاتے ہیں اور پہلے محکمے کے حکام سے جلیل القدر عہدوں کے سر داروں کی بجالی اور طبری
 متعلق ہے اس محکمے کے حکام کسی ناظم یا سر دار کی نیک طواری یا بد طواری کی کیفیت ظہور
 غفور کے حضور میں پیش کرتے ہیں اور شخص کے واسطے خبر اسناد اسی طور پر مقرر ہوتی ہے
 اور اس محکمے کے تابع چار کچہریاں ہیں پہلی کچہری کے علیٰ اول فاضلون کی حیثیت و لیاقت
 کا حال لکھتے ہیں جو کہ درخواست سرکار کی نوکری کرنے کی رکھتے ہیں دوسری کچہری کے علیٰ
 انہوں سے نظام اور ماندروں کے اطوار و کردار کا احوال استفسار کر کے لکھتے ہیں اور
 تیسری کچہری سے سب ماندروں کو اپنے اپنے عہدے کی مہرین ملتی ہیں اور جب جو بجات
 سے اونکے کاغذات پہنچتے ہیں مہروں کا مقابلہ اسی محکمے میں ہوتا ہے اور جب راستہ بے
 کم و کاست ہوتے ہیں صدر محکمے میں پیش کیے جاتے ہیں اور چوتھی کچہری میں اول فاضلون
 استعمار کی نصیحتیں ہیں جو دستور مقرر کے موافقہ استمالوں سے فراغت کر کے
 ہمدردانہ اکتا رہنمائی کے جوہر میں غرض اول چار کچہریوں کے کاغذات جمع ہو کر صدر محکمہ

میں جاتے ہیں اور وہاں کے حکام تجویز کر کے قلعہ کے حضور میں اطلاع کرتے ہیں پھر صدر محکمہ دوم
 ہو پوکھلاتا ہے اور قلعہ کے داخل اور خارج کا حساب کتاب اس محکمہ کے ذمے رہتا ہے
 اور سرداران جنگی اور دیوانی اور فوج وغیرہ کی تنخواہیں سے جتنی ہے چونکہ انبار خانے وغیرہ میں سے
 متعلق ہیں اس لحاظ سے جتنے لوگ کہ پیدا ہوتے یا کہ مر جاتے اور کس مقام پر کس قدر مقیم ہیں سب کی
 اسم نویسی کے کاغذ میں داخل ہوتے ہیں اور اس محکمہ کے بھی تابع چار چوٹی کچہریاں ہیں پھر
 صدر محکمہ کی پوچھنے فقہ اور تدریب کا ہے آدابین کے اور زمین دینا کی اسی محکمہ کے متعلق
 زمین اور بیان کے حکام کو یہی خیال ہر وقت رکھنا ہوتا ہے کہ جو کچھ حکیم لنگ فوزی فیلسوف
 نے مملکت ختامین ہرام کے قاعدے مقرر کیے ہیں ان میں سے ہر موقوفہ نہونے پاوے اور رعیت
 شتہ تا بہ قلعہ سب کی نشست و برخاست اور جس سے کچھ شخص ہووے اس کے ساتھ کس کو
 اپنے مرتبے کے موافق جس داب سے پیش آنا چاہیے سب کا دستور سکھانا اور نہیں لوگوں کا
 کام ہے اور غیر ملکوں سے جو سفیر اور ایچمی کہ قلعہ کے حضور میں آتے ہیں ان کی خاطر داری اور
 رخصت کا سامان اسی محکمہ سے متعلق ہے اور چار چوٹی کچہریاں اسکے زیر حکم ہیں پھر ہر محکمہ
 پیمین کا میں پوکھلاتا ہے اور بالکل فوج کی سپاہ اور سرداروں کی بجالی اور برطرفی اور کوچ و
 مقام اور رسد اور صلح خانہ وغیرہ سب اس محکمہ کے تابع ہیں لیکن افواج کی تنخواہ دوسرے
 محکمہ ہو پوکھلاتا ہے اور چار کچہریاں اس محکمہ کے بھی تابع ہیں پانچواں صدر محکمہ میں پوکھ
 صدر نظامت اور دیوانی عدالت ہے اور جہاں تک چوری و سرزوری و داد و ستد کے
 مقدمات و پیش ہوتے ہیں اسی جابر فیصلہ پاتے ہیں اور مثل دوسرے محکموں کے چار
 کچہریاں اسکے بھی زیر حکم ہیں چھٹا ان صدر محکمہ کا پوکھلاتا ہے سماعت خانہ سے متعلق ہے اور قلعہ
 کے دولتانے محل سرائیں اور کل عمارت شاہی کی تعمیر و ترمیم اسی محکمہ کے تفویض ہے سو
 اسکے سرکار کے جہاز جنگی اور تجارتی کی ساخت اور مرمت اور اون کے ملاحوں و ناخدا یوں کی
 بجالی برطرفی اور شاہرہوں کی حفاظت اور خبرداری اور بلوں کی بندش اور تیاری اور جھیلوں

تالابوں کی پشتہ بندی سب اس محکمے کے ذمے ہے اور چار کچہریاں اسکے بھی تابع ہیں۔ جسے محکمہ چھوٹے بڑے ملکات خاتین میں سب حکام اور علی نصف تاناسی اور نصف خاتی ہوتے ہیں اور یہی ایک بڑی وجہ ہے کہ فساد کو کوئی جگہ سر اٹھانے کی وہاں نہیں ملتی اور دوسری وجہ اس سے بھی زیادہ تر قابل تعریف کے ہے کیونکہ اس سبب سے مغفور کے ساتھ طبیعتی کرنی سرگز نکلن نہیں اور وہ وجہ یہ ہے کہ کسی بڑے کام کا برابر ہونا صرف کسی ایک محکمے سے غیر ممکن فی اشل اشخاص فوج کی بحالی و برطرفی صدر محکمہ کوں کے چوتھے محکمہ میں پس سے متعلق ہے لیکن تنخواہ کی دادنی محکمہ ہو پوکے ذمے ہے اور خیمے و کشتیاں و بار برداری کی کاربایاں اور بہت سی دوسری چیزیں کہ جبکہ بغیر فوج کثیر کو اپنی جگہ سے جنبش کرنی غیر ممکن ہے بالکل چھوٹوں محکمے سے متعلق ہیں۔ سو اس دورانہی کے شہنشاہ کے محاسب کا کیسا اثر محکمہ ہے کہ خود مغفور کی نیک اور بد حرکتوں کو ٹوک دینے کا اختیار رکھتا ہے اور اس محکمے کے متعلقین سے ایک ایک شخص ہر صدر محکمے کے حکام کے اجلاس و فرمان روائی کے وقت حاضر رہتا ہے اور جبکہ بیٹھا ہوا سبکی سنا اور دیکھتا رہتا ہے اور جان کوئی ادنیٰ سی حرکت خلاف داب و ستور قدیم کے نظر سے اوسکے گزری اور اوس شخص نے اوسکی نالاش مغفور کے حضور میں پیش کی بعد تحقیق و تدارک لکھا حقہ کے مجرم کی موقوفی کا حکم حضور سے نکلتا ہے اور بڑی مشکل سے دوبارہ اوسکو خدمت سرکاری ملتی ہے الغرض جس جا پر اس قدر بند و بست ہے وہاں کیا محکمہ کہ فتنہ دم مارے۔ محکمہ سنگ چین فو کا ان چھوٹوں سے علیحدہ گنا جاتا ہے اسلئے اوسکی حکمرانی امورات سلطنت پر جاری نہیں اور چونکہ شاہزادے اور مغفور کے دوسرے اقربا و تانابار کے امر ان سب کے مقدمات اسی محکمہ سے متعلق ہیں اسلئے اس محکمے کے حکام سب مغفور کے قرابت دار ہوتے ہیں اور اس محکمے کے دفتر میں مغفور کے ہر اقربا کی پیدائش کا سال و ماہ رات و دن ساعت و گھنٹہ لکھی جاتی ہے اور ان لوگوں میں سے جسکے حال پر مغفور کی عتاب و غضب نازل ہوتا اوسکی کیفیت دفتر میں مندرج ہوتی ہے۔ ایک اور محکمہ میں لین

ہیئتہ تاریخ دانوں اور تاریخ نویسوں کا ہے اور یہ لوگ سلطنت کے وقائع نگار ہیں اور نشانہ داروں کی تعلیم و تربیت انہیں سے متعلق ہوتی ہے اور یہ کیا اچھا دستور ہے اور کتنی بڑی عقل کی دلیل ہے کہ تاریخ دانوں کو پادشاہانِ ادوں کی تربیت سپرد ہوتی ہے کیونکہ ہر وقت اس کے کانون میں صدائِ پڑی رہتی ہے کہ فلاں نے پادشاہ نے یوں بدی کی اور اس کی مزا یوں ہوئی یا اس کی سلطنت چھین کے اور کسی دوسرے کو ملی یا ملو ا ہوا اور اس کی جان گئی اور فلاں نے شہنشاہ و سردار نے جو اس پر جبر نیکی کی اور رعیت کو راحت پہنچائی تو اس کا فائدہ یہ ہوا کہ رعایا نے دعا دی اس کی عمر بڑھی خانوادے کو پایدار می اور نام و نشان کی گویا ایسی یاد کاری ہوئی کہ ہر بشر کی زبان سے اس کی نیکی کاری کی تاریخ مثل و پیغمبر کے جاری رہی چونکہ اس محکمے میں بڑے علماء و فضلا کے سوا دوسرے کو دخل نہیں ہے اس لیے قبل عہدہ پانے کے امتحان کے وقت استفسار مسائل مالاخیل کا کیا جاتا ہے اور جواب اس کا سوا سوا فاضلان متبحر کے دوسرے کسی کم سواد سے نہیں ہو سکتا ہمیشہ یونہی دستور رواج پاتا چلا آیا ہے اس درجے کے فاضلوں صدر محکمہ کے حکام اعلیٰ اور صوبجات کے نظام اور مفتوحہ کے وزیر اور مشیر مقرر ہوتے ہیں * * *

چھٹواں باب

صوبوں اور شہروں کی تمانہ داری کا احوال

مملکت ختامین تمانہ کا بہت بڑا انتظام ہے اور ہر صوبے میں ایک محکمہ علیحدہ ہے کہ اس کے ذمے شہر امون کی نگہبانی اور مسافروں کے اسباب کی حفاظت و پاسبانی ہے اس ملک میں سرکین و شہرا میں بہت چوڑی اور اکثر حکموں میں پختہ ہیں اور دونوں پہلو پر بڑے بڑے عظیم الشان درختوں کی قطار لگائے ہیں اور جابجا نفیس سرسبز بنائی ہوئی ہیں اور مفتوحہ کے حکم سے تین یا چار کوس پر بستیوں کھانے پینے اور بار برداری کے سامان سے مہیا ہوتی ہیں ان میں اور تھوڑی تھوڑی دور پر سنگ یا اینٹ کی برجیاں بطور مناروں کے سر راہ بنی ہوئی ہیں جس پر سرکاری پھرے ہمیشہ متعین رہتے ہیں تاکہ سودا گروں اور مسافروں اور سرکاری کھانا

اور داک و لون کی حفاظت ہو وے اور جب ملک میں کچھ خستہ پیدا ہوتا ہے تب دن کو
 وے نشان اڑاتے اور راتوں کو شعل جلاتے ہیں سبب اس کا یہ ہے کہ ایک جگہ کی خبر دوسری
 جگہ فوراً پہنچ جاتی ہے اور اس وقت قلعوں سے مدد آتی ہے۔ دریا اور تری کا سفر جو کرتے ہیں
 وے گھاٹ گھاٹ کے ماحی کو بلا کر اپنی چیزیں لنگر بار برداری کی اجرت کی چمکتی کر کے اوس کے
 حواسے کر دیتے ہیں تب وہ شخص کشتیوں پر اسباب چڑھا کے منزل مقصود تک پہنچا دیتا ہے اور
 دیان پر جب ایک ایک چیز لنگر مالک سمجھ لیتا ہے تب اوسکو کرایا دیتا ہے بہت سی باتیں جو اس
 مملکت میں خلق امہ کے آرام کے لیے مقرر ہیں اور مین سے ایک یہ ہے کہ ہزار ارباب تجارت کے
 مسافر کی کشتی سے محصول تین لبا جانا۔ تواریخ کی رو سے معلوم ہوتا ہے کہ قریب ارباب فی ہزار
 برس کے ہوئے کہ ختامین سب ملکوں سے پشتیر ذاک کی بنا ہوئی لیکن عیب یہی ہے کہ جس طرح
 فرنگستان اور ہندوستان میں جو شخص جس ملک کو خطر روانہ کیا چاہے تو پہنچ سکتا ہے
 اوسطہ چربان نہیں اور سوا سرکاری ذاک والوں کے دوسرے اوس ملک میں نہیں پہنچ
 نظام اور ماڈرنیوں کے مہری خط کے سوا دوسروں کے خط جانے نہیں پاتے مگر بڑے شہروں
 کے جو ایسے ارباب تجارت کا اونکی بزرگی اور ملک حلالی کا اعتبار حکام پر گنہ پر ظاہر ہوا اونکے خط
 فراغت سے معرفت ذاک سرکاری کے دوسری جگہ پہنچائے جاتے ہیں۔ دفتر اول میں اولیٰ الایہ
 یہ چین کی کوتوالی کا حال بیان ہوا ہے کہ تھوڑی رات گزرنیکے بعد دروازے شہر کے بند
 ہو جاتے ہیں بلکہ سرگلی کے جو پھاٹک ہیں وہ لگائے جاتے ہیں اور پھر طبیع کے دوسرے کی آمد
 و رفت شام سے موقوف ہو جاتی ہے الغرض یہی حال مملکت خٹک کے ہر شہر ایک ہر شہر میں ہے
 کیونکہ بقول خانی حکم کے دن وسط محنت کے اور رات وسط راحت کے ہے۔ اوس ملک میں اپنی سے ملی لگت
 تمام رہنے کے بند میں مشغول رہتے اور رات کو آرام سے سوئیں اور چچکا ڈون اور گیدون کی طرح اونکو
 شب پروازی اور شب گردی سے کچھ کام نہیں نکوبی ترابوں اور چوراہوں اور سڑکوں
 اند گلیوں کی سڑکیں پر جو کہ داری پاسانی کرتے رہتے ہیں اور اگر کسی اجنبی پر اونکی نگاہ پڑی

تو فوراً اسکو روک کر گفتیش احوال کرتے ہیں اگر جواب معقول نہ پاتے تو کو تو ال کے پاس پہنچتے
 ہیں اور اہل سیف باوجودیکہ سرکاری نوکر ہیں لیکن مسلح جانے نہیں پاتے مگر اس وقت اگر کسی ٹرین
 کے جلو میں یا اپنے پھرے میں قائم و مستعد ہوں ہتیار باندھ سکتے ہیں اور ہر جگہ دوسرا ایک ستور
 یہ ہے کہ مسیوائین شہر کی چار دیواری کے اندر رہتے نہیں پاتے اور انکا ایک محلہ جدا ہوتا ہے
 اگر دامن چوری چکاری خون غرابہ ٹھکانہ خفیہ کچھ ہوتی ہے تو چھلکے دانیان جواب دیتی ہیں کاش
 یہ رسم کہ پختیان شہر کے باہر ساکن ہوں ہر ملک میں ہوتی تو یہ مصیبت کم ہو جاتی کسو اسطے
 آدمی کا شیطان آدمی ہے بدی کے ملاحظہ سے انسان کی طبیعت بدی کی طرف مائل ہوتی ہے

ساتواں باب

خاکے قانون پوانی کے بیان میں

موافق قوانین ختائی کے ادنیٰ رعیت سے منفقو تک کوئی شخص ایک جو رو کے سوا دوسری
 شادی نہیں کر سکتا لیکن حرمین جتنی چاہے گھر میں ڈال سکتا ہے اور اسمقدمہ کا دستور یہ ہے
 کہ لڑکی کے باپ مان کو اونکی رضامندی کے ساتھ ایک مبلغ خواہ کثیر خواہ قلیل دیوے اور ایک
 نوشتہ لکھے کہ کسو طرح کی ایذا مر و حافی یا جسمانی اوس لڑکی کو نہیں پہنچاویگا بعد اوسکے اپنے گھر
 میں اوس نیک بخت کو لاوے اور زیادہ رسومات کی حاجت نہیں ہوتی اور اوس حرم پر لازم
 ہوتا ہے کہ ہر امر و نہی میں بیابہتابی بی کی تابعداری کرے اور اپنے لڑکوں کو بی کی کے لڑکوں
 سے جدا نہ سمجھے اور اوسکے لڑکوں پر واجب ہے کہ اپنے باپ کی بیابہتابی بی کو اپنی مان سے
 بزرگ جانیں اور اوسکے انتقال میں موافق دستور کے تین برس تک ماتم کریں چرند اپنے
 میں مرد و زن کو اختیار دوسری شادی کر نہی ہے اور ہر حال میں اگر مرد چاہے کہ دوسری
 شادی کرے اور حرمون میں سے کسی کو اپنے نکاح میں لاوے تو اختیار ہے جس بیوہ کے
 لڑکے ہوں تو اوسکو دوسرا شوہر کوئے نہ کرنے میں اختیار کلی حاصل ہے اور جو بے اولاد ہے
 اوسکے پہلے شوہر کے عزیزوں کو اختیار رہتا ہے کہ اپنا میت میں جس سے چاہیں دوبارہ

بیاہ کر دیوں شوہر اپنی مشکوہ کو سہل سے قصورین طلاق دے سکتا ہے غرض موافق قانون
 قدیم کے عورتین ان بات قصور سے واجب الطلاق ہیں اولاً اگر عورت ضدی اور اپنے خاوند
 خلاف مرضی کر لیتی عادی ہووے ثانیاً اگر بایں ہووے ثالثاً اگر زنا میں پکڑی جاوے رابعاً اگر مزاج جہل شک
 اس قدر ہووے کہ صرمون سے یا اوکے سبب شوہر سے لڑا کرے اور اون پر ظلم پہنچا وے
 خامساً اگر مرض لاعلاج مثل جذام یا مری میں مبتلا ہووے سادساً اگر زبان دراز اور منہ زور ہووے
 اور بنگالے کی رنڈیوں کی طرح شوہر کا دم ناک میں لاوے یا لٹری ہووے یا خصم کے راز کو
 فاش کرے یا دو گھر میں قضیہ ڈالے سابعاً اگر چوٹی ہووے اور خصم کا مال ماوے یا پان
 کا گھر بھرے یا اور طرح سے خیانت کرے اور اسکی معاش کو بیجا صرف کرے تو ان کئی وجہوں
 میں سے ایک جہ کے واسطے طلاق جائز ہے لیکن اس میں بھی تین شرطیں داخل ہیں اولین
 ایک ہی طلاق کے مانع ہو سکتی ہے پہلی یہ کہ اگر عورت کے باپ مان و بڑ بھائی سب جاگتے
 ہوں اس حال میں چونکہ گھر اس بد بخت کا برباد ہوا ہے اور اس کے سر پر اپنا کوئی بڑا بڑوٹا
 باقی نہیں رہا اس سبب اس کے حق میں طلاق دینا ناجائز ہے الا زانیہ کہ اس کو لونڈی بنا کر رکھنا یا
 دوسرے کے ماتہ بیچ ڈالنا ممکن ہے دوسرا مانع طلاق کا یہ ہے کہ عورت خصم کے باپ مان کی
 فوت کے غم سے تین برس تک لباس ماتمی کو اختیار اور عیش و خرمی سے کنارہ کئے رہے
 اور اس حال میں شوہر کے ساتھ گیارہ ایک جان دو قالب کی پیدا کرے اور تیسرا مانع طلاق
 کا یہ ہے کہ وقت پر نیشانی اور مفلسی کے ہر امر میں معین شوہر کی رہے اور انواع خدمت گزار
 و جان نثاری و رضاجوئی میں اصناف احسان شوہر پر ثابت کیے ہوں کہ جب کا عرصہ نہیں
 ہو سکتا تب بجز زنا کے دوسرے کسی قصور کے لیے طلاق جائز نہیں ہے اگر کسی کی بیاہ تباہی
 اپنے خاوند کے گھر سے فرار کرے اور پکڑی آوے تو بعد اطلاع حکام شہر کے شوہر کو اختیار ہے
 کہ طلاق دیوے یا اور کسی کے ماتہ بیچ ڈالے اور خود دوسری شادی کرے اگر سومر کی سیاتہ
 گل جاوے تو واجب قتل ٹھہرتی ہے اور اگر کسی عورت کا شوہر برسوں میں جاکو تری میں

اوسکی خبر مطلقاً نہ پہنچے اوسوقت حکام شہر کو اس بات کی اطلاع کرنی اوس عورت پر جو بے
اون سے اجازت حاصل کر کے دوسرے کے ساتھ شادی کر سکتی ہے لیکن اگر اطلاع نہ کرے اور دوسرے
کے ساتھ کسی طرح چھپس جاوے تو شوہر کے مستغنیث ہونے سے قتل کی جاتی ہے۔ اگر کوئی
حاکمان شہر یا علمہ معتبرین سے اوس صوبے کے کہ جسکے ذمے سرکاری علاقہ پر تفویض ہووے
کسی کی بیٹی کے ساتھ بے اطلاع سرکار کے مخد کرے نکاح اوسکا رد و باطل متصور ہوتا ہے اور خور
کے علاوہ مجرمانہ بانو کے تلون پر پھرانے کی ماریسی پڑتی ہے کہ چھ مہینے چلنے پھرنے سے مخد
رہتا ہے اور اس قانون کی نگہداشت صرف اسی دورانیشی سے ہے کہ کوئی ناظم یا صاحب
حکومت شادی کا رشتہ کسی امیر سے محکم کر کے سلطنت میں فساد نہ اٹھاوے۔ دو بہائی
دیہنوں کو شادی نہیں کر سکتے اور اگر ایک مرد کا بیٹا یا بیٹی بی بی سے ہوا اور اوسکی مان کے
انتقال کے بعد باپ کسی ایسی رائد سے نکاح کرے کہ جسکی پہلے خاوند کی طرف سے بیٹا یا بیٹی ہو
تو دونوں کے پہلی شادی کے ترکوں میں نکاح ناجائز ہے۔ چونکہ ملک ختامین وہ قدیم تو
باقی ہے کہ ہر خاندان میں جو بزرگ ہوا اسکے تابع سب رہیں اسلئے قانون ہے کہ ہر گھر کی بچی
بدی کا جوابدہ رئیس خاندان ہوتا ہے اور باپ کا اتنا بڑا اختیار اپنے فرزندوں پر ہے کہ بجز بیو
اور نث اور نقال اور اسپطور کے پیشہ والوں کے جسکے ماتہ چاہے اونہیں اگر بیچ ڈالے تو بیچ
سکتا ہے اور کوئی مانع نہیں ہو سکتا لیکن مان اپنے بیٹوں پر یہ ستم نہیں کر سکتی کیونکہ ختامین
کے حساب میں مستورات کی عقل کی کچھ گنتی نہیں ہے۔ ختامین بے اولاد شخص کم نجب ملاتا ہے
اور متنبی کرنیکی دو صورتیں ہیں اول یہ کہ کسی غیر کے لڑکے کو مول لیکر اپنا نام اوسکو دنیا اور نام
مال و متاع اوسکو سونپنا جائز ہے اور دوسری یہ کہ مثلاً تین حقیقی بہائی ہیں اور انہیں سے
ایک کے تین بیٹے ہیں اور دوسرے دونوں بے اولاد ہووین تب خبکے لڑکے نہیں ہیں و
بڑے بھتیجے کے سوا اور دوسرے دونوں بھتیجون کو متنبی کر سکتے ہیں کیونکہ جس طرح قوم ہند
میں پڑا بیٹا اپنے باپ کی لاش جلاتا ہے اور کرنی کر ماکر تا ہے اوس طرح ختامین میں

بڑا بیابا ہے کہ فن کا اہتمام کرتا ہے اور تین برس تک ماتم کے رسومات بجالاتا ہے باپ کے مال و متاع کا وارث بنایا ہوتا ہے لیکن اگر سرکاری عہدہ باپ کے ذمے قبل مرگ کے تھا اور سکا ستحق بنایا نہیں کیونکہ خاتین علم و فضل کی قدر ہے اور سکی جو بات اور سکیا ساتھ ہوتی ہے اس سے دور کو اہل کمال تعریف کرتے اور بے بہرہ نہ جانتے ہیں لیکن دراصل حکماء عقل اور دوندیشی کو اس قانون میں جکدی اور جہان دوسرے اسباب مملکت خدائی لہا کے ہیں وہاں اس سے دور کو بھی سب سے بزرگ سمجھا جاتا ہے خاتین بلوغ کا کوئی سن مقرر نہیں کیونکہ باپ کے جتنے جی سب لڑکے اگر سو برس کے ہوئے ہو تو نابالغ سمجھے جاتے ہیں اور باپ اپنے وصیت نامہ میں جسکے حق میں جو لکھ جاوے وہی ظہور میں آوے لیکن بے وصیت کیے اگر مرے تو سب بھائیوں کو برابر حصہ ملتا ہے لہذا غلام کی خرید و فروخت خاتین جائز ہے لیکن صرف زرخیدہ پر خریدار کا اختیار ختم ہے اور اگر کوئی شخص اپنے غلام کی جو روٹی پر ہاتھ ڈالے وہ باقی اقل تصور ہوتا ہے اور سب سے زیادہ انصاف کا یہ قانون ہے کہ بونے اور کاٹنے کے موسم میں کسان کو کسی طرح کے قرض کی بابت کوئی گرفتار نہیں کر سکتا اور ایسے ایام میں اگر قرض لے لیا تو غفور کا بھی فرمان آوے تو مل جاوے گا سو ان قوانین دیوانی کے جو اقوم نے مختصر عرض کیے سولہ اور قانون ہیں جو بطور انصاف کے جاری ہیں اور چونکہ یہ قوانین استحکام و پایداری مملکت کے لیے بمنزلہ بنیاد کے ہیں لہذا حکام شہر پر حکم ہے کہ پندرہویں روز برسر بازار خلائی کو جمع کریں اور ان سولہ نصیحتوں کو سننا دیویں اور سب حقیقت کی شرح کریں اور انکے عدول کرنے اور نہ ماننے کے مفاسد اور بجالانے کے فوائد بیان کریں تاکہ عوام ان سب ترک و زائل و کسب فضائل کریں اور ان قوانین کی پیشانی یہ ہے کہ ہر شخص کو اپنے باپ ماں اور بڑے بھائی یا چچ بزرگ خاندان سے ہو یا کسی تابع داری سے یا رضائی میں اس طرح سے بجالانا چاہیے کہ ان کی مرضی سے اپنی نشست و برخاست متعلق ہو کہ اور جس طرح جسے انسان کے بدن میں روح کے ارادہ سے جسم کے حرکات و سکنات ہیں اور جس طرح ہر شخص کو لازم ہے کہ بزرگوں کی مرضی کو گویا اپنے تن کی جان سمجھے اور بے رضا بزرگوں کے

دوسری طرف جنبش نہ کرے کیونکہ بزرگوں کے حکم کو خدا کی مرضی قیاس کرنا چاہیے اور چونکہ خدا کا
 بیٹا مفسد ہے اور تمام لوگ مفسد کے لڑکے ہیں اور خدا کا حکم مفسد رانہا ہے اس لیے مفسد کا حکم
 سب رعیت ماننی ہے اس لحاظ سے ہر بزرگ کی مرضی کے موافق کام کرنا عین خداوند تعالیٰ خدا کو
 بچشم بجالانا ہے اور جو شخص اس امر کا منقاد و مطیع ہوا دنیا و عقبیٰ امین سرخ روئی حاصل کی کیونکہ جو اپنے
 بزرگوں کی مرضی پر چلا وہ خطا و قصور سے بچا اور خدا کا پیارا ہوا اور جس نے بغاوت کی اس سے
 خطا سرزد ہوئی اس کے عوض یہاں جو سزا ملی سولی اور عاقبت بھی بُری ہوئی اور اس کی شان پر
 آئینہ خسر الدنیا و الآخرة صادق آیا ۛ دوسرا قانون یہ ہے کہ اپنے بزرگ جو جہان فانی سے گذر
 گئے ہیں ان کی یاد ساتھ کریم و تعظیم کے رکھنے اور ان کی قبروں کی رسومات بجالانے سے نشان
 سعاد و تمندی کا ہے اور جسکو ان باتوں کا خیال نہ ہو گا وہ بزرگوں کی نصیحتوں کو مانے گا اور خطا
 نہیں کرے گا ۛ تیسرا قانون یہ کہ لڑنا یا جھگڑنا اور دوسرے کی قبضہ کو مشانہ دینا بُرا ہے ۛ چوتھا قانون
 یہ کہ کسان اور ریشمی اور سوتلی کپڑے کے بننے والوں کی زیادہ قدر کیا چاہیے کیونکہ غذا و پوشاک
 جو سب مقدم ہیں انہیں دو فرقوں سے ملتی ہیں ۛ پانچواں قانون یہ کہ پزیرگاری اور کفایت
 شعاری ہر شخص کو لازم ہے کیونکہ ایک سے سلامتی جان کی اور دوسرے سے حفاظت مال کی
 متعلق ہے ۛ چھٹا قانون یہ کہ مدارس اور تعلیم گاہوں کی ترقی کی تدبیر کرنی ہر شخص کو لازم ہے
 کیونکہ اگر لڑکے بے تربیت رہے تو برباد ہووے ۛ ساتواں قانون یہ کہ ہر شخص اپنے بزرگوں کے
 پیشہ کو اختیار کرے کیونکہ ایک آدمی سے ایک ہی کام خوب ہوتا ہے اور ایک ہی فن کی تکمیل میں اہتمام
 چاہیے ۛ آٹھواں قانون یہ کہ شخص طرز جدید و مذہب خلاف دستور بزرگوں کے جاری کرے اسکو
 فوراً نیست و نابود کرنا چاہیے کیونکہ اسے بزرگوں کی عقل کو پیچ جانا اور ان کی وضع و دستور چلنے
 کو ننگ و مار سمجھا اور کیا انہیں یہ بات نہیں سوجھی تھی جو ان کی عقل کی محتاجی ہی تھی پس اس
 شخص نے خطا کی اور غلطیوں میں نامزد ہوا ۛ نواں قانون یہ کہ چونکہ سزا کے خوف سے عوام بدی
 نہیں کرتے اس لیے خواص کو لازم کہ ہمیشہ ان لوگوں کے روبرو مفسد کے غضب و تہر کا ذکر کریں

ہنا کر وہ سب گناہوں سے باز رہیں وہ دسواں قانون یہ کہ ہر شخص کو ظاہر و باطن کی تہذیب حاصل کرنی چاہیے کیونکہ ایک سے دنیا کی بھلائی اور دوسرے سے عقیقی کی رہائی حاصل ہوتی ہے *
 گیارہواں قانون یہ کہ ہر شخص کو اپنے فرزندوں اور چھوٹے بھائیوں کو اچھی طرح سے تربیت کرنا چاہیے
 کیونکہ اگر ان کی تعلیم میں کمی ہوگی تو وہ اپنے بزرگوں کے ساتھ بُری طرح پیش آئیں گے * بارہواں قانون
 یہ کہ کسی پرتبان نہیں کیا چاہیے کیونکہ بہتان کا شیطان کا ہے * تیرہواں قانون یہ کہ اپنے
 گھر میں کسی مجرم بد ناسخہ بدر کیے ہوئے کو لانا یا کسی طرح سے اس کے ساتھ کچھ سلوک کرنا نیکوں کے
 ساتھ بُرا کرنا ہے بقول سعدی **بیت** نکوئی بابدان کردن چنان است * کہ بد کردن بجائے
 نیک مردان * چودہواں قانون یہ کہ جب کا جو خزانہ مقرر ہے اس کو حسبِ معمول ادا کرنا چاہیے
 کیونکہ غفور قبلہ گاہ رعایا کا ہے اور چونکہ اس کا شرح رعیت کی ادائیگزی پر موقوف ہے لہذا اگر
 امر میں غفلت کرنی گویا اپنے والد کو ایذا دینی ہے * پندرہواں قانون یہ کہ ہر شخص کو جاگیاں
 شہر کی مدد کرنی چاہیے تاکہ چوراہے اور پچکے اور ٹھکانے گیرے جیب کترے گرہ کئے اور ہر طرح کے بدعات
 اپنے پیشہ کو نکلنے پاویں اور جو فعل بد کریں اس کو گرفتار کر دیوے کیونکہ ایسے امر میں حاکم کو مدد
 دینی اپنی بھلائی کرنی اور ان مردم آزاروں کے ظلم سے سب کو بچانا اور اپنی جان و مال کو محفوظ
 رکھنا ہے * سولہواں قانون یہ کہ جو شخص لگام سرکش گھوڑی کے حوالے کرتا ہے مارا پڑتا ہے
 اسی طرح سے مغلوب غیظ کا ہونا اور توسل طبیعت خود کام کی لگام ہاتھ سے چھوڑ دینی نامناسب
 الغرض اسی طور پر تمام مملکت تحتائیں قوانین دیوانی امویں جاری ہیں ان تمام قوانین میں کوئی تبدیلی
 وجہ تسمیہ بیان کیا ہے فقط * * * * *

آٹھواں باب

فوجداری تقصیرون کی شرح اور ان کی سزا دینے کا بیان

ملک ختامین جب کوئی شخص ارادہ فرمادے کہ کرتا ہے اپنے شہر کی فوجداری کچھری کے دروازے
 پر جا کر جو نقد ہا ہر ہار تہا ہے اوس پر جواب مارتا ہے فوراً مائزین کے پیادے کے گلے سے

اور حال دریافت کر کے اسامی و فریادی کو مع گواہان طرفین کے حاکم کے آگے ایجائے میں اور
اوس وقت خواہ رات خواہ دن ہو تجویز شروع ہوتی ہے اسلئے میں مملکت میں مکمل ہے کہ جودا ہی
کے لیے اوسے اوسکی داد دے اور انصاف کرنے میں دیر نہ دے کیونکہ مظلوم کی فریاد سننے
اور داد دینے میں جب قدر دیر ہو دے گی اوس قدر اوسکو زیادہ ایذا پہنچے گی اور مارے ہوئے کو
مارنا اور ستم رسیدہ کو اذیت پہنچانا خاتمہ مردم آزاری کا ہے۔ صرف داد بخشی اور انصاف
گستری کے لیے ہر صدر محکمہ کے خصوصاً مغفور کے دولت خانہ کے دروازہ پر نقارہ رکھا رہتا ہے
کہ جس گھڑی فریادی آتا ہے بلاتامل نقارہ پر چوب دیتا ہے اکثر اوقات یوں ہوتا ہے کہ فریادی
کے چوب مارنے سے خود بدولت آپ ہی داد دینے کو نکل آتے ہیں اور جس محکمہ کے قابل مقدمہ
کو سمجھتے وہیں بھیج دیتے ہیں اور ہمیشہ سے یہ چلا آیا ہے چنانچہ قدیم الایام میں کسی مغفور نے
اپنے دولتخانہ کی صدر ڈیوٹی پر ہی دروازے پر کیوار نہ لگوائے وزیر یوں نے سبب پوچھا فرمایا
کہ میرے گھر اور میرے دل کو کشادگی چاہیے تاکہ میری رعیت کو مجھ تک پہنچے اور میرے دادرس
ہونے میں تامل نہ ہو کہ قصص جن وقت فریادی حاکم کے حضور آتا ہے زمین پر دوزانوں ٹھکتا ہے
اوس وقت اوسکی سب گزشت سنتے کے اور بالکل حقیقت سمجھنے کے بعد حکم مناسب دے رہتا ہے
لیکن قبل سیاست کرنے کے اسامی سے پوچھا جاتا ہے کہ تمہاری تقصیر کے موافق سزا ملی
اور تمہارا انصاف ہو یا نہیں اگر اوسنے جواب دیا کہ میں نے جیسا کیا ویسا پایا تو اوس وقت
حاکم اپنے سامنے اقرار لکھوائے گا کہ میں نے سب ماجرا سنوایا کہ سزا دلواتا ہے اور
اگر مجرم نے اوس انصاف کو نہ مانا اور اپنے کو باوجود ثبوت گناہ کے بگینا ہٹھرایا تو اوس وقت
مقدمہ کی نقعی حکام اعلیٰ کو سپرد کیجاتی ہے اور اسامی یا فریادی کو اختیار ہے کہ مغفور تک اپنے
مسائل کو پہنچا دیں غرض ہر قدر تردد و صرف ٹہرے امور دن میں کیا جاتا ہے جسکی نہ اقل تشریف
یا جلا سے وطن تجویز ہو لیکن چھوٹے چھوٹے مقدمات کہ جس میں صرف زد و کوب مناسب ہے
تو اوس میں مائثرین فوراً سزا دلوا سکتا ہے ختامین زد و کوب کی سزا یوں دیجاتی ہے کہ ہر حاکم

روبرو بانس کے پھرنے لگے رہتے ہیں اور ہر ایک میں عدد دس میں وغیرہ تاسو لگے رہتے ہیں اور حاکم طرفین کی سنگس پھرنے کی طرف اشارہ کرتا اور کو پیادے اور ٹھالنے مجرم کو زمین پر لٹا کے تلوے پر مارا کرتے ہیں اور دس ضرب سے پچاس تک چھوٹے قصوروں کی سزا اور پچاس سے سو تک جرم سنگین کے لیے سترہ میں اور ایک قاعدہ حتامین ایسا مروج ہے کہ اگر اور ملکوں میں دوج پاوے تو کسی پر کوئی تہمت نہ کر سکے اور وہ یہ ہے کہ جب نالش میں افترا ثابت ہوا تو حاکم کو اختیار ہے کہ مغتری وہی سزا پاوے جو مجرم کو ملتی اگر قصور ثابت ہوتا اس سے سب سے ختمین افترا و بہتان بہت تھوڑا ہے چٹکوں پر مارنے کی سزا ختامین بہت مروج ہے اور اس کی مار جیسے پڑتی ہے اگرچہ ایذا دہ سے بہت سی ہوتی ہے اور چندے چلنے پھرنے اور ٹھسے بیٹھنے سے معذور رہتا لیکن اس کی عزت میں فرق نہیں آتا اور چونکہ غفور اپنے وزیروں کو اکثر اسیدلہ جرتنبیہ کرتے ہیں اس لحاظ سے ختمی اوس سزا کو سیاست پدہری سمجھتے ہیں ۔ ایک قسم کی سزا گناہ کبیرہ کیو اسطے یہ ہے کہ ایک تختہ مربع چار ٹکڑوں کا ہوتا ہے اور اس کے چاروں طرف میں ایک سو راخ آدمی کے سر کے جانیے موافق اور دو چھید بازو کے لیے دو کونوں پر بنائے جاتے ہیں مجرم کی گردن اور دونوں بازوؤں میں والکے کسی صدر جگہ میں جیسا سر بازار یا چور یا تاجانہ یا شہر کے صدر دروازے پر اوکھڑا کر دیتے ہیں اور ایک پرچہ کاغذ پر اس کا جرم لکھ کر تختہ میں لگا دیتے ہیں اور تادک میعاً شب روز اس تختہ کو زمین کھولتے اسطرح وہ ناچار بازار بازار گلی میں لعنت کا ماتشہ دگر سنہ سرو بار بہتہ تلوے پارہ پارہ مارا پڑا پھرتا ہے اور اگر کسی نے کھانے پینے کو دیا تو کاپالی لیا اور اپنے ہاتھوں سے معذور سونے سے مجبور سب طر سے لاچار و خوار و زار دو دو ہفتے اور کبھی چھ اور اٹھ اور کبھی دس اور بارہ ہفتے یونہی رہتا ہے سوا اسکے جیسا جرم ایسا ہی وزن اس لکڑی میں ہوتا ہے غرض پانچ ہنسیری سے کم اور دس ہنسیری سے زیادہ نہیں ہوتا لیکن بہت قیدی ہیں سزا کی میعاد سنگین میں ہلاک ہو جاتے ہیں غرض بچے اور میعاد تمام ہو نی کے بعد حاکم شہر کے روبرو لیجاتے ہیں اور اس لکڑی کو گلے سے اوکے اوتا کر بانس کی بیض میں پڑھتے ہیں

اور ایک دوستانہ طویل نصیحت اور ملامت کی سنا کر اس عذابِ ربانی دیتے ہیں اور اگر کچھ کبھی
 اس طرح کے جرم میں گرفتار ہوئے تو مینعاد زائد ہوتی ہے اور دس ہسپری کی لکڑی گلین اونٹ
 ڈال دیا جاتی ہے اس وقت اس کی پوری کشتی کی موت ہوتی ہے اور اگر گلیاں گ جان ہو کہ سب
 بلا کو تحصیل اور صیبت جمیل کر جاتا تو ہشانی اور دونوں کالون پر گرم لوہے سے داغ دیتے ہیں
 اور گناہ کبیرہ کے لیے جلائے وطن کی سزا مقرر ہے اور جو مجرم اس قابل ہوتا ہے تو اس کو
 ملک تار کے کسی آخرے دیار میں بھیج دیتے ہیں اور اس کو اختیار ہوتا ہے کہ اپنے اہل عیال
 کو ساتھ لیجاوے اور وہاں خانہ داری کرے اس سزا کو ختمی بہت سخت جانتے ہیں کہ جو
 آہا و جد اور بزرگون کی قبریں اونکے جانے سے برباد ہو جاتی ہیں اور اونکی پاتی میں پانو پھیلا
 آرام سے سو رہنے کی امید جاتی رہتی ہے سوا اسکے **بیت** خشت وطن از تخت سلیمان خوشتر
 خار و وطن از سبل و ریحان خوشتر اور کس کا جی چاہتا ہے کہ اپنے یگانے دوست آشناد کی
 صاحب سلامتی اور راہ گھاٹ کے ملاقاتی دفعہ چوٹ جاوین اور پھر اونکی صورت دیکھے اور
 دوستی کا دم بھرنے اور اپنے ہمنشینوں اور یاروینن بٹھیر کر دل لگی کنیکی امیدیں بالکل منقطع
 ہو جاوین اگر وہ بچا کر انقلاب روزگار کو برحق جان کر سفر و حضر کو کیسا سمجھیں تو جہان پر
 جا بیٹھیں اس کیونکہ اپنا گھر جاوین بقول سعدی شہر مند خاطر خود را بہیج یار و یار کہ بر تو
 فراخ است و آدمی بسیار اس سب کے آدمی کو جلائے وطن سے کچھ بچ نہوے اور فراق
 کلی سے ایک ایک دن قیامت کی طرح گزرے لیکن حکیم طلاق کی حکمت کی بڑی دلیل یہ ہے
 کہ جہان مختلف ہیں ورنہ اگر تمام اہل دنیا کی طبیعتیں ہماری طرح وارستہ و آزاد ہوتیں تو کا خانہ
 آسمی میں فورا واقع ہوتا اور انتظام خلایق کا درہم و برہم ہو جاتا نہ ختامین قصاص تین طرح چرچ
 ہے اول سنیہ کو تسمہ سے ایسا تنگ باندھتے ہیں کہ دم گھٹ کر جان نکل جاتی ہے اور دوسرے
 سرکٹ ڈالتے ہیں اور تیسری طرح میں دس ہزار ٹکڑے کرتے ہیں اول طرح قتل کو اہل
 ختمات با حرمات سمجھتے ہیں مگر سہ کو دھڑ سے جدا کرنا بدترین طرح سے مزاجاتے ہیں لیکن

فرنگستان میں امرار کبار سے جبے کی قتل کیا جاتا تو سر کو تن سے جدا کرتے ہیں اور پھانسی کی موت کو بے غرتی کی موت جانتے ہیں اس جہت سے یہ سیاست عوام الناس کے لیے مقرر ہے اور اہل خابہ غلغلے سے بچتے ہیں اور قی ہے کہ ہر ملکہ و سر سے اور وٹس ہزار ٹکڑے کر نیکی منرا ایسے جرموں میں سے جیسے کہ لین کو زہر دنیا یا اوکیط سے اٹکو ہلاک کرنا یا غفور کے ساتھ بے ادبی سے پیش آنا مثلاً بلوایا قندہ بریا کرنا یا اونٹن کے ہلاک کا قصد کرنا ایسے مجرم کو ہر سہارا رلا کے ایک کھمبے سے باندھ کے کھڑا کرتے ہیں اور قوت جلا دھوڑتے پیشانی کی کھال چھیل کر جڑ سے پر ڈال دیتا ہے اور ہر جسم کی بوٹی بوٹی کاٹ کر چیلون اور گوڑوں کے کھلانے کے لیے ایک جگہ جمع کرتا ہے اور جب دیکھا کہ اس حد سے ہلاکت کے نزدیک یا تو بڑے بڑے اعضا کو گرہ گرہ اور سب بند سے جدا کرتا ہے اور آخر کو سر کاٹ ڈالتا ہے بعد اسکے مقبول کے سر کو ٹمکے نوک پر رکھ کے ہر گلی اور کوچے اور راہ گھاٹ میں لیے پھرتا ہے اور اس کے جرم سے لوگوں کو آگاہ کرتا ہے اور چونکہ اہل خاشنشاہ کو باپ سے زیادہ مانتے اور اپنے خاص والدین کو افضل بنی آدم سمجھتے اور اون کے گناہ کار کے لیے تمام دنیا کی سزا کم سمجھتے اس لحاظ سے جو نہیں جلا داسکے بالکل اعضا کے تراشنے سے فارغ ہو کر سر کو نیزہ پر لیکر لاش سے جدا اور شہر میں کوچہ کوچہ لے گشت کرنے اور لوگوں کو دکھاتے کے لیے روانہ ہوتا ہے فوراً ہر خلعت گوشت کی بوٹیوں پر جبک پڑتی اور چیلون اور گوڑوں کو کھلا دیتی ہے اور اگر کوئی خون کرے یا د لڑائی میں کسی کو مار ڈالے تو مجرم کا دم گھونٹ کر مار ڈالتے ہیں لیکن اپنے اقربا کے قاتل کا سر تن سے جدا کرتے اور اگر کسی طبیب کی دشمنی سے مریض ہلاک ہو جاوے اور اس کی نالاش ہووے اس وقت نہایت تحقیقات ہوتی ہے اور عند الثبوت دشمنی کے طبیب قتل کیا جاتا ہے اور اگر نادانی سے دو اخلاف نراج یا مرض کے دینا ثابت ہو تو وہی لکڑی جس کا منکر ہوا ہے اس کے گلے میں ڈالی جاتی ہے اور روز میعاد مع جرمانہ سنگین کے اس کی نسبت مقرر ہوتی ہے * والدین اپنے لڑکے بالوں کو تلونوں کی سزا بے دست اندازی حکام کے دے سکتے ہیں اور شوہر اپنی جورو کو اگر مار پیٹ کرے تو اس کی داد و فریاد نہیں ہے لیکن اگر عورت شوہر سے ہاتھ اوٹھا دیا کالی دیکو اور

خاوند حاکم کے پاس تغینت ہوئے تو تضرع میں تلوون پر اوسکے ایسی لگتی ہیں کہ مینون چلنے پھرنے سے معذور رہتی ہے زنا کاری میں طرفین پر بانس کی مار پڑتی ہے اور دیوثوں اور کشتوں اور لہروں اور بد معاشرلوں کی اوس طرح خدمت کی جاتی ہے جھوٹے جھپا سیتے جوڑ باز اور لڑاکا تماغدا دیکھنے کو اور ہیلے وغیرہ سب کا علاج حکام ختا ایسی کہتے ہیں اور کھن پاکی ایسی مارا رتے اور وہ غنیمت اللہ علیہ الکاذبین کی بانک کا ایسا شور و غل مچتا ہے کہ سچے و اسے عبرت کی انگلیاں کانوں پر پڑھیں علی ہذا القیاس راشی اور مرتشی دونوں کو سزا ملتی ہے کیونکہ راشی اسی ارادہ پر حاکم کو کچھ دیتا ہے جو حق نکرے اور حاکم رشوت ستان بے ایمان ہوتا ہے چہ زندان کی سزا ختا میں نہیں ہے کیونکہ جو شخص مجبوس ہو اور ایک زندان میں قید رہا لوگوں کو اوسکے جرم پر آگاہی اور سزا سے عبرت نہیں ہوتی ہے اسلئے تشہیر کا رواج زیادہ ہے غرض جب تک مجرم زیر تجویز ہو تب تک وہ ایک خاص جگہ میں نظر بند رہتا ہے اور کسی چیز کی تکلیف نہیں پاتا اور اوسکے عزیز واقربا اور دوست و آشنا سب کو حکم اوسکے پاس جانا اور صلاح دینے اور بھی بھلا نیکالٹا ہے چہ ختا میں یہ بھی دستور ہے کہ مجرم کی سزا کو اوسکے بدلے اگر کوئی دوسرا شخص اپنے بدلے کرے تو جائز ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ باپ کی سزا کو بیٹے نے اپنے اوپر لیکر باپ کو رہائی دلوائی ہے اور تھوڑے دن کی نقل ہے کہ ایک ختائی کو جو حقیقت میں مجرم خطا کار تھا تلوون کی سزا دی جاتی تھی کہ اتنے میں اوسکا بیٹا پانچ یا چھ برس کا ایک بیکلہ بچہ اور اوس حال کے دیکھتے ہی بیتاب ہو کر فریاد اور غل مچایا کہ باپ کی سزا مجھے دو اور اوسکی عرض اگر تمہارا جی چاہے تو ذبح کرو اور اپنے باپ سے لپٹ گیا اور مار کھانے نہ دیا اور حاکم سے کہا کہ نہیں صرف پچاس ضربیں مارنے سے مطلب ہے پس جب قدر باپ کیو اسلئے تجویز ہو مجھے مارو لیکن باپکے چھوڑ دو غرض اوس بچے کی محبت اور حرمت کی تھوڑی سی حاکم نے کی اور اوسکے باپ کو فوراً رہائی بخشی اور غفور نے جب یہ ماجرا سنا اوس لڑکے کو بلوا کر بہت پیار کیا اور بادشاہی مکتب خانے میں اتالیق معتبر کو سونپا اختیار غفور کو ہے کہ جس مجرم کو چاہے معاف کرے لیکن حکمانے یہ اجازت دیکر ہم پر یہ حکم کیا ہے کہ اس طرح کا رحم بہت کم کرنا چاہیے

اور اوسکی وجہ کو بوجہ حسن سعدی نے لکھا ہے * رباعی پسندیدہ بہت بخشائیں ولیکن *
منہ بریش خلق آزار مرہم * پند انت آنکہ رحمت کرد بر مار * کہ آن ظلم بہت بر فرزند آدم * لیکن
اگر کسی بڈھیا کا صرف ایک ہی بیٹا رہے کہ اوسکی ضعیفی کا نگہ ہووے یا کوئی بزرگ زادہ کہ
جسکے باپ کے نام پیدا کیا ہوا ہو وہ چشم و چراغ دو دمان و وارث اپنے خاندان کا ہو کہ جسکے مرے
ار کا گھر اند میرا ہو جاوے تو ایسے ایسے مقام پر فغفور کو جب عرضی گذرتی ہے تو معاف
ہو جاتا ہے لیکن اگر ایسا اتفاق ہووے کہ مقتول اپنے گھر نے کا کیا اور قاتل بھی اپنے خاندان
کا رئیس ہو اس حال میں قصور کو گذر نہیں گئے کیونکہ انصاف اور عدل کا مقتضایا یہی ہے کہ ظالم
کا حال مظلوم سا کیا جاوے * * * * *

نوان باب

بیان میں معرفت حق پدہری اور مادری کے اور تہذیب نفس اور تہذیب منزل اور سیاست کے

ہر اقلید میں دیوانی امور کے قوانین میں تاکہ ہر شخص کو حق و ناحق کی شناخت ہووے اور قتل و
سیاست کے باب میں آئین میں تاکہ ہر شخص کو کسب فی اہل سکیتجہ دریافت کرنے سے عبرت
ہووے اور تیسری قسم کا دستور العمل بجز خشتا کے اور زمین نہیں کیونکہ وہاں حق پدہری و مادری
بھی مثل قانون کے بلکہ مذہب کا رکن اور دنیا و عقبی کی بہتر کیا وسیلہ سمجھا جاتا ہے اور اوس ملکیت
کی بزرگی اور پاداری کا ایک بڑا سبب یہی ہے کہ تہذیب نفس اور تہذیب منزل اور سیاست
کا کمال اوس ملک پر ختم ہے اور ظاہر ہے کہ جس ملک کے رہنے والوں کے آثار و افعال تمام
حکمت عملی ہوں تو اوس ملک کا نتیجہ سوا ترقی اور آبادی اور پاداری اور بہتواری کے کیا کیا
مترتب ہوگا اور مخفی نہ ہے کہ خاتین والدین کے حق کی معرفت اور فرزندوں کی اطاعت اور
محبت ہزاروں برس چلی آتی ہے اور حالانکہ کئی بار ایسے بلوے ہوئے کہ شاہنشاہ کا غلام
بالکل متاصل کیا گیا اور دوسرا وارث تاج و تخت کا ہوا اور پہلے دفعہ قبل خان قوم مغلیہ تار
کے سردار کی ایسی کوشش اوس ملک پر ہوئی کہ سو برس تک اوسکی اولاد نے خانیہ شہنشاہی کی

اور حالانکہ بعد سو بیس کے جب ختائیوں نے بلواسے مام کر کے مغلوں کو نکالا اور اپنے ملک یون
مین سے پھر بادشاہ بنایا بعد اوسکے ایک سو پچتریس ہوئے کہ پانچو تاتار کے سردار نے تخت ختا کو
چھین کر اپنی سلطنت کو قائم کیا چانچہ آج تک اسکے گہرانے میں سلطنت و فرمانروائی قائم ہے
باوجودیکہ یہ سب کچھ طور میں آیا اور دفتر کا دفتر پریشان ہو گیا لیکن جس طرح پانی کا سیلاب
آتا اور بہ جاتا ہے اور زمین جیسی تھی ویسی رہتی ہے اوس طرح ختامین باوجود کئی بار کے تفرقہ
کے قدیم رسومات و دستورات جو بیخ و بنیاد سلطنت میں اول میں کہی فرق نہ آیا اور تاتاری
جو آئے باوجود اسکے کہ مالک ہوئے اور چاہتے تو اصلی باشندوں کے درمیان اپنے اٹھوا و رسوا
جاری کرتے اور کوئی وجہ نہ تھی کہ مغلوب غالب کی سی نہ کہتے سنتے کیونکہ فحوائس
علی دین ملوک ہم اس امر میں ناطق صادق ہے لیکن قبلا خان مغلیہ تاتار کے سردار نے اور چغان
ماچو تاتار کے فرمان فرما نے بھی ختا کے رسومات اور دستورات کو ایسا بتر جانا اور اپنی حکومت
کا قیام اس طرح اپنی موافقت سے متعلق سمجھا کہ غالب و مغلوب جن میں مارگریہ اور ازبک
کی نسبت ہوتی ہے مثل شیر و شکر کے مل گئے یہاں تک کہ اگر ختامین اصلی باشندوں اور تاتاریوں
میں تمیز کرنی چاہیے تو کیا مجال بلکہ محال ہے الغرض جہاں اور دستور ختائیوں کے اہل تاتار
نے اختیار کیے ہیں افضل اور مقدم اور کا حق شناسی والدین کو بلجو خط رکھنا ہے اور جو کہ راقم نے
اس باب کے عنوان میں لکھا ہے کہ حکمت کی تینوں قسمیں تہذیب اخلاق اور تدبیر منازل اور
سیاست ملن ختا پر ختم ہے سبب اسکا یہی ہے اس واسطے اس کے لیے دلیل برہان کی ضرورت
نہیں ہے اور معلوم کیا چاہیے کہ سلب و اٹل اور کسب فضائل سے تہذیب نفس حاصل ہوتی ہے
اور جس قوم میں فرزند کے حق میں حق گذاری والدین کی دفتر سداوت و کرامت کا خیر اعظم
یہاں تک کہ فرزند کو لازم ہے کہ اپنی تمام حرکات و سکنات کو نذر گواروں کی مرضی پر منحصر کرے
اور اوسکو اس کے چارہ نہ دے تو ممکن نہیں کہ وہ ان رویت کی عادت ہو دے اور حالانکہ دنیا
میں بعضی بہائم مثل انسان کے اپنے فرزندوں کو چوری اور اپنی شرارتیں سکھاتے ہیں لیکن اکثر

یونہی ہے کہ والدین اگر خود پرے ہو دیں لیکن اپنی اولاد کو حتی الامکان آپ سانبھیں چھوڑتے
 کیونکہ قاعدہ دینیوی متعلق فضیلت محبت سے یہ ہے کہ شخص ہی چاہتا ہے کہ اپنے پیارے
 علی الخصوص کہ آوارہ فرزند و لبند کے آفرین نہ فرمیں کا زبان خاص عام پر جاری رہے علاوہ
 اسکے عادت طبیعت ثانی ہے اور وہ یہ ہے کہ جس ملک میں آبادی دنیا سے آج تک کروڑوں
 افراد انسانی کے ہر فرد لبر کا بادشاہ سے غلام تک یہی دستور چلا آتا ہو کہ اپنے والدین کی اطاعت
 کو ہر امر میں مقدم سمجھے وہاں کے لوگوں میں ذائل اور عیوب بہت کم ہوتے تیسرے ختا کے حکما
 قدیم نے والدین کی قدر کرنے کے باب میں شریعتہ تقریر میں عجب خوبی سے گونہ نصیحت کو پرویا ہے
 اور اون بزرگواروں کے ایک قول کے معنی یہ ہیں کہ جو فرزند اپنے والدین کی اطاعت کا دم ہیرا
 وہ اگر اونسے جدا بھی ہو تو اونکو اپنے نزدیک بلکہ اپنی آنکھوں کے سامنے سمجھ کر حاضر و غائب
 اونکی نصیحتوں پر عمل کرتا ہے اور اوسے ایک حال پر رہتا ہے اور دوسرے ایک قول کا ترجمہ اگرچہ
 طول ہے لیکن اوسکے مطلب کا لب لباب اقم نے یہ نکالا ہے کہ فرزند مثل پروانے کے اور والدین
 مانند شمع کے اور جب شمع سے پروانہ شمع کی پشت درو دونوں کو یکساں جانکر محبت کے واسطے
 میں مرکز کے مانند ایک حال پر رہتا ہے اسطرح سے والدین کے حضور اور نصیب میں فرزند سعید
 کی لغت اور اطاعت کا ایک سا حال ہوتا ہے اور ایک حکم یہ ہے کہ جب والدین کے گھر میں
 رنج ہووے تو بنیاد نہ کیو مدعو کرے اور نہ آپ دعوت میں جاوے اور جب کو بیمار یا لبند
 ہووین تو فرزند پر خواب و خو حرام ہووے سوا اسکے جب حکم حکما کے یہ رسم ہے کہ فرزند رختا
 شام و سحر والدین کے رہنے کی جا پر جا کے اپنی آنکھوں سے دیکھتا اور کانوں سے سنتا ہے
 کہ اونہیں کس چیز کی ضرورت ہے اور قبل گھر سے باہر جانے اور بعد پھر اس کے شخص
 کو واجب ہے کہ اپنے والدین کو رسم ملک کے موافق سلام کرے اور آداب بجالاؤ اور خیر و عافیت
 پوچھے الغرض یہ ایک حکم عجیب حکما رختا کی نازک خیالی پر دال ہے کہ فرزند کو لازم نہیں کہ
 اپنے والدین کے آگے بڑھائے کا ذکر کرے چونکہ حکما رختا اپنے کسی قول میں وہ یہ ہے کہ کسی عیوب

کہی بیان نہیں کرتے اور صرف ایک سخن میں مختصر کہ اسکو قاصدہ کلیہ سمجھا جاوے یہ زبان سے
 نکالے تین اور ہر شخص اپنے مذاق کے موافق اسکی شرح کر لیتا ہے حسب طور سے موتی کے دانے
 اپنے اوصاف کے بیان میں گونگے ہیں اور خاسندہ و جویندہ کی قدر دانی پر اونکا مول موقوف
 رہتا ہے اس لیے راقم نے اس فقرہ لطیف کے یہی اپنی عقل کے موافق پیدا کیے ہیں کہ بڑا بڑا
 کا ذکر لب گور کا تذکرہ ہے اور اندسے کو سے کا نام کوئی کہی جاوے سے تین سناتے چنانچہ
 مثل مشہور ہے پیری و صد عیب چنین گفتہ اندہ اہل خرد و دشمن سفتہ اندہ اس لحاظ سے
 اوس موسم خزان کا ذکر زبان پر لانا غچہ دل کو خار خار کرنا اور آزار دینا ہے جب تحصیلان کو
 گئیں اور انکے ترمو کے بنے لگین سینہ ڈبلا اور پیٹ موٹا ہوا حرص کی آگ لہلہ بن بھڑکی اور
 ساتھ ہی اوسکے بالوسی کی سردی عضو عضو میں پھیلی اور حسب وقت بیماریاں پیش خدمت ہو کے الٹی
 اور بیماریاں خواص ہو کے سر ہانے بیٹھکے سرد اپنے لگی اور بیماریاں پائنتے کیطرت چپ کو بیٹھی
 فکر نے قصہ خوانی شروع کی اور ہوا و ہوس نکھا کر کے جلکی گرمی دور کیا کرتی زیادہ تر خرم اسٹکی
 پر صاعقہ بنیاری کا کرتا ہے اسی کو پیری کہتے ہیں چنانچہ نظامی عجی کہ گنجہ سخوری تھا فرماتا ہے
 بیت دینا کہ عہد جوانی گذشتہ جوانی گوزندگانی گذشتہ العرض اسے وقت کا ذکر
 کرنا حقیقت میں باعث ملال و افسردگی اور خلاف راحت و عشرت زندگی ہے کیونکہ ذکر رنج کا
 نصف رنج ہے جیسا ذکر عیش نصف عیش مشہور ہے اور نگسار وہی ہے جو رنج کو بھلاوے
 نہ کہ یاد دلادے محتامین ہزاروں کتابین والدین کی اطاعت کے باب میں لکھی گئی ہیں
 اور نصیحتیں کی اگر صرف فرست لکھی جاوے تو ایک دفتر ہووے لیکن ایسی تحریر کے
 پڑھنے میں زیادہ اوقات صرف ہووے اور جاہل کے واسطے تفسیر چاہیے اور عاقل کو
 یہ اشارہ کافی ہے کہ جو قواعد و آداب عزت و حرمت والدین کے باب میں مرقوم ہیں اونہیں
 کوئی بات فرگو گذشتہ نہیں ہوئی اور تعظیم و تکریم کرنے اور بعد ذات پروردگار کے اون کے
 بزرگ جاننے میں کوئی نکتہ فرگو گذشتہ نہیں ہوا اور ہر در سے میں اس مقدمے کا درس

برسوں رہتا ہے اور تا وقتیکہ طلباء امین امتحان کامل نہیں دیتے دوسرے علم کی طرف رجوع نہیں کر سکتے ہیں
 اور یہ کچھ علم بے عمل نہیں کیونکہ ملاحظہ کیا جاوے کہ خود فغفور کس طرح عامل ہوتا ہے بوجہ صادق کے
 ہر روز و بارہا امر اچھوتے ہرے دیوان نام میں حاضر ہوتے ہیں اور فغفور کے تحت کے سامنے دور و پیشہ اپنے
 کے موافق کھڑے رہتے ہیں اور جلو خانہ میں نشان اور سارا سامان تہہ شاہنشاہی کا موجود رہتا ہے اور وقت فغفور
 اپنے مجلس سے اترتا ہوتا ہے کھڑی سب مجر کرتے ہیں اور وہ ہوا دار پر سوار ہوا اپنی ماں کے سلام کو جاتا ہے
 جب باہر کی صدر ڈیوڑھی پر پہنچتا ہے سواری سے اتر کر پیادہ پا اندر کی طرف قدم بڑھاتا ہے دوسری
 ڈیوڑھی پر راکان دولت فغفور کا ساتھ چھوڑ کر اپنے اپنے درجن پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور جب
 فغفور آگے بڑھتا تیسری ڈیوڑھی تک غریزہ اور اقربا ہمراہ جوتے ہیں جو سختی پر جب پہنچتا ہے
 دروازے پر کھڑا ہو کر خواجہ سر کی زبانی والدہ کی حضور میں عرض کرتا ہے کہ فدوی مجھ کے لیے
 حاضر ہو کر امید سرفرازی کی رکھتا ہے اور سوقت اوکلی ماں تخت پر جلوں کر کے پروانگی حاضر
 ہونے لگی دیتی ہے اور چونین پردہ اوٹھا اور فغفور سامنے آیا خواجہ سراج داروغہ دیوانہ خانہ سے
 باواز بلند پکارا کہ سجدہ کرو فغفور نے اپنے کے ساتھ ہی والدہ کے مقابلے میں تین سجدے خواہر کرتا ہے
 اور اپنی اپنی جگہوں پر اقربا اور وزرا باہر کی ڈیوڑھیوں پر تین دفعہ سجدے میں آتے ہیں اور جب
 یہ تین سجدے ہو چکے میر بار لہنے داروغہ دیوانہ خانہ پکارتا ہے کہ اوٹھو اور آگے بڑھ کے پھر تین
 دفعہ سجدہ کرو اور سوقت فغفور گردن خمی کیے ہوئے اوٹھا اور تین قدم آگے بڑھ کے پھر تین سجدے
 بجا لاتا اور تیسرے سجدے میں سر زمین پر سے نہیں اوٹھاتا جب تک کہ میر بار نہیں پکارتا کہ
 اوٹھو اور آگے بڑھ کے پھر تین دفعہ سر کو زمین سے لگاؤ یہ سن ہی فغفور اور اسکے علما جلوں اپنی
 اپنی جگہ پر سجدہ کیے تین اور سجدے کی بوقت خواجہ سراج کی کمرے میں دوسری عرضی اس
 صندوق کی دنیا ہے کہ شاہزادے کو اب خصت غایت ہوا اور سوقت وہ اوٹھ کر اندر جاتی ہے
 اور فغفور سجدہ گاہ سے سر اوٹھا کے اپنی والدہ کے خالی تخت کی طرف منہ کیے ہوئے پس پا
 پھر کر ڈیوڑھی سے باہر نکلتا ہے اور سب اقربا ساتھ ہوتے ہیں بعد اسکے امر اور وزرا

جو کہ باہر کو آئے ہیں اور جب تک بغفور پہلی ڈیوڑھی کے باہر نہیں پہنچتا بلکہ پہاڑ پہنچتا ہے
 غرض جب بغفور اپنی لاسک کے حضور سے رخصت ہوتا ہے تو اسکی بیاتہابی بی اپنے سامان کو فر
 کے ساتھ ساس کے حضور میں مجرب کو حاضر ہوتی ہے اور اسی طور پر جب کہ قری اور بعد اس کے
 اور بھوین اور حرمین اور خواہمین محل کی اور ستوراتین اپنے اپنے مرتبے کے موافق آتیں اور جب وہ
 کر کے جاتیں ہیں اور جب وقت عورتین سلام سے شرفیاب ہوتیں اور اس سعادت خاص سے
 سعادت دارین حاصل کرتیں ہیں اسی عرصے میں بغفور اپنے تخت پر جلوہ فرما ہوتا اور اقربا و
 امر اور جبہ بدرجہ مجرا کرتے ہیں انقض جب ملک میں خود بادشاہ اپنی والدہ کی اگر جیتی رہی یا کہ
 اس کے باپ کی پہلی بی بی جو ہووے اسکا اسطرح احترام کرتا ہے تو رعیت کو بھی اسی طرح
 لازم ہے کیونکہ الناس علی دین ملوکہم ایک اور دستور خاتین ہے کہ اس کے باعث سے باپ
 اور مائے تعظیم اور تواضع کا آوازہ ہر ملک میں پہنچا ہے وہ یہ ہے کہ اگر کسی کے بیٹے نام
 نشان پیدا کیا اور کوئی منصب اسکو ملا اور اسکا باپ زندہ ہے تو امرامین دخل کیا گیا اور
 بیٹے کے لیے جو خطاب مناسب ہے اسو باپ کو ملا اور اگر فوت ہو گیا ہو تو لوح مزار کو بدل دیتے
 ہیں چنانچہ ایک نقل ہے کہ زمان قدیم میں نیچوان کسی مر و غریب اور گم نام نے جب فوت کی
 اس کے بیٹے نے بغفور وقت کے حضور میں درخواست دی اور اپنے والد کے لیے خطاب
 چاہا اگرچہ باپ کا کچھ حق سرکار میں نہ تھا لیکن بیٹے نے بہت خدمتیں کی تھیں اور جبکہ بادشاہ
 اولیٰ میں کہ منجملہ کئی سلطنتوں کے تھی جو اس ایام میں ملک ختامین قائم ہوئی تھیں سخاوت
 و جرات اور عدالت اور حکمت کے سبب منصب وزارت کو حاصل کیا تھا اور قحط میں ایک دفعہ
 لاکھوں من اناج اپنے مال سے غریبوں کو کھلایا تھا اور جبکہ سلاطین اطراف نے متفق ہو کر
 ایک بار اس کے خاوند کے ملک پر یورش کی تھی اس وزیر نیک تدبیر نے خاوند کی خیر خواہی
 میں اپنی جان اور عقل ایسی لڑائی تھی کہ اسکی بادشاہی بچ گئی غرض چونکہ ان نیک نیتوں
 کے سبب سرکار شاہی میں اسکا بڑا حق تھا اس لیے جب کہ اسکی درخواست اس کے والد

کے باب میں گذری مغفور کے حضور سے ختانی زبان میں اس ضمنوں کا فرمان صادر ہوا کہ
 جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اسے بر خور دار نیک کردار یا در کھو جو بوقت کہ قحط نے آؤ کی کی باغیابی
 کو ویران کیا تھا او سوقت تمہارے باپ نے بھوکھوں کو کھلایا اور پیاسوں کو پلایا تھا
 اور نہایت سخاوت ظاہر کی اور جب وہ بادشاہی ظالموں کے ظلم سے قریب تباہی کے تھی
 تمہارے باپ نے ایسا بندوبست کیا کہ اس کے خاوند کا تخت تاج قائم رہا اور جو بوقت سے
 سلطنت آؤ کی کے انتظام کی انجام تمہارے باپ کے ماتہ میں آئی ایسے قوانین جاری کئے
 اور اس سطر سے صغیر و کبیر اور امیر و فقیر کو آرام پہنچایا اور اطراف و جوانب کے بادشاہوں
 سے ایسا اتحاد پیدا کیا کہ او کی دوستی اور صلح کے سبب سے سب کو فائدہ عام پہنچا انرض
 ان سب خدمتوں کے لحاظ سے تمہارے والد مغفور کے لیے ہمارے حضور سے دعا
 نیک کرو اور اور نمک حلال کا خطاب عطا کیا گیا۔ یہ سیدھے یہ ہے کہ یہ تمام نیکیاں جو بیان
 ہوئیں بیٹے نے کی تھیں اور باپ بیچارہ ایک شخص گنہگار محض تھا اس فرزند رشید کی بدولت
 نام او سکا روشن ہوا اگرچہ یہ دستور کہ بیٹے کی نیکنامی سے باپ کی ناموری ہو با دمی النظر
 میں اقتضا سے انصاف سے بعید معلوم ہوتا ہے لیکن خوض کرنے سے راقم کی نسبت
 میں یہ ممکنہ پیدا ہوا کہ حکما کو اس دستور سے یہ منظور تھا کہ باپ اپنے بیٹے کی تربیت جی
 لگا لگ کر کرتے تاکہ اس کے وسیلے سے دونوں کو سرخروئی حاصل ہووے اور دوسرے
 یہ کہ خاص عام پر مشابہت ہو کہ باپ کا ایسا مرتبہ ہے کہ بیٹے کی نیکی اوس کی طرف عاید ہوتی
 اور نیک تربیت کا ثمرہ اچھا ہوتا اور اس کے بانی کو فائدہ عظیم پہنچتا ہے جس سطر سے
 کسبت کا محاصل زراعت کرنے واسطے کو حاصل ہوتا ہے اور خیر توں کو کچھ فائدہ اپنی
 باروری سے نہیں ہوتا ہے بہر حال جس نظر سے دیکھیے یہ دستور فائدوں سے خالی نہیں ہے
 حکیموں نے جو ایک حکم دیا ہے اس کے تعمیل میں قصور و مقور کمتر ظہور میں آتا ہے کہ صاحب
 سے قبل کر کے اپنے والدین کی آرام گاہ میں جائیں اور انہیں اٹھا کر ماتہ منہ دہان

اور ضروری خدمتیں کریں اگر اور اعلیٰوں کے دستور کے موافق ختامین بھی ہوشیار بنیں گے
 گھر باپ سے جدا ہو تا تو اس حکم پر عمل کرنا دشوار ہوتا لیکن اس ملک کا قاعدہ کلیہ ہے کہ کبھی
 گھر میں پشت پر پشت گزرجاتی ہے اور بزرگ خاندان جو زندہ رہتا ہے سارے گھر پر حکم
 کرتا ہے اور اسکی حد کے باہر زمین اور آسمان ملے تو مل جائے لیکن اس چار دیواری کے
 اندر چاہے کتنے نکالے کیا مجال بلکہ محال ہے اور جہاں یہ قیدیں اور ایسا بندوبست و ضبط
 و ربط خانہ بجانہ ادنیٰ و اعلیٰ امیر و فقیر یکے بیان ہووے اور مقام میں بدی کا آنا تصور نہیں کیا
 دوسرے ملکوں میں لڑکے بالے اٹھارہ بیس برس کے جب ہوتے ہیں بالغ کہلاتے اور بعد ازاں
 جو چاہتے ہیں سو کرتے ہیں اور اپنے نفع و نقصان کے مختار ہوتے ہیں چنانچہ اپنے باپ سے
 جدا ہو جاتے ہیں اور ان میں سے ہزاروں ایسے بے سعادت ہوتے ہیں کہ والدین کی نصیحت
 نہرل جان کے اوپر سنتے ہیں بلکہ اس کے ختامین لڑکا اگر چہ سو برس کا کیون نہو جائے
 باپ مان اور قرابت کے بزرگواروں کی حیات میں کبھی بالغ نہیں کہلاتا نہ غالب کا بپا
 گناہم کے کلام سے وہ دعویٰ لاکھام اثبات کو پہنچا کہ ختامین بسبب طاعت والدین کے تہذیب
 نفس حد کمال کو پہنچی ہے کیونکہ اس سے زیادہ کوئی امر صاف و عیان نہیں ہے کہ جہاں پر
 ہر گھر میں لڑکا بچپن سے بڑھاپے تک تابع دار اور فرمانبردار بزرگوں کا ہے اور ان لوگوں
 کے ساتھ ایک ہی گھر میں انکی آنکھوں کے سامنے عمر صرف کر دے تو غالب یہی ہے کہ اس
 کبھی کوئی بدی پوشیدگی میں بھی نہ کیجاگی اور جب تک کوئی حرکت معیوب کی عادت نہیں ہوتی
 بدیوں کے ساتھ اور رزائل میں داخل نہیں ہو سکتی اس لیے یہ کہنا مبالغہ نہیں کہ بیبت اور
 ملکوں کے ختامین خطا کم ہوتی ہے اور یوں کون سا شر ہے جو خطا و نسیان سے خالی ہے
 علاوہ اسکے جس جگہ بدی سے لوگ اسطرح محفوظ رہیں اور علم کا ایسا چاچا ہو کہ آج جس ملک ختا
 میں کرہ و رن باشندوں میں شاید لاکھ آدمی بھی جاہل مطلق نہیں ہووینگے پس تہذیب نفس
 اگر وہاں نہیں ہے تو سارے جہاں میں پھر کہاں ہے اور یہ امر چونکہ صرف اسی مقرر ہے

عاقبت کے نزدیک ثابت ہے زیادہ کوئی کچھ ضرور نہیں + دوسرا قول اس مسجد ان کا یہ ہے کہ
 تدبیر منزل خانا کے برابر کسی ملک میں نہیں ہے اور سمجھ گئی سببوں کے برابر اسباب و المذین کی
 اطاعت ہے کہ اس کے وسیلے سے تدبیر منزل نے وہاں خوب رونق پائی ہے اور اس کی علیہ
 اس کثرت سے ہن کر گنجائش اس کی اس کتاب میں ہو سکے اور سیاست مدین بھی اسی رسم کی است
 ساتھ کمال انتظام کے منظم ہے ان دونوں امور ان کو ایک ساتھ ثابت کرنا انسب ہے سمجھنا
 چاہیے کہ جو وقت حکما سے خانا نے گھرانے کے بزرگ کو اپنے لڑکے ہالے اور نوکر چا کر کے اپنے
 حاکم کیا تو اس گھرانے کی نیکی اور بدی کی جوابدہی بھی اسی شخص سے متعلق تھی اور جو وقت
 اطاعت بزرگوں کی خرد و ن پرست پہلے واجب ہوئی تو پھر یہ دوسرا امر بھی سہل ہوا اور ہر شے
 سے خاتین اس طرح کی ذمہ داری ترس خانہ سے متعلق ہی ہے اور ہر محلہ میں ایک شخص میر محلہ
 ہو تاکہ جب طر سے ہندوستان اور بنگالے کی ادنی قوموں میں ایک شخص چودہری کے
 لقب سے مشہور ہے اور اس کو اختیار ہے کہ اگر کوئی حرکت کسی فرقے سے اس کے پیشے
 کے خلاف صادر ہووے تو مجرم کا حقہ پانی بند کر دیوے الغرض ملک خاتین میر محلہ سے
 تمام محلہ کی خیر و عافیت کی کیفیت حکام شہر کے حضور میں پہنچتی ہے اور اس شخص معتبر کو اختیار
 ہے کہ اگر اس کے محلہ میں کوئی جہنی ان کر کسی کے گھر اور ترا تو اس کے وطن اور بود و باش اور نام
 و نشان کی تفتیش کرنی واجب ہے اور اگر تحقیقات میں کچھ شبہ واقع ہو تو تھانہ دار کے حوالہ
 کر دے اور نظر بند رکھے جب تک کہ اس شخص کے آئینکاسب اور وطن خاص کے چہرے
 کی وجہ کا حقہ دریافت نہ ہو یہ دستور اور ملکوں کے لوگوں کو ناگوار معلوم ہو گیا لیکن خاتین ہکا
 خیال کوئی نہیں کرتا کیونکہ خاتینوں کو جب وطن بہت ہے اور ان کو اپنے بزرگواروں کے
 قراروں سے نہایت محبت ہے کبھی کوئی اونہیں سے اپنی خوشی سے ترک وطن اختیار نہیں کرتا
 اور اگر کسی شخص نے کسی سبب سے ایسا ارادہ کیا بھی تو لوگ اگر نافع ہوتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ
 تم اپنے بزرگواروں کو چھوڑ چلے اور یہ ملکوں منظور ہوا کہ اس کے اصل گھر برابر اور دیوان چوہان

اس واسطے اجنبی کو جب دیکھتے ہی خیال کرتے ہیں کہ اس شخص نے منافقت وطن کی بے سبب اختیار نہیں کی میرے محلوں کو اس امر کی تاکید ہے سوا اسکے اگر محلے میں بدکاری یا جو کہ بد فہمون کی جگہ کے لیے موضوع ہے کسی جگہ پر ہوا تو فوراً مجلس کو بہم اور صاحب خانہ کو قید کرنے کا میرے محلہ کو اختیار ہے الغرض ہر گھر اور ہر محلہ کا ضبط و ربط یونہی ہے اور عیس خانہ اور محلہ کے اوپر کو تو ال اور عالم شہر معین ہیں اور انکی کیفیت ماہانہ چھپن کے صدر محکموں میں لکھی جاتی ہے اور اگر زیادتی تفصیروں کی معلوم ہوتی ہے تو غفور کی درگاہ سے عتاب آتا ہے اب منصفی کرنی چاہیے کہ میرے دونوں قول اسی ایک بات سے ثابت ہیں کہ اور ملکوں میں دستور ہے کہ مجرم کو سزا دینی کافی ہے اور کچھ ایسی تدبیر نہیں ہوتی کہ جس سے جرم کٹنی راہ بند ہووے غرض ختامین تکلف ہے کہ مرغ خا کو ہمیشہ بے بال و پر رکھتے ہیں اور جان اوستے ذرہ سا اورنے کا قصد کیا تو مقراض سیاست نے فوراً اوسکو لٹوڑا کر دیا اور یہ نیا نہیں کیونکہ جس صورت میں ہر خانہ کی نیکی اور بدی صاحب خانہ سے پہنچی جاسے اور ہر محلو کی جو ادب ہی میرے محلہ سے متعلق رہے تو بدی کرنیکی فرصت کب بیکو ملے اور پس کے بادشاہوں ہمیشہ اوس سال کو کہ حسین مجرم کم سزا پاتے ہیں اپنے اعمال نیک میں گنتے ہیں اور خوشیاں کرتے ہیں اور تکلف ہے کہ اس نظم کامل کو حکماءے خاندان صرف و لفظوں پر جبکہ ترجمہ اظہار بزرگواران ہے منحصر کیا ہے اور اونکے دوسرے قول کا یہ ترجمہ ہے کہ زمین اور آسمان دو قوتیں مونث اور مذکر ہیں اور ان دونوں کے باعث سے موجودات کی بنا ہے اور قوت کہ پہلے زمین و آسمان ملے اور جدا ہووے تو اونکا پلوٹھا بیٹھا خا کا پہلا شہنشاہ ہوا اور پوٹھو کھلایا اور اس قرار سے غفور خداوند عالم کا بیٹا ہے اور غفور کے لڑکے بالے خدائی رعایا ہیں اور جیسا کہ ثبے بیٹوں کو خردوں پر بزرگی حاصل ہے ویسا ہی حکام شہر اور دوسرے ماند رین غفور کے بیٹے اور دوسرے رعایا کے بڑے بھائی اور اس سبب سے قابل قدر و قدر کے ہیں و سبحان اللہ حکماءے خاندان دو لفظوں پر کس انتظام کی بنا کی ہے اور اپنے

ملک کو زوال و انتقال سے محفوظ رکھا۔ خٹا کی سیاست مدن کو زیادہ ثابت کرنا ضرور نہیں
 عرض کو فی نکتہ گذارش کیا چاہیے تا یہ نہ گمان ہو کہ راقم وہاں کے اوصاف میں مبالغہ کرتا ہے
 اگلے زمانے میں جب خٹا میں اہلی مغفور تھے اتنا انتظام نہیں تھا جو تار کی وقت سے ہوا ہے
 اور جب سے یہ آئے ہیں اہلی خٹا کی کو پیشہ اپنی قوم پر ترجیح دیتے ہیں اور حال یہ ہے کہ اگر دو
 ماٹھریں ایک تار اور ایک اہلی خٹائی دونوں ایک ہی قصور کریں تو تار کو خٹائی سے وہ گونہ
 زیادہ سزا ملتی ہے اور قابل غور ہے کہ کس عقل و دور اندیشی بلکہ انصاف کا یہ منشا ہے اور
 ملاحظہ میں آیا ہو گا کہ کس حکمت سے ہر گھر کے مالک کو جواب دہ اپنے گھر کے اندر کی نیکی و بدی کا
 کیا گیا اور ہر محلے کا مالک اور او سکی نیکی اور بدی کا جواب دہ میر محلہ مقرر ہوا اور ہر شہر کا مالک
 اور او سکی نیکی اور بدی کا جواب دہ حاکم شہر ہے اور ہر صوبے کا مالک اور او سکی نیکی و بدی کا
 جواب دہ او سکا ناظم ہے جب یہ حال ہے کہ جس گھر میں جو تیس ہے وہ اپنے احاطے میں
 حتی الامکان برائی نہیں ہونے دیو چکا اور نہ میر محلہ اپنے محلے میں اور نہ حاکم اپنے شہر میں اور
 نہ ناظم اپنی قلم دین پس جس اقلیم میں اس طرح کی سلطنت ہو وہاں اگر تہذیب نفس و تدبیر منزل
 اور سیاست مدن نہ ہو تو گویا حکمت کا وجود معدوم ہے۔ ہندو نے یہاں تک اس باب کو
 لکھا تھا کہ اہل ہندو سے ایک دوست صادق اور محبے الیق راقم کی ملاقات کو آئے اور پوچھنے
 لگے کہ کس شغل میں اوقات گنتی ہے تب راقم نے ان کو یہ بات سنائی چونکہ طالب العلم تھے اہل امر
 میں اذخون نے تقریر کی کہ آپ نے چند باتوں کے سبب خٹائیوں کی سلطنت پر یقینوں باب
 حکمت علی کے ختم کر دی اور یہ نہ سمجھا کہ صاحب اخلاق جلالی اور ناصر اور دوسرے حکما تہذیب
 اخلاق اور تدبیر منزل اور سیاست مدن میں کیا فرماتے ہیں یہ کہتے ہی وہ غریزہ سادہ لوح سید
 اپنے مکان کو چلے اس ارادے سے کہ حکمت کی کتابیں لائیں اور اس انگریز سے مقابل
 کیجئے اس پر عاصی نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ قبل ذرہ سا نائل فرمائیے اور پہلے میری کچھ سن لیجئے کہ
 آپ کو بہتر معلوم ہے کہ ہندو نہ عالم نہ منطقی نہ حکیم ہے کہ آپ سے فیلسوف کا مقابلہ کرے

غرض بقول حوام کے کہنے تو سہی کہ جس دیار میں درخت نہیں اترتا کو کیا کہتے ہیں اونوں نے
 نہیں کہ جواب دیا درخت تب میں نے کہا کہ سجان اللہ کیا خوب اپنے فرمایا اب ارشاد ہو کہ
 اقلیم میں اتنا بھی بند و بست اور حکمت علمی کی اتنی بوباس پائی جاتی ہے جس قدر ملکیت ختامین
 بندے کے بیان سے ظاہر ہے اگر ہے توحقیر کے قول کو باطل کیجیے ورنہ اسکو عنایت جانے
 کہ چھتیس کرو آدمی کے گروہ میں اتنی بھی تہذیب اور مدبری ہے سوا اسکے ملاحظہ فرمائیے
 کہ ایسی بڑی سلطنت کو اتنی قدامت جس باعث سے ہوئی اوس سبب کی بڑی قدر کیا چاہیے
 اور تیسرے یہ کہ حکمت کا علم خلیو ہے وہ خود او سپر عمل نہیں کرتے چہ جائیکہ چھتیس کرو ربیت
 حکمت کامل کے حامل ہو دیں چوتھے یہ کہ حکماء عیسوی مذہب و علم او ہنود کے قول پر اونکے
 پیروین سے ہزار آدمی عمل نہیں کرتے ہونگے برعکس اسکے ختامین اکثر لوگ حتی الامکان ایسی
 راہ پر ہیں جو اوس ملک کے قدیم حکماء نے نشان دی ہے اس طور کی جب تقریر بندے نے
 گستاخ ہو کر اونکی خدمت میں عرض کی محبوب ہوے اور راقم نے بھی صنمون گفتگو کو اس باب
 کے اخیر میں دنج کر دینا مناسب سمجھا تا کہ حرف گیران اور رشک کرنے والوں کا جواب باصواب
 بھی اس قصید کی تقریر کے شامل رہے * * * * *

وسوان باب ختامیوں کے مذہب اور

طریقیت کے بیان میں

قریب چوبیس سو برس کے ہوئے کہ بت پرستی کی بنا ختامین ہوئی لیکن حضرت نوح کے پوتوں
 کے ایام سے اس وقت تک ختائی موجود تھے اور ذات واجب الوجود کو حاضر و ناظر و کریم و
 جیم جانتے تھے چنانچہ تائینخون میں اسکا ذکر ہے اور حکماء اور قدیم شہنشاہوں کے اقوال سے
 ظاہر ہے کہ خداوند عالم کی پرستش کو وہ لوگ مقدم اور وسیلہ نجات اور بہتری دونوں
 عالم کی سمجھتے تھے اور جانتے تھے کہ وہ آفرینندہ جن دامن و دوش و طیور ہے اور کریم و
 رحیم و قادر و غیور ہے اور شریک نہیں رکھتا اور باقی ہے اور بغیر کی فدا و بقا پر قادر اور باری

کہ لے کیا محتاج نہیں یعنی ذات پروردگار کی صفات اور فی صفت موجب لذت و عی و تمام موجود کی
 تعریف و جو بغیر نہیں ہوتوں باریتیا کی مرضی ہے نہ غرض اس اسطر حکے باتیں قیوم ہی کتابوں میں ہیں
 اور کئی ہزار برس تک اسطرح ختائیوں کا ایمان درست رہا لیکن حضرت عیسیٰ کے چہ سو برس
 پیشتر ایک شخص پیدا ہوا جسکے شاگردوں نے بابت پرستی کی ہوئی اور اسکا احوال اور حقیقت اس
 سباقہ کے ساتھ لکھا گیا ہے کہ محض بعد القیاس ہے غرض مختصر یہ کہ ایک نوکر کسی امیر کا جب
 شتر برس کا ہوا چاہا شادی کرے ناموت کے وقت کوئی لڑکا ہے کہ رسوم بعد مرگ کے
 بجالاوے یہ سوچ کر اوس نے ایک چالیس برس کی عورت سے شادی کی غرض ایک روز اسی
 جو رو کسی گوشہ میں ٹپری تھی کہ دفعۃً آفتاب کی ایک شعاع اوس پر نازل پڑی اور اوس نے اس سے
 معاملہ عورت کا نشان اوس میں ظاہر ہونے لگا جب ایک برس گزر گیا اور لڑکا پیدا ہوا لوگ
 ستیج ہوئے اور جبکہ دو برس ہو گئے وہ سمجھے کہ بیماری ہوئی اور اسطرح کئی برس جو گذرے
 شوہر نے طلاق دیا اور وہ بیچاری صیبت کی ماری جنگل کی جھیریری کھاتی جس سے نہ سیری
 سہوتی اور نہ جی بھرتا تھا دختون کے تلے اوقات صرف کرتی پھرتی تھی القصۃ منتہی لیس برس
 یوں گزر گئے اور اوس مدت کے بعد ایک بیٹا جنگل میں پیدا ہوا جسکے سر کے بال او بدن کے
 رونگٹے سب سفید تھے یہ حال دیکھ کر لوگوں نے اوسے لاؤ دی یعنی پیر نابالغ کا نام دیا جب
 پیر ہنے کے دن آئے آفت کا پیر کا لکھلا اور چند سال میں بالکل علوم کی تحصیل سے فارغ ہوا
 اور شہنشاہ نے اوسکے علم کا شہرہ شکر ملوایا اور اپنے کتب خانہ کا دار و فہ مقرر کیا الغرض سطر
 بھوکے کو دسترخوان چاہا ہوا اور پیاسے کو سر چشمہ معلوم ہوتا ہے وہی طرح طالب علم
 کو کتب خانہ موجب بحث ہوتا ہے اور لاؤزی کو جب کتابوں کے انبار میں خل ملا گویا کتاب کا تیرا سوا گیا
 چند نوین خفا کا فلیٹو اعظم کما لگا اور ہر طرف شاگرد رجوع لائے اور کئی کتابیں اوس نے تصنیف
 کی ہیں غرض ان سب میں بہتر ایک رسالہ پانچ ہزار آئے کا حکمت علمی میں ہے جسکے وسیلے
 اوس حکیم کا نام تاقیام قیامت باقی رہ گیا اور نہ بہب اوسکا یہ خاکہ انسان کی زندگی چون کہ

چند روزہ ہے اسکو آرام اور خوشی میں کاٹ دینا چاہیے اور تاکہ یہ بات حاصل ہو کہ ترک
 علائق قطعاً واجب ہے کیونکہ جب فکر اپنے کو بڑے یا دوسرے کے گھٹانے کی بات
 روپے کی پیدا یا صرف کرنیکی دنگیر حال رہی یا اور طرح کے دوسرے میں اوقات کئی تو عیش و عشرت
 ہو جاتی اور آرام روح کو جواب ملتا ہے سو اس کے جس سے کو اہل دنیا عیش جانتے وہ حقیقت
 آرام نہیں ہے کیونکہ اچھا کھانے پینے پھنے اور دینے لینے کے بیٹے فکر چاہیے اور آرام کیوں
 فکر صرام ہے غرض ترک علائق ترک فکر ہے اور بے فکری خاتمہ عیش و نیوچی کا ہے الغرض
 اس طور کے مسئلہ اس انسان فاضل اور درویش کامل کے تھے اور اس کا علم عمل کے ساتھ تھا
 بعد عمر دراز کے وہ مر گیا اور بعض بعض اس کے شاگرد روپے پیدا کرنیکے لالچ سے یہ بندشیں
 کرنے لگے کہ بالفرض اگر آدمی تمام شے سے بے فکر ہو لیکن موت کا کھٹکا نہیں جانیگا ایسے
 استاد نے اکیس کے ایک نسخہ کا اشارہ کیا تھا کہ اس کے استعمال سے فنا انسان کے نزدیک
 نہیں آسکتی تھی جب یہ بات مشہور ہوئی ایک عالم کو اسکی خواہش پیدا ہوئی خصوصاً اور
 رند یوں کو کیونکہ جینے کی آرزو زیادہ انہیں کو ہوتی ہے غرض لاکھوں آدمی انسان صورت
 و بہائم سیرت ان بندش بازوں کے مذہب کو اختیار کرنے لگے اور یہ نہ سمجھے کہ اس نسخہ
 بقا کا موجب خود فنا ہو گیا تو پھر اس کے نسخے کا کیا اعتماد تھا بعد چندے کے حکیم لاہوری
 کے شاگرد سب چھوٹے چھوٹے بت استاد کی شبیہ کے بنا کر بیچنے لگے اور لوگ علی الخصوص
 بڑے آدمی جو اکثر چھوٹے دل کے ہیں اسکی پرستش کرنے لگے اور اس ابلہ فیربی کی
 بندش کو جب قدر و عرصہ زیادہ ہوا اس مذہب کو اسقدر بامیاری ہوئی اور جب اس
 ایام کے فغفور سب خود اس بقا کے نسخے کے طالب ہوئے اور حکیم کی شبیہ کو سجدہ
 کرنے لگے تب عوام الناس صاف مغلطی میں آ گئے اور یہاں تک لوگ بے بصیرت
 ہو گئے کہ دانشمندوں کو حیرت ہوئی اور جب ایک فغفور جب کا لقب آئی تھا اس مذہب
 کی پیروی میں ہمتن مصروف ہوا اور ہر روز اس اکیس بقا کو استعمال کرنے لگا تو ایک

وزیر نیک حلال اور دہتمند کو نہایت غم ہوا اور جب کہ بادشاہ کو سمجھاتے سمجھاتے ٹھک گیا
 اوس نے ایک روز کیا کام کیا کہ چہنیں خواص کسیر کا پیالے لیے حضو میں آیا اور پلانے کا قصد
 کیا وزیر نے فوراً اوسکے ہاتھ سے چھین کر خود پے لیا اس گستاخی پر بادشاہ کا منہ غصے سے لال ہو گیا
 اور طبش میں آکر جلاد کو بلوایا اس حرکت پر وزیر مسکرایا اور کہنے لگا غلام نے بقا کی داری پی ہے
 تعجب ہے کہ حضور نے دروازے کا حکم دیا کیونکہ اگر خداوند کا اعتقاد درست ہے تو یہ حکم بجا ہے
 اور فدوی پر کیا امکان کہ تلوار اتر کرے اور اگر آج ہی کے سانچے سے حضور نے اس مکاری
 کی حقیقت دریافت کی تو اتنا تک کہ نہیں گیا اور اب منہ بھی ہی چاہتا ہے کہ آپ اس جان تھا کو
 مار ڈالیں اور جب ضرب شمشیر سے سر الگ اور دھڑلگ ترپنے لگے دریافت کریں کہ فدوی نے
 جو بارہا اس مکاری کے باب میں عرض کیا درست ہے یا غلط القصدہ فغفور نے اوس وزیر کی
 جرات اور عقل کی تعریف کی اور عزت بڑائی لیکن اوس پر بھی اوس کم سخت کو ہوش نہ آیا اور چند روز
 میں اوس نسخہ کو پی پی کے اپنے کو ہلاک کیا صرف اسی ایک فغفور کی یہ نوبت نہیں ہوئی بہت
 سے اسی بقا کے نسخے کے استعمال میں اور ہمیشہ جینے کی آرزو میں مر گئے اور اخیر کو ایسا ہوا کہ جب
 کسی فغفور نے شرائین شروع کی تب خواجہ سرا اور فرہانین شاگردان لاوڑی میں سے
 کسی ایک کو ملا کر فغفور کو ایک معتاد کسیر کی پلا کر رخصت کر دیتے تھے باوجود ان سب باتوں
 کے کہ کئی فغفور اور ہزاروں امیر اور لاکھوں چھوٹے بڑے اسی کسیر لقا کو پی کر فنا ہو گئے لیکن
 خاصہ عام کا اعتقاد ایسا بڑا کہ سیکڑوں تجا نے حکیم لاوڑی اور ان کے خاص مریدوں کی تصویروں
 کو رکھ کر پوجنے کے واسطے تمام مملکت میں بنے اور اوس مذہب کے عالموں کے بڑے بڑے
 مرتبے ہوئے اور پی انزری یعنی ہشتی حکیم کے خطاب پائے اس خط کو خاتیوں کے حق
 کی دلیل نہ سمجھا جاسیے کیونکہ حضرت انسان کی جبلت کا یہ خاص مقضی ہے کہ جس طرح شے
 ہے کہ ایک بھیڑ یا سوگد ہون کو آگے رکھ کر جنگل میں اکیلا لیجاتا اور ایک ایک کو گراس کے مار
 ڈالتا اور گدے سب کھڑے رہتے اور چون نہیں کرتے اوس طرح سے عوام الناس کے

خراب اور بد راہ کر نیکیو ایک فقرہ کافی ہے اور صرف مہوسی کو دیکھیے کہ اکثر اہل ہند کو اس کا
 کیا خطبہ ہے کہ ہزاروں عالم اور فاضل اور پویشیار نے اسکے شوق میں اپنا گھر بار چھوڑ کر باؤ کو
 کھلا دیا اور کچھ بنایا غرض جبکہ صرف مال و زر کا لالچ انسان کو اتنا ہے تو اس چیز کی جو حافظہ بنا
 اور واقعہ فساد ترکیب بدن ہووے کسی خواہش ہووے گی اس لحاظ سے تعجب نہیں کہ اگر کسی نے
 خدا کے بہت سے پاک بندوں کو بہشت تک پہنچایا، الغرض بت پرستی کی پہلی بناختا میں ہر طرح سے
 ہوئی اور اس درویش حکیم لاؤسی کی باتوں کو استادوں نے شکار کی ٹٹی بنا کے اور اس کے
 پیرو کو کھلا کے اہل چین سے یہ خطا کراؤی بعد چند روز کے اس حکیم کے قول اور نصیحت کے عوض
 استادوں نے تازے تازے فقرے درست کیے اور اپنے علوم میں نجوم اور رتل اور سحر
 اور طبابت کو دخل کر کے ایسا حصار کر لیا ہے کہ ابھی تاں سچ تک اس مذہب کے سرگزہ کو
 ماڈرین کا خطاب ملتا اور امر کبار میں وہ محبوب ہوتا ہے + دوسرا طریق بت پرستی کا شہ جی
 سے خاتین مروج ہوا اور اس کو بودہ کا مذہب کہتے ہیں سند مذکور میں ہندوستان سے اس خطبہ
 گیا کہ خاندان مان سے ایک فقور کے بھائی جس کا نام منگتی تھا اس کو سوطاؤسی کے مذہب کے
 عالموں نے روح مقدس کی ملاقات کا امیدوار کیا تھا اتفاقاً اس نے جوٹا کہ ہندوستان
 بڑا دیوتا ہے جس کا نام بودہ ہے فقور کو راضی کر کے بہت سے لوگوں کو بھیجا کہ وہ جاؤں
 اور دیوتا سے کہیں کہ وہ خاتیوں پر مہربانی کرے حاصل کہ جب ہندوستان میں لوگ اسے
 بودہ کے خادم ایسے ملے کہ وہ اس کے ہمراہ ملک چین میں جانیے مستعد ہووے غرض کہ
 جب وہ اپنے دیوتا کی کئی تصویریں اور مذہب کی چند کتابیں ساتھ لیکے اس وقت بودہ کے
 مذہب نے خاتین رواج پایا اور اب ایسا پھیلا ہوا ہے کہ خاص طریقہ ایمان کا یہی ہے +
 حالانکہ اس قدر تحقیقات کے ساتھ جبکہ مذکور تاں سچ میں ضرور ہے ثابت نہیں ہوا کہ بودہ کون تھا
 اور وہ کس عہد میں ہوا لیکن اغلب یہ ہے کہ ملک مکدہ یعنی صوبہ بہار میں جب گوتما کے گھر نے
 کے بادشاہ سبطا لہنت کرتے تھے اسی ہنگام میں پیدا ہوا تھا + مرتبہ پندت جو علما

شاستر کا سرگروہ زبان حال میں ہوا اور کلکتے میں ٹورٹ ولیم کالج میں علم سندسکرت کا بڑا نیت
 تھا اور اسکی تصنیفات سے ایک تانچہ ہندو کالج ملی ہے اوس میں وہ لکھتا ہے کہ گو تا پادشاہ ہونکا
 گھرا نا لکھدہ ایسے ہندوستان کی سند ریاست پر چار سو برس تک تھا اور اوسی عہد میں اہل دنیا کی
 بد اطواریوں کے سبب ایک فرقہ ناشک یعنی کافرون کا پیدا ہوا جسکا لقب بودہ پرست
 ہوا یہ عبارت پختہ جی کی ہے اور اونکا بیان اہل سیلان اور برما اور سیام کے قولوں کے
 موافق ہے کیونکہ وہ اپنے دیوتا کو گو تا یا گو دما مشہور کرتے ہیں اسی لحاظ سے یقین ہے
 کہ یہ شخص بودہ گو تا کے خاندان سلطنت سے تھا حالانکہ کبھی تخت پر نہیں بیٹھا اور کب علوم
 اور مراقبے سے زیادہ شوق رکھتا تھا اور اسکے باب میں اوس مذہب والے یہ مشہور کرتے ہیں
 کہ اپنی مان کے لطن سے نکلائے طریق معین سے کیونکہ اور مذاق کی طرح پیدا ہونے میں اوسکی
 بہتک آبرو ہوتی غرض اوسکی مان فوراً مگر ت اور جتنے روز حالت تھی ہمیشہ یہ خواب دیکھا کرتی تھی
 کہ ایک سفید ہاتھی اوسکے پیٹ میں تھا اور اوسی حب سے شاید سفید فیل کی بڑی قدز ہندو
 میں ہے باوجودیکہ بیشتر لوگ انہیں سے بودہ پر لعنت بھیجتے ہیں لیکن اسپر بھی اوسکو دسوان
 اوتار سمجھتے ہیں پد غرض پیدا ہونیکے ساتھی بودہ اوٹھ کھڑا ہوا اور سات قدم چلکر آواز بلند
 چکارا کہ عرش اور فرش کے درمیان میرا سناہ کوئی بزرگ نہ قابل پرستش کے ہے سترہ برس
 کے سن میں اوس نے تین جو رو بن کیں اور ایک کی طرف سے بیٹھا ہوا جسکو خدائی مامو کو
 کہتے ہیں جب انیس برس کا بودہ ہوا اگر درو اور چھوڑ کر بیابان میں چار مریدوں کو لیکر چلا
 گیا اور تین برس کی عمر میں توسل مہادیوتا کے ساتھ ایسا ہوا کہ بودہ نے حکم اپنے مذہب کے
 اجرا کا دیا الغرض تاسخ کا بانی مہابی بودہ تھا اور حکیم فیتا غوث نے یونان سے جب سفر
 ہندوستان کا کیا اسی ملک سے تاسخ کا مذہب اپنے دیار میں لے گیا اور جاری کیا جب بودہ
 نے انتقال کیا اوسکے مریدوں نے مشہور کیا کہ استاد نے اوصورت پکڑی اور اسطرح سے
 یہ لوگ آج تک کہتے ہیں کہ اوسکو موت نہیں آئی حالانکہ آٹھ ہزار دفع پیدا میں ہوئی ہے

اور شیر اور ہاتھی وغیرہ کی شکاروں میں اپنے خاص الخاص نخلصوں کو اپنی زیارت کروائی
 بہ عجب اتفاق ہے کہ چار شخص کہ جنکے اقوال تمام دنیا میں مشہور ہوئے اور چہرہ کروون
 آدمی ایمان لاتے ہیں وہ سب ایک ہی عہد میں پیدا ہوئے چنانچہ گوتمابودہ حکیم فنیانوش
 اور بارسد یو مصنف مہا بھارت کا اور حکیم گنگ فوسی کی پیشائیں اور انکے طریقے کا رواج
 پاناختا ویونان و تبت و ہند اور اطراف و جوانب کے ملکوں میں ایک ہی عہد میں ہوا انھیں
 ختامین بودہ کا مذہب اب خاص عام کا طریقہ ایمان ہے اور سوا چند باتوں کے اس میں اور
 پندتوں کے پیدا اور شاستر کے اقوال میں بہت سی مناسبت پائی جاتی ہے اور حاصل اور
 اصل وصول اور سکا وہی ہے جو مذہب ہندو کا حاصل اور اصل اصول ہے یعنی صرف ایک ہی
 روح ہے جو خود جمیع ممکنات ہے لیکن ہویلی کے اقسام میں ساری ہو کر اسکی تفریق اتنی
 صورتوں میں ہے جسکو موجودات کہتے ہیں چنانچہ دو اصل سبب ہمیشہ سے ہیں ایک کو
 پروشا دوسرے کو پری کرتی کہتے ہیں اور پریکرتی جو ہیولائے ناقص ہے اور پروشا
 وہ روح جو ہویلی میں ساری ہو کر اسکو اقسام شکل و صورت میں تفرق پیدا کردیتی ہے
 یہاں تک مشابہت ہے کہ اوس روح کو زبان سنسکرت میں پروشا اور ختائی زبان میں نیک
 کہتے اور ہویلی کو اوس زبان میں پری کرتی اور ختائی زبان میں ین کہتے ہیں اور دونوں
 زبان کے لغت میں لفظ پروشا اور یاگ کے معنی قوت فاعلی ہے جو ایجاد موجودات کا
 پہلا باعث ہے اور پریکرتی اور ین سے مطلب قوت الفعالی ہے جو کہ ملکوں کائنات
 کا دوسرا سبب ہے سوا اسکے ہندو قوت فاعلی کو لنگ کہتے ہیں اور ختائی یاگ کہتے ہیں اور
 ان دونوں لفظوں میں زیادہ فرق نہیں ہے ایک امر اور بھی قابل ذکر کے ہے تاکہ دوسرا
 ہندو کے اصل میں کے جو بید شاستر کا ہے اور بودہ کی ملت کے مشابہت معلوم ہووے
 بقول پندتوں کے مہا پروشا نہ کچھ حرکت کرتا نہ سمجھتا نہ خواہش رکھتا ہے اسی وجہ سے
 جوگی اور سناسی سب جو جنگلون میں جا بیٹھے ہیں آہستہ آہستہ یہ عادت کرتے ہیں کہ دو

اکلمہ بند کئے ایک نشست سے بغیر کسی عضو کی جنبش کے بیٹھے رہتے ہیں اور جو کہ صیبت
 نہیں برداشت کر سکتے گانچے کا دم لگا کے مہوت و خست کے تلے بیٹھے رہتے ہیں چون کہ
 بودہ ہی خانیو کا یا نک قبول اونکے کچھ حرکت کرتا نہ سمجھتا نہ کچھ خواہش رکھتا ہے اسی طرح
 اکثر اونکے لاما اپنے اوس مذہب کے فقرا ترک علاقہ کر کے خانقاہین اہیون کہا کے غوط
 میں بیٹھے رہتے ہیں اور عوام الناس جانتے ہیں کہ اوس وقت اونکو بودہ سے قرب حاصل ہے
 انہیں صول بودہ کے مذہب کا تاسخ ہے اور مثل ہنود کے یہ لوگ بیان کرتے ہیں
 کہ مرگ میں صرف خاکی وجود چھوٹ جاتا ہے اور روح دوسری صورت کی کسی شے میں ہمارے
 ہو کر اوسکو جان دیتی ہے اور انسان اگر مرتے دم تک بدی کرتا اور گناہوں میں آلودہ رہا
 تو بہائم کی ناچیز اور ادنیٰ قسموں میں سے کسی میں داخل ہوتا ہے اور جس مدت تک اوسکی مصیبت
 کی سزا کی میعاد پوری نہیں ہوتی ایک حیوان کے جسم سے دوسرے میں اور دوسرے سے تیسرے میں
 وہ روح ماری پھرتی ہے غرض اسی تاسخ کو جو اکثر لاما ایک وسیلہ معقول عوام الناس کے
 ٹھکے کا سقر کرتے ہیں چنانچہ ایک نقل قابل سننے کے یہ ہے کہ دو لاما جو سیر کرتے ہوئے
 ایک متمول دیہاتی کے دروازے سے گزرے تو کئی لطیف ہنر کی تازی قابل کھانے کے
 نظر آئیں انہیں دیکھتے ہی یہ دونوں لاما سچو دین آئے اور آہ و زاری کرنے لگے گھروالی
 نے جو یہ صورت دیکھی فوراً اونکے پاس آئی اور گفتیش حال کرنے لگی اون دونوں مکاروں
 نے آنسو پونچھکے جواب دیا کہ ہمارے والدین کی اروہیں انہیں بطون میں ہیں معلوم نہیں
 کہ تم کس وقت انہیں مار کے کھا جاؤ گے اور ہم اس رنج سے ہلاک ہو جاؤ گے اوس کیفیت
 سادہ دل نے رحم کہا کہ جواب دیا کہ حقیقت میں میرا ارادہ ان بطون کے بچنے کا تھا اگر یہ
 تمہارے والدین ہیں تو میں انکو بہت حفاظت سے رکھوں گی اور سیکو مارنے یا بچنے نہ دے گی
 چونکہ یہ مقصد اسخانہ تھا اونہوں نے جواب دیا کہ اسے بی بی تم عورت ہو اگر تمہارے شوہر
 نے اونکو جہا کرنے یا کھا جانیکے باب میں ضد کی تو تمہاری بابت کب پیش رفت جائیگی اور

اؤنکو اگر اذیت پہنچے گی تو بھاری جان بانیگی حامل کلام یہ ہے کہ اولن لائون نے اوس
 عورت کو یہ فریب دیکر اور رورو کے یہ جگہ اوسکے دل میں کی کہ اوس نے بطون کو اؤنکو کھو
 کر دیا فوراً دے گئی سجدے شکرانے اور اداب فرزندانہ کے ادا کر کے لاطیل کو نعل میں بابر
 لگئے اور شام کو کباب لگا کر کھا گئے + بودہ پرستون میں برخلاف ہندون کے ذات کا
 امتیاز نہیں ہے اور اگرچہ ایک خدا پر ایمان لانا موافق اؤنکے اصل طریقے کے واجب ہے
 لیکن جو صفتیں ذات پروردگار کی عیسائی اور مسلمان اور یہود کی کتابوں میں مذکور ہیں یعنی
 کریم و حیم اور پیدا کنندہ موجودات اور باقی ذات خاص ہے اور ہر چیز کی بقا و فنا پر قادر تطلق
 ہے یہ صفتیں بودہ ہی بیان نہیں کرتے کیونکہ بقول اؤنکے یانگ نے کسی کو پیدا نہیں کیا
 اور کوئی شے کیسا ہی بد کیوں نہوے اوس کا ایک خبر ہے اور اوسکی ذات سے فرق
 صرف بسبب اوس مقدار سیوی کی ہے جو اوسکے ظاہر اوجود کی ترکیب میں صرف ہے اور
 اسی لحاظ سے آفتاب اور آتش اور ہوا اور روح انسان بلکہ بہائم کی جان سب بزرگ خدا
 ہیں الغرض بودہ ہی سب کا فطر مطلق ہیں اور بسبب اسکے کہ وہ ہر چیز کو خواہ پاک خواہ
 پلید ہووے خدا کے وجود کا ایک جزو جانتے ہیں اؤنکو بت پرست کہنا بجا ہے چمکت
 ختامین اسلام بھی جاری ہے اور نو سوسیجی میں اوس مذہب کا رواج اوس دیا میں ہوا
 اور کئی بڑے بڑے شہر صرف مسلمان ختامی سے آباد ہیں اور تحقیق ہے کہ تین سو برس
 فغفوران ختمائے حضور میں مسلمان سب مہندس اور ہیت دان تھے اور رانچہ اور تقویم
 وغیرہ تیار کرنے کے لیے مقرر تھے معلوم نہیں کہ کس طور سے ختامین پہلے اسلام شروع ہوا
 لیکن تحقیق ہے کہ کتنے دنوں پس ہی میں شادی بیاہ کر کے رفتہ رفتہ اس قوم کو ترقی ہوئی
 بعد اوسکے غربائے لڑکوں کو خرید کر کے ختمہ کروایا اور اوس طرح سے کافروں کے لڑکوں کو
 لیکر ان سے بیاہ کر دیا اور ایک دفعہ جب قحط سالی کے سبب صوبہ شامک نانک میں
 وہ حالت تنگی کی ہوئی کہ مان باپ نے اپنے لڑکوں کو بیچنا شروع کیا مسلمان ختامی اٹھا کر

خرید کر کے اپنے مذہب میں لائے الغرض اہل اسلام کی بڑی کثرت خاتین ہے اور بہت سے
 شہر صرف انہیں سے آباد ہیں اور کسی غیر مذہب والے کو اپنے جوار میں بسنے نہیں دیتے لیکن
 جس طرح سے ہندوستان علی الخصوص بنگالے کے عوام مسلمان سب صحبت ہندو کی تاثیر کے
 سبب سے بہت سی باتیں ہندوؤں کی اخذ کرتے ہیں اور عیوب نہیں جانتے اور سیطرح سے
 یہ مسلمان ختمی بھی بودھیوں کی بعض رسمیں بجا لاتے ہیں اور ہندوؤں کے روبرو راقم کو تاثیر
 صحبت ہندو کے باب میں جو ہند اور بنگالے کے عوام مسلمانوں میں ہوئی ہے احتیاج استدلال
 نہیں ہے غرض کج طبع اور نا فہم کے واسطے اتنا ہی کافی ہے کہ باوجود حکم شریعت محمدی کے
 بنگالی دہتانی مسلمانوں میں اوس عورت کی جسکے شوہر نے بچپن یا جوانی میں انتقال کیا ہو
 مثل ہندو کے پھر شادی نہیں ہوتی سوا اسکے ہر قسم کی شادی اور بیاہ میں ڈھول اور تاشکے
 بجانا اور کچنیوں کا چھوٹا نامند ہندو کے ہے ہولی کھیلنا اور عبیر اڑانا اور جتنے کے ایام
 میں عورتوں کا فاقہ کرنا اور پھل پھلہری سے روزہ کھولنا منسا کی بار کرنی جو کہ بنگالے میں رواج
 ہے ماریاہ کی پوجا اچھے مسلمانوں کی بی بیٹیاں کرتی ہیں اور مثل عورات ہندو کے دودھ پیرا
 چڑھاتی ہیں اور اس سے زیادہ ترک فر کیا ہے کہ اکثر خاص عام اہل اسلام کے سیتلا کی پشش
 کرتے ہیں الغرض سیطرح سے ختمی مسلمان بھی نصف بودھی ہیں اور مثل بعض ہندوستانی
 مسلمانوں کے صرف زبان سے کلمہ محمدی پڑھتے ہیں حالانکہ کئی فرقے بت پرستوں کے
 ختمین پھیلے ہیں لیکن قدیم مذہب کی بہت سی باتیں منسوخ نہیں ہوئیں چنانچہ اس اعلان
 ایام میں مغفور مطابق رواج قدیم کے اپنے جلو میں تمام اقربا اور وزرا اور امرا اور چھوٹے بڑے
 عہدے والوں کو لیکر چپین کے صدر معبد میں جاتا اور پروردگار عالم کی پشش کرتا ہے اوس
 معبد میں کسی بت کا دخل نہیں ہے اور وہاں صرف اوسی واجب الوجود کی پرستش ہوتی ہے
 جو جو کل عالم پر محیط اور موجودات اور لاشریک ہے چنانچہ روز قبل اس نماز کے منادی
 ہوتی ہے کہ ہر شخص روزہ رکھے اور گوشت اور مچھلی اور دودھ اور مٹھائی اور شراب اور کباب

اول تو شاہ بہر قلم سے لکھی نہیں جاسکتی اور اگر لکھی بھی جائیگی تو مثل افسانہ کے معلوم ہو گی
 حاصل یہ ہے کہ غفور اپنے ہالی ووالی کے ساتھ اس روز نماز کے لیے صدر مسجد میں جاتا ہے اور
 چونکہ تمام عایا کا قبلہ گاہ ہے سجدے میں پہرہ کی سبکی طرف سے رہتا اور دعا مانگتا اور سب کا تصور
 اپنے ذمے لیکر معاف چاہتا ہے جب غفور وہاں سے پھر کر دو تھانے میں آتا ہے ناچ اور ٹنگ
 اور کمانا پنا شروع ہو جاتا ہے اور تمام شہر میں عیش و عشرت کی دھوم مچتی ہے اور اسطور پر قیم
 مہر کے موافق شانتی یعنی پروردگار کی نماز اس سلطان کے ایام میں ایک دن ہوتی ہے
 دوسرا دستور قدما کا ٹنگ اس ملک میں اسطور پر جاری ہے کہ شروع بہار میں غفور ہل جوتے
 اور کھیتی کر نیو سیانک یا نک یعنی قدیم کشت کارون کے میدان میں جاتا ہے اور اسکا سامان
 اسطور چیرہ ہوتا ہے کہ جب تین دن اسے باقی رہے غفور تین اقربا اور نوامیرون کو حکم کرتا ہے
 کہ وہ روزہ اور پرہیز گاری اور عبادت کر کے قابل رسومات کی شرکت کے ہو وین اور خود
 غفور اس ریاضت شاقہ کو سب سے پہلے اختیار کرتا ہے اور جن وز کہ اس رسم کی ادا کی صبح
 ہوتی ہے غفور کی سواری اسی دھوم اور تکلف سے نکلتی ہے جو پیشتر مذکور ہوا ہے اور
 صدر معبد کے قریب وہی میدان جبکا ذکر ہوا چار دیواری سے گھیرا ہوا اسی رسم کی ادا کے
 لیے مخصوص ہے غفور اس کے اندر داخل ہو کر بہت سامان سے شانتی یعنی پروردگار عالم
 کی نماز کرتا اور بہت سی چیزیں پھل اور اناج کی قسم سے نیاز دیکر اس رسم کی ادا کرنے میں متوجہ
 ہوتا ہے چالیس کھیتی کر نیوالے غفور اور اقربا کے ہلون کو لیے رہتے ہیں اور جب غفور
 لباس شانمانہ اتارا اور زراعت کر نیوالوں کی پوشاک پہنی تو ایک ہل سامنے آتا ہے اور
 غفور اپنے ہاتھ سے ہل کو تمام کر مثل دن لوگوں کے جوتا شروع کرتا ہے اور اونہیں اس سے
 دو شخص تحم زبیری کرتے ہیں جب کھیت کے ایک کونے کا دو پھرا اسطور چیرہ ہوتا ہے غفور
 ہل کو چھوڑ کر کنا رہے بیٹھتا اور ان کے تینوں اقربا ایک ہل لیکر جوتے اور بوٹے ہیں جب انکی
 باری مچ جاتی ہے جتنے مزاج کے وہاں جمع رہتے ہیں اور وہ لوگ لاکھوں ہی ہوتے ہیں سب

غفور کے سامنے کھیتی کرنے کے آلات لیکر آتے اور مجرا کرتے ہیں اوس روز انہیں سبوں کا دربار ہوتا ہے اور جسکو جو عرض حال کرنا ہوتا ہے عرض کرتا اور اپنی داد کو پہنچاتا ہے بعد برسات دربار کے اون لوگوں کی ضیافت ہوتی ہے اور کئی غفور کا ہمیشہ یہ قاعدہ تھا کہ اہتمام اوس دعوت کا آپ ہی کرتے اور سبکو کھلا پلا اور خست کر کے دو تختانے جاتے تھے اور جب کسی نے پوچھا کہ حضور اتنی تکلیف کیوں کرتے ہیں تو جواب دیتے کہ سال بھر محنت کر کے یہ سب ہلو کھلاتے ہیں جیٹ کہ ایک روز ہم سے اتنا بھی اوسکو عرض میں نہو سکے یہ رسم جو غفور ہر سال کرتا ہے حکمانے قدیم الایام میں اس واسطے مقرر کیا ہے کہ سب پر زراعت کا رتبہ معلوم ہو اور حقیقت ہے کہ دنیا میں جو زمیندار رہے وہ اپنی حدیں بادشاہ سے * * * * *

گیارہواں باب

دستورات سلطنت خٹکے بیان میں

ولایت خٹا میں قدیم سے دستور ہے کہ ہر سال تمام مملکت کی رعیت کا شمار کیا جائے اور جسے لوگ کہ پیدا ہوئے یا مر گئے اور جیتے رہے سب کی حساب کی فرد غفور کے حضور میں گذرتی اس دستور کے فوائد ظاہر ہیں کیونکہ اسی شمار کی رو سے قحط سال میں یا نقصان جب کیا ہوتا ہے سرکار مدد کرتی ہے پوشاک کے باب میں قوانین ہیں اور غفور سے ادنیٰ اعلا تک اور باد بیگم سے خواص تک سب کے واسطے جس رنگ اور قیمت اور وضع کی پوشاک مناسب ہے سب کا انداز معین و مقرر ہے اور یہاں تک اس امر میں تاکید ہے کہ رستوں میں جسکو دیکھنے کا بے قائل پہچان لیجیے گا کہ فلاںے رستے کا یہ شخص ہے چنانچہ زرد رنگ سوا بادشاہ اور ان کے بیٹے اور قریب اقربا کے دوسرا انہیں پہن سکتا ہے اور حالانکہ زرد رنگ انہیں لوگوں کے لیے ہے لیکن سجاوٹ و زہا لطوئی حاشیہ وغیرہ میں بہت فرق ہے امرا کے لیے سرخ اور سیاہ اور نیلے اور نافوئی زشیم کی پوشاک معین ہے گنڈی اور سجاوٹ کی رنگت اور وضع سے ادنیٰ اور اعلیٰ پہچانے جاتے ہیں اہل حرفہ کے واسطے سیاہ اور نیلا سوئی کپڑا مقرر ہے عید

مین اور شاہی دیہ میں سب کو خلعت کرتی تھی اجازت ہے لیکن اور دونوں مین جہان کوئی دستور کے
 احاطے سے باہر گیا سفر کے واسطے کے اندر آیا ہوا ساخت مکانات و عمارات مین علیٰ ہذا القیاس رابطہ
 ضبط ہے اور اپنے اپنے مرتبے کے برابر سبکو مکان بنانا ہوتا ہے اور جو خلعتا معماری مین تجاویز
 مین کیے جاتے مین فغفور اپنے دولہانے مین نہیں کر سکتا جب باب سابق مین بیان ہوا ہے کہ کھجور
 مین بڑی عزت ہے چنانچہ فغفور کو بل جوتے مین ننگ عار نہیں ہے اور اس فرقے کے آدمیوں کو
 جوتا ہے دوسروں کی نسبت دو فی منہ پاتا ہے اور اگر کسی کسی زارع نے نالیش کی کہ اوسکی مصیبت
 کے وقت شہر کا عالم خبر گیران نہیں ہوا تو موافق دستور کے مقدسے کے فیصل ہونے تک کھجور
 عہدوں سے حطل کیا جاتا ہے یہ نہ سمجھا جاوے کہ حسب طرح اور ملکوں کے کٹ بکار اکثر جاہل اور اہل
 ہوتے ہیں اوس طرح ختامین بھی ہیں ایسے ہیں کہ کیونکہ علم کے حاصل کرنے کے لیے متعدد
 مکتب نما سرکار کی طرف سے ہرکانہ مین مقرر ہیں اور تمام امیر و غریب کو سب علوم یکساں تعلیم
 کیے جاتے ہیں ۳۲۱ مین فغفور یاں چین نے تمام صوبہ داروں اور حکام شہر پر فرمان صادر
 کیا کہ جنگی تخت مین جو شکتا نہ کیا نہاد اور زراعت کا سلیقہ داروں سے بہتر جانتا ہوا کسی لغوی
 حضور مین ہر سال کیجاوے تاکہ وہ سرفراز ہووے اور دوسرے لوگ سرکار کی شفقت و عنایت
 ویکمک سبقت کریں اور تحقیقت مین ایسی سزا ہی ہوتی ہے کہ غریب صاحب آبرو کے واسطے
 پادشاہت کا مرتبہ رکھتی ہے چنانچہ سبکو سرفرازی ہوتی وہ ناظموں اور حاکموں کے برابر
 چاہی سکتا ہے اور مائیدین کا لباس پہنتا ہے اور جب تک جتیار رہتا ہے وہی عزت پہناتا
 اور بڑے کے بعد اوس کے تابوت کے جلو مین امر چلتے ہیں اور اوسکا نام ساتھ خطاب کے لوح پر لکھا کر اوس
 مکان مین جہان خانی اپنے بزرگوں کا نام تختیوں پر لکھ رکھتے اور ہمیشہ جا کر سجدہ کرتے اور
 لیوان چلاتے ہیں رکھا جاتا ہے چونکہ ہر ایک خاندان والے چھوٹے بڑے اپنے اپنے بزرگوں
 نام تختی پر لکھ کر ایک جہی مکان مین رکھتے ہیں اور فغفور کے دولہانے کے قریب ایک
 مکان مخصوص اس واسطے ہے کہ جو لوگ نمود پیدا کریں اور خاندان بعد موت کے اپنے بزرگوں

رکھا جائے اسی لیے جو صاحب ذرا عت ناموری حاصل کرنا اور سرفراز ہوتا ہے اوسکا
 نام اوس مکان میں بعد مرگ کے لکھ کر رکھا جاتا ہے اور فقور وہاں جا کر اوس تختی کو سجدہ کرتا
 اور کوہان جلاتا ہے جس طرح سے اپنے بزرگواروں کے نام پر رسومات کو ادا کرتا ہے۔ غلام
 لونڈی خریدنے کا دستور ختامین آگے نہ تھا مجرم جو شخص ہو کر قانون کی رو سے فقور کے
 بند بخلے میں داخل ہوتا وہی غلام ہوتا تھا لیکن جب غربا کی اولاد کثرت سے بڑھی اور غلامی کی
 حال ہوئی غلام و کنیز کی خرید و فروخت شروع ہوئی اور رفتہ رفتہ پھیلی یہاں تک کہ دستور ہو گیا
 اور جب حکمانے دیکھا کہ بائع اور مشتری دونوں کو آرام ملنے لگا اور آقائے اپنے بند و کنو مثل
 فرزندوں کے پالنا شروع کیا تو انہوں نے بھی جائز رکھا مگر یہ قانون جاری کیا کہ اگر غلام ز خرید
 کو آقا کے آگے لاوے تو آزاد ہونا اوسکا ممکن تھا لیکن جب تاتاریوں کا دور ہوا تو یہ قانون منسوخ
 ہوا اور اب جو غلام ہوتا ہے مدت العمر ویسا ہی رہتا ہے جس نے خاکی قدیم تاجین بنین
 دیکھیں اوسے کسی اور ملک کی تاریخ سے بنین معلوم ہو چکا کہ خواجہ سرا کی بنیاد کب سے ہے
 اور اگر کسی تذکرے میں کیسی نظر سے گذرا ہو تو خیر لیکن نامہ نگار نے کہیں بنین دیکھا حالانکہ آقا
 اپنی دس برس کے سن سے چھپٹیں برس کی عمر تک جواب ہے تاریخ بینی میں صرف ہوتی
 الغرض یونان قدیم اور روم قدیم کی تاریخوں میں اور پیمبروں کی حدیثوں میں خواجہ سراؤں
 کا حال بجز ایک دو مقام کے دیکھنے میں نہیں آیا اور چونکہ اول لوگوں کا دور ایک وقت میں
 ملکوں میں ہوا ہے اور خصوص ختامین اوسکے تخت کا ستارہ کئی بار چمکا ہے اس واسطے
 حال کو اس جگہ پر تفصیلاً لکھنا چاہیے۔ قریب ساڑھے چار ہزار برس کے ہوا کہ ختامین عضو
 تناسل کاٹنے کی سزا زانی اور سرکش کے لیے مقرر ہوئی تھی اور جو اوس اذیت کے بعد زندہ
 رہتا فقور کے محل سراؤں میں خاک رومی اور دربارانی اور دوسری پوچ خدمتوں میں مقرر ہوتا
 اور یہ لوگ بدلتوں اسی صورت پر رہتے غرض جب حضرت عیسیٰ کے سات سو پچاسی برس پیشتر
 فقور یون میں بیٹھا اور عورت کا سطح اور فرمان بردار بہت ہوا ایک خواجہ سرا بانی و

اور چالوسی کر کے حفور تک پہنچا تب شاہ کی ایک حرم نے جب کا نام پوچھا تو انفقور کو بہت غمزہ لکھتا تھا اوس خواجہ سرا کے وسیلے سے بادشاہ بیگم کی ایسی برائی ان فقور کے کان تک پہنچائی کہ اوس نے مرید نے بچاری کو طلاق دے اور اوس کے عرصہ پوسی سے نکاح کر کے شاہ بیگم بنایا غرض جب اس کی مراد ملی اسی خواجہ سرا سے ٹاسر کو اوس نے محسرا کا بالکل اختیار دیا گویا نواب ناظر پہلے وہی بنا اگر فقط اسی ایک نکتے تک یہ عہدہ رہتا تو اتنی بلا میں خیا پر نازل نہ ہوتا لیکن رفتہ رفتہ اسی بد ذات عورت نے تمام بڑے بڑے عہدے خواجہ سراؤں کو دلوئے یہاں تک کہ خود فقور شطرنج کے بادشاہ کی طرح بادشاہی کا فقط نام ہی رکھتا تھا اور یہ سب جو چاہے سو کرتے تھے جب روز بروز افواج ہوا اکثر دنیا پرستوں نے قطع الت کرنا طالع کی یاوری سمجھی اور لڑکوں کو خرید اور خواجہ سرا بنا کر فقوروں کے سرکار دخل کرنے لگے یہاں تک کہ بہت امیر اپنے چیموے بیٹوں کو خواجہ سرا بنا کر فقور کو نذر کرتے تھے تاکہ مزاج سلطانی میں زیادہ دخل ہووے اور اپنا آدمی ہر وقت بادشاہ کے پاس رہے بعد چند روز کے خواجہ سرا جسکو چاہتے فقور بناتے اور ہمیشہ اپنی قوم سے ایک کے وزیر اعظم کرتے تھے حسبوقت اس تاج کی دوسری طرف ملاحظہ سے گذریگی مفصل معلوم ہو گیا کہ کیا کیا فتور اوں لوگوں نے ختامین برپا کیے غرض اس مقام کے واسطے اتنا ہی کافی ہے کہ جب مانچو تار سب مالک ملک ہوئے خواجہ سراؤں کی دولت اور اقبال کا آفتاب غروب ہو گیا اور روز سیاہ ادیار کا انکے دیکھنے میں آیا اور مانچو تار کا دوسرا فقور کان جی جب کم عمر تھا اور نائب سلطنت اوس کے اہل قرابت میں سے ایک شخص تھا اوس وزیر نے کسی نہر اور خواجہ سراؤں کو محمولوں سے نکال دیا اور تاج بنے کی بڑی بھاری اوج پر ایک قانون لکھ دیا کہ تار کے عہد دولت میں خواجہ سرا کو عہدہ جلیک کہی نہ ملے یہ شہر مذکور ہو رہا ہے جب فقور بائع ہوا اوس نے اپنے نائب کے قانون کو بحال رکھا اور مناسب سمجھ کر خواجہ سراؤں کو زیادہ ٹوڑا اور اپنے لڑکوں کو اس باب میں بھائیانا کر اسکی دلا میں ہی دستور جاری رہے کہ اوس بد قوم کو کبھی شروت نہ دے غرض بعض بعض فقوروں

چاہا کہ ایک قلم موقوف کیجیے اور سیطر حکاکام اون سے لے لیجیے اور مجلس امن مطلق جانے نہ دیجیے
 اور چند روز دستورات اون کے عہدوں پر متعلق ہیں لیکن جب کام کے انجام میں خلل واقع ہوا جو
 سے خواجہ سراؤں کو پھر دخل دیا لیکن نہ ویسا جیسا کہ آگے تھا پھر سب بیگمات کے سبب سے ایکن
 اون میں ایسا پیش رہتا ہے کہ فریرون کی خیر اور سکون ملانے رکھنے سے ہے اور جب تک وہ نبا
 رہتا ہے یہ بگڑتے نہیں غرض شیخ بنیاد اون کی ایسی بل گئی کہ اب اون کا قائم ہونا محال ہے اور
 تمام ختامین چہ سات ہزار خواجہ سرا ہونگے اور عہدہ اون کو غفور اور اسکے عزیزوں کے یہاں
 باغات اور گورستان کی داروغگی اور مجلس کی درباری اور دیوان مرد و عورت کے درمیانی بنو گیا
 ہے دارالامارہ چین میں ہر سال غفور کی طرف سے خیر سہی جیتی ہے اور اس تقویم کو در
 کر نیکو عیسائی پادری سقر رہن اس میں خسوف و کسوف کا ذکر ہوتا ہے یہ تو سال لہال جیتی
 ہے لیکن چین میں روزانہ ایک اخبار پچاس ورتوں کا جاری ہے اور غفور کے حکم اور
 نظام اور حکام کی عرضیاں اور اون کے نقشون کی صورت حال اور ہر موضع اور شہر کی کیفیت اور
 چھوٹے بڑے مائڈرینوں کی بجالی اور غفرولی اور سر فرازی کی جہین اور تمام خبریں نیک و
 بد ملک کی اس اخبار میں جیتی ہیں چہرہ صوبہ دار کا خطاب ناو سو ہوتا ہے اور وہ اپنی
 سرحد میں مثل بادشاہ کے فرمان روا ہوتا ہے جب وہ باہر نکلتا ہے تو پانچ چہر ہزار لوگ
 اوسکے جلو میں ہوتے ہیں رعایا گھٹنے کے بھل اویطرح کونش کرتے ہیں جیسا کہ غفور کے
 حضور میں مقرر ہے تمام تحصیل اوسکے پاس دخل ہوتی ہے اور وہ اپنے سب محکوموں کا
 خرچ وضع کر کے باقی کو سرکاری خزانے میں بھیج دیتا ہے اور جتنی کھربان اور اہلکار صوبے
 میں ہیں سب اوسکے تابع ہوتے ہیں جسکو چاہتا ہے گھٹاتا اور جسکو چاہتا ہے بڑھاتا ہے
 جب خونی کو واجب قتل تجویز کرتا ہے غفور سے اجازت منگوا کے قتل کرتا ہے اور یہی
 تمام قلمرو میں جاری ہے ہفتہ کے اہلکاروں کے درجے ہوتے ہیں مثلاً اگر ایک شخص
 قصور کیا اور اپنے فرقے میں پہلے درجے کا ہو تو اختیار ناظم کو ہے کہ اوسے تین یا چار درجے

گھٹا کے اوسکے منصب سے اوسکو گرا دیوے اور جسکی خفت اور بہتک عزت اسطرح ہوتی ہے
 اوس بیچارے کو اپنے پروانوں کا سرنامہ اس عبارت سے خود لکھنا ہوتا ہے میں فلاں شخص
 فلاں درجے سے فلاں رتبے تک نازل کیا ہوا حکم ناطق یوں اجرا کرتا ہوں غرض جس غیر کے
 کو دس میں فخر روز اسطرح حیر پروانہ لکھنا ہوتا ہوگا تو ہر دفعہ ایک صدر مرہ روح کو ہنپتا ہوگا انحضرت
 جب کوئی اسطرح ذلیل کیا گیا اور اوسکے بعد نیک نام ہوا اور ناظم نے اوسکی تعریف حضور میں
 لکھی بھی تو پھر اسے سرفرازی حاصل ہوتی ہے اور حالانکہ دستور ہے کہ کسی حاکم کو اوس شہر
 یا موضع میں جہاں کا وہ باشندہ ہوے یا جہاں اوسکے بہت سے خولیش اور باہون خدمت
 سرکاری بنیں ملتی لیکن جب کسی شخص نے مدت تک نیک نامی سے نوکری کی اور تک حلالی میں سیاہ
 بال سفید ہو گئے تو اوسکو اپنے وطن کا عہدہ ملتا ہے اور یہ بڑی سرفرازیوں میں داخل ہے کیونکہ
 جو شخص پیری میں اپنے گھر رہتا اور پوتوں اور نواسوں کو ہر گھڑی اپنی آنکھوں سے دیکھتا کرتا
 اور آخر عمر میں اپنے چکانوں کو اپنا آرام جو اور خدمت گذار پاتا ہے اوسکے برابر نصیبور کوں ہے
 جس طرح اہل قلم کے لیے جزا و سزا مقرر ہے اوس طرح اہل سیف کیواسطے بخشش و سیاست موافق
 اوسکے کردار کے ظہور میں آتی ہے جب غفوکے فوج لڑائی پر جاتی ہے دونی تنخواہ سبکو ملتی ہے
 تا اوسکے آل و عیال کو کھانے پینے کی پریشانی نہ ہوے اور دستور ہے کہ اگر کوئی ملان باپ کا
 اکینہ لایا یا کراوسکی بیوہ مان ہووے تو اوسکو لڑائی پر منجھتے اور جو بہادری کر کے مارے
 جاتے ہیں اوسکی بڑی قدر کی جاتی ہے اور اوسکی جورو اور بیٹے کے لیے وظیفہ مقرر کیا جاتا ہے اور
 اوسکے متقیار گھر بھجوائے جاتے ہیں تا بزرگوں کی قبروں کے پائین دفن ہووے یہ عوام سپاہ
 کیواسطے ہے لیکن سرداروں کے لیے کچھ زیادہ ہوتا ہے اور اوسکی لاش کو مصلح دیکے اوسکے
 گھر بھیج دیتے ہیں اور اوسکی حرمت کے موافق ویسے شان اور تہجیل کے ساتھ اوسکی لاش روانہ
 ہوتی ہے جو حاکمین رعایا کی سات قمیصیں باورجے میں اول درجے کے فضلائیا اہل قلم و دست
 رتبے کے اہل سیف تیسرے کے طلبہ علوم چوتھے کے لاما اور دیورون کے دوسرے فوجوں کے

خادم پانچون کے زراعت پیشہ چھٹے کے اہل حرفہ اور ساٹھان سب سے چوتھا رتبہ ارباب تجارت کا ہوتا ہے سواختہ کے ہر ملک میں سو چاس آدمی ایسے دو لکھ ہوتے ہیں کہ پناہ کو ضرورت کی وقت قرض دیتے ہیں لیکن حکماء کے خزانے دنیا کو محل خطر اور اہل دنیا کو مایہ سے بدتر سمجھا کر ایسے قاعدے مقرر کیے ہیں کہ کسی رعیت سے سلطنت کو خطر نہین پڑا قرضے مذکور کیا ہے کہ خاتین موروثی امارت نہین ہے اور یہ برابر ہے کہ دولت کسی شخص کے گھر میں قیام نہین کرتی ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اولاد کی کثرت روز بروز زیادہ ہوتی جاتی ہے اور چونکہ دستور ہے کہ ترکہ آبادی سب لڑکوں کو برابر ملتا ہے کسی کے ہاتھ باپ کی سب دولت نہین آتی ہے تیسری وجہ رعیت کے پاس زیادہ دولت نہونے کی تہ معلوم ہووے جب تفصیلاً سر درجے کی رعیت کی حقیقت حال بیان کیا وے چنانچہ اول درجے کے مائڈین ہین اور اونکا حال آگے مذکور ہو چکا ہے یہ سب غربا کے لڑکے ہوتے ہیں اور اپنے باپ کے گھر سے کچھ لیکر نہین آتے جو کچھ بیسوں میں حاصل کرتے ہیں وہ نوکری کے وسیلے سے بے اسپ بھی اگر دستور ہوتا کہ اپنے وطن یا اوکے قریب کسی ضلع میں خدمت ملتی تو اپنے اہل و عیال کو ساتھ لیجانے کی ضرورت نہین ہوتی تب اپنے گھر میں ماہ ماہ کچھ بھیجتے اور زمینداری مول لیتے اور رفتہ رفتہ معاش کو بڑھاتے لیکن جب مسافت بعد پرا نہین جانا ہوا اور سارے گھر کو ساتھ لیجانا پڑا تو اس بیگانہ جگہ میں معاش غیر منقولہ کر نہین سکتے اور معاش منقولہ ناپایدار ہوتی ہے اور فرض کیا کہ مائڈین نے روپے بھی جمع کئی لیکن اتنی فراغت کیسے حاصل نہین ہوتی کہ زیادہ پس انداز کرے اور اگر کسی مرتبی نے کچھ لیا بھی تو جاسوس سرکاری فوراً خبر دیتا اور وہ سارا مال چھین جاتا اور خزانے میں داخل ہوتا ہے بہر حال اگر ایک مائڈین نے جمع بھی کیا اور مر گیا تو اس کے لڑکوں کو فقط باپ کی جمع پونجی کرنا ہوتا ہے اس طرح کنج قارون بھی بیٹھے بیٹھے آدمی تمام کر سکتا ہے اب دوسرے درجے والے اہل سیف کا حال سمجھ لیجئے کہ وہ کون سی صورت معاش کی رکھتے ہیں جس ایام میں مانچونا مارنے ملک ختم کر کیا جاگیرین اور سرداروں اور سپاہیوں کو ملین کہ

جنہوں نے جنگاہ میں اپنی نمود کی تھی غرض رفتہ رفتہ اونکی اولاد میں تقسیم ہوتے ہوئے اب
 اونکے پاس کچھ باقی نہیں رہی سوائے اسکے ہر قوم میں سپاہی لاوا بال و بیکھر ہوتے ہیں اور چونکہ
 غایت اونکے پیشے کی موت ہے اسلئے اونکا قول ہے کہ جان رہے جہاں رہے اور جو دم
 گذرے ہنستے کھیلے گذرے غرض اونے اور مرگ مناجات سے ہر وقت سامنا رہتا ہے
 انقرض اہل تاتار بھی محض لاوا بال اور عیش طلب نسل اور سپاہیوں کے ہوتے ہیں اور جب انکو
 مزاج کا یہ حال ہے کہ جو خیال ہے سو حال ہے اور آئندہ کا مالک خدا ہے تو پھر دولت سے
 اور اون سے کہاں علاقہ باقی رہا کیونکہ زور و فکر تو ام میں ہے چونکہ تیسرے درجے کی رعیت علما
 اور طلبہ علم ہیں اور کسی نے طالب علم یا عالم کو کمتر امیر دیکھا ہے اس قیاس سے معلوم ہوتا ہے
 کہ یہ بیچارے حسب قدر علم سے رغبت رکھتے ہونگے اتنی ہی غفلت ہوتے ہونگے غرض چوتھے
 درجے والے رعایا لامہ اور خادمان دین میں یہ بے شک دو امتد میں کیونکہ تفرقہ اور نہیں نہیں
 اور جہاں سے جو حاصل کو کے لاتا ہے ایک جگہ جمع کرتا ہے اسلئے اونکی قوم میں جو دولت ہے
 ختامین کہیں نہیں ہے غرض فتنہ و فساد برپا کرنے اور مملکت میں سرج و مرج پیدا کرنے کو خصوص
 خناس ملک میں جہاں سرکاری جاسوس گھر گھر پھرتے ہیں اسطرح کی دولت کا آمدنی نہیں ہے
 کیونکہ اس امر عظیم کے حاصل کرنے کے لیے پوشیدگی چاہیے اور جہاں سب کچھ بیان تک کہ تو
 عام ہے اور چھپ نہیں سکتا وہاں کا احوال گویا بازار کا چرچا ہے اور کھیتی کرنے والے جو
 پانچویں درجے کے رعایا ہیں حالانکہ سرکاری شہقت اور عنایت بادشاہی اونکے حال بہت
 ہے لیکن یہ لوگ اس کثرت کے ساتھ ہیں کہ کسی پاس اتنی زمین نہیں ہے کہ کاشتکاری کر کے
 معاش پیدا کرے اور چونکہ خباہت زرخیز اور تھوڑی سی زمین میں بہت سا حاصل پیدا ہوتا ہے
 اس سبب سے اتنی خلافت کی گذران اوقات ہوے جاتی ہے علیٰ ہذا القیاس اہل حرفہ اہل
 دین کو خنک و قوت بازو سے آٹھ آنہ روز حاصل ہوتا ہے وہ اپنے فن میں بہت چالاک اور کا
 دین اور انہیں سے اکثر ایسے مفلس ہیں کہ لوگوں کا کام فقط دو وقت کے کھانے پر کرتے ہیں

اور اس افلاس کی جہت سے سرکار نے اوپر خزانہ سب طرح کا معاف کیا ہے اور ساتویں
 درجہ کے رعایا سودا گریں مگر خانی حکماءے اونہیں ایسا کم رتبہ ٹھہرایا ہے کہ جبکہ باپ نے
 تجارت کی اس کے بیٹے نے شرمندگی سے وہ راہ معاش اور دولت بڑانے کی چھوڑ دی اور خوا
 سرکاری عہدہ حاصل کرنے کی پیداکی اور وہ روپیہ کہ باپ نے پیدا کیا تھا اسیدواری میں ض
 ہوا ان غرض حکماءے تاجر کو اس دور اندیشی سے حقیر ٹھہرایا ہے کہ دولت اونکے گہرین قیام
 کمرے اور جا بجا پھرتی رہے ان غرض انہیں سبیلوں سے خائین اتنی دولت کسی رعیت کے
 پاس نہیں ہے کہ فساد کرے اور بیشک یہ امر ملکہداری کا دستور العمل کامل ہے کہ کتابت و تورا
 اور رسومات میں لکھا ہے کہ نکاح کی جو رو کے علاوہ غفور پچانوے حرم کو خدمت میں لاکھتا
 انہیں سے تین کو خطاب فوکلین کا ملتا ہے اور بعد بادشاہ بیکم کے اونکا رتبہ ہوتا ہے اور اگر
 بادشاہ بیکم کے بطن سے بیٹا نہ ہے تو اون میں سے جسکا لڑکا قابل ٹھہرے ولید ہوسکتا
 اور تین بی بیان ہمیشہ شاہزادیان یا امراء کبار کو نسل سے بہتین میں اور بہت خدم و خشم کے
 ساتھ رہتین ہیں اونکے بعد نو بیبیوں کو خطاب پین کا ملتا ہے اور اونکے رتبہ کے بعد تینتی غفور
 اور اونکے مرتبے کی چھیا لیں بیبیان پست کھلاتین ہیں حکماءے حکم نقط پچا کو کیوٹے ہر لیکن اس با
 عین غفور جو چاہتا سو کر تا ہے اور بعض نے مجلس میں کثرت مستورات کو زینت منصب شاہنشہ ہی
 سمجھ کر ناظم پرفرمان صادر کیا کہ افکی عملداری میں جتنی جمیلہ چوکر یاں نک سگ اور رنگ روپ
 اور قد و قامت سے درست تیرا سے سولہ برس تک کی نکلیں سب کو خطاب غرت کے ساتھ
 دارالامارۃ کو روانہ کریں اور سن تے ہیں کہ ایک نے چالیس ہزار عورتیں یونہیں جمع کی تھیں
 غرض جو غفور عادل اور مفید ہوا اوس نے اس بات کو محض پوچ سمجھا اور غفور فی سان
 جس نے ۶۶ مسیحی میں جلوس کیا اوس نے تین ہزار عورتوں کو محل سے نکالا اور اونکے
 گھر بھجوا دیا اور غفور کا ان ہی نے اس امر میں اپنے بیٹے کو نصیحت کی ہے اور فرمایا کہ میں
 عورت سے ہمیشہ ایسا کنارہ کش رہا ہوں کہ میری بیٹی بس کی سلطنت میں جو اخراجات

حرم سرا کا ہوا اور فقوزون نے ایک مہینے میں اس سے زیادہ خرچ کیا ہے۔ تفصیلاً آج تک کسی طور سے نہیں معلوم ہوا ہے کہ فقوز کے محاسن میں کتنی عورتیں ہیں اور کیا خرچ ادا کیا ہے اور اس بات کو خود ختا کے رہنے والے نہیں جانتے کیونکہ دستوف فقوز کے محاسن کا یونان ہے کہ جو عورت خواہ حرم خواہ خادمہ خواہ خاص وغیرہ کسی قسم سے ایک دفعہ ڈیوڑھی کے اندر جاتی ہے پھر جیتے جی کبھی نہیں نکلتی اور کیا دخل ہے کہ اوسکا کوئی رشتہ دار تھی کہ اوسکی ماں بہن اوسکی صورت پھر عمر بھر میں بھی ایک دفعہ دیکھیں یا خط بھیجیں یا خبر منگوائیں اور جبکہ بادشاہ بگم اور شاہزادیوں کیواسطے تاکید و ضبط و رابطہ ہے تو اوروں کی کیا حقیقت فقط + +

بارہواں باب

زبان ختا کے بیان میں

خداوند عالم نے طاقت گویائی عطا کرنے سے انسان کو افضل مخلوقات بنایا لیکن صرف اگر گویائی بہتی اور یہ قدرت سنوتی کہ بوسیلہ تحریر اپنی تقریر کو قیام دیوے تو گویائی اوسکی ایک نوع سے عبث اور بیفائدہ ہوتی اور مثل اور حیوانات کے انسان بھی ایک قسم کا ہمہ ہوتا غرض اس امر میں کہ تحریر کو ثرا شرف ہے یہی ایک دلیل کافی ہے کہ اکثر اہل عجم اور ہند کے لوگ فسخ اور علم و ہنر کے کمزور کو کچھ چھپاتے تھے اس سبب سے کتنی باتیں جو استادوں کی دانائی اور علم اور تجربہ کاری سے حاصل ہوئیں گویا عدم سے وجود میں آئیں تھیں اور نہیں لوگوں تک رہیں اور اوسکے سینوں میں بقیہ زیر خاک گئیں اور تمام عالم کو نقصان عظیم ہوا اخلاف اوسکے اگر وہ لوگ لکھتے تو خاص عام مستفید ہوتے اور خود نواب پاتے اور دنیا میں منتخب اور یادگار روزگار کھاتے لیکن انہوں نے اس پوج بات کے لیے کہ دوسرے نہ واقف ہووے اپنا نام و نشان مٹایا لیکن ہم لوگ نے انگریز سب برکس اوسکے عمل کرتے اور یہ سمجھتے ہیں کہ خلق خدا کو فائدہ پہنچانا اور حصول علم کو سہل کرنا سب سے بہتر ہے خرد کلان اور صاحبان روشن سوان کو معلوم ہے کہ تحریر کو ایسا شرف ہے کہ اوسکے

ہوا سٹے لوگ اپنے دوست آستانوں کے ساتھ دنیا کے اوس کنارے سے گفتگو
 کر سکتے ہیں اور ایک دوسرے کے حال سے مطلع ہوتا ہے سوائے اسکے جو بات مقول یا غیر
 معمول کہ کسی کی نظر سے گذرتی یا اور طرح سے احاطہ علم میں آتی ہے بسکی خبر عالم میں پھلتی ہے
 غرض فلاسفہ یونان و فرنگستان اور عرب اور ہندوستان نے اوس ایام کا جس میں تحریر کی بنا
 ہوئی بہت سا تفحص کیا لیکن کو معلوم نہ ہوا اور بیان تک یہ امر معدوم الخیر ہے کہ بعض حکما
 بہت سی تلاش کتب تاریخ اور زندہ کروان میں کر کے اور مختلف روایتیں اور عجیب و غریب حکایتیں
 ہر جگہ سے پائے آئے آخر کار جب کہیں نہ کھانا نہ لگا حیران و لاچار ہو کر اسی بات پر قصہ کوتاہ کیا
 کہ ابتداء سے آبادی دنیا میں کسی بزرگ کو الہام ربانی ہوا تھا اوسکی یہ ایجاد ہے غرض باوجود
 اسکو شروع اوسکی معلوم نہیں لیکن مقول بات یہی ہے کہ یہ امر غیبی نہیں ہے بلکہ ہر ملک کے خاص و عام میں
 ایک نوع کا نقش جاری ہے جو حکومت الہیہ میں تحریر کئے ہیں اس نقش کی سب قسم کو نحو استادوں نے تفصیلاً
 میں جمع کیا ہے پہلی فصل کی دو اور دوسری فصل کی تین میں مقرر کر کے غرض پہلی فصل کا نام صفت کے
 اعتبار سے نقش معنی نما رکھا اور اوس قسم کی تحریر کی یہ صورت ہے کہ اوس نقش کے دیکھنے
 سے جس مقصد کی گذارش منظور ہوتی ہے فوراً بوسیہ بیانی فہم میں آجاتا ہے اسطور کے
 نقش کی پہلی تقسیم کا نام معنی کی اعتبار سے نقش پکیری ہے اور اوسکی صورت یہ کہ گھوڑے کی
 تصویر دیکھتے ہی فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ مقصد اوس نقش کا یہی ہے کہ گھوڑا کیا خیال دے
 میں گذرے غرض ہر طرح سے جس چیز کی تصویر نظر آتی ہے اوہیں فوراً اوسکا خیال گذرنا
 و نقش معنی نما کی دوسری تقسیم کا نام نقش ایمانی ہے اور اوسکا حال یہ ہے کہ اپنے مقصد کو
 اوس نقش کے وسیلے سے ادا کرتے ہیں لیکن جس چیز کی صورت کھینچی جاتی ہے اوسکی حیثیت
 یا جلی عادت یا اور کسی کیفیت پر دلالت کرتی ہے چنانچہ خاص و عام کو معلوم ہے کہ
 شیر ایک درندہ خونخوار ہے اس لحاظ سے شیر کی تصویر دیکھتے ہی خیال اوس جانور کی
 بے رحمی کا فوراً ذہن میں آتا ہے اسی طرح ہے جو کہ معلوم ہے کہ خیانت کرنی اور عادی

بلکی کی جلی ہے اس لحاظ سے اسکی تصویر دیکھتے ہی خیال اسکی عادتوں کا ہوتا ہے سطح
 سے تیز و گمان اور تلوار آلات جنگ و پیکار میں اسکی تصویر سے خیال جنگ کا فوراً ذہن میں
 آتا ہے چنانچہ ایک نقل نہایت بر محل راقم کو اسوقت یاد آئی کہ جب ایک تاریخ جو یونانی
 زبان میں لکھی ہوئی ہے مطالعہ میں آئی اسکی چوتھی جلد کے ایک سو ہتیسویں باب میں یہ حکا
 دیکھی کہ جب دارا شاہ ایران ملک تاتاریں یورش کرنے کے قصد سے فوج کثیر لیکر روانہ ہوا تو سردار
 تاتار نے اپنے ایچی کی معرفت ایک چڑیا اور ایک چوہا اور ایک میڈیک اور پانچ تیردار کے
 پاس بھیجے غرض معنی اس سوغات کے یہ تھے کہ اگر شل چڑیا کے تم ہو امین اور جا سکویا
 شل چوہے کے زمین جا چھو یا شل میڈیک کے بانی میں غوطہ مار کے تہ آب بٹھیر ہو تو
 تمہاری خیریت ہے ورنہ تاتاریوں کے تیروں سے ہلاک کیے جاؤ گے چنانچہ ایرانی فوج میں
 جو دانائے اوتھون نے سوچ کر یہی مطلب نکالا اور دارا کی خدمت میں بیان تک گذارش
 کی کہ وہ تاخت سے باز آیا اور صلح کر کے دارالامارہ کو بچہ گیا اس نقل کو راقم نے تاریخ ہیرس
 جو یونانی زبان میں ہے دیکھا ہے جو بعض نقش ایمائی کی صورت میں ہے اور قدیم ملکوتین
 مقبروں پر نقش ہر وضع کے دیکھنے میں آتے تھے اور علم علی مخصوص عاقل اس کے معنی
 اس طرح پیدا کرتے ہیں مگر بعض نقش کے مطالب کا سمجھنا نہایت دشوار ہے یا بہت فکر
 سے مفہوم ہوتے ہیں چنانچہ جھٹلے کی ساخت میں ظاہر نہ شروع نہ آخر معلوم ہوتا ہے کیونکہ
 جو ثر دیکھنے میں نہیں آتا ہے غرض اسکی تصویر کو یا علامت یا موت اور لا انتہائی کی ہے
 اور چشم انسان کا نقش اگر درمیان ابروؤں کے جسے تو خداوند عالم کی ہمدانی اور علم کامل
 کا معنی نکلتا ہے الغرض یہی : و طو نقش پیکری اور نقش کنایہ نام کی نہایت قدیم ہیں اور مصر
 و خا اور ہندوستان اور دوسرے مقاموں پر جہاں اگلے بادشاہوں اور ایرانی مٹی
 مثالی سلطنتوں کے خرابہ ہیں اور ان کے یہ آثار اگر نہ ہوتے تو ان کے وجود پر لوگ شک کرتے
 اور گفتگو کرتے اور ان ملکوں میں اس طرح کے نقش معنی نہاتجانوں اور پرانی عمارتوں پر دیکھتے ہیں

آئے ہیں ان فرض قسم نقش مقصد گذار کی یہ دو تقسیمیں یعنی نقش پکیری اور نقش کنایتی ہیں ۔
دوسری فصل جو استادوں نے تحریر کی بنائی ہے اس کو نقش صوت گذار یا صوت لفظی
کہنا چاہیے اور اس کے وسیلے سے صوت کی نمائش ہوتی ہے اور ہر لفظ جو زبان کی حرکت
کے ساتھ ہے گویا ایک ہوائی وجود پاتا ہے اور صرف کان کو اس کے وجود کی خبر دیتی ہے
اوس لفظ کی علامت تحریر کی جاتی ہے یعنی صوت مجسم دکھائی دیتی ہے غرض نقش صوت
کی تین قسمیں ہیں پہلی کو نقش کلمہ گذار یا نقش کلمہ نما کہا جاسیے اور اوس سے ایک کلمہ
تمام تر بغیر نظر اور حروف ابجدی کے جس سے اس کی ترکیب دی ہوئی ہوتی ادا کیا جاتا ہے
چنانچہ علوم ہندسہ و ہیئت و جبر و مقابلہ اور دوسرے فنون میں جو علامتیں ہیں ان کے
نقوش کے ایک معنی خاص ہیں اور ان کی صورت دیکھتے ہی فوراً جو مخصوص معنی اوسے متعلق
ہیں ذہن میں آتے ہیں اور اس کو نقش کلمہ نما میں چینی زبان کی تحریر ہوتی ہے چودھری
قسم نقش صوت گذار کو نقش تفصیلی کہا جاسیے اور اس کی صورت یہ ہے کہ جو کلمہ ایک حرکت
زبان سے صرف ایک ہی مخرج ہوتا ہے اوس ایک خروج صوت کو نقش کو نقش بند کہنا
مناسب ہے غرض اہل جاپان اور اس کے اطراف کے خوارزمین تحریر کی یہی صورت ہے
اور قدیم سنسکرت بید کی اسی ترکیب کی ہے چوتھری تقسیم نقش صوت گذار کو نقش حرفی
یا نقش صوت بسیط گذار یا نقش ابجدی کہا جاسیے اور اس کی صورت یہ ہے کہ بسیط
کلمہ یعنی بسیط لفظ کا نقش ہوتا ہے اور ہر نقش کا نام حرف ہے غرض زبان عربی و
پارسی و انگریزی اور دوسری زبان کی تحریر نقش ابجدی ہے نہ غالب ہے کہ ابجد
آبادی دنیا میں جب جبل کی تاریکی عالم پر چھائی ہوئی تھی اوس ایام میں حالانکہ گفتگو کرنے پر
الفاظ کلمے سے مطلب کو ادا کرتے تھے لیکن جب کوئی بات قابل یادداشت کے ہوتی
تو اس کو نقش پکیری یا نقش کنایہ مقصد گذار سے قلمبند کرتے تھے اور بعد اوس کے جب
چرچا علم کا کچھ پھیلا تو نقش کلمی اور نقش تفصیلی میں کتابوں کی اور دوسری چیزوں کی

تحریر ہونے لگی لیکن تجا نون اور مقبرون میں مقصد کی ادا کے لیے نقش پیکری اور معنی
 گنایہ نامستعمل ہوتے تھے الغرض نقش حرفی یا صوت بسیط گذار سے نہایت بہتر ہے
 لیکن اس میں بھی حاجت زیادہ تر سہل کر نیکی باقی ہے اور جب تک سبب اختصار علامت
 کلمات یا حروف کے تحریر میں سرعت تقریر کی بلکہ برق رفتاری خیال کی ہمیں پیدا ہو سکی
 خامی رہ جائیگی کیونکہ مضامین کے صرف لکھنے اور قلمبند کرنے میں جو تاخیر ہوتی ہے اس
 عرصے سے سو گونہ زیادہ ہے جو آئندہ مضمون میں ہوتی ہے اور قیاس سے بعید نہیں ہے
 کہ اس کی تدبیر جیسا کہ چاہیے کجائیگی کہ کئی طرح کی مختصر تحریر بار مزن نویسی اہل فرنگ میں جاری
 ہے اور اس کے ذریعہ سے تقریر کے ہر لفظ کو معاز زبان سے نکلتے ہی لکھ لیتے ہیں چنانچہ
 مشہور ہے کہ انگلستان کی پارلیمنٹ میں جو صلاح امور مملکت کی واسطے ہر شہر کے کار گذار
 کا مجمع خاص ہے جب کسی امر عظیم میں اون لوگوں میں گفتگو ہوتی ہے تو ہر شخص کی تقریر
 جو نہیں شروع ہوتی ہے مختصر نویسی لکھ لیتا اور پانچ چار جملے کا پرچہ ہر کارون کے ہاتھ
 چھاپے خانے کو روانہ کرتا ہے اور وہاں چند لمحہ میں چھپ جاتا ہے اور سطر سے
 سو پچاس صاحبوں کی تقریر جو اونہوں نے شب کو کی تھی کیونکہ رات ہی کے وقت
 اہل پارلیمنٹ کی جمعیت ہوتی ہے وہ لفظ بلفظ صحیح کو اخبار کے کاغذ میں چھپی ہوئی نظر
 آتی ہے الغرض مختصر نویسی کے جب یہ فائدے ہیں اور نقش بسیط گذار یعنی ابجدی باوجود
 اس اختصار کے قابل صلاح کے ہے تو خانیوں کی تحریر کو کیا گننا چاہیے کہ بعض لفظ
 کے نقش میں ساٹھ یا ستر کشتیں قلم کی صرف ہوتی ہیں سو اے اسکے جو شخص دوسرے
 ملک کا جیسا کہ فرنگستانی یا ہندوستانی اون کی زبان کو سیکھا چاہے تو انواع طرح کی قوتیں
 و پیش آئیں اور طبیعت کو پریشان کرتیں ہیں خصوصاً اکثر فرنگستانیوں نے جو خانی
 زبان کی خاصیت اور نقوش کی وضع کو بیان کیا تو یہ لکھا کہ نقوش الفاظ مانجا و نکے ہیں
 سب قسم معنی دار ہیں اور بعض نقش پیکری اور اکثر نقش سب ادا کا گنا لیاں سے

کرتے ہیں لیکن بافضل و عیسائی پادری علماء سے باکمال و فضلا سے بے مانند و سماں کے
 ملک چین میں جا کر نہایت غور سے جو دریافت کیا تو دیکھا کہ ختائی نگار کو نقش صوت نکالنا
 لازم ہے اور پادری گوئسا لونیز صاحب نے اون کے نقوش میں علامت گویائی موجود پاکر
 ایک کتاب ختائی زبان کے حروف تہجی کی بنائی ہے اور اون کے شاگرد رشید پادری کالیری
 صاحب نے ایک کتاب زبان لائین یعنی روم قدیم کی زبان میں جو پیشتر ماخذ زبان انگریزی
 ہے اور بدوں اوسکی دریافت کامل کے انگریزوں میں کوئی شخص عالم نہیں کہلا سکتا
 تصنیف کی ہے اور اوس کتاب میں صد ہا دلیلون سے اوس فاضل کامل نے ثابت
 کیا ہے کہ اوسکے استاد پادری گون سا لونیز صاحب نے جو نقشہ بنایا ہے اور علامات
 صوت یعنی حروف جو ختائی زبان میں پایا ہے سب درست ہیں چونکہ یہ امر نہایت
 وحشت آور ہے کہ وہ بزرگ سب جو ملک ختائین جا کر رہے اور وہاں کے خبر و حال
 کو لکھا اور کوئی عقدہ فقیر و قلمیکانہ صل کیے نہیں چھوڑا اور یہ راز نہیں کہلا اور جو
 چینی زبان سیکھنے اور اوس میں کمال حاصل کر سکے اون کو گون سے زبان کی صمیمیت کے
 بیان میں یہ غلطی صادر ہوئی اس واسطے اونکی غلط فہمی کے باعث اور وجوہ کو لکھنا چاہیے
 اور اس مقام پر راقم اپنی کوئی دلیل نہ لکھ کر ترجمہ بعض مقامات پادری کالیری صاحب
 کی کتاب لائین کا واسطے تشفی خاطر ناظرین تاریخ چین کے درج کرتا ہے پادری
 صاحب مدوح فرماتے ہیں کہ کسی سبب اس غلط فہمی کے ہوئی پہلایہ کہ فرانسیسی پادری
 سب جو اہل میں ملک ختائین گئے اور وہاں کا احوال لکھے وہ اکثر چیز کو جو اس
 سہرزمین سے متعلق تھی نادر و عجیب قیاس کرتے تھے دوسرا یہ کہ چونکہ علماء فرنگ
 کے ذہن کا مقتضا ہے کہ ہر شے کے اجزا کو جدا کر کے ہر جزو کو جداگانہ ملاحظہ کریں
 اور جہاں تک کہ ذہن کو رسائی ممکن ہے تلاش کو وسعت دیوں اس سبب سے اون کو گون
 نے بسا اید حروف ختائی کو جداگانہ ملاحظہ کیا مگر اس واسطے نہیں کہ صوت جسکے علامات

وہ سب ہیں برہمیت سے اخراج ہوئے جیسا کہ اور زبانوں کے حروف سے ممکن ہے
 لیکن تاکہ برہمیت کے معنی جداگانہ کو دریافت کر کے ایک معنی مجمل ہر نقش سے جو کہ مرکب
 اولن بلاط سے ہے پیدا ہووے تیسرا یہ کہ صورت عجیب جو ختائی نقوش کی ہے
 اور جنہیں جتنی کششیں ہیں وہ اگر جداگانہ ملاحظہ کیجاوین تو بعض کشش سے فی الجملہ
 ایک طرح کا مقصد ادا ہوتا ہے لیکن وہی کششیں جب جمع ہو کر کسی ایک نقش میں داخل
 ہوتی ہیں تو مجمل ہونے سے کسی کشش واحد کے معنی باقی نہیں رہتے ہیں اور وہ کششیں اس
 جمع کی جاتیں ہیں تاکہ موافق رسم خط کے اٹل میں بصورت اعراب داخل رہنے سے انتشار
 خاطر کے مانع ہووین چوتھا سب اس غلط فہمی کا یہ ہے کہ ایک ختائی عالم نے اپنی زبان کے
 بالکل نقوش مروج کی چھتہ میں مطابق جنس کے جو کہیں تو فرنگستانی علما نے اس تفریق کو
 بنیاد قرار دیکر ختائی نگار کو مقصد گذار قرار دیا حالانکہ اس تقریر سے ثابت ہے کہ اگر تفریق
 کو درست سمجھیے تو وہ ایک بڑی قوی دلیل ہے کہ ختائیوں کے نگار کو صوت گذار اور لفظی
 نگار کا چاہیے اور فرضاً اگر اس تفریق سے یہ بات معلوم ہوتی کہ بقول علماء فرنگ کے
 ختائیوں کے نقش و نگار بالکل مقصد گذار ہیں تو ایک عالم واحد کی رائے کا کیا اعتبار ہے
 اس ختائی حکیم نے جو اپنی زبان کے نقوش مستعمل کو موافق جنس کے تفریق کیا تو ایک قسم کو
 بنام نقوش پیکری ملقب کیا اور اس قسم میں وہ نقوش تصویر نما ہیں جو کسی چیز پر شباهت
 کے وسیلے سے دلالت کرتے ہیں چنانچہ آفتاب و مہتاب کی تصویر کے نقوش سے
 شبہ پر دلالت ہوتی ہے اور دوسری قسم میں وہ نقوش ہیں جن سے خاصیتیں اشیاء کی
 معلوم ہوتی ہیں اور جو دلالت اوپر اور اون چیزوں کے کرتے ہیں جنکی تصویر نہیں کھینچی
 جاسکتی چنانچہ احدیت کی علامت باعتبار یک رنگی کے خط راست ہے اوسکو اوسی
 بزرگ نے نقوش مقصد بکنایہ نما نامزد کیا ہے اور تیسرے قسم میں وہ نقوش ہیں جو مرکب
 دو یا تین یا چار یا زیادہ نقوش واحد سے ہیں اور ترکیب میں اس نقش مجمل کے ایک معنی

عام میں چنانچہ ایک نقش واحد آفتاب کے اوپر اور دوسرا مہتاب کے اوپر دلالت کرتا ہے اور اگر یہ دونوں نقوش مرکب ہووین تو ایک نقش با معنی عام ہوتا ہے اور شہنی پر دلالت کرتا ہے ایسے نقوش کو اوس ختائی نے نقش معنی زیادہ کن نامزد کیا ہے اور چوتھی قسم میں اوس حکیم نے اول نقوش کو دخل کیا ہے جو نطق سے متعلق ہیں اور اونکو نقوش صوت گذار کے نام سے نامزد کیا ہے اور پانچوین قسم میں وہ نقوش ہیں جو معنی لغوی سے گذر کے بعض دفعہ معنی مراد ہی سے اور کبھی مجاز و استعارہ متعل ہوتے ہیں اور بعض اوقات معنی مخالف پیدا کرتے ہیں فی لشل جو نقش جسکے لغوی معنی پادشاہ ہیں وہ استعارہ میں معنی ظالم پیدا کرتا ہے اور جس نقوش کے لغوی معنی دل میں وہ معنی عشق میں متعل ہوتا ہے غرض اس قسم کے نقوش کو اوس ختائی نے ملقب بالفاظ گیرندہ معنی ساختہ و لباسی کیا ہے اور چھٹی قسم کے وہ نقوش ہیں جو اگر ذرہ بھی کج یا منقلب کیے جاوین تو اصل معنی کے ضد جو معنی ہے وہ پیدا ہوتا ہے چنانچہ جس نقش کے معنی اوپر میں لٹ دینے سے نیچے کے معنی کی طرف دلالت کرتا ہے اور جس نقش کا معنی پیر مرد ہے اگر منقلب ہووے تو مرد مردہ پر دال ہوتا ہے اور اوس قسم کو حکیم مدوح نے حروف تغیر پذیر و قابل انقلاب قرار دیا ہے الغرض اخبار حروف ختائی کی اس تفریق کو فرنگستانی علما معقول تصور کر کے اس بات کی بنیاد قرار دی ہے کہ ختائی حروف کو نقوش مقصد گذار کہنا چاہیے اور یہ نہ سمجھے کہ خود اوس ختائی عالم نے چوبیس ہزار نقوش سے خیلے جس کی یہ تفریق کی ہے اول میں سے پانچ قسم کے حروف یعنی نقوش پیکری اور نقوش مقصد کمنایت نما اور نقوش معنی زیادہ کن اور نقوش گیرندہ معنی ساختہ و لباسی اور نقوش تغیر پذیر اور قابل انقلاب جملہ میں صرف دو ہزار ہیں لیکن فقط صوت گذار کی قسم کے نقوش بائیس ہزار ہیں غرض ظاہر ہے کہ جب کسی زبان میں نقوش پیکری و معنی کمنایت نما صرف دو ہزار ہووین اور حروف جو نطق سے متعلق ہیں بائیس ہزار ہووین تو اوس زبان کو حروف

بیشک صوت گذارین اور تکلف یہ ہے کہ جس ختائی حکیم کے سخن پر فرنگستانی علما نے بنیاد اپنی قولوں
 کی ڈالی ہے اسی سخن میں ایک ایسی قوی دلیل اور اس امر کے ابطال میں موجود ہے اور یہاں تک ہمارے
 زبان کے علما اس بات پر لوٹے رہے کہ انہوں نے نہایت کوشش اور سعی سے ختائی
 حروف کے شبیہ سے معنی کنایہ نکالا ہے اور معلوم نہیں کہ انہوں نے اس طرح سے
 صورت و صفت میں مشابہت پائی غرض ہم سے جا بلوں کو کچھ تمیز نہیں ہوتی ہے ۔
 ان غرض اس تقریر کو طول دینا اور خطائیں جو اکثر علما نے بنسبت زبان کی میں جست و جوی
 سے نکالنا زیادہ مشکل نہیں ہے غرض چونکہ تاریخ کا ضابطہ یہ ہے کہ منجملہ اور حالات ملک
 کے کچھ مختصر تذکرہ وہاں کی زبان کا بھی ہونا کہ دفتر کا دفتر اس باب میں لکھا جاوے
 اس لیے مناسب ہے کہ فقط پوٹن سو صاحب کے قول کے ترجمہ پر اکتفا کیا جاوے کیونکہ
 ولایت امر کیا میں وے اسل الفضلا تھے اور انہوں نے بہت سے علما کے اقوال
 بنسبت ختائی زبان کے جمع کر کے یہ فرماتے ہیں کہ قاعدہ ختائی تحریر کا حقیقت میں نقش
 مقصد گذار نہیں ہے جیسا کہ لوگوں نے تصور کیا ہے بلکہ اس کو نقش کلمہ گذار کہنا چاہیے
 اور نقش مقصد گذار ایک چیز خیالی ہے اور چونکہ اکثر امور کی ادا اس کے ذریعہ سے ممکن
 نہیں ہے اس جہت سے اس کو نقش قرار دینا مناسب نہیں کیونکہ انسان کو قوت نا
 ہے اور نقش اس کو کہہ سکتے ہیں جو کہ زبان استعمال پر دلالت کرے نہ کہ اس کو جو
 مثل نقش مقصد گذار کے خیالات کو صرف مدد کرے تاکہ سبب زبان استعمال سے ساری
 دیوے ان غرض جتنے اقسام نقش کے دنیا میں مروج ہیں سب نقوش و علامت بسا لفظ
 نطق کے ہیں جنکی تین قسمیں ہیں یعنی علامت کلمہ کی اور علامت بند کلمہ کی اور علامت
 بسا لفظ کلمہ کی اور پہلی قسم نقش کلمہ گذار ہے اور دوسری قسم نقش بند نا اور تیسری قسم
 نقش ابجدی ہے ان غرض اس تاریخ کے راقم نے جو کچھ کہ ارباب سخن کی خدمت میں عرض
 ختائی نقوش کے بیان کیے ہیں صرف مطابق اپنی عقل ناقص کے قیاس کے نہیں بیان

میں لایا چنانچہ بڑے بڑے ادیبوں کے قولوں کا خلاصہ یہی ہے جو مذکور ہوا اور اب
 اس امر میں خاتمہ تقریر کا اسی پر کرنا چاہیے کہ کتاب زبان لائین جو پادری کا کیری صاحب
 قواعد اور حقائق ختائی زبان میں تصنیف کیے ہیں اس کے کئی باب کا ترجمہ بیان پر درج
 کیا جاوے تاکہ کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ ہو وے انشاء اللہ تعالیٰ الغرض باب ششم کتاب
 مذکور کا سچ بیان بساط حروف ختائی کے ہے اور بعد ایک دو جملہ تمہید کے پادری صاحب
 مروجہ اسطور پر فرماتے ہیں کہ اوپر خاص و عام کے ظاہر ہے کہ بالکل اقسام نگار ختائی
 میں ایک قاعدہ بہ نسبت اوس ترتیب کے مقرر ہے جس کے مطابق واسطے مرکب کرنے
 کسی کلمہ کے ایک حرف بعد دوسرے حرف کے علی التواتر لکھا جاتا ہے یہ طریقہ نگار نگار
 سلیس ہے کیونکہ اس کی ترتیب مطابق حروف کے تلفظ کے ہے اور بعض زبان میں ترتیب
 حروف کی ترکیب لفظ میں دہنی طرف سے اور بعض میں بائیں طرف سے شروع ہوتی ہے
 چنانچہ انگریزی و لائیتین و فرانسیسی وغیرہ کا قاعدہ چپ سے راست اور عربی فارسی وغیرہ
 میں راست سے چپ کی طرف ترکیب لفظ شروع ہوتی ہے غرض اس قاعدہ کی سہولت
 ایسی ہے کہ کیسا ہی کودن کیون نہ ہو مگر یاد کر لیں گے چنانچہ فی مثل اگر خوشی کا لفظ
 لکھنا کوئی چاہے تو پہلے خ اور بعد اوسکے و اور پھر ش اور آخر کو می بشک لکھیں گے
 اور یہ ترتیب نہیں دیکھا کہ پہلے ش اور بعد اوسکے ح اور پھر می اور بعد اوسکے و تقریر
 ہو وے الغرض اس طے سے زبان ختائی کی نگار میں بھی دستور بہ نسبت ترتیب پہلے
 حروف کے ترکیب لفظ میں مقرر ہے لیکن با اینہم در میان قواعد اقسام نگار ابجدی
 کے اور قواعد ختائی نگار کے بہت فرق ہے چنانچہ نگار ابجدی کے حروف کی ہند
 نسبت ساتھ لفظ کے ہے کہ کسی کلمہ کے مرکب بساط کو علی التواتر تفریق کرنے سے
 فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کلمہ میں کون ترتیب حروف کی درست ہے غرض نگار
 ختائی اسکے عین برعکس ہے اور جس ترتیب سے حروف کے بساط کی ترکیب چاہیے

صرف تلفظ سے نکلتی ہے کیونکہ ہر کلمہ جسکی ایک ہیجہ میں یعنی جسکا مخرج زبان کی ایک حرکت سے پیدا ہے اکثر تفریق پذیر نہیں ہوتا یعنی اس کے باطن اظہار ہو کر اپنی اصل پر قائم نہیں کیے جاسکتے غرض ویسے کلمہ کی ایک مرکب علامت ہوتی ہے جسکے بسا اظہار متعلق صوت سے نہیں ہے سوائے اسکے نگار ابجدی میں چونکہ حروف علی التواتر ایک سیدھی سطح میں ترکیب لفظ میں لکھے جاتے ہیں اس جهت سے واسطے دریافت ترتیب حروف بیچ ہر کلمہ کے حاجت صرف شروع سطر کو قرار دینے کی ہوتی ہے لیکن مثلاً اسکے ختائی حروف کی شکلیں اکثر مژور یا مربع ہوتی ہیں اور اسی وجہ سے اوس زبان کا مبتدی باطن مرکب کی ترتیب از خود نہیں دریافت کر سکتا ہے اور اسی وجہ سے اہل فرنگ جو نوآموز اوس زبان میں ہیں اور طریق صحیح ختائی حروف کے لکھنے کی نہیں جانتے ہیں وہ اکثر باطن ترکیب کو اوسی نام معقول ترتیب سے مرکب کرتے ہیں جیسا کہ ہمیشہ صحیح لفظ خوشی کے مذکور ہوا ہے اور وہ حروف ختائی کو بسبب نادرستی تحریر کے ایسا منسوخ کر ڈالتے ہیں کہ اونی شکلوں پر ختائی جھلاہنتے اور علمائے بحر حقائق و ثبوت ہیں چونکہ نزاکت و سلاست ختائی تحریر کی متعلق اور پر معقول دانست ترکیب باطن کی ترتیب کے ہے اس سبب تمام مملکت چین میں ایسا شخص کم ہے جو حروف کی تحریر کی طریق مروجہ کے مطابق عمل نہیں کرتا ہے اور طالب علموں کو یہ طریق معلم بہت کوشش اور توجہ کے ساتھ سکھلاتے ہیں اور حالانکہ اسکی وجہ کو انہوں نے خواہ غف و درود مشکلات کے سبب خواہ صدور اخلاط کے احتمال سے کہتی ہیں کہا ہے لیکن لڑکوں سے موافق طریق عام کے حروف کی مشق کرواتے ہیں اور بجمہ قواعد تحریر کے جو یہ لوگ سکھلاتے ایک یہ ہے کہ کسی حرف کو نیچے سے یا اوپری طرف سے شروع کرنا نہیں چاہیے بجز حروف مربع کے کہ جو داہنے پہلو سے شروع ہوتے ہیں الغرض اہل فرنگ کی طبیعت چونکہ طرف تلاش اور ہر چیز کے اجزائے مرکب کی تفریق کرنے کے

مایل ہے اس جہت سے واسطے تحقیق کرنے اس امر کے کہ کیونکر غیر معلم کی مدد کے ختائی حروف
 سیکھے جاسکتے ہیں انہیں عقل کی حاجت تھی اور اسکا طریقہ ایجاد کیا ہوا اکمل لفظاً جناب
 پادری گنبا لوز صاحب کا ہے حالانکہ اونہوں نے بیان تصریح جیسا کہ چاہیے نہیں کیا ہے
 غرض اس طریقے کی تین ترکیبیں ہیں اول یہ کہ تعریف صحیح اول بساط کی جنسے ختائی حروف
 مرکب ہیں بیان کرنی ضرور بہا اور دوسرے یہ کہ طریق مہمودہ و مشروطہ جو ختائیوں میں نسبت
 پیہم آنے ایک بسیط بعد دوسرے کے جو مطابق طریق ابجدی کے مروج ہے دریافت
 کرنی چاہیے اور تیسرے یہ کہ مطابق طریق جو مذکور ہوا ختائی حروف کو انتظام دینا چاہیے کیونکہ اگر
 ختائی حروف کے کب لٹالینے وہ خطاسب جنسے ہر نقش کی ترکیب ہوتی ہے غور سے
 ملاحظہ کیے جاویں تو محض ناواقف شخص کو بھی صاف معلوم ہو گیا کہ یہ بساط صرف ایک
 قسم کے نہیں ہیں اور اقسام جدا جدا ۱۲ دن سب خطوں کے کیے جاسکتے ہیں علمائے ختائی
 بہت سا قصد تفریق اور نامزد کرنیکا کیا ہے لیکن ایسے امر سہل میں ہی اونکو اتفاق نہیں
 اور بعض کہتے ہیں کہ خط کی چہرہ میں ہیں غرض جہزوت فرقے کے فرقگی پادریوں نے
 بیان انہیں چہرہ قسموں کا موافق قدیم علمائے ختائی رائے کے کیا ہے لیکن متاخرین
 کے کو اسوجہ سے باطل کرتے کہ بعض خط جو علیحدہ اون چہرہ قسموں سے ہیں شامل اون
 نہیں ہیں اور بعض علمائے ختائی رائے ہے کہ خطوں کی آئینہ قسیم ہیں اور جنکی پھر تقسیم ثانی قریب مشابہت
 اعتبار کی گئی ہے غرض یہ رائے مشہور ہوئی اور اندون علمائے ختائی اسکو درست سمجھیں لیکن
 اس سے تسکین اور تشفی خاطر اوس شخص کی نہیں ہو گی جو ہر چہرے کے رنگ و ریشہ کو جدا کر کے
 اجزا کو فصل پر تقسیم کرنیکا عادی ہو گیا کیونکہ اس تقسیم میں دو قسم بعض خطوں کی کی گئی ہے
 جو حقیقت میں ایک ہی ہیں اور بعض جو جدا ہیں ایک میں شامل ہوئے ہیں غرض بعد
 نہایت واقفیت کے جناب پادری گنبا لوز صاحب نے تشریح کر کے صحت کے ساتھ مقرر
 کیا کہ مفرد خطوط لینے بساط مرکبہ جو نہایت متفرق ہیں نو قسموں کے ہیں اور حالانکہ بعض

آپس میں اندک مختلف ہیں لیکن اصلی شکل و صورت میں مغائرت نہیں ہے چونکہ صرف تعریف
 صحیح شکل و شمار مفرد خطوط کی بیان کرنی اور ترتیب جس میں حرفوں کو لکھنا چاہیے واضح دیکھا
 اور نگاراجدی کے دستور پر حرفوں کو لغت میں تنظیم دینی کافی تھی اس سبب ضرور ہوا کہ سوا
 جمع کرنے خطوط کو علیحدہ قسموں میں ہر خط کو جو جگہ بے تبدل اپنی قسم میں علی التسلل چاہیے
 معین کیا جاوے یعنی بطور سلسلہ ابجدی کے ایک خط کو اپنی قسم میں پہلی جگہ ملے اور دوسرے
 خط کو دوسری جگہ دی جاوے اور سیطرے ہر خط کی جگہ موافق سلسلہ کے شخص ہووے
 جس طرح حرف الف فارسی زبان میں قبل حرف ب کے ہے اور ب قبل حرف پ کے
 واقع ہے۔ الغرض اکمل الفضل یعنی صاحب ممدوح نے یہ سرشتہ مقرر کیا اور ذیل میں جو
 قاعدہ تہجی کا اونکا نکالا ہوا مندرج ہے چاہیے کہ مبتدی اس کو خوب یاد کرے اور طحطیح
 کے تلفظ جو ہر خط کے ساتھ ہے زبان کی لوک پر رکھے یعنی ۱۔ چو۔ ہوا۔ کیو۔ پی۔ ح۔ ہی
 اکوین۔ کیوے۔ ر۔ ٹی۔ نا۔ اب بغیر وقت کے سمجھا جاسکتا ہے کہ اس قاعدہ تہجی کی مدد
 سے ختائی حروف موافق ترتیب ترکیبی کے جو فارسی زبان کے الفاظ کے لیے مروج ہے
 انتظام پاسکیے نہیں اور اسی حقول ترتیب ایک طریق اونکو ترکیب دینے اور تحریر کرنے کا
 درستی کے مستند ہو سکتا ہے چنانچہ کتاب لغت فارسی میں لفظ ابرو قبل لفظ باری کے
 اس لیے درج ہے کہ حرف نا جس سے ابرو کی شروع ہے وہ قاعدہ ابجدی میں قبل حرف
 ب کے ہے جس سے باری کی پہلی شروع ہوتی ہے اسطر حصے ختائی حروف ۲۰ لغت
 میں قبل حرف ۲۱ کے ہے اس لیے کہ وہ خط جس سے اوس حرف کا شروع ہے وہ
 قاعدہ ابجدی مذکورہ بالا میں قبل خط چھ کے ہے جس سے یہ حرف شروع ہوتا ہے۔
 جب دو فارسی لفظ ایک ہی حرف سے شروع ہوتے ہیں تو دیکھا چاہیے کہ دونوں کا دوسرا
 حرف کون ہے اور موافق دوسرے حرف کی تقدیم کے ترتیب دی جاتی ہے چنانچہ لفظ
 ابرو قبل لفظ آتش کے لغت میں درج ہے اس لیے کہ ابرو کا دوسرا حرف ب قبل

آتش کے دوسرے حروف ت کے قاعدہ ابجدی میں ہے اسبطح سے ختائی حرف
جو پہلے کی طرح ایک ہی خط شروع ہوتا ہے لیکن اس کے قبل لغت میں اس لیے درج ہے کہ
پہلے لفظ کا دوسرا خط - قاعدہ ابجد میں قبل دوسرے لفظ کے دوسرے خط کے واقع ہوتا
اگر دو فارسی لفظ کے دونوں پہلے حرف ایک ہی ہوں تو موافق تیسرے حرف کی تقدیم
کے ترتیب دی جاتی ہے چنانچہ لفظ ابرو قبل لفظ انوس کے لغت میں اس لیے درج ہوتا
کہ لفظ ابرو کا تیسرا حرف ر قاعدہ ابجد میں لفظ انوس کے تیسرا حرف ن کے قبل ہے
اور بعینہ یہی حال ختائی زبان میں ہے غرض دو لفظ فارسی میں اگر تیسرا حرف تھا تو پانچواں
حرف ایک ہی ہو تو چوتھے پانچویں چھٹے حرف سے آگے بڑھتے ہوئے آخری حرف
تک دیکھنا ہوتا ہے جب تک حرف فارق نہ ملے اسبطح سے جب ختائی حروف کی
ترکیب میں دو حرف ایسے ملتے ہیں جن کے تیسرے یا چوتھے یا پانچویں خط ایک ہی ہوں
تو چوتھے یا پانچویں یا چھٹے خط لغایت خط آخر دیکھنا چاہیے تاکہ خط کی تقدیم موافق
قاعدہ ابجد کے مستنبط ہووے جس طرح فارسی زبان کے تمام الفاظ کی قس
قسیم میں یعنی اصلی تقسیم شمار میں موافق عدد حروف ابجد کے ہیں اور اسبطح سے
ختائی زبان کے بالکل حروف کی سات قسیم سبب اسکے ہیں کہ ابجدی خطوط جن سے
کہاؤں کا آغاز ہے جملہ میں سات ہیں ختائی حروف کو ابجدی ترتیب میں انتظام
دینے کے واسطے ضرور ہے کہ ترکیب او کی تحریر کی خوشتر معلوم ہووے اور اس سے
صرف علماء واقفیت رکھتے ہیں لیکن جن وقت کہ ایک قسم وافر کے حروف کی ترتیب
موافق قاعدہ ابجدی کے دی گئی اور وقت صرف اسی کی مدد سے اور بغیر کسی ستاد
کی استغانت کے ترکیب تحریر کی معلوم ہو سکتی ہے چنانچہ جملہ سے فہرست حروف
صوت گذار کے جسکا سیکھنا مبتدیوں پر اہم اور واجب ہم جانتے ہیں وہ قسم چہرین
دس خطوط میں اور یہ قسم حروف کی اٹھارہ صفحہ سے اکتیسوں تک مطبوع ہے

الغرض جیسا کہ مذکور ہوا ترکیب میں پہلی جگہ ا و ن حروف کی ہے جو ابجد کے پہلے
 خط سے شروع ہیں اس جهت سے ہمارے نزدیک مناسب ہے کہ خط ۱ ا و ن جو
 جن میں غالب معلوم ہووے جو پہلے میں چھٹیں میں قبل دوسرے سب خطوط کو لکھا جاوے
 دوسرے درجے میں ا و ن حروف کو لکھا جائیے کہ جو ابجد کے دوسرے
 خط سے شروع ہیں اور اس بات کے معلوم کرنے کے لیے کہ کون سے
 خط کو دوسری جگہ میں لکھا جائیے یہ ضرور نہیں کہ موقع ہر حرف
 کا نسبت میں ہر قسم حرف کے جس میں خطوں کے عدد برابر ہیں دیکھا جاوے بلکہ دیکھنا
 چاہیے کہ وہ خط کون سی جگہ نسبت اور حروف ا و ن کی قسم کے رکھتی ہے یعنی سچ ا و ن
 حروف کے جن میں ایک علامت سب کے لیے عام ہے چنانچہ چھٹیں حرف کے حملے
 جنکا شروع خط ۱ سے ہے آٹھ حروف میں دوسرا خط ۱ ہے اور آٹھ حروف میں دوسرا خط ۱ ہے اور
 پانچ حروف میں دوسرا خط ۱ ہے اور چار حروف میں یہ خط ۱ ہے اور ایک میں دوسرا خط
 ۱ ہے غرض اس طرح حملے سے اکیس حروف کے جو شروع خط ۱ سے ہیں تین حروف
 میں وہی خط ۱ موجود دوسری جگہ میں بھی ہے اور تین حروف میں دوسرا خط ۱
 ہے اور دو حروف میں خط ۱ کو دوسری جگہ ہے اور تیرہ حروف میں دوسرا خط ۱ ہے
 اس طرح سے نسبت میں تیسرے خط کے صرف وہی حروف آپس میں بخوابہ سمجھے جائیں
 جن میں پہلے دو خط ا و ن قسم ابجدی میں عام ہیں چنانچہ حملے سے آٹھ پہلے حروف
 قسم ۱ کے ساتھ حروف میں تیسرا خط ۱ ہے اور صرف دو حروف میں یہ خط ۱ ہے
 الغرض اسی وضع کی تقریر سے وہ ترتیب جس کے مطابق دوسرے خطوں کو لکھنا چاہیے
 معلوم ہو جائیگی اور غریب یار میں بھی اصل حقیقت طریقہ تحریر کا جو ختام میں صرف شق کو ا
 سے سکھایا جاتا اور جس کے سبب خوش وضعی اور خوبصورتی بلکہ اگر کہتے تو بہت حقیقتی
 حروف کی حاصل ہوتی دریافت میں آسکتا ہے + اور خود اہل خدایاں بے خبر ہونے

اس طریق ابجدی سے جو کہ حروف کی تقسیم درست جاننے کے واسطے ضرور ہے اپنی کتب لغت میں بہت سے حروف کو غلط ملط کیا ہے اور صرف اسی وجہ سے کہ اون میں خطوں کی عدد برابر ہے ایک جگہ پر اونکو جمع کیا ہے لیکن اسی سبب اکثر ایسا ہوتا ہے کہ دو سو حروف ایک قسم کے خواہ خواہ دیکھنے پڑتے ہیں تب کہیں جس حرف کی خواہش ہے نظر آتا ہے اور اگر اوس تلاش میں ذرہ سی طبیعت ہٹ گئی یا شمار کرنے میں خطوں کے سمجھو سے تو اپنا مطلب فوراً خبط ہو جاتا ہے جب کہ یہ حال ہے تو تعجب نہیں کہ بہت کتر لوگوں کو استعداد فاضلانہ ختائی زبان میں ہوتی ہے اور وہ بھی محنت شاق سے اوسکو حاصل کرتے ہیں یہاں تک راقم تاریخ چین ہڈانے پادری صاحب ممدوح کی کتاب کے آٹھویں باب کا ترجمہ کیا اب لازم ہے کہ ایک باب جو ختائی حروف کے معنی کے بیان میں اونہوں نے لکھا اور اپنی تصنیف میں دسواں باب قرار دیا ہے ترجمہ ہووے پادری صاحب ممدوح یہ فرماتے ہیں کہ مخفی نہ رہے کہ اکثر ختائی حروف کے دو معنی ہوتے ہیں ایک وہ معنی مفرد جو ہر فرد حرف سے متعلق ہے اور دوسرے وہ معنی اجماعی جو دو یا تین یا چار حروف کے ایکجا ہونے سے پیدا ہوتا ہے اگر قدیم کتابیں ختائیوں کی دیکھی جاوین تو ظاہر ہووے گا کہ اوائل میں ہر حرف کا ایک معنی خاص یعنی حقیقی اور غیر مجازی مطابق ختائی حروف کے قاعدے کے جو حقیقت میں قاعدہ نقش معنی یا صوت گذارتے مشہور تھا لیکن جس حال میں ختائیوں کی طبیعت شاعرانہ تھی مثیل دوسری شرقی قوموں کے نفرت سیدھی سادھی تقریر سے کی تو حروف کے معنی حقیقت سے گذرنے کے طرف مجاز کے رجوع کیے گئے اور بعض حروف کا استعمال بیا تک لایہ معنی میں کیا گیا کہ قسم صوت گذارتے وہ متعلق نہ رہے غرض یہ خاصیت مفردی اور مجازی حروف کی جو قدیم ایام کی وجہ تقریر سے پیدا ہوئی حقیقت میں عبت اوس صحت اور قوت اور تقریر کی رونق کا ہے جو ختائیوں کے قدیم مذہب کی کتابوں میں

قابل پسند کے ہیں لیکن اسی سبب سے ابہام کو جگہ ملی اور دست لہجہ کی حاجت ہوئی اور عوام کے ذہن رسا نہیں بنائی جاسکی سہیڑ سے رفتہ رفتہ تبدیل حرفوں کی معنی مفرد سے معنی اجمالی کے ساتھ ہوئی خلاصہ یہ ہے کہ خاصیت ختائی زبان کی جو اوائل میں مفرد لہجے تھی بدل گئی اور اس سبب اجزائے تہجی ہر کلمے میں کثیر ہوئے اور سہیڑ کا تغیر ایک نتیجے سے بہت سی تہجوں تک اور شرقی زبانوں میں زیادہ تر نظرات اسے جنگو اپنے ہاتھ و مہدع سے زیادہ دوری سے اور خشکے بولنے والوں میں جبل باقی نہیں رہا ہے بہر کیف آیات آخر میں ختائیوں نے اکثر دو کلمہ مفرد لہجے کو ملا کر استعمال کرنا شروع کیا یعنی ایک حرف کی جگہ میں دو حرفوں کو واسطے بیان ایک مقصد مفرد کے استعمال کیا اور عموماً ایسا ہی ہے کہ دو حرف اجمالی سے دم ہی معنی نکلتے ہیں جو انکو جدا کرنے سے ہر ایک کا معنی ہوتا ہے اور اس صورت میں سمجھا جاتا ہے کہ دونوں حروف تصریح ایک دوسرے کی کرتے ہیں لیکن چونکہ اکثر ایسا ہے کہ دو حرف اجمال کو جدا کرنے سے ہر فرد کے معنی کو اجمال معنی سے نسبت نہیں ہوتی ہے اس سبب سے دعویٰ ہمارا ہے کہ اس طرح کے مجمل حروف کو الفاظ ذویہ اور لامکن التفریق کہنا چاہیے چونکہ ختائیوں کی زبان تحریر اور پر زبان تقریر کے مبنی ہے اس جہت سے کیسا ہی اجمال حروف کا کیوں نہ ہو اور ان لوگوں کو وقت سمجھنے میں نہیں ہوتی ہے برخلاف اسکے اہل فرنگ اور دوسرے غیر ملکیوں کو جو زبان تقریر سے واقف نہیں انکو تمیز کرنے میں درمیان الفاظ ذویہ اور ایک جہ کے بہت سی دقیقیں سبب بنوئے علامات ممیز و فارق کے پیش آتی ہیں اسی سبب اکثر ترجمہ سبب جو ختائی کتابوں کا موجود ہے انہیں بہت سے مقام پر حصف کے مطالب کے خلاف ہے اور جس حال میں موافق بھی ہوتا تو انداز عبارت کا انوکھا اور کو ذہب نظر آتا ہے اور اس بے سلسلے پن کو ناواقفیت مترجم کی طرف نہ کہ اصلی ذہن ختائی کی طرف رجوع کرنا مقتضی المناصاف ہے چونکہ فقہ و تنوین با یکجا بیان

اوس ترتیب کے ہے جسکے مطابق پادری صاحب مدوح نے اپنی تصنیف کو مرتب کیا اس لحاظ سے مولف تاریخ مذکور نے اوسکا ترجمہ لایہ فہم سمجھا عرض بارہواں باب قابل ملاحظہ ناظرینہ تاریخ چین تصور ہوا اور اوسکا ترجمہ یہ ہے کہ واسطے زیادہ ترقی کرنے بیچ تحصیل ختائی زبان کی تحریر یا تقریر کے ضرور ہے جیسا کہ دوسرے علوم کی تحصیل کے لیے چاہیے کہ اول ہن اور دوسرے محنت اور توجہ تحصیل میں کیجاوے اور چونکہ طریق پڑھنے کا ترقی جلد یادیر پاکا باعث ہو سکتا ہے اسواسطے چند باتیں قابل غور و التفات کے بیان کرنا چاہیے چتائی مکتب خانوں میں لڑکوں سے کسی چھوٹی کتاب کے حرفوں کی نقل درستی کے ساتھ پہلے کرواتے ہیں تاکہ قبل آگاہ ہونے اور نکلے تلفظ یا معنی سے آشنا اونکی شکل مصورت سے ہووین جب حرفوں کو صفائی سے دے لکھ سکے ہین تو تلفظ سیکھتے ہین اور موافق معلوم عبارت بتلانے کے اوسیکو کئی بار لکھتے اور پڑھتے ہین جب کہ شکل اور تلفظ خوب معلوم ہوتے تو معنی سے آگاہ کیے جاتے اور وہی چوٹی سی کتاب جسکی کئی دفع نقل معنی اور جو یادگی تھی ترجمہ ہوتی ہے غرض بعد اوس کتاب کے دوسری ایک جہین چند حروف سے ہین اور طر حروف میں آتی ہر اور یہی طریقہ عام ہر لیکن جس حالت میں کہ طالب العلم کو ارادہ مرتبہ فاضلانہ حاصل کر نیکیا ہوتا تو اوسکو بہت سی کتابوں کا درس دیا جیسا کہ زیادہ حروفوں سے آشنائی اور مضامین بلند سے آگاہی پیدا ہووے چ اس طریقہ کے عیوب کو ثابت کر نیکیا لیے اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ اولاً اوس تین دفع کے پڑھنے اور نقل کرنے میں اوقات بہت ضائع ہوتی ہے دوسرے یہ کہ لڑکوں کو صرف حروف اور باونکے تلفظ کو بغیر معنی کے اتنے دن تک پڑھانے سے طبیعت بسبب معطل ہینے حصول مطالب سے خواہ مخواہ کند ہو جاتی ہے اور تیسرے یہ کہ ترتیب حروف میں ابجدی قاعدہ کے موافق ترقی ساتھ تدبیج کے نہیں کیجاتی ہے اور اکثر دفع مشکل اور پیچیدہ حروف لڑکوں سے روز اول میں لکھائے جاتے ہین اور انکے لیے یہ بات بسبب واقع نہ ہونے اور اجزائے تبجہ سے جن سے حروف مرکب ہین زیادہ تر

شکل ہے جبکہ تعجب کی ہے کہ باوصف اسکے کہ اہل ختا ہمیشہ سے علم کے راغب ہیں لیکن
 یہ بد طور پڑھنے کا قدیم سے آج تک عروج ہے غرض جبکہ خود فرنگستان میں بہت سے عیوب
 تحصیل علوم کے طریق میں ہنوز موجود ہیں تو کہنا دشوار ہے کہ یہ دونوں طریق بد کے درمیان
 کسپر جبل کا اطلاق زیادہ کیا جاسکتا ہے الغرض درمیان اہل فرنگ کے جو ملک ختا میں
 تحصیل زبان کے جاتے ہیں کئی طور پڑھنے کے مقرر ہیں لیکن اکثر درست نہیں چنانچہ کوئی
 شخص تحریر قبل تقریر کے سیکھتا ہے اور بعض برعکس اسکے تقریر حاصل کر کے حروف کے
 لکھنے کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور بعض شخص کتابی حروف کی صرف صورت سے آسانی
 کرنی کافی جانتے ہیں اور بعض برعکس اسکے کتابی حروف کی تتبع حد سے زائد کرتے ہیں اور
 بعض جو حروف کو اپنے نزدیک نہایت کم استعمال جاتے صرف او نہیں کو یاد اور ہر جگہ
 استعمال کرتے اور بعض برعکس اسکے قصداً لکل لغات کی یاد کر لیا کرتے ہیں اور بعض
 پہلے دو سو چودہ حروف مصدری نوک زبان کر کے قصداً لغات کی مدد سے ترجمہ
 کرنے لسی کتاب ختائی زبان کا انگریزی میں کرتے ہیں الغرض پڑھنے کے انہیں باطلوں
 کے باعث سے ختائی زبان میں فضیلت کمتر لوگوں کو ہوتی ہے اور اسکی تحصیل میں
 پیش آتین ہیں چہ قاعدہ اس زبان کی تحصیل کا کہ جواب ہم بیان کرتے ہیں اسکو ہم نے اپنے
 استاد پادری گنسالو نیر صاحب سے سیکھا ہے اور اس میں جو تغیر اور کم و بیش سبب اپنے
 اور دوسروں کے تجربے کے مناسب معلوم ہوا ہے کیا گیا ہے غرض جب پڑھنا شروع
 ہوتا لازم ہے کہ تحریر اور تقریر ایک ساتھ ہی سیکھی جاوے تاکہ مبتدی اول لفظوں کو جو
 پڑھتا ہووے تحریر کر سکے کیونکہ تجربے سے ظاہر ہے کہ الفاظ اور اونکے معنی سب اگر
 اونکی علامت خمیر کے نقوش ذہن میں رہیں خوب یاد رہتے ہیں اور اسطرح اگر نقوش
 سے خوب آسانی ہووے گی تو معنی سے بھی آگاہی ہوگی دوسری بات یہ ہے کہ کسی مخصوص
 حرف یا لفظ سے شروع کرنا چاہیے بلکہ اس سلسلہ حروف سے جس میں بصورت اجماع

ختائی حروف کے بالکل اجزائے تہجی و کجائی ہو دیں سوا اس کے فہرست اصلی حروف کی جو
 ہم نے اپنی کتاب میں داخل کی ہے سب سے بہتر سلسلہ ہے کیونکہ تہجی کے ساتھ دقیقین پیش کیا ہیں
 زمین اور سوا اسے اون حروف کے جو صد ہا مرتبہ کتابوں میں ملتے ہیں درج ہونے کے بسا اٹھتو
 نما اور مقصد ناخنکے باہم مرکب ہونے سے تمام حروف کی ترکیب دیجاتی ہے اس میں موجود ہیں
 اس امر کے لیے ہمارے استاد گنسا لونیر صاحب کا حروف تہجی زیادہ مفید نہیں کیونکہ اس میں
 اتنے حروف قسم دوم کے اس طوالت کے ساتھ ہیں کہ ان کو یاد کرنے میں بہک و خدو یقین ہے اگر کوئی
 ثابت قدمی سے اخیر تک نہیں سیکھ سکا کہ تیسرے یہ کہ جس وقت شکل ہر حرف کی یاد کیجاتی ہے
 تو ساتھ ہی اس کے کسی ختائی عالم سے اس کا تلفظ بھی سیکھنا چاہیے غرض زیادہ اعتماد نہ اس کی لیتا
 و نہ اپنی دانست پر کرنا چاہیے کیونکہ کثر ختائی ہیں جو اپنی زبان کے بالکل الفاظ کے تلفظ کو ساتھ
 منہج صحیح کے ادا کرتے ہیں اور اہل فرنگ سے شاید ایسے لوگ ہیں جو ختائی حروف کی ترکیب سے
 آگاہ ہیں اس جہت سے مبتدی کو لازم ہے کہ ہم نے جو قاعدہ تہجی کا مقرر کیا ہے اسی پر عمل کرے
 اور ہمیشہ ساتھ غور کے دیکھے کہ درمیان ہر لفظ کے بسا اٹھ صوت نما کے اور وہ حروف جو علامت
 صوت ہیں نسبت درست مطابق قواعد جو اپنی تصنیف کے نوین باب میں ہم نے درج کیے
 واقع ہے یا نہیں۔ چوتھے یہ کہ جب کوئی حرف سیکھا جاوے اس کو ختائی قلم سے لکھنا ضرور ہے
 اور بعد اس کے مطابق لکیرن کی ترتیب کی یاد سے اس کی تحریر کرنی چاہیے ورنہ بعد اس کی سہو
 ہو جائیگی بلکہ کبھی اوس سے اچھی طرح واقفیت نہیں ہو گی۔ پانچویں یہ کہ تحصیل کی ابتدا میں
 واسطے درست سمجھنے اس امر کے کہ کن لکیرن سے کوئی حرف مرکب ہے مبتدی کو لازم ہے
 کہ حرفی مثالین جو چشمے باب میں لفظ سے کیا تری کے ہم نے دی ہیں انہیں سے ہدایت لے
 اور لفظ سے ستری کے اسی باب میں جو حروف درج ہیں ان کو نوٹ کرے کیونکہ اکثر اون کی
 لکیریں ساختہ اور قاعدہ سے زیادہ ہوتی ہیں۔ چھٹی بات یہ چونکہ خوش آئین نہیں ہے کہ حرف
 تک حروف بغیر مرکب معنی کے پڑے جاویں اس سبب سے ہم نے اپنے سلسلے میں بعض حروف

جو ایک خانی فاضل نے حروف اصلی اور ہند راہی جمع کر کے ترتیب دی ہے وہی کیا ہے تاکہ شروع تحصیل کے دوسرے ہی روز مبتدی کو خانی عبارت سے بغیر جانتے زیادہ حروف کے نگاہی ہووے جسوقت کہ مبتدی سلسلہ حروف کو جو ہم نے مقرر کیا اسطرچہ یاد کر گیا کہ گنگائی مرکب حروف کے دیکھتے ہی پہچان لےوے گا کہ کسی تہم علامت صوت سے وہ ہے تو بعد اس کے مبتدی وسیلے سے ہمارے قاعدہ علامات صوت گذار کے اول حروف مرکب کو خشکو جانا باقی رہیگا چ جو اب وسوال سے جو کسی سہل کتاب میں درج ہیں تلاش کر کے کمال لےوے گا اور اگرچہ بعض حروف مجموعہ جلد سمجھ میں نہ آویں اور انکی تصریح کے لیے ایک شرح چاہیے طویل تراوت سے جو ہم نے اس کتاب میں دی ہے تو مبتدی کو لازم ہے کہ کسی بڑی لغت سے رجوع کرے بایں مضامین اصلاح ہماری یہ ہے کہ اقسام علامات صوت گذار کی طرف توجہ نہ کرنے پاوے کیونکہ ہمیشہ اگر اوکا لحاظ مقدم رہیگا تو مستنداً جو علامات صوت گذار کے تلفظ میں واقع ہوتے ہیں اور مناسبات معنی کے جو کہ دریا اول حروف کے جو ایک ہی علامت صوت سے شروع نہیں پائے جاتے ہیں رفتہ رفتہ درہن میں ہو جائینگے علاوہ اسکے ہماری صلاح یہ ہے کہ مبتدی روزمرہ کے جملوں کے سوارنگین اور متفرق یاد کرے تاکہ تقریر کرنے میں طاقت اور کتاب پڑھنے میں سہولت ہووے آخر الامراتے زیادہ کوئی بات مفید نہیں کہ پادری گنسا لونیر صاحب نے خانی زبان کی جو صرف دو لکھی ہے اس کے دفتر دوم کا درس ہو کیونکہ اس سے بہتر کوئی کتاب ایسے زمانہ تک نہیں چھپی الغرض اس طریقے پر عمل کرنے سے ہکولتین ہے کہ متوسط طبیعت کا آدمی بھی چار پانچ برس کی محنت میں خانی تصنیفات کے ترجمہ کی لیاقت پیدا کر سکتا بلکہ بعض خانیوں سے زیادہ حروف کے کتاب کی شناخت حاصل کر گیا۔ پادری صاحب مدوح کی اس عبارت سے جو اقم نے انکی لائیں کتاب سے ترجمہ کیا ہے تاکہ اہل ہند کو خصوصاً ناظرین تاریخ چین کو خانی زبان کی مہایت معلوم ہووے صاف ظاہر ہو گیا کہ خانیوں کی تحریر اور تقریر حاصل کرنا امر دشوار ہے غرض جنہوں نے جدوجہد و مشقت شاقہ سے حاصل کیا ہے مزاج ہیں کہ انکی کتابوں میں

مضامین دلچسپ اور رنگین علی الخصوص نصیحتیں مختصر متین پائی جاتی ہیں جو باوصف اسکے کہ تاریخ میں ایسا ضرور نہیں کہ کسی ملک کے حالات کے بیان میں وہ انکی زبان کی صرف و بیخ کی تقریر و بیج کی جاوے لیکن راقم نے اس باب کو اتنا طویل دیا تاکہ شیخ اقبال کو خاندانہ کو چھٹکارا

تیرہواں باب

ختانی عورت اور مرد کے لباس و پوشاک اور مکانات کی لکڑیاں اور باغات

اور چین وغیرہ کا بیان

خداوند عالم کی حکمت اور برکاتی کی یہ ایک بہت بڑی دلیل ہے کہ طبائع مخلوقات مختلف ہیں سبب سے ہر ملک کے لوگ اپنے وطن کی طبعی چیزوں کو سب پر سبقت دیتے اور ہمیشہ و نظیر سمجھتے ہیں اور اگر یہ خیال نہ ہوتا تو افسردگی و نا صبری سب کے دنگیر حال ہوتی جتنی اپنے کانے رنگ کو دیکھتا اور کڑھتا اور ایرانی اور فرنگستانی کی سرخ و سفید بدن کو دیکھ کر رشک کرنا غرض ہر گاہ کی یہ عنایت اور نیک حال پر ہے کہ فرنگی کی رنگت رنگی کو اتنی بد دکھائی دیتی ہے کہ شیطان کی تصویر جب دیکھتے ہیں سپید رنگت میں اور سیڑج انگریز بھی رنگی کی صورت و رنگت ایسا کو دیتے ہیں غرض اس طور پر ختانی سب چھوٹی چنڈھلی آنکھ اور چھٹی ناک اور بڑے کان کو حسین جانتے ہیں اور ایران و فرنگستان اور ارمن اور ہندوستان کے جمال کو نا پسند کرتے ہیں چنانچہ اس کا قول ہے کہ مرد کے واسطے حسن یہی ہے کہ پیشانی بلند اور وسیع کلا بھرا اور بھاری ناک نہایت چھوٹی اور چھٹی اور دونوں کان بڑے بڑے اور لٹکے ہوئے اور جسم میں گلابی پیٹ تندیل اور ہاتھ پانوں بڑے بڑے ہوں اور عورت کا کمال جمال یہ ہے کہ آنکھ چوٹی لیکن سیاہ اور چمکتی ہوئی ہوا اور بال اور بھون سیاہ ہوں سر میں بال گھنے اور لمبے لیکن بھون میں کم اور اس انداز سے کہ گمان میں معلوم ہوں اور قد خوب والا اور جسم گداز پیشانی اور دھانا متوسط اور ناک چھوٹی اور چھٹی اور آنکھیں فاصلہ پر اور کان بڑے بڑے لیکن پانوں نہایت چھوٹے بلکہ تمام خواصورتی ایک طرف اور فقط چھوٹے چھوٹے پانوں کو ایک طرف سمجھتے ہیں دستور امر اور

نچانکے عمل سر امین یہ ہے کہ لڑکی جب ہوتی ہے اسکے دونوں پانوں پر درجی لپیٹ کے ہاشیہ باندھ
 رکھتے ہیں اور ولادت سے تا بلوغت بلکہ جب تک قوتِ نامیدہ باقی رہتی ہے تب تک کپڑے
 کی ٹپی چڑھی رہتی ہے اس تدبیر کا حاصل یہی ہے کہ جوان عورتوں کے پانوں چار یا پانچ انچل سے
 زیادہ کبھی بڑھتے نہیں غرض چلنے پھرنے سے ایک نوعِ معذور ہو جاتی ہیں اور بے تکلیف شدید کے
 کیا دخل کہ جلد یا بے سہارے کے چل سکیں لیکن باوجود عمر بھر کے چلنے کی معذوری کے اس امر کا
 ایسا جھٹکا و کموس ہے کہ غور تین سو خوشی تمام سب گوارا کرتی ہیں اور غریب غربا کی بہو بیویوں اور
 گمانوں کی دہقانیاں عورتوں کو اس لیے حقیر جانتی ہیں کہ ان کے پانوں پر دستور جیوانات موافق انداز
 قواسے جسمانی کے ہوتے ہیں اور جسطرح سے چوتے پانوں اشارتِ عورت کا نشان ہے اس طرح
 پر مردوں میں بات کی انگلیوں کے ناخنوں کو چار یا پانچ انچل بڑھانا گویا شیر کا چنگل دکھانا ہے
 سنجاب ہے اور اربابِ علم اور امرا سب کے ناخن بڑے رہتے ہیں تاکہ ظاہر ہو سکے کہ وہ
 اہلِ عہدہ سے نہیں ہیں کیونکہ محنت کش لوگ جو دستکاری کی روٹی کھاتے ہیں وہ لائے
 ناخن نہیں رکھ سکتے یہ دستور یعنی پانوں کو چھوٹا کر نا دریم سے ہے اور سبب اس کی بنیاد
 کا گوٹا ہو ہے اور بعض صاحبِ تصنیف کچھ کہتے اور بعض اربابِ تاریخ اختلاف روایت بیان
 کرتے ہیں غرض بندے کی عقل ناقص میں یہ ہے کہ عورت کو زیادہ بے پرواہی اور سہیت
 و پارکھنے کے لیے داناؤں نے یہ حکمت رکھی ہے القصہ اس طرح کے پانوں خانی بہت حسین
 ہوتے ہیں اور بعض لڑکیوں کے پانوں بھول اور پک کر سر بھی جاتے ہیں لیکن ان کی ہاتھیں بھونچا
 باندھنا موقوف نہیں کرتی اور کبھی مین کہ جان جاوے مگر شرافت میں مبتلا نہ آوے چونکہ
 مملکتِ ختاب بہت وسیع ہے اور اربابِ دہوا اور تاشیر سرزمین میں اختلاف ہے
 اس لیے وہاں کے باشندوں کی رنگت میں بھی فرق ہے چنانچہ دکن کی جانب
 کے ملکوں کے رہنے والے چمپئی رنگ کے ہوتے اور شمال کے باشندے شل
 رنگ تانیوں کے نہایت سرخ و سفید ہوتے ہیں اور چودہ پندرہ برس کے سن تک لڑکوں

گالوں میں گلاب کے پھولوں کی رنگت اور لطافت ہوتی ہے۔ چمردون کی پوشاک کی قطع یہ ہے کہ ڈھیلے پاجامے پانومین اور اوپر سے امرامخل یا سائٹ کے موزے چڑھاتے ہیں لیکن غربا بد قطع جو تان موٹے موٹے قلیوں کا پہنتے ہیں اور چوٹے بڑے سب پر اس کے طور پر ایک کرتا گھٹنوں کے نیچے تک لٹکتا ہوا پہنتے ہیں غرض آستینوں میں فرق ہے کیونکہ امیروں کی آستینیں چوڑی چکی گھیردار ہوتی ہیں اور اہل حرفہ اور دوسری قسم کے غربا کی آستینیں چست ہوتی ہیں اور ستورات کا بھی لباس اسی قطع کے قریب قریب ہوتا ہے مگر کم بند کا رواج فقط مردوں میں ہے اس کی رنگت اور وضع خاص عام میں شناخت ہے اہل حرفہ اگر لیشم کا پٹ پھینیں تو مار کھائیں اور کے واسطے سوتی چاہیے اور بڑے آدمیوں کے کم بندوں سے ایک بینی پاک اور غذا کر نیکی قحیان باقتی دانست کی اور چھرا جسکا میان پرتکلف اور سیاہ ہونا لٹکتا رہتا ہے اگر میوں میں بڑے آدمی لیشمی کپڑے بوسطین سوتی پہنتے ہیں اور غربا فقط پاجامہ اور سرو با برہنہ پھرتے ہیں اور جازوں میں امراسمو کے لبادے اور لیشم کے گدیے پہنتے ہیں اور غربا بھیرنی کے روٹیں والے پیرے کے اندر روٹی بھرواتے اور جارا نجوبی کاٹتے ہیں عید اور خوشی کے اور ایام عبادت کے سوا لباس تکلف کا پہنا واجب التفریض ہونا ہوتا ہے غرض درباری پوشاک جو جلوس کے روز امرار کبار پہنتے ہیں وہ بہت قیمتی اور قابل دیکھنے کے ہوتی ہے لیکن ہم لوگوں اور سندوستانیوں کی آنکھوں میں ان کے تمام لباس کی قطع بد نما معلوم ہووے گی جس طرح ختائی سب انگریزی پوشاک کو دوکھتے اور حیرت کرتے ہیں کہ اس چست لباس میں ہم سب کس طرح چلتے پھرتے ہیں اور اسی سے ثابت ہے کہ انسان کی جبلت میں خود پسندی ہے اور بڑے سے بڑا شخص اور ون سے آپکو اچھا جانتا ہے۔ بارش کے ایام میں امرار اور شرفا ایک قسم کا نہایت خوبصورت چوئی کے موم جامے کا لبادا دوسرے کپڑوں پر سے اوڑھ لیتے اور فرنگستان میں جولہاوا اسی مصروف کام وچ اور سکا نمونہ خستہ ہوتا ہے اور پانی سے حفاظت کے لیے اس سے بہتر ترکیب کم ہے غرض یہ چیز قیمتی ہے

لیکن غراب کے لیے ایک قسم کی پل سے بالا پوش بناتے ہیں اور اس سے موم جاسے کی طرح بنی
 سے حفاظت ہوتی ہے اور میر موم جاسے کے گھیرا ٹوپیاں پہنتے ہیں غریب اسی گت کی ٹوپیاں
 ٹوپیاں بناتے اور برسات میں پہنتے ہیں + اسی فصل میں راقم نے لکھا ہے کہ لباس کا رنگ
 مطابق قانون کے ہر درجے کے آدمی کے لیے مروج ہے غرض ٹوپی بھی قسم قسم رنگ اور
 تیار ہی کی ہر رتبہ کے لیے معین ہے لیکن ٹوپی پر ایک گول گھنڈی اور مین ریشم کے لچے
 کا لال جھبا آویزاں ہوتا اور چاروں طرف چھٹکار ہوتا ہے یہ تو سب خاص و عام کے لیے
 لازم ہے لیکن سائن کی ٹوپیاں صرف امر اور ارباب علم کے لیے اور چٹائی اور چوٹی کی عوام
 کے واسطے مقرر ہیں + قبل ہاتھو تاتاری پوشش کے ختائی تمام سر میں بال رکھتے تھے جس طرح
 گھمہ اور برما جوا باندھتے ہیں غرض اپنے دور میں تاتاریوں نے اپنے ہی دستور جاری کیا حالانکہ
 اور دستورات ختا کے ہر طرح سے خود مقلد ہوئے لیکن اس بات میں ان کو ایسے ہی خند
 آگئی کہ بال کے چھپے لاکھوں کے سرکٹ گئے اور ختائیوں نے بھی جب دیکھا کہ اپنی رسم کے
 موافق بال رکھنا وبال بٹورنا ہے اور بے بال لا وبال رہتے ہیں اور انہوں نے چاروں
 طرف سر ہندو کے چوٹی رکھی اور بعد چند روز کے ایسی قدر او سکی پھیلی کہ چہرہ اوٹکلے کی بڑی تر
 چوٹی کاٹنے کی ہوئی اور اب نسل تاتار کے اہل ختائی ٹرکے اور نوجوان لالی سبات ہی چوٹی
 کو گوندتے اور لال پھینا لٹکاتے ہیں اور بوڑھے اور سقہ سب سیاہ مبات کی رسم رکھتے ہیں
 اور ایام غم میں جب کسی بزرگ کا انتقال ہوتا ہے ختائی چوٹی کو کھونٹے رکھتے اور نہ جھارتے
 ہیں اور نہ تیل دیتے ہیں اور نہ گوندتے ہیں + سپید لباس ختا کا ماتمی لباس اور بونگا اسے کبھی
 اختیار نہیں کرتے اور اس وقت ٹوپی میں سے سرخ جھیل خال لیتے اور کپڑوں میں سوئی گھنڈیا
 لٹکاتے اور کرتہ اور پاجامہ اور کر بند بوسے چڑھکا پہنتے ہیں اور اس ایام میں امر اور غنچو کے
 اقربا اور خود غنچو بھی اگر او سکی والدہ کا انتقال ہوئے سو میلی گزی کے کوئی چیز ریشم کی بنیں
 پھنسا + بجر منسکے ختائی عورتیں سارے بدن بلکہ ہاتھوں کی انگلیوں کو ڈھانپتیں ہیں اور

لباس اونکے مرد کی طرح ایسے ڈھیلے بستے ہیں کوٹا ہر کے اعتبار سے کسی عضو کو حسن اور قبح دینا
 سفید ہوتا ہے اور پوشاک جس رنگ کی چاہتیں ہینتیں ہیں لیکن پریہیون میں سیاہ اور غامضی کا
 رواج ہے یہ مردوں میں صفائی کم ہے لیکن مستورات ہر روز غسل کرتی اور پوشاک ہلکتی اور
 گنٹھوں سے نکار کرتی ہیں اور جسطرح سے فرنگستان کی بعض عورتیں کالون اور لبون پر ایک
 چیز کو جسے روڑ کہتے ہیں خوبی کے لیے ملتیں ہیں اور ہندوستان میں سئی اور سرمہ لگانے
 اور پان کا لکھوٹا جاتیں ہیں خاتین بھی رنڈی اپنی صفت ذات سے باہر نہیں اور انواع طرح کی
 دلفریب بناؤ کرتی ہے اور بلبل وچ کے عاشق کرنے کے لیے اپنے زخار مثل گلاب کے بھول
 کے بناتی ہے اور طبعیت کے بھونے کو بھانے کے لیے لہو کو کھلی کی طرح رنگتی اور جلد پر ایک
 قسم کی مٹی سے سپندی نہایت خوش نما پیدا کرتی ہے اور ایک نہایت کے پتوں کا عرق ملائی جس
 سے کھلائے گلاب کی پتی کی رنگت تمام جلد میں پھیل جاتی ہے اور کھٹ اس رنگ کا یہی ہے
 کہ پانی سے بھی نہیں چھوٹتا اور نہ دھوپ میں مطلق تبدیل ہوتا ہے بہت قسم کے روغن اور
 آبن جلد کو ملین اور بویا کرنے کے لیے عورتوں میں صرف ہوتے ہیں خصوصاً قسام حطر اور
 خوشبوئی سے خاتیوں کو بہت ذوق ہے اور جسکو کچھ بھی مقدور ہے اس کے یہاں شب
 روز اپنی حیثیت کے موافق صندل یا اور کم قیمت خوشبو لگایاں سلگتی رہتی اور سارے
 گھر کو معطر رکھتے ہیں یہ حمام کا رواج آگے خاص و عام میں تھا لیکن رفتہ رفتہ موقوف ہو کر
 اب فقط فقور اور دافن کے عزیزوں اور امرائے کبار کے محل ہراؤں میں رہ گیا ہے ہاں
 گھرانے کے فقور سب بڑے عیاش تھے اور اونکے بھلون کے حمام اور حوضوں کی عجیب
 نقلیں ہیں چنانچہ فقور یا گنڈی جو ایک سواٹھاسی برس قبل حضرت عسی کی آمد کے تحت تیار
 بیٹھا تھا اس کے بھلون میں سنگ مرمر کے تالاب تھے اور اس میں مچھلیاں اور بطین گل کی
 بنی ہوئی چوٹی رہتی تھیں اور ہزاروں رنڈیاں خوشبو آبن مل کر نہایت اور مچھلیوں اور
 لہون کے سہارے سے پیرتی پھرتی تھیں اور انکے غسل کے وقت تمام دارالافتاء

مخضبو پیلیتی تھی اور جب پانی کو بدلنے کے لیے اون خون کا منبع کھول دیتے اور شہر کی
نہروں میں پانی بہاتے تھے تو عوام اپنے گھروں کو مسخر کرنے کے لیے کھڑے بھر بھر کے
لیجاتے تھے اور اسی گھرانے کی نگینا توں کو بیش بیش شہر حرام اور اسکے لوازم کے خراج کے
لیے ملتے تھے خاص ختائی عورتیں بہت نازک مزاج اور لطیف طبیعت ہوتی ہیں اور دو ایک
ولندیزی اور انگریزی مسافروں نے جو روایت کی ہے کہ اونہوں نے چین میں ختائی عورتوں
کو برسر بازار قلیان پیتے دیکھا ہے یہ اونکی غلط فہمی تھی کہ تاتار اور ختائی عورتوں میں اونہوں نے
تمیز نہیں کی کیونکہ خاص ختائی مستورات گھر سے باہر نہیں نکلتی ہیں اور تاتار کی عورتیں جہاں
چاہتی ہیں پڑی پھرتی ہیں اور چونکہ ہر ملک کی مستورات کی شریعت مردوں کے خلاف ہوتی ہے
اون لوگوں نے اپنے صحرا کی قدیم رسموں کو اب تک مروج رکھا ہے باوجودیکہ اسکے مردوں
نے اکثر دستورات ختا پر عمل کیا ہے ختا میں مکانات ایک طبقے سے زیادہ نہیں بناتے
اور جب انگریزی شہر و کھانقشہ اوس ملک کے لوگ دیکھتے ہیں تو چہچہاتے اور کہتے ہیں کہ فسوں
خدا نے تمہارے ملک میں ایسی تھوڑی زمین دی ہے کہ ہوا میں چڑھ کے تمہیں رہنا پڑتا
اور ہمیشگی آمد و رفت میں ہر روز مرگ مفاجات کا سامنا رہتا ہے جب قول اونچا ہے
تو ظاہر ہے کہ دو منزل مکان وہ ہر آئینہ اپنی طبیعت سے نہیں بنائینگے اگرچہ اجازت بھی اکی
ہو وے لیکن ختا میں کوئی ادنیٰ سا امر بے دستور اور قانون کے وقوع میں نہیں آتا اور کھکا
معاملہ تو بہت سنگین ہے اور ایسی کچی بات نہیں کہ جسکا جو جی چاہے سو کرے کیونکہ
شہر کی قطع بگڑ جائے اور سڑکوں اور نہروں کی روش میں خلل واقع ہو وے چہ دھن کے
رخ تمام مکان اس ملک میں ہوتے ہیں اور دالان اور دالان اور دو سائبانوں اور کوٹھڑیوں
اور انگنائی اور باغ اور شکار و پیشے کے مکانات اور مودی خانہ اور نوشک خانہ اہم تمام
کارخانجات کے مکانات سب اپنے اپنے انداز سے وسیع اور استحکم بنتے ہیں اور ان کی
پشت پر مجلس کی بنا شاہراہ کے چیمپے کی طرف ہمیشہ ہوتی ہے تاکہ رٹڈیوں کے جہانکے اور

راہ گیر دن سے آگین لڑائے کی نوبت نہ پہنچے اور مردانے اور زنانے مکانات کے ہر چادر
 ایک اونچی دیوار کھینچی رہتی ہے اور تین ڈیہوڑیاں امیرون کے مکانات میں ہوتی ہیں اور
 صدر دروازے پر اکثر سنگ مرمر کے دو شیر بزرگ ہتھ میں دھن دالان میں امیر شست
 رکھتا ہے اور دوستوں کی ملاقات کرتا ہے وہ بہت سلیقے سے بھارتیہا ہے اور فضول
 اور بیہودہ کھفات کو وہاں گزر نہیں ہوتا اور اس کے بعد جو در دالان سے وہاں پر جن لوگوں
 سے بے تکلفی اور بارانہ ہوتا ہے ان کے ساتھ صحبت ہوتی ہے اور اس میں وہ بھی لوازم اور
 سامان رہتا ہے غرض محل مراکی آرائش کا حال معلوم نہیں ہے اس لیے کہ صاحب خانہ
 یا افونکی بی بی کے کسی عزیز کو بھی وہاں دخل نہیں ہوتا غرض انگنائی بہت وسیع ہوتی ہے
 اور دونوں کو بنے پردہ و مرمر کے حوض آب زلال سے طلب رہتے ہیں اور چچ میں ایک خیرہ
 بنایا کرتے اور او سپر لویا اور خوش رنگ پھولوں کے درخت بوسے میں وہ ہمیشہ پھولتے
 رہتے ہیں اور ہانی میں چھوٹی چھوٹی سٹہری روپلی اور لال اور سنہرے پھولیاں چھوٹی رہتی ہیں
 اور ایسی ملی ہوتی ہیں کہ آدمی کے ہاتھ سے غذا کرتی اور انگنائی کے درمیان جسکو خاندن
 کہنا چاہیے سنگ مرمر یا سنگ موسیٰ کے چوڑے چبوترے پر اقسام طرح کے لویا اور خوش
 پھولوں کی چنگیر رکھی رہتی ہیں اور دالان کے باہر دیواروں پر عشق چچا یا انگور کی سلیں
 قچیموں کے ٹھٹھر پھیلی رہتی ہیں اور ان کے چچ میں دیواروں کے طاقوں میں پھولوں
 کی بانڈیاں رکھی رہتی ہیں اور اکثر امیر خجروں میں خوش آواز اور خوش پرچریوں کو دیوار
 سے لٹکا دیتے ہیں اور انگنائی کی دونوں حدوں پر سر اور دوسرے وحشی جانوروں
 کو کٹھروں میں رکھتے ہیں اور بس انگنائی کو طے کر کے جب پہلے دالان میں پہنچے تو سبز
 اور کرسیاں اور الماریاں اور شست کے اسباب آبنوس اور صندل اور دوسری قیمتی لکڑیوں
 کے دکھائی دیتے ہیں اور ان میں سے بعض اپنے حسن ذات کے بسبب جلوہ گر رہتے ہیں
 اور بعض لکڑی ایسی شفاف ہوتی ہے کہ اس کی رگیں بھی معلوم ہوتی ہیں اور ساتھ ہی ان کے

استقد چمک کہ چہرے کے رونگٹے شک بخوبی نظر آتا ہے اور فرش پر گرمیوں میں پائیاں بھی تھیں ہیں اور جہازوں میں عمدہ عمدہ ٹمپن قالیوں کا رواج ہے اور جہاز و فائوس کی عوض کاغذ اور ابر کی قندیلیں ایسی خوش قطع اور خوب رنگ لگتی رہتی ہیں کہ پانچ ہزار کے شیشے کے جہاز پر لکھ دہائے کی نظر پہلے نہ پڑے گی مگر اوسپر کہ اوسکے جمال باکمال کی تعریف میں زبان بیان لال ہے چٹائی بجز پھول اور چڑیا اور اپنے معبودوں کی تصویر و نکلے دوسری نین لگائے مگر حکماء اور شعرا کے سپہ اور نصائح اور لطیف مضامین سپید سائن پرنیلی روشنائی سے لکھی ہوئی جا بجا ہینرہ تصویر دیواروں میں لٹکائے جاتے ہیں اور دالان میں دیوان اوس سپہ ماں کے درمیان ہر قوت چلتا ہے اور جہاز کو نے میں مرجان کے بڑے بڑے جہاز رکھے رہتے ہیں اور میزوں پر نیا کے عجائبات جمادات اور نباتات اور حیوانات کے اقسام سے قابل اہل غور کی دید کے چنے ہوئے ہوتے اور اہم اپنی حیثیت کے موافق تکلف صوفیانہ کرتے اور مکانات سنگین میں چٹے ہیں اور چونکہ خانیوں کو ہر طرح کی دستکاری میں کمال ہے بڑے بڑے اور دیر تھتے سنگ کے وہ اس صفائی سے ملائے ہیں کہ بعد نظر غور کے بھی تمیز نہیں ہوتی کہ جو کھان اور تختے سے تختہ پتھر کا کس جگہ ملا ہے اور اینٹ ایسی خوبصورت بناتے ہیں کہ صاحب شوق اور حسن پرست کے نزدیک ہٹی کو سونیکار تہہ ملتا ہے اور اینٹ کی دیوار تڑبڑ کر کے نقشہ ہائے گوناگون کے ساتھ اس طرح چہرہ نہاتے کہ دیکھنے والے کو حیرت ہوتی ہے کہ یہ سحر ہے یا نظر بند ہی ہے اور بے اہل یقین میں نہیں آتا کہ یہ سارا کارخانہ اینٹ کا کیا ہے اور یہ طرچہ اکثر گھر خالی اینٹ کے اندر سے باہر تعمیر ہوتے ہیں اور چونے کا علاقہ مطلق نہیں رہتا لیکن ایسا حسین ہوتا ہے کہ پتھر جھلکا رہا ہے غرض جسقدر وسیع اور پاکیزہ امر اور دنیا کے مکانات ہوتے ہیں اوسقدر غربا کی چھوٹیاں تنگ اور کفیف ہوتی ہیں اور شمال ملکوں کے دہاتوں میں غریبوں کے گھر اینٹ کی دیواروں اور پتھوں کی چاؤنی کے ہوتے ہیں اور جنگلاتان کے قریب جو موضع ہیں وہاں تختوں کے تمام مکانات بننے غرض پتھر کی نوہر جگہ پڑتی ہے ہر ملک کے

غریب و بھوری کیفیت ہوتے ہیں لیکن جب عادت طبیعت ثانی ہو جاتی ہے تو وہ لوگ بدون
 کراہیت کیفیت نہیں رہتے ہیں چنانچہ خاتین باوصف اسکے کہ زین اور معملی کے سرانجام
 افراد سے ہیں اور فردوری قلیل ہے لیکن اکثر عریضہ گھروں میں ایک ہی کو ٹھہری ہوتی ہے
 اور اسی میں زن و مرد اور لڑکے بالے اور سور بکرے اور گدھے اور دوسرے جانور خانہ
 پر ووسب ایک ساتھ ملے جلے رہتے ہیں اور غریبہا جڑے کو اس ترکیب سے کاٹتے ہیں کہ
 اپنے گھروں کے صحن کو اونچا بناتے لیکن نیچے خالی رکھتے ہیں اور انعام سرمایہ میدات
 لکڑیاں چن لاتے ہیں اور صحن کے نیچے جلائے اور اسی پر کھال بچھا کر شب کو سارے
 گھروالے ایک ساتھ سو رہتے ہیں اور گرمی اوس صحن کی ایسی ہوتی ہے کہ اوٹھنے کی احتیاج
 باقی نہیں رہتی اور صبح کو کھال اوٹھا کر چٹائی بچھاتے اور اسی پر تمام دن کھانا پینا اور نشست
 کرتے ہیں غرض لکڑی ہر وقت جنتی رہتی ہے اور دم بھر بچھے نہیں پاتی ہے اور اس عہد
 صحن کے سوا سا لکڑی مثل حمام ہر دن کے گرم رہتا ہے لیکن امیروں کے یہاں تھپڑ کے کوٹے
 انگلیشیوں میں سلگتے رہتے لیکن عیب یہی ہے کہ دھوئیں کے نکلنے کے لیے چھت سے
 کوئی راہ خائیوں نے نہیں نکالی اور اس باب میں انگریزوں نے اونکی حکمت کا دہنواؤں اور
 دیا اور دو کوش اس خوبی کے ساتھ نکالا کہ انگلیشی کی تمام کیفیت بے اذیت حاصل ہوتی ہے
 اور تعجب ہے کہ باوصف اس عمل وادراک کے خائیوں کو خود بسوجھی لیکن اسکے عوض باغ
 لگانا کیا نقشہ انگریزوں کو اوصخوں نے سکھلایا اور لاکھ لاکھ آفرین اونکی لطیف طبیعت
 اور نازک خیالی پر ہر صاحب شوق کو بھیجا چاہیے دریافت کرنا ضرور ہے کہ باغ علیا
 کرنے اور چمن لگانے کی غایت کیا ہے اور جب علت غائی اوسکی سمجھ میں آئی تو اولیوں
 کی خوبی خود بخود خاطر پذیر ہو جائیگی انسان کی جبلت میں تلون ہے اور آدمی کا حی طرح
 بطرح اور رنگ بزرگ چیزوں پر ہر وقت دوڑتا ہے اور اوسکی مثالیں دینی فضول ہیں کیونکہ
 جب یہ عادت خاص عام کی ہے اور کوئی شخص اس سے خالی نہیں تو اوسکا حال کھریکو

اپنے اپنے دل سے پوچھنے سے معلوم ہو گیا الغرض چونکہ فطرت نوع انسان میں یہ بات ہے کہ صحرائی جید کا اشتیاق شہری کے دل میں پیدا ہوتا ہے اور شہر کے دیکھنے کا شوق صحرائی کے دل میں جگہ پاتا ہے اور ان قسموں کے آدمی کو جب اپنی رغبت کی چیزیں حاصل ہوتی ہیں ان کی خواہشیں برآتی ہیں الغرض باغ کی بنا پہلے اسی سبب سے ہوئی کہ جہاں گل و سنبل و خور و نور وہاں قصداً اوسے پیدا کیجیے تاکہ صحرا اور شہر کی کیفیت یکدم فضا حاصل ہو سکے اور غایت باغ لگانے اور چین آرائی کرنے کی یہی ہے اور یہ غایت مرتبہ بصدقت تب ہی پہنچتی ہے جب صحرائی نقل مطابق اہل کے کیجاتی ہے اور چونکہ کمال چین کاری کا یہی ہے بیشک خنائوں کو اس بات میں سارے جہاں پر فوق دنیا چاہیے نہ تا یہ دعویٰ ثابت ہووے چند نکات ان کی چین کاری کے راقم کو بیان کرنے ضرور ہیں غرض اسی تاریخ میں آگے موقع سے اور کما ذکر بھی آچکا ہے اور اغلب کہ اس حقیر کے قدردانوں کی خاطر شریف میں رہا ہوا لاکھ زبان اردو میں میری تقریر ایسی سنیں کہ مضامین رنگین اور متین لفظاً و بلاغت ادا ہووین اور قابل یاد کے سمجھ جاوین غرض باوجودیکہ ختا کے باغات کا کچھ کہ کچھ حال برسبیل تذکرہ لکھا بھی جا چکا ہے اور اب جو تفصیل بیان میں آتا ہے تو اسی وجہ سے کہ ختا کی چین کاری کا بیان مثل قند مکہ کے ہے نہ ختامین ایک باغ حقیقت میں سجا ہوا اور آجکب آباد ہے اوسکی صورت حال لکھتے قلم تصویر رقم کیضحتا ہے تاکہ چین آرائی کی حقیقت معلوم ہووے نہ دین سن تن جو غنفلور کا رہنا اور دارالامارۃ چھپن کے سوا دہشہر میں واقع ہے اوس سے آراستہ ترفنفلور کے باغات میں دوسرا باغ سنہن ہے اور اوسکی صورت یہ ہے کہ جب اوسکی حد میں کوئی بھی پہنچتا ہے تو قیاس کرتا کہ دیہات شروع ہے اور میدان سنبل وسیع کے درمیان سے رہا نکلی ہیں اور جا بجا نشیب و فراز کی کیفیت دکھائی دیتی ہے اور بعد چند جگہ کے چوٹے چھوٹے ٹیلوں پر موسم کے پھولوں کے تختے کھلے ہوئے اور ان ٹیلوں کے دھنوں میں آب زلال کا بہن دیا کہ کوئی چارباغ قدم چڑا ایک کے پیٹھ سے بہتا ہوا آتا ہے

اور دوسرے کے دامن سے بٹا جاتا ہے اور ایک خط یا سمین کی طرح نظر آتا اور اوپر کی
 رُو لکھاتی اور بل کرتی ہوئی ایسی ہوتی ہے کہ طبعی معلوم ہوتی ہے غرض جب اس کے آگے
 ٹپ ہے تو بلند بلند درخت ہر طرح کے میوے کے جا بجا اون ٹیلوں کے چھچھے نظر آتے ہیں
 اور ان کے درمیان سے چوڑی سی نہر بہتی ہے جس پر آبی نباتات کی بیلین پھیلی دکھائی دیتی
 اور اس نہر کو مہر کے ایک پل سے طے کر کے جب آگے چلے تو ریت کا میدان ملتا ہے
 اور جا بجا کیٹیل اور ببول کے درخت اور چنمہ آب زلال کا ایسا دکھائی دیتا ہے کہ دشت عرب
 اور افریقہ جس نے دیکھا یا اسکا حال سنا ہے اسی یاد آتا ہے کہ اونہیں جگہوں کا کیٹیل
 ہے اور اس سے طے کر کے جب قدم اٹھا تو سنہرا اور پھولوں کا تختہ اور ہر ٹیلے پر ایک بنگلہ
 خوبصورت لکڑی یا اینٹ کا بنا اور رنگ رنگ کی کھیر یوں سے چھایا اور اندر بہت نکھ
 سے سجادفتہ سامنے آتا ہے اور جب آگے ٹپ ہے جھیل اور تالاب آبی نباتات سے بھر
 گونا گوں پھولوں سے لدے دکھائی دیتے اور ان کے کندے کی سرکون پر ہر رنگ کے
 پتھر کی لنگڑیاں بھی اور بے ساختگی کی آراستی سے سجی ہوئی نظر آتی ہیں اور درمیان
 بعض بعض جھیلوں کے پتھر کے ٹکڑے اور جزیرے جیسے صندل لکڑی کے بنگلے بنے
 ہوئے ہیں اور جب اس کیفیت کو دیکھا آگے چلے دفتہ سنگی پہاڑوں کی قطار اور نہروں
 آبشار اور نہر سے زمین کی طرف زور و شور کے ساتھ جاری دیکھنے میں آئے اور آبشار
 کی نہر میں دھن کسار سے نکلی ہیں اور لہجہ اور لطمہ کی کیفیت اون نہروں میں حاصل
 ہونیکے لیے بڑے بڑے ٹکڑے پتھر کے کنارے کنارے ایسے موقع سے جمائے گئے
 ہیں کہ پانی جو میں اوپر سے کرتا اور بہتہ نکلتا ہے تو اون پتھروں کا ایسا ٹکڑا کھاتا ہے کہ گوج
 ماتا اور گرداب اور جھوڑ ہوتا اور امٹتا آملتا اور بل کر چلتا ہے اوسو اسکے تمام کنارے
 کنارے چھوٹے بڑے پتھر اس انداز سے ڈال دیئے گئے ہیں کہ وہ نہر میں لاریب مثل
 بھاری ندیوں کے تیزی اور زور و شور سے بہتی ہیں اور اس کے آگے جب

تجربے تو بہارتی کی کیفیت نظر آتی اور وحشی جانور ہرن کی قسم سے وہاں اسطور پر دیکھنے میں
 آتے ہیں کہ خوبصورت پھولوں کی چھوٹی چھوٹی جھوڑوں کے بیچ میں وہ کھیلے پھرتے اور
 نرم نرم دو ب کو چرتے ہیں اور اوسکے بعد جب آگے بڑھے تو سنہرے اور بلند ٹیلے جیسے انواع
 و اقسام کے پھولوں کے تختے کھلے اور چوٹیوں پر مرمر اور صندل کے پرتکلف تنکے بنے دکھائی
 دیتے ہیں اور ٹیلوں کے نیچے سے ایک چوڑی گہری نہر بہتی ہوئی اور ہر ایک ٹیلے کے گرد
 گھومتی اور بعض کو ادھر سے اور بعض کو ادھر سے اپنے پیٹے میں گھیرتی ہوئی اور تر سے
 دکھن کی طرف جاری نظر آتی ہے اور بعد اوسکے جب باغ کے بیچ میں پونچھے تو ایک تالاب
 وسیع بلکہ ایک جھیل کو سبھر کے پاٹ کی ایک جانب کو ہے جس میں باغ کی تمام نہروں کا پانی
 پڑتا اور اوسکے بیچ میں ایک صنعتی پہاڑ بہت کارگیری سے بنا ہوا ہے اور اوسکے اوپر ایک
 ننگلہ واقع ہے کہ جسکی طیاری کا حال بیان کرنیکی قدرت زبان انسان کو نہیں ہے اور اس
 تالاب کے چاروں گرد عمارتیں خوش رنگ اینٹ اور گونا گوں مرمر کی قطار سے بنی ہوئی
 ہیں جس میں فغفور جب اس باغکی سیر کو آتا ہے اپنی محال یوں کو لیکر رہتا ہے اور ان عمارتوں
 کے باہر اور بھتیر کی طیاری اور آرائش جس نے دلیلی اوسکی زبان سے یہی بات بے ساختہ
 نکلی کہ لاریب یہ قابل ہفت اقلیم کے بادشاہ کی بود و باش کے ہے اور ان عمارتوں کی
 پشت پر ٹیلے ہیں جیسے مسوجات کے درخت اور پھولوں کی کیاریاں اور روشیں اور متناہیا
 شب ماہ میں بیٹھنے کے لیے بنی ہوئی ہیں اور انہیں ٹیلوں کے بعد ایک شہر کی نقل ہے
 جس میں مکانات اور شرکین اور دوکانیں اور چوک اور بازار اور گلی کوچے اور چاروں طرف
 شہر بناوہ کی دیواریں کھینچی ہوئی ہیں اور دروازے اور ڈیوٹیاں بنی ہوئی سب ہو بہو صل
 شہر کے طرح ہے غرض قلیل انداز اور تھوڑی وسعت پر یہ نقل بنی ہوئی ہے اور یہ نقشہ
 اس لیے تیار ہوا کہ محل کی عورتیں صل شہر کا حال دریافت کریں اور جس روز ان لوگوں کا
 جی چاہتا ہے کہ محل شہر کی خرید و فروخت اور آبادی کی نقل کر دین تو خواجہ سردار محل

حکم ہوتا ہے اور سے ہر شے اور ہر فن کے آدمیوں کا لباس اور آلات لیکر اسی شہر میں
 جاتے اور بعض دوکان لگاتے اور بعض خواہے سر پر کھ کے گلی گلی بیچتے پھرتے ہیں اور
 بعض لوہار یا سار یا چار کا کارخانہ کرتے اور اپنے اپنے پیشوں میں مشغول ہوتے ہیں اور
 اور ہر دیکھیے تو وہ شخص لڑائی کرتے اور پکڑے جاتے اور ماڈرین کے سامنے مار کھاتے
 ہیں اور اور خیال کیجیے تو برات چلی جاتی ہے اور دوسری جانب سے تابوت کو قبر گاہ
 کی طرف ساتھ جلوس کے لیے جاتے ہیں غرض ہر طور سے اصل شہر کے سارے کارخانے
 کی نقل ومان کرتے ہیں اور اوس بازار مصنوعی میں غفور کے محل کی مستورات سودا خیز
 اور دیکھتی پھرتی ہیں اور جس شب کو غفور کے جی میں آتا ہے کہ تمام باغ میں رشونی ہو
 اور آتش بازی چوٹے تب یہ حال عجب کیفیت کا ہوتا ہے کہ تحریر و تقریر سے باہر ہے
 کیونکہ رنگ و رنگ کی رشونی اور آتش بازی کی ساخت جو خائفی جانتے ہیں اس کا سولہواں
 حصہ سارے عالم میں کسی قوم کو نہیں معلوم ہے اور جب غفور کی فرمایش سے رشونی اور
 آتش بازی کی طیاری ہوتی ہے تب اس کے بنانے والے اپنی تمام کاریگری صرف کرتے ہیں
 اور اوس تالاب کے نیچے میں غفور متیہ کے کیفیت دیکھتے ہیں اقصیہ تالاب اور عاتین
 میں من میں کے باغ کے بیچ بیچ میں ہیں اور اقم نے اوس باغ کے فقط ایک کو نیکیا
 لکھا ہے غرض چاروں طرف سے ویسے ہی صورت ہے کہ کہیں صحرا اور چشمہ اور کہیں
 سبزہ اور ٹیلا اور کہیں دشت اور کہیں کہسار اور آتشبار اور ندی اور نالہ سب ساختہ اور
 کہیں نیچے اور پھولوں کے تختے کی کیفیت ملتی ہے اور جو کمال اور غایت حسن لڑائی
 کی ہے اسے ختامیوں نے حاصل کیا ہے اور جتنے بڑے باغ ختامین ہیں سب میں
 یہی کیفیت مطابق ہر ایک کے عرصے اور وسعت کے ہے اور نقل طبعی کی ایسی ہی
 بے ساختگی سے کیجاتی ہے کہ روح کو دمان جانے سے فرحت ہوتی ہے لیکن مبالغہ
 کثیر خرج ہوتے اور مدت مدید گز جاتی ہے تب ایسے ایسے باغ بنے ہیں چنانچہ

ین من میں کا باغ پچاس برس میں طیار ہوا اور صرف زر کس قدر ہوا معلوم نہیں غرض ایک
 حساب ہے کہ اوس سے ایک شتمہ سمجھ میں آسکتا ہے اور وہ یہ کہ دو سو تھکے اس باغ میں ہیں
 اور ہر ایک کے اندر اور باہر کی طیاری میں پچیس پچیس لاکھ روپیہ خرچ کیا گیا ہے اور اسکے علاوہ
 نہرو تالاب سب کے گھوڑے اور ہزاروں مرسر کے پل بنائے اور نیلا اور بہار اوٹھانے اور
 نشیب فرار کرنے اور سبزہ اور پھول لگانے اور دشتوں میں ریت بچھانے اور دوسرے
 کارخانے میں واعداء علم کتنے پدم روپے صرف ہوئے ہیں بلکہ تاتار کے عہد دولت
 میں باغات کا خرچ بہت کم ہوا اور نہ اصلی خدائی جب اپنے ملک پر قابض تھے اس خرچ
 سے جو بیان ہوا دونا سو گونہ آرائش باغ میں کیا جاتا تھا چنانچہ فغفور نیٹی جس کا سن جلوس
 چھ سو پانچ سیحی ہے اوسنے اپنے باغ میں ایک جھیل دو کوس کے دو میں بنوائی اور اس کے
 کنارے کنارے قطار پہاڑوں کی پونے دو سو کن اونچی اور اون کی چوٹیوں پر ایسے عالیشان
 مکانات بنوائے کہ دس ہزار کمرے اون میں تھے اور ہر ایک کمرے کی آرائش جدا جدا اور
 ہر ایک کی طیاری لاکھ روپے کی تھی اور اون میں رنڈیوں کو لیکر عیش کرتا تھا اور ادنیٰ
 سی ایک بات یہ ہے کہ جب گھوڑے پر سوار ہو کر باغ کی سیر کے لیے محل سے نکلتا تھا تو
 دو ہزار چوکر یاں جمیلہ اور خوش آواز مردانہ لباس پہن کے اوسکے جلوس میں گھوڑوں پر
 سوار اور نشاط کے ساز ہاتھوں میں لیے گاتی بجاتی ساتھ زنبہین تھیں اور علی ہذا القیاس
 جب کشتیوں میں اوس جھیل پر پھرتا تو وہی رنڈیاں اپنی پوشاک بچھنے تالی سر سے گاتی
 بجاتی کشتیاں کھین تھیں غرض اس فغفور نے عیش میں جو کچھ برباد کیا اسی ایک نکتے
 سے قیاس کیا جائیے کہ موسم خزان کا جب شروع ہوتا تھا تو سارے باغ کے درختوں میں
 رشیم کی پتیاں بنتی تھیں تاکہ جب اصلی پتیاں جھڑ جائیں تو ڈالی ننگی نہ رہیں اور سبز پیاؤ
 یہ تھا کہ جس پتے یا پھول میں اصلی جو بوسہ ہوا تھا قفل میں بھی وہی بوسہ صالح اور عطر سے دجاتی
 تھی تاکہ ہوا کے ساتھ آگے کی طرح خوشبو آوے اور فرق نہ ہوے اور ہر ایک کیفیت

ہمیشہ رہے غرض اسنا خراج فضول کسی مغفور نے نہیں کیا لیکن شوق باغات کا چڑکھتا
 کے لوگوں کی جبلت میں ہے اس سبب سے شہنشاہوں نے کم و بیش اوسکو نبایا ہے
 اور بعد اس طول بیانی اور زیادہ گوئی کے اغلب ہے کہ راقم کے قدردانوں نے اوسکے قول
 کو بجا سمجھا کہ باغات کے درست کرنے اور چمن آرائی کی ترکیب مثل ختائیوں کے رجیم کے
 زمین پر کسی قوم کو حاصل نہیں اور یہ تو کل کی بات ہے کہ انگریزوں نے ختایں جاکر وہاں
 چمن کاری اور باغ آرائی اوسیکہ کرکچ کرچہ اپنے ملک میں رواج کیا اور اہل فرانس نے
 انگریزوں کی پیروی اس بات میں کی ہے * * * * *

چودھواں باب

علوم اور حکمت ختا کے بیان میں

حکماء ختا نے قدیم سے علم موجودات اپنے طور پر نکالا ہے یعنی جس طرح سب قہم اور
 ملت کے دانشمندان نے اپنے نزدیک جو جہیں اس بات میں معقول سمجھی ہیں بیان
 کی ہیں اوس طرح ختا کے فیلسوفوں نے بھی اپنی رائے کو ساتھ دلائل کے جواو کی
 دانست میں کامل ہیں خاص کیا ہے لیکن چونکہ فن تاریخ کو بحث حکمت سے کچھ علاقہ
 نہیں ہے ماحی کلام کو زیادہ طول اسمقام پر نہیں دے سکتا غرض و ایک شے بیان
 کرتا ہے تا اس تاریخ کی سیر کرنے والوں کو محض لاعلمی اس باب میں نہ رہے * تمام موجودات
 کی بنا بقول اوسکے ابطور پر ہوئی ہے کہ خدا نے جب چاہا کہ کائنات کو موجود کرے تو مادے
 پر اوس نے سانس کھینچ کر پھونک دیا اور مٹا اوس حرکت کے ساتھ ہی مادے نے جوش کھایا
 اور دوشے اوس سے پیدا ہوئے غرض اکیلا اپنی ذات سے متحرک اور دوسری محض ساکن
 بعد اوسکے اوس کا سیاز بے نیاز نے دونوں سے کو خیر کیا اور جب پھر اوس پر دم کو پھونکا
 تو تین خیرین پیدا ہوئے یعنی فلک اور زمین اور زئی و مرد انسان اور یہی سب باعث
 تمام موجودات کے اس طرح ہیں کہ ملک کو قوت فاعلی اور زمین کو قوت انفعالی حاصل

اور سوا انسان کے جس قدر نفس حیوانی اور نفس نباتی اور جمادی کی پیدائش ہوتی ہے ان دونوں کی سازش سے وقوع میں آتی ہے اور آدمی نے بھی علیٰ ہذا القیاس اپنی نوع کو شروع کیا اور وہی سلسلہ چلا جاتا ہے لیکن پروردگار کا بھی وجود اس کا رخا نہ کائنات کی بقا کے واسطے چاہیے اور بے اوسکے دم مارنے کے مادہ ساکن کو حرکت نہیں ہوتی غرض اسی انداز کی تقریر حکماءے خنکی اس بات کی اثبات میں ہے لیکن ایک فرقہ فیلسوفوں کا بھی گذر ہے کہ وہ دہریہ ہیں اور وجود واجب الوجود کا انکار کرتے ہیں مگر ان کی تقریر محض اور مجمع معنی ہے جس طرح سے مخلوق کی ہوتی ہے اور اوسکا بیان تصنیع اوقات کرتا ہے اور قابل تھا کے بھی نہیں ہے القصہ علم موجودات کا ایک نکتہ مطابق خنکی حکماء کی تحقیق کے راقم نے عرض کیا اب ایک ایک شئہ او کی حکمت فطری اور دوسرے علوم کا اس باب میں داخل کرنا ضرور ہے تاکہ حکمت چمن و حجت بنکالہ کی جو مثل مشہور ہے اوسکی وجہ تسمیہ معلوم ہو سکے غرض حکمت چمن کی جیسی بنیاد پرسی تھی اگر ویسی ہی برابر جاری رہتی تو قریب قیاس کے ہے کہ اندون اوسکو وہی رونق ہوتی کہ جواب حکمت فرنگستان کو ہوئی ہے اور روز بروز زیادہ بڑھتی ہے یہاں تک کہ جب خطا اور اخبار اوس ملک کی منہدین پونہچتی ہیں تو یک نہ ایک نئی ایجاد کی بات ہمیشہ سچے میں آتی ہے غرض حکمت خنکی ایک ہی جگہ کو پھونکے سے فخر کی باقی ہے کہ کئی چیزوں کی ایجاد وہاں ہوئی اور اوسکی ترکیبیں اور ملکوں نے اونسے سیکھی ہیں علم ریاضی کے سب اصول سے و سے قدیم سے واقف ہیں علم ہند اور حساب اور موسیقی سب کی معرفت اور نہیں ہی ہے اور علم ریاضی کے کئی فروع کے بھی یہ کامل ہوئے اور خصوصاً علم جبر افعال و نیرنگات میں کمال حاصل ہوا اگر علم جبر افعال اور جبر الماریے ابکشی کے نکتے اور اسرار یہ لوگ انگریزوں کی سی فصاحت اور بلاغت اور اوتار سے نہیں بیان کرتے لیکن غایت اذ کیفیت اول علموں کی سید طور سے ویسے ہی حاصل کی اور کوئی تیسری دلیل ان کی حکمت کی منوتی تو دیو اختا اور

بڑی نمر جو پہونینے شہنشاہ کا دریا کہلاتا ہے انہیں دونوں کی ساخت کا بیان کافی تھا
 کیونکہ انسان کے کارخانے میں ایسی کوئی چیز کبھی نہیں بنی ہے اور دونوں کی بزرگی اور
 دشواری جب ملاحظہ سے گذرتی ہے تو قیاس کبھی اس بات کا متفق نہیں ہوتا کہ انسان
 نے اسے بنایا ہے اور قدرت کاملہ الہی پر گمان لاتا ہے اور ڈاکٹر سمیل جانسن صاحب
 جو انگریزوں میں فاضل متبحر اور کامل عصر اور منشی گری اور تجربہ کاری میں یکتا ہے روزگار تھا
 اوسکا قول یہ ہے کہ اگر کوئی فخر سے کہے کہ اوسکے دادا نے دیوار ختا کو دیکھا ہے تو اوسکی
 بزرگی بجا ہے الغرض یہ دیوار قریب آٹھ سو کوس کی لابی ہے اور سرحد ختا اور تاتار پر
 واقع ہے اور وجہ اوسکی طیاری کی یہ ہوئی کہ جب قوم تاتار نے اوسط طرف سے بار بار پوش
 کر کے ختائیوں کو سخت عاجز کیا اور کوئی تدبیر انکو مضطح کرنے کی نہیں سوچی تب اس دیوار کی
 بنا کی گئی اور غنچو چنگ داٹی نے دوسو چالیس برس قبل حضرت عیسیٰ کے اسے شروع کیا
 اور عرصہ قلیل یعنی صرف پانچ برس میں یہ تمام ہوئی اور حال اوسکا یہ ہے کہ نہ پھاڑ نہ دریا
 کوئی مانع اوسکی ساخت کا ہوا اور آٹھ سو کوس تک جو موانع سامنے آئے سب کو دفع کرتی
 ہوئی یہ دیوار اپنی منزل مقصود تک پہنچی ہے اور کئی مقام پر آدہ آدہ کوس کے اونچے
 پھاڑوں کی چوٹی پر سے یہ دیوار کھینچی ہوئی ہے اور بعض جگہ بڑے بڑے دریا پر پلوں
 کے اوپر سے یہ گئی ہے اور زیادہ تکلف یہ ہے کہ سمندر کے چھ سے شروع اس طرح ہوئی
 ہے کہ صدا جہاز پتھروں سے لہرے ہوئے ڈبا دیئے گئے اور اوسپر اوسکی بنیاد قائم ہوئی
 ہے اور آٹھ سے کوس تک تیس گز اونچی اور سجدہ چوڑی ہے کہ چہ سوار پلو بہ پلو فرات
 سے اوسپر گھوڑا دوڑا سکتے ہیں اور سو سو قدم پر دو منزلہ اور سو منزلہ برج بنے ہوئے ہیں
 اور جب تک کہ تاتاریوں نے اپنی دولت کی بنا خاتین نہیں ڈالی تھی تب تک ہزاروں ہیں
 اونپر خربہ رہتی تھیں اور دس لاکھ فوجوں کی تقسیم تمام برجوں میں تھی غرض جب تھکا
 نگی سے وہی لوگ جنگی یورش کے سبب سے یہ دیوار بنی تھی ختا کے مالک ہوسے تب

دہان کی فوج موقوف ہوئی اور برج اور دیوار بے مرمت رہنے لگی مگر کئی باتیں عجیب و غریب
 اس دیوار کی ساخت میں ہوئیں کہ ختائیوں کی حکمت اور قدرت اور متعل مزاجی کی دلیلین
 میں چنانچہ اول یہ کہ ہماری کسرا انجام اور بڑے بڑے تختے پتھروں کے ان لوگوں نے
 آدہ آدہ کوس کے بلند پہاڑوں پر پہنچائے جہاں چڑھنے کا کوئی سہارا نہیں معلوم ہوتا اور
 کہ اسے کی بلندی ایسی ہے کہ آدمی کی چڑھائی لامکن نظر آتی ہے اور دوسری بات تعجب انگیز
 ہے کہ سمندر میں جہاں تمام کم اور جوش و خروش بجز خار کا زیادہ ہے وہاں کسطرح سے نیو
 ڈالی گئی کہ دوسرا برس سے ہلی نہیں باوجودیکہ ختا کے سمندر میں ایسا طوفان دس میں دفع
 ہر سال میں آتا ہے کہ صدمہ جہاز اور تخمیناً بارہ چودہ ہزار آدمی سالانہ انہیں طوفانوں میں
 ہلاک ہوتے ہیں اور زور و شور ہوا کا ایسا ہوتا ہے کہ ایک انگریز نامدا بہت شجرہ کا راجھٹمند
 کا بیان اسطور پر ہے کہ اگر یہ ممکن ہوتا کہ ایک ہی جہاز کی گھٹی پر دس ہزار کرنا اور دس ہزار
 نقارے دفعۃً بجائے جاتے تو اسی جہاز کے پتوار پر سوا طوفان کے غل اور شور کے اون
 کو ناتون کی آواز کوئی شخص نہیں سن سکتا الغرض جس سمندر میں ہر سال دس میں مرتبہ یہ قیامت
 برپا ہوا وہیں اس دیوار کا قیام عجائبات سے ہے تیسری بات یہ کہ باوصفیکہ آدھی خلقت
 سے زیادہ اوکی طیاری میں مطابق فرمان کے ہر وقت حاضر رہتی تھی لیکن پانچ برس کے قلیل
 عرصے میں اس دیوار کا تمام ہونا تعجبات سے ہے کیونکہ جب ایک انگریز سیاح نے حساب
 کیا تو دیکھا کہ اس دیوار کی فقط برجوں کی ساخت میں اس قدر اسباب معماری کا صرف ہوا ہے
 کہ تمام انگلستان کی ہر طرح کی عمارتوں میں جو خرچ ہوا ہے شاید اس کے مقابلے میں بہت کم
 ٹھیکہ اور منصفی شرط ہے کہ تمام دیوار میں کس قدر اسباب صرف ہوا ہو گا اور چوتھی بات حیرت
 افزا یہ ہے کہ جس ناکے پر پہنچنی ہے وہاں سے منزلوں تک نہ لپتی نہ انسان کی نشانی
 تھی اور آٹھ سے کوس تک نقطہ صحرا اور کوہستان اور جنگل تھا اور وہاں پر اس کا رخاٹنے
 کے لیے لازم ہوا ہو گا کہ سیکڑوں کوس سے مزدوروں اور کاریگروں کے لیے رسد اور دیوار

کیواسطے سرانجام آوے اور اس وجہ سے تشکلیں وہ گونی ہوئی ہونگی لیکن ختائیوں کی حکمت اور عقل اور ثابت قدمی سب موانع پر غالب ہوئی اور ایک نشانی ایسی رہ گئی ہے کہ وہ زمین پر کوئی یادگار انسان کی اولوالعزمی کا اسکے مقابلے میں نہیں ہے بجز اوس نہر بزرگ کے جو ختائین تین سے بیس کوس تک بنائی گئی ہے اور جسکے لیے قبل خان خلیج کے پوتے کی عقل اور ختائیوں کے علم اور ثابت قدمی پر لاکھ لاکھ درود بھیجا مقتضائے انصاف ہے اوسکی صورت یہ ہے کہ جب کوئی پہاڑ نہر کی راہ میں ملا تو سطح آب کے برابر تراشا گیا اور جہاں جھیل اور تالاب آیا تو کاریگروں نے اوسے پاٹ دیا اور زمین کو رختہ کر کے دونوں پہلو پر لپٹے باندہ کر نہر کو اپنی منزل مقصود کی طرف جاری ہونگی صورت پیدا کر دی ہے اور بعض جگہ جہاں نہر لوں زمین کو بذاتہ زیادہ نشیب تھی وہاں نہر کی بنیاد سچہ اور سکیڑوں ماتہ بلند اوٹھائی گئی ہے اور شتوں کے سبب سے نہر بہتی ہے اور مطلق سطح آب کو کوئی پستی تین سے بیس کوس تک کہیں نہیں ہے باوجودیکہ اس عرصے میں زمین کی پستی اور بلندی سے صد ہا جگہ موانع پیدا ہوئے ہیں غرض یہ سب تو کمال ادھون نے کیا ہے لیکن زیادہ حیرت کا مقام وہ ہے جہاں ٹبری پڑائی گہری جھیلیں دس اور بارہ اور پندرہ کوس کے طول اور عرض میں ملتی ہیں اور اونکے سبب سے اس نہر کو ختائی کاریگر سب لینگے ہیں اور قعر جھیل میں سنگین تلے وال کے وہاں سے کشتی اوٹھائی ہے اور جھیل کی سطح آب سے وہ کئی بام بلند ہے اور اوسپر دو بغلی پستی باندہ کے نہر دوڑائی ہے الغرض اگر اس نہر کی وسعت کم ہوتی تو اسقدر حیرت نہوتی لیکن اوسکا نام ہی فقط نہر ہے والا مثل بھر ہے اور شہر دن کے قریب جہاں ٹبری تجارت گاہ ہے وہاں یہ نہر نہر اگر چوڑی ہے غرض برابر تین سو بیس کوس تک اتنی وسعت ہے کہ ہندوستانی سوٹیلے چلو بہ پہلو اوس سے گذر کریں تو آپس میں ٹھوکر کھائیں القصہ غور کیا جاوے کہ کس محنت اور حکمت کا یہ کام تھا ختائیوں سے انجام ہوا اور دیوار ختائیوں نہر ختائیوں برابر ہی میں دوسری صنعتیں انسان کی کیا مقابلہ کر سکتی

اور یہ دلیل رہ گئی کہ علم ریاضی اور خصوص جراثعال اور علم آب روانی کے یہ لوگ ہزاروں برس
 مالک ہیں ہندس یہ ہمیشہ سے ہیں اور بعض فاضلون کا گمان قوی ہے کہ شکت متساوی ضلع
 کی شکل حکیم فیثاغورث نے ختا کے ہندسون سے سیکھی تھی اور جب سیر و سیاحت سے فرصت
 کو کے یونان کو پہنچ گیا تو اپنے تلامیذ کو سکھلایا اور چونکہ اپنی ایجاد مشہور کی خود اسکو شہر شلی
 اور اپنا نام جدیدہ عالم پر اسنے لکھوایا اور بعض کالموں کا گمان ہے کہ ملک مصر میں حکیم مذکور
 نے ہندسے کی اس شکل کو دریافت کیا کیونکہ وہاں فیثاغورث نے چندے درس حکماء مصر
 سے لیا تھا اور مصر میں ہندسے کا چہرہ چاڑھا تھا اور رودیل کی سیلابی کو باعث اس علم کی
 ایجاد کا بیان کرتے ہیں الفرض ان روایتوں میں اگر پہلی کو نادرست فرض کیجے تو بھی ختامین ہند
 کے وجود کی بحالت ثابت نہیں ہوگی کیونکہ ہر چہ تباہ شدہ چیز کے مرقوم نگویند چیز باہر اور
 بیشک ختامین اس علم کا زیادہ رواج تھا تب ہی ان فاضلون نے یہاں تک گمان کیا ہے
 کہ حکیم فیثاغورث کے سے شخص کو وہاں سے کچھ حاصل ہوا تھا علیٰ نذا القیاس علم ہیئت میں
 بھی ختائی قدیم سے کامل تھے اور کرہ ساوی کی شکل جیسے کو اکب ثوابت و سیارہ اور تمام تعلقات
 آسمانی کے مقاموں کا نشان تھا انفعوشن نے چارہزار ایک سے ایک برس ہوئے کہ بنوایا
 اور یہاں تک صحیح اسوقت کے حساب کسوف اور خسوف اور گردش کو اکب کے تھے
 کہ تین ہزار برس کے حساب کو جو فرنگستان کے ریاضی دانوں نے بالفعل دیکھا اور اپنے
 حساب سے مقابلہ کیا تو مطلق فرق نہ پایا اور یہ کیسی ٹبری دلیل ختائیوں کی عقل اور ادراک کی
 بے کفریہ اور ان آلات ستارہ بینی کے جواب ہیں کہ جسکی مدد اور سبب سے ہیئت کے حساب
 درستگی اور آسانی سے ہوتے ہیں اور لوگوں نے بغیر ان مددوں کے یہ کوشش اور
 لیاقت بہم پہنچائی تھی اور فرنگستانی حکماء اور مورخوں نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ علم ہیئت
 کو جو روفی ختامین تھی کسی قدیم ملک میں نہ ہوئی اور اغلب ہے کہ جس طرح سے ہیئت وہاں
 جاوہر ہوئی اگر ہمیشہ اسکی ترقی کی فکر ختائیوں کو رہتی تو آج کے روز فرنگستان میں بھی وہ بت

جست و جست نہ حاصل ہوتی جو اس ملک کی گلی گلی جاری ہوتی لیکن چون کہ حکماء نے خیال کا
قول اور نصیحت ہے کہ حکمت نظری سے جب اپنا مطلب حاصل ہو تو صرف واسطے اظہار اور
کے زیادہ غور کرنا محض تصنیع اوقات ہے اس کے عوض حکمت علمی کی طرف جہت رسید میلان طبیعت
ہو مفید ہے اس لیے خانیوں نے عمل ہیئت میں زیادہ فکر نہیں کی ہے اور جب کسوف اور
حسوف اور منطقہ البروج اور منطقہ محرقہ اور معتدلہ اور مہرودہ اور خط نصف النهار اور
سبعہ سیارہ کی گردش وغیرہ افکی دریافت میں آئی زیادہ فکر اونہوں نے لا حاصل سکے کچھ نہ
فقط تقویم کی دستی اونہیں منظور تھی تاکہ پر ب عیدوں کے اوپر ستشون کے دن چاند گن
اور سورج گن اور شادی بیاہ کی سکھ لگن وغیرہ ٹھہرائے جائیں اور اجرام فلکی کے مقامات
دریافت میں آدین اور سوا اتنی معرفت کے علم ہیئت کو بہ صرف سمجھا اور عوض زیادہ کیا
علم ہوا یعنی ہوا کے تولنے اور غور کرنے اور ترتیب اور خواص جاننے کی معرفت جس سے
متعلق ہے اس کی بھی دانست خانیوں کو قدیم سے ہے اور غبارے کی بنا انہیں سے
ہے چنانچہ روایت معتد ہے کہ بعض قدیم مغفوروں نے غبارے پر بیٹھ کر ایک شہر سے
دوسرے شہر تک سفر ہوا کیا اور کانے بجانے والوں کو ساتھ لیکر شب کو چوچر چا ہوا پر
پھیلایا تو ایک ہوا ایسی بندہ گئی کہ خلق امتد سمجھی کہ ارواحین الہمیں رنگ یلیان مجاہدین
اور خوشیاں کرتی ہیں اگر بالفرض کئی تاریخ معتدین بھی اسکا ذکر نہ تو قیاس سے بعید
تسین کیونکہ بالفعل انگریزوں نے قصہ ایک جازنبا نے کا کیا ہے جو ہوا پر ایک ملک سے
دوسرے ملک تک جایا کرے علم کیمیا گری یعنی دہاتون کے گلانے اور خالص نبانے
اور تمام مرکبات ارضی کے اجزاء کے جدا کرنے کا علم ہی خانیوں کو ہمیشہ سے اچھی طرح معلوم
ہے حالانکہ فرنگستانوں نے جو اس میں کوششیں اور بالفعل ایجادیں کیں ہیں اس کے برابر
کا ایک حصہ اونہوں نے نہیں حاصل کیا عرض اتنی معرفت اس علم کی اونہیں ہمیشہ سے
تھی کہ باروت کو پہلے خانیوں نے ایجاد کیا اور اغلب ہے کہ اونہیں کا کوئی نسخہ غیر ملکی نہ

نے پایا اور وطن میں جا کر اوسکی ایجاد کی نسبت اپنی طرف منسوب کی اور سوا باروت کے لکھنے کی روشنائی بھی انہیں لوگوں میں پہلے ایسی شفاف اور بیدار اور روشن بنی کہ باوجود علوم اور صنعت انگریزی کے ویسی چیز نہ ملے علاوہ اسکے چینی باسن کی ایجاد انہیں سے ہے اور اگر علم کیمیا گری سے انہیں کما حقہ آگاہی نہ ہوتی باسنوں کی مینا کاری آگ پر کیونکر ٹھہرتی اور انہیں جل کے اس شغافنی اور نزاکت کے ساتھ باقی رہتی اور علی ہذا القیاس سیکڑوں فلزی نیز ایسی اونکی ایجاد سے ہیں کہ ہر ایک کا وجود دلیل کامل ہے کہ جسقدر اون لوگوں کو قدیم میں اس علم کی معرفت تھی یونانیوں اور مصریوں کو اوسکی چوتھائی نہ تھی یہ جب طرے علم ادب اور شاعری اور تاریخ دانی اور حکمت عملی کی قدر کی جاتی ہے افسوس ہزار افسوس کہ اس قدر کا نصیب بھی صنعت کے حصے میں نہ آیا اور خانیوں کے ذہن انتہائی کو امید انعام و اکرام کی نہ دینی اور کیمیا گری جیسی حکمی تھی ترقی نہ پائی غرض اس ناقدری پر بھی مہوسوں نے اپنے فائدے کے لیے اوسکا چرچا ایسا بڑا کیا کہ سیکڑوں نادانوں کو دام فریب میں پھنسا یا اور غربا مسکین کو سونے چاندی کی طرف متوجہ کر کے قرار واقعی لوٹا اور امر اور فقہوروں میں اکیس لاکھ روپے پھیلایا اور صد ہائے مال کے سوا جان بھی گنوائی اور اکیس لاکھ حقیقت میں کھائی کیونکہ عدم جو گویا تو دہین رہے اور ہمیشہ کے واسطے قیام کیا اس تاریخ کی دوسری جلد میں جو انشاء اللہ تعالیٰ سال آئندہ میں چھپے گی اوسمیں بہت سی نقلیں راقم نے لکھی ہیں اس سبب سے کہ کئی غفور اسمیں موسے لیکن یہ گھرا نا مانچو تا تار کا جو ایک سی سیاسی برس سے ختم کا ایک ہے ان لوگوں نے اس مکاری پر مطلق خیال نہیں کیا اور اکیس لاکھ کھاکے اپنے کو کسی نے تمام نکلیا غرض مہوسی کا شوق خانیوں کو باقی ہے اور مکاروں کے دام میں اب بھی نہ راروں اسحق پھنستے ہیں علم جبرانیہ میں بھی خانیوں کو ہمیشہ سے دخل ہے لیکن اپنی مملکت کے سوا انہیں غیر ملکوں کی حالات سے آگاہی نہ تھی اس سبب سے جب سنی سنائی باتوں کے اعتبار پر انداز سے دوسرے ملکوں کے نقشے یہ سب کھینچے تو غلطی کرتے غرض اس

وطن کی صورت جب لکھتے تو نہایت صحیح بناتے تھے اور قدیم اگلے زمانے میں جب تباہین
 طوائف الملوک کی بنا تھی لینے کئی بادشاہ تھے تو ہر ایک کے ملک کا نقشہ پتیل کے گھڑوں کے
 کھدار تہا تھا اور عوام الناس میں یہ مشہور تھا کہ جبکہ گہرا نے میں جب ملک بادشاہت
 رہتی ہے نقشہ اس کے ملک کا اس کے پاس رہتا ہے اور جب خاندان سلطنت کو زوال
 آنے والا قریب ہوتا ہے تو وہ پتیل کا گہرا خود بخود اس کے پاس سے غائب ہو جاتا ہے
 اگرچہ یہ بات قابل سماعت کے نہیں غرض اس سے یہ بیشک ثابت ہے کہ سلف سے
 خیراتیہ میں خدائیوں کو دخل ہے لیکن جسطرح اس کے اور علوم میں رنگ لگاتے ہیں
 بھی علی بن القیاس وہ ہر اقی نہیں ہے جو انگریزی جغرافیہ کو حاصل ہے علم تواریخ کا بڑا
 چراغ ہمیشہ سے اس ملک میں ہے اور چونکہ اس کے عالم کو عمدہ جلیلہ ہیشیہ کار سے غنائت
 ہوتا ہے ہر طالب العلم اس کی طرف توجہ کرتا ہے اور جقدر تاریخ نویس خاتین ہو کہ میں
 کسی اعلیٰ میں شاید ہو سکے ہونگے اور صرف دو ہزار برس میں اس سے مورخ نامی پیدا ہو
 جنہوں نے اپنے ملک کا احوال لکھا ہے اور یہ لوگ بعد اس ایام کے ہوئے کہ جب
 چنگو آئی مغفور نے تمام کتابیں چین کی مع کتب خانہ شاہی سب کو ایکجا جمع کر کے جلا دیا
 اور بہت سے فاضلوں کو اس لیے مار ڈالا کہ شہنشاہ کے حکم کو انہوں نے رو کر کے بعض
 کتابیں بنیں وہی تحقیق اس کا حال انشاء اللہ تعالیٰ جلد دوم کے دفتر اول میں موقع پر
 مذکور ہوگا اور اس کے چھپنے سے حال اس کا بخوبی معلوم ہو چکا عرض بعد اس کے بھی اتنی
 جلدیں تاریخ کی لکھی گئی ہیں کہ اگر کوئی مشتاق کتاب بینی کا بھی اونہیں ایکجا جمع دیکھے
 تو اغلب ہے کہ اس طومار کے ملاحظہ سے گھبرا جائے علم طب کو خاتین بہت
 رونق ہے وہ ان کے اطبا کسی ملک سے اپنے فن کو نہیں لائے بلکہ اپنی طبابت کے
 موجد وہ آپ ہی ہوئے ہیں اور جسطرح یونان اور مصر میں تشریح سے بڑے بڑے
 طبیبوں کو لاعلمی تھی بسبب اسکے کہ لاشوں کی ایسی قدر کی جاتی تھی کہ زندہ شخص کو مجروح

کرنے سے وہ سزا نہ تھی جو مردے کو اذیت دینے سے مجرم کو ہوتی تھی ختامین بھی علی ہذا
القیاس لاش کو اس حفاظت اور احترام سے رکھتے ہیں کہ شریح کا کوئی موقع کہنہ میں
ملتا ہے اور یہی سبب اطباءے خاکی خامی کا ہر غرض اور تجربہ ان لوگوں نے ایسا بھم
پونچایا ہے کہ فرنگستانی ڈاکٹروں کو حیرت ہوئی ہے جب ان کی تشخیص مرض کو انہوں نے
ملاحظہ کیا ہے ختامین فارورہ ہنن دیکھتے اور صرف مریض کی صورت اور جلد کی رنگت اور
آواز اور خصوص نبض سے مرض کو پہچانتے ہیں اور نبض دانی اطباءے خاکی ایسی برکت
ہے کہ ان کی دہشت کا حال سننے سے تعجب ہوتا ہے چنانچہ ایسا اکثر اتفاق ہوتا ہے
کہ جب طبیب رض پاس آن بیٹھتا تو بے تفتیش حال کہہ دیتا ہے کہ مرض یہ ہے اور عیث
اوسکا وہ ہے اور جس فور سے شروع ہوا دن بدن اوسکی صورت یوں ہوئی تھی اور اب
حال اسطور پر ہے اور بعد فلانے دن کے اوسکا حال یوں ہوگا اور بیشتر اوسکا حکم سچ ہوتا
اور اگر حالہ عورت کی نبض دیکھتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ حمل اتنے دن کا ہے اور فلانے
مہینے میں بیٹیا یا بیٹی یا تو ام پیدا ہوگی اور زچا کی صورت وضع حمل کے وقت بشرطیکہ
امرنا گمانی واقع نہ ہو گی اور انصاف سے اگر دیکھیے تو اس شناخت کے مقابلے میں
کسی ملک کے اطباء کو نہ لایا جاسیے اور باوجودیکہ ختامین شریح نہیں ہے لیکن خون کے
سہر عضو پر محیط ہونے اور دور میں رہنے اور جسم میں ہر جگہ گردش کرنے کی دہشت پہلے
ختائیوں کو ہوئی اور مدتوں بعد انگلستان میں ڈاکٹر حاربی صاحب نے اس امر کو ثابت
کیا لیکن قدیم سے اسکا علم خاکی اطباء کو تھا اور دلائل ہیں کہ خون کی اس خاصیت کو پہلے
انہوں نے پہچانا باوجودیکہ خود بقراط اس شکل کو حل نہ کر سکا اور اسی شبہ میں مر گیا ایک
اور امین اطباءے خاکی کو یہ شناخت ہے کہ سن نے سے حیرت ہوتی ہے اور وہ یہ کہ
حالانکہ مردے کو چیر بھار کے انگریزی طبیب وجہ موت بتلا سکتا ہے لیکن اگر لاش شرعاً
اور نقطہ استخوان باقی رہے تو وہاں پر ان کی بھی کوئی تدبیر نہیں چلتی لیکن خاکی طبیبوں

نے ایک طور پر ایسا نکالا ہے کہ اگر کوئی کسی کو گھونسلوں سے یا سونے یا اور حربے سے ہرکے
 کاڑ دیوے اور بعد عرصے کے خون تھمتہ بیدار ہووے تو لاش کو جس حالت میں ہونچکا
 اور سر کے سے خوب او سے نہلاتے اور ایک غار قد آدم لانا امد گنزا اور ڈیو ہاتھ چڑا کو
 اور او میں گھاس اور لکڑی اور کو ملا جلاتے ہیں اور جب وہ گر یا خوب گرم ہوتا ہے تو
 آگ کو چاول یا شہد کی شراب سے بھجاتے اور لاش کو پیچھی کے ٹھنڈھ پر ڈال کے او بس
 غار کے منہ پر رکھ دیتے ہیں اور ایک کپڑے سے لاش اور غار کے منہ دونوں کو ایسا بند
 کر دیتے ہیں کہ بخارات نہیں نکلنے پاتے اور لاش میں سرایت کرتے ہیں اور بعد دو گھنٹے
 بخوجی کے جب کپڑے کو اوٹھاتے ہیں تو بالکل داغ چوٹ کے صاف عیان ہوتے ہیں
 یہاں تک کہ گھونسلے کے نشان دکھائی دیتے ہیں اور اس قدر یہ ترکیب کار گرے کہ
 اگر گوشت پوست اور استخوان سب جدا ہو گئے ہوں تو فقط ہڈیاں جمع کر کے اس عمل کو
 کرتے ہیں اور اگر زخم کاری یا چوٹ ایسی تھی کہ اس سے آدمی مر گیا تو ہڈیوں پر نشانی
 ملتا ہے یا وجود اس زیر کی اور ہوشیاری کے جراحی میں خانیوں کو کم دخل ہے اور
 وجہ اس کی صرف تشریح کی لاعلمی ہے کیونکہ بغیر اس کی دہشت کامل کے ہڈی اور رگ اور
 پٹھوں کے جوڑ توڑ اور وجع منافع کی ترکیب سے آگاہی ناممکن ہے غرض خیف امرون
 میں جسطرح سے کوئہ یا کلائی یا شانیکا اوکھڑ جاتا ہے اور اسی قبیل کے دستوری قدامت
 سمین وہ رہ نہیں جاتے ہیں لیکن وہ مقامات سب جہاں سوک انگریزی طبی کے دوسرا
 کوئی ہاتھ نہیں ڈال سکتا وہاں یہ سب مجبور رہتے ہیں چنانچہ جب لارڈ مکارتھی بہادر
 سفیر شاہ انگلستان خاتین تشریف لے گئے تھے اونکے ساتھ کے اطباء انگریز نے
 ایسے ایسے امراض متعلق جراحی کے اچھے کیے کہ خانی سب گھبراہٹ اور انگریزوں کی
 قابلیت کے قائل ہوئے القصہ خانی اطباء ہم ہی خوب کرتے اور وہاں ایکی کھلاتے
 ہیں تا زخم یا چوٹ پریم یا ورم نہ پیدا کرے اور ہر طرح اکثر اچھے بھی ہو جاتے ہیں*

سو اجڑی بوٹی کے معدنیات کا مطلق استعمال خاکی لطابت میں نہیں ہے اور دباؤ کو
 کسی طرح صرف میں لانا نہایت مضر ٹھہراتے ہیں یہ علم موسیقی میں خانیوں کو دخل ہے
 غرض سوا اسے خانیوں کے دوسرے شخص کو اس کے راگ اور لے اور سہ بھلے نہیں معلوم
 ہوتے اور نہ اول لوگوں کو اور ملک کا گانا بجانا پسند آتا ہے اور یہ بات کچھ تعجب کی نہیں
 کیونکہ ہر جگہ یہ دستور ہے کہ اپنے وطن کی رسومات کو ہر شخص اور وہ سے بہتر سمجھتا
 ہے اور سب پر ترجیح دیتا ہے اور دونوں سبب اسکے طے ہر ہیں کیونکہ خود یعنی اور خود
 پرستی انسان کی خلقت میں ہے اس لیے ہر فرد اپنے کو افضل نوع انسانی جانتا ہے
 اور دوسرے یہ کہ عادت طبیعت ثانی ہے اور جس چیز کو بچپن سے آدمی دیکھتا سنتا
 پیری کو پونچے گا وہی اسکی نظروں میں بھلی معلوم ہووے گی چنانچہ خانی سب انگریزی
 ارگن اور سیلا اور بانسری اور ہندوستانی ساز کی اور ستار اور باب کو پوچھتے اور اپنے
 ملک کے کان بھاڑنے اور مغز پریشان کرنے والے باجون کو پسند کرتے ہیں یہ بابے
 اقسام طرح کے خاتین ہیں لیکن قابل ذکر کے عجائبات کے باعث سے فقط ایک ہی ہے
 جبکہ بیاں و فتراول میں اکثر بوجھکا اور جبکہ پتھر سے وسے بناتے ہیں اور بوجھکا خاصیت
 اس سنگ کی ذات کی یہی ہے کہ ضرب مارنے سے آواز خوش دیوے خانیوں نے
 مثل شیر کی آواز بنایا ہے اور حق ہے کہ اسکی آواز نہایت شیریں ہے چار قسم کے یہ خاتین پیدا ہوتے ہیں لیکن
 سب سے بہتر یو کہلاتا ہے اور قیمتی ہوتا ہے یہ اس مملکت کی صنعتوں کا حال و فتراول
 میں راقم نے ہر شہر کے احوال کے ساتھ ہی بیان کیا ہے غرض اس جگہ پر یہ کہنا ضرور ہے
 کہ ریشم کے پیدا کرنے اور کاتنے کی دانست ایرانیوں نے خانیوں سے حاصل کی ہے
 اور اون سے رومیوں نے اور اون سے اہل فرنگستان اس راز سے آگاہ ہوئے لیکن
 موجود ریشم کے بیشک خانی ہیں اور ریشم کے کیڑوں کی نسل بھی ان لوگوں کے ملک سے
 سب جگہ گئی ہے اور چونکہ مدت سے ریشم کے کیڑو نکار و اج خاتین بھیلے کار کیا

ایسے باریک بین اور نزاکت رس ہیں کہ کسی اور ملک میں کمتر ہیں اور چھوٹی اور زلفت
 اور محض اور طلسم اور تافہ اور اقسام ریشم کے ایسے خوش رنگ اور بیدار اور ناز
 بستے ہیں کہ باوجود فرانسس اور انگریزی صنعت اور کل کی حکمت اور مدد کے ختا کے ریشمون کا
 بازار ہمیشہ تیز رہتا ہے۔ غرض بعد علم طبع کے جسکی ایجاد بھی ختائیوں سے ہے حالانکہ وہ
 نزاکت اور کمال جو انگریزی طبع کو حاصل ہے اونکو نہیں وہ ایجاد جسکو خیر طبع کے دنیا کی
 سب صنعتوں اور ایجادوں پر شرف ہے جسکے باعث سے جہاز رانی تو ایسی قوت ہوئی
 کہ پر وہ زمین کا کوئی گوشہ باقی نہ رہا جہاں نا خداؤں کے علم نے اونکو نہ پہنچایا ہے وہ یعنی آٹھ
 قطب نما کی ایجاد ختائیوں سے ہے اور اللہ اعلم کس وقت سے اس ملک کے حکماء کو قطب
 کی اس خاصیت سے کہ اگر سوئی سے اوسکو مس ہووے اور اثر اوس سنگ عجیب کا ہو ہے
 میں تاثیر کر جاوے تو وہ سوئی دونوں قطب کی طرف ہمیشہ رخ کرگی اور کسی حال میں اپنی نو
 پیدا خاصیت کو نہیں چھوڑگی آگاہی ہوئی ہے لیکن یہ ثابت ہے کہ کئی ہزار برس سے
 اس خاصیت کی دانست ختائیوں کو ہے باوجودیکہ خود ان سبھوں کو فائدے اپنی ایجاد
 سے اس قدر نہیں حاصل ہوئے جو عرب اور فرنگستانوں کو ہوئے اور وجہ اوسکی صاف
 ہے کہ ختائی سب نہایت بزدل ہیں اور سمندر سے ایسے خائف کہ دور ملکوں کا سفر کرنا
 ملک عدم کا راہ گیر ہونا سمجھتے تھے اور خلاف اسکے عرب اور فرنگستانی اللہ پر توکل کرکے
 قطب نما اور چند آلات ناخدائی کی مدد سے بڑے بڑے بحر و خارتہذا و موج اور تیرہ
 و تہ دار کے پار ہوتے اور اجنبی لوگوں میں جا کے اپنے مال کو فائدہ کثیر سے بچتے اور ایک
 روپے سے بیس پیدا کرتے تھے القصد دلائل قوی سے یہ ثابت ہے کہ اعرابیوں کے
 ساتھ چونکہ ختائیوں کی تجارت قبل تھی آٹھ سو سیسے تھی تو اعرابیوں کو پہلے یہ آلہ
 قطب نما ختائیوں سے حاصل ہوا اور جہاں جہاں یہ اعرابی گئے اسکا شہرہ پھیلاتے گئے
 آخر کو بحر قلم طے کر کے قسطنطنیہ کے اطراف کے ملکوں میں جو انکی کو ٹھیان تجارت کی

تھیں پونچھ کر کئی فرنگستانی سوداگروں کو اس راز سے بھی آگاہ ہی دی اور ان لوگوں نے اپنے ملکوں میں جا کر بعض بعض شخص کو جو مطلع کیا چند ایام کے بعد یہ مشہور ہوا کہ فرنگستان میں آلہ قطب نامی ایجاد ہوئی چنانچہ تین چار قوم فرنگستانی نے اپنا دعویٰ علیحدہ کیا اور انگریزوں میں بھی ایک حکیم بنام راجہ بیکین صاحب اس آلہ کا موجودہ نادانوں کے نزدیک مشہور تھا غرض یہ سب جملہ فخر بیودہ سے پیدا ہیں اور قابل سماعت کے نہیں کیونکہ جو دلیلین بعض بزرگ لاتے اور قصد اپنے اپنے دعویٰ کی اثبات کا کرتے ہیں وہ خام اور ناقص ٹھہرتے ہیں اور بالکس اسکے خاتیوں کا دعویٰ ایسا ہے کہ جون جون امتحان کی گئی پر کھینچا جاوے تیوں تیوں براق نکلتا ہے اور یہی ایک دلیل کسی زبردست ہے کہ اوٹھہ نہیں سکتی کہ فرنگستان میں فقط چھ سے برس سے آلہ قطب نامی درست ہوئی ہے اور خاتین گویا سلف سے چلی آتی ہے کیونکہ بعض موضح معتبر کی روایت ہے کہ یہ تحقیق نہیں معلوم کہ کس عہد میں اسکی ایجاد ہوئی غرض یہ لاعلمی قدامت کی دلیل ہے اور بعض کی روایت ہے کہ قریب پونے تین ہزار برس کے ہوئے یعنی سنہ ۱۱۱۱ قبل حضرت عیسیٰ کے غفور آؤ آن کے بھائی حکیم چوکان نے اس آلے کی ایجاد کی غرض اس بات میں وہ بھی مختلف ہیں اور منجملہ کئی غفوروں کے جو اس کے موجود ٹھہرائے گئے ہیں غفور ہونگ ٹی کو زیادہ تر نامزد کرتے ہیں اور بعض علماے فرنگ نے یہ ثابت کرنے کا قصد کیا ہے کہ حضرت آدم اور غفور ہونگ ٹی ایک ہی شخص بنام مختلف تھے اور انہیں سب باتوں کے ملاحظے سے خاتیوں کو دعویٰ ایجاد کرنا حق بجانب ہے کیونکہ جو لوگ کہ ہزاروں برس سے ایک شے سے واقفیت رکھتے ہوں اور دوسری قوم صرف چھ سے برس سے مطلع ہوئی ہوں ان دونوں میں ظاہر ہے کہ سبقت ایجاد کو حاصل ہے سو اس کے تاریخ فرنگ سے ظاہر ہے کہ جب اہل ہرتال سب شہنشاہی میں افریقیہ کی جنوبی حد کو جو کیپ آف گڈ ہوپ کہلاتی ہے لے کر کے آئے تو ان لوگوں نے حیرت سے دیکھا کہ

مشرقی سمندر کے بندرون میں جو ملکی ناخدا یا ملاح تھا آ کر قطب نما کی خاصیت سے آگاہ تھا حالانکہ اس وقت تک کوئی جہاز فرنگستانی اوس سمندریں کبھی نہیں آیا تھا اور یہی دلیل ہے کہ اون ناخداؤں نے فرنگستانیوں سے اوس بات کو حاصل نہیں کیا اور بیشک عربوں نے اوسہیں بتلایا کیونکہ اعرابی سب ختامین نشہ مسیحی سے جایا آیا کرتے تھے اور اطراف کے ملکوں اور اون خبریرون میں جو مشرقی سمندریں واقع ہیں خرید و فروخت کے لیے اونکی آمد و رفت تھی اور اغلب ہے کہ جان جان یہ پٹھرے دہان اس راز کو انہوں نے اظہار کیا والا دوسری کوئی صورت نہ تھی کہ مشرقی سمندر کے ملاح آ کر قطب نما سے آگاہ ہوتے اور اہل پرتگال اون لوگوں سے دریافت کرتے * * * * *

پندرہواں باب

بیابان کی رسوم اور لڑکوں کی تربیت اور تجہیز اور تدفین اور ماتم اور غم کے بیان میں

جس طرح مسلمان اور یہود اور یورپ کے ملک کی بعض قوم میں دولہ اور دولہن سے بیاہ کے آگے ملاقات نہیں ہوتی خانیوں میں بھی وہی دستور ہے لیکن فرق یہ ہے کہ چین میں اگر مشاطہ اور درمیانی لوگوں نے دولہن کے سن یا شکل صورت کو دولہ سے خلاف راستی کے بیان کیا ہو تو اس کو اختیار ہے کہ دولہن کو دیکھتے ہی غلا پی دینے کا ارادہ کرے اور حکام شہر کے حضور میں تنبیہ ہو کر جتنے لوگ کہ بانی اور میاں ہیں سکھوں اور لوہاؤں سے غرض حال یہ ہے کہ جب کسی کے بیاہ کی تجویز ہوتی ہے تو شام لڑکی کو دیکھنے کے جاتی اور لڑکے یا اس کے والدین سے بالکل حالت اور شکل اور صوت اور رنگت اور شبابہت دولہن کی بیان کرتی ہے اور اگر اونکے پسند ہوتی ہے تو مقدار زر کی جو انکو دولہن کے لیے دنیا منظور ہوتا ہے دریافت کر کے دولہن کے بزرگوں کے پاس جاتی اور سارا حوالہ کتی ہے غرض جب دونوں طرف سے گفتگو طے ہوتی ہے

تو نامہ وہیام اور سختیہات کی دونوں طرف سے آمد و شد شروع ہوتی ہے اور دولہن کے والدین ساعت اور لگن دیکھ کر روز عقد کا مقرر کرتے ہیں الغرض روز معین کے دن دولہن ایک بالکی پر سوار ہوتی اور دروازہ اوسکا مقفل ہو کر کنجی حسی ایک کچھو بار اعتبار کے پیر کھاتی ہے اور دولہن دہوٹ و دام کے جلوس سے اور شاویانہ تجاہوا اور جنیز کا اسباب ہمراہ اور وہ قدیم چاکر ساتھ اپنے لیکر دولہ کے دروازے پر جب پہنچتی ہے تو دولہہ لباس فاخرہ استقبال کر کے بالکی کی کنجی اوس نوکر سے لے لیتا ہے اور دروازہ کھول کر دولہن کو غور تمام سے دیکھتا ہے اور اگر خلاف اوس اظہار کے جو مشاہد فی بیان کیا پاتا ہے تو اختیار کھتا ہے کہ فوراً پھر دروازے کو بند اور مقفل اور اسی نوکر کی کنجی واپس کر کے دولہن کو اوسکے مان باپ کے گھر بھیجا دیوے اور جو کچھ تحفے کی طریق سے آگے دے چکا ہے وہ سب پھر پاتا ہے جو عورت کہ اسطر سے مقبول ایک کی نہیں ہوتی تو ایسا واقعہ کوئی سبب مانے دوسرے کے ساتھ شاید کیا نہیں تصور کیا جاتا ہے الغرض جس تقدیر میں دولہن کی قسمت پہلے ہی دفعہ میں یا دوسری کی اور اوسکی صورت اور شاہت مطبوع طبع ہوئی تو دولہہ پردہ کر داکے اوسکو اپنے گھر میں لیجاتا ہے اور دالان میں دونوں شخص پہلے چار سجدے فی نین یعنی پروردگار عالم کی درگاہ میں بجالا کر ایک دوسرے کو دوسرے کے تہن اور دولہہ مردوں کی دولہن عورتوں کی مبارکبادیاں پاکر دوسب ایک دالان میں جمع ہو جاتے اور دولہہ انکی ضیافت میں مشغول ہوتا ہے اور دوسرے دالان میں عورتیں جمعیت کر کے دولہن کے اہتمام سے کھاتین اور پختین ہیں بعد اسکے سارے مہمان خضعت ہو جاتے ہیں چونکہ اسی دفتر کے ساتوین باب میں قوانین کے جملے میں خانیوں کی خانہ داری اور طلاق وغیرہ کا احوال بیان ہوا ہے اس لیے زیادہ تصریح بیان پر بے فائدہ اور فضول سمجھی جاگی ہے حکما ختمائے کتب دستورات میں یہ لکھا ہے کہ لڑکے کی تربیت اور وقت سے شروع ہونی چاہیے جب عورت کو یقین حاصل ہو کہ اسکی والدہ اور اسی دن سے اوسکو چاہیے

کہ ہمیشہ زیادہ تر خوش مزاج اور خاوند کی فرمانبردار ہووے اور عادت نیک اختیار کرے بلکہ خیالات بد سے کنارہ کرے اور ماکولات لطیف کا استعمال کرنا اور مطالبی استطاعت سے پوشاک پر تکلف کا ہمیشہ معصومین لانا ضرور ہے تاکہ لڑکے کی طبیعت کی بنیاد نیک اور لطیف ہووے اور بد مزاج اور حرص نہ نکلے غرض جب چہد برس کا لڑکا ہوتا ہے تو اسکو حساب کے عدد سب جو اکثر استعمال میں آتے اور دنیا کے بڑے بڑے ملکوں کے نام سکھلاتے ہیں اور آٹھ برس کا جب ہوتا ہے تو تہذیب ظاہر اور سجدہ اور سلام کے طریق سیکھتا ہے اور دس برس کے سن میں محلے کے مکتب خانے میں جا بیٹھتا ہے اور تیرہ برس پندرہ برس تک موسیقی سیکھتا اور کلمات پند و نصائح کو خوش الحانی سے ادا کرتا ہے بعد اسکے تیر اندازی اور گھوڑے کی سواری میں تعلیم پاتا ہے اور اسی سن میں ضبط اسکی طبیعت مائل ہوتی ہے خواہ سپاہ گری کے فنون یا تحصیل علوم میں مشغول ہوتا ہے * مستورات کی تربیت یہ ہوتی ہے کہ پیدا و نصیحت حفظ کیا وے اور خاموشی اور تنہائی کی بہتری اور عفت اور عصمت کی بجلالی سے آگاہی رہے * چونکہ حکیم گنگوڑی نے اپنے تلامیذ کو یہ نصیحت کی تھی کہ ضبط حسنہ زندگی میں آدمی کی قدر کرتے ہو ویسا ہی بعد مرگ کے بھی کیجیو اس روز سے آج تک حکیم کے قول کو بجالانا خانیون نے واجب سمجھا اور یہاں تک اس حکم کو رسم و رواج میں رفتہ رفتہ دخل دیا ہے کہ بالفعل بعد مرگ کے جو عزت بخشی اور کس کی قدر ہوتی ہے اوس شخص کی زندگی میں اوسکی چوتھائی نہیں ہوتی تھی اور میرزا محمد علی صاحب کا قول بجا معلوم ہوتا ہے فرد گرچہ امر و از رعوت سرفرو نہ آر دہن چنک چون آدم فلک محراب می سازد مرا * اور حقیقت میں یہ راست ہے کہ ہر نعمت کی قدر بعد زوال کے ہوتی ہے اور جب تک آنکھوں کے سامنے آدمی رہتا ہے نفرتیں کرنے والے بہت ہوتے ہیں اور آفرین دینے والے کم ملتے ہیں لیکن جب نظروں سے وہ غریب گزر جائے تو اسکا عیب بھی اکثر بہتر ٹھہرایا جاتا ہے اور خاتین بھی علیٰ ہذا القیاس ہی حال ہے کیونکہ

جب کوئی مر جاتا ہے اس کے اقربا جو قریب قریب رکھتے اور دوست و آشنا سب جمع ہوتے ہیں اور لباس ماتمی گلومین ڈال کے اس کی صفین اس کی کاش کے پاس بیٹھ کے بیان کرتے اور روستہ میں غرض شروع سے اس کا بیان کرنا لازم ہے تاکہ احوال تمام و کمال اس تاریخ کے پڑھنے والوں کو معلوم ہو۔ جب کوئی شخص مرتا ہے تو بعد و ایک گھنٹہ کے اس کا پڑا بیٹا یا ب سے جو زیادہ تر عزیز ہوتا ہے وہ لاش کو اچھے سے اچھا کپڑا اور لباس فاخرہ پہناتا اور اگر وہ شخص سرکاری عہدہ رکھتا تھا تو اس کے سب عہدے بھی جسطرح سے زندگی میں اس کے ساتھ رہتے تھے اس حال میں بھی اس کے ساتھ جاتے ہیں اور اس کے بعد تابوت میں لٹا دیتے اور حج والاں میں پہنچ کر فرشتے کیلک پہنچاؤں تابوت کو رکھ دیتے ہیں اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اپنے تابوت کو شہر شخص بدلتوں سے خرید کر کے اپنے گھر میں رکھتا ہے تا موت کے وقت ایسا اتفاق نہ ہووے کہ تابوت رب کے موافق نہ ملے اور اہل غور اسی ایک بات سے دریافت کرینگے کہ خدائی عجیب و غریب تم ہے کہ ہر وقت اپنی موت کا خیال ہر شخص کو رہتا ہے اور اس کی طیاری سالہا سال آگے سے کرتا ہے یہاں تک کہ ایک نفیس تابوت کی خواہش سکھو رہتی ہے اور اسے مول لینگے اپنے گھروں میں ہمیشہ آنکھ کے سامنے رکھتے ہیں اور موت کی آمد ناگزیر اور لا بد سمجھ کے اس سے مطلق خوف نہیں کرتے بلکہ تبدیع موت سے آشنائی کرتے ہیں تاکہ جب اس کے حوائے کے جاوین تو گھبراہٹ اور پریشانی حاصل نہ ہووے جسطرح سے قدیم دوست کے رگڑ کوئی لگ جاتا ہے اور صرف اسی ایک رسم کے سبب سے اگر خدائیوں کو تلامیذ حکما کہیے تو بجا اور بجا صد ہا دلائل کے یہ امر بھی ثبوت اس بات کا ہے کہ عادت کی تائید خلقت میں فرق لاتی ہے اور باوجودیکہ ہر شے حیوانی خصوص ذوات انسانی فنا سے خائف ہوتی ہے لیکن اس رسم خائفی موت کو ناخیز محض غمہ ریا ہے اور جو دل گیری کہ اس کی یاد سے لازم ملزوم کی نسبت رکھتی ہے وہ عادت کے وسیلے سے دور ہو گئی ہے الغرض اس کو تابوت میں رکھ کے چاروں طرف سے لوہاں جلاتے اور سر ہانے پائنتی اور دونوں

بغل میں پھونکے مار کا ڈھیر کر دیتے ہیں اور دوست اور اقربا سب تابوت کو اپنی اپنی باری
 سے سجدہ اور سلام کرتے اور اوسے طرح کے ادب اور آداب سے پیش آتے ہیں جیسا کہ زندگی میں
 دستور تھا لیکن مٹی یا اوسکا ایسا ماتم زدہ اور سینہ زن اور لغزیت خوں ہوتا ہے کہ اوسکی
 حرکتیں دیکھ کر بول اوٹھتا ہے اور حقیقت میں حال اوس غمخوار کا شدت غم سے متغیر ہو جاتا
 اور کاری میں یہ نوبت نہیں پہنچتی ہے کہ زندہ مثل مردہ کے ہو جاوے اور جب تک لاش
 دفن نہیں ہوتی یہی طور اوسکے ماتم کا رہتا ہے اور اقربا اور دوست آشنا سب جب تک
 کہ خاک کے حوالے خاک نہیں کیجاتی ہے اسی گہر میں بود و باش اختیار کرتے ہیں لیکن جب
 ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ مٹی اپنی مرضی سے چاہتا ہے کہ تین برس تک جو والدین کی وفات
 میں ایام غم مقرر رہے لاش کو گھر میں وہ رکھے اور ماتم کرے تب سارے لوگ رخصت
 ہوتے ہیں اور اپنے اپنے گھر چھڑ جاتے ہیں اور مہینے میں دن میں ہمیشہ آتے اور لاش کو
 سلام کر جاتے غرض جب دفن کی طیاری کیجاتی ہے لوگوں کی جمعیت ہوتی اور قبر گاہ کی
 طرف لاش دستور سے اوٹھائی جاتی ہے کہ پہلے بہت سے مزدور شیر اور گھوڑے اور
 اقسام جانوروں کی مورت اور پتلے لیکر سب سے آگے جلوس میں قطار بندی سے نکلتے
 ہیں اور اونکے بعد دونوں جانب کو بہت سے مزدور سب ایک کے پیچھے ایک ہاتھوں
 میں چھڑیاں جن پر روغن کیے تختے خربے ہوتے لیے رہتے ہیں اور ان تختوں پر مردے
 کی صفوں کا بیان اور نمک حلائی اور سرکار کی طرف سے سرفرازی کا ذکر بڑے حرفوں میں
 لکھا رہتا ہے تا خاص عام کو اطلاع اوسکی بزرگی کی ہووے اور ان کے بعد سارے
 باجا بجاتے ہیں اور اونکے پیچھے تابوت کو ایک نہایت پر تکلف گنبد دار خزانے کے اندر
 رکھ کر چھ سٹھ گہارے کا ندھوں پر لیجاتے ہیں اور متوفی کا بیٹا چوٹی کو بے بال بکھرے
 سفید گرمی کا کرتا اور پاجامہ پہنے سر پر ہنہ اور ننگے پاؤں عصائی کے اور سر جکائے ایک
 محزون کی صورت بنائے لاش کے ساتھ ساتھ رہتا ہے اور اوسکے ہمراہ اقربا اور دوست

آہنا ماتمی لباس گلے میں ڈالے چلتے ہیں اور جبکہ بعد اوس مردے کے محل کی
 دستور میں گاریوں میں رہتی ہیں اور بعض دفعہ ایسی چھین مارتی ہیں کہ سن کی تاب باقی
 نہیں رہتی غرض اسے حضور سے قبر گاہ میں لیجاتے اور جب وہاں پہنچتے ہیں تو ہر اسی اور جلوس
 لوگ تابوت کو پھر سجدہ کرتے اور گویا لاش سے رخصت ہو کر فرنگیوں اور مسلمانوں کی طرح
 زیر زمین دفن کرتے ہیں اور چونکہ رونے کے بعد جھوک لگتی ہے قدرے فلیل واپس تہاں
 کر کے اپنے اپنے گھر دوست آشنا چلے جاتے ہیں لیکن اوس متوفی کا بیٹا اور چند غریز اقربا
 قبر کے آس پاس گمانس کے گھر بنا کے چلے پھر وہاں رہتے اور گوشت مچھلی اور دوسری کوئی
 لذیذ چیز نہیں کھاتے اور نہ شراب پیتے ہیں لیکن جب وہاں سے اقربا اپنے گھر آتے تو
 جو چاہتے سو کرتے ہیں غرض بیٹے کو تین برس تک ترک لذات کرنا ہوتا ہے اور اگر کڑی
 عہدہ رکھتا ہے تو رخصت لیکر اپنے گھر بیٹھتا ہے اور اس عرصہ غم میں نہ کسی شادی اور
 نہ دعوت میں جاتا ہے اور نہ اپنے گھر میں کسی طرح کی خوشی کرتا ہے اور نہ نئے کپڑے پہنتا
 اور نہ بالوں میں گنگھی اور نہ حجامت کرتا ہے اور غالی چٹائی پر بے گدیٹے یا رخائی کے
 سوتا ہے اور جس حال میں کہ باپ کی لاش تین برس تک گھر میں رہتی ہے تو بیٹا تابوت
 کی پائنتی لگ کے اکیٹھری چٹائی پر سوتا ہے اور دن بہر تابوت کے پاس مورچھل لیے
 بیٹھا رہتا ہے اور دنیا اور مافیہا کی کچھ خبر نہیں رکھتا ہے یہ قدیم الایام سے یہی دستور
 ختامین ہے اور سوا اول لوگوں کے جو عہدہ جلیبہ سرکار سنیں رکھتے باقی تمام لوگ اس طرح
 غم کرتے ہیں غرض جب سے دوبارہ تار کا دو دو ہوا سرکاری نوکروں کے لیے صرف ہو روز
 کا ماتم مقرر کیا گیا اسلئے کہ اگر دستور قدیم کے مطابق غم کیا جاوے تو سلطنت کے کام
 میں سرج پیدا ہووے یہ سامان جو اقم نے بیان کیا ہے متوسط درجے کے آدمیوں
 کی تدفین کا طور ہے اور جب قدر حشیت متوفی کی اس سے کم و بیش ہووے گی جلوس اور جنازہ
 کے تکلفات اور کثرت مردم میں کمی اور زیادتی پائی جاوے گی چنانچہ جب فقہور کا نکاحی کا ہوا

کر گیا تو راوی راست گویا و سوقت دارا لامازہ پچپن میں موجود تھا کہتا ہے کہ ساتھ ہزار
 مزدور صرف موت اور تنے خنارے کے آگے لگے تھے اور جب امر انتقال
 کرتے ہیں تو کثرت جلوس سے پہرون راہین بندہ تہی ہین کیونکہ خانی کیسا ہی غریب و گدا
 مگر ایسے وقت اپنے مقدور سے دونا خرچ کر گیا اور ساری عمر کی کمائی اور تمام گھر کی جمع آبی
 باپ مان کے دفن میں بھونک دیو گیا اور اسی سے سمجھا چاہیے کہ جب امیر کبیر مرتا ہے تو کیا
 تکلف ہوتا ہے غرض جب بادشاہ عصر مرتا ہے تو تمام ملک غم کرتی ہے اور سوز و تنک
 چھوٹے بڑے صغیر و کبیر سب ظاہر ترک لذات کرتے ہین اور سپید گزی کا لباس بھتے ہین
 اور چوٹی کھولے رہتے ہین اور حجامت اور لنگھی نہیں کرتے اور اس عرصہ میں شادی اور نکاح
 پنج و رنگ گانا بجانا سب ایک قلم موقوف رہتا ہے۔ اسی جلد کے پہلے دفتر کے چٹھی باب
 میں سیو کی جھیل کے بیان میں راقم نے اس امر کو اظہار کیا ہے کہ خانی شہر دن کے اندر
 قبر گاہ نہیں ہوتی اور اکثر ٹیلوں پر مقبرے بنتے ہین اور ہر شخص حسب قدر تکلف کرتا ہے
 اور حقیقت ہے کہ کسی ملک میں یہ بات پائی نہیں جاتی جو بیان لہور میں آتی ہے اور خانی
 گورستان میں قدم رکھنے اور اسباب غم جو وہاں مہیا رہتا ہے اس کے دیکھنے کے ساتھ ہی
 بے اختیار آہ اٹھتی ہے اور ایک صورت غم کی ایسی نمایاں ہوتی ہے کہ بے اختیار دل آ
 اودا ہی چھا جاتی ہے کیونکہ سرو کی قطار چاروں کنار پر ہوتی ہے اور اس دخت کو بغور
 دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا کوئی آزاد دنیا کو چھوڑے ہوئے سامنے کھڑا ہے اور
 بہار اور خزان میں ایک ہی حال پر رہتا ہے اور نہ کبھی شمل اور نباتات کے خلعت نو بہاری
 پہنتا ہے اور نہ خزان میں اپنی حالت کو بدلتا ہے اور ہیشہ سبز رہنا اوس کا دامت پر دلا
 کرتا ہے اور اوسکی پتیوں سے سہا بھی آہ بھرتی ہوئی گذرتی ہے اور سوا اس درخت کے
 جسکی دیدہ راہل تصور کے لیے دل کی تنگی کا موجب ہے بید مجنون اور دوسری قسم کے درخت
 بھی ہر قبر کے گرد ہوتے ہین جنکی صورت پر اودا سی برستی ہے کیونکہ اول میں پھول چل

ہوتا اور اونکی ذالیان اور پتیاں مثل مڑجانی چھوئی موی کے ہمیشہ قبر پر جھکی ہوتی گویا غم
 اور الم میں۔ مڑگون رہتی ہیں اور سوا اس کیفیت کے جو معاد کیلئے ہی دلپراثر کرتی ہے قبر میں
 کے مردانے اور پائنتی آدمیوں کی موتیں ہر وقت لاجبی مر مر اوشی کی بنی غم زدوں کی طرح ہوتی
 ہیں اور اون میں سے کوئی تپندہ آنکھوں پر رومال کھڑکتا لائی پھاتی پٹینا کوئی سکتی کہ عالم میں جیسا کہ
 شدت غم سناٹا میں غمزدہ آجاتا کھڑا ہوا معلوم دیتا ہے الغرض سمجھو کہ اس کے لیے اتنا ہی بیان کافی ہے
 کہ ختامین مردے کو جس احترام کے ساتھ کفن اور دفن کرتے اور مدفن کو جس تکلف سے آراستہ
 کرتے ہیں دوسرے کسی ملک میں دستور نہیں ہے اور تہذیب ختائی جو مشہور ہے زندگی
 کے بعد بھی متوفی کے حق میں کم نہیں ہوتی یہاں تک کہ دفن کے احترام اور غم کے اظہار کے
 علاوہ ایک مکان ہر امیر اور متوسط بھلے آدمی کے گھر میں اسی بات کے لیے مقرر ہے
 کہ باشندگان خاک کی یاد ہمیشہ تازہ رہے اور حیات میں جو حرمت اونکی تھی اوسی بزرگی
 کے مطابق بلکہ آگے سے افزائش منزلت ہووے اگر کوئی شریف ختائی اپنے وطن سے
 فاصلے پر انتقال کرتا ہے تو اس کے بیٹے یا اور عزیز اقربا پر واجب ہوتا ہے کہ لاش کو
 وے کے آئین اور خاندان کے ہر وارث میں دفن کریں اگر بیٹے کے رہتے یہ بات وقوع
 میں نہ آوے اور باپ جان مرے وہیں گڑے تو بیٹے کو لوگ اپنی صحبت سے خارج
 کر دیتے ہیں اور منحوس سمجھتے ہیں غرض اسی سبب بعض دفعہ دو دو سو کو س سے لاش آتی
 اور باپ دادوں کے مقبروں میں گرتی ہے لیکن یہ نہ سمجھا جاسیے کہ تابوت سے کچھ بوجھ
 پھوٹی ہے کیونکہ جس قسم کی لکڑی سے تابوت بنایا جاتا ہے وہ اس قدر سنگین اور خوشبو
 ہوتی اور تختوں کے جوڑ اسطرچہ وصل کیے جاتے ہیں کہ تابوت میں لاش جس حالت پر
 رہے لیکن مطلقاً بدبو نہیں پھوٹی ہے اور یہ بات اگر سنو تو لوگ کیونکر لاش کو تین پر
 تک گھر میں رکھتے اور وہیں خود بھی رہتے چھتا کے بعض بعض صوبوں میں جہان زمین
 نہنچی اور آب خیز ہوتی وہاں مردے کو تابوت میں چند روز تک میدان میں رکھتے اور

عبداللہ کے مع تابوت جلائے میں اور خاکستری کو دوسرے تابوت میں جمع کر کے مقبروں میں
 طاقون پر رکھ دیتے ہیں۔ لاش کو ختائین غسل نہیں ہوتا ہے اور یہی بات البتہ مکرر معلوم
 دیتی ہے غرض یہ سمجھا جاسیے کہ ہر ملکہ و ہر رسم قبل اس بات کو تمام کرنے کے ایک بات
 جو عجائبات سے ہے اوسکا مذکور مناسب ہے تاکہ ختائیوں کا احترام مردوں کے لئے ظاہر
 ہو دوسرے اور یہ قابل یاد رکھنے کے ہے کہ باوجودیکہ ختائیوں میں ہر طرح کے بد معاش ہیں لیکن
 کفن چوری جو اکثر ملکوں میں ہوتی ہے اوس ملک میں کہی نہیں سنی گئی حالانکہ مقبروں میں
 اسباب اور سونا چاندی کے ظروف و لبان جلانے اور دوسری رسومات کی ادا کے لئے
 ہمیشہ رہتے ہیں اور ختائی سب حسب حیثیت سیم و زر تابوت میں مردے کی پائنتی میں اپنے
 رکھ دیتے ہیں کہ اگر روح کو احتیاج ہووے تو صرف کرے اور سوا اسکے سچی سنہری روپری
 پنی کے گھوڑے ہاتھی بیل گائے بکری وغیرہ بنا کے وہ لوگ تابوت کے پاس جلاتے
 اور ڈلہ جو گل کے رہ جاتا ہے اوسکو لاش کے نعل میں رکھ دیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ملک
 عدم میں کہ ہوش موت کے جانور سب سچ منہ کے ہو جاتے ہیں اور روح کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں
 انغرض جب رسم یہ پٹھری تو طہا ہر ہے کہ گورستان میں بڑی دولت مردوں کے ساتھ
 گاڑی جاتی ہے لیکن آج تک سننے میں نہیں آیا کہ کسی چوٹے نے قبر میں ہاتھ ڈالا یا کچھ نکالا ہو
 اور اوسکے بالعکس اور ملکوں میں ہوتا ہے جہاں کہ چوٹوں کے ہاتھ سے کفن تک نہیں بچتا

سولہواں باب

ختائیوں کے فضائل اور زائل کے بیان میں

جس طرح بعض مصور جب کسی تصویر کھینچتے ہیں تو خوشامد سے چہرے کے نقص کو چھپاتے
 اور اصلی حسن کو دونا کرتے ہیں اور بعض جب دشمنی پر کمر باندھتے ہیں تو نقص کو بڑھاتے
 بلکہ سانگ کے طور پر خسارے کو بندتے ہیں اوسے طرح بعض مورخ ملک کے حالات
 اور دستورات کو گنج فہمی یا بدگمانی اور دشمنی سے جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ بندتے اور

احوال کیا لکھتے ہیں جو بلج کرتے ہیں اور بعض مورخ کسی ملک کو گویا مسفوق قرار دیکر اوسکے
 رزائل کو بھی فضائل ٹھہراتے اور بجز تعریف کے کچھ بیان ہی نہیں کرتے ہیں غرض یہ دونوں
 طریق تاریخ نویسی کی شان کے خلاف ہیں اور مورخ کو چاہیے کہ جو اصل حقیقت ہے اوس
 کو ہمیشہ نہ بیان کرے اور اسکا لحاظ اگر لےنے صاحبوں کو رہتا تو خدا کے احوال کے بیان
 میں وہ یہ نہیں کہتے کہ خانیوں میں طفل کشی کی رسم ہے اور غفوراں میں اختیار عیت کو
 دیتا ہے مگر حقیقت حال یہ ہے کہ بعض غزبان کثرت اولاد اور مفلسی کے سبب جب لڑکا پیدا
 ہوتا ہے تو اوسے راہ گماٹ پر شب کو رکھ دیتے ہیں لیکن اوسکی ہلاکت کے قصد سے
 نہیں اور یہ حرکت اس لیے کرتے ہیں کہ اونہیں یقین ہے کہ سرکاری علیے جو اسی بات
 کے لیے مقرر ہیں و سے بچے کو اوسی گھر میں اوٹھا لیجاوینگے جو مخصوص اس واسطے ہے
 اور وہاں پر دائی دوا اور اطبا اوسکی پرورش اور علاج کرنگے اور سب طرح سے اوسکی
 خدمت میں حاضر رہیں گے اور دستور قدیم سے ہے کہ ہر شہر میں ایک سرکاری مکان
 عالیشان رہتا ہے اور بہت سی دایاں اور خیمیں اور طبیب سب اوس سے متعلق ہوتے
 ہیں اور جس شخص کو اپنے لڑکے پالنے کا مقدر نہیں ہے وہ شب کو اوس مکان کے
 دروازے پر چپکے سے آتا اور شیر ہیون پر لڑکا رکھ کر بٹا گھنٹا جو وہاں رہتا ہے اوسے
 بجا کر چلا جاتا ہے آواز کے ساتھی اندر سے لوگ آتے اور اوس بچے کو لیجاتے اور دای
 کے حوالے کرتے ہیں اور جب و سے کچھ سیانے ہوتے ہیں تو مسلمان اور عیسائی سب
 اکثر وں کو لیجاتے اور اپنے اپنے مذہب کا طریق سکھلاتے ہیں اور چند لڑکوں کو وہ
 لوگ بھی لیجاتے جو لا ولد ہوتے اور چاہتے ہیں کہ اپنے بعد کوئی شخص مثل فرزند کے
 رہے جو رسوم اموات ادا کرے اور اوسکے لیے غم زدہ رہے اور چونکہ خانیوں کو
 اسکی بڑی تمنا ہمیشہ رہتی ہے کہ بعد اپنے کوئی روئے والا ہو و سے اس لیے جو فرزند
 ہوتے ہیں دو ایک لڑکے اسے سطر سے متنبی کرتے ہیں * اغلب ہے کہ بعض اہل فکر

چونکہ مسافر تھے اور ادھر ادھر اور پھر ہی اوپر دیکھتے پھرتے تھے اور تحقیقات کرتے
 اور نفس الامر کے سمجھنے کی فرصت قلت اوقات سے نہ تھی اور سکونت بھی ختامین کم
 کی اس سبب جب اونہوں نے دیکھا کہ ہر صبح کو گجروں کا زیاں آتی تھیں اور سرکاری آدمی
 راہوں کے کنارے سے لڑکوں کی لاشیں اٹھا لیجاتے تھے تو انہوں نے سمجھا کہ کبھی
 اس سلطنت میں روایت ہے اس لیے کہ اسکی نفقش کھجاتی اور نہ مطلق پر مشن ہوتی تھی
 اور سرکاری عملے سب جیسے آتے ویسا ہی لاشوں کو اٹھوا کر لیے چلا جاتے تھے غرض
 اس میں اگر وہ صاحب سب زیادہ تحقیقات اور جوہر کرتے تو دیکھتے کہ غریبا اور ادوں
 خلائق ختامین دوسب سے بچوں کی لاشوں کو شب کو رستے کے کنارے پر پھینک
 دیتے ہیں اول یہ کہ مفلسی اس امر کے مانع ہوتی ہے کہ کفن اور دفن حسب حیثیت کیا جاوے
 کیونکہ ایسے واقعہ میں بہت خرچ ہوتا ہے اور اس سے بچنے کے لیے وہ بچارے سب
 لاش کو کپڑے میں لپیٹ کر مٹرک پر شب کو رکھ دیتے ہیں تاکہ سرکار کی طرف سے اسکی
 تدفین ہووے اور دوسرا سبب اس دستور کا یہ ہے کہ چونکہ گورستان شہر کے باہر حصہ
 ہوتا ہے تو وہاں جانا اور لاش کو گاڑنا اور پھر آنا ڈیڑھ دو روز کی منزل ہوتی ہے اور
 اون لوگوں کے پاس ایسا پس انداز نہیں ہوتا ہے کہ اپنے پیٹے کو دو روز تک نکریں اور
 اونہیں انواع طرح کی تنگی بلکہ فاقہ ہووے پس انہیں دو وجہوں سے مجبور ہو کر ختمی غریب
 یہ حرکت صادر ہوتی ہے والا اپنے بچے کو کون ایسا سنگدل ہو دیکھا کہ خواہ مخواہ مار ڈالے
 غرض راقم اس بیان سے انکار مطلق ختامین طفل کشی ہونیکا نہیں کرتا ہے کیونکہ نیک اندر
 و بد اندر نیک سب جگہ ہوتے ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ بعض شخص اپنے لڑکے کو بے وجہ
 مار ڈالتے ہیں چنانچہ دنیا میں ایسا دیکھنے اور سننے میں آتا ہے اور حامل اتنی تقریر کا
 یہی ہے کہ ختامین طفل کشی نہ رسم عام سے ہے اور نہ سرکار اور سکور وار کمیتی ہے لیکن
 پھر بھی درغیر زندگی کا جو مقتضی ہے اوس سے بعید فرزند کو اس طرح پر ترک کرنا معلوم ہوتا

غرض انصاف شرط ہے کہ مغلی اور تباہی جب کرتی ہے تو دل کو تھمر کر دیتی ہے اور کوئی
 رشتہ اور سوقت باقی نہیں رہتا ہے اور پیٹ کی جھوک محبت کو بھی نوک م بھگا دیتی ہے
 چنانچہ سیکڑوں نقلین میں کہ ہندوستان اور فرنگستان میں قحط کے ایام میں مال اپنے
 بچے کو کھا گئی ہے ، نقص چونکہ ہر کارخانہ انسان میں ہے اس خدائی دستور میں فتور
 واقع ہوا ہے کہ اس دارالترتیب میں اگر لوگوں کو حکم لڑکے کو علانیہ دن کے وقت کھ
 آنے کا ملتا تو اس قدر نقصان جان کا جو شب کو شرکون کے کنارے پر لڑکوں کو کھ دینا
 ہوتا ہے وقوع میں نہ آتا غرض یہ خطا باوجودیکہ ذمہ سرکار میں معلوم ہوتی ہے لیکن
 کسی سلطنت کے آئین کا گلہ بے دریافت کیا جاتا ہے کیونکہ قدر عافیت وہی جانتا
 جو مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے اور کیا دروسہ راوستہ ہوتا ہے جو حکومت کی شراب
 پیتا ہے کچھ وہی بہتر جانتا ہے اور کوئی ایسا ہی سبب ہو دیکھا جس سے بغفور مجبور ہے
 ورنہ ممکن نہیں کہ جب بغفور نے اپنی رعیت کے واسطے دارالترتیب مقرر کیا تو اتنا غیب
 اس کے ساتھ رکھا ہے القصہ لعل کشی کا گناہ کبیرہ جو خانیوں کے نامہ اعمال میں بغفور
 وح کرتے ہیں اس کی حقیقت اتنی ہی ہے جو راقم نے عرض کیا ہے لیکن خود کشی کی عادت
 جو خانیوں میں بہت ہے اس باب میں راقم اولی طرف سے کچھ عذر خواہی نہیں کر سکتا ہے
 کیونکہ کسی مذہب میں اپنی جان کو ہلاک کرنا جائز نہیں ہے اور علاوہ اسکے اپنے کو ہلاک
 کرنا محض نامردی اور بزدلی اور بیوقوفی کی نشانی اس لیے ہے کہ اپنے کو ہلاک ہی کرتا ہے
 جو زندگی سے عاجز ہوتا ہے اور جینے کا مزا اوسیکو باقی نہیں رہتا ہے جسکو آرزو حکومت
 اور مراتب عالی یا روپے پیسے کی یا اور ہوس دنیوی کی تھی اور اوسکی کوشش میں مایوسی
 حاصل ہوئی یا امیر سے گدا ہو گیا یا اور کر و مات زمانہ میں گرفتار ہوا غرض ایسا ہی آدمی
 مایوس اور بدحواس ہو کر زہر کھا لیتا یا خوب مرنایا اور طرح سے اپنے کو ہلاک کرتا ہے لیکن
 ان لوگوں سے زیادہ اول تو کوئی بیوقوف نہیں اس لیے کہ حضرت آدم کے وقت سے

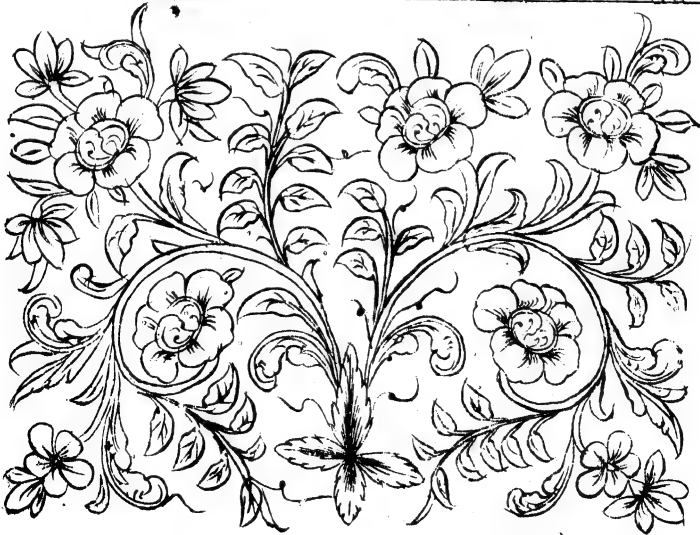
اہم جنگ دنیا میں شاید سوا آدمی ایسے نہیں ہو سکتے کہ ان کی تمام مرادیں پوری ہوں اور باوجود
 اسکے کہ ہر فرد بشر کو ہوش سہانے کے وقت سے دم مرگ تک بہت سی تمنائیں دل میں پیدا
 ہوتی رہتی ہیں لیکن عمر بھر میں شاید ایک بھی نہیں ملتی ہے غرض روپے جو ہاتھ کا میل ہے
 اور نوکری جو تار کی چھان ہے اسکے نہ ملنے کی کوفت میں خود کشتی کرنی محض حماقت ہے
 اور سوا اسکے یہ پوچ حرکت نامردی کی علامت اس لیے ہے کہ راحت میں رہنا کوئی سہا
 تکلف ہے کیونکہ یہ سبھی کو پسند ہے غرض پریشانی کی سختی کو لوگ کمتر برداشت کر سکتے
 اور بیشتر بدحواس اور لغو روزن ہوتے ہیں اسی سبب سے مصیبت اوٹھانی عین مردی
 اور جو شخص کہ اس کی آگ میں ٹھہرا اور مفلسی جو مرد کی کسوٹی امتحان ہے اس کے سر کرنے
 پر بھی بطور سابق رہا وہی مثل کندن کے سچا اور کھرا ہے کیونکہ اہل دنیا سب گویا ملمع
 کیے ہوئے ہیں اور حفظ اوٹھنا ظاہر ہی ظاہر ہے اور جب آتش مصیبت میں ڈالے جاتی ہیں
 ساری قلعی کھل جاتی ہے اور بعد اسکے جب دیکھتے ہیں کہ وہ ساری بازاری بھڑک اوڑھ
 گئی تو خود کشتی کرتے ہیں تاکہ عوام الناس کہیں کہ واہ واہ کیا صاحب غیرت فلاں تھے
 جو مر گئے لیکن جو مرد عاقل اور ادولی لغرم اور تجربہ کار ہوتے ہیں جنہیں اون سے فلاح
 رخصت ہوتی اور فلاکت گھر میں آتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ع چنان ماند چنیں
 نیز نرم بخوابد ماند چہ کیونکہ جب خود کائنات بے ثبات ہے تو اس کے ایک جزو لینے
 مفلسی کو کیا قیام ہو ویکھا اور اوسے امید پر بیٹھے رہتے اور ایک گاہ نہیں بھرتے تین
 اور اگر ایسا اتفاق ہوتا ہے جو خصوص اہل علم اور کمال کے وقوع میں اکثر آتا ہے کہ دنیا
 برابر ناساز رہتی ہے تب بھی اونہیں غم اور فکر نہیں زیر کرتی ہے اور افلاس کے پونڈ
 کپڑوں کو وہ خلعت پر تکلف اس لیے جانتے ہیں کہ ارباب کمال جنہوں نے اپنی
 راست بازی نہ چھوڑی اور امیرون کی چابلو سی نکلی اوٹھا لباس بیشتر اسی طرح کا تھا اور
 چونکہ ایمان اوٹھنا نہ بگڑا اور حرص ہوس نے ان کو گمراہ نہ کیا تھا اس سبب سے انہوں نے

اسلحہ غم نکلیا الغرض انہیں سب جہتوں سے خودکشی کے برابر کوئی لغو حرکت نہیں ہے
 اور چونکہ اسکا بہت رواج ختامین ہے راقم پر واجب ہوا کہ ختانیوں کی عیوب کے سر ذکر
 عیب کو لکھے اور انہیں قابلِ نفیرین کے ٹھہرا دے + سبب اس قسم کی حماقت کا یہی
 معلوم ہوتا ہے کہ جب ختامین کوئی شخص اپنے کو ہلاک کرتا ہے تو سرکار کی طرف سے حد سے
 زیادہ تدارک کیا جاتا ہے اور جیسپر شہہ ہوتا ہے کہ اس کے آزار دینے سے اس کو سخت
 نے خودکشی کی اس پر نہایت تنبیہ ہوتی ہے اور جب دلیل کامل سے ثابت ہوتا ہے
 کہ ایک نے دوسرے کو ایسا ستایا کہ اس نے تنگ ہو کر اپنے کو ہلاک کیا تو مجرم خونی
 ٹھہرایا جاتا اور قرار واقعی سزا پاتا ہے بلکہ کبھی کبھی خون کا بدلہ خون ہوتا ہے اور عیبت
 ہے کہ جب اور کوئی صورت دشمن سے انتقام لینے کی نہیں دیکھتے تو لوگ اپنے کو اکثر
 ہلاک کرتے ہیں اور مردوں سے زیادہ رنڈیاں اس حرکت کو کرتی ہیں اور آئین مذکور
 سے اس حرکت کو سرسبزی ہوتی ہے بلکہ تحریک دیجاتی ہے اور یہی بات رہیگی جب تک
 کوئی قانون اس وضع کا نہ بنے کہ جو اپنے کو ہلاک کر گیا اس کی لاش کفن دفن نہ پاگی بلکہ چل
 کوونکے لیے میدان میں پھینکوادی جاگی اور غالب ہے کہ اگر یہ بات وقوع میں آوے
 تو اس جہالت میں کمی ہووے اس لیے کہ خاندانی ہر وار میں دفن پانکی تمنا ختانیوں کو حد سے
 زیادہ ہوتی ہے اور اس سے محروم رہنے کا خوف سارے یہودہ ختانیوں کو بھی رہیگا
 اور صد ہا کی جان کی حفاظت کا موجب ہووے گا + اس عیب کے سوا ختانی سب اکثر کثرت
 ہونے اور جب دشمن کو پاتے ہیں بری طرح سے پیش آتے ہیں اور اس طرح کا بغض تمام بڑوں
 مقتضایہ طبیعت ہے اور جو ان مردوں کو اس سے نفرت ہے چنانچہ انگریزوں کو
 دیکھئے کہ باورسی انکی جبلت میں ہے اور ساتھی اسکے کس قدر رحم اور مروت مزاج میں ہے
 اور انہیں کیا موقوف جس قوم کا بہادر دیکھو گا اس سے خواہ مخواہ صاحب درد اور غمو پاگا
 علاوہ اس عیب کے ختانی سب زہر پرست ہیں اور روپے کے حاصل کرنے کے عجیب

ڈھنگ رکھتے ہیں اور مقدمہ باز بھی ایسے ہوتے ہیں کہ مدعی پن سے جلد باز نہیں آتے
 ہیں اور جب تک سکت باقی رہتی اور جہاں تک رسائی ضبط حصے ہو سکتی ہے اپنے کو پونچا
 اور دعویٰ کو مسترد حتی الامکان نہیں ہونے دیتے ہیں یہ گویا اور غنا شوق بلکہ خاصہ فطرت
 معلوم ہوتا ہے اور بعض کو اسکی لت ایسی ہو جاتی ہے کہ گھر با بیچ کر نالاش کی تدبیر کرنے
 ہیں اور یہ عیب بہت بڑا ہے اس لیے کہ جب قدر جلد و دوطرح کا گھر برباد ہوتے دیکھا ہے
 تیسرے کو نہیں پایا چنانچہ ایک تودہ خانہ نشاط جہاں ہمیشہ ناخ و رنگ کا چرچا رہتا ہے
 اور دوسرے وہ گھر جہاں اکثر معاملہ پیدا ہوتا ہے القصد یہی کئی زرائع خانیوں کے
 ایسے ہیں کہ بنام خاصیت قوم مشہور اور معروف ہیں لیکن مثل اور خلافت کے اقسام طری
 بیان یہ لوگ کرتے اور اوسکا حساب محاسب حقیقی سمجھ کیونچا اگر گنگا کی عیب جوئی کوئی
 معصیت عظیم ہے اور موع کو اتنا ہی لازم ہے کہ جتنے زرائع کثرت خلق میں موج ہوئیں
 اور اوس قوم کے خاصہ نفس سے علاقہ رکھیں فقط اوسیکامیان تاریخ نویسی کی حد میں نفل
 کرے * اب زرائع کا تذکرہ ہو چکا لازم ہے کہ اس قوم کے فضائل ذکر کیے جا دیں لیکن
 یہ تاریخ خیکے ملاحظہ سے گذری ہے وہ ہر تعریف کے موقع پر اوس قوم کی مدح دیکھ چکے
 ہونگے مگر اسپر بھی ایکجا سب کو جمع کرنا ضرور ہے تاکہ انکی سیرت کا حسن و قبح چشم بنیا کی
 نظر سے دفعہ گذرے * اہل ختم و ادب اور مہذب بہت ہوتے ہیں اور ہوشیاری
 اور پرہیزگاری اور سنجیدگی اور خصوص محنت کشی میں اپنا ثانی نہیں رکھتے ہیں اور کفایت
 شعاری اور قائم مزاجی اور دور اندیشی میں علیٰ ہذا القیاس کیما سے روزگار میں * اور زیرکی
 اور تیزی ذہن اور خواہش حصول کمال میں بے مثل و امثال ہیں اور والدین اور اپنے
 بڑوں کی اطاعت اور دوستوں کے ساتھ محبت اور غیروں پر شفقت کے باب میں بھی بڑا اثر
 رکھتے ہیں * قوم تاتا کی طبیعت اور عادتوں کا بھی کچھ احوال لکھا چاہیے اس لیے کہ
 مالک ختا کے بہت دن سے یہ ہیں اور باوجود اسکے کہ آئین مملکت میں انہوں نے مطلق

داخل نہ کیا اور حکما رختا کے دستورات کو پسند کر کے بالکل ویسا ہی بجالا رکھا ہے لیکن مزاج
 اپنا اونہون نے نہیں بدلا ہے اور چونکہ بالکل صحرائی خصوص سپاہی لاو بال سرت زرو مال
 ہوتے ہیں اونہیں وہ عادت سمائی ہوئی ہے اور اصلی ختائی جس شوق سے روپے جمع
 کرتے ہیں مانتا اپنی جمع کو اوڑا دیتے اور غم فردا نہیں کھاتے ہیں اور ختائیوں کی نسبت
 زیادہ فیاض اور سیرخشم اور آشنا پرست ہوتے ہیں اور جس قدر تامل اور خوض ختائیوں کے
 مزاج میں ہوتا ہے کہ بے گمال خوض اور غور کے ادنیٰ سے امر کو نہیں کرتے ہیں اور
 بالعکس مانتا کے مزاج میں جلدی اور لا پرواہی ہے یہاں تک کہ غفور کے جو شیر سلطنت
 تو مانتا سے ہیں وہ معاملہ دریافت کر نیکی ساتھی اپنی اسے کا اظہار کرتے ہیں مگر
 جو ختائی وزراء ہیں وہ بعد ہفتے عشرے کے صلاح دیتے ہیں اور اوپر بھی جتا ہیں
 کہ زیادہ عرصہ خوض کے لیے ملے تو جواب با صواب دیا جاوے * * *

جلد اول تمام شد



فہرست جلد دوم تاریخ چین

صفحہ	مضمون	اگر باب
	دوقر اول	
۲	ختمائے پہلے شانہشاہوں کا احوال اور اس مملکت کی بنا اور پہلی آبادی کا بیان	پہلا باب
۹	یاد اور شین نامی خفقروں کے بیان میں	دوسرا باب
۱۳	ہیائے گھرانے کے بیان میں	تیسرا باب
۱۹	شانہنگ یا جام کے گھرانے کے بیان میں	چوتھا باب
۲۵	خاندان جوئے کے بیان میں	پانچواں باب
۳۶	چین کے گھرانے کے بیان میں	چھٹا باب
۴۶	ہوان کے گھرانے کے بیان میں	ساتواں باب
۶۶	سین کے گھرانے کے بیان میں	آٹھواں باب
۶۹	مینگ کے خاندان کے بیان میں	نواں باب
۷۳	سنگ کے خاندان کے بیان میں	دسواں باب
۷۷	سچی کے گھرانے کے بیان میں	گیارہواں باب
۷۹	لی آنگ کے خاندان کے بیان میں	بارہواں باب
۸۱	چین کے خاندان کے بیان میں	تیرہواں باب
۸۳	سنگ کے خاندان کے بیان میں	چودھواں باب
۸۹	سنگ کے خاندان کے بیان میں	پندرہواں باب
۹۳	منگل کے خاندان کے بیان میں	سولہواں باب
۱۳۳	مینگ کے گھرانے کے بیان میں	سترہواں باب
۱۳۸	ہانچو تار کے خاندان کے احوال میں	اٹھارہواں باب
	دوسرا دفتر	
۱۸۲	بیان میں دستور اور رسم تجارت اہل ختمائے	پہلا باب
۱۸۷	بیان میں قوم ولندیز اور انکی لڑائی کے ساتھ اہل ختمائے	دوسرا باب
۱۸۹	بیان میں تجارت درمیان اہل روس و اہل ختمائے	تیسرا باب
۱۹۱	بیان میں تجارت درمیان اہل فرانس اور ختمائے	چوتھا باب
۱۹۳	بیان میں تجارت درمیان اہل امریکا اور ختمائے	پانچواں باب
	بیان میں اوس تجارت کے جو انگریز اور ختمائے میں شروع ہوئی تا یہ شروع لڑائی درمیان دونوں ملکوں کے +	چھٹا باب
۱۹۴	بیان لڑائی کی ترقی کے وقت سے تا اختتام اور وقوع عہد چین	ساتواں باب
۲۱۴	درمیان ملک تاتار اور انگلستان جو مشہور بلعب عہد نامہ نامکین ہے	

صفحہ	مضمون	ابواب
تیسرا دفتر		
بیچ بیان آمدن ملکوں اور قوموں کے جو باجگزار فقور کے یاز رنگین ملک چین ہیں		
۲۵۰	ہیان عادات اور حرکات و سکنات و رسوم و قواعد و جمیع اوقات اقوام ترکستان	پہلا باب
-	بیان چین کی سلطنت کے زور و شور پیدا کرنے اور بعد ازاں ضعیف ہو کر دو قسم	دوسرا باب
۲۵۹	مہجانبے اور ایک تباہ ہونے اور دوسرے کے نام پیدا کرنے کا	تیسرا باب
۲۶۲	بیان شاہ تھیل کی لڑائیوں کا اور پہلی ویرش اقوام تاتاری ملک فرنگ پر جو	چوتھا باب
۲۶۲	اوسنے کی اور قوم چین کی شاہنشاہی کے معدوم ہونے کا	تیسرا باب
۲۶۰	زیرا وہ ترسیان اقوام تاتارا مدادوں فرقوں اور شخصوں کا جنہوں نے قبائل ترک	تیسرا باب
۲۶۰	اور فضل اور ساجد اور ادبک وغیرہ میں بڑی شہرت پیدا کی ہے	تیسرا باب
۲۶۲	احوال اون قوموں کا جو تاتاریوں اور خانیوں سے فرق ہیں لیکن خنامین	تیسرا باب
۲۶۲	بود و باش کرتے ہیں	تیسرا باب
//	بیان قوم سیفان کا	تیسرا باب
۲۹۰	لوگوں کی قوم کا بیان	تیسرا باب
//	میاوسی کی قوم کا بیان	تیسرا باب
۲۹۹	احوال جزیرہ ٹائی وان کا جسکو اہل فرنگ غازیو سکتے ہیں	چوتھا باب
۳۰۲	احوال کوریائی سلطنت کا جو باجگزار خٹائی ہے	پانچواں باب
۳۰۳	احوال مملکت پاجین کا جو باجگزار خٹائی ہے	چھٹا باب
۳۱۸	ملک تبت کا احوال	ساتواں باب
۳۲۱	حامی کی پادشاہت کا احوال	آٹھواں باب
۳۲۳	لوچے کے جزائر کا احوال	نواں باب

آئینہ کا جہانِ شاد و شادیت جلد ۱۰ کا سرطان از برہم گھست

تاریخ ممالک چین

جوا تو ازم ممالک دیوانہ مغویہ کے حالات آہن مطہرین

جسے نیا بیدار خان خورشید علیہ السلام کو ہونے سے پہلے کہ ملایا و گلستان میں کیا بنیاد

تصنیف ضعیفان ہر علم و جہر کا کرن صاحبِ علم

اولا علیہ السلام دیوانہ ملک کے ترجمہ میں بعد صدر علیہ السلام دیوانہ ملک مغربی شمالی کے

مصنف جو ہر اخلاق پر گزیدہ عالم شہر و آفاق

بکمال مضابطہ ایک بستم سہ ماہی و سوسینہ تالیف

مطبوعہ مطبعہ فنی نو کشتور مجاہد صورتی معنوی

۱۸۹۲ء

جلد دوم تاریخ چین فصل اول

باب اول

کتاب کے پہلے شاہنشاہوں کا احوال اور اس مملکت کی بنا

اور پہلی آبادی کا بیان

انبارایام ماضیہ اور قدیم تاریخ معتبر اور روایات متداولہ سے جو سینہ بسینہ اور پشت بہ پشت سلف سے چلی آئی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ مشرق میں قریب پانچ ہزار برس کے یا دشت گوبی کے گرد فوج میں مسیح اوس سرزمین کے جو کوہستان ہمالا کے شمال کی جانب واقع ہے خدایتعالیٰ نے آدم کی بنیاد کو اوائل میں قائم کیا تھا ورمیان اہل دھراور حکامی دین کے اس باب میں بہت سی تقریریں ہوئی ہیں اور بڑی بڑی کتابیں لکھی گئی ہیں غرض ان سب باتوں کا بیان اس مقام پر موقوف ہے اور مختصر اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ بعد اس قدر رد و کد کے ثابت ہوا کہ کتاب توریت مقدس میں جو ذکر کہ نوع انسان کی پیدا ہونے اور طوفان نوح میں شربت موت پینے اور بعد اویسکے کوہ ارات کے چاروں دامن میں پھر آباد ہونے کا ہے درست ہے دریافت

کیا چاہیے کہ نوع انسان کی تین علیحدہ قسمیں میں خلی آپس میں مغایرت اور مباہلت استعد سے
 کہ فلاسفہ اہل دھرم نے اس سبب سے اعتراض قوی اور حدیث پر کیا ہے جس میں بیان ہے
 کہ بالکل اقوام انسان اولاد ایک ہی جد یعنی حضرت آدم کی ہیں غرض ان تین اصلی قسموں کو
 بسبب اسباب و علامات مغایرت کے کرنل ہلکن اسمٹ صاحب جو عالم زبردست اور
 یمتای روزگار علم خواص الاشیا کے تھے یوں نامزد کرتے ہیں پھلی بلقب قسم ریش دار
 دوسری بلقب قسم بے ریش تیسری بلقب قسم مرغولی یعنی حمیدہ موے اگرچہ انکی فروعات
 صد ہا ہیں لیکن اصل بھی تین ہیں اور یاد رکھنا چاہیے کہ اعلیٰ قسم بنی آدم قسم ریش دار ہے اور
 اوسط رتبہ کی قسم بے ریش ہے اور ادون خلاق قسم حمیدہ موے ہے چنانچہ ایران اور
 ہندوستان اور کشمیر اور عرب اور افغانستان اور فرنگستان وغیرہ میں اقوام ریش دار ہیں
 اور وہ بزرگیان جن سے انسان کو رتبہ نعل اللہ کا حاصل ہے انھیں لوگون میں زیادہ تر
 پائے گئے ہیں اور دوسری قسم بے ریش ہے چنانچہ اقوام تاتار اور تیسری قسم حمیدہ موے
 کہ وجود اسکا در میان حیوان مطلق اور انسان کے مثل برنخ واقع ہے اگرچہ فروعات ان
 تین قسم اصلی کی سبب آپس کی خلط اور آئیرشس کے بہت سی ہیں اور بعض میں علامتیں
 و قسموں کی اور بعض میں تیون کی پائی جاتی ہیں لیکن پھر بھی علامات اصلی اس قدر حیاں
 ہیں کہ ان تین اصلی قسموں کو جدا کرنا ممکن ہے الغرض قوم خانی قسم بے ریش کی ایک فرع
 اور بہ نسبت اور دو اصلی قسموں کے اس قسم میں باب راہ و رسم کے مسدود رہنے سے
 خلط کثرت واقع ہوا ہے چنانچہ تمام ملک چین اور تاتار کے لوگوں میں یہ بات پائی جاتی ہے اپنے کہ ریش
 کم بلکہ اکثر مطلق نہیں نمایان سر کے بال سپیدے اور موٹے اور سخت اور چند ہی آنکھ چھٹی ناک
 کلمہ بھاری ہر شخص میں پائے کا مقام گفتگو کا ہے کہ آیا اصلی باشندے خط چین کے بھی لوگ
 تھے جواب خانی کھلاتے ہیں یا وہ کوہستانی سب جواب کئی مقام واقعہ صوبہ جات
 سے چوان اور کوئی چو اور ہونوٹان اور کوٹانگ ذمی اور صوبہ کوٹانگ ٹانگ کی حدود پر

مقیم ہیں کیونکہ ان دونوں میں شبابہت کی مناسبت زیادہ ہے غرض وہ کوہستانی سب
خطہ چین کے بنیادی رہنے والے خواہ ہوں یا نہ ہوں لیکن اسباب ظاہر خصوصاً بہت
کے باعث سے یہی قیاس ہوتا ہے کہ خٹائی فرقہ تاتار سے ہیں اور چونکہ بادیہ پیمائی اور کوہ پسندی
آئی اور انہوں نے گہر بنا کے سکونت ایک جا پر اختیار کی اور انکی اولاد کے سوا دوسری
قوم تاتار کی شکست کھائی ہوئی جس نے انکے قریب پناہ لی تھی اور انہوں نے بھی وہی طریق اوقات
بسری کا اختیار کیا تھا اور حالانکہ کتب تاریخ ختایین ذکر نہیں ہے کہ اوس ملک کے
باشندوں کی اوقات مثل تاتاریوں کے بادیہ پیمائی کی تھی لیکن دو سب سے قیاس بھی چاہیے
ایک یہ کہ دشت گردی کی اوقات خواہ مخواہ اون لوگوں کی ہو دیگی جبکی غذا خانہ پروردہ
جانوروں کے گوشت اور دودھ پر موقوف ہے کیونکہ جب لاکھوں گاہے میل بکری
بھیڑی گھوڑے گھاس چر کے کھائیں گے تو تھوڑے عرصے میں اونکے مالکوں کو تبدیل
مکان کرنا سبب کفایت نہ کرنے چرائی کے واجبات سے ہے اور دوسرے یہ کہ اگر مالک
کوئی معتبر تاریخ قدیم موجود نہ ہوتی اور صورت دنیا کی بعض طوفان فوج کے اور حالات اور
اوقات اور حرکات آبا و اجداد اقسام بنی آدم کی روایت تحقیق سے دریافت میں نہیں
آسکتی تاہم غرض اور تفرس کو قوت بلکہ سہولت ملاحظہ سے اون قوموں کے اطوار اور
اون ملکوں کے آثار کے حاصل ہوتی تھیں پر ہزاروں برس سے ایک ہی حال ہے اور
ملک بیابان یا وسیع کھدست میدان میں وحشی باشندے خمیوں میں رہتے اور گلہ
ہزاروں خانہ پروردہ جانوروں کا چراتے پہرتے ہیں اور اوسے گوشت اور دودھ پر
اوقات بسر کرتی ہیں اور ملک ترکستان و تاتار و عربستان کے بعض ملک اور اکثر قوموں
میں مثالین اوس وضع کی اوقات بسری اور بادیہ پیمائی کی ملتی ہیں جو اوائل نوآبادی دنیا
میں ہر ملک میں کم و بیش موجود تھیں اس مشکل کو حل کرنا امکان سے باہر ہے کہ کس قوم کا
مسکن اولین کون مقام تھا اور کدھر رہی وہ آئی اور کدھر کو گئی اور کتنے تبدیل مقام کر کے

غلامی جگہ پر بسی کیونکہ جب شروع سے ہر قوم کی تاریخ لکھی جاتی تب یہ بات حاصل
 ہو سکتی تھی غرض مقبرہ مورخوں کا قول یہ ہے کہ جب حضرت نوح کی اولاد کوہ اراک
 واقعہ ملک ارمن کی گردلوخ میں بکثرت ہوئی اور سبب اونکے گلوں کے برہمن
 کے ایک وسیع علف گاہ کی حاجت ہوئی اور مشرق کی طرف سفر کر کے ملک
 سنہارین پہنچی اور گستانی سے اوسنے اوس سرج کی ساخت شروع کی جسکے
 سبب سے خداوند عالم نے اونکو رومی زمین پر پرگندہ کیا تو اوس تفرقہ اندازی
 میں یافت بن نوح جو مشہور عربی اور دوسری شرقی تاریخوں میں بلقب ابوالترک یعنی
 جد اقوام تاتا رہے وہ اپنی آل و اولاد کو ساتھ لئے دو سے برس بعد طوفان نوح کے
 کنارہ دریائے اتھل جسکو انگریزی میں وانگا کہتے ہیں آنکر مقیم ہوا اور اڈائی سو برس کی
 عمر کے بعد وقت مرگ اٹھ بیٹے جوڑ گیا چنانچہ ترک جو جد اقوام تاتا رکھا ہوا اور چرس اور
 سقلاب اور جد قوم روس اور نینیاگ اور زوئین جد قوم چین اور کامادی اور تاج
 چونکہ یافت نے اپنے ہر بیٹے کو اوسکی ہم بطنی بہن سے نکاح کر کے ایک ایک
 سمت کو حضرت کیا تو زوئین ملک چین میں اپنے گروہ کو لیکر بسا اور بادیہ پیمائی سے
 جب اوسکو نصرت ہوئی تو کشت کاری کی بنا ڈالی اگرچہ خداوند عالم نے آبا و اجداد انسانی
 عمر کو اولاد کی جلدی ترقی کے لئے زیادہ کیا تھا لیکن پھر بھی رسم دنیا کے موافق اونکی
 نسل رفتہ رفتہ بڑھی اور ایک مدت گذر گئی ہوگی جب کہیں ایسی زیادتی ہوئی کہ اونکی جاے
 بود و باش کو یا خود اونکو کسی نام خاص یا لقب سی شہرت ملی چونکہ تاریخ نویسی کا فن غایت
 علم سے تعلق رکھتا ہے اور علم غایت اہلیت اور انسانیت کے عہد میں پیدا ہوتا ہے
 اور اہلیت تب ہی ایک گروہ خلق میں آتی ہے جب آپس کے اتفاق اور کسی عاقل بزرگ
 کی صلاح سے وہ کسی مقام کو گھر دروازے آباد کرتے اور بستی اور شہر کی بنا ڈالتے
 اور کشمکاری میں مشغول ہوتے ہیں اور پروس کے لوگوں سے رسم تجارت اجناس کے

محض و معاوضہ کے ذریعہ سے پیدا کرتے ہیں اور یہ حال الہیت کا تب ہی ہوتا ہے جب درندے جانور سب جنسے انسان کے ساتھ ہمیشہ ریاست کے لیے شروع آبادی ملک میں لڑائی خوب ہی ہوتی ہے مغلوب ہوتے ہیں اس لحاظ سے ابتدا سے ایام شروع آبادی بعد شکست درندوں کے لغایت رولج علوم اور تحریر تارتخ عرصہ ہزاروں برس کا ان دونوں عہد کے درمیان گذرتا ہے اور یہی باعث ہے کہ اکثر ملکوں کی قدیم تاریخوں میں نہایت شکوک رہتے ہیں خصوصاً اس مقام پر جہاں آبادی اور پھلی باشندوں کی خبر دی جاتی ہے اور اسکی تمثیلین بہت ہیں چنانچہ ایک یہو جو خانی سب اپنے ملک کے باب میں بیان کرتے ہیں کہ شروع میں آسمان جسکو مذکر یعنی قوت فاعلی کہتے ہیں اور زمین جسکو مؤنث یعنی ہیولائے ناقص جانتے ہیں یہ دونوں وصلی وارستے اور جب جدا ہوئی تو خاکی سرزمین پر آسمان اور زمین کی اول اولاد نمود ہوئی اور وہ مرد تھا اور پان کو کہلایا اور اوسے سے نوع انسان کی بنا ہوئی غرض حاصل اس نقل بے اصل سے اتنا ہی ہے کہ خانی قوم اور خا کا ملک سب سے بزرگ تہمین اور بزرگا کے باشندے اور ہنود بھی اس طرح کی نقلیں قدامت کی اپنے اپنے ملک اور قوم کی بڑائی میں بیان کرتے ہیں غرض جو ٹیٹ فرے کے پادریو نکالین سے کہ پان کو اور حضرت آدم ایک ہی شخص بنام مختلف ہیں لیکن بعض علما سمجھتے ہیں کہ یہ اشارہ طرف اوس عالم ہیولائی یا ہیولائے اولی کے ہے جو قبل خلق ہوئے کائنات کے موجود تھا سان ہوام کا گھر انہ مطابقت خانی مورخوں کے پہلا خانوادہ پادشاہ کا ہے اور بنیاد اسکی ایک شخص بلقیس فوہی سے تھی جسکو بعض علما و فرنگ قیاس کرتے ہیں کہ شاید اشارہ طرف حضرت نوح کے ہو غرض اسی نے شن شی کے صوبہ میں چین کا شہر یا اس لحاظ سے بعض مورخ کی روایت ہے کہ شاید ختامین جو طائفہ آدمیوں کا آن کر با وہ ہندوستان سے نقل مسکن کر کے وہاں گیا غرض بابت صورت کی

اہل ہند اور اہل ختامین اس قدر ہے لیکن ایک قوم خوبصورت و متم ریشہ دار ہے
 اور ایک بد صورت و متم بے ریشہ سے معلوم ہوتی ہے کہ ان دونوں ملک کے
 لوگوں کو ایک ہی نسل سے قرار دینا درست نہیں اور مختلف روایتیں جو اس باب میں ہیں
 قاضیوں کے فقط تفرس ہیں اور جسکی عقل نے جہانک رسائی کی اور علم نے ہی مدد
 پہنچائی اوسنے ویسا ہی قیاس کر کے بیان کیا ہے اور سوای قیاس کے ایسے ایسے
 مقام نازک پر قطعاً کچھ نہیں کہا جاسکتا ہے خیر جو کچھ ہو غرض اتنا تحقیق ہے کہ شن شی کا صنو
 اصلی باشندوں سے آباد ہوا اور فوہی نے سھشہ چین یا چین بسایا اور اپنی
 رعیت کو آدمیت سکھائی اور بیودہ وحشی عادتوں سے پاک کیا کہتے ہیں کہ ایک سو برس
 برس کی عمر اوسکی ہوئی اور جب موت آئی ہر شخص کی آہ اوسکی لاش کے ساتھ گئی مطلق
 روایت ختا کے موسیقی کی بنا فوہی سے ہے اور دلوں نرم کرنے اور آدمی سے
 آدمی کو انس دلانے کے لیے اوسنے چند باجون کی ایجاد کی بعد فوہی کے بعض موجدوں
 بیان ہے کہ پندرہ بادشاہ تخت نشین ہوئے اور زمانہ سبکی ریاستوں کا قریب ٹھہرا
 ہزار برس کے تھا مگر اس روایت کی ابطال اسی تعین مدت میں پائی جاتی ہے اور
 زیادہ کمنا ضرور نہیں غرض ان سب کے بعد کہتے ہیں کہ شن ننگ تخت پر بیٹھا اور
 زراعت کی بنا اوسنے ہے اور طبابت بھی اوسنے شروع کی اور بازار باٹ
 سیلا وغیرہ کی بھی بنیاد ڈالی غرض اکیسویں چالیس برس کے بعد اوسنے انتقال کیا اور اوسکی
 نسل سے سات شخص صاحب تخت و تاج ہوئے اور آخر میں ٹیو گانگ اوسکی خالواد
 کا جب عیاش نکلا اور بلواسے عام ہوا تو ہوانگ ٹی تخت پر بیٹھا بیٹھ شخص وار تخت
 و تاج نہ تھا اور ہمیشہ شن ننگ کے وارثوں سے لڑا کیا مگر ظفر باب نہوا لیکن جب ٹیو
 گانگ ایسا بد و زنا قابل ریاست نکلا تو اوسنے تخت چھین لیا اور جسے مقابلہ کیا اوس
 سے لڑا اور شکست دی غرض جب امن و امان ہوا طبیعت اوسکی بہتری ملک کی تیر

میں مصروف ہوئی مگر کثرت آبادی کے سبب سے کمی گروہ آدمیوں کے اوسے پھیلنے کے
 صوبہ کی طرف بھیجے اور اوسے آباد کیا پہلی عمارت انیٹ کی ختامین اپنے رہنے کے
 لیے اسی نے بنوائی اور بعد اوس کے شہر ون میں بھی مکانات کی بنا ہوئی اس بادشاہ
 ختائی مورخ اتنی ایجادیں منسوب کرتے ہیں کہ اگر اوس روایت کو قبول کیجیے تو دوسرے
 کسی کی کچھ حقیقت نہیں باقی رہتی ہے چنانچہ راوی کا بیان ہے کہ ہوانگ ٹی نے مرصد
 بنوایا اور تقویم کو درست کیا اور حربے اور چکرے اور گاڈی اور تھ اور ایک قسم
 کے باجے کی ایجاد کی اور روپے پیسے کا رواج دیا اور نرخ اور مول تول وغیرہ کا تعین
 کیا سوائے اسکی جو مدت طبیعت کے اسکی بلکہ بھی علیٰ ہذا القیاس بہت ذکی اور زیرک
 تھی اور ریشم کے کپڑے کو پالنا اور ریشم پیدا کروانا اور اوسکے تھان بنوانا اور پوشا
 بنانا سب اوسی کا کام تھا لیکن غالب ہے کہ بہت سی ایجادیں جو ہوانگ ٹی سے منسوب
 کی گئی ہیں ان میں اور ون کا بھی حصہ ہے اور بیچہ قیاس بعید العقل نہیں اس لیے کہ
 عادت ختائیوں کی یہی ہے کہ جو بات قابل نہایت تعریف کے ہوتی ہے وہ قدامت
 اوس کی ایجاد سے مدوح کرتے ہیں ایک قیاس اور یہی ہے کہ چونکہ وہ خانوادہ
 سب سلاطین کے جو ایک ایام میں مالک بعض بعض صوبوں کے تھے اور مغفور سے کبھی
 باغی اور کبھی ملے ہوئے رہتے تھے جبکہ حال آگے معلوم ہو گا ختائی تاریخوں میں لقب وائینی
 سلطان کا رکھتے تھے اور اصلی مغفوران چین کا خطاب ہوانگ ٹی یعنی مالک روی زمین
 اس سبب سے بالکل ایجادیں جو ہوانگ ٹی سے متعلق معلوم ہوتی ہیں اوس سے مطلب
 راویوں کا یہی ہے کہ خاص مغفوران چین کے خانوادے میں ایجادیں ہوئیں تھیں قصہ اوسکی بعد
 بیٹا اوس کا بیٹا اور نام شاؤ ماؤ تھا اور پورا اوسکے کوئی کام اوس نے نہیں کیا کہ ماؤ پرن کے
 درباری لباس میں جو کلاتوں کے نقش بنے رہتے ہیں وہ اوسی کی تجویز سے ہے اور وہ
 قدیم قبرین ختائی ہنوز دیکھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ باپ بٹی یعنی ہوانگ ٹی اور شاؤ ماؤ

کی گورین مین چہرہ و بادشاہ گنام کے بعد فی کو تخت نشین ہوا اور مدرس کی بنا لڑکون کی تعلیم کے لئے اسی سے ہوئی اور کثیر الازواج ہونیکا رواج اسی نے نکالا کیونکہ تنہا اولاد میں چاہے جو روہن اوسنے کین لیکن جب اسپر ہی مدت تک محروم دلا دلدر تا تو شان فی یعنی پروردگار عالم کی پرستش شروع کی اور چند دن مین چارون سے ایک ایک بیٹا ہوا اور ان مین سے دو شانک اور چاؤ گھر انیکے بانی ہوئے لیکن بڑا بیٹا نام فی جی باپ کے بعد بیٹا غرض عیاں اور بد اطوار کھلا اور جب لڑائی نصیحت کر کے دیکھا کہ اپنی حرکتوں سے کسی طرح باز نہیں آتا اونوں نے ملکر اسے بے تخت و تاج کیا اور اس کے بھائی یاؤ کو بٹھلایا اور بیٹھو یاؤ نہ ہے جسکی عمر ختایون مین تا قیامت رہے گی اور جسکی بیٹھ منزلت نیکوئی کی تھی کہ جب کسی غفور کی مدح ختایون شاعر مبالغہ کر گیا تو یہی کہیگا کہ توشل یاؤ کے ہے فقط * * * * *

دوسرا باب

یاؤ اور شین نامے غفور دیکھے یا نہیں

شاعر کے قلم کو نہ یہ قدرت اور نہ تحریر کو یہ وسعت ہے کہ ان دونوں غفوروں کا تعالیم لکھ سکے حکیم گنگ فوسی نے اونکی مدح مین کتاب مسمیٰ شو گینگ لکھی ہے اور تعریف یہاں تک کی ہے کہ ارباب علم سے بعض یہ کہتے ہیں کہ تو ہم کر کے کھوت مرد نیک حصال کی حکیم نے کہنچی ہے یا اگر اونکی حقیقت سے بیٹھ تعریف کچھ نسبت رکھتی ہی ہو تو مبالغہ کو دخل دیا گیا ہے اور حد سے زیادہ بڑھایا گیا ہے لیکن جگو بیٹھ ایرادین سوچتی ہیں جو صدر مین مذکور ہو مین اون صاحبوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ اکثر تاریخون مین ہی دیکھنے میں آیا ہے کہ جس شخص نے بے کہ بنیاد کسی خانوادہ شاہی کی ہوئی ہے وہ ان دونوں صاحبوں مین سے ایک کی سبب مدوح تھا یعنی وہ صاحب ششیر اور تدبیر تھا یا عادل و ولی منش اور تیسرے کسیکو آجکھ بیٹھ رتبہ نہیں ملا غرض جب یہ امر واقعی ہے تو البتہ حکیم گنگ فوسی نے ان دونوں غفوروں کے حق مین جو بیان کیا قابل اعتبار کے ہے اس لیے کہ

مملکت خٹا کی اقبال مندی اور مہبودی کے موجب اور باعث وہ بھی یاؤ کو جب تخت ملا کر فرما
شاہی کو اوسنے اختیار نہیں کیا اور سیدھی سادی وضع اپنی رکھی اور نہ کبھی تکلف کی
پوشاک پہنی اور نہ لذیذ غذا کھائی اور ہر سال اپنی تمام ریاست میں گشت کرتا تھا اور رعایا
کی ناش و فریاد کو آپ ہی پہنچتا تھا بوڑھے جوان چوٹے بڑے سب شبانہ روز
دست بدعا رہتے تھے کہ خدا سے برقرار رکھے اور روز اجل نہ دیکھا دے ایک
روز کسی شخص نے یاؤ کے منہ پر پیچھ دے عادی کہ اسے بزرگ خدا تجھے دولت دے
اور سیری دکھا دے اور بہت سبے بیٹوں سے تیرا دل شاہ کرے اسکا جواب
شاہ نے دیا کہ اسے شخص میں تیری دعا کا مقبول ہونا نہیں چاہتا اس لیے کہ جس
پادشاہ کے بہت بیٹے ہوتے ہیں اوسکو اوسے قدر خوف رہتا ہے اور جان
زیادتی دولت کی ہوتی ہے وہاں فکر بہت رہتی ہے اور سیری کے ساتھ ذلت
و خواری ہے ہمیں ایک نقل دلیل کافی ہے کہ یاؤ کی بزرگی اور دانائی ایسی ہی تھی جیسے
کنگ فوسی نے بیان کیا ہے جب یاؤ نے دیکھا کہ تمام سلطنت کا بار اٹھانا دشوار ہے
اور کام کا بھی بخوبی انجام ایک سے ہونا مشکل اوسنے شن کو اپنے ساتھ شریک
کیا اور نصف مملکت کا مالک بنایا اور حقیقت میں شن اسی قابل تھا اس لیے کہ نیکوئی اور پدر
و مادر پرستی اسکی شہرت تھی اور اوسکی قومی و طہارت اور پرہیزگاری کی شہرت تمام پہلی
ہوئی تھی اگرچہ شن غریب کا لڑکا اور کچھ دھوم دھامی حسب نسب نہیں رکھتا تھا لیکن فقط
اوسکی نیکی کی بھینچریاؤ نے سمجھی کہ انواع طرح کی سرفرازیان اوسنے کیں اور اپنی دونوں بیٹیاں
اوسکو دین بعد از بخشش اور عنایت اور قدر دانی کے اٹھائیں برس تک یاؤ اختیار فرمایا
شن بصورت حسن اوسکو اپنی صلاح و مدد دیتا تھا بلکہ بادشاہت کرتا رہا لیکن یہ نہیں ہوا
کہ اپنے خاوند سسر کی زندگی بھر کسی نے حضور شن کو شاہنشاہ کہا ہوا اور اس بات کا
مقصد جب کسی خوشامدی نے کیا تو شن دق ہوا اور لعنت اور ملامت اوسکو کرنے لگا

بعد یاؤ کے انتقال کے کشن نے چاہا کہ یاؤ کا بیٹا تخت سے محروم رہے اسی خواہش سے
 تین برس تک اندوہ کیں اور گوشہ نشین رہا لیکن امر اور رعایا سب نے زبردستی لاکر کشن کو
 تخت پر بٹھایا اور یاؤ کے بیٹے کو جلوس کرنے مذیا کیونکہ بجا کر محض تمایاؤ نے اٹھاؤ
 برس پادشاہت کی اور اسی کے عہد میں مورخ خٹا کتا ہے کہ ایک طوفان ایسا آیا کہ سیلا
 نے پہاڑوں کو چوٹیوں تک چھایا تھا اور اغلب ہے کہ طوفان نوح کا یہ ذکر ہے لیکن
 غلطی یہی ہوئی کہ مورخ نے یاؤ کے عہد دولت میں اس طوفان کی آمد کا ذکر کیا ہے
 اس لیے کہ توریت شریف سے ثابت ہے کہ اس طوفان میں دنیا غارت ہوئی تھی
 اور جب یہ سانحہ ہوا تو ختا بھی بعد اس طوفان کے آباد کیا گیا اس کا خاصہ البتہ مورخ نے
 غلطی کی جب اس حادثے کے بعد مدت کو یاؤ کے زمان سلطنت میں لکھا ہے
 کشن کی پدر و مادر پرستی کی بہت ہی نقلیں ہیں جس سے ثبوت اس امر کا ہے کہ بعد اور
 ولی تھا چنانچہ جب اوسکی ہوتیلی لانا اور بھائی نے باپ کو بھی اوسے پرستہ کیا تب ہی وہ اپنے
 ادب اور نیکی سے نہیں گذرا اور باوجود اسکے کہ خود غفور یاؤ نے اپنی دو جمید بیٹیاں تھیں
 اور شریک اپنی حکومت اور شمت کا کیا تھا لیکن اس تناسب اور نیک کردار بیٹے کو ہمیشہ ہی
 غم رہا کہ بزرگوں کی ناخوشی بلکہ عداوت جانی او سکے نصیب ہوئی نقل ہے کہ او سکے باپ نے
 ایک دفعہ فرمایا کہ تو غلام نے ہو سیکے او پر چڑھا وہ چڑھ گیا اور جب او پر پہنچا پاپ نے
 سیڑھی الگ کر لی اور ہو سیکے میں آگ لگا دی لیکن اتفاق ایسا ہوا کہ کشن بچ گیا اور باپ
 دفعہ سو حیلے بھائی نے بھی مار ڈالنے کا قصد کیا اور کسی بھانے سے ایک باولی میں قمار
 ڈیا اور او پر سے مٹی ڈالنا شروع کیا لیکن قدرت حافظہ حقیقی ایسی تھی کہ اندر ہی اندر شلنگ
 کے نکل جانے کی راہ کشن کو ملی غرض بھائی نے جلدی جلدی مٹی سے کوئے کو بھر
 اور جلدی سے قدم اوٹھا کر گھر میں آشن کے مال و متاع کو ہٹا کر شروع کیا اور بعد اسکے
 چاہا کہ کشن کی بی بیوں کو بھی اپنی خدمت میں لاوے لیکن اس قصد سے جو نہیں مل میں

گیا تو دیکھا کہ بی بی کے ساتھ بیٹیا ہوا ششستر بجار رہا ہے تب تو یہ سخت گھبرایا اور بدحواس
 ہو کر کہنے لگا کہ بھائی صاحب میں آپ کو دیکھنے آیا تھا اور شہر منہ ہو کر باہر چلا گیا لیکن ششستر
 جا کر ہاتھ پکڑا اور کہا مجھ سے قصور ہو ا معاف فرماؤ اور چلو کوئی عہدہ سلطنت میں اپنے لیے
 تجویز کر کے لو اور آخر کو جلیل القدر عہدے سے اوس سنگدل بھائی کو سرفراز کیا اور کبھی اوس
 حرکت کا ذکر زبان پر نہ لایا غرض انہیں سب بہتوں سے ششتر کی خدا پرستی اور رحم دلی اور انواع
 طرح کی خوبی مشہور ہے اور سوائے ان باتوں کے ملک کی بہتری اور رعایا پروری اوس
 بہت کی اور چونکہ بیشتر جگہ پر زمین نامہوار اور دلدل تھی ششتر بہت حکمت اور محنت سے
 اوسے چورس اور برابر کیا اور گشت کار کو تحریک دی اور جس طرح یاؤ نے ششتر کو شہر
 سلطنت کیا تھا اسی طور ششتر نے ایک شخص کو بلوایا اور اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا اور
 ہر طرح سے اپنے برابر بنایا ایک دستور ششتر نے یہ مقرر کیا تھا کہ جس کا جی چاہے سائے
 آئے اور احکام اور اطوار فقور پر جو اعتراض و جب سمجھے مڈر ہو کر کرے اور جو اس طرح
 کرتا تھا ششتر اوس کو اپنا دوست گنتا اور دوست سمجھتا تھا کیونکہ دوست وہی ہے جو تلخ
 سنا تا ہے اور سخت کمر بدی سے باز رکھتا ہے ایک مشہور قول اوس کا یہ بھی ہے
 کہ جب بادشاہ کے وزیر اور شیر سب بد ہوتے ہیں تو بادشاہ مثل لنگڑے ٹوٹے
 کے بیکار رہتا ہے ایسے کہ نوکر گویا ہاتھ پاؤں ہیں اور جب یہی نہ کی ہوئی تو بادشاہ
 ناچار بیٹھا رہتا ہے اسی لحاظ سے ہر بادشاہ کو لازم ہے کہ نیک اور ہوشیار اور تجربہ
 کار لوگوں کو ساتھ رکھے اس لئے کہ فقط بادشاہ کے نیک کردار ہونے سے معاملہ نہیں
 درست ہوتا بلکہ بدنامی اٹھاتا ہے ایک عمارت عایشان ہوا کے ششتر نے حکم دیا کہ
 تمام ملک کے بوڑھے و مان رہین اور جب امور سلطنت سے فراغت ملتی اور طبیعت
 راحت طلب ہوتی تھی تو اودنہیں پیر مردوں کی صحبت میں جا بیٹھتا تھا اور ہر ایک کی باتیں
 سناتا اور اس سے محاسن ہر اس کو سننے حکومت کی اور ایک سے بارہ برس عمر میں ہی

تیسرا باب

میاں کے گھر انکے بیان میں

جب دشمن نے انتقال کیا تو یو او کے مشیر اور شریک بنے چاہا کہ دشمن کا بیعت
 نشین ہووے لیکن یو نے ایسا ایسا کام کیا اور نیک نام ہوا تھا کہ رعایا نے جبراً اور
 بٹھایا اور مغفور مغفور کے بیٹے کو محروم رکھا اور حقیقت میں خود دشمن نے یو کو اپنا بیعت
 کیا تھا اور جب تخت پر اپنے ساتھ بٹھلایا تھا تو یہ فرمایا تھا کہ سن اے یو تو حکیم منش اور
 نیک کردار ہے اور تو نے بڑا بڑا کام کیا ہے اور جب اپنے کو تو نے ایسا نیک نام
 بنایا اور اپنے گھر کو اوس خوبی سے رکھا ہے تو بے شبہ قابل سلطنت کرنے
 کے تو ہی ہے اور اگر اسی طرح سے تو نیک رفتار رہا اور اس حکومت اور جاہ
 و شمت نے جو میں نے اب عبدیت کیا ہے تیرے مزاج کو نہ بگاڑا تو بعد میرے
 یہ تخت تیرا ہے اور ذات بابرکات اس شخص کی ایسی تھی اور عفت اور عدالت
 اور شجاعت اور حکمت اوسکی ایسی ہی مشہور ہوئی کہ یو اور دشمن کا مرتبہ اوسکو حاصل
 ہوا اور لقب ملا کہ جو خانی زبان میں یعنی نیک ہے اوسکو دیا گیا اور خانیوں کو بہت
 سی اچھی باتیں اوسنے سکھائیں اور کشت کاری کی ترکیب بتلائی اور ہر قسم کے انج
 بوسنے اور کاٹنے کے ایام سے آگاہ کیا اور علم موسیقی کا اوسنے بہت چرچا اپنے
 پھلایا کہ گانے بجانے کا شوق پیدا ہونے سے آدمی درست ہو جاتا ہے اور رحم پیدا
 ہوتا ہے اور حقیقت ہے کہ اوس وقت میں میں انسب تھا کہ راگ اور رنگ کی نسبت
 لوگوں کے دل و زمین حاصل ہوا اس سبب سے کہ یہ خلقت اوجہ اور بے تربیت تھی
 اور آپس میں موافقت اور محبت پیدا ہونے کی بھی صورت تھی کیونکہ ایک کی خواہش
 دوسرے کو تب ہی ہوتی ہے جب کو کلمات دل لگی کی اوس سے تعلق رہتی ہے
 اور کثرت محبت کا نتیجہ محبت ہے اور جب دل میں انس گہرا ہے تو سنگدل کا

دل موم ہو جاتا ہے اور بعد اس کے جو نقش پڑتا ہے رمی تو جاتا ہے اس
 لحاظ سے اس بادشاہ دانا اور بنیانے موسیقی کا خود شوق کیا اور حکم دیا کہ رعایا میں یہ سیلے
 اور رواج پاوے لیکن اپنے وزیروں اور اہل کاروں کو یہ بھی کہتا تھا کہ ہر وقت ہنسیار
 رہو اور آرام طلب نہو اور عیش سے کنارہ کرو اور حکما کی صحبت رکھو اور خلق کے خلاف رائے
 نہ چلو ورنہ خطا کرو گے اور زک اوٹھاو گے اس بادشاہ نے اپنے در دولت پڑا
 گھنٹہ رکھوایا اور یہ حکم دیا کہ جس کو کسی امر میں درخواست کرنا یا کچھ کہنا منظور ہووے
 آوے اور گھنٹہ بجاوے اسی وقت باریاب ہوگا اور اس کا حال سنا جائے گا
 اور علاوہ اس گھنٹے کے دیوان خاص کے صدر دروازے پر لوہے کا ایک پتر کھیا
 رہتا تھا جسے مضمون اس پر لکھو دا ہوا تھا کہ جس کو کسی عمدہ دار سرکار پر نالش کرنی منظور ہووے
 بے تکلف جلد آوے فریاد اس کی سنی جائیگی اور داد اس کو بخوبی ملے گی اور دروازہ کی دہلیز
 طرف پتھر اور سیسے کے بڑے بڑے پتر تھے جن پر اس مضمون کے نقوش تھے
 کہ جس شخص عالم یا شاعر یا غیر کو کوئی بات صلاح دینے کی خیال میں آوے تو حضور میں
 مہربانی کی راہ سے تشریف لاوے اور اپنی رائے کو بیان میں لا کر بادشاہ کو احساند
 کرے اسی بادشاہ نے مملکت کے نو پرگنوں نقش پتیل کے گھڑوں پر کمود واکے
 اپنے پاس رکھتا تھا اور اسی سے ثابت ہے کہ علم جغرافیہ میں اہل حقا کو اس ایام قدیم
 میں بھی کچھ دخل تھا یوں نے یہ رسم پھیلے نکالی کہ جو مالک تخت ہووے وہ اپنے عہد تک
 مجتہدین رہے اور حکمت اس میں بھی تھی کہ عوام الناس کی آنکھوں میں شامی رہے تو ترقی
 ہووے اس لئے کہ جہاں دین کی طرف ساتھ نہایت تعصب کے مائل ہیں اور جب سمجھتے
 ہیں کہ ایک ہی شخص کی تابعداری میں دین و دنیا کی سعادت مل سکتی ہے تو لامحالہ منزلت
 دے دیتے تھے کی اون کی آنکھوں میں ہر وقت ترقی کرتی رہے گی غرض اسی عہد سے
 یہ بات شروع ہوئی اور آج تک اسی طور پر رہی ہے اور نشان ٹی مینی پروردگار

کی پرستش جب ہوتی ہے تو مغفور کے سوا دوسرا کوئی امامت نہیں کرتا ہے قصہ اٹھ
 برس تک بعد شن کے انتقال کے یونے بادشاہت کی اور سو برس کی عمر جب ہوئی
 اس جہان سے اٹھ گیا لیکن نام اوسکا اتنا بک جیتا ہے اور تاقیامت اوسکی نیکی اور
 دانائی کی شہرت عالم میں رہے گی اور اگر ملک خا خدا خواستہ ویران اور برباد بھی
 ہووے اور دفر کا نبات کا وہ جز پریشان ہو جاوے لیکن یاؤ اور شن اور یو کا
 نام جو جدیدہ عالم پر لکھا ہے یہ تب ہی مٹے گا جب اوس کار ساز بے نیاز کی مرضی ہو
 گی کہ یہ نقشہ عالم کا مثل نقش آب کے باقی نہ رہے بعد یو کے اوسکا بیٹائی کی مسند
 نشین ہوا دوا ہزار ایک سے ستانوے برس قبل حضرت عیسیٰ کے ریاست نو برس
 اوسنے کی اور اوسکی نہ ایسی نیکی نہ ایسی بدی مشہور ہے لیکن فی لینگ اسکے بڑے
 بیٹے نے اپنے عم دین سنگار کا ایسا ذوق بڑایا کہ رعیت کا بڑا نقصان ہونے لگا
 اور زراعت میں بھی اوس جبت سے بربادی شروع ہوئی اس لیے کہ بادشاہ مع
 جھوس جب سنگار کے تعاقب میں چلے تو ہزاروں کمیت پامال ہو گئے جب اس حرکت
 کی کثرت شروع ہوئی ایک صوبہ دار بنام امی مغفور کے حضور میں رعیت کی طرف سے
 نالہ زن ہوا اور جب اوسنے مطلق خیال کیا اور ٹھٹھ میں اوسکی باتوں کو اوڑا دیا تب
 صوبہ دار نے چار و ناچار فوج جمع کر کے مغفور سے لڑائی کی اور شکست کامل دی اور
 اوسکے بھائی جنگ لنگ کو اوسکے عوض تخت پر بٹھلایا اور یہ بادشاہ قابل سلطنت
 کے تھا اس لئے کہ مثل یو کے اوسنے گھنہ در دولت پر لٹکایا اور رعایا کو بلوایا اور فرمایا
 کہ جسکو امورات سلطنت میں صلاح دینی اور تدبیر بتائی منظور ہووے وہ در قصر پر
 اور گھنہ ہلاوے اور دوسری بات اس بادشاہ نیک خو کی تھی کہ جب تک اوسکا
 بھائی بے تخت و تاج کیا ہوا زندہ رہا اوسنے شاہنشاہی خطاب نہ لیا اور نہ تخت
 پر بیٹھا اور بھی کھتا تھا کہ بڑے بھائی صاحبکی تخفیف تصدیح کے لیے بندے نے

اس درد سر کو قبول کیا ہے بعد چنگ لنگٹ کے اوسکا بیانی سنگ بیٹھا اور حال ملک
 نیک ذات اور بدی پر ہر تھا لیکن ضعیف العقل ایسا نکلا کہ کئی طائفے بد معاشوں اور
 ذکیوتوں کے رفتہ رفتہ ایسے بڑھے اور نڈر ہوئے کہ دن دوپھر کو لوٹتا اور تاخت اور
 تاراج کرنا شروع کیا جب فغفور ان سے عاجز ہوا تو اوسی صوبہ دار نے جاگروا کو
 ونا بو دیا جس نے اوسکے چائی لینگ کو بے تخت و تاج کر کے اوسکے باپ کو مسند پر
 بٹھلایا تھا خیر جب اسی پھر اتو نہایت مددغ آیا اور فغفور کو مسیح سمجھ کر بلوایا اور خاوند کو
 شکست دیکر جاہ و خدو پادشاہ ہووے لیکن جب فغفور نے وزیر اعظم اوسے بنایا اور
 اختیار رکھ دیا تو کچھ صلح وقت سمجھ کر فغفور کو تخت سے نہ اتارالین اور جو کچھ اختیار تھا
 سب اپنے قبضے میں رکھا اور ٹی سنگ کو مثل شطرنج کے پادشاہ کے سمجھا لیکن
 چونکہ تخت پر بیٹھنے کی ہوس اوسکے دل میں از بس تھی اوسے ایک اور نمک حرام میر
 سے سازش کی اور بھی بات چاہی کہ دونوں ایک ہو دیں اور ملکر فغفور کو زک
 دیوین لیکن بقول شمنی کہ وہ خویش کی پیش چاہ کن را چاہ در پیش اتفاق ایسا ہوا
 کہ اوسے ہان تش ایر نمک حرام نے گھات پا کے اسی کو شکار گاہ میں مار ڈالا اور
 اوسکے بیٹے سے کھ دیا کہ تیرے باپ کی جان فغفور کے اشارے سے گئی اب
 تجھ کو لازم ہے کہ عوض کرے اور جان کے بدلے جان لیوے غرض اسی طرح
 سے درغلان کے اسی کے بیٹے سے اوسنے بغاوت کروائی اور خاوند کو شکست
 دلوائی جب فغفور مارا گیا تو اسی کے بیٹے کو تخت پر بٹھا کر آپ وزیر اعظم بنا لیکن چونکہ
 خدا کی مرضی اس طرح پر تھی کہ یو کا گھانا چندے اور بھی سلطنت کرے فغفور مقتول کی نکو
 بی بی حاملہ تھی اور جب دارالامارۃ میں ہل چل پڑی اور شوہر کے مارے جانیکے خیر
 آئی وہ کیسی طرح سے نکل بھاگی اور جنھل میں جا چھپے اور بعد نقصانے ایام جب اوسکا
 بیٹا پیدا ہوا اوسنے آٹھ برس تک چھپایا اور بعد اوسکے کو ہستان کی طرف چلی گئی

اور اوقات بسری کے لیے ایک صوبہ دار کے باور چھانے میں اوس بادشاہ زاد کو دیگ شوی کی نوکری کرنی پڑی لیکن اتفاق سے ایک روز ناظم جو رکاب دار خانگی طرف آیا تو اوس لڑکے کو دیکھا اور اوسکی صورت اور قیافے سے سمجھا کہ یہ خواجہ امیر زادہ فلاس زدہ مصیبت کا مارا بھان آیا ہے اور یہ دلیمن سمجھ کر بادشاہ زادے کو بلوایا اور حال اوسکے وطن اور باپ مان کا پوچھا جب اس سمن کے سنتے ہی لڑکے نے بے اختیار ڈارہین مار کر رو دیا تو ناظم زیادہ متحیر ہوا اور اوسکی مان کو بلا کر جب یقین حال کی تب اوسے پہچانا مگر اوسکے باپ کے قاتل اور تخت و تاج کے غاصب کے خوف سے اپنے بھان نہ رکھا اور بیابان کو فن کی طرف روانہ کر دیا غرض جب بادشاہ زادہ خراب و خستہ وہاں پہنچا اور رہنا اختیار کیا تب رفتہ رفتہ بعض بعض قدیم نمک حلاوت پر اوسکا راز کھلا اور اوسکی صورت اور سیرت و شیرین گفتاری دیکھ کر سب کو اوسکے حال پر رحم آیا اور ان لوگوں نے کئی ناظموں کو بلایا اور ان ٹش پر چڑھائی کی اور شکست دی اور اوس ستم دیدہ مصیبت زدہ کو باپ کے تخت پر بٹھایا قہقہے میں برس تک اوسنے پادشاہت کی راوی کھتا ہے کہ اس عرصے میں کوئی بات خلاف عدالت اور رعایا پر وزی کے اوس سے سرزد نہ ہوئی غرض اوسکے بعد جو جوتے گئے ایک سے ایک ہڑے نکلے اور ان لوگوں کی بدیون سے سلطنت کے وجود کو بہت صدمہ پہنچا آخر کار سفلی اور بدعدی اور بد اطواری اور ظلم اور ایذا رسانی کا خاتمہ اوس کجنت پر ہوا جس نے خاندان ہی کا خاتمہ کر دیا اور نام وہ شیطان بصورت انسان کے رکھتا تھا راوی کہلیا اس نابکار کے باب میں بہت کچھ ہے جسکو زبان پر لانا چاہیے غرض بندے نے ایک فقرے میں بالکل روایت کا لب لباب مطلب بھیہ نکالا ہے کہ جب قدر مرتبہ تو کا بسبب نیکی کے اعلیٰ تھا اوسے قدر درجہ اوسکا برائی کے سبب سے

اودن تھا خیر جب اوسنے دیکھا کہ سلطنت بگڑ چلی تب امیر وکلو لوٹنا شروع کیا اور جنگلواپنے
 سے بل کرتے دیکھا اودکو سیدھا کرنے لگا ایک امیر کبیر جس سے ناراض تھا اوسے
 خراب کرنے کا جب قصد کیا اوس سردار ہوشیار نے اپنی خوبصورت اور بدست
 بیٹی موہی کو فوراً حضور میں بھیجا اور جو سمجھا تھا وہی ہوا دیکھنے کے ساتھ ہی مغفور اوس
 حور پر عاشق ہوا اور اپنی خدمت میں رکھ لیا اور جو اوسنے فرمایا بجالایا یہاں تک بیٹھ
 ناکل و سکے بس میں ہو گیا کہ وہ عورت بقول ستورات کے اوسے کان پکڑ کے
 بٹھاتی اور تاک پکڑ کے اوٹھاتی تھی اور مطابق باپ کے اشارے کے
 فرمائشیں ایسی بینڈی بینڈی کرتی تھی کہ اوسکے بجالانے میں مغفور کے سے صاحب
 مقدور کو بعض دفع تردد ہوتا تھا اور اونیسی ایک خواہش اوسنے ایک دفع بھیج
 کی تھی کہ ایک مکان زبرد کا بنے اور اوس میں جتنا اسباب رہے سب جڑاؤ ہو
 پادشاہ اوس فرمائش بجا کو بجالایا اور اوس جگہ کو عیش گاہ قرار دیا اور وہاں شبانہ
 روز عجیب طرح کے چرچے شہد پنپنے کے رہتے تھے کہ اوسکا بیان کرنا مصیبت
 میں گرفتار ہونا ہے ایسے خاموشی کو ایسی تقریر سے عاصی نے بہتر سمجھا اور اتنے
 ہی مختصر کیا خیر جب بیٹھ حال پہنچا اور ملک ہر طرح سے تباہ ہونے لگا تو وزیر اعظم
 نے چاہا کہ پادشاہ کو سمجھا دے اور ان حرکتوں سے باز رکھے لیکن جو نہیں اوسنے
 اسباب میں منہ کھولا پادشاہ نے سر کو تن سے جدا کر ڈالا اور بولا اب جو کہنا ہو
 کہ اس ظلم پر دوسرے مشیر دولت نے خانہ نشینی اختیار کی اور تمام رعیت
 برہم ہو گئی اور چن مانگ نے بواے عام کے ارادے سے سب غلاموں اور
 باغیوں کو اپنے پاس بلوایا اور اپنی زمین پر انہیں بسایا اور چونکہ یہ امیر اوسخانوادہ
 سے تھا جسکا ذکر اس دفتر کے پہلے باب میں ہوا کہ نام ہوا نگ ٹی رکھتا تھا اور بہت
 سی خیر و نکاحا موجود شہور کیا گیا یہی دوسرا سبب ہوا کہ لوگ زیادہ اوس سے متوجہ ہوئے

اور پاس اوسکے اپنی اپنی فریاد لیگئے اور اوس مرد نیک طبیعت نے پھلے نہیں چاہا کہ فقور سے بڑائی کرے لیکن جب لوگ اوس ظالم کی حرکتوں سے تنگ آئے اور خاص و عام نے اوس امر کو چاہا اور اصرار از حد کیا تب فوج لیکر بھیج دی گئی پر چڑھ گیا اور پادشاہ پر ظفر یاب ہو جب فقور گرفتار ہو کر سامنے آیا اور دست بستہ ہو کر امان مانگی اور جان بخشی چاہی چن ٹانگ نے کھا کہ اگر تو قسمیہ اقرار کرے کہ آج کی تاریخ سے اپنی بدیوں سے توبہ کر رہے گا اور اپنی رعیت پر ظلم نہ پہنچائے گا تو تیرا تخت تجکو مبارک ہو مجھے اوس سے کچھ درکار نہیں میں فقط مظلوموں کی داد لینے آیا تیری دولت اور حرمت کا خواہاں نہ تھا یہ کھہ کے اور اوس سے اقرار لیکر چن ٹانگ نے پھر اوسے تخت نشین کیا اور اپنے ملک میں پھر گیا لیکن ایام زوال اوس خانوادہ کا آچکا تھا فقور نے آگے سے زیادہ ظلم شروع کیا اور چن ٹانگ کو کھلا سبھا کہ دیکھ میں تجھے سمجھنے کو آتا ہوں غرض جب اوس نے یہ سنا اور آگے سے بدتر حال دیکھا پھر اوسی سامان سے جا پہنچا اور فقور کو دوبارہ شکست دی اس مرتبہ تو زیادہ خونریزی بھی نہیں ہوئی کیونکہ خود پادشاہ کی فوج غنیوں کو دیکھتے ہی حربہ رکھ کر بھاگ گئے لقمہ چن ٹانگ تخت پر جا بیٹھا اور باہینہ اوس نابکار بدکردار کو قتل کیا غرض ملک سے نکال دیا اور اوسکے تخت نشین ہونے سے شانگ کا خانوادہ جسکو بعض مورخ بلقب چام مشہور کرتے ہیں حتیٰ کی سلطنت کا مالک شہ قبل حضرت عیسیٰ کے ہوا

چوتھا باب

شانگ یا چام کے گھرانے کے بیان میں

ہر ملک کی تاریخ میں فطرت میں ہین کہ اپنا تخت و تاج کھونے اور خانوادہ مٹا دینے والے ایسے ہی پادشاہ ہوتے ہیں جیسا کہ تھا اور جنھوں نے اپنی عزت کی افزائش چاہی اور منزلت بڑائی اور سلطنت بھی کی وہ ایسے ہی ہوئے

جیسے چنگ ٹانگ تھا اور اس امر متحقق کو ہر شخص اگر یاد رکھے تو جب کسی ملک کے حکام کی عادت بگڑتی اور راہ راست سے لغزش کرتے دیکھنا تو پیش گوئی سے کچھ سیکھا کہ اونسے عمد دولت کو کیا قیام ہو دیکھا اس بادشاہ کے عہد میں ایک دفعہ ایسا قحط آب ہوا کہ ندی نالے پھیل تالاب کو آب خشک ہو گیا اور سات برس تک پانی نہ برسا لیکن چنگ ٹانگ نے ایسا مقول بند و بست پھلے سے کر رکھا تھا کہ غلام مٹی رعیت تک کو سنبھال کر کسی بات کی کمی تھی اور نہ کسی کو تکلیف ہوئی عرض بب سا تو ان سال ہو گیا اور پانی ایک قطرہ نہ برساتا چنگ ٹانگ نے کہا کہ ستر سیرے گنا ہون کی سزائیں پروردگار عالم نے باران رحمت سے محروم رکھا ہے اور کچھ تھا و کچھ اٹھا پھر تاسر پر خاک ڈالتا برہنہ پا اور برہنہ سردار اٹھلا سے پیادہ پا نکلا اور میدان میں ایک ٹیلے پر جا کر رونا اور آہ بھرنا اور چپاتی اور سر ٹپنا شروع کیا اور نالہ زن ہوا کہ اہی کریم و رحیم میں خاکسار بڑا گنہ گار سب سزاؤ کا سزاوار ہوں لیکن میری معصیت کو موجب تمام خلق کی ایذا کا کیوں ٹھہراتا ہے اور اپنے بندوں کو تباہ کرتا ہے اگر میں نے گناہ کیا ہے تو فقط میری ذات پر غضب نازل کر اور اپنے بندوں کو اس عذاب سے ربانی بخش بھیج کھ رہا تھا کہ سورج تھا کا بیان ہے راست دروغ اوسکی گردن پر کہ ابر کھڑا آیا اور پانی بامراد برسا بادشاہ کو رعایا نے اسی روز خطاب غریزہ اندک دیا چنگ ٹانگ نے رعیت اور ملک کے حق میں بہت بہتری کی اور ادای مالگذاری میں اتنی کمی کی کہ سب کو سہولت معاش ہو گئی اور آبادی بڑھانے کی یہ صورت اس نے کی کہ خشک اور نامبر و مند زمین کو لاخراج کر دیا اور وہاں کا محاصل رعایا کو ہمیشہ کے لئے بخش دیا بعد اس بادشاہ غریزہ اندک کے اوسکا بیٹا تخت پر بٹھا لیکن بقول شخصے ولی کے گھر میں شیطان ہوا اسکی تمام حرکتیں باپ کے جب خلاف

ہونے لگیں تب اپنی بہن اوسکے والد بزرگوار کے وزیر ملک خوار نے بہت سمجھایا اور
 باپ کے اوضاع اور طریق کو یاد دلایا غرض جب مطلق شت نہا ہوا اوسنے مجبور بنی سے
 قید کیا لیکن سوائے تخت پر نہ بیٹھنے دینے اور محل میں بند رکھنے کی ذلت کے دوسرا
 آزار کسی طرح کا نہ پہنچایا غرض جب بہت رویا اور دقت یاد سے اپنے اعمال کا ذکر دہویا
 اور توبہ کی اور قسم کھائی تب اوس وزیر ملک تدبیر نے پھر اوسکو مسند نشین کیا
 اور بادشاہ نے بھی اوسی روز سے اپنے سابق اوضاع اور اطوار کو ترک کیا اور جب
 مر گیا اوسکا بیٹا اوٹنگ قائم مقام ہوا اسی بادشاہ کے وقت میں انتقال اوس وزیر
 کیا اور شاہنشاہی اہتمام اور کرد و فرسے دفن ہوا تمام مملکت نے اوسکے غم میں لباس
 ماتم اختیار کیا اور تدفین کے شریک رہا اور مجھ غرت اوسی کے قابل تھی کسی اور کے
 لیے نہ ہوئی بعض ختائی مورخوں کا بیان ہے کہ بعد چنگ ٹانگ کے سترہ شخص
 تخت پر بیٹھے اور اکثر بد اطوار نکلے اور یا کیا جو آخر میں بیٹھا سب سے بد ہوا اوسکی
 حکومتوں سے لوگ ایسے عاجز آئے کہ اوسکے خانوادے کا استیصال چاہنے
 لگے اسمین اوسکا بھائی پون گنگ جو قائم مقام ہوا فوراً لقب خاندان کو تبدیل کر کے
 بہن کے لقب سے مشہور کیا اور چونکہ مجھ نہایت خوب اور عادل شخص تھا دارالامان
 کی رعیت خوش ہوئی اور دوسرے صوبوں کے باشندے بھی بلوئے کے قصد سے
 باز آئے اور اکثر بھی سمجھے کہ دوسرا خانوادہ تخت کا مالک ہوا تھا کیونکہ ہر خاندان کے
 پھلے فقور سب شل پون گنگ کے ٹیک ہوتے تھے اور تبدیل لقب سے
 زیادہ اولویتیں ہو غرض اس واقعہ سے بعض کی روایت مختلف ہے اور انکا
 بیان ہے کہ تبدیل لقب مطلق نہ ہوا اور چونکہ ٹیک تک جو خاتم خاندان ہوا لقب
 شامک یا چام کا برابر برقرار رہا بہر حال اسمین کچھ قباحت نہیں کیونکہ بعد پون گنگ
 کے جو تخت پر بیٹھا ایک سے ایک بدتر ہوا اور سلطنت کا ضعف دن بدن ترقی

کر سنے لگا اسی عرصے میں ادھر اونکا زوال شروع ہوا اور دوسرے گھر انیکا
 اقبال رفتہ رفتہ بڑا میان تک کہ تخت خا پر چوکی نسل قائم ہوئی اور شاہک گھر انے
 سے سلطنت چمن گئی اور اوسکی صورت اسی طرح ہوئی کہ کوکنگ اسکے کسی فقور کے
 خاندان کا ایک امیر بہہ صفت موصوف صوبہ شن سی میں جاگیر دار عالی وقار تھا
 اور چونکہ اپنی رعیت کے ساتھ فرزند کی رعایت اور محبت سے پیش آتا اور ہر
 طرح سے سلوک ہوتا تھا چند روز کے عرصے میں تین لاکھ باشندے اوسکے
 نے شہر میں بسے اور بہت آرام سے رہنے لگے اور دن بدن جو جو فقور کی
 سلطنت میں علامتیں زوال اور ناپایداری کی نمود ہوئیں وہ وہ اس سردار
 کے خانوادے کی بزرگیان ظہور میں آنے لگیں المقصہ مادہ ایک گھر کے زوال اور
 اتعال کا اور دوسرے اقبال کا رفتہ رفتہ جمع ہوتا تھا کہ اس عرصے میں کوکنگ
 کے پوتے و آن و اہل نے فقور کے بھان خدمت لی اور جب نمک حلائی اور
 دانائی اوسکی ثابت ہوئی عہدے میں اوسنے ترقی کی میان تک کہ وزیر اعظم ہوا اور
 اوسکے اقرباؤں کو بھی فقوروں نے بلو کر ہر طرح سے سرفراز کیا لیکن اطوار اور چہانچہ
 ہر فقور کے اوسکے پیشین سے بدتر ہوئی اور خاتمہ خاندان کا چوسن بنے کیا جبکہ
 برابر خونخوار اور فاسق و فاجر کوئی کم ہوا ہے اور جس طرح سے فقور کی اپنے مشفق
 متوجہ کی تا بعد اری کرتا تھا میر بھی ایک عورت پر سی زاد مگر بد خاد کے اور فدا ہوا
 اور جو اس کم محبت نے اشارہ کیا بجالایا اور وہ بھی بربتہ اتم سنگدل تھی اور بے
 رحمی کی باتیں اسے ہر وقت سوچتی رہتی تھیں چنانچہ جب اوس فاجرہ نے دیکھا
 کہ عہدہ شاہی کا رعب لوگوں کے دل سے اٹھ گیا اور ہر شخص بظہر حقارت فقور کو
 دیکھنے لگا اوسنے بادشاہ کو کہا کہ سرائین سخت اور پریاذا اگر رواج پاتیں یہ باتیں وقوع میں
 آئیں اسلئے ایک طرف اوسے کا اوسنے ایسا بنایا کہ مجرم کے ہاتھ اوسین کباب

ہو جاوین اور پتیل کا ایک موٹا گول ستون چربی سے لپیٹ کے انکارون پر رکھوا دیتی
 تھی اور جس چارہ مظلوم پر خٹکی ہوتی تھی اس ستون پر ننگے پاؤں دوڑاتی تھی اور
 وہ جو نہیں قدم اٹھاتا انکارون میں گر پڑتا تھا ایک دفعہ فقور نے ایک حاملہ عورت کا
 پیٹ نعل اسیلے چرواڈا لایا کہ بچے کو رحم میں دیکھے اور ایک مرتبہ ایام سرما میں جب
 شدت سے ہالا پڑا اور کئی آدمیوں کو اوسنے ننگے پاؤں برف کے اوپر سے جاتے
 دیکھا انکو بلوایا اور جلا دون کو حکم دیا کہ ان سبھوں کے پاؤں پھلی سے کاٹ ڈالو
 میں اوسنے تلون کے منفر کو دیکھو نکا کیونکہ بڑی طاقت اون میں ہوئے گی جو ایسے
 بیدھرک اس برف پر چل سکتے ہیں اور سچ مع اوس موذی نے اون بگلیا ہوں کا پاؤں
 کٹوا لایا اس حرکت پر جب اوسکے وزیر اعظم وان وانگ نے عرض کیا کہ خداوندان
 حرکتوں سے حضور فقور پر فقور برپا کرینگے اوس وقت چوہن نے متید کیا لیکن جب وزیر
 کے بیٹے او وانگ نے ایک نازنین دلربا کو بھیجا اور اوسکی معرفت عرض باپ کی
 بخلی کی کروائی پادشاہ نے ربائی دی بغرض باوجودیکہ فقور اسطرحی پیش آیا
 اور وزیر نے تمام سلطنت میں بلوایا عام کا نقشہ دیکھا اور سب ناموں کو از حد
 برخلاف پایا اور اکثر دن بھہہ ہی چاہا کہ وہ خود بغاوت کا علم کھڑا کرے اور تخت کو
 چہن لیوے لیکن اوسنے خاوند کی خیر خواہی اور سپر بھی چاہی اور سلطنت میں فقور کو
 ظہور پانے ندیا جب مرنے لگا اپنے بیٹے او وانگ کو پاس بلوا کر کہا کہ سنو میری
 آخری نصیحت کو اور سفینہ دل پر تین باتوں کو لکھو پھلی بھہ کہ جب کوئی موقع نیکی کرنے کا
 ملے فوراً کرو اور کبھی اوسکی دقت کو نہ ٹل جا بنے دو دوسری بات بھہ کہ اپنے میں
 جو بدیان دیکھو قصد اوسکے دنفیے کا کرو اور دوسروں کا عیب جو نہوا ورج برائی
 کیسے نفس میں پاؤ تو بنظر عفو اوسے دیکھو اور اپنے رزائل کو یاد رکھو اوسے
 معاف کرو اور تیسری بات بھہ ہے کہ آج کا کام کل پر نہ موقوف کیجیو غرض نہیں

تین باتوں پر نیکی ختم ہے ایدھر اس وزیر نے انتقال کیا اور او دہر ہو اہو مان کے صوبے
 میں شروع ہوا اور پی کان ایک وزیر نے نفور سے کھا کہ ایسا ماجرا ہے تب ہر جلد کیجیے
 اور باپ دادوں کے تحت کو سنبھالیے ورنہ چندے اگر بچہ حال رہا تو سمجھیے کہ زوال
 آیا اوس نمک خوار نے تو یوں خیر خواہی سے کھا مگر وہ خوشوار بد کردار خفا ہوا اور اہل بارگاہ
 سے کھا کہ سینے سننا ہے کہ جو شخص بہت دانا اور پیش میں ہوتا ہے اوسکے دل میں
 سات سوراخ رہتے ہیں اب پی کان کا پیٹ چروا کر دیکھا چاہیے کہ بچہ بات حقیقت ہے
 یا نہیں اور غالب ہے کہ سات سوراخ اسکے دل میں بھی ہو وینگے اسیلئے کہ اپنے
 کو بہت عاقل سمجھتا ہے غرض بچہ مکر فوراً اوس نمک حلال کا پیٹ اوسنے چاک کر ڈیا
 اور دل کو ماتھ میں لیکر سہون کو دکھلایا اور کھا کہ یہ احمق تمہا دیکھو اوسکے دل میں
 سوراخ نہ نکلے جب بچہ حال دیکھ کر دوسرے وزیر نے سر جھکایا اور جواب نہ دیا تو اوپر
 بھی خفا ہوا اور غلامی کا داغ کالون پر گرم لوہے سے دیکے قید شدیدین ڈال دیا اور
 آؤ وانگ کو فوج لیکر سرکشون کی طرف بھیجا لیکن جب اوسنے دیکھا کہ سارا عالم اوس موزی
 کا دشمن ہے اور امیرون نے آنکر تنگ کیا اور دربار کا نقشہ ایسا بد ڈول پایا کہ صلحا
 کا رنگ خوار پر پھلے غضب آتا ہے اوسنے پھر کر نفور سے لڑائی کی اور ایسی شکست
 دی کہ بادشاہ اوس ہو کر محل میں آیا اور سب جواہرات اور خزانہ اور خلیوں کو اپنے
 ساتھ کوٹھیر میں بند کر کے آگ لگوا اوسی میں خاک ہو گیا اسپر اوسکے بیٹے اوکاٹنگ نے
 کیا کام کیا کہ اپنے پانوں میں میڑی ماتھ میں ہتکڑی اور گلے میں طوق ڈال ایتا بوت
 ساتھ لے چکڑے پر بیٹھ کر آؤ وانگ کے سامنے آیا لیکن اوسنے گلے سے لگایا
 اور میڑی ہتکڑی کو اتا بوت جلا دیا اور جب خود تخت پر بیٹھا تو اوسکو ایک صوبے کا
 ناظم بنایا القصد بعد اس فتح کے جب آؤ وانگ دارالامارت کی طرف چلا تو راہ میں
 وہی عورت ٹانگنی ملی اور اپنا خوب ہی بناؤ سنگار کر کے اس امید سے آئی تھی کہ

اُو وائنگ اوسکے حسن عالم فریب پر عاشق ہو جاے گا مگر اوسنے فوراً قتل کروا دیا
اسلیے کہ اکثر حرکتیں جو غفور نے کی تھیں اسی کم بخت کی تحریک سے ہوئی تھیں *

پانچواں باب

خاندان چو کے بیان میں

جب اُو وائنگ دو تھانہ شاہی میں پہنچا تو جو کچھ مال و زرا اوسنے پایا فوج میں لٹایا اور
محل سرزمین جتنی عورتیں تھیں سب کو اونکے گھروں پر باغرت بھجوا دیا اور بھیہ فرمان
جاری کیا کہ میں شانگ کے نیک غفروں کے احکام اور قوانین کو زدا و رمنسوخ
کرنے بلکہ اونکو جو بی اجرا دینے کو آیا ہوں اور تاکہ تمام برتاوت ہو دے کہ شانگ کے
خاندان کا وہ دشمن تھا اوسنے چوسینگ کے بیٹے اُو وائنگ کو ایک صوبے کا ناظم
بنایا جیسا کہ صدر میں مذکور ہوا ہے اس پادشاہ نے اپنی دانست میں اچھا کیا جب
اون امر کو سلطان کا خطاب دیا اور علیحدہ علیحدہ جایدا اور زمینداری بخشی اور اپنے
اپنے عہد میں سرخو دینا جانوں نے فوج یازر کی مدد چوسینگ سے لڑائی کے وقت
اوسکو دی تھی لیکن اسکا نتیجہ بُرا ہوا اور انہیں سبھوں نے سلطنت میں بار بار خنہ
ڈال دیا لیکن گیری کے بہت خلاف اس طرح کی عنایت و کرم ہے بقول سعدی کے
وہ درویش در گلیمے بخسند و بادشاہ در اتلیمے بگنجد سات برس اوسنے
سلطنت کی اور تراتوے برس کی عمر میں اور سلسلہ برس قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کے اس جہان فانی سے رخصت ہوا اوسکا بیٹا چینگ وائنگ باپ کے بعد
صاحب سند مقرر کیا گیا مگر نہایت طفلی میں تخت نشین ہوا اس سبب سے عیان
دولت نے اوسکے چچا چوکنگ کو وزیر اعظم بنایا اور اوسنے نتیجے کی تیمیبت کی
اور راہ پر ہیز گاری اور ملک داری کی ایسی بتلائی کہ بیابا پ سے بہتر نکلا لیکن
جب اسکے باپ کے اور تین بھائیوں نے مارے رشتہ اور حد کے

چوکنگ کی بدیہی ہر وقت پادشاہ کے آگے کرنی اور چلی کھانی شروع کی اور چوکنگ نے دیکھا کہ بستیجے نے کان دیا دولت سرا سے نصرت ہوا اور گوشے میں جا بیٹھا کئی دن کے بعد ایک طوفان ایسا آیا کہ سارے اٹیار غلہ نقصان ہو گیا جب یہ سانحہ ہوا فقور نے دفتر تاریخ کو کھولا تا رہلا کی ترکیب مطابق دستور قدیم کے معلوم ہووے اتفاقاً ایک کاغذ ملا جس میں اس کے والد مرحوم کے مرگ کا حال لکھا تھا اس کے ملاحظہ سے معلوم ہوا کہ چوکنگ نے اپنے بھائی یعنی فقور سابق کی جان بچانے کے لیے اپنے کو فدیہ کرنے کو مستعد ہوا تھا غرض یہ بھی دیکھ کر بادشاہ کا جی گھل گیا اور فوراً چوکنگ کے گھر پر جا اپنے ساتھ دولت سرین لے آیا اور پھر وزیر اعظم بنایا تختانی مورخ کہتے ہیں کہ جو نہیں چوکنگ اپنے سابق عہدے میں بحال ہوا ابرچٹ گیا اور آفتاب نے اپنا رخ دکھلایا اگرچہ ممکن ہے کہ ایسا ماجرا حسن اتفاق سے وقوع میں آوے غرض اسکو معجزہ سمجھا جائیے جب چوکنگ کے اور بھائیوں نے دیکھا کہ پھر اسکو عود ہوا وہ جا کر اوکنگ پسر چوکنگ جس سے خاتمہ شاہنگ کے فقورون کا ہوا تھا اٹھا لے اور اسکو ترغیب دی کہ تو اپنے باپ کا عوض لے اور تخت حاصل کرنے کا قصد کرنا تجکو واجب ہے اور وہ ناسپاس بھی اونسکے فقورون میں آن کر علم بغاوت کا استادہ کیا لیکن سہون پر بادشاہ فتح یاب ہوا اور چونکہ عقیل اور رحیم اور باپ کا سامراج رکھتا تھا اونسے بعد شکست دینے کے یہ فرمان جاری کیا کہ بلوے کے شریک جو تھے اور شاہنگ کے خانوادے سے محبت رکھتے ہیں وہ اگر چاہیں تو سب ملکر ایک ہی شہر میں بود و باش کریں اونسکے ساتھ ہلو کچھ پر خاشش نہیں ہے اور جب ایک شہر خاص میں سب طرفدار شاہنگ کے جا رہے تو فقور نے ایسی دجو بیان اونسے لوگوں کی شروع کیں کہ چند روزوں میں

دشمن دوست ہو گئے اور ایسے جان نثار بنے کہ اپنے خاص آدمیوں سے زیادہ توقع انکی ذات سے تھے اور اغلب ہے کہ مجھ تدبیر دل پسند چنگ و زر کی تھی اسلئے کہ سوائے نیکی کرنے اور خلق کو آرام پہنچانے کے دوسری بات اوستے نہیں سوچتی تھی جسوقت اوستے انتقال کیا بادشاہ کے دلو بڑا صدمہ پہنچا اور مدت بہت افسردہ خاطر رہا لیکن خوش نصیب ایسا تھا کہ دوسرا وزیر ویسا ہی باتدبیر جلد ہاتھ لگا اور اوستے نے پچھلے ختامین پیسے کی رسم نکالی لیکن سکتے کی صورت نہ جب تھی نہ اب ہے اور فقط ایک سو راج بیج مین رہتا تھا اور ڈوری پر مینا کے لوگ رکھتے تھے چنانچہ اب بھی وہی حال ہے پچاس برس کی عمر میں اس بادشاہ نیک صفات نے وفات پائی بعد اوسکے کام وانگ اوسکا بیٹا تخت پر بیٹھا اور چھتیس برس کی ریت کے بعد مر گیا اور قائم مقام پر چوٹا وانگ ہو کر اگان کاون برس صاحب تخت رہا اور ایک ہزار دو برس قبل حضرت عیسیٰ کے گذر گیا اور چونکہ ان دونوں کے عہد دو مین کوئی بات قابل یاد رکھنے اور لکھ جانے کے وقوع مین نہیں آئی اس سبب سے مختصر اسی قدر معرض تحریر مین آیا ہے چنگ وانگ کے پڑتے ہوئے کے عہد مین پھلی دفعہ قوم تاتار نے ختایون کو ستایا لیکن کچھ ایسا صدمہ انکی یورش سے نہیں پہنچا جو قابل ذکر کے ہووے اس سطر سے چار پادشاہ ایک بعد دوسرے کے مطابق سلسلہ تخت نشین ہوئے مگر کوئی بات ایسی جسکے بیان سے کچھ فائدہ متصور یا بطور ذکر خیر بھی ہووے نہیں وقوع مین آئی غرض جب بی وانگ کا وقت آیا جو دسواں مغفور بعد بانی خاندان کے تھا تب چاؤ کے گھر نے مین پھلے رخنہ پڑا اور وہ ماجرا یوں ہوا کہ بی وانگ شدت سے حریص تھا اوستے روپیہ حاصل کرنے کے شوق سے رعایا پر خزانہ بڑھایا اور عبا کو انواع طرح سے ستایا تب ایک وزیر نے جان پر کھیل کے عرض کیا کہ خداوند کی رائے خاص و عام پر

اکابر اور اصغر سب کو ناپسند بلکہ سب کو اوس سے گزند حاصل ہوتا ہے اور لوگ
 کہتے ہیں کہ عاصب خواہ وہ پادشاہ خواہ غلام ہو لوٹیرا ہے اور قابل اسکے کہ تمام عالم
 دفعتاً اوس کا دشمن ہو جائے اور اوس ڈاکو کو سزا دیوے حال لوگوں کے دلون کا
 میچہ ہے گے مرضی مبارک میں جو بہتر ہو وقوع میں آوے اتنا کھکروہ نمکھو اچکارا
 لیکن پادشاہ کو مطلق عبرت نہ ہوئی بلکہ اوس رہت گو کو دربار سے نکال دیا اور اپنی
 طبیعت کے موافق دوسرے شخص کو بجال کیا جس نے نئی ترکیب رعیت کو صدمہ دینے
 اور روپیہ لینے کی نکالیں اس شخص کے خزانچی ہونے کے ساتھ ہی رعیتوں کی
 شکایتیں زیادہ ہوئیں اور اسباب انقلاب رفتہ رفتہ آمادہ ہوتے چلے جب
 فقور نے میچہ دیکھا تو کئی ساحرون کو بلوا کر حکم دیا کہ ہمارے دشمنوں کی ستمنت
 کرو اور انکے نام سے ہکو اطلاع دو بعد اوسکے اون بدکرداروں نے جبکو چاچا
 بند ہوا دیا اور پادشاہی غضب کی میچہ ہیبت پیدا ہوئی کہ بشکایت کرنے کی بھی جرات
 کسی کو باقی نہ رہی لیکن سبکے دلون کا عجیب حال ہوا تب پادشاہ نے اپنے وزیر اعظم
 چوکن کو ہنس کر کھا کہ تو نے دیکھا کہ میں نے کیا مقول ترکیب ٹھہرائی کہ سب کی زبان
 بند ہو گئی اوس وقت اوس مرد نیک خوں نے کہا کہ خداوند جان بخشی ہو تو حضور کو جواب
 با صواب دیوین فقور نے جب اجازت دی چوکن نے کھا کہ حضور میچہ نہ سمجھیں اور
 اسپر تکیہ کریں کہ جسکی زبان بند ہوتی ہے اوسکی تسکین خاطر کی وہ علامت ہے اور
 حضور یاد رکھیں کہ پانی کے توڑ کے دھارے کو یکایک رکوا دینے میں اتنا خوف
 نہیں ہے جو رعایا کو لازماً بان کر دینے میں ہے جس طرح تیز اور بھتا پانی جب بند ہوتا
 ہے تو زیادہ جوش و خروش پیدا کرتا ہے اور جب پھر ہوٹتا ہے تو سیلاب
 ہوتا ہے اور ہر چار طرف تباہی لاتا ہے اوسی طرح سے رعایا کی زبان جب
 بند کیجاتی ہے اور غصہ ہو گئے جھکنے سے دیسا ہوتا ہے اوسکے کم کرنے کی

جو ایک راہ ہے مسدود ہوتی ہے تو قباحت عظیم حملہ وقوع میں آتی ہے اور اوسکو
سمجھ کے یا تو اور نشان اور توتے حکم عام دیا اور بار بار فرمان جاری کیا اور درود
پر گھنٹہ لٹکایا تھا کہ لوگ آویں اور شکایت کریں اور امور مملکت میں صلاح دیوں بلکہ شعرا
کو بھجوانے کی اجازت تھی اور مورخون اور اخبار نویسوں کو بھی علیٰ اہل القیاس اپنی رائے
کے بے تحلف لکھنے کی ممانعت نہ تھی اور اب حضور نے باوجود رعیت کی ناراضی
کے اس کے خلاف عمل میں لانا شروع کیا ہے دیکھیے کیا پرہیز و غیب سے امور و
فرد اطہور میں آتا ہے ہر چند اس طرح سے وزیر اعظم نے فقہور کو سمجھایا لیکن مطلق اوس
نے خیال نہ کیا اور آگے سے زیادہ ظلم پرستعد ہو اغرض ایک روز دفعتاً بالکل رعایا
نے حربہ اٹھایا اور فقہور کو قتل کرنے کے قصد سے دو تھانے کے دروازوں کو توڑ کر
محل کے اندر داخل ہوئے اور پادشاہ کی تلاش ہر طرف کرنے لگے اسے نہ پا کر
وزیر اعظم سے اون لوگوں نے ولیمد طلب کیا تاکہ وہ بھی مارا جاوے اور فقہور کی قطع
نسل ہووے اسپر وزیر گھبرا بلکہ بدحواس ہوا اور اوس نمک خوار کو جب دوسری
صورت ولیمد کے حفاظت کی نہ سو بھی لاچار اوسنے اپنے بیٹے کو لا کر اون لوگوں
کے حوالے کر دیا اور گھبرا کہ بھی ولیمد ہے یہ سنتے ہی سب دفعتاً اوس بچے پر چمک
پڑے اور اوسکو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا جب اس حرکت سے غصہ اوبنگا کہ ہوا فقہور کی تلاش
سے باز رہے اور اپنے اپنے گھر چلے گئے لیکن اوس ظالم کو اوس ہی روز ہمیں بل کر حاکم
وطن اختیار کرنا پڑا اور آخر کو ستے میں آیا کہ مفلس اور پریشان ہو کر بیابان میں مر گیا اوس
وقت اوسکے پاس ایک آدمی تھا کہ چلو بھر پانی پلانا راقم یہ دعویٰ کر کے کہتا ہے
کہ کسی تاریخ میں مثال اس نمک حلائی کے چو وزیر چوکن سے صادر ہوئی نہیں ہے
اور نفسانیت کے خلاف اس طرح کا امر آج تک وقوع میں نہیں آیا کہ ایک شخص محض دنیا
دار و زکا ریشیہ وزیر اعظم کو انہو دولت اور تخت شاہنشاہی ملنی کی صورت خود بخود

دیکھائی دیوے اور اوس سے وہ منہ پھیر نکلیے سوا اپنے ایک ہی عزیز بیٹے کو اس طرح
 سے قاتلوں کے حوالے کرے اور خاوند ظالم اور ناقدر دان کے ساتھ اتنی ہنک
 حلائی سے پیش آوے اسکاں کیا بلکہ محال ہے لازم ہے کہ ہر شخص اس وزیر کے نام و
 اوس حرکت کو یاد رکھے اور زبان آفرین و تحسین سے اس نقل کو بیان کرے اگر وزیر
 اعظم جو کن نے اس گھر انیکو تباہ نہ ہونے دیا اور سووم و انگ کو جبکی جان اپنے لڑکے
 کو نقصان کر کے اوسنے بچائی تھی تخت پر بٹھایا لیکن اقبال چو کے خاندان کا جاچکا تھا
 میہ لڑکا بھی جو بڑا تو باپ کی حالت کو بھول کر ظلم کرنے لگا لیکن حد سے زیادہ نہ گذرا اور
 اوسکا بیٹا جو سند پر آیا اوسنے عیش و عشرت میں اپنے کو ڈالا اور ایک فاشہ کے ہاتھ
 میں زام طبیعت کو حوالے کر دیا اور اوس عورت کی عادت میہ تھی کہ نہ کسی مسکراتی ہنستی
 تھی اور خود مغرور و یوانہ تو تھا ہی تھا ہزار ترکیبیں اوسکے ہنسائی کی کرتا تھا لیکن اوسکے منہ پر
 سطلق مبسم کا نشان نہیں آتا تھا اور سلطنت کے انورات سب چوڑ چھاڑ کر اوس احمق
 کی شب و روز بھی فکر تھی کہ مشوق سہنے آخر کار ایک بات ایسی خود بدولت کو
 سوچھی کہ وہ زندگی تو ہنسی لیکن دونوں کے روئیکے جو نوبت اوسے سب سے آئی
 سو آئی مگر اونکی جان بھی اوسے کے نتیجے سے گئی تھی مین دستور ہے کہ جب غنیم کی یورش کا
 خوف ہوتا ہے تو دارالامارتہ کے قریب جتنے ٹیلے ہوتے ہین اون پر بڑے بڑے
 الاؤ جلاتے مین تا دور کے لوگ مطلع ہو دیں اور مدد کو آوین غرض ایک روز مغرور نے
 خواہ غواہ ٹیلوں پر آگ لگا دینے کا حکم دیا اور جب املا اور سپہ سالار اور دوسرے لوگ گہرا
 ہڑ بڑائے چاروں طرف سے دوڑے آئے اور بعض گریڑے اور بعض بے اختیار ہڈیاں
 ہو کر خبر پوچھنے لگے تب وہ بلاے روزگار جو جھڑکونین بیٹھے ہوئے تماشا دیکھ رہے تھے
 کھل کھلا کے ہنس پڑے اور قہقہہ سارے محل میں بچا اور میان مغرور بھی خوش ہوئے اور
 کہنے لگے کہ جو کچھ ہو مگر دیکھو تو سی مین نے مشوق کو کیا ہنسا یا لیکن اتنی عقل کسان تھی کچھ

کہ وہ سردار بنیغیت ہو کر جو پھر سے اس کے دل پر کپا گزرا ہو گا اور انہوں نے اس حقیر کو کتنا پزیر
 جانا ہو گا بعد اس فنوار و لوح حرکت کے فنمور نے اپنے بیٹے ولی عہد کو ماق کیا اور چونکہ اس نے
 شن یا چین کے امیر کی جاگیر میں جا کر نپاہلی اور امیر نے بھی اس مظلوم کو جگہ دی اور خاطر کی تھی
 اسی سبب سے فنمور فوج لیکر اس سلطان کے ملک پر چڑھ گیا اور اس نے جب مقابلہ کے لیے
 اپنے کو کم زور سمجھا تو مائار کو اپنی ملک کے لیے بلوایا جب یہ ہو ا فنمور نے حکم ٹیلوں پر آگ جلانے
 کا دیا لیکن ایک سردار بھی مدد کو نہ پہنچا اور اس بات کی گرہ اس کے دل میں ٹک گئی تھی اور پادشاہ
 کے مشوق کی ہنسی سہوئی ہوئی تھی آخر میں بھی ہوا کہ مائاریوں نے حملہ زبردست کیا اور فنمور کو
 مشوق سیت مار ڈالا اور اسی پادشاہ زادے کو تخت نشین کیا جسکے سبب سے یہ قصہ
 شروع ہوا تھا اس شخص کے بعد جتنے فنمور ہوئے نہ ایسے اچھے نہ ایسے بُرے تھے
 اور ان کی کوئی بات نہ نیکی نہ بدی کی تاریخوں میں درج ہے غرض دن بدن خاندان کا تہ
 گھٹتا اور ضعف اوس میں آتا گیا اور زیادہ سبب زوال کا یہ تھا کہ مملکت ختام میں اکیس خود مختار
 سلاطین تھے کہ ہمیشہ آپس میں لڑتے جھگڑتے تھے اور فنمور کو کچھ خبر نہیں جانتے تھے اور بھی
 نتیجہ اس کرم فیض کا ہوا جو اس خانوادے کے پھلے پادشاہ آؤ وانگ نے عطا کیا
 تھا القصد ان سبوں میں زبردست چین کا پادشاہ تھا اور چونکہ صاحب شمشیر و تبر تھا
 اوس نے ایک ایک کر کے اور پادشاہوں کو شکست دی اور ان کا ملک چین لیا جب خوب
 زور آور ہوا تو خود فنمور پر اس نے حملہ کیا اور اس وقت چو کے گھرانے کا چوتیسواں پادشاہ تخت
 خٹا کا مالک تھا لیکن بیچارے کا فقط نام ہی نام تھا اور غرت جو ذری باقی تھی وہ بھی کپٹ
 گئی جب چوتھی انگ پادشاہ خاندان چین کا متا بلے کو آیا اور فنمور نے دیکھا کہ اپنی مدد کو
 کوئی نہیں ہے اوس نے چوتھی انگ کو جاگزندی اور سب کچھ حوالہ کیا اور فقط اتنا ہی
 چاہا کہ جان کی امان ملے اور تھوڑی سی جاگیر و کات بسری کے لیے غایت ہووے
 القصد چوتھی انگ نے مانا اور انقلاب روزگار کو یاد کر کے طمس کی عرض کو قبول کیا لیکن

تحت تاج فخور سے چھین کر اپنی قلمرو سے نکال دیا اور بھی خاتمہ چو کے گھراٹے کا ہوا +
 نیک والگ تیسویں بادشاہ اس خاندان کا تھا اور اوسے کے عہد میں سید حکمارچن حکیم
 گنگ فوزمی پانسی برس قبل حضرت عیسیٰ کے پیدا ہوا اور یونانی حکیم سٹوکون جد اور افلاطون
 اوس کا ہم عصر تھا بارہا پھلی جلد میں راقم نے اس اہل الفضلہ وحقا کا ذکر برسین مذکر کیا ہے
 کہ حاکمی سلطنت کو اتنی پاداری اوسکی حکمتوں سے ہوئی رالاشمل دار اور اسکندر کی سلطنتوں
 کے بجز بیاں صحائف تاریخ کے کسی دوسری جگہ ملکیت حق کا نشان ہی نہیں ملتا اوس
 شخص مقدس کا باپ سرکار گنگ میں عمدہ دار عالی وقار تھا بلکہ اکثر کا بیان ہے کہ سلطان
 گوجر نامی سلاطین خود مختار سے ایک سلطان بہت عالی وقار تھا اوس کا وزیر اعظم تھا اور
 ان کا گھرانہ فخور گویا تھا جسکی نیکیا بڑھ کر گیا جا چکا ہے اوسکے باپ مانکی سی ایک لڑکا ہوا اور
 سن طفولیت میں بھی مطلق لڑکپنا اوسکے مزاج میں نہ تھا بقول ہندی شل کے ہونہار بزدلی
 چکے چکے پات اوسکے عادات نہایت صغیر سن میں ہی ایسے منظم تھے کہ جس نے
 اوسے دیکھا میا ختہ کھا کہ عید لڑکا سنجیدگی میں ابھی سے بوڑھو کا مقابلہ کرتا ہے دیکھے
 کیا ہوتا ہے اور باپ نے یہ طور طبیعت کا دیکھ کر اوسکو ایسے ایسے استناد و ن کے
 سپرد کیا کہ پندرہ برس کی عمر میں فضیلت کا مرتبہ اوسنے حاصل کیا اوسکے بعد ستیا جی کو
 نکلا اور سلاطین ختام کے میاں گیا اور چاہا کہ عنقت اور عدالت کو ترقی ہو اور آپس کا جباڑ
 موقوف ہو وے چونکہ فاضل نہر دست اور خاندان شاہی سے تھا ہر سلطان نے
 احترام کیا لیکن ہر کسی کی چشم عقل پر نفسانیت کا ایسا پردہ پڑا تھا کہ حکیم کی صلاح کسی کو پسند
 نہ آئی اور کسی نے قدر اوسکی باتوں کی نہ کی پچھن برس کی عمر تک گنگ فوزمی اسی طرح
 سے سلاطین کے میاں گیا اور چاہا کہ نیک کردار ہو دین اور اہل ختا کو اہل ختا کے ہونہار
 سے قتل نہ کروا دین جب کسی نے نہ سنا اپنے وطن میں گوشہ اختیار کر نیلے قصد سے
 پھر آیا اور چونکہ باپ اوسکا فوت کر چکا تھا اور شہرہ اسکے علم اور دانائی اور نیکی سے

تھا پادشاہ نے چاہا کہ باپ کا قائم مقام ہووے اور اسی فطر سے بار بار لو کر اناس
کی صورت سے اپنے مطلب کو گذارش کیا لیکن کنگ فوسی نے انکار کیا اور کھا کہ
اتنے روز میں نیکلام رہا اچھا رہا یہ تمہیں برا معلوم ہوا کہ اب میری بدنامی کروایا جاتے ہو
آخر کا جب تنگ ہوا اور بھیجی سوچا کہ عوام الناس زیادہ توجہ بلند مرتبے والے شخص کی
حرکتوں کی طرف کرتے ہیں اور اگر وہ نیک ہو تو اسکی دیکھا دیکھی اچھی عادتوں کے نوکر اور
بڑائیوں سے عبرت پذیر ہوتے ہیں پس وزارت کے عہدے سے بھی حاصل ہووے گا
کہ عوام اطوار نیک اختیار کر نیئے اسی طرح کی باتیں سوچ کر پادشاہ کی بات کو حکیم قبول کر کے وزیر
ہوا اور اپنی حکمت عملی کا ایسا چرچا پھیلا یا کہ تین برس میں صورت سلطنت کو کی دوسری ہو گئی اور
ملک آباد رعیت آسودہ حال اور دعا گو فوج میا اور چپ خزانہ معمور ہو گیا لیکن سلطان جی کی
ریاست پہلو پر تھی جب اوسنے یہ طرز دیکھا سمجھا کہ چند روز اور بھی اگر یہ حال رہے گا تو پھر
کے سلطان کا کوئی مقابلہ کر سکیگا یہ سوچا اور چند طائفے کبھیوں کے سلطان کو کے پاس
بھیجے اور نواح و زنگ کا مزہ اس کے دل میں ڈالاجب کنگ فوزی نے یہ دیکھا خاندان کو بہت
سمجھایا تاکہ اون رنڈیوں کو نکال دیوے اور اون بلاؤں کے دام میں نہ پھنسے غرض جب
بادشاہ نے نہ سنا حکیم نے استعفا دیا اور بعض مورخ کی روایت ہے کہ دوسری سلطنت
میں بھی اوسنے قصد نوکری کا کیا تاکہ رعایا پروری زیادہ ہووے لیکن کسی جگہ پر عرصے
مک وہ شخص کامل نہ رہا اسلیے کہ جس سلطان کے یہاں نوکری جب اوسنے کی اور کوئی بہت
خلافت عدل اور رحم کے ادب شاہ نے کی اور حکیم کی بات نہ مانی فوراً یہ مستعفی ہوا اور دوسری
جگہ چلا جاتا تھا غرض اکثر مورخ اسی پر اتفاق کرتے ہیں کہ اپنے وطن میں دست بردار نوکری
سے اسوقت ہوا جب اوسنے دیکھا کہ تہذیب نفس اور تدبیر منزل اور سیاست مدن کی حکمت
پر اکثر لوگ مائل ہونے لگے اسپر حکیم نے سمجھا کہ اگر گوشہ اختیار کیا جاوے اور تصنیف پند و نصائح
کی کتابوں کی ہووے تو ہمیشہ کے بقاے نام کے سوا شجر حکمت برابر سنبر و بار بار در رہے گا

اس قصہ سے مجھ سے یہ من جا بھیا وہاں تین ہزار تلامیذ کی جمعیت ہمیشہ رہتی تھی اور ان کی تعلیم حکمت عملی اور علم
فصاحت اور بلاغت اور فقہ اور ادب اور اخلاق اور منطق اور ریاضی اور دوسرے علوم میں ہوتی
تھی ان کو اوقات اس طرح کرتی تھی اور شب کو وہ کتابیں لکھی جاتی تھیں جو تسانت مضمون کے باعث
سے استعد شہور میں اسی طرح سے جب ہمت تبریس کی عمر ہوئی کنگ فوزی کی اجل آئی اور جب
مرض الموت میں گرفتار اپنے کو سمجھا تلامیذ کو بلوایا اور کھا کہ مجھ کو پیام موت آچکا اور بہت موقع ہے
آیا اس لیے کہ میں دنیا میں بیکار محض ہوں اور کچھ فائدہ کیسے مجھے حاصل نہ ہوا اس لیے رخصت ہی
ہونا بھرتے اگرچہ شاگردوں کا دل صدمہ غم سے پارہ پارہ ہو رہا تھا لیکن خوف سے کسی نے
آفت کیا ایک سناٹے کا عالم اس مقام پر تھا اس محل کو دیکھ کر حکیم کا چہرہ ہنسا ہوا اور
سبھوں کی طرف خطاب کر کے اوسنے فرمایا کہ اگرچہ بنی آدم کو شربت مرگ تلخ ہے
لیکن جانکنڈن کا تلخ آبہ میٹھا ہو جاتا ہے جب خیال آتا ہے کہ بن لوگوں کے لیے کچھ محنت
کی گئی وہ رایگان نہ گئی اور تم سب کے تحمل اور مردانگی سے مجھے ثابت ہے اور اوسیں یقین
سے مجھ کو اندامی مرگ راحت ہے کہ میری نصیحتوں سے آسا فائدہ تو ہوا کہ مجھے غریب کی جدائی
تھو اس لیے گوارا ہے کہ ایسے وقت پادشاہ بھی بیچارہ ہے اتنا سبھوں کو کھلا ایک
شاگرد رشید کو قریب بلو کر اوسکے کان میں کھا کہ جب میں اپنے جان نکلتے دیکھوں گا
تمھیں اشارہ کروں گا ایک چادر یا فون سے ستر تک اوڑنا دینا تاروچ کی مفارقت کا وقت
ان لوگوں کو معلوم ہووے لفظ کے بعد ہاتھ کا جواشار حکیم نے کیا اوس شاگرد نے
چادر اوڑنا دی غرض جو نہیں سبھوں کو معلوم ہوا کہ ہمتاد نے تعال کیا ایک واویلا ایشیاء
ہوا جو کئی روز تک برابر رہا اور ہر یارے محبت کے جوش میں حکمت اور تحمل کا
پھاڑ مل تنکے کے بھگ گیا اور حکیم کی قبر پر کل تلامیذ نے تین برس تک غم کیا وہ قبر دیر
سو کے کنارے پر واقع ہے اور اہل حق حکیم کنگ فوزی کو ایک برگزیدہ خدا جان کر
پرست کرتے ہیں چنانچہ پندرہ سے یا ٹھہر معبد سے زیادہ اوسکے نام سے ہیں اور

تھائی تاریخ مسیحی شینگ موچی کی جلد اول کے دوسرے صفحے میں لکھا ہے کہ انہیں
دیورون میں ہر سال باسٹھ ہزار چھ سے چھ جانور کی قربانی دی جاتی ہے اور شاہیں، بلیاں
چھ، ستان ریشم کے بھی بڑے جاتے ہیں، حکیم کنگ فوزی میانہ قد اور جیوا وغیرہ
تھا اور روشن ضمیری کے باعث سے چھ پر ایک نور یا جلوہ گر تھا کہ جو دیکھتا تھا
رعب میں آجاتھا اور چاندی سر کی بھت بلند تھی قیافہ دانوں کے نزدیک یہ علامت تھی
ادراک عالی کی، تعینین وکی بہت ہیں اور اوکی لصیعتوں اور حکمتوں پر خاتون نے ہمیشہ عمل
کیا اور اسکو آئین ملک داری قرار دیا ہے، چو کے خانوادے اکتیسویں پادشاہ کے عہد میں
حکیم نینگ زی پیدا ہوا اور خانی حکما میں اسکا پایہ کنگ فوزی کے بعد ہی ہوا اور تعلیم یافتہ
بھی اس حکیم کے پوتے کا نینگ زی تھا اور اسکا بھی گھرانہ عظام خا سے تھا اور طرز
سے امیر زادہ تھا اسکا باپ اسکے بچپن میں مر گیا لیکن بان نے تربیت چھی کر والی اور
طبیعت اسکی خود علوم کی طرف رجوع تھی تحصیل سے جلد فراغت ہوئی بعد اسکے حکیم
کنگ فوزی کے پوتے کا مرید وہ ہوا اور چونکہ کنگ فوزی کی حکمت کا پیرو ہوا سلاطین
خا کے درباروں میں گیا اور آپس کے جھگڑے سے انھیں باز رکھنا چاہا لیکن انسانیت
منع کیا کیونکہ کسی کا حوصلہ اتنا نہ تھا کہ حکمت پر عمل کرے اور حکیم کی قدر سمجھے جب سلاطین
میں سے کوئی اونکا شہوانہ ہوا حکیم نے قصد دو فریقے کے توڑنے کا کیا جنہوں نے
بڑا رواج پایا تھا اور یہ دو فریقے حکیموں کے نکالے ہوئے تھے ایک کا مذہب یہ تھا
کہ آدمی کو بجز خودی اور خود پرستی اور خود غرضی کے کچھ نہ چاہیے اور دوسرے مذہب میں
مخلوق کی دوستی اور عالم نوازی تھی غرض یہ دونوں کا عقیدہ کنگ فوزی کے خلاف
قول کے تھا اسلئے کہ اپنے خویش و کنو کی خاطر حکیم نے مقدم ٹھہرائی تھی اور بعد انکے
انعیار کا حق سمجھا تھا سوائے اسکے خود غرض آدمی کو کنگ فوزی نے انسانیت سے
خارج کیا اور ویسے آدمی کے حق میں فرمایا تھا کہ جسطرح اور جانورون کو خالی اپنے پیٹ

بھرنی فکرت تھی ہر اسی طرح سے خود غرض کو قضا اپنی بہتری دکھائی دیتی ہر اور ایسے لوگ آدمی ہیں مگر انسان نہیں انہیں انہیں دو خلاف فرقوں کے توڑنے میں میگز زنی نے اپنی وقتا صرف کی اور آخر شش اپنے ہتاد کی راہ کو بحال رکھا اور اسی وقت سے حایون کے دریاں کوئی چار سو گروہ جدا جدا ہوئے اور ہر کفو والے ایک طرف ہو گئے اور حال ان لوگوں کا بھی ہر کہ اگر کسی پر مصیبت پڑتی ہو تو مصیبت کے وقت اوسکی برادری مدد کو آتی ہو اور اکثر جنگ و جدل بلکہ سرکشوں کا سامنا ہوتا ہو جب ایک کفو والا دوسرے کفو والے سے بگڑتا ہو القصہ چو اسی برتیک حکیم میگز زنی جیا اور برابر پریشان اور مفلوک رہا لیکن جو نہیں اوسکے مرنے کی خبر پھیلی بھی قدر ہوئی کہ ولایت کا مرتبہ اوسکے واسطے کم سمجھا گیا اور بعضوں نے اوسکی صورت کا بت بنا کے پوچھا شروع کیا اسی سے معلوم ہوتا کہ قدر نعمت بعد زوال کا قول اوسوقت میں ہی خلایق کی طبیعت کے ساتھ موضوع تھا

چھٹا باب

چین کے گھرانے کے بیان میں

چوسنی انگ نے تخت خا کو حاصل کر کے جس جس کو چو کے خاندان کا خیر خواہ سمجھا قتل کیا او تاکہ لوگوں پر اوسکا رعب غالب ہووے اور دلوں میں ہمت سماوے ہزار ہا آدمی کو اپنے مرواڈالا اوسکی برجی نے خلق کو اوس سے ناراض کیا والا تمام قبائلی سلاطین آن کر زرد تھے اور شہنشاہ کہتے مگر خونخوار کا تا بعد از خوشی سے کون ہوتا ہے اسلئے بزور مشیر اکثر سلاطین سے اوس نے خراج لیا غرض جو ہوس شہنشاہی کرنے اور بالکل پر مختار ہونے کی دل میں تھی اسی میں رہ گئی اور بعد اوسکی مرگ کے ہووان وانگ اوسکا بیٹا جو بیٹھا تو پیغام اجل کا برس روئے اندر ہی اوسے پہنچا اور چو وانگ سنی آن وانگ اوسکا بیٹا جس کا عرف امی چین تھا چندے سند نشین رہا اور سلاطین ختا کے ساتھ جو لڑائی دادا کی بنا کی ہوئی تھی اوس میں تھی مقدمہ کو شمش کی اور دو چار کوشکت بھی دی لیکن ملا نہ ملی اور تمام کو سر کرنا اور شاہ دنیا اور شاہ

باج لینا اپنی چرن کے نصیب میں نہ تھا حالانکہ اون سلاطین کی خود سری کے تمام ہونے کا ایم
 قریب آچکا تھا اپنی چرن کے بعد چنی واکٹ ٹی فقور ہو اور اکثر خانی موخون کی روایت ہے کہ وہ
 اپنی چرن کے نطفے سے نہ تھا کیونکہ اس کی مان جب ایک مرد سوداگر سے حاملہ ہو چکی تھی تب
 اس نے فقور کے ہاتھ اس عورت کو بیچا تھا اور اس شخص نے یہ حرکت اس امید سے کی
 تاکہ متبادل کی پوری ہو وے اور اپنی اولاد کو تخت پر دیکھے اگرچہ یہ امر بعید الیقاس نہیں بلکہ
 شبہ اس نقل کی راستی پر اسی جہت سے ہوتا ہے کہ علما احتساب ایک سانچے کے جو ذیل
 میں مذکور ہے اسکے نام پر ہزار بالمعین کرتے ہیں اور یہ فقرہ اس کے حوازا دے ہوئے کا
 توہین کے قصد سے انہوں نے تیار کیا ہے غرض یہ تحقیق ہے کہ سوداگر نے فقور اپنی چرن سے
 یہ دوستی بڑائی اور اپنی لیاقت اس طرح اس کے نزدیک ظاہر کی کہ اپنی چرن نے سخت
 وزیر عظم کی اس سے دی خیر جب فقور نے انتقال کیا وہی لڑکا تیرہ برس کی عمر میں گدی پر چڑھ
 بخش ہوا اور ایسے بھادر اور مدبر فقور کنٹی کے دو تین ہی ہوئے ہیں اور ایسا ایسا کام اس نے
 کیا کہ نام اس کا قیامت تک رہ جا گیا بعد جلوس کے مان نے بد فعلی شروع کی اور محل سے
 ایک نفرے سے پنس گئی جو خوب مشہور ہو کر محل میں داخل ہوا تھا اور اس کی صورت محنت
 پر بھی گمان بھی ہوتا تھا غرض پکڑ گیا اور اس کی طرف کے دواڑ کے جو اس کی مان جی تھی
 سب کو فقور غور نے قتل کیا اور مان کو محل سے نکال دیا جب یہ ماجرا وقوع میں آیا ملک
 میں اس کا بڑا راجہ چا پھیلا اور فقور کی سنگدلی اور اپنی والدہ کے ساتھ برائی کرنی دروزبان
 خلاف ہوئی اور چونکہ ایام رنگ فوزی اور رنگ زری کو سوڑے دن گذر چکے تھے اور حکام
 اون کے والدین کی اطاعت کے باب میں تازہ تھے اس لیے ان حکماء کے کئی شاگردان شاگرد
 نے حضور میں درخواست کی اور والدہ کی بھائی چاہی لیکن فقور اس سے سنکر بڑے طعنے میں
 آیا اور فرمایا کہ آج سے اگر پھر اس امر میں ذکر مجھ سے کوئی کرے گا قتل ہو وے گا اور اس عورت
 سے ملتی تلوار لیکر دربار کرتا تھا لیکن اس پر بھی ستائیں مریدان رنگ فوزی نے مل کر جو پھر

درخواست کی بادشاہ کی ایسی خشکی ہوئی کہ سبھو کو مروا ڈالا اور غیرت دینے کے لیے لاشوں کو
 ٹکڑے ٹکڑے کر کے قلعے کی فصیلوں پر لٹکوا دیا اس حرکت سے اگرچہ لوگ بہت آرزو ہوئے
 لیکن رعب بادشاہ کا ایسا غالب ہوا کہ سب تمہرے تھے اور چہرے غرض والدین کی
 اطاعت اور خدمت کی رسم شروع ہو چکی تھی اور اوسکی والدہ کی فاقہ کشی اور پریشانی اور غم و غور کی
 بی رحمی کا حال جب بیان میں آتا تھا تو خاص و عام کا کلیجہ منہ کو آتا تھا اور علما کا دل چاہتا تھا
 کہ ایک ایک کر کے ہم سب جاوین اور اللہ کے غضب سے بادشاہ کو ڈراوین اس لیے
 اگر بادشاہ ظالم ذبح کرے تو اوستادوں کے احکام پر سے تصدق ہو جاوین لیکن جانکا
 خوف اخیر میں سب پر غالب ہو جاتا تھا اور سب کی زبان قفل پڑ جاتا تھا آخر جس ایک
 شخص فاضل اور جبری نے نفخہ کا سامنا کیا اور کھا کہ میں مرنے اور کچھ عرض کرنے آیا ہوں
 اور اتنا ہی چاہتا ہوں کہ میری بات کو پھلے تو سن لے بعد اوسکے قتل کر اس سے زیادہ کا میڈار
 یہ جان شار نہیں ہے شاہ نے اس جرأت کی قدر کی اور یہ بات کھی کہ خیر جو کچھ جی میں ہے
 کہنے تب اوس نے باواز بلند کھنا شروع کیا کہ جو آدمی بخوف موت رہتا اور اس طرح دل کا تباہ
 کہ ہمیشہ جیے گا اور جو بادشاہ اس طرح سے سلطنت کرتا ہو کہ تخت اوسکا نہیں چہن جاسکتا ہو
 یہ دونوں عنایت پروردگار سے جلد محروم ہوتے ہیں اور ایک کی جان اور دوسری
 حکومت آنا فنا میں جاتی رہتی ہو اور تو نے ای بادشاہ بے ترس خدا اپنی مان کو ایسا تیا
 ہوا اور اوسکے ساتھ یہ سلوک کیا ہو کہ جسکے سبب سے ساری خلقت تجھ پر لعنت بھیجتی ہو اور
 وہ قصور وار تھی لیکن تیرے ہاتھوں سے سزا پانے کی سزا وار نہ تھی باپ تیرا اگر جیتا رہتا
 تو اوسکا جو جی چاہتا سو کرتا مگر بیٹے کا مقدر نہیں کہ والدین کے گناہ اور قصیر کے باب میں
 کچھ پر خاشش کرے یا زبان ہلاوے چہ جائیکہ یہ سزاے سنگین دیوے اور سوا
 اسکے تو نے اون خیر خواہوں کا خون ناحق کیا جنہوں نے تجھے غضب خدا سے ڈرایا اور نیک
 کرداری کا رستہ بتلایا اور اونکی مردمی اور بزرگی کی بھی تو نے قدر کی کہ اونکی لاشوں کو

فصلوں پر لٹکایا اور چیل اور کوون کو کھلا دیا اور اب بھی جگو کچھ خیال ہی آخرت کا نہیں آتا اور
 اسی طرح سے گمراہ ہو کر اپنی خرابی کی راہ پر اندھا ہونے چلا جاتا تھا اور سچ کچھ تو مغزور کی اور چوچو
 ظلم اور بدطواری کے کوپے میں مارے پڑے اور تب میں سیرجی کی جہت سے
 کیا فرق تھا اور یہ جگو یاد رکھو کہ جانیں اور سلطنتیں ان مردوں کی دفعتاً ناقہا میں جا چکی ہیں
 اسپر تانا غافل بیٹھا تھا اور اگرچہ تو ایسا بادشاہ عالیجاہ و معالی پاکجاہ تھا اور مرتبہ تیرا بہت بڑا
 اور تیرے غضب کا خوف سب کے دل میں پڑا لیکن اسپر بھی اتنا سنبھلے اور گوشہ خاطر
 میں جگہ دے کہ جب رعیت پہرتی ہو قسمت بگڑتی اور جاہ و حشمت مطلق کام نہیں آتی جواب
 جس طرح اور نمک حلاوت کو تو نے مارا ہے میرے قتل کا بھی حکم دے یہ جرات اور خیر خواہی
 شاہ کو پسند نہ آئی تو اس نے ہاتھ سے پھینک دی اور کھا کہ افسوس صد افسوس کہ غصے میں بیٹھے
 اون علما و کومار اور بھی خیال کیا کہ جہڑے واقع ہوتی ہو مگر فائدہ بخشی تھا اسی طرح سے
 کر دی بات گوشہ نشین ناگوار معلوم دیتی ہو مگر نقصان سے بچاتی ہو خیر جو ہوا سو ہوا اب تم بھی
 میرے ساتھ چلو اور دیکھو کہ تمہاری نیک صلاح سے کیا اثر پیدا ہوا بادشاہ نے اس شخص کا
 ہاتھ اپنے ہاتھ میں دیا اور ان کے چھوٹے میں جا کر اسے سید کیا اور نہایت احترام کے
 ساتھ محل میں لے آیا اور اس فاضل کو شاہی تخت کا عمدہ اور شیرازہ کا خطاب دیا اور
 ہمیشہ اس کے ساتھ مثل بزرگ کے پیش آیا اور جو نہیں مغزور نے اس طرح سے مان کی عزت کی
 اور اس عالم کی بات رکھتی تمام مہکت میں شہرت پھیلے اور رعایا کو تسکین ہوئی کہ بادشاہ کی
 طبیعت نیکی کی طرف پھری ہے ایمان دولت سے ایک شخص بنام بی زنی غیر ملکی تھا بیٹھے
 وطن اس کا ریاست مغزور نے باہر دوسرے ایک سلطان کی حد میں واقع تھا جب فرماں اس
 مضمون کا نکلا کہ جتنے غیر ملکی جو اس سرکار کی ریاست میں آئے ہیں سب اپنے اپنے وطن کو چلے
 جا دیں تب اس بی زنی نے ایسی ایک عرضی حضور میں گزارنے اور ریاست میں اغیار کے
 رہنے سے جو فائدہ منظور تھے سب کو اس خوبی اور فصاحت کے ساتھ اس نے بیان کئے

کہ مخور نے اپنے حکم کو دوسرے ہی روز منسوخ کیا اور بنی زمری کو وزیر اعظم بنایا اور اسی کی صلاح
 سے بادشاہ نے تمام سلاطین کو سر کیا اور شہنشاہ حاصل حقیقت میں ہوا ان کے صورت اطوار
 سے ہوئی کہ پچھلے کئی برس تک مخور نے اپنے اخراجات کو حد اعتدال پر رکھا لڑائی بھڑائی
 سے وہ باز رہا اور خزانے کو خوب ہی مہمور کیا جب دولت با مراد حاصل ہوئی مخور نے
 زریہ پاشی شروع کی اور سلاطین میں زر کے وسیلے سے بگاڑ ڈالوایا اور جب ایک دوسرے
 کو قریب تباہی کے پہنچا اور اسکا حریف بھی علیٰ ہذا القیاس ضعیف ہوا تب مخور نے
 کوئی بھانہ کر کے دونوں سے یا ایک سے بگاڑ کیا اور آٹا فائین اسکا ملک چھین لیا
 اور اسی تدبیر سے تمام سلاطین کو اس نے بے تخت و تاج کیا اور ساری مملکت خا کا مالک ہوا
 اور شہنشاہ اوس وقت سے کم لایا اور حالانکہ دولت و ملکیت خواہش سے زیادہ ہاتھ آئی
 تھی اور ترتیب بزرگ کی حد سے مشرقی سمندر تک اور ملک آتا رہے بحر حبوب تک کی حکمرانی
 ہوئی لیکن آرام و میس طبعی مطلق مزاج میں نہ سمائی باوجودیکہ مکانات عالی شان اس نے بہت بنائے
 اور بنیائیت مختلفات سے آراستہ کیا اور باغات میں بھی علیٰ ہذا القیاس سامان بنی بیان عیش و
 نشاط کا متیا کر دیا اس پر بھی یہی قاعدہ تھا کہ چنار آدمی کو لیے پوشیدہ جاتا تھا اور احوال و بان کے
 حکام عدالت اور تحصیل اور محاصل زراعت کا خود دریافت کرتا تھا اور شوق اس کے دل میں
 یہی تھا کہ مملکت خا کا سر نو بند و بست کرے اور قدیم مخورون کے روپے پر نہ چلے اور
 اس ارادے جب دستورات قدیم سے اندک فرق کرتا تھا علما کا شور مٹھاتا تھا کہ فلائی با
 یا اور شن اور یو کے خلاف حکم کے ہوا سکون کرنا امتناع ہوا اور یہ روک ٹوک جب مخور کو ناگوار
 گذری بنی زمری سے اس نے مشورت کی اور وزیر نے تمام کتب قدیم کو جمع کر کے آگ لگا دی
 کی صلاح دی اور بھی بابت وقوع میں آئی اس سبب سے تاریخ خا کے اکثر مقامات میں احوال
 واقع ہوا ہے اور بہت سے احوال کو مورخوں نے فقط یاد سے لکھا ہے اور یہ حرکت
 خناسی علما اور شعرا کو ایسی بری معلوم ہوئی کہ چچی و انکٹی اور شیطان میں انہوں نے حق

نہیں کیا اور ولد الزنا ٹھہرانے کے علاوہ البلیس سب کا لقب اوسکو دیا جو حقیقت میں اونکی جو
 بے سبب نہیں تھی کیونکہ ایک تو کتب قدیم کے نقصان کرنے اور سب فاضلہوں کے گھر سے
 کتاب جبرائیل کو اسکے جلا دینے کی حرکت اوس نے کی ہی تھی علاوہ اسکے چار سواٹھ علما کو
 اسی قصور پر اوس نے جیتا کر ڈوا دیا کہ اپنے اپنے کتب خانیکو شاہ کے پیادوں کے حوالے
 اونہوں نے نہیں کیا تھا سوائے اسکے اون سے خوف فغفور کو بھیج تھا کہ اگر زندہ رہیں گے
 تو حافظے سے اون کتابوں کو بھیج پھر لکھیں گے اور حکو عاجز کریں گے غرض طیش میں آ کر چپ
 و انگڑی نے میخ خون ناحق کیا اور بیرحم اور سنگدل اور خونخوار بجا کھلایا لیکن ان عیبوں کے
 ساتھ آتا تھا کہ خاتین اگر پانچ چار فغفور ستوا ترسی طرح کے ہوتے تو واللہ اعلم کیا کیا وہ کرتے
 اور کس کس ملک کو عمل میں نہ لاتے القصہ جب کشت و خون اور لڑائی بھڑائی سے فارغ ہوا تو
 انتظام ملک کا تردد کر چکا ہمیشہ جینے اور باقی رہنے کی ہوس اوسکے دل میں اربس پیدا ہوئی اور
 اس خیال اطل کو خوشامدیوں ترقی دی آخر الامر چند نوجوان مرد اور عورتوں کو اوس شرتی سمندر کی طرف
 روانہ کیا اسلئے کہ من چکا تھا کہ او دھر کے جزیرہ میں ایک جزیرہ ایسا تھا کہ وہاں کے چشمے کا
 پانی جس نے پیامرگ اوسکے نزدیک نہیں آئی غرض وہ لوگ گئے اور پھر آئے اور انجلیان
 بھیج تھا کہ مشرقی سمندر میں طوفان نے آگے بڑھنے نہ دیا لیکن ایک مردک کا جواز نہ طوفان
 بحر سے الگ ہو گیا تھا اوس نے چندے کے بعد ان کو بھیج فقرہ سنایا کہ منزل مقصود تک
 پہنچا تھا لیکن چشمہ اوس ایام میں جاری نہ تھا غرض اوسکے ہاتھ ایک کتاب آئی تھی جس میں
 یہ بات اوس نے لکھی پانی کہ چین کا گھر انا اوس خاندان کے ہاتھ سے تباہ ہو گیا جس کا نام
 ہوئی لفظ بے شروع سے اس وہیات بات کے اعتبار پر فغفور نے فوراً جنگ کا سامان
 تیار کیا اور چونکہ ایک قوم تارکانا نام ہوا تھا اور پھلے حروف ہوتے تھے دفعتاً اونکے
 ملک پر چڑھ گیا اور چونکہ اچانک جا پہنچا اور سب کو بے فکر یا اس سبب سے اونکو ہمالیا
 والا اگر پیشتر سے خبر اونکو ملتی تو شاید شکست نہوتی بلکہ غالب ہو کر وہ تارخونخوار سب فغفور کو شہنشاہ

تنگ کرتے کیونکہ وہ بڑے جنگی اور صوا کے رہنے والے تھے اور لوٹ تاراج سے اونکی اونٹ
 اور شکار پر اونکی گذران تھی اور ہر وقت گھوڑوں پر سوار ہاتھ میں تیر و کمان و تلوار لیے خوشحال
 رہتے تھے مگر وہ بھی قوم ختا سے تھے چنانچہ بعض مہمیں کہ شہزادہ چکونی خاندان
 میا کے تباہ ہونے سے صوا کے آثار میں جا چھپا تھا اور بعض کا بیان ہے کہ اوسے ہیامی یو کے
 گھرانے کا وہ شہزادہ باپ سے روٹھ کر صومین چند آدمیوں کے ہمراہ چلا گیا تھا وہی جہان لوگون کا
 تھا لیکن صوا کے آب و ہوا کی خاصیت اور فطرت کے نیچے بود و باش کرنے اور کچھ گوشت
 کھانے اور رات دن کمر بند ہی رہنے کی مادتوں نے انکو ایسا مضبوط بنا یا تھا کہ شہر میں جہان
 سے اور ان سے کچھ نسبت باقی نہ رہی اور اونکی گروہ ایک دوسری قوم ہو گئی اور یہی لوگ
 کہ کسر ملی اور سکند بھی اونکی بھادری اور مضبوطی اور سپاہ گری کے قابل ہوئی اور ان سے
 بلج نہ مل سکے و اسی قوم کے پھلوانون سے رسم اور سفند یا رکا مقابلہ ہوا اور افراسیاب
 تاتاری بھی تھا یہ لوگ تیر اندازی اور تلوار کے ذہنی تھے اور اونکے گھوڑے بھی تھے اور ان سے
 جب کسی سے بگڑتی تھی دشمنوں کو لاکھوں گھوڑوں کی ٹاپوں سے روند ڈالتے تھے اور غنیمت
 رفتہ ایسے جاڑتے تھے کہ اون لوگون کو حربہ کرنے کی فرصت نہیں ملتی تھی گویا اجل سامنے
 موجود ہو جاتی تھی اور اونکی رکاوٹ نہ دریا نہ جنگل نہ کوہستان کسی سے ممکن تھی حاصل کلام
 تاتاری رسالوں میں ہر شخص ایک شہسوار خوشنوار تھا لوگ ان لوگون نے سیکڑوں تختوں کو اونٹ
 دیا اور جو سامنے پڑا خواہ دشمن کی راہ سے خواہ لوٹ تاراج سے وہ بچ کے نہیں گیا اگر
 چونکہ انکا حال اسی جلد کے تیسرے و قمرین طوالت کے ساتھ ہے یہاں پر اتنا ہی بیان کا
 موقع تھا کہ نتیجہ غفلت کا معلوم ہووے کہ غافل رہنے سے ایسے تاتار خوشنوار بھی مارے
 پڑے انقصہ چپ و انگ ٹی باوجود اس شکست دینے کے خوب جانتا تھا کہ یہ قوم موقع کے
 انتقام ضرور لے گی اور تا وقتیکہ بدلہ اور عوض مقبول نہ ہووے اس شکست کی یاد ہمیشہ دل
 صدر میں بچائے گی اس سبب سے اوس نے دیوار تھا کی بنا کی جبکہ تمام احوال عاصی نے جلد دل

دوسرے ذکر کے چودہویں باب میں بیان کیا ہے عجیب اتفاق اور قابل تحریر کے ہے اگرچہ بعید القیاس نہیں کہ یہ بادشاہ جو لڑائی کے میدان میں ہمیشہ دلیری اور مردمی کرتا تھا اور صف کے سرے پر غم پر پھلے تلوار کھینچتا تھا وہ جب مرنے لگا نہایت بدحواس ہوا بلکہ موت کا خوف باعث اوس عارضے کا تھا جس میں مر گیا اور تارینوں میں بیان اس امر کا یہ ہے کہ کسی ندیم نے ایک پتھر لیکر فغفور کو دکھایا اور کہا کہ لوگوں نے اوسکو آسمان سے گرتے دیکھا ہے فوراً بھی وہم بادشاہ کے دل میں سما کہ وقت میری مرگ کا قریب پہنچا اس خیال سے اوسکی طبیعت ایسی مکدر ہوئی کہ پھر اوسکو کسی نے ہستے نہ دیکھا اور غم سے کھل کھل کر چند روز میں مر گیا۔ ستیس برس اوس نے سلطنت کی اور اوسکے ایام انتقال مورخوں نے سنہ دوسو دس قبل حضرت عیسیٰ کے قرار دیا ہے اگرچہ بعض حرکتیں جو اس فغفور نے غصے میں کیں خلاف عدل و رحم کے تھیں لیکن بڑے رتبے کا شخص تھا اور سوا دیولہ خاک کی ساخت کے اوس نے تین سو کوس کی ایک ٹرک بنوائی اور برابر تیر کی طرح چھ راہ بنائی اور جو موانع سامنے آئے منہدم کیے گئے اور دونوں کنارے پر اس سرے سے اس سرے تک قطار درختان سایہ دار کی لگائی گئی سوائے اسکے آٹھ لاکھ مزدور کے قریب ساخت مکانات اور آرائش باغات شاہی میں ہمیشہ مصروف رہتے تھے اور سوائے ارادہ زینت ملک کے یہ باتیں سب رعایا کی رحمت اور غربا کی پرورش کی نظر سے کی جاتی تھیں کیونکہ خود مطلق عیش جو نہ تھا اور نہ غذا نہ پوشاک میں تکلف کرتا تھا اور نہ اون واپس کی خواہش رکھتا تھا جسکو عوام الناس عیش کہتے ہیں اگرچہ کنگ فوزی نے غیر ملکوں کے ساتھ رابطہ رکھنے اور اون سے خرید و فروخت کرنے میں منع کیا تھا لیکن اس بادشاہ نے ایسی امتناع کو محض جفا اور موجب اپنے ہی نقصان کا تصور کر کے باب تجارت کو کھول دیا اور اس کے عہد میں بنگالہ اور جزائر بحر مشرق میں خانی جاتے اور سوداگری کرتے تھے اور یہ بات کہی وقوع میں نہ آتی اگر پابند حکما کی نصیحت اور پند کار ہتا اور دروازہ

تجارت کو بموجب اس نئے حکم کے بند رکھنا غور کی جاوے کہ مقتول علما کا خون انصاف کے
روسے اور مین کے سب سے کہہ لیں کہ اگر وہ کی سزا نہ ہوتی تو شور و غوغا جو غفور کے قتل ہونے اور علما
راے قدیم فلاسفہ کے کرنے سے انہوں نے شروع کیا تھا زیادہ رہنے اگر پاتا تو پادشاہ کا
یا تخت جاتا یا اسکو باز رہنا ہوتا پس ایک امر میں اپنی قیامت اور دوسرے میں ملک کا نقصان
متصور تھا اسی لحاظ سے اس نے ایسی سخت سزا دی کہ سب پر ہیبت چھا گئی اس پر بھی یہی
سخت سزا اگر ہوتی تو وہ بات موقوف ہو جاتی لیکن ظاہر ہو کہ علما اتنا ایسے ایسے موقع
پر بہت مڑتے ہیں چنانچہ کئی نقلیں جو بیان ہوئیں اور اس کتاب میں درج ہیں ان سے یہ
بات ثابت ہو یا انہما رقم کی بھی بھی اسے ہی کہ اگر ان شخصوں کو ہلاک نہ کر کے قید کر دیا جاتا
وطن کی سزا دیتا تو بہتر ہوتا غرض عرصے نے اندھا کر ڈالا تھا اور اگرچہ کسر غضب ہر حال میں
ہو لیکن اس امر کی فراموشی نہ چاہیے کہ طیش کے وقت ادنیٰ آدمی بخود ہو جاتی ہیں اور وہ تو
پادشاہ تھا بھر حال اس کے عیب اور نہ نظر انصاف سے اگر دیکھے جائیں گے تو بخیر
اس کے دوسرے سخن زبان سے نہیں نکلے گا کہ مکتاے زمانہ تھا اور یادگار روزگار بیشک
چی دانگ ٹی کے چھوٹے بیٹے ارشی وانگ ٹی کو وزیر عظیم لی زری نے تخت پر بٹھایا
بڑے بیٹے کو اس لیے محروم رکھا کہ خود باپ کی مرضی تھی کہ وہ تخت نشین ہووے غرض
یہ بھی نہایت بد نظریاں سوائے عیش کے دوسرا خیال ہی اسکو نہ تھا اور اسی کے عہد میں
خواجہ سراؤ نکادور شروع ہوا اور یہاں تک اون لوگوں نے اپنے بس میں اسے کیا
کہ اس کے باپ کے بڑے عزیز اور بھادر سپہ سالار رنگ ٹین کو اسی مردک کے
روبرو اون نابکاروں نے زہر کا پیالہ زبردستی سے پلایا اور وزیر باتدبیر لی زری کو
نکال دیا اور اپنے گرد وہ مین سے ایک ناکس کو اس کے عہدے پر بحال کیا اور سو
اس کے غراب پر ظلم شروع کیا الغرض جب احوال اور اطوار غفور کے ایسے ہونے لگے کہ خواجہ
سراؤن ہاتھ میں شل پیلے کے بن گیا تب رعیت اور فوج اور خاص و عام کی ناخوشی

دیکھ کر چوکا باج گزار سلطان بکرا اور سامان جنگ کا کیا اور اپنے سپہ سالار کو پانک کو فوج لیکر سیما
 چون کہ یہ شخص لو پانک آگے نام کرے گا اور ہان کے گھرانے کا پھل غفور ہو دیکھا اس سب
 سے کچھ حال کا پھل سے بیان کیا چاہیے کہ راوی کہتا ہے کہ لو پانک ایک روز شہر
 شباب میں جب سبزہ آغاز نہیں تھا راہ میں چلا جاتا تھا کہ ایک شخص اجنبی او سے ملا جس نے
 اپنے گھر لیا کر او سے اپنی بیٹی دی اور یہ بات کہی کہ تخت پر جب بیٹھو تو مجھے یاد رکھو کہ تمہارا
 قیام نے سے میں نے تمہاری اوج کی خبر تمہیں پیشتر سے دی ہے وہ بات وہیں ختم ہوئی
 اور چند روز کے بعد لو پانک سے اور چند بد کرداروں سے دوستی ہو گئی وہ کی صلاح ایک روز
 یہی ہوئی کہ لو بیٹے اور گھائے اس میں وہ بھی شریک ہوا اور چونکہ بھادراور تلوار کا دستا
 تھا ڈاکو ن کا سر گر وہ ہو گیا اور چند روز میں پھر زور و شور اوستے پیدا کیا کہ ایک چوٹی سی
 فوج ساتھ ہوئی اور اطراف و جوانب میں دھوم مچ گئی اسی عرصے میں چاندنگ ٹی مر گیا اور
 اسکے بیٹے نے تخت پر بیٹھ کر ظلم شروع کیا القصد جب چو کے سلطان نے قصد غفور پر
 چڑھائی کرنے کا کیا تب لو پانک اپنی فوج لوٹ کر وکی لیکر آن ملا اور خطاب سپہ سالار کا پا کر
 بڑا جب دونوں فوجیں سامنے آئیں چانگ ہانک سپہ سالار غفور تمام فوج لیکر ضمیم سے یہ
 سمجھ کر گیا کہ اگر فتح خاوند کی بھی ہوگی تو مرد و دوجہ سراؤں کے اختیار میں ہماری جان
 رہے گی اس سے بہتر یہ ہے کہ بلو اسے عام کیجیے اور اپنے دوست منگ تین کے خون
 ناحق کا عوض لیجیے جب اس شخص نے بناوت کی اور خبردار خلافت میں نہی والی شہر نے
 غفور سے جا کر کہا کیون بر دک اب نقشہ تو یہ ہے اب آپ سے اپنے کو فوج کر کے
 یا تمہاری تخفیف تصدیق کے لیے جلا دون کو بلادوں تب غفور گر گر اسے اور کہنے لگا کہ میری
 جان بخشی کرو اور کھانے کے لیے تھوڑی سی جاہاد دو مجھے سلطنت سے کچھ کام نہیں
 اس کا جواب اس نے میرے دیا کہ یہ ہرگز نہیں ہو دیکھا اور تیرے خاندان نے بہت گھر و کو
 نیست و نابود کیا ہے اس کو مٹا ہی دینا واجب ہے اور سن غوثوں کے مرید یہ ہے جو

وزیر نے تیرے قتل کا حکم دیا یہ کھڑکھڑا دھنچھپے سب کمرے تھے اونکو اشارہ کیا لیکن
 جب تک وہ تلوار کھینچ نہ بیٹھنے لگے کمرے کٹار نکال کر اپنے پیٹ میں مارا اور والی شہر کے
 پاؤں کے قریب گر پڑا جب یہ سانحہ ہوا اسی خواجہ سرا نے یو فاف نے امر کو جمع کیا اور کھا
 چونکہ وہاں ہنجر مریا ہے اب تخت اوسکے ہتھیار زری اینگ کو دیا چاہے غرض زری اینگ بیٹھنے
 کے ساتھ ہی اپنے چچا کے قاتل اوس بے خایہ اور بیدل کو مار ڈالا اور بچی بچائی فوج لیکر لوپاٹ
 کے مقابلہ کیا لیکن کچھ نہ ہو سکا آخرش یایوسل و زبد جو اس ہو کر اپنے گلے میں رستی ڈال کر کیا
 چھکڑے پر سوار ہوا اور لوپاٹ کے معسکر کی طرف گیا یہ حال دیکھتے ہی وہ بھادراوس
 بیچارے کی تعظیم کر کے خیمہ میں لے آیا اور جب زری اینگ نے تمام کنجیان خزانے کی اور
 تمام اثاثہ سلطنت کو لوپاٹ کے حوالے کیا اوس سپہ سالار نے دارالخلافہ میں داخل ہو کر
 شہر کو لوٹا دیا لیکن کسی کا خون نہ کیا غرض جب سلطان چوکا دوسرا سپہ سالار پونچا اوس نے
 قتل عام کا حکم دیا اور زری اینگ کو مار ڈالا اور اوسکے گھرانے کے ہر وار کو کھدوا کر لاشوں کو نکالا
 اور اوسین خاکستر کر دیا کے چار سو ہنگوادیہ یہ سب حرکتیں لوگوں کو ناگوار ہوئیں اور لوپاٹ پر ہزاروں
 آفرین انسون نے لیکن القصد ہی دانگ سلطان چو غفور ہوا اور لوپاٹ کے حصہ میں ایک صوبہ
 آیا اور وہاں کی عملداری اس خوبی کے ساتھ اوس نے کی کہ جب غفور نے چار برس کے بعد متاع
 کیا تمام رعایا نے ملکر لوپاٹ کو مندر نشین کیا اور وہی دانگ کے بیٹے کو محروم رکھا ۔

ساتواں باب

ان کے گھرانے کے بیان میں ++

جلوس کے بعد لوپاٹ نے چاہا کہ ایام بد عملی اور ہل چل میں جو نقصان ملک کی عزت
 اور رعیت کو ظالموں اور باغیوں کے ہاتھ سے پہنچا تھا اوسکا عوض عدالت اور شرف
 سے ہو جاوے تاکہ یاد اوس بدعت اور تباہی کی جو صنف دل پر خون کے حرفوں سے
 لکھی ہوئی تھی مٹ جاوے اس ارادے سے اوس نے بہت سے فرمان ایسے

جاری کیے کہ لوگوں کو تسکین ہوئی اور رعیت دعا دینے اور اس کی سلطنت کی مداومت چاہئے
 گئی اس عرصے میں وہی قوم تاتار کی جسے چچی وانگ ٹی نے شکست دی تھی عوض لینے کو بوجھ
 ہوئی اور دونوں ملکوں کی سرحد پر جا کر خانی موضعوں کو انہوں نے اپنے قبضے میں کر لیا اور
 خود مغفور کے ساتھ لڑنے کا سامان بھیا کیا جب شاہ نے سنا کہ اپنے ہی سپہ سالار جو ملک کی
 سرحد پر تاتاریوں کی یورش کے مانع ہونے کے لیے متعین تھا نامک حرام ہو کر دشمنوں سے مل گیا
 اور کئی قلعے جو سرحد پر واقع تھے ان کے حوالہ کر دیے زیادہ تردد اور سکودا انگیک حال ہوا چونکہ خود
 بھادو تھا فوج لیکر تاتاریوں کے مقابلہ کو گیا مگر تعجب سے دیکھا کہ وہ بے مقابلہ کیے پس پائے
 اور جو مغفور آگے بڑھا وہ پیچھے ہٹے اور ایک مقام پر شب کے وقت بالکل غائب ہو گئے
 تب مغفور نے سمجھا کہ وہ خوف زدہ ہو کے بھاگے لیکن صحرائیوں نے دھوکا دیا اور جو ہین شاہی
 فوج کین گاہ پہنچی دفعہ چار لاکھ سوار چاروں طرف سے ایسے پیدا ہوئے کہ گویا زمین سے
 اور ایک آن کی آن میں میتی تاتاریوں کے مانگو یعنی سردار نے مغفور کو ایسا گھیر لیا کہ اگر ایک
 قطعہ قریب نہوتا تو مغفور مجبور ہو کر بیدست و پا اپنے ہاتھوں پنپس جاتا غرض قلعے کو سات روز
 تاتاریوں نے محاصرہ کیا آخر کار جب رہائی کی کوئی صورت نہ دکھائی دی ایک عورت خوبصورت
 مغفور کی مہر بنی ہوئی مانگو تاتار کے پاس صلح کا پیام لیکر گئی اور چونکہ خود وہ ایلچی بطور نذر کے آئی تھی
 اور میتی کی خدمت میں رہی سردار تاتار نے مغفور کو محاصرہ سے خلاص کیا اور اپنی حدیں چلا گیا
 بعض روایت یہ ہے کہ میتی کی بی بی کے ذریعہ سے صلح ہوئی بھر حال خفت و دونوں طرف
 حاصل تھی اور فرق اتنے ہی کہ ایک میں زیادہ ایک میں کم ذلت تھی غرض یہ تحقیق ہے
 کہ ایک عورت کے درمیان ہونے سے مغفور کو مخلصی ملی بعد چند روز کے باوجود عدد و
 پیمان کے میتی بچھا یا اور بدستور سابق لوٹ و تاراج شروع کیا اور جب شاہ نے لشکر بھیجا
 سپہ سالار دشمن سے بگلیا اور چونکہ ثابت ہوا کہ کئی سرداروں کی سازش تھی بغاوت کی
 تہمت پر سبھوں کی جان گئی اور عبرت کے لیے لاشیں شاہ راہ پر گر بادی گئیں کچھ نہیں

بلوے عام کی بنا اس سب سے ہوئی کہ بادشاہ اکثر قصور کے لیے مجرموں کو قتل کراتھا اور پھر رعایا کو برا معلوم ہوا لیکن جو نہیں اس بغاوت کا سامان بندہ فتنور مطلع ہوا اور تدبیر مقول کر کے قصے کو بڑھنے نہ دیا اور بلوے کی وجہ دریافت میں جو آئی اوس روز سے قتل کرنے سے باز رہا اور مزاج کو اعتدال پر رکھا اور رنگ فوری کے فرار پر جا کر پریش کی اور علم کا چرچا پھیلایا اور مقول قوانین کو رواج دیا انقصہ جو میں اوس نے نیکی پر کر باندھی شہدائین قبل خست عیسیٰ کے اجل موجود ہوئی اور ترین برس کی عمر لو راہنی جلوس کے بارہویں برس میں اونڈ اتعال کیا او سکا بڑا بیٹا حوی ٹی تخت پر بیٹھا باوجودیکہ او سکی سوتیلی ماں نے اپنے بیٹے کو مسد دینے کے لیے بڑا بزازور کیا غرض جب حوی ٹی مضبوط ہو کر بیٹھا او سکی ماں نے اپنی سوت سے ایسا انتقام لیا کہ معاذ اللہ اس کے بیان سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں مختصر یہ کہ تمام دنیا کی دقتیں اوس بیچاری کو دیکر اس کے بیٹے کو زہر او سکی آنکھوں کے سامنے پلایا اور بعد ازاں اس کے تنگے پٹے پر اس نے اپنے کوڑے مروائے کہ بیھوش ہو کر گئی بارگر پڑی اور جب معلوم ہوا کہ او سکی ہلاکت قریب آئی مار موقوف ہوئی اور سر کے ایک ایک بال کو اس طرح پھوایا کہ کھال کھینچی گئی او سکے بعد دونوں قبضے اور پانوں کو اس قاهرہ نے کٹوا ڈالا اور اس کو زہر دیا اور مظلوم کی لاش کو گھٹے کے گرٹھے میں پھنکوا دیا العرض حوی ٹی ایسا فتنور ہوا کہ اگر او سکی ماں چند وزیر نیک تدبیر کو مشورے میں نہ رکھتی تو او سکی سلطنت چھن جاتی اس لیے کہ سوائے رندی بازی کے نیکی کوئی اس مردک کو اتی نہ تھی اور بجز لو قندرون کے دوسرے کی صحبت بھلی نہیں معلوم ہوتی تھی اور نتیجہ جوانی موت کا جو اس طرح کی بد اطواری کے ساتھ لازم و ملزوم ہے او سکو ملا اور چوبیس برس کی عمر میں دنیا دفع ہوا اور چونکہ لاولد ہوا بادشاہ بیگم او سکی ماں نے ایک غریب زادے کو او سکا بیٹا سمجھ کر کے تخت پر بٹھلایا اور چونکہ بہت ہی بچا تھا وہ خود قائم مقام بادشاہ ہوئی تا آخر تمام سلطنت میں اپنے احکام جاری کرنے لگی جب آزما کے اوس نے دیکھا کہ رعیت کی صورت

سبب بعضی محتجب اپنی حکمرانی کو زیادہ ترقی اور عزت دینے کے لیے اوس بچے کو اوس نے
 زہر دیا اور آپ مالک تخت ہو کر آٹھ برس تک سلطنت کی وہ ایسی خوشحال و سرنگدل تھی کہ اگر
 انھیں برس اپنی اجل سے اکثر برس کی عمر میں نہ مرنے کی توقع تھی کہ کسی مظلوم کے ہاتھ سے
 ماری جاتی تھی قطعاً مہربی مدبر اور فائدہ تھی اور اوسکی عقل کی بھلائی کیل کافی ہے کہ اوسکے عین
 تاتاریوں پرورش کر کے لوہانگ کے اقرباؤں سے ایک شخص بنام وان ٹی مسند پر بٹھا
 نیک فغورون میں اوسکی گنتی ہوتی ہے اس لیے کہ خیر خواہ ملک و رعیت تھا اور علم کا چراغ
 پھیلایا اور قدردان سخن ہوا اور اس میں شک نہیں کہ اگر آسانیک کردار اور خوش اطوار ہوتا
 تو اس گھڑے پر زوال آتا لیکن اسکی خوبیوں نے موسیٰ ٹی کی مان کی بدیون کو مٹا دیا اور
 عید میں تاتاریوں نے بار بار یورش کی اور فغور مجبور ہو کر ہمیشہ میں قیمتی تحفے اونکے سردار کو
 بھیج کر راضی رکھتا تھا اور اصل حقیقت میں یہ تحفے شل باج کے تھا کیونکہ اوسکے بھیجے
 جب دیر ہوئی انہوں نے فوراً یورش کی اوس فغور کا انتقال شد قبل حضرت مسیح کے
 ہوا اور اوس کے ایام میں ختائیوں نے کاغذ کی ایجاد کی اور اسکے قبل علما اور شعرا کی
 تصنیفیں بانس کی پھرائیوں اور پتوں پر لکھی جاتی تھیں وان ٹی کا قائم مقام کینگ ٹی
 ہوا اور وہ بھی بہت نیک ذات تھا اور اوسکے بعد اوٹی نے تخت خا کو ایسا جلوہ بخشا
 کہ سبحان اللہ اور یاؤ اور شن کی طرح نام و نشان پیدا کیا اور انھیں بزرگوں کا جو ضابطہ
 تھا اپنا طریق معین کیا تمام مملکت کے علما اور شعرا اور اہل کمال پاسے تخت میں حاضر رہتے
 تھے اور ہر امر میں صلاح دیتے تھے عادل و رحیم تھا مگر تاتاریوں کی یورش سے
 سخت عاجز بعض روایت ہے کہ فغور لوہانگ جب کو کاؤٹی بھی کہتے ہیں اوس سے مانجو
 تاتاریوں نے ایک شہزادی طلب کی اور اوس نے ایک خوبصورت کسیر کو شادی
 خطاب دیکر تاتاریوں کے پاس بھیج دیا غرض یہاں متحقق نہیں ہے لیکن یہ درست ہے کہ اوٹی
 کے وقت میں مانجو تاتاریوں کی لاؤچام پسر سیتی نے ایک شہزادی کے لیے پیغام بھیجا اور

فغفور کے خاندان سے توصل چاہا اور فغفور کو بخیر منظور کرنے کے چارہ نہ تھا کیونکہ تاتاریکا
 اون دنوں ایسا زور و شور تھا کہ اگر انکار کیا جاتا تو غضب برپا ہوتا اکثر دفعہ ایسا ہی ہوا ہے
 کہ تاتار کے سرداروں نے فغفور کے گھر میں بیاہ کیا ہے اور اب بھی وہ بات گئی نہیں ہے
 اور صد نامازین برحین شاہی محل گئی پروردہ اون اوچٹ سپاہ کشیت خوار کے خیون میں
 غم کر کے مر گئی ہیں اور فغفور کے یہاں کی ناز و نعمت کے عوض او کو کچھ گوشت اور گھوڑا
 دودہ ملا ہے اکثر باوجود اس تنگ آبرو کے گوارہ کرنے اور اپنے عزیزوں کو اون
 ٹویرن کی گود میں سلانے کے فغفور کو اس پر بھی چین نہ ملا اور بار بار اون لوگوں نے یورش کی
 غرض ایک دفعہ سپہ سالار نے جو موقع پائے کہین کاہ میں اون میں گھیر لیا تو تمام تاتار کو شکست کابل
 دی ورنہ زہرا کو اسیر کر کے پانیرخدار الخلافت میں بھیجا لیکن بعد چند روزوں کے اونہوں نے
 پھر زور کیا اور بدستور سابق لوٹ و تاراج شروع کیا غرض فغفور نے اخیر کو ایسی تدبیر کی اور اون
 ایسی شکست دی گویا کہ توڑ ڈالی کہ اس کے باعث سے ہوانگ نو تاتار کی قوم بھت ذلوت
 دی اور بے بس ہی اس پادشاہ کی قدر دانی کے باعث سے شعر و سخن کا بڑا چھپلا اور
 ارباب کمال کا مجمع ہوا لیکن سب سے زیادہ نام از ماسین مورخ چین نے پیدا کیا لیکن کسی
 وجہ سے پادشاہ ناراض ہوا اور ہاتھ کٹوا کر خارج الملک اسے کر دیا غرض تب بھی اس
 شخص نے تالیف و تصنیف سے ہاتھ نہ اٹھایا یہ سنکر فغفور نے بہت عزت کے ساتھ پھر
 بلوایا اور عمدہ جلیلہ سے سرفراز کیا اگرچہ پادشاہ بڑا عقلمند و فہیم تھا لیکن اکسیر تقبا کے
 شعبہ میں آگیا اور آخر اس میں ہلاک ہوا چنانچہ اسکی نقل جلد اول کے دوسری فہستہ
 میں مندرج ہے ۷۷۷ میں قبل حضرت عیسیٰ کے اکثر برس کی عمر میں چون برس کی سلطنت
 کے بعد اس فغفور نے فوت کی اور اس کے عہد میں سنہ ایک سی چھپیس میں قبل حضرت
 عیسیٰ کے چانگن کی او سپہ سالار مارا و النھہ کی طرف واسطے دریافت حالات کے
 روانہ کیا گیا تھا اور گیارہ برس کے بعد پھر کروہ آیا اور یہ بیان کیا کہ ہم صوبہ چین سے

گذر کے دشت قباقر اور خراسان میں گئے اور وہاں ایران کا حال پہنچے سنا اور نرہسان
 میں ہند کی ولایت کی خبریں پہنچے دیکھیں چانچہ اون دو ملکوں میں رسم تجارت سے انگریز
 اس شخص نے ہر مقام پر اپنے بادشاہ کا پیچہ حال بیان کیا کہ کئی ریاستوں سے سفیر فقیر کے
 دربار میں بذکر آئے چاؤٹی بیا اوٹی کا تخت پر بیٹھا اور حالانکہ باپ نے سبب اس کے
 مشابہ ہونے اور تصویرون سے جو یا تو کی تمین قابل و سعیدی کے تجویز کیا تھا لیکن سیر
 کچھ خیال نہ کر کے صرف قیافے پر گیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ چاؤٹی نے عیش و عشرت میں اوقات صرف
 کی اور اس کی اشد کاہلی سے جب انتظام ملک بگڑا تو قوم تارلیوں کی مشرق اور مغرب کی
 طرف سے درپے غصب الماک سرحدی ہوئی اور اگر لشکر شاہی کی سرداری ایسے ہی چید
 لوگوں کے ہاتھ میں نہ ہوتی تو غالب ہے کہ سلطنت چمن جاتی سنہ چوتھ میں قبل حضرت
 عیسیٰ کے اس بد طبع بادشاہ کا انتقال ہوا اور چونکہ بیٹا اس کا بہت ہی چھوٹا تھا چاؤٹی کے
 ایک بھائی نے مسند لی لیکن جب کاہل و بد کردار نکلا امرانے بے تخت و تاج کیا اور اسی
 بچے کو بٹھایا جو سن ٹی کے لقب سے مشہور ہے غرض وہ سنوں کا کچا مگر عقل کا پکا تھا اس نے
 وزیر اعظم کو بلو کر کہا کہ ابھی لڑکا اور ناتجربہ کار ہوں اس لیے مناسب نہیں کہ بے تمہاری صلاح
 زمام حکومت اپنے ہاتھوں میں لوں اور جو چاہوں سو کروں اس لیے میری عین خوشی ہے کہ تم جو
 انسب سمجھو بے تامل کرو ورنہ سلطنت میں فتنہ واقع ہوگا اور جب تخت چمن جاے گا میرا نام
 تاریخوں میں اسی بذنامی سے مندرج ہوگا کہ فلا نے بد بخت نے اپنے باپ دادوں کی
 بنی بنانی سلطنت کو بگاڑ دیا غرض تمہارے مشیر رہنے اور ہر امر میں صلاح دینے سے
 یہ بات نہیں ہونے پائے گی بادشاہ نے وزیر اعظم کو اس قدر اختیار دیا لیکن وہ نیکو کام
 نکلا اور اس کی جورو نے بادشاہ و بیگم کو دروزہ کے وقت لڑکے سمیت ہلاک کیا لیکن فقیر
 یہ لڑنہ کھلا اور بادشاہ و بیگم کے بعد مرنے کے اسی چوڑیل کی بیٹی کو اس مرحومہ کا تخت
 ملا یہ عورت بھی اپنی ماں کی طرح بد کردار نکلی اور چونکہ اس کی سوت کا لڑکا و سعید ہوا تھا اس نے

بچے کو زہر دینے کا قصد کیا اور پیہہ ارادہ جب فسق ہوا تب خود غفور کو ذبح کرنے اور تخت
 چین کو اپنے کسی غویش کو بھانے پر موجود ہوئی اور کئی بد معاش اور بد نھا لوگ جنہیں غفور نے
 بد اطواریوں کے سبب سے نرا دی تھی اوں کو مشورے میں لائی القصد شوہر کشی اور تخت
 شانی کی صورت اوس بد عورت نے پیہہ ٹھرائی کہ سب اہلکار اور عمدہ دار عالی وقار کی
 ایک شب کو دعوت کی جاوے اور جب شراب کا چرچا پھیلے اور کچھ غفلت ہو دے
 چند آدمی اندر جا کر غفور کے ایک چاکر کو زندہ چھوڑیں اور چند قاتل دولت سرا میں داخل ہو
 اور بادشاہ کو مار ڈالیں لیکن اس بندش کا نتیجہ چاہ کن را چاہ در پیش ہوا اور روزِ مسمودہ کی بات
 کھل گئی اور مشہور ہونے کے سات ہی مفسدون نے خود کشی کی اور غفور نے بادشاہ کو
 طلاق دیکر باندیوں میں داخل کر دیا اور پیہہ نرا ویسی عورت کے لیے قتل سے زیادہ ہے
 ایک مورخ لکھتا ہے کہ بادشاہ کی بیٹی نے پیہہ فکر کی تھی مگر پیہہ بات محض بعید القیاس ہے +
 جب تاتاریوں نے کئی دفعہ متواتر یورش کر کے دیکھا کہ تسخیر خا لا ممکن تھی اوں کے سرداروں نے
 غفور کی تابعداری قبول کی اور اوں کی بڑی خوشی دار اختلاف میں ہوئی اس لیے کہ مدت مدید سے
 وہ ب برابر ستاتے رہے اور لوگوں کے ناکہیں دم لائے تھے جب ان سے خاطر جمع ہوئی
 غفور نے قدر دانی علم کی طرف طبیعت لگائی اور علما اور شعرا نے اوں کے عہد میں فراغت سے
 اوقات بسر کی اور انہیں لوگوں نے اس کی منزلت کو فلک الافلاک پر قرار دیا ہے اور بھی
 شیوہ انسان ہے کہ جو کماے کا سو گن گامے کا اغلب ہے کہ اسی بادشاہ کے عہد میں روم
 قدیم اور خاکی سلطنتیں غلوط السرحہ اسطر سے ہو گئی تھیں کہ ایک قوم تاتار نے دونوں کو ستانا
 شروع کیا اور روم کی فوج نے مغرب کی طرف سے اونپر چڑھائی کی اور خاکی سپہ سالار شرق
 سے گیا حالانکہ سمندر کے پار خوف سے نہوا لیکن چونکہ دونوں ملکوں کی فوجیں دشمن کو فتح
 کرتی ہوئی قریب پہنچی تھیں اس امر کو یاد رکھنا چاہیے + ستہ میں قبل حضرت عیسیٰ کے اس غفور
 نیک شعور کا انتقال ہوا اور اوسکا بیٹا یثیٰ نیک نھا و لیکن دل اور ذہن کا ضعیف قائم تھا

ہوا اور ہمیشہ عورتوں کا تابعدار رہا لیکن ارباب علم کا قدردان تھا اور موافق کنگ فوزی کے
 قول کے ہر شخص کو حسبِ لیاقت خدمت دیتا تھا تا اریون نے فغور کو ایک شخص محبوب سمجھ کر کچھ
 بدستور فتور برپا کیا لیکن بجز لوٹ و تاراج کے زیادہ کچھ ہونہ سکا سولہ برس تخت پر بیٹھ کر فغور دنیا سے
 اٹھ گیا اور اوسکا بیٹا چینگ ٹی قائم مقام ہوا اور عیاش و کاہل نکلا مگر نصیبے در تھا کہ اوسکے
 اچھے وزیر اور مضبوط سپہ سالار تھے چانچہ اوسکی کاہلی اور ناکی مشہور ہونے سے سر قند کے پڑھا
 خانی لہجی کو مار ڈالا غرض فغور کی فوج فوراً گئی اور اوسکو مار کے تخت پر دوسرے ایک شخص کو بٹھلا
 کے آئی لیکن خود بدولت کی ناکی کی بھی ایک نقل ہے کہ ایک روز محل کے اندر گاڈی پر سیر
 کرتا تھا کہ اوسکی ایک حرم بنام پان سی ملی جب پادشاہ نے کہا آؤ بی بی گاڑی پر بیٹھو اوس
 عورت نیک سیرت نے جواب دیا کہ جن فغوروں نے نام اپنا خویون میں نکالا ہے اوسکی
 تصویریں جولوٹدی دیکھتی ہے تو گر و تخت کے علما کا جمع پاتی ہے اور بیٹا اور شاہگداز چو کے
 گھڑانے والے جو بڑے بکھے اوسکی تصویروں کے چاروں طرف رنڈیوں کی صورتیں نظر آتی ہیں
 کہ بیٹی ہیں اس سبب سے لونڈی کا جی نہیں چاہتا کہ حضور کے ساتھ سوار ہو وے اور یہ بات
 تمام مشہور ہو وے کہ ختا سے ملک کا پادشاہ علما کو ساتھ نہ رکھ کے رنڈیوں کو لیے لیے پھرتا ہے
 دوسرا شخص ہوتا تو اوس عورت محمود صفت کی نصیحت سنے اپنی عادت بدلتا لیکن بھگم عقل
 تعریف اوسکے شعور کی کرتا ہوا دوسری عورت کو لے کے باغ میں چلا گیا اور آج اسپر کل اوسپر
 عاشق ہوتا رہا اور ہتمام مملکت میں غفلت کرتا رہا آخر شش بے اولاد مر گیا اور اوسکا بیٹھا
 بیٹھا اگر زیادہ جیتا تو بیشک و شبہ بعض امرا جو قوی اور گستاخ ہوئے تھے اور اپنی اپنی ریاستوں
 بیٹھے فغور کو ناخیر جانتے لگے تھے اوسکو یہ قہار و قہمی توڑتا اور زیر کرتا لیکن اٹھ ہی برس میں
 اس جہان فانی سے اوسکا دانہ پانی اٹھ گیا اور اوسنے آسمان اوسی سند میں کیا جس میں
 حضرت میسایا پیدا ہوئے اس پادشاہ کے بعد یین ٹی کا ایک پوتہ پینگ ٹی نور بن نک سند پر
 بیٹھا اور میر علیم الشان نام کا آن وان بیٹھا فغور یین ٹی کی پادشاہ یکم کا وزیر اعظم ہوا غرض اس امر کا

دانت خود تخت پر تھا اور اسے حاصل کرنے کی فکر اور تدبیر برابر چلی جاتی تھی چنانچہ رعایا اور علما اور شعرا اور امرا کو اپنے خلق اور داد و دہش سے تابعدار بنا رکھا تھا اور سرکار کا کوئی چھوٹا یا بڑا عمدہ دار خواہ غار خواہ عالی وقار ایسا نہ تھا جو اس کی بخشش اور کرم سے طبع اور منون احسان اور سکانہ بنا تھا اور ایک بات ایسی مقولہ اور مسکو سوجھ گئی کہ صغیر و کبیر کے نہایت پسند آئی وہ یہ تھی کہ حکیم لنگ فوزی کی آل کو اس نے امیر و نکلے زمرے میں غلیا اور اس خاندان کے رتبہ امارت کو موردی قرار دیا آج تک وہ قانون جاری ہے اور تارایون نے بھی اس لیے بحال رکھا ہے کہ نہایت بطوع خاص و عام کے ہوا اور اس کا منوع کرنا خوب قباحت کا نظر آیا البتہ خلق اور ظاہر و مخفی اور سادہ و مزاجی اور ایام قحط و تنگی میں رعیت پر ایسی اوس نے شروع کی کہ نقطہ خطاب شاہی اور تاج و تخت فنور کا اسے نہ تھا لیکن اور طرح سے خود فنور کی حقیقت اس کے سامنے نکل شطرنج کے بادشاہ کے تھی جب منزل مقصود کی اتنی راہ ملے ہوئی اوس نے فنور کو زہر دیا اور خود اتنا رویا مٹا اور غمزدہ اپنے کو بنایا کہ کیسکو مطلق شہد و سکی خاوند کشی پر بھوجا جب چودہ برس کی عمر بادشاہ زادہ و لہجد کی ہوئی تب اسی سن میں وَاَن وَاَن نے اسے مارنا مناسب جانا ورنہ دو ایک برس میں اولاد کی امید ہوتی اور وزیر کی ساری دیانت اور تدبیر ضائع جاتی مگر بھیکو امی ایسے وقت پر ہوئی کہ وَاَن وَاَن کی غرض نکل آئی کیونکہ سابق فنور سن رٹی کا لڑکا دو برس کا برامی نام تخت پر بیٹھا اور نائب سلطنت دھی پھر ہوا لیکن بعض بعض امیر دن کو جو اس کا اوج ناگو اور معلوم ہوا انہوں نے اپنے لوگوں کی قوت سے بلوے کا علم اٹھایا غرض تارہ وزیر اعظم کے بخت کاھر ساعت ترقی پر تھا کسی سے کچھ نہو سکا اور وزیر نے جب دیکھا کہ راز فاش ہوا اوس نے دشمنوں کو شکست دیکر اوس لڑکے کو کان پکڑ کے تخت سے اتار دیا اور آپ جا بیٹھا اور قوت ایسا اتفاق ہوا کہ تارین سے ایک طرف بگڑی اور مان کے گھرانے والوں سے دوسری طرف توصل ہی چکی تھی لیکن وَاَن وَاَن ایسا مدبر اور زمان اور صاحب فکر اور دماغ تھا کہ

بست دن دونوں طرف کی چوٹوں کا جواب اکیلا دیتا رہا اور چودہ برس کی ریاست میں اوس
 کو ریا اور مشرقی سمندر کے اطراف کی قوموں کو سر کیا آخر کار ٹوشنگاپ اور ٹوشو خانڈان ہان
 کے اقربا ایسے زبردست ٹھرے کہ وان وان کی فوج پر ظفر بایب ہوئے اور اوس لڑائی میں
 صف اول کے سرے پر وان وان حادثہ جنگ میں بھادر وان کے چھوٹے پر خواب واپس
 میں گیا اوسکی لاش کو جس نے جس طرح چاہا کاٹا اور پاؤں تلے روندنا سپاہیوں نے
 بی ہوان کو تخت پر بٹھایا اور فقط دو برس تک وہ جیامیہ قیل عرصہ اسکو میدان میں گڈا
 اسیلے کہ تاتاریوں نے برابر ستایا اور گھڑی بھر دم نہ لینے دیا اس شخص کے بعد شہر بھی
 میں ٹوشو جو کو گانگ اوڈوئی بھی کہتے ہیں مسند نشین ہوا اور جلوس فرمانے کے ساتھ ہی فرما
 معافی عام تمام ملک میں بھجا اور سکو تسلی دی اس حرکت سے نیک نام ہوا اور دشمنوں کو بھی اس
 ترکیب سے دوست بنایا اور بھی سب باعث اسکے ہوئے کہ تاتاریوں کو بار بار اوس نے
 ترک دیا کیونکہ جب گھر میں امن و امان ہوتا ہے تب بغیرا کی دشمنی نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے
 لیکن آپس کی ہوٹ تباہی کی نشانی ہے ملک ماحین کے بادشاہ سے برابر لڑائی رہی دفعہ کو
 فتح اکثر ہوئی اور فوج خانی کام روپ تک گئی بدبتیں برس سلطنت کر کے یہ بادشاہ ملک
 کا راحی ہوا لیکن قوت طبیعت اور متعول ذہنی اور مدبری اور رحم و کرم کے سبب سے ایسا ناچھڑ
 گیا کہ اہل خیر کی یاد سے فراموش نہیں ہوئے گا اس بادشاہ نے دار السلطنت کو تبدیل کر کے
 صوبہ ہونان میں شہر ہونان کو پایے تخت مقرر کیا اور خانوادہ ہان کو یا از سر نو مالک تخت
 ہوا ان کاٹلون سے یہ بادشاہ اور اوس کے بعد جتنے اس گھر کے ہوئے خانی تاریخوں میں
 مشرقی ہان کہلاتے ہیں اوسکا بیٹا سنگ ٹی باپ کی طرح ہوا بلکہ سہوت نگلا اور فضل
 زبردست تھا اوسکی بیاتابی بی باچی ایسی نیک بخت اور عاقلہ تھی کہ ایسی جو روین جانیں
 کم ملتی ہیں اور نیکی اور مدبری میں اسقدر شہرہ و فہور کا پھیلا اسی کے سبب سے ہوا اسی
 بادشاہ کے عہد میں بودہ کا مذہب خانی رائج ہوا جیسا کہ اس تاریخ کی جسطہ اول

میں راقم نے بیان کیا ہے اور ایک برس قبل اسکے مرگ کے حوالی فوجین ختن
اور بخارا میں گئیں اور تاتار پر فتح یاب ہو کر کاشغر میں باعث امن ہوئیں چنانچہ ٹی قائم مقام میک
ٹی کاشمیری میں تخت نشین ہوا اور اپنی بانچہ کا کھانا سن کے اپنے ماموں کو ناظم بنایا
اور ایک ایک ملک سب کے حوالے کیا غرض جو اسکی مان نے سوچا تھا وہی پیش آیا اور ان
لوگوں نے سلطنت میں رخنہ ڈالا اور غفور کو خوب ستایا شہر میں اسکا اتھال بیتیں برس کی
عمر میں تیرہ برس کی ریاست کے بعد ہوا اور دشت قباچ کے تاتاریوں پر اسکی فوج شہر
میں نظریاب ہوئی چہوٹی اسکا بیٹا شہر میں مسند پر آیا اور اسکی دادی کے ایک بھائی
مسی ٹوہین نے اہل تاتار کو ایسی شکست دی کہ وہ اپنے ملک سے بھی خائف ہو کر بھاگ گئے
غرض جب غفور نے ٹوہین کو میر بخشی بنایا اسکو بڑا غور ہو گیا اور اپنے خردوں کے ساتھ
سنت برہمی اور امرائے مکتبہ اور غفور سے لاف زنی شروع کی اور اسکی نرا ماتھون تھا
ملی بلکہ اکثر اقربا خارج البلاد اس کے ساتھ کیے گئے چہوٹی نے بعض خوجوں کو بڑی بڑی
خدمتیں دیں اور قباحت عظیم کی بنا ڈالی اور اسکی نظیریں آگے چلے ملاحظہ میں آویں گی اور
حکماء روزگار کے قول کو ثابت کرینگے کہ یہ لوگ نیک کم ہوتے ہیں اور اکثر بد نکلتے ہیں اور یہ
بھی ایک تحفہ دیکھنے میں آیا ہے کہ جب نیکی پر کمر باندھتے ہیں تو فرشتے ہو جاتے ہیں اور
بھادری میں رستم کا مقابلہ کرتے ہیں لیکن جب بُرے ہوتے ہیں تو معلم الملکوت کے
معلم بن جاتے ہیں اور چونکہ ہر شخص کی ترکیب خلقت اجزائے قوت ملکی اور بھی اور بھی سے
مخلوط ہے اور بدی اور نیکی میں وہی لوگ مشہور ہوئے ہیں غلبی طبیعت میں تو اسے نہ کاہے
جو قوت کہ غالب ہوتی ہے اثر اپنا ظاہر کرتی ہے اس سبب سے راقم کا قیاس ہے کہ نیکی کی لڑائی
جب کٹ جاتی ہے تو سوائے بدی کے کچھ نہیں ہو جیتی اور اگر خیر ہوئی کہ شیطنت کی رگ صاف
ہو گئی پھر اسکی شرافت نفس کا کیا کھانا اس عہد میں ایک عورت تھی تمام صنعتوں میں ہوشیار
اور ایسی لائق اور ذائق کہ جب اسکا بھائی پان کو فاضل اور مورخ مقید ہوا اور رنج سے

نزدان میں مر گیا تو اس نے بھائی کی تمام تصنیفوں کو جمع کر کے اور جس تاریخ لکھنے میں دم مر گئے
مشغول تھا اور تمام چھوڑ گیا تھا باقی کو لکھنے کے کتب خانہ شاہی میں داخل کیا اس حرکت سے
فقور ایسا خوش ہوا کہ اس سے بادشاہ بیکم کی تعلیم کے لیے محل میں بلوایا اور آتو کا عمدہ دیا اور
اپنی شاگردی کو پان ہوئی نے خوب تربیت کیا اور ایک کتاب مستورات کے لیے نصیحت
کی ایسی اس نے تصنیف کی کہ حتمیوں کے نزدیک اس کی عبارت اور نصیحت کی برابری
کیسی کوئی تالیف یا تصنیف کم کرتی ہے گویا حتما کی زیب النساء بیکم وہی عورت تھی اور ایسی
کوئی آجنگ نہیں ہوئی پڑ اسی عہد میں خانی فوج روم قدیم کی سلطنت پرورش کرنے کے
بغیر سے پہنچی گئی تھی لیکن سمندر کا پسین کے کنارے سے موج کے خوف اور جہاز کی کمی
اور بسکی کے باعث سے پھر گئی والا جگ بیشک ہوئی پڑ فقور ہوئی جب مرا او سکا بیٹا چام
فی نہایت کم سنی میں تخت نشین ہوا لیکن پان ہوئی کی شاگرد اس کی مان نائب سلطنت ہوئی
اور ہر امر میں صلاح عاقلوں اور فاضلوں سے لیتی تھی اور تمام مملکت میں اس کی حکمرانی
سے خوشی دن بدن پھیلی اتنے میں خدا کی مرضی ایسی ہوئی کہ ایام بارش باران رحمت کثرت
بارش سے زحمت خلاق ہو گیا اور سیلاب سے تمام زراعت کا نقصان ہوا یہ دیکھ کر والد
بیکم نے حکم دیا کہ تمام امرا لباس غم اختیار کریں اور اپنے اعمال کو دیکھیں اور مردم آزاری سے
باز رہیں اور اپنے گناہوں سے توبہ کریں اور کفارہ دیویں اور دعا مانگیں کہ خداوند کریم وحیم
اپنا غضب نازل کرے اور انتقام اپنے بندوں سے نہ لے اور والدہ بیکم نے خود ڈٹا کی
پوشاک اختیار کی اور سر پر خاک اوڑانے اور سنیہ زنی کرنے اور اپنی گناہوں کی نرا سے
نجات چاہنے لگی غرض اس کا ر ساز بنے نیاز بنے خود فقور کو اس وقت دنیا سے رخصت
کرنا بعد برس ہی روز کی سند نشینی کے انسب سمجھا اس واقعہ جانکاہ و حادثہ غم افزہ سے والد بیکم
غم و الم وہ گونہ زیادہ ہوا لیکن وہ اس تماش کی عورت نہ تھی کہ ایک بیٹے کے مرجانے سے
ہوش باختم و بدحواس ہوتی اس لیے کہ وہ رعایا کو شل لڑکے بالے کے جاتی تھی اور

او کی بھرتی کا خیال کرنا مقدم سمجھتی تھی اس سبب سے اپنے بھتیجے کا لٹی کو چودہ برس کے سن
 میں اس نے تخت دیا لیکن زمام حکومت اپنے ہاتھ میں اور بھی بارہ برس رکھی اس لیے کہ بادشاہ
 غیش و عشرت میں اوقات ضایع کرتا تھا اور یکم نے دیکھا کہ اگر کچھ خود مختار ہو دے گا تو مالک کو
 تباہ کرے گا عرض یکم کے انتقال کو چار برس باقی رہے فغور نے اختیار حکمت اپنی پو بھی سے
 چھین لیا اور اس کے بحال کے ہوئے سب وزیروں کو جواب دیا کہ چھ برس کے پیچھے آپ ہی مر گیا
 اور اس کا میاں لٹی بارہ برس کی عمر میں سنہ ایک سہ چھتیس سی میں مالک مسند ہوا وہ
 نیک صفات تھا لیکن خوجن کی صلاح و مشورے سے چند حرکتیں نازیبا کیں اور ان لوگوں
 کو ایسی ایسی خدمتیں دین کہ بدینیت تو وہ تھے اور بھی قوی ہوئے اور بدستور پوچ حرکتیں کرنی
 لگے عرض فغور کی ذات ایسی برکات تھی اور ترکیب خلقت میں اس کی اجزا نیکی اس قدر مرکب تھی کہ
 باوجود خوجن کی بد بھادی کے اپنی طبیعت کی خواہش سے کسی فعل بد کا ترکب نہیں ہوتا تھا
 انھیں جھٹون سے ملک پر زوال نہ آیا ورنہ بلا ضرورت پانچ سو سالہ ایسی میں اس بادشاہ کا
 انتقال ہوا اور اس کا بیٹا دو برس کا بچا پرس روز تک فغور کھلایا جب مر گیا امرانے ایک نوب
 کے شہزادے سسی چٹنی کو تخت پر بٹھلایا وہ اگر زیادہ جیتا تو مرد محول ہوتا کیونکہ جس روز اس نے
 جلوس کیا وزیروں اور تمام اعیان دولت کو فرمانے لگا کہ تم لوگ اپنے بیٹوں کو مکتب خانے
 میں کیوں نہیں بھیجتے اور کیوں لاڈ و پیار میں انھیں خراب کرتے ہو اور انھیں کیا معلوم نہیں
 کہ مردوں کی راحت روح علم ہے اور بھل خاص و عام کے ناپسند ہے اور بے علم آدمی بھی
 انسانیت نہیں آتی اور مثل بھایم کے ناگھی بھری رہتی اور مرد بے علم اور حیوان مطلق میں
 قطعاً لطف کا فرق ہے کہ اس کو طاقت گفتار ہے اور بھیہ اس توقف سے محروم ہے یہ
 سنہ اکثر امرا جن بھی طعن تھا سر ہکا کر کھڑے رہے اور دربار سے حضرت ہوتے ہی شامی
 مدرسے میں اپنے اپنے لڑکوں کو بھیجا اس بات کی شہرت ہونے سے سینے بھر میں ہزار
 طلبہ سے زیادہ جمع ہوئے ایک روز فغور مدرسے میں طلبہ کو دیکھنے گیا اور اتفاق سے

فنغورشن ٹی جبکہ بیٹے کے بعد بیٹہ تخت پر بیٹھا تھا اور اسکی بیاتابی بی کا بھائی بی انگٹنی
 راہ میں ملاو سے دیکھتے ہی فنغور نے منہ سے اسکی طرف اشارہ کر کے کھایا رو دیکھو کیا بھٹا
 اور جلیل القدر سردار خاوند کا جان نثار کھڑا ہے بیٹھ فقرہ اس شخص کے دل میں گڑ گیا کیونکہ وہ
 بودے پنے کی ایک ادہ حرکت کر چکا تھا اوس روز اپنی بھن سے سارشن کر کے بادشاہ کو
 ایسا زہر ملاہل کھانے میں اوس نے دیا کہ فوراً بیچارہ مر گیا جب اس فنغور پر شور کا قصہ یوں
 تمام ہوا بی انگٹنی اور اسکی بھن نے ایک شہزادہ دستگیر تخت کو تخت دیا لیکن دوسرے شخص کی
 حقیقت کے پانے میں ایسا بلوا ہوا کہ قریب تھا کہ آواز ان ٹی جسے بی انگٹنی اور بیگم نے بھلایا
 تھا بے تخت و تاج کیا جاوے غرض وہ قہر قبل وقت سمو دے کے افشا ہو گیا اور مفسدون کی
 جان گئی اور انکی لاشوں کی عجب خرابی ہوئی اسی بل چل میں ایک ماجر قابل بیان کے
 واقع ہوا جبکہ ملاحظے سے دریافت ہو گا کہ خاتین کتنی قدر اوستاد کی شاگرد ب کرتے
 ہیں اور روپے اور پیسے کی کیا حقیقت جان دینے کو موجود ہوتے ہیں حکیم کو کو عالم زبردست
 تھا اور جب وہی بلوا ہوا گو مفسدون نے جھوٹ سج لگا دیا کہ وہ بھی مفسدون کے زمرے میں
 تھا اسی تہمت پر بی انگٹنی نے اسکو بھی اور پون کے ساتھ قتل کیا اور اسکی لاش کو ٹکڑے
 پھینکوا دیا یہ ماجر اے شکر ف ہونے کے ساتھ ہی حکیم مقتول کے ایک شاگرد نے کیا کام کیا
 کہ ایک ہاتھ میں تبر اور دوسرے میں عرضی لیکر حضور میں گیا اور آداب بجالا کر کہنے لگا کہ اگر
 فدوی کی درخواست منظور ہونے میں نثار جان کرنے کی ضرورت ہو تو میں آکے قتل لیکر حاضر
 ہوا ہوں غرض جطرح ہو میرے اوستاد کو دفن کرنے کی اجازت ملے لیکن جب بی انگٹنی
 نے اسے مورد پھر دیا تو حکیم کے سب تلامیذ جمع ہوئے اور لاش کی بغل میں بیٹھ کر بارہ ٹوکڑ
 ایسے روئے پیسے کہ آخر شش بی انگٹنی کی بھن بادشاہ حکیم کو ترس آیا اور لاش کے دفن
 ہونے کا حکم بھائی کے ہاتھ پائون پڑ کے دلوا یا القصد جب اجازت ملی اون لوگوں نے
 اپنی اپنی نصف جایا و بھکر اس دھوم دھام سے چھینر و کھینر کی کہ تمام ملک میں شہر تپھیں

راقم نے یہ نقل اس لیے لکھی کہ اس مانے کے اکثر تلامذہ جو استاد ہی کی پگڑی اوتارنے کو مجبور
 ہوتے ہیں ان کو شرمندگی حاصل ہووے کہ وہ کیسے تھے اور یہ کیسے ہیں اور حق ہے کہ
 جسے استاد کا برا چا نامرود ہوا اس لیے کہ باپ کا دشمن مرود ہے تو استاد کا اوس
 افزدہ ہے کیونکہ باپ نے مطابق دستور حیوان کے صرف جان دی اور نوع آدمی کے شمار
 میں لایا اور یہ بھی بے اپنے ارادے کے ہوا غرض استاد نے روح کو جلوہ بخشا اور خدا
 کو چھوایا اس لحاظ سے استاد کا رتبہ اہل خبرت کے نزدیک باپ سے برتر ہے چنانچہ
 میں کئی برس برابر قحط سالی رہی اور قاقون کے مارے کوئی جو کے صوبے کے لاکھ آدمی سے
 زیادہ اپنا گھر بار چھوڑ کر آل و عیال کو ساتھ لیکر ملک سے نکل گئے اغلب ہے کہ اسی وقت میں
 ملک نیپال کی پھلی آبادی شروع ہوئی کیونکہ قحط کے مارے جو لوگ ایدھر اودھر پریشان ہوئے
 تو ایک گرد و طبقہ نیپال میں جا بسے اور پھر خلیقت کی بنیاد اوس جگہ میں اسی طرح سے ہوئی
 چنانچہ ستھوپوران کتاب سنسکرت میں روایت ہے کہ ایک ختانی سسی مانچا کھولنے میں
 کو ترک کیا اور اپنی قوم کے بھت سے لوگوں کو ساتھ لیکر نیپال کے پھاڑوں میں جا رہا
 اوس گروہ کی اولاد اوس دیار کے باشندے ہیں چونکہ اوس شخص کا ختا سے جانا اور
 نیپال میں ایک گروہ کے ساتھ بود و باش اختیار کرنا امر محقق ہے اس لیے فنخوزادوں کی
 کے عہد کو ایام اوس واقعہ کا قرار دینا چاہیے الغرض اوس قحط سالی کے باعث جو جو
 پریشانی خلیقت تھا تدارک کرنے کے لیے فنخوز نے ایک امین بھیجا اور اوس نے دریافت
 کیا کہ ماڈرین سب جو اوس پر گئے ہیں مقرر تھے انھوں نے غلم و بیداد سے قحط کی سختیوں کو
 بڑایا تھا اس جہت سے رعایا نے تنگ ہو کر جلائے وطن اختیار کیا جب یہ ثابت ہوا
 نے سب کو قید شدید میں ڈالا اور اوسکا احوال حضور میں بھیجا مگر قبل حکم قتل کے آنے کے
 بعضوں نے خودکشی کی اور باقی کی جان جلا دے انھوں سے گئے ان میں سے ایک
 شخص کبھی خواجہ سرا کا باپ تھا اور اوس نے اپنے والد کی لاش کے دفن کرنے کی اجازت

نفخور سے لی اور نہایت کروفر سے تہنیر و کفین کی حتیٰ کہ لاش کے ساتھ اس نے بڑی ہمت
 گاڑ دی غرض بھیہ صراف اور فضول خرچی کی خبر جب امین کو پہنچی اس پر حرکت کو غربا کی قلت
 معاش کے وقت اس نے ایسا بیجا سمجھا کہ روپہ تابوت سے نکلا کر مالکات کی قسم
 خرید کر واکر اس نے غربا کو بانٹ دیا اسپر خوبے نے کفن کی چوری کا اتھام دیکر امین سے
 انتقام لینے کا قصد کیا لیکن تمام خلق اللہ دفعۃً اٹھ کھڑی ہوئی اور نفخور کے حضور میں
 معافی کے لیے گئی اور خود بادشاہ کو امین کی یہ بات بھت پسند آئی اور خدست جلیل القدر
 سے اس کی سرفرازی ہوئی چلی آنکھ نے نفخور کو زیادہ اپنے دام میں پھنسانے کے
 لیے یہ تہنیر شہرانی کہ بادشاہ یکم سے بیٹی کا رشتہ پیدا ہووے لیکن جب نفخور کی شہرہ
 نے اس درخواست کو نامنظور کیا لی آنکھ نے ایسا دق ہوا کہ تلوار کینچلا و سپرد و راجہ
 بادشاہ نے درمیان میں اگر ہاتھ روکا اور اس بدکردار کو سمجھا بھگا کہ گھر بھیج دیا بعد اس
 بھی سمجھا کہ امر و زفر دین چار دن کی چاندنی ہو جائے گی اور خواری کی اندھیری نصیب ہو
 گی یہ سوچ کر اپنے کو اسنے ہلاک کیا گویا ملک کو نجات دی جب اسکا خزانہ کھو لایا کرو
 روپے سے زیادہ نقد و جنس میں ملا اور چونکہ ظاہر تھا کہ غربا کو آزار دینے اور رعیت سے
 ہر بھانے روپیہ لینے کے ذریعہ سے بھیہ مالیت حاصل ہوئی تھی نفخور نے اسکو غربا کو تقسیم
 نفخور اودانہ کے انتقال کے ایک برس قبل سفیر سب شہنشاہ روم قدیم کے جسکا نام تانی
 زبان میں گانہن ہے مگر فرنگ اور روم کی تاریخوں میں وہ مارکس آری لیس ان ٹون
 کھلاتا ہے نفخور کے دربار میں ابی الوہابی دانت اور گینڈے کے کھاک کی چیزوں کو نذر
 اور چونکہ ریشم اون دونوں روم میں سونے کے مولوں کی تھاتھا شہنشاہ کا قصد ہوا کہ ال
 ختا سے جکے سوا کھین دوسری جگہ بھیہ چیزیں نہ تھی رسم تجارت کی پیدا ہووے تاکہ کھیت
 اور زانی سے ریشم سے غرض نفخور نے انکار کیا اور سفیر باووس پھر گیا بعض میں
 کہتے کہ سمندر کی راہ سے اور بعض کا بیان ہے کہ ہند ہو کر بھیہ سفیر پہنچے تھے

اونی معلوم نہیں ان دونوں سے کون روایت درست ہے مگر ایک اور امر سے سفیر کا راہ
 سمندر کو اختیار کرنا درست معلوم ہوتا ہے کہ اسی فقور کی شخصیت سلطنت میں یعنی سندھ میں
 عرب اور ہندوستان کے سوداگر ختا کے شہر کانٹن میں سمندر کی راہ سے گئے تھے اور
 وہاں تجارت کرنے کی اجازت پانے کی خاطر اقسام طرح کے عمدہ تحفہ جات نذر دینے
 کے واسطے گئے تھے پس ظاہر ہے کہ اونی برس کے بعد جو روم قدیم کے سفیر گئے
 تو انھیں تاجرون کے حجازوں کے وسیلے سے وہاں پہنچے پھر اور اونی کی کا جب تھقل
 ہوا جو ان نے اس کے قربت داروں سے ایک شہزادہ سی لینگ ٹی کو سندھ اسی میں پڑ
 بٹھایا اور قاعدہ اون لوگوں کا تھا کہ کوئی لڑکا ہمیشہ برائے نام گدی پر رہے تاکہ بالکل اختیار
 اؤ کو حاصل ہووے چنانچہ یہ بھی بارہ برس کا تھا اور جس امید سے اونہوں نے یہ حرکت
 کی تھی برائی اور جزو کل پر حکومت اؤ کی بدستور رہی چند روز میں فقور اونی کی میگ کو ان
 ذات شریفوں نے زھر پلایا غرض کسی شخص نے اس نکوای کا بیان چند شعر میں لکھ کر دولت
 سرا کے دروازے پر چپکا دیا اور تہمت خون چونکہ خواجہ سراؤں کے سر پر شاعر نے رکھی تھی
 اوس سچو کے شبہ پر ہزار نا علما اور شعرا کو اونہوں نے گرفتار کر دیا اور سب کو مروا ڈالا
 اور اس قتل عام کے بعد بھی جس شخص کے باب میں کسی نے جھوٹ بھی کچھ کھ دیا اسے
 بدکرداروں نے بچھوڑا اور فقور کسی حساب میں نہ تھا گویا اون غلابوں کا باندی یہ تھا
 اور ایسا لعنتی تھا کہ بجز خواجہ سرا کے کسی مرد مقول کو اونی ساعمدہ نہ دیتا تھا اور چونکہ اون
 بدمنوں نے بالکل سلطنت کو تہ و بالا کر ڈالا اور سوا اپنی حرکتوں کے بجلی برائیاں ظاہر
 ہیں اونے آوروے بھی ایسے بوم صفت تھے کہ جس آبادی پر اونا کاسایہ کسی جہت سے
 پٹا ویرا نہ ہوگی پس لینگ ٹی کا نام مورخوں کے قابل یاد رکھنے کے اس سبب سے
 ہے کہ جو مرتبہ بزرگی کا یا واورشن کا تھا ویسا ہی اسکا نام کسی میں پایا جاتا ہے پھر
 میں بزمی و باہونی اور کسی طبیب کو ایک دو ایسی مائیکھی لکھ کر اونی آدمی کو دیا

ملک سے نجات ملی اور اسی سبب سے تمام خلق اس کے ساتھ ہوئی غرض یہ بات اس
 دیکھی اس سے یہ سوچی کہ اس مجمع کثیر کے وسیلے سے تخت فغور بد بخت کا حاصل ہونا ممکن ہے
 القصد بغاوت کا علم اس نے برپا کیا اور اپنی سپاہ کو زرد ٹوپی بھنائی اور اون سرکشوں
 کی بھی ملامت رمی آخر کار انھیں شکست ملی اور اس جمعیت کو پریشانی حاصل ہوئی +
 اختلاف مورخون میں اس فغور بے شعور کے مرنے کے باب میں ہے کوئی کہتا ہے کہ بک
 مین مارا گیا اور کوئی کہتا ہے کہ اس سے مراد غرض پھلی روایت قریب قیاس کے سبب اس نقل
 کے ہے جو ذیل میں مین ہے اور جس پر ہر دور روایت کا اتفاق ہے اگرچہ بادشاہ کی مرگ
 کے امر میں اختلاف ہے چنانچہ دونوں میں یہ لکھا ہے کہ ۹۹۹ سیدی مین لینک بی کا انتقال
 ہوا اور جو نھیں روح نے مفارقت کی خوبے اور وزیروں کی آپس میں چلنے لگی اور
 اسی وقت سپہ سالار فوج شاہی کا ہوسن نے فوج کے طیارہ ہونیکا حکم دیا اور چونکہ خوجون
 نے اسے برطرف اور دلیل کرنے کا قصد کیا تھا اون سے انتقام لے نے کو موجود
 ہوا اس بغاوت کی خبر سنکر بادشاہ بگیم نے سب خوجون کو مغرول کر کے شہر بدر بک
 حکم دیا غرض اس کا سامان ہو ہی رہا تھا کہ خود ہوسن چند دستوں کے ساتھ دولت سرا
 پر پونچا اور بے تکلف اندر چلا گیا اسے اکیلا دیکھ کر خواجہ سراؤں نے دروازہ بند کر دیا
 اور انہیں سے ایک سیدی چٹیک یا بگ نے سپہ سالار کو گالیان دینے اور یہ کہنے
 لگا کہ تو آگے قصاب تھا اور میں نے تجھے اس رتبہ کو پہنچایا اب تو ہمیں سے برابری
 کرتا ہے اس نے جواب دیا کہ تو نے ایک دفعہ مجھ سے نیکی البتہ کی مگر پھر سو بڑا بیان میرے
 حق میں تجھ سے وقوع میں آئی ہیں اور اخیر میں تجھے میری آبروریزی کی فکر پڑی اور
 اس پر ایک نیکی کا طعنہ دیتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ معرض حساب میں وہی حرکت
 آتی ہے جو اخیر کو ہوتی ہے القصد یہ تھا کہ ہنوز تمام نہیں ہوا تھا کہ سپہ سالار کے
 دوست یں چاؤ نے باہر سے پکارا جلدی آوجی کیا کرتے ہو اس پر خوجون نے ہوشیار

سرکاٹ کے کھڑکی کی راہ سے پھینک دیا اور کھادکھو لیمو تھارے دوست جاتے ہیں
 اسپرین چاؤ غضب ناک ہمارے ہیون لولیکر دروازہ توڑ کر اندر گھسا اور دولت سرابین کسی
 زندہ نہ چوڑا اور دودھ کے بچوں کو بھی قتل کیا مگر بادشاہ میم اور بعد کو کچھ نکھالیں جب
 ٹانگ چودو سراسر دار فوج کا پونچا اوس نے دونوں کو قید کیا اور بعد کئی روز کے اون
 بیسیوں کا بھی قصہ فیصلہ ہوا آخر لامر ایک شہزادہ مسمیٰ ہی کی برائے نام تخت پر بیٹھا اور ٹانگ چو
 وزیر اعظم اور مالک کل ہوا اور اس انسان دشمن نے ایسا ظلم شروع کیا کہ اوسکا بیان نہیں
 ہو سکتا حاصل یہ کہ خونخوار اور طامع اور کینہ کش اور بدخواہ خلق خدا تھا اور اس اوج کے
 وقت انہیں عیون سے جبکی رگ نے زور کیا وہی بے تامل عمل میں آیا آخر کار اوس کے
 دودھ شمنوں کو جواز تہ فغور سے اوسکی قتل کی ملی اونہوں نے سرکاٹ کے لاش ٹرک پر
 پھینک دی اور چونکہ موٹی بہت تھی راہ گیروں نے آگ لگا دی بڑی چربی گھلی اور
 عرصے تک جلی تمام خلق اللہ کو بڑی خوشی حاصل ہوئی اور دشمن نوع انسان کا قتل تمام
 بنی آدم کو کینہ کر بھلا نہ معلوم ہوئے لیکن فقط ایک شخص مورخ معلوم نہیں کس لیے رویا
 اور اوس مقتول کی لاش پر ہتھ دگر یہ کیا کہ لوگوں کو ناگوار ہوا اور وہ قید کیا گیا اسپر اوس نے
 درخواست کی کہ بعد میرے محسن کی موت کے مجکو زمیت منظور نہیں غرض امید مجھ رہتا ہوں
 کہ مجھے تاریخ تمام کرنے تک رہائی ملے اور بعد اوسکے قتل ہونا میں خود چاہتا ہوں مجھ
 بات منظور ہوئی غرض اسی شب کو باراندوہ کے نیچے دیکر مر گیا تھوڑے عرصے بعد بڑی
 ہل چل مچی اور ہر صوبے میں ایک نہ ایک طور سے بغاوت شروع ہوئی اور وہی دلوٹی
 والے سرکش پھر جمع ہوئے لیکن چاؤ چوسپہ سالار فغور نے انکو ایسا توڑ دیا کہ پتا باقی نہ
 غرض اس نمک حلائی کے بعد ہی اپنے صوبے میں جا کر اپنے کو خطاب فغوری اوس نے
 دیا اور اصل فغور سے کچھ ہونہ سکا جب چاؤ چومرا اوسکا بیٹا چاؤ بی باب کی جگہ پر آیا اور
 چونکہ نیک نھاد اور بھادراور مدبر تھا بعض صوبہ داروں نے اوسی کو فغور قرار دیا

اور بعض اپنے خاوند کو باوجود اوس تنزل کے ویسا ہی سمجھتے رہے اس عرصے
 میں ایک اور امیر شہسواران کین کو پائے تخت مغفور قرار دے کے دکھن کے
 تمام پرگنوں سے خراج لینے اور مغفور کھلانے لگا ان فرض خدائیں اسی عہد میں سلطانین
 طرف تھے اور اوٹی اور آڈا اور مان کی گھرانے کھلاتے تھے اس میں مان واپے تو
 پھلے سے مالک تھے اور دوسرے دونوں ایام ہل چل میں بن گئے تھے اور انکا
 کچھ بیان طول کے ساتھ کرنا چاہیے کیونکہ کوئی بات قابل مورخ کی یاد کے نہیں
 وقوع میں آئی القصہ اصل مغفور جو تھا جب اوس نے دیکھا کہ بیہ حال ہوا اوس نے
 اوٹی کے سلطان چاوپے کو خود کھا کہ تم بھائی مھر مغفوری لو اور سلطنت کر دیکن اوس
 انکا کر کیا آخر الامر مغفور نے خود بخود تاج و تخت چھوڑ دیا اور ایک شہزادے نے دونوں
 کی صلاح سے سند پر بیٹہ کر نام چاوپلی رکھا اور اوس کے بعد اوٹی اوسکا بیٹا قائم مقام ہوا
 غرض جب اوس نے طور بُرا دیکھا اور دشمنوں سے مقابلہ حال سمجھا چاہا کہ اوٹی کے سلطان
 تاجدار ہووے اور اوس کو مغفور قرار دیوے لیکن اوس کے بیٹے کو چن نے کھا کہ اگر مان
 کے گھرانے سے تخت خاچھن جاتا ہو تو ہم لوگوں کی جان کے ساتھ کیوں نہاوے اور یہ
 کون سی نامردی ہے کہ آپ سے آپ مارے ڈر کے اپنے باپ دادوں کی میرا
 چھوڑ دیوین اس سے بھترے کہ جو تھوڑی بھت فوج رہ گئی ہے اس سے پھر سامنا
 نفیم کا کرین اور اگر شکست پاوین تو میدان جنگ میں مرجا نایا مشکل ہے آخر کو جب
 دلی عہد کی بیہ معقول اور مردانہ صلاح مغفور کو پسند نہ آئی اور مھر شاہنشاہی سلطان
 اوٹی کے نزدیک بھوادی ویسے اپنی بیویوں اور لڑکوں کو لیکر اوس مکان میں گیا کہ
 جہان آبا و اجداد کے کتابے رہتے تھے اور سب کو قتل کر کے آپ بھی وہیں رہ گیا
 اور اوس سے خاتمہ مان کے گھرانے کا ہوا جس کے عہد میں ایسے ایسے بھادراور
 مدبراور ملّا اور شرعاً ہو گئے کہ اب تک مردمان کا لقب اوسکو دیا جاتا ہے جو بھور

جرات یا عدالت یا ذہانت و لیاقت کے واسطے ہوتا ہے سوائے اسکے طبع کے کہ یہ
 اسی ایام میں ایجاد کی گئی تھی اور اوائل میں اوسکی صورت یہ تھی کہ کندون پر حرف کاٹ کے
 چھاپتے تھے اور حالانکہ وہ صفائی نہیں تھی جو سات سو برس کے بعد مسیحی میں چھاپ ہوئی
 غرض سب باتوں سے زیادہ تر قابل یاد رکھنے کے یہ ہے کہ اسی دور میں وہ دستور نکلا
 جسکے موافق جب تک مغضوران خدایین کے مملکت کو برقرار رکھیں گے یعنی اہلکاران مملکت
 فاضلوں کے زمرے سے بحال کرنا اور ادنیٰ سا کام جاہلون کو نہ دینا ان کے عہد دولت
 میں مقرر کیا گیا اگر تحقیق کے ساتھ نہیں کھا جاسکتا ہے کہ اس گھرانے کے کس شخص کے قہقہے
 برہما کے ملک پر خدائی فوج چڑھ گئی تھی اور پائے تخت کو جو اس وقت مانگو وانگ کا شہر
 تھا فتح کیا تھا مگر اتنا درست ہے کہ دریاں ستاد و دوسے چالیس عیسوی کے واقع ہوئے

امھوان باب

سین کے گھرانے کے بیان میں

جب مغضور سوئی نے تخت و تاج سلطان اوئی کو دیا اور اٹانہ سلطنت اور مہر شاہان
 سب حوالے کیا تو سین کے گھرانے کا سلطان زمینی مائین نے مغضور پر بلو کیا اور بعد
 کئی لڑائیوں کے تخت شاہنشاہی چھین لیا اور خطاب اوئی کا لیکر خود بیٹھا اور اپنے
 دربار سے اون لوگوں کو نکال دیا جنکو خاندان ہن یا اوئی کا طرفدار یا نامک خواہ سمجھا
 تھا اور چونکہ دیکھا اوس نے کہ آپس میں لڑجگر کے تمام سلاطین ضعیف ہو گئے اور کٹا
 مقابلے کی مہین رکھو اوس نے یہ غم کیا کہ شل چ وائنگ ٹی کے ایک ایک سے
 لڑائی ڈالے اور محکوم بنا دے لیکن ایسے غم عظیم کو انجام تک پہنچانا چ وائنگ ٹی کا
 کام تھا اور اوئی کے سے لوگوں کو یہ عقل اور گروہ اور ثابت قدمی کمان کہ ان
 باتوں میں ہاتھ ڈالیں اور اوسکی دلیل یہ ہے کہ جہوت مغضور کا ارادہ منکشف ہو سلاطین
 اوئی نے پانچ ہزار گانہوں کو بطور نذر کے حضور میں بھیجا اور اون کو سکھلا دیا کہ ہر آئینہ

فنخور کو سوائے عیش و عشرت کے کسی طرف متوجہ ہونے نہ کیا اور شب و روز نواح و رنگ
 میں مشغول رکھنا اور یہی ہوا کہ جنگ و جدل کا ارادہ فسخ ہو گیا خود بدولت نے ایک بڑباز
 آراستہ کیا اور انھیں گانتوں کو ساتھ لیے گاڑی پر سیر کرتا تھا اور اس گاڑی میں
 تکلف بیچہ کالا گھوڑوں کی جگہ سفید میڈھے بٹے رہتے تھے چنانکہ تمام اوقات اسطرح
 کی واسیات میں صرف اور فکر سلطنت سے رہائی ہووے اور اس نے اپنے چچا کو ناسلنت
 مقرر کیا غرض جب تک جیتا رہا اون بلاؤں نے پیچھا چھوڑا اور ملک اور اسکے نائب کے
 ظلم سے تباہ ہوتا چلا پستہ سیسی میں روم قدیم کے سفیر سب آئے اور فنخور کو کھنجر
 نذر دیے اور برس روز کے بعد فرگانہ اور ہرات کے سفیر دوبارہ نذر گزارانے
 دربار میں گئے اور دونے چھیا سیسی میں قیاق کا سفیر پیش لیکر حاضر ہوا قصہ ۹
 میں اس فنخور کا انتقال ہوا اور اسکا بیٹا بھی ٹی قائم مقام ہوا اور زن مریدی میں باپ کا
 استاد نکلا اور اسکی جو روضہ شہر اور بدخوگیا شہر کی خاوند تھی اور جو چاہتی سو کرتی بلکہ
 آدمی کے خون سے رغبت رکھتی تھی اور اپنے ہاتھوں سے لوگوں کو ذبح کرنے کا شوق
 اس کے دل میں نہایت تھا جو نہیں شوہر اسکا منہ نشین ہوا فنخور متوفی کے چچا وزیر اعظم کو
 اس عورت نے زن و بچے سمیت قتل کیا اور اس کے بعد اپنی ساس کو تہ خانے میں بند
 کر کے بی آب و دانہ مار ڈالا اور اپنی سوت کے بیٹے کو جو ولیعہد تھا ایک روز شراب پلا
 بیٹھو میں ایسی باتیں دشمنی کی باپ کے حق میں اس سے کہوا میں کہ فنخور نے بیٹے
 اور اسکی ماں اور تمام کنبے کو ہلاک کیا غرض چند دن میں اس عورت مار فطرت کا وہی
 ظاہر ہو گیا اور بادشاہ کو ولیمہ کا ایسا رنج ہوا اور اس چوڑیل پر ایسا غصے میں آیا کہ
 طلاق دیکر فوراً خارج البلاد کیا اسی عرصے میں تاتاریوں نے پھر رولایا مچایا اور خانیوں
 کو ایسا تنگ کیا کہ فنخور مجبور و رنجور خانگی اور خارجی رنجوں سے سستہ میں مر گیا اور
 اسی خاندان کے ایک شہزادہ بائی کو امرانے نیک تھا اور عاقل سمجھ کر سندھ

اور تلخ بخشی کی وہ بھی قابلیت اسکی رکھتا تھا لیکن ہان کے گھرانے کے امرا جو سین والوں کے قبل مالک تخت تھے اونکا زور ہوا اور سلطان ہان نے اپنے شہر میں اپنے کو فقور بنایا اور ہائی پر لشکر جبار و قہار بھیجا اور اوسکے دار الخلافت کو چھین لیا اور اوسکو بھی قید کر کے منگایا یہ ہونے کے ساتھ ہی سلطان ہان جسکا نام لو سن تھا شہنشاہ کھلایا لیکن رعایا برا یا بلکہ تاراج اختیار تھے اونھیں بھی پھینکا گیا اور اوسکو فقور ایسے جلا بد نھا دے ہاتھوں پہناتا تھا اور لو سن کے برابر خونخوار اور قہار اور جفا کار آدمی درندہ خصلت گرگ طبیعت ہزاروں برس میں ایک آدہ پیدا ہوتا ہے اور اوس بد خصال کا حال بھیہ تھا کہ غصے میں دوست غریز کو بے تامل اپنے ہاتھ سے مارتا تو کیا قسیمہ کر داتا تھا اور دشمن کو تو معاذ اللہ عجیب طرح کی اذیت اور عقوبت سے مارتا تھا کہ احاطہ بیان سے باہر ہے اور زبان ناطقہ اوسکی خونریزی کی تقریر میں لال سے الغرض ایسے بد کردار اور نابکار کے پائے فقور بڑا تھا کہ تارویں نے بھی افسوس کر کے سین کی فوج کی مدد کی اور لو سن کے لشکر کو شکست دی لیکن اس لڑائی کا نتیجہ بھیہ ہوا کہ اوس جلا دے فقور سید پوش کیا اور تمام اکابر اور اصاغر کی دعوت کی اور فقور سے سب کی ہمت مثل نفرے کے کروائی اس حرکت سے اکثر کور و نا آیا اور لوگوں کی طبیعت لاسن سے زیادہ پھر کئی غرض وہ ایسا ظالم زبردست تھا کہ جب اوس نے فقور کو بڑی موت ہلاک کیا تب بھی کسی سے بجز اسکے کچھ نہو سکا کہ سین کے دوسرے ایک شہزادہ ہنگ ٹی کو لوگوں نے او بھارا اور فقور کا خطاب دیکر لو سن کے مقابلے میں کھڑا کیا لیکن چند روز میں ہنگ ٹی کے پاس نہ خزانہ نہ لشکر رہا اور جب اوس بد بخت نے دیکھا کہ کوئی اپنا بھائی نہ مصیبت کا ساتھی ایک نہ ہوا اوس نے اپنے کو لو سن کے حوالے کر دیا اور ہر دربار اوس نے ہنگ ٹی سے سجدہ کر دیا اور نفرے کی طرح تخت کا پایہ پکڑ دیا کہ گھڑا کھاتب ایک وزیر بنیاب جو کردار میں مار کر رونے لگا یہاں تک کہ شدت

غم سے بیوش ہو کر گر پڑا یہ دیکھتے ہی وہ قصاب پر قہر ہوا اور تخت سے اتر کر
 اوسکو اپنے ہاتھ سے فوج کیا اسی طرح پراکیر و زسکار گاہ میں لوہن نے مینگنی کو
 سپاہی کا عہدہ اور پوشاک دے کے اپنی سواری کے آگے دوڑاتا تھا کہ ایک
 شخص دیکھ کر اوسکے گلے لپٹ گیا اور ہاسے انقلاب پر وزگار کھڑکھوٹ پھوٹ کے
 رونے لگا غرض وہ بھی فوراً جانے مارا گیا انقصہ جب لوہن نے دیکھا کہ ہوا سے
 عام کا نقشہ بند ہا سہ میسوی میں اوس نے مینگنی کو قتل کیا اور اوسے بیچارے
 کے مرنے سے سین کا گھرا نا ختم ہو گیا

نوائے باب

مینگین کے خاندان کے بیان میں

جب مینگنی اس طرح لوہن کے ہاتھوں مارا گیا میں نے جو مینگین کے خاندان
 شامی سے اور امیر الامرا فوج شامی کا تھا وہ سب کی رضا مندی سے فغفور کھلا
 اسی عرصے میں وہ کافرے پر نوہن فی النار والستقر ہوا اور اوسکا بیٹا لوہن
 اپنے خاندان کے تحت سلطانی پر جا بیٹھا غرض اوسکے گھر کا وقت زوال اور روز
 اتقام کا آن پہنچا تھا اور کین چین ایک امیر کسیر نے موقع پا کے ہان کے تمام زن
 مرد و اطفال سب کو تہ تیغ کیا اور لوہن کی قبر کو کھد و الاش اور نکلو اگر میدان میں چلی
 کو توں کے لیے پھکوا دینی یہ حال سن کر کین کا سپہ سالار آیا اور کین چین کو زن و
 بچے سمیت مارا اور اپنے خاوند کو راؤنسکے اقرباؤں کے خون کا بدلہ لیا یہ سب خبریں
 اوہر ظلم و بد عملی دیکھ کر فغفور کو برا رنج ہوا اسی لیے کہ بھت بدی پر نیا اور رحم دل تھا انہو
 جب دوسرے سلطان نے اپنی سرحد میں دعویٰ فغفوری کا کیا بادشاہ نہایت دلگیر ہوا
 اور چھ برس کی سلطنت کے بعد سہ میسوی میں کوفت سے مر گیا اوسکا بیٹا مانگنی
 تحت فغفور پر بیٹھا تو صبح لیکن صرف نام ہی کا مالک تھا کیونکہ چاروں طرف سے

سلاطین باغی ہو رہے تھے غرض اخیر کو بیشتر دن پر طغریاب ہوا اور کئی ایک کو قتل
 بھی کیا اور اگر زیادہ جیتا تو اغلب تھا کہ تمام مملکت کو امن و آسائش دیتا لیکن تین برس
 بعد شہ میں اوس نے انتقال کیا اور اوسکا بیٹا چنگ ٹی پانچ برس کا تخت پر بیٹھا
 اوس وقت بلوا ہوا اور ہر سلطان نے قصد تخت نشینی کا کیا غرض مختور متونے نے
 ایسے ایسے سپہ سالار کو سردار فوج کیا تھا کہ کسی سے کچھ ہونہ سکا اور چنگ ٹی
 نے بھی کسی کو نہیں ستایا اور نہ اپنی طرف او کو متوجہ کیا وہ سب آپس ہی میں لڑتے
 جھگڑتے رہے اور مختور کو ایذا دینے کی فرصت نہ پائی چہ شہ میں چنگ ٹی کا انتقال
 ہوا اور اوسکا بیٹا کانگ ٹی تخت پر بیٹھا لیکن دو برس میں مر گیا اور اوسکا بیٹا دو برس کا مختور
 کھلایا اور چودہ برس تک اوسکی مان نائب سلطنت رہی غرض جب بختی کی عمر سولہ برس کی
 ہوئی خود مختار ہوا اور مان کے ہاتھ سے زمان حکومت چھین لی چہ شہ میں اوسکا انتقال
 ہوا اور کئی اوسکا بیٹا مسند پر رونق افروز چار ہی برس رہا اور اپنی موت کا آپ ہی
 باعث اس طرح سے ہوا کہ کسی مہنت نے ایک چیز اکسیر بقا کھکراو سے دی اور کھا
 کہ جب تک یہ تاثیر نکرے اسی کی غذا کرو اور معمولی کھانا پینا چھوڑ دو وغتور باوجودیکہ
 عاقل اور ذی علم تھا اسپر عامل ہوا اور چند روز میں ایسا تحلیل ہو گیا کہ اوسنے بیٹھے سے
 معذور ہوا آخر کار جھان فانی سے ملک بقا کا راہی اوس اکسیر بقا کی بدولت ہوا چہ شہ
 میں اوسکا بھائی فی امی فغور ہوا وہ بھادر اور مدبر تھا اور جھان جھان بلوا ہوا کیسے کھول
 بیٹھنے ندیا بعض روایت سے کہ شہ میں اوس نے انتقال کیا اور بعض کا بیان ہے
 کہ اوس نے اوسے اوسے سال بے تخت و تاج کیا اور کین وان سپرین فی جس نے شہ
 سی می میں بادشاہت کی تھی اوسکو تخت نشین کیا اور دو برس کے اندر ہی وہ بھی فوت
 ہو گیا اور اوسکا بیٹا ہوا تو چودہ برس کی عمر میں مسند پر بیٹھا اور اوسکے سپہ سالاروں
 نے بیشتر سلاطین کو دبا یا اور اون سے خراج دلایا اور ایک جس نے پورسا ان تخت

چین نے کاتیا کر لیا تھا اور کوشکست کامل دی اسی مغفور کو شاہ فرغانہ اہل ترک نے
کئی گھوڑے بھرتے تھے نذر دیے اور چونکہ اوس دیار کے جانور تمام صفات اسپین
موصوف ہیں تو یہ گھوڑے کیسے چیدہ ہونگے جب سب طرف امن و چین ہوا
مغفور نے عیش و عشرت میں اپنے کو ڈالا ایک شب زیادہ مخمور ہو کر اوس نے بی بی
سے ہستے ہستے کھا کہ جب تو تیس برس کی ہوگی مجھے طلاق دو نکلا اور کسی جوان کڑی
کو ہم بستر کر دو گا مجھ سکر اوس عورت کو ایسا غصہ ہوا کہ زیادہ شراب پلا کے اوسکی
مغفور کا گلا گھونٹ کے اوس نے مار ڈالا ^{۹۶} سترہ میں اوسکا بیٹا کانتی تخت نشین ہوا
اور ایسا بھول اور کامل مطلق نکلا کہ محل میں امین شب و روز پر رہتا تھا اور سلطنت کی کچھ
خبر نہ رکھتا تھا لیکن وزیر اور درباری امرانک خوار اور فرج کے سب دربار جاننا نہ تھے
اسلیے کچھ سچ نہ پڑا اور تخت نہ چھن گیا اور ایک مشیر کی تدبیر کا اور دوسرے کی شمشیر کا
ایسا شھرہ تھا کہ سیلان دیپ نیچے لٹکانے بادشاہ نے بطور نذر کے ایک پتلا شبیرہ
گو تما بود بہ الماس کا مغفور کو بھیجا ^{۹۷} اسی عہد میں ایک شخص نام بی او صوبہ ہانگینگ میں
ایسے غریب کے گھر پیدا ہوا کہ جب اوسکی نان دروزہ میں مرگئی اور باپ نے
کوئی صورت پرورش کی نہ دیکھی تب اوس نے بچے کے مرجانے کی خواہش سے
اوسے کپڑے میں پیٹ کر گھر کے ایک کونے میں بے تکلف پھینک کر اور موت
کے حوالے کر کے گھر سے نکل کے چلا گیا اتنے میں اتفاق سے ایک عورت یہ
سیرت گئی اور بچے کو پالنے کے لیے اٹھالے گئے جب بڑا ہوا وہ لڑکا عجیب
طرح کا زمین اور چالاک نکلا اور مکتب خانے میں سب لڑکوں نے سبقت لے گیا
لیکن دھرم بان اوسکی ایسی غریب تھی کہ لڑکا جوتے کی دوکان پر بیٹھا اور دونوں
کی اوقات ادھی پر موقوف تھی غرض طبیعت اوس نے اور انارک کی پائی تھی نعلین
فروشنے اور کھوستے مانگا اور معلوم ہوتی تھی اور مان کی آنکھ بچا کے دوکان سے

بھاگ جاتا اور محلے کے لونڈوں سے کشتی لڑتا پھرتا تھا بعد چند روز کے سپاہ
 میں اوسنے نام لکھوایا اور ایسا بھادراور نڈر نکلا اور ایسا ایسا کام کیا کہ دن بدن محمد
 بعد عمدہ و مرتبہ پر مرتبہ اوسکو ملتا گیا اور جب اوسنے ایک بڑے سمندری کوبیت
 کو مارا جس نے تمام ملک اور فوج اور بحر کو مدقون تنگ کر رکھا تھا خطاب محافظ
 سلطنت کا اوسے ملا اور پائے تخت کے امراء کے بار سے ہوا اور وہاں پہنچ کر
 تدبیریں اوس نے کیں اور فکیریں لڑائیں کہ اوس پر اگر فقور عمل کرتے تو تمام سلاطین
 باجلز اور تابعدار ہوتے اس بھی جس نے ذرا سر اٹھایا کی اوس نے پھر ایسا دیا کہ
 دوبارہ گردن کشتی کی نوبت نہ آئی القصہ یہ سب کام محافظ سلطنت نے کیا لیکن
 فقور بھت دفعہ اوس سے وعدہ خلاف ہوا اور اوسکو ایسا بگاڑا کہ اوس نے لوگوں کو
 اشارہ کر دیا کہ وقت فرصت فقور صاف کیا جاوے اور وہ کذاب جیتا رہنے پاوے
 اس میں کانٹنی کا گلا محل سر میں گھونٹ دیا گیا اور اوسکے ہاموں کنگ ٹی کو محافظ
 سلطنت نے تخت دیا اور آپ خطاب سلطان سنگ کا لیا اور فقور کے گھر نے
 والوں کو ایک ایک کر کے تمام کیا اور اخیر میں جب اوس نے دیکھا کہ کنگ ٹی دن
 بدن مدبر ہوتا چلا اوس نے جلاؤ کو فقور کے مارنے کے قصد سے بھیجا لیکن جب وہ سامنے
 آیا اس قدر عجب شہنشاہ کا اوس پر غالب ہوا کہ گڑگڑا کے اوس نے جان بخشی چاہی
 اور سلطان سنگ کی جبر بات تھی سب کھول کر کھدی جب یہ خبر لی اوس کو پونچھنا
 کی فوج تھارا اور لشکر حرار لیکر وہ آیا اور دارالاملاہ کو محاصرہ کیا فقور بدحواس ہوا اور
 ایچی اوس نے بھیجا کہ اگر شہنشاہ کی خواہش ہے تو آپ لیجیے اور اگر تھوڑی سی
 زمینداری اوقات بسر کی لیے نہ بھی دیجیے تو صرف جان بخشی کیجیے اس درخواست
 کو سلطان نے قبول کیا اور شہر کے باہر اپنے معسکرمین لکڑی کا تخت بنایا اور جب
 فقور آیا اور اوس پر بیٹھا سلطان سنگ نیچے کھڑا ہوا اور فقور کا استعنا تاج و تخت اور خطاب

فغزوری سے باواز بلند پڑا بعد اوسکے خود کنگ ٹی کا ہاتھ پکڑ کے نیچے اوتا روایا اور
 آپ تخت پر بیٹھ کر فغزور سے سجدہ و سلام موافق دستور کے کروایا اور زر مرہ سلاطین باجلند
 میں اوسکو داخل کر دیا اور بھی خاتمہ سین یا ٹنگ سین کے گھرانے کا ہوا۔ بعد اس
 گھرانے کی تباہی کے ملک ختامین دو بادشاہ ہوئے ایک کے قبضے میں بالکل
 صوبہ جات شمالی آئے اور دوسرے کے اختیار میں جنوبی صوبہ جات رہے۔ اس
 ایام کو خانی مورخ نان پی جاؤ کہتے ہیں اور شمالی تخت کے مالک چار خاندان تھے
 اور جنوبی تخت پر پانچ گھر کے بادشاہ بیٹھے مختصر حال یہ ہے کہ نوپائے خواتین تارکی
 جب قوت برہی ملک ختامین اونکی یورش توئی اور چند پر گئے اونکے قبضے میں رہے
 اور فغزورون سے اکثر نوبت جنگ و جدل کی آئی عرض جب ٹنگ سین کا گھر بگڑا اور
 بچی بچائی قوت و قدرت فغزورون کی زایل ہو گئی بیٹھ مانجو سب دفعہ بالکل شمالی صوبہ جات
 کو قبضہ کر بیٹھے اور لقب نوپا کا تبدیل کر کے گوئی کھلانے لگے اور بیٹھ وسی ایام میں واقع
 ہوا کہ جب سین کا گھر اناتخت فغزوری کا مالک صوبہ نان کین میں ہوا تھا اس خاندان
 گوئی کی تین تقسیم تھیں غرض سب تار اور اونکی عمد دولت میں بھر کئی امر کے جو ذیل میں
 مذکور ہیں ایسی کوئی بات وقوع میں نہیں آئی جو قابل تحریر کے متصور ہووے اور صرف
 یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ مسیحی امین شاہ ایران نے رشتہ محبت کو بحال رکھنے
 کے واسطے سفیر بھیجا اور پانچ برس کے بعد دوبارہ وہیں سے سفیر آیا اور چار سو
 اڑسٹھ میں ایران کے سوائے غن کو ریا وغیرہ کے وکلا بھی آئے غرض اسی طرح
 سے لکھ دفعہ اطراف و جوانب کے مانجو اور سلاطین ایام شادی و زعم میں سفیر و
 بھیجا کرتے تھے القصہ سٹھ مسیحی میں گوئی کے گھر سے شمالی تخت لیا گیا اور خاندان
 پی سی قائم مقام ہوا اور بیٹھ لوک سٹھ تک رہے اور وکلا ایدھرا و دھر کے ملکوں
 کے آیا کرتے تھے آخر کو اسی سٹھ میں نو جو کا خانوادہ اونکی جگہ ملک تاج ہوا

چوبیس برس اونکی ریاست رہی اور کوئی واقعہ ایسا اونکے عہد میں نہیں ہوا کہ اوکی تحریر سود مند ہووے بعد اوس کے خانوادہ ہو لیا نک کی نشست تخت شمالی پرتقیس برت تک رچی اور انھیں لوگوں کے عہد دولت میں بکھل خیا پر خاندان سوما لک ہوا چنانچہ اوس کا حال تفصیل کے ساتھ آگے بیان کیا جاوے گا انشاء اللہ تعالیٰ * * *

دسواں باب

سنک کے خاندان کے بیان میں

جب دو تیسرے ملک حاکم ہو گئے جسکا اشارہ باب سابق میں ہوا تو جنوبی تخت پر خانوادہ سنک بیٹھا اور اوس خاندان میں جتنے خونخوار مرد مآزار بادشاہ ہوئے اور گھرانوں میں دومی ایک ایسے نفرت زدہ خلق تھو اور ۵۹ برس کے دور میں کم ہوتا ہے کہ اتنے اوزکو جلا دیلا اور بد بھاد دینا گو گندہ کرنے اور خلق خدا کو ستانے دفعہ شلیات کے نازل ہوتے ہیں خیر بھی اتفاق قابل یاد رکھنے کے ہو اگرچہ اکثر بھی ہوتا ہے کہ بہت ہی بد اور بہت ہی نیک لوگ سو برس میں دو ایک سے زیادہ نہیں دکھائی دیتے ہیں قصہ جب اخیر بادشاہ سنگ کے گھرانے کا جس کے بے تاج ہونے اور بل چل چنے سے خاکی دو تیسرے گنہگار تخت سے اوتا ر گیا اور ملی آؤز و شمشیر جانشین ہوا جیسا کہ بیان ہوا ہے تب نئے فہور نے اپنے تمام دوستوں کو سرفراز کسی کو عہدے کسی کو روپے سے کیا اور اپنی دھرم مان جس نے اوکی پرورش کی تھی اور تولد کے وقت جان بچائی تھی اوسکو والدہ بگم خطا دیا اور محل میں بھت کرو فرار و احترام کے ساتھ داخل کیا غرض اپنے دشمنوں کے ساتھ ایسا سلوک ہوا کہ ہر ایک سے الامان کھلایا اور اوس بے بس و بیکس لنگ ٹی کو بعد چند روزوں کے زہر دلایا اگرچہ اوس طرف سے اپنے کو خاطر جمع کیا لیکن اس خون ناحق کے بعد تھوڑے دن بچا اور وقت مرگ چونکہ و عہد کم سن تھا اوکی نیابت میں اور خط سلطنت کے لیے چار وزیر عاقل اور نہک حلال کو مقرر کیا اور ملک میں دنیا سے رخصت ہوا

شاعری موافق مرضی فقور متوفی کے باپ کا قائم مقام ہو الیکر بس فرین فرزانے اس کو مقابل
 کے نہ سمجھا سیکے کہ بدسلطنت میں غفلت کرتا تھا اور بیشہ بخار کا میں ہوتا تھا اس کی جگہ میں اس کے چوٹے
 بھائی وان ٹی کو بٹھایا اور یہی بھت مدبر اور نیک تھا وہ تھا اور علم کا سواد رکھتا تھا اور شہر
 کی قدر کرتا تھا اور علما کو عمدہ جلیلہ دیتا تھا اور اس نے بہت سے مدرسے بنوائے اور علم
 چرچا خوب بڑایا وہ لامہ گرو کے مذہب کا بڑا دشمن تھا اور کئی دفعہ حکم دیا کہ اونکی دیورے بند
 کیے اور پوجاری نکال دیے جاویں لیکن ایسا ستارہ اون لوگوں کا چمکا ہوا تھا اور اس قدر
 تابعدار عوام الناس کو بنا رکھتا تھا کہ فقور نے ثانی فرمان اس امر میں بلوے کے خوف سے
 جاری نہ کیا چفقور کے دو بیٹے کوچو اور لوسن چونکہ بدطواریاں کرنے لگے باپ نے تنبیہ
 کی اور بھت ننگی فرمائی اس پر اون لوگوں نے ماؤ کے ایک ساحر بنجاری کو بلوایا اور باپ کو
 بس میں کرنے کی خاطر اس جادو شروع کیا یہ خبر جب فقور کو پہنچی زیادہ آزر دگی اس کو
 ہوئی اور بیٹوں کو بلو کر بڑے بیٹے سے کھا کہ دوبارہ اگر ایسا اترم سے وقوع میں آویگا
 میں بری طرح پیش و نکھا اور دوسری سے تلو خارج کروں گا یہ سنکر وہ بدبھاؤ ڈرا کہ شاید شاہ
 عاق کرے اور دھمکی کے موافق پیش آوے اس لحاظ سے چپکے کئی ہزار آدمی کو باہم متفق کرکے
 ایک روز باپ کے محل سرزمین گھس گیا اور ایک سپاہی کے ہاتھ سے بوڑھے کو قتل کر دیا
 چھوٹا بھائی برہم ہوا اور اس پد کش کی فوج کو اس نے ہٹا دیا اور جب کوچو بکرا گیا اس سے
 قتل کروایا اور جتنے ساتھی اس نعمتی کے تھے سب کو سوزن و پچھوڑنے مار ڈالا اور جس
 سپاہی نے بادشاہ پر تلوار لگائی تھی اس کے دس ہزار ٹکڑے ہوئے اور شاہراہ پر ہنکوا دیے گئے
 جب تک نئے فقور کے دشمن رہے اور باغی ہر طرف سے دست بقبضہ موجود تھے اس قدر
 بڑی سرگرمی سے بادشاہت کی لیکن جب دعویدار سلطنت کا کوئی نہ رہا اور اس میں فقور
 نے بھی رفتہ رفتہ اوجسپی و چالاکی کو جواب دیا اور عیش میں میاں تک مشغول ہوا کہ طاقت
 جسمانی اور قوت روحانی زڈمی بازی میں سلب ہو گئی اور جان اس کے ساتھ ہی خست

ہوئی ۛ اسکے عہد میں سفیر ہند کے بعض راجاؤں کے اور بنجارا کے دربار مغز میں تھے
 لیکر آئے تھے ۛ مشہد میں اوسکا بیانی فی تخت پر آیا اور ایسا بد اطوار و مردم آزار نکلا کرتا تھا
 مورخوں کو شرم آتی ہے کہ اوسکے بادشاہوں میں ایسا بد کردار اور خون خوار پیدا ہوا جس
 ملعون نے بے تامل اور بیوجہ جسکو چاہا اپنے ہاتھ سے مار ڈالا اور اوس خونریزی سے ایسا
 رعب سب پر ڈال دیا کہ کسی کا ہاتھ اوس پر چل ہی نہ اٹھا اور وہ بھی کسی کا اعتبار سواے
 ایک خوبے کے جو اوس کے قماش کل تھا کرتا تھا آخر شلوس نے ایک روز موقع پا کر خانہ
 کو صاف کر دیا ۛ اس مغزور کا جانشین بھی عجیب طرح کا ظالم تھا اور اپنے قریباؤں کو ایک سر
 اوس نے تمام کرنا شروع کیا اور اٹھارہ ہتھیاروں میں چودہ کو مارا اور سواے انکے جس
 خفا ہوا دم بھر جیتا نہ چھوڑا جب یہ طور دربار کا ہوا ایک سردار ذوی الاقدار دان کینگین
 نے نوکری سے استخفا دیا اور اپنے گھر جا بیٹھا اس حرکت سے مغزور خائف ہوا کہ مبادا بلوا کر
 اس کاٹ سے اوس نے پیالہ زہر کا اوسکو بھجوا دیا اور قتل ہے کہ جب خدمتگار شاہی سامنے لایا
 اور کھا کہ حضور کا حکم ہے کہ تم اسے پی جاؤ اوس بھادر نے بے تکلف اٹھا کر پی لیا اور سچ
 کی بازی جو اوقت کھیل رہا تھا اوس سے جھٹک کہ ہلاہل نے اپنا عمل کیا ہاتھ نہ کہنیا جب یہ فتح
 مشہور ہوا بلوائے عام کا سامنا ہوا اسلئے کہ وہ سردار بخت نیک اطوار تھا اور اوس کے ہلاک
 ہونے سے سب کو رنج عظیم ہوا لیکن غضب خلق کے ابر کی آمد پہ سلطنت میں جو نہیں شروع ہوئی
 اور ہوزا تمام کی آمد ہی نہیں آئی تھی کہ مغزور مرض مہلک میں گرفتار اور فی النار ہوا ۛ مشہد
 میں اوسکا جانشین سیم کی سب مردودوں کا مردود ہوا اور بے خون کیے کھانا نہیں کھاتا تھا
 اور شہر کے بد معاشوں اور لقندروں کے ساتھ شبانہ روز صحبت رکھتا تھا اوسکو بیجان تاک
 پا جیوں سے شوق تھا کہ اپنے کو نعرے کا بنا مشہور کیا ۛ ظالم بادشاہ سب اپنے دشمنوں کو مارنے
 میں یا جتے دڑتے ہیں لیکن یہ ناکار او کی روح پر خدا کی ماریا خونخوار تھا کہ سوچ پاس خونوں کو
 ساتھ لیے ٹوکوں پر ڈوتا پھرتا تھا اور جو سامنے آتا تھا بے تکلف اوسے مار ڈالتا تھا ۛ ایک روز

سپہ سالار غوجہ می ناوچینگ دولت سر کی ایک کونھری مین دوپہر کے وقت سوراٹھا
 کہ غفور کا اودھر سے گذر ہوا اور سردار کی ناف کھولی ہوئی اوس نے کبھی چپکے جا کے کثاف کی
 چاروں طرف سیاحی سے لکیر پیچیدی اور اپنے مصاحبوں سے یہ بات کہی کہ کیا نشانہ مینے بنا
 ہے اس تیر لگانا چاہیے جو نہیں یہ بات اوس کے منہ سے نکلی سپہ سالار کی خیر ہوئی کہ لغزرو
 مین ایسی منہ پیچی کہ اوس کی انگلی کھل گئی فوراً غفور نے تیر کو اتار لیا لیکن ہر دار اپنے قتل کا سامان دیکھ چکا
 تھا اوس وقت چکار ہا لیکن اوس وز سے حضرت ظل شیطانی کی فکر مین رہا اور چند خوجوں کو ملا کر اپنا
 کو حالت نشہ مین پا کر گلا گھٹ کر مار ڈالا یہ سردار بہت نیک کردار تھا اور کبھی خاوند شئی نہ کر لیا لیکن
 بڑے فیہم کو اوس نے زیر کیا تھا اور غفور کو تخت اوسی کے باعث سے ملا تھا اور چہ یہ حال اوس
 دیکھا کہ خاوند ب کچھ فراموشی کے ہنسی ہنسی مین اوس کی جان مارنے فقط اقداروں کو ہنسانیکے کو
 مستعد ہوا جی اوسکا چوٹ گیا اور نفسانیت نے ورغلان کے اوسے اوس ظالم کا قاتل بنایا۔
 اس ماجرے کے بعد ملنے اوسی سپہ سالار کو غفور بنانے کا قصد کیا اوس نے سیم ٹی ایک متبنار شیم
 کو شہر مین گدھی پٹھیا غرض دو برس کے بعد سپہ سالار کو دوستوں نے ایسا سمہایا کہ اوس
 اپنے بنائے بادشاہ کو بے تخت و تاج کیا اور آپ غفورون کے مسند پر جلوہ بخش جہ الغرض اسطرح کہ
 سنک کا گھر آتا باقی نہ رہا تھا

تیار ہوا ن باب

سی کے گھرانے کے بیان مین

جب ناوچینگ نے جلوس کیا لقب پنا کا وہی رکھا اور خاندان اوسکا اس سب سے کھلائی
 کہ سنک کے اخیر غفور شیم ٹی جو اسی کا بنایا ہوا تھا اور اسی کے ہاتھوں سے بگاڑا بھی گیا
 اوس کے عہد دولت مین ناوچینگ نے سی کی صوبہ داری لی غرض جب خود غفور ہوا اور اٹھلا
 شہر مان کین کو مقرر کیا غرض بعد مالک تخت ہونے کے صرف چار برس جیا اور اوس قلیل
 عرصے مین رعیت کو اتنا آرام پہنچایا کہ جب مر گیا خور دو کلان سب نے دل سے غم کیا اور

خاص و عام کو افسوس ہوا کہ ایسے بادشاہ کو خداوند کریم نے خلق کی راحت رسانی سے یوں
 اتنا جلد باز رکھا کہ ۳۳۵ سال میں اس کا بیٹا اولیٰ قائم مقام ہوا وہ حاکم نیک و نیکو تھا لیکن اکثر اوقات
 بطالت میں کاٹتا اور شکار گاہ میں رہتا تھا نقل ہو کہ ایک روز بادشاہ شکار کو نکلا اور سارے
 سبز بھیت کو دیکھ کر تعریف کرنے لگا یہ موقع مناسب پائے ایک وزیر نے جواب دیا کہ
 خداوند اگر اسی ایک بات کو تصور فرمادیں گے کہ غربا کے عرق پشانی سے بھیت
 سبز ہوا تو اغلب ہے کہ شکار شوق سے باز رہیں گے کیونکہ اول
 بیمار و بدن کی برس روز کی کیسی سخت محنت ایک گھڑی میں برباد ہوتی ہے جب شکار
 کے تعاقب میں حضور کی سواری اسے پامال کرتی ہے یہ سننے ہی مغز نے سواری
 پھیری اور اسی روز سے شکار سے بھی طبیعت اوچاٹ کی بھی ایک نقل و سکی تعریف میں کافی ہو
 اسی بادشاہ کے عہد دولت میں ایک فیلسوف فان چنگ اہل دھر سے تھا اور روح اور جسم
 میں مثال دیتا تھا کہ جسطرح چھری اور چھری کی بازہ سے مناسبت ہے وحی روح اور جسم سے
 اور روح کوئی خیر مضر و خیرین بلکہ جسم کے ساتھ مرکب ہے اور تن سے جان کا کلجانا ویسا ہی ہے
 جیسا کہ چھری کی دھار مڑ جاتی ہے سوائے اس قیل کے تقدیر کا قائل تھا اور تدبیر کو تقدیر کے
 آگے بیکار سمجھتا تھا غرض اس حکیم کے مذہب کو اکثر امرا و حاکم پسند کرتے ہیں حالانکہ بسبب بادشاہ
 کے مخالفت کے ظاہر میں تقیہ کرتے ہیں ۹۳۵ سال میں اولیٰ نے انتقال کیا اور اس کا پوتا
 ضمر بن داوا کا جانشین ہوا لیکن ایک امیر کبیر نام مولن حاکم اول ایک محکمہ عالی کا اوقوت
 برسر حکومت تھا مغز کو بچا دیکھ کر تخت اوس نے چھین لیا اور اپنا لقب نیک نی رکھا غرض
 شاہی بادشاہ کو بھبت ناگوار معلوم ہوا فوج لیکر ادنیٰ کے پوتے کی مدد کو آیا اور نیک نی نے
 بھی ستون ایک سردار بھادرا ورجان تار کو سپہ سالار بنایا اور لشکر دیکر مقابلے کو بھیجا
 دونوں فوجوں کا سامنا ہونے لگا تھا کہ مر گیا اور اس کا تیسرا بیٹا قائم مقام ہوا غرض غاصب کی
 فوج کو شکست ملی لیکن آپس کی میں تھی کہ اولیٰ کا پوتا اپنے تخت کو چھپا دے خیر تلخ میں آدمی کا

بادشاہ بھی مر گیا اور اوسکے بیٹے نے باپ کے قصد کا پیچھا کیا اور خصومت سے باز نہ آیا
اصلی فتور بیچارہ ایک کنارے پڑا تھا اور کبھی کبھی چند کنخواروں کے زور پر داد کی میراث
پھر اپنا قصد کرتا تھا کہ اس عرصے میں تنگ حوان ہو غاصب تخت کے بیٹے نے اوس کے
سرواروں کو بلالیا اور دوسرے بھائی ہوئی کو بٹھلایا غرض سال بھر کے بعد ولسکو بھی مار ڈالا
اور سنی کے گھرانے کے کسی اقربا کو زندہ نہ چھوڑا اور یہ طریقہ اپنے خاوند کو قتل کر کے
سنتھین لئی آنگ کے خانوادے کا پھلا فتور کھلایا * * *

بارہواں باب

لی آنگ کے خاندان کے بیان میں *

اسی طرح سے جیسا کہ بیان ہوا لی آنگ اوٹی نے جنوبی سلطنت کو حقیقت میں فتور میں
تھی حاصل کی لیکن شمال کے بادشاہ نے قصد کیا کہ اوس تمام ملک چھینے اور شہنشاہ ہو جائے اور
اوس نے بھی علیٰ اہل القیاس سیاست چاہا غرض دنوں نے میدان لیا انھیں لڑائی تو نہیں سے ایک
کی جھینٹل سے کہ شمالی بادشاہ کا سپہ سالار جو یا تنگ کے شہر عظیم انسان میں چند سپاہ چھوڑ کر خود ہم
فوج کے ساتھ میدان سے دوڑ بھگ گیا تھا کہ لی آنگ اوٹی نے اوس شہر کو محاصرہ کیا غرض باوجود
بارہا اوس نے ہلا کیا لیکن سبب یہ سالار کے جو رو کی جرات اور تدبیر کے دخیاب نہوسکا اور
اور اوس غازیہ کا بیچہ حال تھا کہ فیصلون پر تلوار لیے ہر جگہ لڑتی پھرتی تھی اوسکا بیچہ طور دیکھتے
ہی ہر سپاہی نے ایسی دلیری کی کہ طرف ثانی کی فوج عاجز ہوئی اور بھی صورت کئی روز تک
رہی کہ اتنے میں اوسکا شوہر مد کو پونچھا اور غنیم کو ہٹا دیا جس سردار کی بی بی ایسی تھی اوسکے
شوہر میں بھی قابلیت اوسکی خاوندی کی تھی اور چونکہ لی آنگ اوٹی خود بھادراور مدبر تھا دونوں
میں برابر کی چوٹیں چلتی رہیں آخر کو اپنی اپنی حد پر دونوں طرف کی فوج ہٹ گئی اور چند روز
دیکھ صورت بھی اس صومین ایک نوجوان کم عقل اور ناتجربہ کاروسی کا سلطان ہوا اگر اوسکی سلیم
ہوتی جیسی تھی ویسی موتی تولی آنگ اوٹی شمالی بادشاہت کو اپنے زیر حکم کرتا لیکن اس میں بھی

کہ شوہر کی سلطنت سنبھالے رہی اور جنوبی بادشاہ نے جب حکم کیا ایسا جواب اوس نے دیا
 کہ وہ بھی مان ہی گیا کہ ایک عہد میں دو بلاؤں کا سامنا پڑا غرض جو وقت اوس کے شوہر نے سنبھال
 کیا اور جو تھی کا نابالغ بیٹا قائم مقام ہوا بیگم نائب سلطنت ہوئی اور دربار کے وقت پردے سے
 نکل آتی تھی اور تخت کے پھلوں میں بیکر حکم احکام جاری کرتی تھی چونکہ لامہ گرو کے مذہب پر نظر تھو
 کی رکھتی اور ٹاؤ لینے لنگ فوزی کی ملت والوں کی قدر کم کرتی تھی ان لوگوں نے قریب کرک
 اور چھتھت دیکر قید کر لیا کہ ایک وزیر خیر و سے اوس سے آشنائی ہی غرض چھین نے ندان میں
 ڈالی گئی ملک کی صورت بگڑی و کسی کی تدبیر کام نہ آئی آخر جب تمام طرف کے فتور سے لوگ مجبور
 ہوئے بیگم کی غلطی ہوئی اور پھر سابق بدستور اوس پھور نے سب کو درست کیا اور لوگوں کو اپنی
 دامنائی کے اٹھارے تعجب میں ڈالا اور دشمنوں کو زیادہ رنجیدہ کرنے کے لیے اوس نے نکل
 پردہ اٹھا دیا اور زمین اور پرتکلف کپڑے پھنے اور سولہ سے شکار کیے عروقت رہتی تھی
 اتنے میں اوس کا بیٹا جو مر گیا تو امر نے بیٹھ کھنا شروع کیا کہ اوس کے اشارے سے بیٹھ سامنے ہوا تھا
 جو نہیں بیٹھ بڑا اوس کے کان تک پہنچی اتنی آزر دہ اہل دنیا سے ہوئی کہ سر منڈا کی فقیر ہو گئی ^۱ ^۲ ^۳ ^۴ ^۵ ^۶ ^۷ ^۸ ^۹ ^{۱۰} ^{۱۱} ^{۱۲} ^{۱۳} ^{۱۴} ^{۱۵} ^{۱۶} ^{۱۷} ^{۱۸} ^{۱۹} ^{۲۰} ^{۲۱} ^{۲۲} ^{۲۳} ^{۲۴} ^{۲۵} ^{۲۶} ^{۲۷} ^{۲۸} ^{۲۹} ^{۳۰} ^{۳۱} ^{۳۲} ^{۳۳} ^{۳۴} ^{۳۵} ^{۳۶} ^{۳۷} ^{۳۸} ^{۳۹} ^{۴۰} ^{۴۱} ^{۴۲} ^{۴۳} ^{۴۴} ^{۴۵} ^{۴۶} ^{۴۷} ^{۴۸} ^{۴۹} ^{۵۰} ^{۵۱} ^{۵۲} ^{۵۳} ^{۵۴} ^{۵۵} ^{۵۶} ^{۵۷} ^{۵۸} ^{۵۹} ^{۶۰} ^{۶۱} ^{۶۲} ^{۶۳} ^{۶۴} ^{۶۵} ^{۶۶} ^{۶۷} ^{۶۸} ^{۶۹} ^{۷۰} ^{۷۱} ^{۷۲} ^{۷۳} ^{۷۴} ^{۷۵} ^{۷۶} ^{۷۷} ^{۷۸} ^{۷۹} ^{۸۰} ^{۸۱} ^{۸۲} ^{۸۳} ^{۸۴} ^{۸۵} ^{۸۶} ^{۸۷} ^{۸۸} ^{۸۹} ^{۹۰} ^{۹۱} ^{۹۲} ^{۹۳} ^{۹۴} ^{۹۵} ^{۹۶} ^{۹۷} ^{۹۸} ^{۹۹} ^{۱۰۰}
 ہو کر خانقاہ میں جا بیٹھی اور دم مرگ تک پھر نہ نکلی * شمالی بادشاہت میں بیٹھ نقشہ ہوا تھا کہ اوس
 عرصے میں لی انگ دہائی کو بیٹھ خط ہوا کہ بودہ کے پوجاری ہو جیے اور شب و زیند تون کی
 طرح معبد میں آس رے پوجا کیے یہ حماقت جوہن سو جھی جانور مارنے اور گوشت کھانہ کی
 امتناع تمام مملکت میں کے گئے اور بادشاہ نے خود اپنے لیے ساک پات کی غذا ٹھہرائی
 اور اس اہمیت میں اوقات کاٹنے کا بیٹھ نتیجہ ہوا کہ سلطان و جی نے ناک میں دم کیا اور ملک
 اوس خطی کا برباد ہوا اور اوس کے سردار ہوکنیک نے بلو کیا اور دارا خلافت کو لوٹ لیا ^۱ ^۲ ^۳ ^۴ ^۵ ^۶ ^۷ ^۸ ^۹ ^{۱۰} ^{۱۱} ^{۱۲} ^{۱۳} ^{۱۴} ^{۱۵} ^{۱۶} ^{۱۷} ^{۱۸} ^{۱۹} ^{۲۰} ^{۲۱} ^{۲۲} ^{۲۳} ^{۲۴} ^{۲۵} ^{۲۶} ^{۲۷} ^{۲۸} ^{۲۹} ^{۳۰} ^{۳۱} ^{۳۲} ^{۳۳} ^{۳۴} ^{۳۵} ^{۳۶} ^{۳۷} ^{۳۸} ^{۳۹} ^{۴۰} ^{۴۱} ^{۴۲} ^{۴۳} ^{۴۴} ^{۴۵} ^{۴۶} ^{۴۷} ^{۴۸} ^{۴۹} ^{۵۰} ^{۵۱} ^{۵۲} ^{۵۳} ^{۵۴} ^{۵۵} ^{۵۶} ^{۵۷} ^{۵۸} ^{۵۹} ^{۶۰} ^{۶۱} ^{۶۲} ^{۶۳} ^{۶۴} ^{۶۵} ^{۶۶} ^{۶۷} ^{۶۸} ^{۶۹} ^{۷۰} ^{۷۱} ^{۷۲} ^{۷۳} ^{۷۴} ^{۷۵} ^{۷۶} ^{۷۷} ^{۷۸} ^{۷۹} ^{۸۰} ^{۸۱} ^{۸۲} ^{۸۳} ^{۸۴} ^{۸۵} ^{۸۶} ^{۸۷} ^{۸۸} ^{۸۹} ^{۹۰} ^{۹۱} ^{۹۲} ^{۹۳} ^{۹۴} ^{۹۵} ^{۹۶} ^{۹۷} ^{۹۸} ^{۹۹} ^{۱۰۰}
 سے عجیب طرح کی خوریزی تمام خاتین آپس میں ہوئی غرض جب بادشاہ کو خوش ہوا اور اوس
 دیکھا کہ بیٹھ سب اوس کے سبب سے تھا تو غم اور شرم کے صدے سے ^۱ ^۲ ^۳ ^۴ ^۵ ^۶ ^۷ ^۸ ^۹ ^{۱۰} ^{۱۱} ^{۱۲} ^{۱۳} ^{۱۴} ^{۱۵} ^{۱۶} ^{۱۷} ^{۱۸} ^{۱۹} ^{۲۰} ^{۲۱} ^{۲۲} ^{۲۳} ^{۲۴} ^{۲۵} ^{۲۶} ^{۲۷} ^{۲۸} ^{۲۹} ^{۳۰} ^{۳۱} ^{۳۲} ^{۳۳} ^{۳۴} ^{۳۵} ^{۳۶} ^{۳۷} ^{۳۸} ^{۳۹} ^{۴۰} ^{۴۱} ^{۴۲} ^{۴۳} ^{۴۴} ^{۴۵} ^{۴۶} ^{۴۷} ^{۴۸} ^{۴۹} ^{۵۰} ^{۵۱} ^{۵۲} ^{۵۳} ^{۵۴} ^{۵۵} ^{۵۶} ^{۵۷} ^{۵۸} ^{۵۹} ^{۶۰} ^{۶۱} ^{۶۲} ^{۶۳} ^{۶۴} ^{۶۵} ^{۶۶} ^{۶۷} ^{۶۸} ^{۶۹} ^{۷۰} ^{۷۱} ^{۷۲} ^{۷۳} ^{۷۴} ^{۷۵} ^{۷۶} ^{۷۷} ^{۷۸} ^{۷۹} ^{۸۰} ^{۸۱} ^{۸۲} ^{۸۳} ^{۸۴} ^{۸۵} ^{۸۶} ^{۸۷} ^{۸۸} ^{۸۹} ^{۹۰} ^{۹۱} ^{۹۲} ^{۹۳} ^{۹۴} ^{۹۵} ^{۹۶} ^{۹۷} ^{۹۸} ^{۹۹} ^{۱۰۰}
 اکی بادشاہت کے اوس نے انتقال کیا اور اسی کے عہد میں ختن اور سیلان دیپ نے شکلا

اور بحر مشرق کے جزائر اور تاتارا اور ایران وغیرہ کے سفیر تھے لیکر دربار میں اکثر حاضر ہوتے تھے
 کینگ وانگ ٹی اوسکا تیسرا بیٹا جانشین ہوا لیکن اوس باغی سردار ہو کینگ نے بادشاہ کو مارا
 اور قصد تخت چھین لینے کا کیا غرض سردار شن یاسن کے ہاتھوں سے خود مارا گیا اور یں بی خانہ
 لی انگ سے ایک شہزادہ ششمہ مین مین سند نشین ہوا یہ بادشاہ بھی عاشق اکسیر تھا کا تھا
 اور رات دن اوسی کے اذکار میں ماو کے گردونے ساتھ بیٹھا رہتا تھا غرض یہ حال جب اوسی
 سردار شن یاسن نے دیکھا بلو اکیا اور بادشاہ کو مار کر کین ٹی کو اوسکی عوض بٹھایا وغفور نے اپنے
 بھائی کے قاتل کو وزیر عظم بنا یا غرض اختیار کل شن یاسن کے ہاتھ میں تھا اور بادشاہ نے بھی
 دیکھ کر اپنے کو تو لا اور جب ضعیف پایا تاج و تخت بھی اوسکے حوالے شدہ مین کر کے گوشے
 میں جا بیٹھا اور اسطرح سے لی انگ کے خانوادے سے جنوبی بادشاہت چھین گئی کینگ ٹی کے
 عہد میں شمالی بادشاہت میں بلو اہوا اور ششمہ مین وزیر عظم نے تاتاری خانوادے کو تخت
 و تاج کیا اور اوسکی دیرہ سو برس کی ریاست چھین کر ختا سے نکال یا غرض شاہنشاہ کا خطاب لیا اور قتل
 سلطان کھلایا

تیرہواں باب

چین کے خانوادے کے بیان میں

جلوس کرتے ہی شن یاسن نے سب گویے بھانڈ بھکتے بھامیتوں اور لولیوں کو دربار سے
 نکال دیا اور جیتے جی کبھی نہ گانا سنانہ نایچ دیکھانہ زیادہ کروفر سے رہا اور رعایا کو آرام کو
 ششمہ مین مرکیا غرض قبل انتقال کے اپنے بھتیجے یں ٹی کو تخت سونپا اور اوس نے بھی تختوں کے
 مطابق عمل کیا چنانچہ لڑائی بھڑائی یا اور کسی طرح کے اتفاقی امور میں زیادہ اخراجات کی سبیل
 خاص تحویل سے کرتا تھا اور رعیت سے افزودہ خزانہ مثل دوسرے بادشاہوں کے نہیں لیتا تھا
 ششمہ مین اس وغفور عادلانہ شعور کا انتقال سات برس کی ریاست کے بعد ہوا اور اوسکا بیٹا
 سن صغرن مین تخت پر برائے نام بیٹھا کہ اختیار کل اوسکے چچا چین یں کے ہاتھ میں تھا چند

وزیرین سلطنت کے غنیمت کو سر کر کے خود باغی ہو گیا اور تھتے سے تخت چھین لیا چین کی کا
 بھائی سنی ان ٹی اوس بعد چودہ برس تک تخت پر بیٹھا اور اوسکے عہد میں مغلوں نے بعض اطوار
 ملکوں کے سفیر آئے غرض شہ میں اوس نے فوت کی اور اوسکے بیٹے باوچ تخت نشین ہو کر
 اپنے کو عیش و عشرت میں ڈالا اور رند یون اور خوجن کی صحبت میں شب روز رہنے لگا اور
 ایسا ایسا باغ آراستہ کیا کہ تمام عالم کا سامان عیش ومان افراط سے مہیا تھا لیکن چونکہ مرد آدم آزار
 نہ تھا اور ظلم فقط اپنے نفس کرتا تھا رعایا کا بلو انھو اگر سوئی کے خاندان کا سلطان مہ کیا تاک
 بڑا مدبر تھا اور رفتہ رفتہ ایسا زبردست ہوا کہ آخر شش تخت منھور می پر دوس نے دانت لگایا اور
 جس حال میں کہ شہنشاہ کا دربار حرم سرا اور شیر خاص خواجہ سرا تھا بے تردد فوج لیے سلطان کی
 چلا آیا اور منھور اور بالکل اوسکے خاندان والوں کو گرفتار کیا اگر چہ اون سب کی جان بخشی او
 کی ایک تخت اور تمام املاک اوس نے لے لی اور اتنی مدت کے بعد پھر تمام ملک تھا ایک شخص
 کی تخت میں آیا اور یہ کیا تاک نے اپنے خانوادے کو سوکانام دیا چہ خا کے نامی منھور بن
 اوس شخص کا نام درج کرنا چاہیے اس لیے کہ بھادر اور مدبر اور غریب نواز اور عدل گستر اور عالم
 اور شاعر کا قدردان اور خاص عام کو راحت رسان تھا چہ اس جاہ و جلال پر چھو میں بظاہر
 تھا کہ دونوں بیٹوں میں بٹی تھی بلکہ دشمنی جانی تھی سوا اسکے محل سرا میں ایک جو رو کے قتل
 دوسری مستعد تھی اور ایک حرم سے دوسری کو سنی تھی بھانکت کہ سوتون میں بگاڑ ہوا
 اور وھید پر چھوٹی مہائی نے ایسا فریب کیا کہ منھور نے ولی عہدی سے اوسکو خارج کیا اور چھو
 کو اوسکے عوض تجویز فرمایا لیکن بادشاہ نے بڑا دھوکا کھایا اور چھوٹا بیٹا ایسا بد وضع تھا کہ بپا
 کی حرم سرا و سنے قصد کیا اور نہایت مغرور ہو گیا اور باپ کی شان میں بھن طعن کہنے لگا
 غرض تھے وقت منھور ان حرکتوں سے خبردار ہوا اور بڑے بیٹے کو گدی دینے کو بلوایا لیکن
 اوسکے پونہ تھے پونہ تھے حالت فسوس میں انتقال کر گیا بلکہ بعض مورخ کی روایت ہے کہ
 چھوٹے بیٹے میں ٹی نے باپ کو سینے پر چڑھ کے مار ڈالا غرض جو بھید بیشک ہے کہ عہد

وہ اوس کی موت کا ہوا اور اس صورت میں خواہ روح کو خواہ تن کو ایذا دے کے مطلب
 رسان ہوا تو پدر کش دونوں طرح سے اوس کو کھنا درست ہے بھر حال باپ کے مرتے ہی
 وہ گندی نشین ہوا اور فوراً بڑے بھائی کو گلا گھنٹا کے مار ڈالا اس ماجراے شگرت کے بعد عیش
 میں بین نے اپنے کو مشغول کیا اور باغونمیں ہزار ہا زندیوں اور خوجوں کو لیے سیر کرتا رہتا
 اور شب و روز ناز اور رنگ میں اوقات ضائع کرتا تھا چنانچہ اوس کا حال راقم نے پھی جلدین
 تقصیل کے ساتھ لکھا ہے غرض تمام عمر میں بھی ایک بہتری رعیت کے حق میں اوس نے کی
 کہ جب عیش سے سیری ہوئی اور سب طرح کے چرچے سے فراغت ملی بھت سی نہرین کو
 بنوائیں اور تجارت کو بڑی سہولت ہوئی غرض اسی ایک کار خیر پر اوس کی نیکی کا خاتمہ ہوا اور
 جنگونمیں بھی جنگ اوس نے کی کہ جب کوریا کے ملک کا بادشاہ جو ہمیشہ سے باج گزار تھا
 کشیدہ خاطر ہو گیا اور خزانہ دنیا تو خود بخود فروج لیگ گیا اور ان باغیوں کو تادیب دیکر معمولی
 خراج لیا سوائے اسکے خراج کو چو کو اوس نے نہ کیا جس کا حال اسی جلد میں آگے لکھا جاوے گا غرض ان
 سب لڑائیوں کے بعد جب دار الخلافہ میں اوس نے عود کیا تو مملکت کو فتور اور آشوب سے
 بھر دیکھا اور ان باغیوں میں سے لی یان سب سے زبردست تھا اور اوس نے فتور کے ایک
 پوتے کو تخت پر بٹھا کر آپ وزیر اعظم بنا اور دو مہینے میں یان کو مروا ڈالا بعد دو برس
 جب اوس نے دیکھا کہ فتور اکثر امروں میں خلاف مرضی کے ترکب ہونے لگا اوس کو سخت
 وتاج کر کے یان کے دو سرے پوتے کو گندی نشین کیا غرض بعد چند روز کے فتنائیت
 لی یان کو ایسا ورغلانا کہ خود سندرپاوس نے جلوس کیا اور کانگ ٹی کو مروا ڈالا اس
 سے راوی کا بیان ہے کہ ۱۹۰۰ء میں سو کے خانوادے کا خاتمہ ہوا

چودھواں باب

نہج کے خانوادے کے بیان میں

لی یان کو نیک فنخوون کے زمرے میں داخل کرنا مقتضائے انصاف ہے اس لیے کہ بڑا

مجلد خلق پرور اور مردم شناس تھا اور بھادیر میں کھیتا ہے عصر اور سپہر میں مستجابے روزگار
تھا تا تا کی قوموں پر بار بار مظهر باب ہوا اور بخارا سے خورد پر قابض ہوا اور سمرقند اور قباچق
کے والیوں نے اسے نذر گزرائی اپنی نیک ذاتی سے سب کو اس نے راضی رکھا جب
مرگیا رعایا کو بڑا غم ہوا اسی سنہ میں اس کا بیٹا تانی شاہگ قائم مقام ہوا اور بھادیر اور والی النوا
نکلا سیانک کہ ولایت ایران کی سرحد تک اپنا حکم اس نے جاری کیا اور تبت بزرگ کی قوم
سے اور والی قباچق سے اس نے خراج لیا چینیوں سے اس نے سلطنت کی اور اسی کے
محمد بن غالب سے کہ دین اسلام کا رواج تھا میں ہوا چنانچہ تانی مورخ مسلمانوں کو خواہی ہو
کھتے میں اور بھی لقب اس قوم تا تا رکھا جس نے پہلے اسلام کو قبول کیا تھا چشتہ میں یزدگرد
شاہ ایران نے مغفور کے پاس سپاہ اور خزانہ کی مدد کے واسطے سفیر بھیجا اس وقت یزدگرد نے
خراسان میں اہل ترک کے پاس بیہ شکست کامل کے جو عربوں کے ہاتھ سے ایک برس شیر
اس سے ہوئی تھی پناہ ملی تھی مگر مغفور نے اس قصے میں ہاتھ ڈالنا سب نہ جانا اور سلی دیکر سفیر
کو خصمت کیا چشتہ میں شاہ ہند نے جسکا پائے تخت جی پور تھا مغفور کے دربار میں سفیر بھیجا
اور اس کے جواب میں برسوں کے بعد مغفور نے بھی تحفہ شاہ ہند کے پاس بھیجا اور اوجین کے راجہ
بھی نذر سفیر کے سوخت گزرائی اور خراسان اور اورانھسہ دور و دور قدیم اور شیر اور سلط
اور نیپال کے والیوں نے اپنا اپنا سفیر نذر لیکر بھیجا اور ہند کے شاہ گدہ نے بھی تحفہ گزارا اور
اس کے برسوں کے بعد مغفور نے جو سفیر بھیجا تو شاہ گدہ کا اس میں انتقال ہو چکا تھا
ملک میں تھلک پڑا ہوا تھا اور اسی جہت سے اتفاق ایسا ہوا کہ ایک ہندی سردار نے مغفور کے
ایچی کو گرفتار کرنے کا قصد کیا اس کی خبر اس کو سچے سے مل گئی اور تبت میں فوراً اس نے پناہ
لی اور اطراف و جانب سے فوج جمع کر کے انتقام کو آیا اور ہندیوں کو شکست دیکر اس راجہ
تید کر کے مغفور کے میمان لے گیا بعد اس کے معلوم نہیں کہ پھر کیا ہوا چشتہ میں اس مغفور کا
ہوا اور اس کا بیٹا کا وچنگ تخت کا مالک ہوا لیکن عیش طلب اور آرام دوست اور زن مرید

اور یہیں حیرت جو اترنے میں کیا سبب سے اس کی خیریت کا ہو گیا کہ جو وہی واقعہ اور دور دورہ پیش
 تھی اور تمام امور سلطنت اسی سے تعلق تھو اگر فنوڑ کی والدہ بھی عورت مرطبت تھی اور اکثر امور میں دخل
 کرتی تھی لیکن اسی جو فنوڑ تھی کہ اگر فنوڑ اپنی بی بی کا عاشق تھو تو اور اس کی بات زیادہ نہ سنتا تو ان کے
 ظلم سے بلوہو تو اس کے پیش میں بڑیا کو سلطنت کرنے کی بھیجے ہوس تھی کہ جو نصیب اور سکائیام اور پوتا
 بیٹھا اوس نے برس و زمین اور حکومت سے اوتار کے آپ ہی مسند پر بیٹھی اور کیسی اس سلطنت کی ہو تھی
 مدبرہ اور خلق پر ورتھی چہلستہ میں فیروز شاہ ابن یزدگر کو فنوڑ نے نامر خطاب شاہ ایران لکھا
 چھہ سی چوہتر میں شاہ خلق اور فیروز شاہ خاں آئے اور پانچ برس کے بعد فیروز شاہ نے پیر دیکر
 فنوڑ کی نوکری کرنے کی درخواست اس مضمون کے ساتھ لکھی جس میں ہمارے آبا و اجداد کو سخت
 چھین گیا اور کچھ امید او کے پھر پانے کی زبھی اور ہمیں محتاجی اسی ہوئی کہ ان شیعہ متعلق آپ کی دست
 سے تو مناسب بھی ہو کہ آپ کے کرم کے عوض ہم کچھ خدمت کریں اور حلال کی روٹی کھا لیں
 نے فوراً اپنی خاص لٹن کا سپہ سالار فیروز شاہ کو مقرر کیا اور بیچہ نقل وں لوگوں کے واسطے جت
 انکے سے جو باوجود حکومت نہ رہنے کے اغیار کی بخشش و اراوقات رکھنے میں شرم نہیں کرتے
 اور سخت کرنا نگ جانتے اور بھی نہیں سمجھتے کہ مردانگی کی بھی معنی ہیں کہ اپنی قوت بازو کی روٹی
 کھائیے اور دست سوال نہ پھیلائیے بقول ناسخ کے بیت سب کی خالق فی بنا یا کاسہ
 سرواز گون آدمی اسپر بھی پیش آدمی سائل ہوا چہلستہ میں جی سنگ جانشین ہوا اور
 وجہی وہی نہ زیادہ نیک نہ مبت بد نہ بیوقوف نہ عاقل بین بین میں مثل اکثر اہل دنیا کے تھا
 اور اس کے عہد میں کوئی امر اس قبل نہیں واقع ہوا کہ اس کا بیان ضرور ہووے غرض اس کا بیٹا
 جن سنگ بڑا دانا اور عالم علما و شعرا کا قدر شناس تھا اس سبب سے علم کا بھت چڑھا
 لیکن آخر کو واللہ اعلم کیا مایو گیا اوسے ہو گیا کہ اپنی جو رو کو اوس نے ڈبو دیا اور اپنے بچوں کو
 خواہ مخواہ مار ڈالا لیکن اس کی سزا تھو کہ اسے ملی کیونکہ ساری رعیت بگڑ گئی اور فنوڑ کو دارالافتا
 سے بھاگتے ہی بن آئی لیکن اسے بعد ہٹے بادشاہ کی جان بچانی اور سرکشوں کو قرار و قہی نہ دی

اس بغاوت کے بعد اہل تبت نے پھر رولا کیا اور کئی پیکٹوں کو لوٹ لیا ان عہدوں سے مخمور
 کے بانیوں نے زور کیا ہلاک کر ڈالا اسی عہد میں اقوام عرب سے جو مال و لٹیر من تھے اور
 حاکموں سے اکثر سامان جنگ جمل کا ہوا اور اگرچہ ششہ میں فوج خفا کو ایسی فتح حاصل ہوئی کہ عرب
 سب ان کے لیکن ششہ میں اونکا پھر زور ہوا اور پلو اور کھٹکے ختن اور کاشغرا اور کسوا اور ہر اشار کے قتل
 کو اپنے قبضہ میں انہوں نے کر لیا مگر اسپر بھی مخمور کی جو بات تھی نہیں گئی اور تین برس کے بعد ان
 کے گرد و نواح کے ولیوں نے سفیر بھیجا ششہ میں من سنگ کا بیٹا مسند پر رونق افزا ہوا
 اور سات برس بیٹھا اور پھر ایک امر کے جب تجارت عرب اور ایرانی نے شہر کانتان کو محاصرہ کر لیا تو
 ان لگا کے اپنے حجازوں پر بھاگ گئے تھے اس کے عہد میں سب طرف امن رہا سوائے اسکے بھی
 ایک بات قابل ذکر ہے کے وقوع میں آئی کہ خلیفہ کے سفیر سب دربار میں تحفہ لیکر آئے اور سرفراز
 ہو کر رخصت کیے گئے تھے چشہ میں مانگ تخت پر بیٹھا اور رفتہ پھر جاگا اور غنیموں نے سر اٹھا
 لیکن بغیر سب پر ڈال رہا چشہ میں اسکا بیٹا من سنگ قائم مقام ہوا اور باوجودیکہ
 اس نے اوسنے کی کہ جو خون کو پھر ثروت دی گویا پاؤں کی جوتی سر پر رکھی لیکن اقبال بسا
 زبردست تھا کہ باغیوں اور تازیوں کی یورشوں سے کچھ غم نہ سکا اور مارون رشید نے
 اس کے جاہ و جلال کا حال سن کر تحفہ بھیجا چا اسکا پوتا ششہ میں سند آ رہا ہوا وہ عالم اور عقل
 تھا یہ دیکھ کر جو خون نے ترغیب دے دیا کہ سیر بقا کا استعمال اس سے کروایا عرض جب
 اونچے غم نے ہلاکت کے قریب اسکو پہنچایا ہوش بگیا اور بالکل حضوری خواجہ سراؤں کو
 اپنی مرگ کے قبل اسنے مروا ڈالا اور یہی انتقام لیکر ان لوگوں کا ہر ہی ہوا چشہ میں
 اسکا بیٹا من سنگ جانشین ہوا اور خانی مورخوں نے اس کے بے تہ قصور ٹھہرایا ہے کہ اس
 کے لیے فقط ایک مہینہ اس نے غم کیا حالانکہ تین برس کی ماتم لازم تھا سوائے اسکے عیاشی و
 کاہلی کا بھی الزام اس کے سر رکھا گیا ہے غرض اسیر بقا کے قصہ میں وہ بھی آ گیا اور اپنے کو اپنے
 تمام کیا چشہ میں اسکا پوتا کینگ سنگ تخت پر بیٹھا اس نے جلوس کے ساتھ ہی

قصہ یہ کیا کہ خوجون کو سب عہدوں سے معزولی کرے اور خاک میں ملا دیوے کیونکہ انہیں لوگوں
 کے ورغلائے جسے اسکے باپ اور دادا کی جان گئی تھی لیکن ان نیکو امون نے اس کی طبیعت اپنے
 برگشتہ کھیکر ایک راکو خواب میں اس کی مٹھا کر کے مار ڈالا اس کا سہانی ون سنگ چودہ برس مغفورا
 اور خواجہ سراؤں نے اس عرصے کے بعد جو نہیں دیکھا کہ ان کی حکومت میں کمی آنے لگی فوراً اس کو مار ڈالا
 بعد ونگ تخت پر بیٹھا وہ بادشاہ نیک طبیعت اور عالی ہمت تھا اور ایسا مذکر تہو نمین پرانی سے نفاق ڈھونڈ
 اور بیٹھا ان لوگوں کا تماشا دیکھتا رہا کہ سطح سے ڈھیس ہی میں لڑتے جھگڑتے تھے اور ایک کا ایک سر کاٹتا
 اور یورش کی فرصت نہ پاتا تھا عرض ایسے دانشمندی معلوم نہیں کیا فقرہ خوجون نے دیا کہ بیٹھا
 کو اس نے رست سمجھا اور اوس کے استعمال میں اپنے کو ہلاک کیا چو نکہ تاریخ ختا سے ظاہر ہے کہ اس
 بادشاہ نے فرمان پر قہر عیا یونے حق میں جاری کیا اور ان کے رجوں کو توڑ ڈالا اور پادشاه کو
 ملک سے نکلوا دیا اس جنت سے ثابت ہے کہ عیسائی مذہب ختایں ہر ایم کے قبل عرصے سے رائج تھا
 جب اس سنگ مرگیا خوجون نے ایک شہزادے بن سنگ کو بیوقوف اور خطرناک اس جھگڑت دیا اور
 وہ بھی ایسا چالاک اور ذی ہوش تھا کہ جب تک اپنے کو مضبوط نہ دیکھا خوجون کے سامنے لوٹنا نہ
 لیکن جب ایک زیر رو شمنصیر بنی مرضی کے موافق ملاقات فریب کا پردہ اوس نے اٹھادیا اور
 خوجون کی فکر میں چلا لیکن ان لوگوں کا اختیار ایسا تھا کہ بادشاہ اور وزیر دونوں کو ایک طور و لون
 نے زہر دلویا چنانچہ میں سنگ چانگ گدی نشین برائے نام ہوا کیونکہ فرمان بردار کا فرمان
 تھا اور طرح وہ زن مرید تھا محل الیان خوجون کی تابعدار تھیں جس امر کو انہوں نے چاہا وہی
 کلفت ہوا بعد اوس کے امی سنگ اس کا بیٹا قائم مقام ہوا اور خوجون کو مالک کل بنا کر آپ عیش میں
 اوقات بسر کرنے لگا باوجودیکہ خوجون کے ظلم سے بلوا ہوا اور انواع طرح کا قہقہہ مسخرون نے برپا کیا
 لیکن مغفور دنیا اور مافیہا کی کچھ خبر نہیں کھتا تھا آخر کو جب مرگیا اور اس کا بیٹا بھی سنگ بارہ برس کی
 عمر میں قائم مقام ہوا بلکہ کا حال قریب تباهی کے پونچا تھا اور خدا نے غضب بھی اسی وقت پیدا
 نازل کیا کہ رعیت قحط اور خشکالی کی شدت سے جان بلب ہوئی اور خوجون نے اوس پر جب معمولی جزیے

یہ رعایا کو تنگ کیا بلوکی اگل شدہ فتن ہوئی لیکر وقت کی خوبی اسی تھی کہ بڑی کینک سپہ سالار نیک
 کروا فتنور کی فوج میں تھا اوس نے باغیوں سے ایسا بندوبست مہقول کیا کہ فتنہ زیادہ نہ بڑھا
 شہ میں ہی تنگ نے اقبال کیا اور اوسکا بیٹا چونگ تخت نشین ہوا غرض جب خوجون دیکھا
 کہ وہ فتن اور بدتر سے اور احکام میں اوسکے عجیب طرح کی دانائی اور پیشین ندی معلوم ہوتی جو
 فوراً جو اس لئے اور سمجھی کہ ایسے شخص کا دور اگر سرے کا تو مولو کوئی حکومت بیشک اٹھ جاوے گی یہی چکر
 اوان مردودون نے ایک روز فتنور کو محل میں غافل کر ایک چہ بچے میں ڈال دیا اور دروازے میں
 قلیل سا کھانا دینا شروع کیا غرض وزیر اعظم نے کسی فکر سے اپنے خاوند کو اوس کدے سے نکالا اور
 اور دو چار روز میں فاقون سے مر جاتا قصہ جب فتنور کی جان بچی اور اوان موزیوں کے ہاتھ سے
 غصی ہوئی دیکھتوں کو بادشاہ نے اجازت خوجون کے قتل کرنے اور لوٹ لینے کی دی و لوگوں نے
 اپنی دانست میں ایک خوجو کو تمام ملک میں زندہ بچھوڑا اور اوان کے مکانات کھدوا کر دھینے نکالا
 سے تمام عالم کا صبر و نڈھالوں پر پڑا اور فتنور نے اتمام لیا لیکن دن ناکسون نے اسخانوا کو اپنا
 کر دیا تھا کہ ایسے بادشاہ نیک تدبیر سے بھی کچھ نہ ہو سکا اور گھڑی گھڑی ترل ہونے لگا آخر کو سلطان لیا نک
 نے بلوکیا اور فتنور کو مار ڈالا اور چند روز کے لیے ٹانگ کے خانوادیکے ایک شخص کو برائے نام تخت پر
 بٹھا کے اٹھادیا اور کچھ جاگیر کھانے کے لیے دیکر آپ مندر نشین ہوا اسی طرح سے ٹانگ کے
 خانوادے سے تخت شاہنشاهی چھین گیا اس سانحہ کے بعد چاس برس کے عرصے میں پانچ
 خاندان فتنورون کے ہو گئے کسی میں دو اور کسی میں تین اور کسی میں چار بادشاہ ہوئے اور چونکہ کوئی بات
 قابل توجہ نہیں رہ کر نے کے اوان لوگوں کے دقتیں نہ ہونی اور سوا آپس کے سر ہمتوں کے کچھ وقوع میں نہیں آیا
 اسکا ط سے راقم نے تفصیلاً لکھنا فضول سمجھا غرض چوٹا ٹانگ میں پانچویں گھڑی کا وزیر اعظم پھلا فتنور
 خاندان تنگ کا ہوا اور چونکہ تین سے اونیس برس وہ مالک خاں رہے اور اسی عرصے میں برسے

بڑے ماجرے ہوئے ذکر اونا خاں

فقط

پندرہواں باب

شنگ کے خاندان سے کے بیان میں

چونکہ شنگ کے آباؤ اجداد امر لکھا اور سرکار میں عمدہ دار عالی وقار تھے اور چونکہ رعایا کی مرضی سے یہ شخص تخت پر بیٹھا لقب اسکا تیسو ہوا اس لفظ کے فقط معنی سے ثابت ہی کہ یہ شخص بسبب نیکی کے بڑے رتبے کا تھا چنانچہ تیسو کا ترجمہ قبلہ گاہ عالیجاہ ہی اور یہ خطاب زبان خلعت نے نے ساختہ دیا اور حقیقت میں جب تک جیار رعایا کے ساتھ مشن پیر کے پیش آیا اور کوئی حرکت ایسی کہی اوس سے صادر نہ ہوئی کہ ادنیٰ سی رعیت کو ایذا پہنچے اس جہاں جلال پر اتنا دشمن فضول خرچی اور خوش لباسی اور غم پروری اور ہر طرح کی نفس پرستی کا تھا کہ اپنے محلہ سر کی ستورا تو ان کو سولے سادی سیدی وضع کے شنگا و تکلف کی تنوع تھی اور بد براور بجا داریا تھا کہ آخر تلج و تخت حاصل کیا اور باوجودیکہ خود ایسا فاضل نہ تھا کہ اوسکی لیاقت کی شہرت تھی لیکن شعرا اور علما کی قدر بھیجی نے اور عزت دینے والا تھا اور دم مرگ تک دولت سر کے چارون دروازوں میں سے ایک کو کہی نہ دن نہ رات کو بند رکھا اسکا جب کسی نے پوچھا جواب دیا کہ میرا گھر مثل میرے دل کے ہر وقت کھلا رہتا ہی تاکہ جو داؤد ہی کو آو اپنی ماد تک پونچھے میں کسی دربان کا ممنون احسان نہ ہوں اور سوا اسکے جو لوگ غلام و کنہر کی قسم سے ہمارے گھر میں بین مختار چلے جانے کے ہر وقت رہیں کیونکہ نوکر بیدل دشمن کے برابر ہی پسند ہیں جب وہ بادشاہ جہان فانی سے ملک جلا ویدائی کو گیا تمام عالم نے غم کیا اور بدعتوں تک حب اوسکی یاد آتی تھی لوگوں کے دلوں سے نالہ و زاری بلند ہوتا تھا اوسکو نہ دینے کے لیے سلف اور ختن کے بادشاہوں نے سفیر بھیجا اور غلطی

صلح القادسیہ ابو القاسم ابو العباس نے جو خلافت اہل عباسی تھا چھ سہ ۶۲۲ ہجری میں فتح
 ہوجا اور دوستی کا نامہ غفور کو لکھا اور سکائیائی سنگ قائم مقام ہوا اور باوجودیکہ جادو
 اور شفیق تھالکن تانائون نے بڑا عاجز کیا اور ہمیشہ تنگ رکھا آخر کو ادن صحرائوں کی فوج
 بیچ ملک کے موٹھی اور تاراج کرتی پہلی آئی لیکن اس کے ہٹانے کی عہد تدبیر غفور کو سوجھی کہ
 شب کو ہر ایک خدائی سپاہی نے دہنے ہاتھ میں تلوار اور بائیں میں گھانس کا پولا جھکے
 شور و غل کے ساتھ تاراج پر تلایا اور اس کے گھوڑوں کو ایسا بٹھرایا کہ دم بہر کا ہی مقابلہ کر کے
 غرض اس شکست سے بادشاہ کو فقط دو ایک مہینے کی مہلت ملی کیونکہ دوبارہ اس کی فوج آئی اور
 غفور سے بھر صلح کرنے کے کچھ دن آگے اس غفور کو ہند کے بعض راجوں نے مذکور بھیجی تھی
 اور دوستی پیدا ہوئی کی آرزو ظاہر کی تھی یہ سنہ ۹۹ میں اس کا انتقال ہوا اور اس کے بیٹے
 جین سن کو تاراجوں نے اتنا تنگ کیا کہ آخر کو غفور سے خرچ قبولوایا اور بعد اس کے بار دیگر
 یورش نکر نکایا اقرار کیا لیکن بعد چند روز کے وہی پرانا نقشہ بھر ہوا اور ونگ ٹانگ اگر ایسا
 وزیر باتہ بیر نہ ہوتا تو زیادہ چڑھتا کیونکہ بادشاہ بزدل اور ضعیف اسل اور اکثر اوقات اپنے غلوں
 کی تعمیر خواہشوں سے بوجھتا رہتا تھا اور ان مردوں نے اپنی قوم کو منظور نظر کرنے کے
 لیے ہمیشہ اسی بطلان میں غفور کو کہا تھا اور خوب اپنا ہاتھ پائوں پھیلا یا اور ظلم ہی حتی
 الامکان کیا اس بیات میں صرف اوقات اور پاجی پرستی کرنے کا نتیجہ براموتا اگر وزیر عظم
 سلطنت کو سنبھال نہ کرتا یہ سنہ ۱۰۲۲ میں اس نے بے وقوف بادشاہ نے جہان سے
 رحلت کی اور اس کا بیٹا جنک سنگ صغر میں نین تخت نشین ہوا جب تک نابالغ رہا اور
 اس کی ماں نے امور سلطنت کا انجام کیا تا مار کا زور کچھ تھا تھا لیکن جو غنیمت عہد گدنی
 بیٹھا اور اپنے احکام جاری کرنے لگا اس قوم نے ہر قصد یورش کا کیا غرض ان کا عہد
 ایسا پڑا تھا اور بادشاہ کو عہد خوف پیدا ہوا کہ کوئی لاکھ روپے اسے تانائون کو نقد دیا
 اور کئی شہر خاص ختا کے جواو کے قبضے میں پہلے تھے مگر جین نے گئے تھے تب کو غفور نے

واپس کیا غرض اس طرح سے آبرو اور جان کو بچا یا اس کے بعد مین کنی لوگوں کے سیفر حاضر ہوئے اور
 مایکل فیبروم نے اپنے پاس تخت مظہر سے تخت اس نفور کو بھیجا اس بادشاہ کے بعد مین
 بادشاہ اور پلے در پلے اپنی اپنی باربی سے تخت پر چند سال بیٹھے اور مر گئے اور ان کے عہد مین
 کوئی سامنے قابل ذکر کے نہیں ہو غرض جب ہوئی سنگ مسند پر بیٹھا تو توپچی تانار کی قوم کو اسے
 ہلا کر نوکر رکھا کر دے دوسری قوم تانار کے ساتھ کئی پرگنوں کو لیے بیٹھے ہوئے تھے لڑنے
 اور خاندانوں کا عوض لیونینگے غرض ان لوگوں نے کیا کام کیا کہ اس قوم سے ملک چین کے آپ
 ہی اوپر قابض ہوئے بلکہ دوسروں نے اور بھی نے مختلف لے لیے اور خود بعض فغفور ہوئے
 بقول شخصی سلا نشہ بلا شد آخر لام فغفور فوج لیکر اس کے معرکہ کی طرف گیا اور چاہا کہ ایک
 لوگوں کی عملداری کی مقرر کرے تاکہ پیچھے قیضہ نہ ہووے لیکن وہاں پہنچا تھا کہ تاناریوں
 نے کین گادین اس کو گرفتار کر لیا بعد ماجرا پڑا ۱۲۵۵ مین ہوا اور اس کے بیٹے
 کن سنگ نے خبر سنتے ہی چھہ فزیریوں کو اس لیے قتل کیا کہ او کی سازش سے فغفور
 کے ہاتھ نہیں گیا تھا سب کچھ اوس نے کیا لیکن تاناریوں کو لڑکر شکست دے سکے نہ اپنے
 باپ کو کہتی تدبیر سے چڑھایا بلکہ ان لوگوں نے پہلے ہونان کا صوبہ چین لیا اور بعد اس کے
 دار الخلافہ کو قبضہ کیا اور فغفور کے اقبا اور محل سب اس کے ہاتھ مین آتا اور تانار
 کا سردار تخت پر بیٹھا اور آپ ہی آپ فغفور کہلا یا غرض کن سنگ نے ہٹ کے ہانگ جو
 کے شہر کو اپنا پای تخت کیا اور جب مر گیا اس کا بیٹا کاوسنگ قائم مقام ہوا اس عرصے
 مین فغفور ایسا عاجز نہ ہوا کہ خان تانار کے پاس عرضی مثل لوکر کے کرتا تھا اور لٹا چن لے
 خادم کا اپنے حق مین کہتا تھا لیکن وہ تانار ایسا احمق نہ تھا کہ ایک فقرے مین آجاوے
 اور اپنی بازی کو نہ کیلے لیکن اس قدر انکساری سے اتنی بات حاصل ہوئی کہ اسیر و مین
 جو شخص خاندان شاہی کا مرتا تھا اس کی لاش کاوسنگ کے یہاں کن دفن کے لیے بھیج دی جاتی
 اور وہی مروت قیمت ہتی اس لیے کہ ہانگ نہی کیا ہانگ کا دریا سے مولا اور دھار گرا مانع نہوتا تو

ہاتھ چومیں بھی فغفور کو تار جا کر گہیرا اور ایک مہ اسی قصہ سے اپنے رسدے کو لیکر اوس
 دریا کے کنارے تک گیا لیکن اوس بھر سونک میں گہرا ڈال کے پار جانے سے سواروں نے
 انکار کیا اوس وقت عدول علی کے باعث سے ایک مہ اسی ہوا کہ سردار تار کا مارا گیا سنہ ۱۳۱۲
 میں ہوسانگ تخت یرمیا اور تار یون نے نہ اس بادشاہ کو ستایا اور نہ دوسرے کو پوسٹ
 میں قائم مقام ہوا غرض سنہ ۹۹۱ھ میں تم سنگ فغفور ہوا اوسے جو کم بختی ہوئی سنگ کی طرح
 آئی اوسے مغلوں سے نیوچی تار یون کو غارت کرنے کے لیے عہد و پیمان کیا اور ان یون
 قوموں میں جو ازلہ ان اس سب سے چنگیز خان اور اوس کے میٹوں اور پوتوں کے وقت میں نہیں
 باب آئندہ میں مذکور ہوونگی لیکن مفت میں خانی پیسے جاتے تھے اس لیے کہ خنکی فتح
 ہوئی دے خانیوں کو دشمن کی رعیت جان کر کوٹھے مارنے آکے بڑھتے تھے اور حکمو
 شکست ملتی تھی دے تاراج کرتے پیچھے ہٹتے تھے تاکہ دشمن کے ہاتھ کچھ نہ لگے غرض
 دونوں قوم تار کو پختی کے دو پلے سمجھے اور خانی بیچ میں مثل گھون کے پیسے جاتے تھے
 سنہ ۱۲۹۹ھ میں تو سنگ فغفور ہوا اور بدکردار بھلا امرانے قبل خان چنگیز خان کے پوتے
 کو جو خاقان تار تھا پیام ملک حوالہ کرنے کا بھیجا غرض چونکہ باب آئندہ میں اسکا حال
 بالتفصیل ہی بیان مختصر یہی کہنا چاہیے کہ خاقان کے سرداروں نے پرگنے کے بعد
 پر کسے چھین لیا اور بادشاہ کو اوس پر بھی بجز عیش کے کچھ نہ سوچا آخر کو جب مارا گیا اور تین بیٹوں
 میں سے دوسرا لنگ سنگ سنہ ۱۲۷۴ھ میں عالم طفولیت میں قائم مقام ہوا اوس وقت قبل خان
 نے سردار بابا یان خان کو فوج تبار کے ساتھ دار الخلافہ کے لینے کو بھیجا اور خانیوں نے جب سنا کیا
 اکثر شکست پائی آخر کو شہر ہاتھ جو فغفور کا یا ی تخت چھین گیا اور صاحب اوس کم بخت تخت کا گرفتار
 ہو کر قبل خان کے حضور میں بھیجا گیا اگرچہ اوسے لیر رکھا لیکن فخرت گزار با لغرض دوسرے
 دو بہائی چند نقا اور قریب کے ساتھ جہاز پر سمند میں بہا گے اور ایک بعد دوسرے کے
 حاکم کی راہ سے فغفور کھلا یا لیکن ہان بھی تار یونچے اور کان تان کے شہر اور صونے کو

منع کر کے خاندان النون کی تلاش میں اونکی بھرنکھی اس سے میں ایک بھائی مرحکا تھا اور ایک بھیا وہ
اپنی ماں اور وزیر اعظم اور چند دوستوں کے ساتھ اپنی بھین تھاکہ نعل امیر البحر پہنچا اور اٹھ بیجا کہ اگر
قبلا خان کے حضور میں چلو تو بہتر ورنہ مقابلہ کرو سکا جواب ختائی وزیر نے بہت سخت دیا اور سنا
بحر سے بھڑکا ہوا اوجھ سے شام تک اپنی لڑائی رہی کہ سمندر کی رنگت بدل گئی لیکن آخر ختائی بھرنکھت
کامل فی غم میں جب یہ نوبت پہنچی کہ تاناری جہازوں کے سارے ناکہ بھگت کے سیکے اور شاہزادہ اور
وزیر اور اسکے ساتھی سب قریب گرفتاری کے ہوئے وزیر اپنی بی بی اور لڑکوں کو سمندر میں ڈال دیا
اور شاہزادے کو کھانا دے دے موزوں کے ہاتھ پٹنے سے آبروریزی اور بڑی خرابی ہو گئی مہاجرا بچا
یہ کہتا ہے اور فغور کو گو دین اور ٹھاپانی میں کو دپڑا اور اسیلج سے گھر لے کر کا خاندہ ہوا اور سونوں کا
دور ختایں شروع ہوا بعد شاہزادے اور وزیر کے خود کشی کے اکثر امرا اور وزرا نے اسیلج سے اپنے کو
ہلاک کیا اور ختائی امیر البحر نے جب سب کا یہ طور دیکھا سمندر میں غوطہ لگا کے اون بہادر وں کا بیڑہ ہوا

سولہواں باب

نعل کے خاندان سے کے بیان میں

جب کہ ترک کی سلطنت بگڑی اور اونکی جمیعت ادھر ادھر ہر پریشان ہو گئی تو اون کے اقوام جملہ تانائین
پناہ لئے ہوئے ایک گروہ تھی کہ جب کالقب نعل تھا اس کا حال تفصیلاً تیسرے فہرست میں لکھا جاوے گا بیان
اتنا ہی کافی ہے کہ قبلا خان اوس قوم سے تھا مگر چونکہ اس کے دادا چنگیز خان نے پہلے ملک چین میں بڑے
کی اور اسکے چھٹے اور سیم کی آمد و شد وہاں ہوئی اور آخر کو اس ملک میں اونکی سلطنت کی بنا کی گئی اس واسطے
لازم ہے کہ اوسکی کچھ کیفیت لکھی جاوے تاکہ معلوم ہو کہ کن جہتوں سے ان لوگوں کا داخل ختایں ہوا اور اون کے
آئے کیا باعث تھا اور کیا نتیجہ و سس حاصل ہوا اگرچہ واقعی یہی ہے کہ آدمی کی حقیقت حال اسکے جوہر
دائے متعلق ہی اور جب کہ خلافت اوسکی بی بی پر فزین یا اونکی بی بی پر فزین کرتے ہیں تب حسب نسب کی
طرف مطلق توجہ نہیں کی جاتی ہی اور نہ باپ اور دادا کی بزرگی نفرت کو کم کرتی ہی اور نہ اون لوگوں کی
بکر داری بیٹے کے حق میں مضرت ہوتی ہی لیکن باہنہ سلف کے اکثر سیر و تاج میں نامی آدمی کی پیدائش کے

باب میں ایسا فساد ہے کہ جانوں کو اس کے بیان بچھڑا دیتا ہے اور فہم کو اس کے دروغ پر چھوٹی آتی
 تھا اسکی مثالیں دینی صفت و نہیں کیونکہ جسے کتاب بتی مذہبی ہی کی ہی صدائقین اس طرح کی اسکی نظر
 سے کڑی ہو جاتی چنانچہ مخلوق کی تہذیبوں میں جگہ کی پیدا ہونے کے باب میں روایت عجیب و غریب اور
 ایک جملہ یہی کہ ایام قدیم میں اس خاندان کے خواتین سے ایک شخص کے جسکا نام حیدر خان تھا
 دو بیٹے تھے جیسا کہ دیکھتے ہی ہم گئے شخص ایک کے بیٹے مسیحی دی جن بایان سے دوسرے کی بیٹی ساتھ لانا
 تو اکاملا ہو اور دو کے تہوڑے دنوں بعد جب دی جن بایان کا انتقال ہوا تو بچے اور اسی جوڑ کو جوڑ گیا
 اور وہ نیک بخت اپنے لڑکوں کی پرورش میں مشغول رہی چند روز کے بعد ایک صبح کو جو خواب اسکی آگیا
 کہ ملی خیمے میں بڑی روشنی مثل آفتاب کے دکھائی دی قعب سے خیال کرنے لگی کہ یہ روشنی کہاں سے آئی گی تو
 میں عکس جو پہلا تہا رفتہ رفتہ سمٹنے اور صوبت باندھنے لگا اور ان کی آن میں اسی کوڑھ شبیہ ایک مرد حسین اور
 وحید کی پیدا ہوئی الا آن قوا حیرت زدہ ہو کر چاہی کہ اوٹھ کر بہاگے مگر ماتہ پاؤں نہ اٹھتے تب قصد چلانے لگیا
 مگر زبان آواز نہ نکلی کہ اتنے میں وہ شکل اس کے ساتھ ہم بستر ہوئی چند روز میں جو علامت زن حاملہ کی اس میں
 ظاہر ہوئی اس وقت تمام تادیوں میں شہرت ہوئی اور سرداروں نے قابل قتل کے اسکو جو تیر کیا اور سنے
 تمام بھر اکہ سنایا اور یہ کہا کہ پورے دن تک آپ صبح پر ہیے اگر تین بیٹے میرے ننوین تو بھر قتل کیجیے
 ورنہ میرے بیان کو واقعی جانینیے آخر تین بیٹے اس نیک بخت کے پیدا ہوئے جنکے نام لوگم گناگرن اور
 باسکن سامی اور پوز پوز رکھے گئے جسکا ایک لقب نورانیوں نے اطفال نور ترکی زبان میں ہی حسن
 اسی روایت کا بیان ہی کہ پوز پوز کی نسل سے چنگیز خان نکلا مگر تحقیق یہ ہی کہ قوم نعل کی ترقی چنگیز خان سے
 پیدا ہوئی اور اسکا باپ یسوی خان بہادر تھا جسے اسن شیا کا نام تو جن اس لیے رکھا کہ جس روز دوسرے
 فرقے کے مخلوق کے سردار مسیحی تو جن پر ظفر باب ہوا اسی دن چنگیز کی پیدا ہونے کی خبر پہنچی اور ناکہ اور شخ
 کی بادشاہ یسوی خان نے بیٹے کو وہی نام دیا قتل ہی کہ پیدا ہونے ہی لوگوں نے دیکھا کہ اسکی ہڈی تھی سبھی
 ہوئی ہی انگلی کھول کے دیکھتے ہیں کیا کہ ایک دلاخون نمہ کا اس میں ہی اسکی تعبیر وزیر نے یہ دی کہ
 اسکا بڑا سردار جہاں رہو و گیا اور اکثر ملکوں کو فتح کر گیا اگرچہ ایسے جہاں سے کو بہتے ہو کسی شخص کے ایسا کہنے

میں تعجب نہیں لیکن اغلب ہے کہ یہ لطیف فخریہ چکر کے قبور مند ہونے کے لمبا ہوا جب کسی کے جھوٹا
 ہونیکا خوف نہ تھا غرض جب چکر تیرہ برس کا ہوا اس کے باپ نے انتقال کیا اور اسکی ماں اولین ایک خانم
 حکمرانی کرنے لگی بعض اقوام تھار کے جو بعد ارسو کی خان کے تھے یہ سمجھ کر بلوچا یعنی وقت یہ ہے کہ زمام
 حکومت کم عقل عورت اور غیر پس کے اڑنے کے ہاتھ میں لکڑی بھیجے کہ ایسے شخصوں کے واسطے طفلی کا اپنا
 صرف سن کی محبت نہ کہ عقل کے سبب ہوتا ہی اور بزرگی بقول سعدی علیہ الرحمۃ نقل ست نہ بسال غرض پھر
 یہ لوگ بکری بیٹے چکر تلوار لیکر اٹھ کھڑا ہوا اور اونپر ایسا بیانی نازل جاتا کہ سرکشوں کو بھر بھل گئے کے کہہ بن نہ لایا
 یا نہیں شکست کال اور نہیں نہلی اگرچہ اتنا ہوا کہ چکر غمان پر ناخت کرنے کہ ٹھیکہ میں جو سرگرمی تھی ٹھنڈی ہوئی
 ادبانی تین برس کے بعد چکر کو خبر ملی کہ تیس ہزار فوج نامدہوں کی اس کے ملک پر پیش کو قصد ملایا ہوا
 ہے یہ سننے ہی اس نے تیس قوم غل کو جو بعد اسے جمع کر کے ایک صف باندھی جسکی پشت پر سبے لود ووشی
 اور عورت اور لڑکے بڑے مرعین وغیرہ سب سے جب غنیم سے سامنا ہوا چکر خان ایسا ایسا کام کیا کہ بڑے بڑے
 پرانے سپاہی زخم خوردہ جنگ آزمودہ اور اسکی مردانگی پر حیرت زدہ ہو سکے ہوں کہ ہوش جاڑو آخر دشمن کو کسی
 دی گئی کہ بانج یا چھ ہزار لاشیں میدان میں رہ گئیں اور ہزاروں مرد گرفتار کیے گئے اس فتح کے بعد تموچن نے
 اپنے سرداروں اور سپاہیوں میں بالکل بغاوت پیدا اور سرسوار باغیوں کو کہو نے پانی کی دیک میں دلوایا
 اور اس کے مال و اموال لٹوا کے عورت اور لڑکوں کو اس پر کیا اسکی شہرت جو ہوائی اطراف و جوانب کے پھیلنا
 تموچن کی دوستی کے خواہاں ہوئے غرض اس وقت میں تیوچی یعنی خربہ تھار کا سردار تمام ملک تھار ملک تھار
 خاقان کہلاتا تھا اور تموچن مثل اور خونین کے اسکا اجداد تھا اور اسی ایام میں بعض سرداروں کی سرکشی ہوئی
 سے تموچن اور طغرل خان قوم قرارت کے سردار کو حکم باغیوں سے جنگ کرنے کا ہوا یہ گئے کہ لو فرخ کر کے
 آئے اور تموچن کی بہادری لکھ ساگر ہی خاقان کو ایسی پسند آئی کہ اسکو فوج کے ایک غندہ جلیقہ سرسوار
 ہوئی طغرل خان کا مذہب عیسائی تھا جب اس طرح لڑا ایمان کا راج تھار میں ہوا اور عیسائی بادی
 بھستہ بت پرستوں کو باؤں یا میں لود است پر گئے تو بد مذہبی اور کامدہ ہو کر اپنا نام جان اپنے چند کھایا
 تھا اور چونکہ گرم اور جاغیران عیسائی مذہب کے رواج دینے میں تھا اور پادریوں نے ہی اس سے مقرر کرنے کی

یہ خطاب پادری کا دنیا صلح وقت سما انہیں جتوں کے لفظ پر سڑینے پادری اس کے ہم کھن بار پونہ میں
دیکھنے میں آیا اور عیسیٰ پسر مر جان ہی کہ جس کے باب میں قدیم روایتوں میں ابے اس کے گئے ہیں کہ میرت ہوئی
ہی غرض حقیقت میں قوم قزاق کا وہ سردار تھا اور مقام قراقرم میں اس کی دار الحکومت تھی کئی امر میں تو جو
اور اس کے باب کا ممنون احسان یہ شخص تھا لیکن ہنگری ظاہر کر کے اس پر داری ہو گا جسے تو جو کی غلطی کر
اور اس کے ملک جہین لینے کا قصد کیا تھا جلا اور جنگ کا سامان اپنے محسن سے کیا آخر کار بڑی لڑائی ہوئی اور جس طرح
ہمیشہ تو جو کو فتح ہوتی تھی اس فوج بھی حاصل ہوئی اور طفل بباد کا سر نہان تار کے ایک خان کا ڈالا
چندر دوز میں اس کا شریک ہی جو بانی سانی اس فساد کا تھا مارا گیا اور اس کے بے اسیر ہو کر تو جو کے پس من
دیے گئے اور یہی خاندان پر بڑے جان گھرانے کا ہوا اسکے بعد کئی خواتین سردارانہان تار سی تابانگے کے گریب
ہو کر سہ ہجگ ہوئے لیکن تو جو کو کسب پر فتح ہوئی سر میں بھی لڑائی ہوئی اور بار کے ایام میں قوم مرکاٹ
خان پر اسے فتح پائی بعد ان لڑائیوں کے اطراف و جانب کے تمام سرداروں پر ثابت ہوا کہ تو جو کا مقابلہ
ہی تب بہتوں نے باہم ہو کر عرضی کی کہ ہم سب تالبداری کرنے کو حاضر ہیں اسی وقت میں ایک آزاد مجذوبہ
اون خواتین کے مجمع میں جا نک آگیا اور کہنے لگا کہ خدا اپنی مرضی کا اظہار مجھے کیا ہی کہ تو جو ایک سردار
کا ہو گیا اور بعد اس کے گھرانے میں اس کے خاقانی کا مرتبہ رہے گا اس کو اس کے کوٹ چنگیز خان کا دیا
چاہے جس اس کی بزرگی ظاہر ہے یہ لکھ چلا گیا اور قیاس سے بعید نہیں کہ اس کو مجذوبہ کا اسی مقام میں
عین وقت پر آنا اتفاق سے تھا اور غالب ہی کہ اس کو اشارہ اس طرح کے کہے گا ہوا تھا تاکہ وہ سردار
جو باوجود واقف ہو اس امر کے کہ چنگیز خان کی برابری کرنی دشواری کر اس واسطے کہ اپنی زبان سے
جس کا اقرار ان کو ناگوار تھا اس کے اظہار میں خفیف نہ ہو دین خدا اس کی عید راہ کنالی بہر حال اس آزاد
کا عید کتنا کہ تمام سرداروں نے اپنی اپنی فوج ایک میدان وسیع میں جمع کر کے موافق اس دستور اور رابطہ
جو ان کے یہاں مروج تھا اور جس کا بیان اسی جگہ تیسرے دفتر میں ہی تو جو کو خطاب چنگیز خان کا دیا
اور معنی زبان میں چنگیز کے معنی بزرگ ہی اور گزیر قوم فضیل ہی اس واسطے چنگیز خان یعنی بزرگ تروی الفط
چنگیز ہی جس پر یہ کہ اس کو سورج چنگیزی کہتے ہیں اور فارسی اور ترکی اہل سیر چنگیز کہتے ہیں لیکن اہل

لفظی ہی اور چونکہ عربی میں حرف سب نہیں ہی اس کا خط سے عربوں نے کو عوم کیا ہی بعد اس واقعہ
 جو سنہ ۱۲۰۶ھ میں ہوا قوم لہمان اور قوم مہکات اور قوم نگران اور قوم کارگ و غیرہ کو فتح کر کے چنگیز خان
 سفید و سر اقوم تاتار کے پاس خراج لینے اور اپنی خاقانی کو قبول کروانے کو بھیجا اکثر طباقی او کے عامل ہوئے
 اور سنہ ۱۲۰۹ھ میں ایگور کا خان جو تاتار گورخان سردار تاتار کا راختان کا تھا جو ملک تخت شمالی ملک تھا کے
 تھے جبکہ حال سابق میں مذکور ہوا کہ جب چنگیز ملک کی دو قسمیں تین صوبیات شمالی میں چار خانوادہ بادشاہوں
 کے تھے جن میں سے چھ تھا طالب و کا چنگیز سے ہوا کیونکہ گورخان مذکور نے ایک سپہ سالار کو ملک ایگور
 تاتار میں بھیجا تھا اور اسے ظلم سے لوگ عاجز چھپ چھپ کر گیا اور بدستور خیر کرا لیا قوم ایگور کی تمام اقوام تاتار
 میں فی استعداد باقیات و آدمیت تھی اور مثل خانیوں کے وضع ادبی تحریر کی تھی اور علم و انسانیت کی بوجہ
 ان میں پائی جاتی تھی غرض یہ قوم جب تاتار گورخان کی چنگیز خان کی حکومت تمام ملک و اقوام تاتار پر پائی
 جتنی خوریزی سے یہ بات حاصل ہوئی اگر ذکر کی جاوے تو صفو بیان میدان جنگ ورنی قوم نیزہ اور روشنائی گولہ
 قطر خون ہو جاوے اور دیدہ ہل بہم ایک دریا اشک کا ایسا کہ بہر بیان نہ ہو اور گل پہل نہ ہو اس کے تھے
 اختصار کیا گیا کہ جب چنگیز خان ظفر خان نے پسر شربان کی کمپری کو پیلاہ شرا تھے کا بنایا تو اسے بھجنا چاہے
 کہ اور وں کا کیا حال و سنے کیا ہوگا القصد مغرب پر قوم کا راختان اور جنوب پر پرتیا کی بادشاہت جسے والی
 سب مانجو کہلاتے اور جو چنگیزی صوبوں کے ملک تھے باقی رہے غرض قوم کا راختان کی سرحدی کا استیصال ہر
 وقت پر موقوف رکھ کر چنگیز خان مانجو وں کے باجگذا رکھنے میں متوجہ ہوا اور ملک ختائین قریب دیوار ختائے کوشا
 کر کے داخل ہوا اور کئی قلعوں کو قبضے میں لایا لیکن جو کے شہر کو فتح کیا آخر کار جب ختائین شہر لیگن ہیا کو جو
 دارالامارۃ مانجو کا تھا محاصرہ کیا اور نے اپنی ایک بیٹی چنگیز خان کو نذر دیکر باجگذا رن میں اپنا نام لکھایا چنگیز خان
 کے ایک کم قبل سے مغل سب تاتار تھے تو یہی لینے غرضی تاتار کے جو ملک ملک تاتار کی مشرقی تقسیم اور ختائے
 صوبیات شمالی کے تھے اور جو وقت چنگ چانگ بادشاہ تو یہی نے انکے اپنے ایک عزیز کو خراج سنا
 اقوام تاتار سے تحصیل کرنے کے لیے اس ملک میں بھیجا تھا وہ شخص نے چنگیز کی ہاک کے ہوا تھا اور جب
 چنگ چانگ کے بعد اس کو تخت ملا چنگیز سے خراج طلب کیا مگر بدستور ختائین مانجو چکا تھا وہ شخص کب اتفاق

بجز تسخیر کرنے کے ایسی عوی کی طرف کرنے والا تھا اس کے کینہ ویرانی کی تدبیر میں تھا اور ایک غرار
مغل کو بھی اسے مار ڈالا تھا کہ یہ پیغام آیا اس کے قہر میں آیا اور سخت جواب پہنچا اور فوراً تمام لشکر کے جمع ہونے
اور پارک بک سٹاکا حکم دیا اور سید لاہون کو توڑی سی فوج دیکر صوبہ جات نشینی اور حسین کی طرف راہ کھٹ
کی دریافت کرنے کو بھیجا اور وہاں دیکھنے گئے سرحد خان کی کیا کر کے چلے آس طرف ملباری ہو رہی تھی اور
ایک سی بھی غفلت کی لیکن جب کی بگرتی ہی تب اچھی تدبیر بری ہو جاتی ہی چنانچہ آٹھونے اپنی قوم کے
سپاہیوں کو اون مقاموں پر متین کیا جہاں اہل خانہ کی سکونت تھی تاکہ اگر عہدہ لوگ مستعد ہوں
ہو دیں اور جنگیں سے لے جانا چاہیں تو اپنی سپاہ و اون جاہر موجود رہا تاکہ تم ناراضی سے جو اون کے دل میں سبب
انچال مال ہو اور خود زہنے کے متاد رخت بناوت پیدا نہ ہو غرض جو نہیں ایک سی کیا ہی ہو گئے گھر وں پہ
پونچے ختان سب بگرتے اور کہنے لگے کہ جب ہلوگ نکھام سمجھ جا چکے ہیں تو اب مردانگی کے یہی معنی ہیں
کہ ہم سب لے ہی ہو جاویں غرض یہ لوگ باقی ہو گئے اور آرزو سالانہ خان سردار کارگ اور اید قیوت خان
سردار ایگورابی اپنی فوج لیکر جنگ سے آنے بعد اس کے خاقان نے علانیہ لکھ کر کہ جنگ جنوب کے ملکوں میں شروع
ہو وگی لشکر کو تقسیم اور دوسرے سال لاہون کے تاج کر کے نیوچی کے شہر وں کے لئے اور خاک سبیا
کرنے کو دوسری طرف روانہ کیا اور خود دشمن کے مشا کو فوج جدیدہ ہوا لیکر آگے بڑھا یہ سالانہ لیکر
سردار نیوچی گھبراہ اور پیام صلح کا بھیجا لیکن جنگ نے مطلق توجہ کی اور قین طرف اسے اور اس کے بیٹوں
اور سپہ سالار وں نے دشمن کے شہر وں میں ایک شہر کو بعد دوسرے کے لینا اور ایک قلعہ کو بعد دوسرے کے قبضہ کرنا
شروع کیا اور جب کہ ختان کی قوم نامہ کا ایک فرقہ اس کے آن کر ملا جنگ نے اس کے سردار کو خطاب کا
دیا اور اپنے سپہ سالار چینی کی تو نیاں جسکو عرب کی تاریخوں میں صر منج کوچ سے بدل کر کے جی کی تو نیاں
کہتے ہیں فوج لیکر اس کے ساتھ بھیجا تاکہ نیوچی کے خوف سے کسی کو اس کے تابعداری کرنے میں تامل نہ ہو
اس امر کے جو تہر ہی بالکل قوم ختم کی اوٹھ کٹری ہوئی اور جنگ سے ہر کوئی شہر نیوچی کو اپنے قبضہ میں
لائی ماورائے شاہنے شہر لیا تو ایک کو جو شرقی دار السلطنت قوم نیوچی کا کہنا ناخا چین لیا اور ہر
یہ ہو رہا تھا اور دہر جنگ نے سپہ سالار منلی خان نے بالکل قلعہ جات قریب دیوار ختا کو اپنے اختیار میں لیا

غرض جب ٹی یا نگ فوکی شہر کے محاصرہ کو خاقان چا شاہ تیوچی نے تین لاکھ فوج چیدہ کو جو اسے
 وقت کے لئے لازم تھی مقابلے کو بھیجا اور بڑی لڑائی اوتھ اور مغلوں نے ہونی باوجود یکہ فوج خود
 ہی لڑی اور دوجا فردی کی جو چاہی وہی لیکن جنگیں کی فتح ہوئی اور تیوچی کی فوج بھی بچائی شہر ٹی یا نگ میں
 پناہ گاہ ہوئی اس مقام کو جب جنگیگر نے محاصرہ کیا تو اہل قلعہ نے عاجز ہو کر ایسا ہلاکتوں پر کیا کہ ملاوہ
 بہت سے لوگوں کے مارے جانے کے خود جنگیگر ضرب تیر سے ایسا مجموعہ ہوا کہ عرصے تک خوف رہا کہ بھگیا نہیں اور
 اسی جیسے خاقان ترکستان میں پہر جاننا مناسب جانا کہ اپنے ملک کی آب و ہوا بہت زودتر ہو
 جو نہیں خرم اچھا ہوا جنگیگر ختامین پہر انتقام لینے آیا اور ان شہروں کو دوبارہ لیا حسین تیوچی نسب بعد
 خاقان گھائل ہونے اور ترکستان میں پہر جانے کے دخل ہوئے تھے اور صوبجات شاہی اور چچین کی سرحد پر
 ایسی لڑائی دونوں توہن میں ہوئی کہ ملی مبالغہ خون کا دریا بھاڑا ہی قتل ہوا اور یہ وقت ایسا تھا کہ
 قوم تیوچی کے خور و بزرگ شاہ سے اپنے سپاہیوں کے دل میں ایک دوسرے ایک دل کا یہی ایک صدر ہے کہ خواہ
 فتح ہو خواہ موت ہو لیکن انہوں نے کہ وہی تفریق ہر ایک کے زوال کے ایام میں نہ کیے میں آتا ہی جو دمان میں فوج ہوا
 چنانچہ یں آج اپنے سب بڑے سپہ سالار ہو چاہو کہ ایک دفعہ ادنیٰ سی بات میں معزول کر کے جنگیگر کے فوج
 سے پہر اسکو بھال کیا اور اپنے تخت کی حفاظت کے لیے یستین کیا غرض پہلی دلت کی یاد اسکو دل سے نکلی اور
 یہی خواہش ہوئی کہ خداوند قادر دان ہلاک کیا جاوے اس ارادے سے فوج بے چکا بیٹھا مسئلہ کا نشانہ دیکھنا
 اور ہر چند یہ سچی نسبت کچھ کھلا بھیجا لیکن مطلق متوجہ نہ ہوا آخر ایک وز دفعہ فوج لیکو بے تخت میں ملا آیا
 اور یہی گورقنار اور حیدر روز میں بار کر کے پایا کہ خود اسکا قائم مقام ہو و لیکن لوگوں کے گنگا کے
 اندیشے سے شاہزادہ جی نیگ کو اوستے تلخ دینت دیا اس بل جل کو سنکر جنگیگر نے جن وقت یورش کا
 پاس تخت تیوچی پر سہما اور جیانی نویمان کو تھوڑی سی فوج دیکر پہلے سے سہما اور خود منزل پہر بھیجے
 رہا جب مقابلہ ہوا تو چاہوئے باوجود اپنی علالت بہ سبب نہ جی ہونے کے سردار مثل کو شکست دے
 غرض اس کے زخم نے اوسے شب کو یرم پیدا کی اور صبح کو مقابلہ خاقان سے تھا اس سبب سے اس نے اپنے
 نائب کاؤکی کو اپنی جگہ میں مقرر کر کے میدان میں بھیجا غرض آپس کے فتنے انیا کام بیان بھی کیا

اور کاؤکی نے قصد اپنی فوج کو شکست دلوائی تاکہ ہو چکا ہو پر غضب شاہی ہو سکا اور میدان سے پس پا
ہو کر شہر میں آیا اور فوراً سیالار کے گھر کو محاصرہ کر کے اس کو مار ڈالا اور چونکہ خود بادشاہ سردار عقل
سے ناراض تھا اس لئے اس کا فوجی کو سنہرے لکڑی کے گھڑاؤ اور سپہ سالار بنایا اور اس وقت میں شہر بیک گینگ
اب بچھین کھینے میں بیوی کا دارالخلافت تھا قان بزرگ کا قصد ہوا کہ چاروں طرف سے اس مقام پر ہلا ہو
اس ارادے سے دوسرا رخائی جو متحدہ اسکی فوج میں تھے اس کے ہوا چار بلینین اہل ختا کی شمال کی طرف
پڑھائی کرنے کو بھی گینگ اور تین بیٹے توچی خان اور اوکتا نی خان اور چغتائی خان کو حکم ہوا کہ جنوب کی طرف
سے تاج کر کے ہونے شہر پر حملہ کریں اور پوچھا خان اور جوجی کا سرخان چنگیز کے بھائی کو شمال کے پرگنوں
کو خاک سیاہ کرنے اور بعد اس کے بیک گینگ کے محاصرے میں دوسروں کو ساتھ جانے کا حکم ملا اور جو چنگیز
اپنے بیٹے توچی خان کو ساتھ لیے چوتھی طرف سے روانہ ہوا اور اسی حملہ میں خاقان ایک تیرہ ایسی کی جو قابل
بیان کی ہی چونکہ خانیوں کی پرورداد پرستی سے واقف تھا اس لیے جتنے ہوشیے اور ہریمان اور لکون کو
گرتا کر رکھا اپنی فوج کی پہلی صف میں ان کو قطار سے کھڑا کرتا تھا اور خانیوں کے مقابلے کو جاتا تھا اور
وہ لوگ جب اپنے پرگنوں اور عزیزوں کو اس طرح سے دیکھتے تھے نہ حرا کے ہٹ جاتے تھے اور اسی طرح
جب ختا کی فوج سے آتی تھی نہ لڑائی اور بیخ فوج ہوتی تھی غرض بیوی تاتا سے دس مشہور میں تو
مقابلہ ہوا اور چنگیز ہمیشہ طغریاب ہوا اور انہیں لڑائیوں میں مہجرات یحییٰ اور شان ٹانگ اور شہنشاہ
بالکل تباہ اور خاک سیاہ ہو لاکھوں آدمی مار گئے اور لاکھوں اسیر ہو آخر کار جس طرح خکاری سب
چاروں طرف سے محاصرہ کر کے ایک مقام پر لگا اور ازاں شروع کرتے ہیں اسی طور سے چنگیز اور اس کے
بیٹوں اور سپہ سالاروں کی فوج نے ہر طرف تباہی لاکر شہر بیک گینگ کو چاروں طرف سے محاصرہ کیا جانا
پر شاہ بیوی قیم تھا غرض ہر چند لوگوں نے خاقان کو صلاح اس شہر پر ہلا کرنے کی دی لیکن جواب اس
مسمون کا سب کو دیا کہ بعیدیت وقت ضرورت جو نماند گریز دست بگیر دسر شمشیر تیرہ پس ہاجر کو سیا
تنگ نکلیا چائے گینگے کی کوئی صورت باقی نہ رہے کیونکہ عالم بیکس تہو میں ایک شخص انہو کو پرانہ کرتا
ہی اس خیال سے چنگیز نے اپنی کی معرفت کھلا سمجھا لکشاہ تاجو تیرے تمام ملک کو میں نے فتح کیا اور

یہی ایک شہر تیرامانی رہا ہی اگر بلج نہیں دیو کیا اور جو کچھ میں طلب کیا ہی فورا نہیں بھیجے گا تو مجھے کو
 غارت کر دے گا آخر کو سب کچھ اوستے قبول کیا تھا قاتل اپنی فوج لے اپنے ملک کی طرف روانہ ہو گیا لیکن چند
 کسی بہانے چنگیز نے سردار لشکران بھادو کو پھر ختایین اور نہیں سب لڑنے کے لیے بھیجا اور اسے شہر
 نینگ کینگ کو فتح کیا گر شاہ نیوچی نے سابق محاصرے کے بعد شہر کی کانگ فوین رہنا اختیار کیا تھا اس لیے
 اوپر مدد نہ آیا حالانکہ سپاہ و سکی بہت ماری گئی اور دولت بھی مغلوں کے ہاتھ ایسی آئی کہ جب سپہ سالار
 چنگیز کے پاس اسے بھیجا تو اسے خوشی کے مبارکبادی کا نامہ لکھا اور یہی اتفاق کسی سب سے
 ہوتا تھا کہ بادشاہ شہنشاہ نامہ و سکو کھے بلکہ فتوح کا حال سکھو صرف یہی اکثر تھا تھا کہ چنگیز کا اسکے بعد برابر
 دونوں قوموں میں لڑائی ختایین سرزمین پر رہی اور سنہ ۱۲۱۱ء میں منلی خان چنگیز کا نام سپہ سالار چین
 بھیجا گیا اور قاتل دوسرے ملکوں کو سر کرنے میں متوجہ ہوا غرض اس واقع میں چنگیز کے ذکر کو نہیں لڑائیوں سے
 تعلق ہی جو کہ سرزمین چین پر واقع ہوئیں اس مخاطبے غیر جگہوں کا زیادہ بیان مناسب نہیں لیکن اتنا
 کہنا کچھ مضائقہ نہیں کہ چونکہ سلطان محمد خوارزم شاہ نے چنگیز کے اٹلی کو مار ڈالا اور خلیفہ ناصر
 ابو العباس احمد نے جو دشمن جانی محمد خوارزم شاہ کا تھا سفیروں کے وسیلے سے اسرار بار بار قاتل کے
 حضور میں اس سلطان پر غالب ہو اور اس کے باب میں کیا تھا ان جہتوں چنگیز ماوراء النہر کی طرف
 متوجہ ہوا اسی عرصے میں تولی خان چنگیز کے بیٹے اور سلطان محمد خوارزم شاہ سے مقابلہ ہو گیا تولی خان
 پس پاچا اور باپ آن ملائمہ سب اس کو چنگیز کو قہر پیا ہوا اور لشکر کی کئی تقسیم کر کے اپنے بیٹوں
 اور سپہ سالاروں کے تابع ایک ایک فوج کر کے روانہ کیا اور شہر پور کو جو موقع درمیان سر قند اور بخارا کے
 جمنج اور قتل عام کرتا بخارا پر چڑھ آیا جہاں خوارزم شاہ کے تین حیدہ سردار اور بڑی فوج تھی اگرچہ
 شب خون مارنے کے قصد سے اون لوگوں نے چنگیز کی فوج پر کئی دفع ہلاک کیا لیکن مغلوں نے ایسا جواب
 باصواب اس سحر کا دیا کہ بخارا میں پس پاچہ کو صبح کو دھڑ دھڑا کر سے ہماگ جتا پڑ سقا ہوئے لیکن قاتل
 سواروں نے گھیر کر سب کو مار ڈالا سپر شہری لوگ سخت گھبراؤ اس مانگنے لیے علما اور باطل اہل سحر
 شہر کی کئی لے چنگیز کے حضور میں حاضر ہوئے بعد اسکے قاتل فوج لیکر داخل ہوا پہلے چاہا کہ شہر میں کی

جانبی بخشی کرے لیکن خبر تحقیق جو اسکو ملی کہ محمد خوارزم شاہ کی اکثر سپاہ شہر کے اندر ایدہلر ہو رہا کہ
 شب خون مارنے کے لئے چھپی تھی اور علما وغیرہ جو اس مانگنے گئے تھے انکو اسکی اطلاع تھی بیکہ منکر کیا
 یہ قہر ہوا کہ جان مسجد سے قرآن منگلو گھر بھاڑا لا اور گھوڑوں کی ٹاپوں سے روندوایا اور منبر پر چڑھ کر
 محمد خوارزم شاہ کی شان میں جو کچھ منہ میں آیا کہا وہاں سے اترتے ہی حکم شہر کے پہلے دوڑنے
 اور اوسکے قتل عام کرنے اور چاروں طرف آگ لگا دینے کا دیا چونکہ اکثر گھر لکڑی کے تھے
 آٹا قاتلین شہر خا ستر ہو گیا بعد اوسکے سمرقند کا وہی حال اسنے کیا اور خراسان کو مابطل تباہ کر کے
 پاسے تختیج کو بھی مثل اور شہر وں کے اوسنے خرابہ بنایا اور ایک دلی کو زندہ نہ چھوڑا اور خبر چلو پوچھی کہ محمد
 خوارزم شاہ نے تالی کان میں پناہ لی ہی فرزا وہاں جا پوچھا اور اوسی جگہ کی فتح میں مشغول تھا کہ وہ
 کہ سلطان جلال الدین شکر فی محمد خوارزم شاہ کے بیٹے نے مغلوں کو بڑی شکست دی ہی بیکہ سننے ہی غصہ
 آیا ایران کی پیچم کی طرف ملکوں کو گھوڑوں کی ٹاپوں سے ایسا روندو اڈالا کہ صد ہا کوس تک نشان خست
 اور مکان اور حیوان اور انسان کا باقی نہ رہا اور شہر لاہور ایک ستان پامال کرنے کے لیے اوسنے
 سزار بکائی نوٹیان کو بھجا اور خود کابل کی طرف سے جلال الدین کے مقابلے کو پوچھا اور اوسکی فوج کو
 روک بندھ پرایا گیسر لیا کہ جلال الدین نے پنج سرخ کرنے یا مرنے کے دوسری صورت نہ دیکھی کہ کوئی اسکی پشت
 پر رو دھانے سند اور تین طرح سے مثل ابرچ میں ہوتا تھا غرض وہ بھادر مطلق بدحواس نہوا اور ایسا ایسا
 کام دلیر نہ کیا کہ خود چنگیز کا تختہ موات آخر کو بھاری فوج کٹ گئی اور اسید کچھ باقی نہ رہی جلال الدین ستر شہر
 پیچیدہ اور جان نثار کو لیکر چنگیز کی ساری فوج پر دھنچکا پڑنے کو موجود ہوا لیکن نتیجے نے منع کیا
 اسپر باگ پیر کر دہ رستم ثانی نہ دیا پر آیا اور اپنے عزیزوں کو گلے لگا کے ستر سپاہ کو لیکر دو
 سہد میں کو ڈر کر اسنے میں چنگیز خود آن پوچھا اور ہر چند مغلوں نے ہزار ہا تیر جلال الدین پر نشانہ
 باندھ کر لگایا لیکن ایک بھی کارگر نہوا اور وہ بھادر بلے بدلے اس یا رجا پوچھا بیکہ دیکھتے ہی شان
 کے منہ سے مہاجر حباٹے سامنے آواز بلند نکلا اور میٹوں کی طرف خطاب کر کے کہا کہ دیکھا
 تھے اسے باب کا ایسے ہی مٹا ہوتا ہی خبردار تم بھی اس طرح سے میرا نام دشمن کے منہ سے آؤں

کے ساتھ لیوانا بھی لکھ کر فوج کو اس کے تعاقب سے باز رہنے کا حکم دیا اسی عرصے میں تولی خان اس کے بیٹے نے موافق فرمان پدیری کے خراسان کے تمام شہروں کو ایک بعد دوسرے خاک سیاہ کرنا شروع کیا اس وقت ہرات سب سے عظیم الشان شہر اس ملک میں تھا اور محمد کر جانی فوج جو اس کے لئے اس کا محافظ مقامات و نزدیک اس شخص نے ایسا حملہ مغلوں پر کیا کہ اگر ساتویں دن مارا نہ جاتا تو تولی خان کبھی ظفر یاب نہ ہوتا مگر اس کے مارے جانے سے ہراتیوں کا جی چھوٹ گیا اور پیغام صلح کا اونہوں نے بھیجا سکر مرآت جب ملی ہو تو تولی خان نے اونکی جان بخشی کی اور ملک ابو بکر کو وہاں کا حاکم مقرر کر کے باپ کے پاس چلا آیا جو اس وقت شہر تائی کان کو حصار کے موقع پر کھڑا تھا اسی میں من خوجہ پرتو کو پہنچی کہ سلطان جلال الدین نے غزنی میں مغلوں کو بڑی شکست دی ہے فوراً اونہوں نے بلوگر کے ملک ابو بکر اور دوسرے مغلوں کو مار ڈالا اور مبارز الدین شہزاداری کو اپنا محافظ مقرر کیا یہ حال سن کر چنگیز نے بیٹے پر ہراتیوں کی جان بخشی اوایل میں کر کے اور رحم کو جاننے کے لیے بہت خفا ہوا اور ایل چکتائی نوئیان سردار خوخوار کو چوبیس ہزار سوار سمیت انتقام لینے کے واسطے بھیجا اس نے جا ہی ہرات کو محاصرہ کر لیا لیکن شہر کو نہ ایسا کام کیا کہ جبکہ وزیر ملک کچھ ہونہ سکا آخر کار اس سردار نے فتح کر کے اپنی دانت میں کیونکہ زندہ نہ پھینکا لیکن مولانا شرف الدین خلیل ورد و سپہ پندرہ شخص الہی جگہ جیسے ہوئے تھے کہ ہاتھ نہ آئے جب نفل تمام خاک سیاہ کر کے چلے گئے رفتہ رفتہ جو بیس آدمی جو مغلوں کی تلواروں سے ایک عجیبے رے کے اوپر قریب اعجاز کے کھنچا چھپے تھے ان لوگوں کے ساتھ ان کے ان چالیس آدمیوں کے ساتھ ہرات میں پندرہ برس تک کوئی نہ باہیمان تک وہ شہر عظیم الشان بلوچب فردوس نشان مشہور تھا باریاد اور مثل خراسان کے ہو گیا یہ ساٹھ شرف سنہ ۶۲۲ھ کی سی بیٹے سنہ ۶۱۹ھ ہجری میں واقع ہوا الغرض بعد طے ہوا ان سب لڑائیوں کے جو محمد خوارزم شاہ اور اس کے بیٹے ہوئی تھیں چنگیز خان اپنے تخت میں جو اردو بالغ مکمل تھا پیرایا الفصیحہ عرصہ جو سردار منلی خان چین بھیجے اور چنگیز کے اردو بالغ من پیر بعد اسے ملکوں کی فتح کے گداز تھا اس میں منلی خان بڑا کام کیا تھا چنانچہ چین میں تھے ہی موبجائے شہنشاہی اور شہنشاہ کے بہت شہروں کو لیا

اور انین سے جب شہر لٹو کے ہشندون پر بعد بڑی گھسان لڑائی کے فتح ہوئی
 مغلی خان نے غصہ میں حکم قتل کا دیا تب اسکا ایک سردار چاؤ سنگ پائون پر گڑاؤ
 کہنے لگا کہ میرے والدین اور بھائی سب اس شہر میں ہیں اگر قتل عام ہوے گا تو وہ بھی
 مارے جاویں گے پس حضور میری جان لیجیے اور اس شہر کے لوگوں کی جان بخشی کیجیے
 مغلی خان کو اسکی بھادری اور رحم دلی ایسی پسند آئی کہ قتل سے باز رہا اس طرح
 سے سنہ ۱۲۵۵ء تک مغلی خان داروے کے نائب سردار سب برابر قوم نیوجی سے لڑتے رہے اور وہی
 سال میں اسکا انتقال ہوا خبر اس کے مرگ کی چونکا گئے یونہی رنج غم ہوئے کہ علاوہ اسنے ختامین خود اپنا
 جانا اور چونکہ اسی میں ٹان گوٹھ دوسری قوم تانار کے شاہ بند اسکو نے مغلوں کے دو بڑے دشمنوں
 جگہ دی تھی اسی امر کے انتقام لینے کے بجائے جنگ سے فوج ہٹا لیکر اوپر تاخت کی تکتے ہیں کہ
 اوس لڑائی میں تین لاکھ لاشیں صرف دشمن کی شمار کی گئی تھیں بعد اس کے اوکائی خان چنگیز کا بیٹا
 اور سردار چاؤ سنگ دونوں صوبہ ہونان میں داخل ہوئے اور پانچ سو نیوجی کو ہار دیا لیکن شکست پائی وہاں سے
 ہٹے ان دونوں نے اور سب سے ہونان کو لیا غرض جب چنگیز نے دیکھا کہ نیوجی کو میکبارگی نیست دنا بدو کر نیکان
 قدرت بجز اپنی ذات کے کسی دوسرے کو نہیں ہی اوس بڑی طیار سی جنگ کا سامان مہیا کیا اور اسی
 فکر میں تھا کہ لوہا پانگ کچھار پر پیغام اجل کا اوسکو پہنچا غرض قبل اس واقعہ کے خاقان نے اپنی
 مملکت کی تقسیم اپنے بیٹوں میں کی اور اوکائی خان کو خطاب خاقان کا دیکر اپنا قائم مقام تانار کے
 تمام ملکوں اور مشرق کے بالکل ممالک میں کیا اور خیتانی خان کو ماوراء النہر اور ترکستان پر مالک کیا
 اور خراسان و ایران اور ہند کی سرحد پر ملک جن کو قوی خان نے خود سر کیا تھا بالکل اوسکو ملا اور
 پوتے پائون خان جو جی خان کے بیٹے کو کہ باپ اسکا چنگیز کی مرگ کے چھ مہینے قبل دشت قبیان کی
 ایک لڑائی میں مارا گیا تھا ملک لائ اور روس اور بلغار وغیرہ اوسے بخش دیا اور چوتھی ماہ رمضان
 کو سنہ ۱۲۵۴ء ہجری میں چنگیز نے انتقال کیا اور اسی کوہ لوہا پانگ پر ایک درخت کے نیچے دفن ہوا
 اور کھنے میں کہ قلیل عرصے میں قبر کے گرد ایسا جنگل پیدا ہوا کہ وہاں آدمی کا جانا موقوف ہو گیا اور چنگیز

نصیحت نامہ پہ لکھا گیا تمام سرداروں نے اوکٹائی خان کو زتبہ خاقانی دیا اور اس نے جلال الدین شاہ کے
 پہلے ملک میں پہنچنے آنے کی خبر سن کر فوج بھیجی اور دشمن جو آگے ایسا سپاہ بھر دست خاکشن بھا
 تھا کہ خود جنگ کرنے اور کومر جا کہا محض کابل بخلا اور ہندوستان کے عین میں اس کی سپاہ گری کو
 طاق پر رکھ دیا کیونکہ جب شہر دیار بکر میں آیا پھر صحبت لولیان ہند جو ہر تھیں اس سے کچھ اور شغل نہ تھا
 تیجا اس کا وہی ہوا جو ہر بادشاہ عیاش کو اسلئے ہوتا ہی یعنی ملک جہن گیا اور مغلوں کا سردار بھائی
 جو فوج لیکر پہنچا بادشاہ پرستور تماشا میں مین مصروف تھا لیکن امرا اور ارکان دولت تھوڑی سی
 سپاہ جمع کر کے مقابلہ کا غرض اس فراموشی سے اتنا ہی حاصل ہوا کہ جلال الدین کو فرصت کو ہستان
 کی طرف فرار کرنے کی ملی مگر وہاں کسی جزوی تاتار کے ہاتھ سے اس کی جان گئی البتہ جس
 مال میں سپہ سالار ب اوکٹائی خان کے ایران اور توران اور گرد و نواح کے ملکوں میں اس طرح ستر
 تھے خاقان نے قوم تیوچی کو بیچ و بیا و تجارت کرنے کے ارادے سے سپاہ سالاروں کو فوجیں دیکر صوبہ
 شمس آباد بھیجیں اور ہونان اور شاہانگ غیر وہیں نہیچہ یا اوراؤن جگہوں کے فتح کے چاہنے کو یا بنیاد
 منحل کی سلطنت کی ختام میں الی گئی اور پانچ برس تک بلرانی تیوچی تاتار سے اور کوری لیکن سہیو آغاز
 دور کا سمجھا چکا بعد اس کے اوکٹائی خان اپنے بھائی قوی خان کو ہرا لیکر شہر فنگ سیاہنگ فو کو
 محاصرہ کیا اور تمام دن کی لڑائی کے بعد غریب ہوا اور اس طرح شہر پاؤ کی کو فتح کر کے خاقان نے
 ارادہ شہر ہانگ چانگ فو پر چڑھائی کا کیا کہ اسی عرصے میں اللامارہ اردو بلان میں وزرا کے دربار میں
 ہونے سے خاقان کو وطن کی طرف پھر جانا ضرور ہوا غرض اس کا بھائی قوی خان اسی امر کے حصول
 کی فکر میں ہوا اور قریب وہی شہر کے بنا کر تاتار کے بڑے اور علاوہ اون لوگوں کے جو لڑائی میں مار گئے
 لاکھ خانی سے زیادہ غنیمت کے خوف سے جنگوں میں چاہ گیر موبے اور وہاں پر ایک نہ ایک سب
 ہلاک ہوئے اوکٹائی خان ہی اُردو بلان سے مراجعت کر کے شہر کوچ کو صوبہ شمس میں بعد بڑی لڑائی
 جس میں اہل قلعہ نے خوب ہی مقابلہ کیا غلٹ کیا اور دوطرف سے دونوں بھائی شہر کی فاکہ فو پہنچے
 تیوچی میں داخل ہونے کے لئے کوچ کیا اور شہنشاہ تیوچی نے بھی بڑی فوج اس کے مقابلے کو بھیجی پھر سنکر

خاقان سے سودا کی عبادت پسند لار کو بھائی کی مدد کو بھیجا اور ان سب فوجوں میں بڑی بڑی
 لڑائیاں ہوئیں آخر کار تیوچی کے پاس تخت پر مسل سب جا بونچے لیکن اس وقت بڑی ضرورت میں تھا
 کی خاقان کو ہوئی ان جہتوں سے اور سنوں ایلچی کی معرفت غنیم کو کھلا بھیجا کہ مناسب ہی کہ تم خراج اور غنیم
 بیجو لیکن سودا کی عبادت کو جو خراج کچھ پسند ہی تھا اور سنے خاقان کی میٹھی بھرتے ہی پر جنگ شروع
 کر دی اور شہر کو محاصرہ کیا اسی جنگ میں مغلوں نے استعمال اس لڑجنگ کا کیا جبکہ دشمن رومی کہتے ہیں
 کو معلوم نہیں کہ کس طرح اور کس وزن مقدار سے نفٹ اور گندہک اور منوبر کی رال سے مرکب کر کے پائے اور کچا
 کی نل سے اور تیرون پرین لپیٹ کے اور فلاح میں گولا بجا دشمن پر پھینکتے تھے اس مرکب کا خاصہ یہ تھا کہ پھنکار
 ہوا اس میں گہنٹی تھی شعلہ زن ہو کر جو میں بی گولے کے انداز کے برابر اور ترق کی طرح کو نڈنی میہ تیار
 کہی نہیں کہی آسمان کہی اہنے کہی بائیں کہی کترائی کہی سید ہی ایک میسب آواز ہان ہان کرتی دھڑکی
 پھرتی تھی اور بائی میں پر پٹے سے دہلی تیزی اور کو حاصل ہوتی تھی اور اس کے ساتھ جرات نہ سپا بگہری
 کام کرتی تھی بڑے آدے دیکھ کر شہرت تھے چونکہ شہر دروہم بھان اسکی ایجاد ہوئی تھی اس جہت سے آتش رومی
 کھلائی تھی اور چار پنی برتنک اسکی ترکیب کار از کسی پر کھلا غرض سنہ ۱۰۸۱ عیسوی کی شروع میں سلطان
 اس کے آگاہی ہوئی اور ان لوگوں نے مغلوں کے ہاتھ آئی تھی غرض اس طرف سے مغلوں نے یہ آگ لگانی شروع
 کی اور ایسے ہر تیوچی بھی ایک قسم کی توپ میں باروت بہر کے لوہے اور تہر کے گولے مغلوں کو مارنے
 سے اور ایک قسم نثری لوہے کی دشمن پر دھنستے تھے اور ان نثیوں کا حال ایسا تھا کہ وہ غنیم کو کو باڈ پٹ
 دھوٹہ اور دھڑا دھڑا کے راتی تھیں مثل سب خصوص اس کے کہوٹے ان نثیوں کی ہاں ایسے بدحواس
 کہ سودا کی عبادت پسند شاہ تیوچی کو کھلا بھیجا کہ تم کب تک لڑو گے آخر پانچ سال کیے جاؤ گے بہتری کہ صلح
 کرو غرض صلح ہوئی اور مثل کی فوج نے جھاک ہاتھ اٹھایا مگر اسی سال میں شاہ تیوچی نے ایک
 سردار مثل کو جو خاقان کے روٹھ کر اس کے پاس گیا تھا نوکر کھا بلکہ سرفراز کیا اور خطاب دیا اور اسی
 صلح کے بعد ایلچی کو مار ڈالا اس کا نتیجہ جنگ تھا اور وہی موقع میں آیا یہ ماجرا کہ سنہ ۱۰۸۱ عیسوی
 فوج لیکر حلا اسی میں تو لی خاقان انتقال کیا اور اس کے بھائی ادکتائی خان کو بڑا بیخ ہوا اور وہ شخص

ہی اوسی قابل تھا کیونکہ بھادر بے مثل اور سپاہی سے بڈل تھا باب سابق میں لکھا جا چکا ہی کہ موچ
 سنا تار نے اہل خاک کو بہت ستایا تھا اور فقروں کے بھی مغلوں کا بار بار دماغی تھی غرض فقیر اور خاقان
 عہد و بیان ہوا اور شرط یہ لکھی گئی کہ اگر خاقان تپچی کو ہلاک اور سخت خان کر گیا تو بالکل صوبہ ہونان
 بطور جگہ موردی کے مغلوں کو دیا جاوے گا فقیر نے انتقام لینے کے واسطے یہ قول سنا لیکن
 منتقم کی آنکھ اندھ ہی ہوتی ہی اور پیش بینی تو کیا غصے میں سنکی کھائی اوسکو دکھائی نہیں دیتی ہی
 آگے اوس شدہ طلی برائی کا حال معلوم ہووے گا القصہ خانی فوج بھی شریک مغلوں کی ہوئی اور چونکہ
 دونوں طرف کی فوجیں کثرت سے جابجا تین تین لڑائیاں بہت سی ہوئیں اکثر ان میں مثل سرسبز شہر تپچی
 سردار تپچی سہمی سوئی نے جو قابل سولی کے شہر تھا اپنے خاوند کو دغا دی تھی اور چونکہ شہر کھانا
 کی ایک تقسیم کی حفاظت اس کے پر ہوتی اسے موقع دیکر دفعہ دویرون کو مار ڈالا اور اوس کے عرصے کو گون
 کو بجال اور خاوند کی حمون کو اور ارون سردار ان کی بیٹیوں کو جو غیر حاضر بیٹھے آقا کے ساتھ شہر موئی فوج
 سے اپنی محل والیوں میں داخل کیا اور شہر کی قلعہ بندی کو توڑا اور خاوند کے مالوں کو لے اور بالکل غارت
 کو مار یا قید کر کے اور آقا کی ماں اور سیلیوں کو کاڈیوں میں بند کر کے سودانی بھادر جالا اور اوس خانی
 جو اسماعیلی طبع لڑائی میں سودانی ہو جاتا تھا شاہ تپچی کے رشتہ داروں کو قتل کیا اور سولی کا فرسہ پیر کے
 ساتھ شہر میں داخل ہو کر شہر کو لٹا دیا ہر چند سودانی نے مغلوں کو منع کیا لیکن سودانی کی دغا بازی
 ایسے منتشر تھے کہ جات ہی پہلے اوسی کے گھر کو گھوڑا لٹا اسکے سوا دوسرا ایک سپہ سالار بھی ایک سزا
 عداوت کے سبب جسکی طرف داری شاہ تپچی نے کی تھی بگاڑ غرض اوس کے دشمن کو سزا دیکر شاہ نے اوسے
 راضی کیا اور حکم عہد و بیان کرنے کے ساتھ مغلوں کو واسطے اپنی ماں کی مجلس کے دیا اور اوسے اپنی بچا
 غرض ہنوز گفتگو تمام نہیں ہوئی تھی کہ اسی سردار چوچا کو کون دفعہ مغلوں کو فاضل پاپ کے ایسا حکم کیا کہ شہر
 کی موئی کی فوج کو شکست کا مل لی اس سے غور اوس تپچی سردار کو ایسا ہوا کہ میدان جنگ سے پہرے
 اس نے اپنے خاوند کی قید کیا اوسے بھی جب نگواں کی شاہ کو ہڑامدہ ہوا اور انقلاب روز کا کرکیم
 کر کے بہت رو یا بعض نمک خواروں کو اوس کا ایسا رخ ہوا کہ شہر و کر کے چوچا کو کون کو اور نہان مار ڈالا

اور سکے لشکر نے یہ دیکھ کر ملو کیا لیکن بادشاہ نے انعام و اکرام سے راضی رکھا اور سردار پوسی کو
 دونوں عہد وزارت اور سپہ سالاری دیکر خود چار سو خوش رقیب سے شہر خجندنگ میں گیا اور پوسی کو
 یہ قول بند و بست کیا کہ منلوں کے حملوں کے چند کچھ نہ ہوا لیکن جب ختالی فوج آن بی دو نوں شہر سی جو کو
 محاصرہ کیا اور تین روز تک ایسی جنگ ہوئی اور تیو جی سردار ایسا ایسا کام دلیری اور سپہ سالاری کیا کہ خود
 دشمنوں کو خواہ وہ کی آخر کار جیتے روز شاہ نے جب دیکھا کہ دشمن سب سوچے کے بعد مورچے پر چلے
 آئے ہیں اور سنے امر کو چھ کر کے کہا کہ اگر یہ تاریخیوں کے ملاحظہ سے معلوم ہوتا کہ خانوادہ شاہی کا خاتمہ وہ
 بادشاہ سب کرتے ہیں جو بد وضع اور شرابی یا خونی اور ظالم ہوتے ہیں لیکن ہماری قسمت یہ ہے تھانیا
 دیکھا یا کہ باوجودیکہ دیسے عیون میں برابر اور پاک رہا لیکن خاتمہ تیو جی کے خاندان کا مجھ سے ہوتا ہی
 لیکن تاہم میں ایسا نہیں کہ دشمن کے قبضے میں جان سچے جاؤں اور پرویزی کرواؤں تم دیکھو میں کیا کرتا ہوں
 یہ مکتور تمام مال اپنا نقد جس لٹا دیا اور جرہاؤٹھا باواز بند کہا کہ جسکو سیر ساتھ آتا ہوا تو گرفتار
 رہتا اور کئی ہزار چیدہ سپاہی ساتھ ہو گئے اور سوت بادشاہ ایسا حملہ کیا کہ منلوں کو پہلے تعجب ہوا کہ یہ
 بلا ہی آیا آدمی جو اس طرح ایک صف کو بعد دوسری صف کے مناکراشل شیر زخم خوردہ چلا آتا اگر یہ درست ہے
 بیت دو دل یک شود لیکن کو راہ پر گندگی آرد ابنوہ را بہر گرا یک کی دوا دوا ورنہ لوگ کبک غم کا
 مقابلہ کر سکتے ہیں آخر شاہ تیو جی حصول موت مایوس ہو کر جسکی آرزو میں یہ حملہ اوسنے کیا تھا شہر میں
 پھر آیا اور چونکہ خاص مقام میں رہنے کے فائدہ تھا اپنے بالکل گھڑوں کو اوسنے مروا ڈالا اور علیاکو
 کھلا دیا شب کو اسنے اپنی خاندان کی شانہ و کواہی گدی دیکر خود صفات شہر میں مثل ادنی سب کچھ شغل
 ہوا لیکن منلوں کے متواتر حملوں سے بظاہر ہوا کہ اب امید باقی نہیں ہے اسنے ہر شاہی کو لیا اور ایک گھروں
 جا چاروں طرف گھاس کا انبار لگا دیا اور لوگوں کو کہا کہ بعد ایک گھنٹہ کے جب میں اپنے کو ہلاک
 کر چکوں تم اس گھرمیں آگ لگا دینا لگے میری لاش فہم کو نہ ملے چنانچہ ویسا ہی ہوا جب کہ بادشاہ کے
 ہلاک ہونے کی اطلاع پہنچی سردار تیو جی نے ہوشیار رہ کر دیا میں نے کڈال دیا اور پانچ سو آدمی سپاہی اور قبا
 اس کے ساتھ فوٹ مرے اور مثل سب جو قلعہ کا دروازہ توڑ کر آئے تو انہیں ایک سٹاک کا مال نظر آیا

آگے جو بیٹے تو دیکھا کہ چنگ چنگ حکم کو بادشاہ نے تلخ وقت دیا تھا اپنے محسن کی لاش کی خاکستر
 و دشمنین سرگرم ہی انفرض نہ کہ محنت ہی اور ان کے ساتھ مارا گیا اور اس طرح راوی کا بیان کہ خانی خانہ
 یونہی تاروین کا ہوا بعد اس کے مغلوں نے مغفور سے ملک سونہ ہونان کی موافق شرط کے طلب کی لیکن
 قبل اس ملک کے خانیوں نے پیش بند ہی سے زیادہ فوج اس صوبہ کی حفاظت کے لیے بیسے یہاں مرثیک
 بجا ہتا اور مغلوں کو اگر یہ ارادہ و کا ملک بائیس تھے کا نہ ہی ہوتا یہ حرکت تو بھی ناگوار معلوم دیتی لیکن
 ایسے وقت میں یہ بات گویا اونکی مین بنی کے موافق واقع ہوئی اور یہ بد عہدی ایک علامت نہ والی
 جملے سے اور اور آثار کے تھی اور اوسیکو مغلوں نے ماتحت کا وسیلہ کر کے خانیوں کے جنگ شروع کی اور انکی
 ایک فوج پر ایسا حملہ کیا کہ ایک متغیر نہ بجا یہ حال سن کر مغفور نے اپنی لاطعی اس مادی میں جو باعث اس
 قصبے کا ہوا تھا بیان کی اور اپنی حفاظت کے لیے سپہ سالار کو مغرول کیا اور مغلوں کو بالکل صوبہ ہونا
 پر دخل دیا اور جب اس طرح سے چین میں امن کی صورت پائی گئی خاقان نے چندہ لاکھ سوار جمع کر کے تمام
 عالم کو سر کرنے کے ارادے با توخان ابن قوشی خان اور منگو خان ابن قوشی خان اور بانی دارخان
 ابن چغتائی خان اور آئیسٹے گایو کو خان اور سپہ سالار سودانی بجا درہر ایک کے تلخ فوج دیکر چاروں نظر
 روانہ کیا اور یہ لوگ سمندر کا سینکین شمال اور رخ باب سے لوٹے اور تاراج کرتے اور بابا مال اور خاک سب
 کرتے نصف ملک سرکاش اور اطراف و جوانب کی طرف گئے اور بانی دارخان نے سید ہی راہ ملک و سر
 کی لی اور شہر کا نگو سابق کے پاس تحت کو اس ملک کے فتح کیا اور روس کے بادشاہ اونی امیر تکران
 لوگوں نے خراج قبول کروایا اور یہاں سنہ ۳۶۲ھ میں واقع ہوا اور تین برس بعد مغلوں نے پھر
 روس میں یورش کی اور اس کے برس و ز بعد جو پھر گئے تو سارے ملک کے اس سرے اس سرے تک پہنچ
 نے فتح کیا ہان کی لڑائیوں اور خون یزیوں اور روسیوں کی خرابیوں کا حال اگر اختصار سے بھی بیان
 جاوے تو اسی تاریخ کے برابر دوسری ایک جگہ تکف مرتب ہو جاوے چنانچہ ایک لڑائی کے بعد مغلوں
 دشمن کی لاشوں کے مہر داسنے کان کے تو قبیلے میں میں سے زیادہ کے بہر لیے اور اس سے
 بیس کرنا چاہیے کہ کیا کیا غوزری سارے ملک کے فتح کرنے میں ہوئی ہوگی بعد اس کے انہوں نے

ملک پورہند پرتیافت کی اور موافق منابطہ معمولی کے حتی الامکان کسی دشمن کو زندہ چھوڑا وہاں
 ملک ہنگری میں باتو خان جا پونجا اور چند شہر کو لیکر باپے تخت پر چڑھ گیا اور چاروں طرف
 آگ لگا کے بالکل اہل شہر کو سیر سے بچہ شیرخوار و کت تیج کیا اور سودائی بھادری دوسری طرف
 شہر واکراؤ میں کا وہی حال کیا الغرض اسی طرح سے مغلوں نے اپنے ملک کے کارہ بھر شال تک جو
 قلعہ شالی کے قریب ہے بالکل سر کیا اور بعد اوس کے مدتاً پر پیراپٹس کا عالم میں ہتھکڑیاں دوڑا
 سلطان فرنگستان کو ایسا خوف ہوا کہ اونہوں نے ایک دوسرے کو نامہ باسم اتفاق کرنے اور مغلوں کو
 شکست دینے کا کہا چونکہ آپس کے قصے کو فراموش کر کے سہوں نے اتفاق کیا اس لئے فرنگستان کی صرف وہی
 ملک جسے سو پچھتے تھے مغلوں کے زیر حکم رہے لیکن باقی پنج گئے اور یہی یورش قوم نعل کی فرنگ کی پانچ
 کے لیے دودھ اور بھی ہو چکی تھی لیکن چونکہ انہیں کے مویشوں نے کی تھی اور اون ایاموں میں قلعہ و غلا
 بن یا ہوا انکے غلوں اور آرتھا اس واسطے تیسرے دفتر میں سکا ذکر ابجا جب کہ اقوام تار کا حال لکھا جاوے گا
 تھا اقصیٰ وجودیکہ فرنگستان کی طرف یہ حال تھا لیکن یہ نہ سمجھا جائے کہ بالکل فوج نعل کی صرف اسی
 طرف مغالبت تھی کیونکہ شام اور اطراف کے ملکوں میں اپنے کام سے فیض کرنے اور لوٹنے اور قتل عام
 خاک سیاہ کر کے غافل رہا اور ملک یمن اور شہر ازیل کے نواحی میں تاخت و تاراج کرتے عراق میں شل
 خدا کے قہر کے جاچر اور شہر یمن کو حذاب کرتے اور دیران بجا بعد ادر چڑھ گئے لیکن یہیں پہلی
 نوبت شکست کی آئی اور محی الدین اور شرف الدین اقبل و طرف سے فوج لیکر مقابلے کو آئے اور مغلوں
 کو اونہوں نے شکست دی لیکن برسوں کے بعد تار پیراپٹس اور خلیفہ کے سپہ سالاروں پر طغیان
 ہوئے لیکن شہر بعد اوس کی قلعہ بندی خلیفہ نے ایسی معمولی کے ساتھ کی تھی کہ مغلوں نے قصد اوسے
 لینے کا نہ کیا بعد اوس کے ملک شام کی طرف پہر اونہوں نے ہجوم کی اور حجاب کے گرد و اطراف کے شہروں
 پر ستور اونہوں نے خاک سیاہ کیا یہ نہ سمجھا جائے کہ اس عرصے میں جب مغلوں نے مشرق اور مغرب میں ہتھکڑیاں
 ڈال دیا تھا تو یہیں میں خاتونہ کامل بے خوفی کے خاک کو کھسی چون کے بھونکی دولت کا حال
 سکھراو کئی خان کا بی بی یا خاتون اور دوسرے سپہ و دوسرے بی بی خاتون خان کو بھی لاکھ لاکھ سکا

اوس طرف پہنچا اور سوچا کیا تک مانگ میں بھی فوج مختار کو چیدہ سرداروں کے تالچ کر کے روانہ کیا تھا
 مفسد کو بھی خوف اٹھا ہوا اگرچہ کئی خدائی سپہ سالار بڑے بھادرجان نار فوج جوار بیکراون مہدون
 کی حفاظت میں تھے لیکن تاہم ملک میں زیادہ فوج بھی گئی غرض ان کے پونچنے پونچنے ایسی ایک لڑائی
 معلوم اور خدائیوں میں ہوئی کہ اوسکا بیان تصریح کے ساتھ کہنا چاہئے دنیا میں رسم کا نام بہادری
 میں مشہور ہے لیکن کئی شخص ایسے گذر گئے ہیں کہ ان کے سنے رسم کا نام قابل لینے کے نہیں جیسا کہ
 اولیٰ مرتبہ میں حسین ابن علی کا مرتبہ بہادری میں ہی کیونکہ میدان کر بلا میں ریت پر شنگی لوگ شنگی میں
 جس شخص نے ایسا ایسا کام کیا ہوا اسکے سامنے رسم کا نام وہی شخص لیتا ہی جو تالچ سے واقف نہیں
 ہونے کیے قلم کو قدرت ہی کہ جام حسین کا حال کھنے کسکی زبان میں عید لطافت و بلاغت ہی کہ اون بہتر
 بزرگواروں کی ثابت قدمی اور تہور و شجاعت اور میں ہزار سوار و خوار شامی کے جواب دہ اور ایک
 ایک کے ہلاک ہونے کے باب میں مح جیسا کہ چاہے کر کے کس کی ناز کی خیالی کی عید رسائی ہی کہ ان
 لوگوں کے دلوں کے حال کو تصور کر کے کیا کیا اونیہ گذرا اوسوقت جب عمر سعد دس ہزار سوار اور گویا
 اوسوقت تک کہ جب شمر ملعون نے سرکات کیا کیونکہ ایک کی دوا و شمل مشہور ہی اور مبالغہ کی حد
 ہی جب کسی کے حال میں عید کھا جاتا ہے کہ دشمن نے چار طرف گیر لیا لیکن حسین اور بہتر تن کو اٹھتے
 کے دشمنوں نے تک کیا تھا اور اوسپر بھی قدم نہ ہٹا چنانچہ ہر طرف سے نو دس ہزار فوج یزید کی تھی
 جتنے تیروں اور نیزوں کی بوہار شل آندھی کے آتی تھی اور پانچواں دشمن عرب کی دھوپ تھی جسکی
 مثال کسی شئی میں زیر فلک نہیں ملتی اور یہی کہنا ہوتا ہی کہ عرب کی دھوپ کی مانند عرب ہی کی دھوپ
 ہی اور جیسا دشمن دیکھ کا میدان تھا جو آفتاب کی تہارت میں متعلق زن اور تیز کی خاکشہ سے زیادہ
 پر سوز تھا بلکہ اوسکو دریا فہر کھا چاہے جسکے پیلے بنی فاطمہ کے پاؤں کے آبلے تھے اور دشمن سے ظالم
 ہو کر اور پیاس مثل غاباز ہلڑی کے جسکے برابر وہ دشمن ساتھ تھے اور شنگی سے زبان پہول کے
 جب بہت جاتی تھی ہی اوں کی خواہش اند کے ٹھنی تھی پس جنہوں نے ایسے مع کے میں ہزار ہا
 کافروں کا مقابلہ کیا ہوا و نیز خانہ بہادری کا ہوجکا انفر من سرد فر تار یخ نہیں ختم کو جانکر بعد اوسکے

اوس معرکے کا بیان سچا سچ لکھ لیا اور اسفندیار سپر کشا سب ہنشاہ ایران کو جواب دے کر یونانیوں کو
لاکھوں فوج لیکر یونان کی ہتی اور تریکین کی ناکے پر یونان بادشاہ کی آئی داس نے صرف تین سے
اوس کے مقابلہ کیا اور ایک شہد اوس لڑائی کا ہیہ ہی کہ لی آئی داس نے جب تک بر و کا تو ساری فوج
ایرانی نے ایک طین کے بعد دوسری طین سے حملہ کیا اور صرف اودھن تین سے یونانیوں کو ہٹا
اور خود اسفندیار کبھی فوج پر غصہ ہو کبھی داسا کبھی سزا کبھی انعام دیکر تلے میں بیجا تھا لیکر لاش کا
تودہ لگ گیا اور خون کا دریا بھاگرا یونان کو دخل نہ ملا اور یہی سنا شاد و زربا آخر تین ایک
یونانی نے اسفندیار انعام لیکر دیکر وہ میں ایسا رسہ بتلایا کہ اودھس جا کر ایرانیوں نے دفعہ در دور
پست پر تاخت جو کی تودہ دونوں طرف کا جواب دے دیا گیا غرض جب تک ایک زندہ ٹا
ایرانیوں کو بجز جنت کے کچھ حاصل نہوا انقص بعد اودھس قیسری و زرزم ہی کہ جس کو اس تاج
تعلق ہی چنانچہ جب قوتان خان نے صوبہ تہسبی کے شہروں میں شہر تہن کو جو قریب ہانگ چانگ فو کے
واقع ہی محاصرہ کرنا قصہ کیا تو آن حاکم شہر قلعہ تنگ ان میں جو راہ پر تھا فوج داخل کر کے دس ہزار سپاہی
کے ساتھ دس کاسریٹ بھر رہا اور صبح کو کو کہیو آن کے کاکے پر او کو معین کر کے خود آٹھ سو چھیپا
زور اور جنگ آرزو وہ دجان شاکر کو ہمراہ لیکر اوس مقام کے پرشل یونانی کی آئی داس کے دست
بقضہ ہو کر مخلون کی راہ دیکھتا رہا آخر کو جب وہاں لشکر پہنچا ایسا ایسا حملہ دونوں طرف سے شروع ہو کر
تحریر و تقریر کی فوج سے باہر ہی اور صرف تیاس ہی کا کچھ امکان ہی کہ اوسکی صوت کو دریافت کر
حاصل ہی کہ جب مخلون نے چاروں طرف گھیر لیا اور اون آٹھ سو چھادرون میں چند باقی رہے یونان
نے پھاراکہ یار دہیں اسی تلے پر پھنسا کر اچھا کو کہ تمہیں میں یہی ہیہ لکھرا ہے کہ گور کو آپ
ہی ہاتھ مار کر دو کر ڈالانا کہ دشمن کو اوتنا ہی فائدہ اوس سے ہو گا اور بھائی اور چند رفقا
لیکر مخلون نے پناہ چلے اور جس پر ہاتھ ڈالا دو کر دیا آخر کو جب مارا گیا تب ہی دشمن کو اوس کا
سے آ کے بڑھنے کی راہ ملی اس شخص کے سو خالی سپہ سالار تنگ کانگ خبر بڑی بڑی لایا
مخلون نے لڑن اور تھوڑی سی شکست متواتر اذ کو دی کہ صوبہ تہسبی جو زمین و غیرہ کو خالی کر کے تہسبی

کی طرف منتقل ہو گیا اور اسے میں اور کئی غلام ایک شب کو زیادہ شراب کی
جو سو یا تو خون نے غلبہ دیا ہے یا کیا کہ اس خواب سے بیدار ہوا اثر اوی کتا ہی کہ عہد شخص بخدا
اور عادل مدبر اور عالی ہمت تھا اور اس کے وزیر کی چوسی نے جس کا حال گم لکھا جاو گیا اور جس کا
بھی وزیر اور موجد اور قوانین کا تھا جو منتقل میں اس وقت سے آج تک جاری ہی خاقان کو شوق حکم
دلوایا اور عالم اور فضل کا قدر دان بنایا تھا چونکہ اپنے پوتے شیرامون کو ولیعہد مقرر کر گیا تھا لی چوسی
چاہا کہ فرماں کے مطابق وہی خاقان مقرر کیا جاو لیکن فرار کیا خاقان کو کتا کی خان کی حکیم نے ایسی تیر
کین کہ اس کے بطن کا بیٹا گائی کوک خان کو قاتل کا تخت سے اور آخر قتل اس کا مقصد پورا ہوا اور جو قتل
مجمع ہوا جو قتل گائی کتا ہی اور قاتل کی کے منصب پر سر فراز ہوئے کے وقت وقوع میں آتا ہی اس وقت علا
اکابر اور خوانین نامہ کے مسودہ بیک فرمان خرامی ماوراء النہر اور کرستان اور ازغن آغادالی خراسان
اور امرای عراق اور اذربائجان اور تبرستان اور شروان اور شاہ رکن الدین اور شاہ امین کامبائی اور
و بادشاہ کرچستان کے اور ناصر شاہ بادشاہ غلبہ و شیخ نغز الدین قاضی القضاۃ بغداد اور علی خلیفہ اسلام
ایلی خلیفہ صیانی جس کو روم کا پوپ یا پاپا کہتے ہیں اور جر سکاس امیر الامرا مملکت روس اور سیکرٹون
اور امرا حاضر اس کی یکے سے قاتل کو مبارکباد جلال و زیارت کیا چاہا چونکہ گائی کوک خان کی تخت نشینی
وقت بڑا اہم تھا اور اس کا بیان تیسرے دفتر میں موقع کے ساتھ لکھا جا سکتا ہی یہاں تاہی کہنا
ضروری کہ مغرب اور مشرق تمام ملکوں کے سفیر حاضر اور اپنے اپنے آقا کی طرف سے نذر دیکر سر فراز ہو
چار برس کے بعد باتو خان کو قاتل نے حضور میں نک حلالی کی قسم کھلانے کے لیے طلب کیا اور چونکہ وہ
جانی دونوں میں ہمیشہ سے ہتی باتو خان نے اپنے بھائی کو بھیجا اوی شب کو شراب کی صحبت میں قاتل نے
باتو خان کی شان میں کچھ لیا سخت لفظ کہا کہ اس کے بھائی نے بگڑ کے تلوار کے قبضہ پر ہاتھ رکھا
یہ دیکھتے ہی خاقان ہی طیش میں اٹھا اور جب تک کہ لوگ دریاں میں آویں دونوں میں چل گئی
اور قمر برداری جو بستم کے حصے سے زیادہ طالب خون ہوتا ہی دو چار ہاتھ میں دونوں کو خام
کیا اور خاقان کی تلوار جو ضعیف باتو خان کے بھائی کے شان پر ٹپی اور کہ رنگ تیر گئی اس کی تلوار اٹھا

کی پسین کو نسل کہہ کر کئی قاضی کے کاشی آفتون کو پہنچے ہے آئی اور ایک پیش کے اوپر دوسری
چگری گویا موٹے سطح سے دونوں میں پہلی گری کر کے سطح کو الٹی ٹیڈا اس کے منگو خان بنیا تو لی
کا قان ہوا اور اس نے اپنے بھائی قتل خان کو صوبہ ارکر کے مالک بالکل اٹلا کر جو زمین میں مقبوضہ
مقبوضہ تھے مقرر کیا اور چونکہ اس شخص کا حال تفصیل کے ساتھ اس مقام پر تحریر میں آئیگا کہ جہاں بیان
اور سکے فقور ہونیکا وجہ کیا جاوے گا بیان پر ہی کہنا کا کافی کہ غولیت کے ایام سردباری اور سجدہ کی اور
رحم ولی اس میں بائی جاتی تھی اور چونکہ اوسکا استاد ایک خانی فاضل نیک خدا اور عالی طبیعت تھا
اوس نے اپنے شاگرد کی جہلی صفوں کو تحصیل علوم اور حکمت عملی اور فیضوں زیادہ کیا اوس شخص کا نام
پاؤچو تھا اور چند عہدہ وزارت کا قان کے دربار میں اوسکو تھا لیکن خواہن کی بدیون اسے چھوڑ
سے مقرر اور عہدہ سے مستعفی ہو کر اپنے وطن صوبہ ہونان میں اوسے گورنہ اختیار کیا تھا کہ اس نے میں
قتل خان جو صوبہ دار مقرر ہوا اوسے فوراً اپنے استاد کو بلوایا اور اپنا خاص شیر نایا اور اوسکی سلام
شاہی کیسکے اور ان علیا کو اپنے گہروں میں بلوایا اور چونکہ خوف جنگ اور بیابان میں جاچکے
تھے وہاں ساہر و ساہون کو دیکر ان کی حاجتوں کے موافق نقد و جس گھر بنا اور کشت کاری کی
قتل خان نے دیا اور خانی علیا کو طلب کر کے مناجت میں مقرر کیا اور اوسر سلطنت و فراغت کے
بعد فرصت وقت علوم کے مکتون میں ان سے مباحثہ کرتا تھا اور سطح سخی سہلانا تھا یہ حال دیکھ کر
کو مکتون کی حبال اور ہنری اوزلی رچی کے باعث جو نفرت تھی رفتہ رفتہ کم ہونے لگی بلکہ
اکثر جب اپنے فقور دن کی برائیاں سننے یا دیکھتے تھے یہی چاہتے تھے کہ قتل خان اگر اوس کے تحت
کلیہ گزین ہو تو وہاں سے لگا لوں یہ بگاہ بہلا ہی اور منسلب کا کیا کہنا تھا شیخ اوسکی ذات
حمیدہ مصفا کے تھے ہی تھے سنہ ۵۳۵ ہجری میں شاہ آرمین قان کے حضور میں آیا اور فن
مناجت میں اوسا طاق خدا اور عید خوبست اور لطیف طبع ایسا کہ فیصل جیسے میں منگو خان
کی طبیعت کو اپنی طرف مائل کر دیا یہاں تک کہ اوس جیسے مذہب اختیار کر دیا اور عہدہ ہونان
دونوں میں ہوا اوس کے شرائط سے ایک شرط یہ تھی کہ قان اسلام کے منہ ذاب ہو کر نہ دے اور غیب

بنیاد کے ماتر اور ہر طرح سے مسلمانوں پر تباہی لانے میں متوجہ ہو چکا تھا اسی عہد کے وفاء
 کرنے کے لیے قاتلانہ سچے بھائی ہلاکو خان کو فوج متار دیکر بغداد کی طرف روانہ کیا غرض بعض روز
 یہی کہ خواجہ نصیر الدین طوسی ہلاکو خان کو بہ سبب عداوت جانی کے جو اس کو خلیفہ کے ساتھ بھی
 ترقیب نہی تھی بہر حال جو ہو لیکن حکم اس کو دیا گیا کہ قبل خلیفہ پر تاخت کرنے کے قوم اسماعیلیہ
 محمد بن کوہستان کو بچ و بیاد عمارت کرے ان لوگوں کے طریقہ ایمان میں بعض باتیں قرآن کی اور
 کچھ کفر و بت پرستی اور خصوص تناسخ کی تھیں لیکن بڑا برکن اس کے مذہب کا یہ تھا کہ اس کا امام جو
 کھے اس کے بجائے میں جان تک دینے تکلیف پائے حسن بن صباح کے یہ مرید تھے اور مقام رودبار کو
 الموت میں بھاڑوں پر قریب کر دیں ان کی بود و باش تھی اور تار یحون خصوص گارستان اور تار یحون
 گزیدہ اور زینت التاج سے ظاہر ہے کہ کیسے بڑے لوگ ان طہ دون کے ہاتھ سے مار گئے میں ضابطہ
 نظام الملک وزیر ملک ہلم کی اور ایسا کوئی قلعہ اور حصہ محفوظ نہ تھا جان پراؤ کا جا پوینجا لوگ
 تھا اور ایسا کوئی بادشاہ یا سردار نہ تھا جس کے سینے پر اس فریقا اور سامرا اگر اس لئے بھیجا جاتا تو
 چڑھ نہ بیٹھتا چنانچہ تاریخ کریدہ سے سلطان بخر کا حال ظاہر ہے ہی اس کا لقب فدوی تھا اور ایمن
 طہ دون کو حسنی لینے مرید حسن صباح جو کہ کہتے تھے اور وہاں کوگوں کو دے مارتے تھے اس سبب یہی
 ان کے تھیں ساتھ فرنگ کی اکثر زبانوں میں اس ملعون کی شان میں شتمل ہوتا ہی جو دعائے کی کو کرتا
 چنانچہ وہ لفظ اس آسنہ الفرض سنہ ۸۳۴ ہجری میں ان کی بنیاد جیل عراق عجی پر پڑی تھی
 اسکے بہ سبب اس کا مادہ شایع اجمال کے لقب سے ہی مشہور تھا اور ایک سے ستر برس
 کی سلطنت ان کی موچکی تھی اور رکن الدین قاہر شاہ اس کا امام تھا جب ہلاکو خان ان کی حصر
 میں جا پوینجا اور کئی قلعے اس کے لیکر ایسا تنگ کیا کہ جان کی امان اس وقتوں نے ناکلی او
 جو کہ رکن الدین اپنے لڑکوں کو لیکر ہلاکو خان کے پانون پر گر گیا اس نے رحم کھا کے جالینچی
 کر کے خاقان کے حضور میں روانہ کیا لیکن مگو خان نے حکم دیا کہ اس فریقے کا ایک شخص
 بچے نہ پاوے اور انہی کے موافق بارہ ہزار طہ مارے گئے اور قیاس اگر مچی چاہتا ہی کیا

ایک شخص اس قوم کا زندہ بچھڑا لیکن جو پہلے مہتمم تھے سنہ ۴۴۲ ہجری میں بہت سے
لوگوں کو مروا ڈالا جو فدوی کے لقب سے مشہور تھے اور عادات و فاسے مارنے اور اپنے
امام کے تابعدار اور سیطخ سے ہونے کے اولین تینوں میں اس حجت سی غالب ہی کہ اوسی
فرستے کے بچے بچائے دو جا جو رہ گئے مورث ان بدہنادوں کے تھے بعد اسکے روز شہام
اون دیو کا جو اکثر خلفای اہل عباس نے کیا تھا مثل روز قیامت کے آن پونجا اور ملا کو خان بغداد
کی طرف متوجہ ہوا اوس واقعہ کے ہونے پر بعض اہل تاریخ نے تعجب کیا ہی غرض رافضی کو حیرت اہل
اقبال پر پئی کہ جسے قبل اس ایام کے بوم زوال کو قصہ خلافت پر بیٹھنے نہ دیا تھا کیونکہ دوسری
باتوں کو جانے دیجیے اگر اوس کا ظلم صرف بنی فاطمہ کے اوپر خیال کیا جاوے تو تعجب ہی ہی اہل
اسلام نے اپنے پیغمبر کی آل کے قاتل کو کیونکر دم بھر کے لیے زندہ چھوڑا تھا سو اسے اس وقت
کے زوال کے لیے کئی باتیں مخصوص ہیں جیسے ظلم اور غرور اور عیش اور طمع اور نفاق اور ان
پانچوں میں سے خانہ خزاہی کے لیے ایک کافی ہی غرض خلیفوں میں خصوصاً مستقیم بقید کی آن
میں بھیہ صفتیں تمام موجود تھیں اور اسی سبب سے کلہاں قدر قیام جو آل عباس کو ہوا کیونکر ہوا چنانچہ اس
خلیفہ کا ظلم ایسا تھا کہ سچلے اور بے رحمیوں کے ہزار یا بنی فاطمہ کو دیواروں میں اوس نے
جیوا دیا تھا اور دوسرے غور الیا کہ اپنی دہلیز کے پتھر کو مثل حجر اسود کے بڑے بڑے امراؤ
سلاطین سے بوسہ دلوانا تھا اور عید اور بقرعید میں جب نماز کے لیے گھر سے نکلتا تو آٹا
ہوتا تھا برقع منہ پر صرف اسی خیال سے دلوانا تھا کہ کسی شخص کو قابل کہنے کے نہیں جانتا تھا
اور میری اوسکے عیش اور بدستی اور شہوت پرستی تن پروری کے حالات کہنے میں شرم
آتی ہی اور اس امر میں کچھ کہنا نہ فائدہ ہی کیونکہ مسلمان عالم کو تاریخ کے رو سے
سب معلوم ہے اور جاہل مسلمان کے آگے اگر کہا جاوے گا تو جائے گا کہ شاید رافضی اختلاف مذہب کے
تعلب سے کہتا ہی اور جو ہی طبع حضرت کی ایسی تھی کہ تمام فتنے کو صرف تنخواہ کے بچانے کے لیے
اونہوں نے جواب دیا اور پانچویں بیوت اور نفاق جو شیعہ اور سنی کے جھگڑے کا باعث سے ہوا چنانچہ

اور اور وزیرین ہوجو تھا وہی اوسکی بربادی کے لیے کیا کم تھا آنحضرت اکرمؐ خلیفہ کی بیان قابل
 اوسی منزل کے تین چاروس کم محبت کو ملی لیکن اوسکے وزیر محمد بن عبد الملک سلمیٰ کو تک حرامی
 اپنے آقا سے کرنی کسی حال میں لازم نہ تھی اور اوسنے کیا کیا وغادی اور کس کس طرح سے
 خلیفہ کو طمع دی کہ سپاہیوں کو جواب دلوا یا اور تک حلال سرداروں کو دور دراز پر چلے
 بھانے سے بھیجا کہ ہلا کو خان کو خط لکھ کر بلوایا چنانچہ اہل آن سے کوچ کر کے بغداد کے دروازے
 پر وہ آیا سوال کے جب امرائے خلیفہ کو کھلا بھیجا کہ حضرت عیش کو چھوڑ لیے اور آنکھ نہ کھول کر
 دیکھیں کہ کیا حال ہو رہا ہی تو اوسوقت مختصر سے صلاح حال کو خیال میں نہ لایا اور کھانہ کھانے
 کی کیا حاجت ہی شہر کے لڑکے بالے مارے ڈھیلوں کے منگولوں کو بگا دیں گے یہ سب
 حال چونکہ عزلی اور فارسی تاریخوں میں تفصیل کے ساتھ لکھا می راقم نے اسل اشارے سے نادر
 لکھنا ضرور نہ سمجھا کیونکہ ہمہ تاریخ صرف اس واسطے تصنیف و تالیف کی گئی ہی کہ جو احوال عربی
 اور فارسی زبانوں میں نہیں تحریر ہوئے یہاں پایا جاوے شود و میں منگولوں کے محاصرے کو
 گذر چکے تھے اور اوسوقت تک خلیفہ کو بہر تو بخیر عیش کے کچھ خیال نہ تھا بقول شاعر کے بہر دراز چنانچہ
 رزم گرم بود جب آخر کو وزیر کو کیا کہ خلیفہ کی آنکھ کھلی اور اوسکی وفا باز می ظاہر ہو گئی اپنے
 لوگوں اور دوستوں کو لیے ہلا کو خان کے پاس علائہ چلا گیا اور منگولوں کو ایسی راہ ملی کہ آقا
 شکر علی کے اندر داخل ہو گیا اور خلیفہ گرفتار ہو کر سامنے آیا اور اوسوقت کیسا ہی سنگدل آدمی ہوتا
 تو اوس انقلاب کوڑکار کو دیکھ کر آہ بہتر اکر کس مرتبے کا شخص جسکے دربار میں ادنیٰ سا شخص سلطان تھا
 جسکی دہلیز کے بوسہ دینے کا اشتیاق شہنشاہوں کو رہتا تھا اور صد ہا کا شوق دل ہی میں رہ گیا
 اور اوس سیاہ مغل کے پردے کو جو دیوان عام کے باہر دروازے پر لگا رہتا تھا اوسکا دوس
 بھی دیکھنا نصیب نہوا اور جسکی سواری کو ایک دفعہ دیکھنے کی ارمان سے
 لوگ صد ہا کو سب سے عید و بقر عید میں آتے تھے اور اسے کی دونوں
 قطاروں کے مکانون کے جھڑکوں میں دم بہر شہیکے صرف اوسکے جلوں کو دیکھنے کے لیے نہرا رہا

روپیہ کرایہ دیتے تھے وہ شخص سوہرہلا کو خان کے جب گلے میں رسی ڈالے کھڑا ہوا تب تمام عیب اوسکا فراموش ہو گیا اور گنہگار کیا مظلوم نظر آیا پھر خود ہلا کو خان کو اس انقلاب روزگار سے ایسی عبرت ہوئی کہ بدیر سندے میں رہا کہ ایسے شخص کے ساتھ کس طرح سے پیش آیا جاوے یہ آخر حکم قید کرنے کا دیا اور شیرون نے جو صلاح یہ دے دی کہ اسے گیسٹ کر دیاں جگر دنیا لازم تھا جان کے آدمیوں کو قابل اپنے منہ کہینے کے نہیں سمجھتا تھا اور جیہ کہ لوگوں سے تہہ کو بوسہ دلوا دیا یہاں تک سارہ اوسکی ہناک اور منہ کو توڑ دانا مناسب ہی تب ہلا کو خان نے کسل میں اسکو گیسٹ اور رسی سے کسول کے بعد دین کو یہ بکو یہ گھسیٹوایا اور اسی خرابی سے خلیفہ شمس مابند کی جان گئی اور آل عباس کی پائے میں بس کی بزرگی خاک میں مل گئی چپاس طرے خلیفہ مارا گیا اور بغداد سات ورتک لٹا ہلا کو خان ملک شام کی طرف گیا اور وہاں جو کچھ اسے کیا اوسکا حال مضموم کے ملاحظہ سے معلوم ہو گیا غرض اسی ایام میں بجز غفران چین کے کوئی بادشاہ مشرق میں قآن کے مقابلے میں نہ تھا اور اس لیے کہ اون لوگوں کا بھی ملک بالکل چین جاوے قآن نے قیلا خان کو اشارہ کیا کہ کسی جیل سے بگڑے صوبہ سی چوئین کو لیا جاوے آخر موقع ملا اور قیلا خان اور قآن نے صوبہ شہنسی کو فتح کیا اور اون دونوں بھائیوں نے خصوص قیلا خان نے تالیف قلوب کی باتیں ایسی کیں کہ اکثر خدائی خود آ کے اونکے نزدیک اپنے ملکی حاکمون کے ظلم سے بیاہ لیتے تھے غرض شہر ہو چو واقع صوبہ سی چوئین پر قآن نے چڑھائی کی اور خدائی سپہ سالار آہنگ کینگ نے اسی لڑائی کی کہ منسل سب بارہا حملہ کر کے ہٹ آئے اور یہاں تک گہرا لے کہ قآن کو خود جانا اور دلاسا دینا ضرور ہوا آخر کار جب عرصہ گذرے لگا کوفخ کی صورت نہیں دیکھائی دی مشکوفا نے خود حملہ کیا چنانچہ اوسی جنگ میں مارا گیا اس سانحہ کے واقع ہوتے ہی منسل سب ہٹے اور خاقان کا جہازہ لیے قیلا خان کی طرف گئے اور سوت وہ صوبہ ہو کو آہنگ میں تھا اگر قآن کے منصب کا وہی حقدار تھا اور زرگستان کے قور تائی کے جمع میں اوسکا جانا ضرور تھا لیکن بے کوئی تہی لڑائی فتح کے اپنے ملک کو عود کرنا مناسب سمجھ کر اوسے بوجا جانے

کے شہر عالی شان کو فتح کیا اور اس مقام پر ایسی خوزیری ہوئی کہ مغفور نے صلح چاہی غرض
 میں لاکھ روپیہ سالانہ خرچ اور اس سے قبول کروا کے قباخان ملک تانا کو گیا اور وہاں بڑا
 تہنل کے ساتھ قآن مقرر ہوا اور تمام خاص عام کو اس امر کی نمانت خوشی ہوئی اور با تو خان
 کی اولاد جو تچاق کے بادشاہ اور ہلاکو کے لڑکے ہائے جو ایران کے بادشاہ تھے اور چغتائی
 کے بیٹے جو دارا اہنہر کے ملک تھے بسہون نے مذہب بھی بجز اوس کے بھائی کے جسکا نام حاجی بوگا تھا
 جو اپنے کو خطاب مانا دے اور فوج جمع کر کے قباخان سے لڑا لیکن مغلوب ہوا ستمہ ۶۸۳ھ میں
 قباخان قآن ہوا اوسے تخت پر بیٹھے ہی چاروں طرف سے علما اور فضلا کو بلوایا اور جو دولت اور
 بخشی آگے اوسکا بیان ہو دیکھا غرض اوسے مغفور کے پاس بغیر بھیجا اور خرچ موافق عہد کے طلب کیا
 جب نہ ملا اور اچلی قید کیا گیا بلکہ مارا گیا قباخان نے دیکھا کہ بجز اپنے جانے اور خا کو اس سکرے
 اوس سرے تک فتح کرنے کے دوسرا چارہ نہیں ہی اوسنے لشکر کی طیاری کا حکم دیا لیکن آٹھ برس
 کئی با عینوں کو سر کرنے میں گذرنے بعد اوسکے قیس لاکھ فوج ختاین ویرش کرتی ہوئی صوبجات
 سی چو تین اور ہو کو انگ میں آئی اور وہاں کے اکثر مقاموں کو فتح کر کے شہر یانگ نام کا محضر
 کیا اور بھیان پر ایسی لڑایاں و نون طرف میں ہوئیں اور ختا یون نے یہ حکمتیں کیں کہ اوسکے
 بیان کو دستاں مطول چاہے غرض میں ستمہ کافی ہی کہ مغلوں کی جب فتح ہوئی اور قباخان کے
 روبرو ختائی سپہ سالار گرفتار ہو کر آیا اوسنے صد ہا تعریف اوسکی جو انہر دی اور تک حلائی کی
 کر کے انعام و اکرام سے نال کیا اور بڑی خواہش بلکہ عجز سے کہا کہ اسی شخص تو تیری نوکری
 کر اوسنے گردن جھکا کے کہا تامل کیا ہی سرکاٹ لیجے مگر آپ میرے خاوند کے دشمن ہیں
 آپکی نوکری ہرگز کرنا نہیں بلکہ مناسب مجھ کو مار ڈالنا ہی کیونکہ میں جیسے ہی آپ کے مارنے کے
 خیال سے غافل نہ ہوں گا یہ سننے ہی بعض اوجہ مغل نے چاہا کہ اوسکو مارنے لیکن قباخان
 نے زیادہ انعام دیکے اور یہ کہنے رخصت کیا کہ میں نے تجھ پر احسان کیا اب جا اگر اپنے
 محکم مار سکتا ہی تو مار خاقان کا یہ کہنا تھا کہ سپہ سالار دڑہن مار کر روایا اور قباخان کے پانی

کر کے کہنے لگا کہ افسوس ہزار افسوس کہ ایسے قدزدان کی نوکری میں بنیں کر سکتا مہلبان سے
گھسے لگایا اور بہت سی تعریف کر کے اسے رخصت کیا بعد اس کے بابیان خان کو سپاہ
جمع فوج کا کر کے قاتان نے پاسے تحت پر فغفور کی طرف بیجاہ اور اسے رو دیا تک سے جو کہ
وقت کئی لشکر خانی کو شکست دی اور کئی سرداروں کو ماردن طرف سے فوج منسل کے ساتھ ملا
و جوانب کے قلعوں کے فتح کرنے کے لیے بیجاہ اگر فغفور کے ورزا اور سپہ سالاروں میں لغات
منہما تو سغون کو قیام کرنا ختامین مکان سے باہر تھا لیکن مدد با خانی سردار اور مہلبان غایت سے
غرض بعض ایسے لڑے کہ سہان آمد اور سیکڑوں نے مقابلہ کر کے جب دیکھا کہ فتح دشوار ہی اپنے
عیال و اطفال کو بچ کر کے خود کشی کی اور اپنے جولاڑی میں گرفتار ہوئے اور بابیان خان نے
اونکی بجاوری پر آفرین کر کے فوج میں مہلت دینے کے لیے بہت بیجاہ یا لیکن اونہوں نے نہ مانا
اور جیتے دم تک سغون کی بزرگی کو قبول نہ کیا چنانچہ بہتر جو فوجا حاکم می یونے ایسی بجاوری
کی کہ سغون کو جبرت ہوئی چنانچہ جبرت اوکی فوج پس پا ہوئی اور اسے پکارا کہ اسی خانیو
تک حرامی ہی اور کسی نے نہ سنا تو دو وزن ہاتھ میں تلوار لیکر خود اپنے مقام پر کھڑا اتار ما باؤ
اکر کر بزمینوں سے چور تھا لیکن ایک قدم بجز سامنے کے پیچھے نہ ہٹا آخر ش سغون چاروں طرف سے
گھیر کر پکڑ لیا اور بابیان خان کے سامنے لے آئے اور اسے جب سمجھ بوجھ کے دیکھا کہ
بجز مر جانے کے اور خانی کو کچھ خوش نہیں ہی تو کے بیٹے کو بلا کر اسے حکم دیا اپنے
باپ کو بیجاہ چنانچہ وہ پانوں پر گر کر رویا اور کہنے لگا کہ ہے باپ تیرے مر جانے سے
میرا کیا حال ہوگا اور خانی سے کو گھسے لگا کہ لگا کہ تو راہ میں جا کے نہنا کر ہو جو کوئی آہ
شخص نہیں کہ تجھ کو می کو کا میا جان کر فاقہ کرنے دیو گیا آخر کو بابیان خان نے اسے مرداؤ لا
الغرض میرے سرکشت راہ میں واقع میں آئی کہ جب بابیان خان فوج قہار لیکر باپی تحت ہلک
چوکی طرف چلا جانا تھا آخر جب جامی مقصود پر پہنچا اور چاروں طرف سے شہر کو گھیر لیا فغفور کی ان
نے بہت طرح سے صلح کا پیغام بھیجا لیکن سغون نے کچھ نہ سنا اور بابیان خان نے صرف بھی جواب دیا

کہ خانوادہ ملک کا دورا اوشہ گیا خدا کی مہربانی یہی ہے کہ قبل خان کو اوکا سخت سلب بعد اوشہ کے
 شہر پر بلا ہوا اور فقط کو قنار ہو کر خان کے حضور میں بھیجا گیا جیسا کہ باب سابق کی آخر میں لکھا ہے
 بلکہ اوس مقام کے لاطہ سے معلوم ہوا کہ گاکہ سنگ کا خانوادہ کس طرح سے ختم ہوا اور قبل خان
 فغزوں کے تحت پر پٹیا ستم ۷۷۰ میں یہ واقعہ ہوا اور تاریخوں میں ایسی ایسی جنگیں
 اس طرح کی بہادری اور ملک صلاحی جو کہ خانیوں نے کی جب انکی سلطنت چھین گئی کم کیے
 میں آتی تھی جلد اول کے انگریزی میں ابے میں اتم نے ثابت کیا ہے کہ قبل خان کے برابر کوئی بادشاہ
 روسی میں پر نہیں ہوا ہے اور چونکہ جو کس سیرہ قیصر دوم قدیم اور سکندر اور فرانسس کا شہنشاہ تھیں
 بونا پارٹ سب ہی نامی ہوئے ہیں عانی نے ہر ایک کے افعال کو قبل خان کے افعال کے
 ساتھ تطابق دیکر اہل انصاف کو ادچاہی ہے کہ اون چاروں میں بڑے کون تعارض منہوس اردو
 زبان میں وہ حال لکھنا نہیں جاسکتا ہے کیونکہ اون اشارات اور نکات کی تفصیل فرنگ کی تاریخوں
 میں دیکھی ہے اور جس حال میں ہر نکتے کی تفصیل کے لیے بیان بطول چاہیے راقم نے اوسکو بیان
 لکھنا مناسب نہیں سمجھا انگریزی انون کے لیے وہ حال لکھا ہے اور بیان پر دوسرے انداز کی
 تقریر سے اوسکی بزرگوں کا اظہار کرتا ہے چنگیز خان اور اوس کے بیٹے اور ترک کا شہنشاہ غاسیل
 حال قسری قزاق میں ہے اور نادر شاہ اور تیمور لنگ اور شامان ایران پیشداد اور کیان اور ساسانی
 کے خاندان میں سے اور کسرا دوم سے کوئی شخص قبل خان کے مقابلے میں نہیں ٹھہرا ہے اس لئے
 کہ اون میں جو ب عالی طبیعت اور عادل یا صاحب تدبیر تھے بہادری اور سپاہ گیری میں کیا
 نہ تھے اور جو تلوار کے دھنی تھے رحم اور تالیف قلوب و عدالت انکی سرشت نہ تھی چنانچہ چنگیز اور
 تیمور اور غاسیل کے احوال سے جو اس تاریخ کے سوا اور دامتون میں بھی ہی اگر کچھ غا ہری کہوے
 ایسے غازی اور شجاع تھے کہ جب ہر گئے نفع مثل لونڈی کے تابع نہ رہی اور شکست مثل مقابلے کے
 کبھی دکھائی نہ دی لیکن درندوں کی طرح فقط خونریزی سے انکو متوق نہ تھا اور تمام عالم کے
 سرکر نکاح دعویٰ اور جو صلہ عی معا من غبار پوری اور خلق کی راحت رسائی اور عایا کے لیے

درد فرزند سی اور نوع انسان پر رحم و کرم سے اولن لوگوں کو کچھ علاقہ تھا اور باوجودیکہ ترکہ کا
 تیموری سے دریافت ہوتا ہے کہ تیمور لنگ بھی ان سب مفتون سے موصوف تھا لیکن ایسے بیان
 کا اعتقاد کیا جاتے کیونکہ منہ سے کنا اور بات ہی اور اوپر عمل کرنا کچھ اور سی ہی اور تمام تاریخ نویس
 اور سکی خرافی اور وزیر سی اور مردم آزماری کا حال ظاہر ہی چنانچہ اسی جلد میں کچھ مذکرہ اوسکا بھی
 ہی لیکن قبل خان میں بجاوری اور بربری کے ساتھ ملوث پروری سنی اگرچہ شوق ملک ستانی
 اور تسخیر عالم کا اوسے بھی تھا لیکن ساتھ ہی اوسکے یہ بھی آرزو تھی کہ اگر دنیا پر حکم جاری ہو
 تو ظلم کا دور اوجھ جاوے اور غلطی اسہم دم دعا گو ہے چونکہ نیت ایسی تھی خداوند تعالیٰ کے
 برکت سے اوسکی حکمرانی کو ایسی ہی کہ جتنے دور تک اوسکا فرمان جاری ہوا سکندر کو بھی اوس قدر
 نصیب ہوا اور قبل خان جب شافان نامارا و مغول رخصا ہوا دنیا کے بادشاہوں میں ہر طرح میں شل
 و نظیر تھا اور بحر شمال مشرق البرہہ کی حد سے بحر لکا گانک و بحر مشرق سے مغرب میں قبت و قریب
 اوسکے تابع تھا اور اوسکی خوبیاں سنکر اودن قوموں نے خود انکو خراج دیا اور اپنے کو داخل عایا ہر گاہ
 میں کیا جو چنگیز خان کو خاطر میں نہ لاسے تھے اور عینہ سے سرخو رہے تھے پس جنگ اور دن کی
 شجاعت زیر نگر سکی قبل خان کی عدالت نے نابعدار کیا اور یہ حال اوس شخص کا تھا کہ جس جگہ کو
 فورگروہان کے خاص مقام کو فرمان بردار بنایا اور وہاں کے لوگ اوسکے عاشق تیار ہو گئے تھا
 یہ کہ تالیف قلوب کی ترکیب مثل اوسکی بجاوری اور پاکوری کے تھی اور دونوں کی نظیر
 آج تک میں نہیں دیکھتا کہ میں آئی ہی اور ان سب مفتون کے ساتھ ایسا خوبیت تھا کہ ہر
 اوسکی صورت دیکھی اوسے پہون مکی لگ گئی اور شیرن زبان اور جادو بیان اس قدر تھا کہ
 اوسکی بات جسکے گوش نہوا یکدم ہونی اوسکو تمام عمر بکھڑی کی تمنا رہی اس بیان میں یہ کہ لوگ
 گمان مبالغے کا نہیں لازم ہے کہ تفصیل کے ساتھ بعض امر و کما حال کہا جاوے علاوہ اودن
 تفتون کے جو اوسکی قدر دانی اور رحم دلی اور دوسری مفتون میں کہیں کہیں ہیں و برائیتا
 کہ آں ہونی کے ساتھ ہی ہر قوم اور ملک کے علما کو جمع کوسکے ہر ایک کے ذمے اودن

مردان کی بہرہ کو متعلق کیا کہ جس کا علم اور تجربہ جب کم نہ یا وہ حاصل تھا چنانچہ پونینگ جاگت اور بھی
 دو خانی فاضل کو پاس سے قوانین اور ضوابط کے درست اور بعض کے ایجاد کرنے اور تمام اہلک کے متعلق
 اور مخارج اور تجارت کی آمدنی اور رفعتی کا حساب لکھنے کا حکم دیا اور شیخ عالمی الدین ایرانی منہر
 اور ہیئت و ان بنوہرست کو تعویذ تیار کرنے اور ان علموں کے آلات کے بنانے اور مصلحتوں کو ادا
 استعمال سے واقف کرانیکا حکم دیا گیا اور فرنگی طبیب نوکر رکھا گیا تا علم ادویات اور دوا سازی
 میں چہ بنعل تعلیم کیے جاویں اور ایرانی اور عرب اور اورا، انہر اور اگیو کے ملکوں کے برہنہ
 عالموں کو جو دربار میں حاضر تھے حکم دیا کہ اپنے ملکوں کی معقول کتابوں کا ترجمہ ختانی زبان میں
 کریں مصلحتوں کو بہرہ کاروں کے مضامین سے آگاہ کریں اور عجمہ جمع فاضلوں کا ہاں لین کھلتا تھا
 اور ایک بھی ایسی ہی ایک مجمع ختامین اوسی لقب سے سوجرہی اور مملکت کی نابجہ اوسے
 متعلق اور تربت بزرگ سے ایک فاضل زبردست بلوا کے رسومات دین وغیرہ کو اوسے متعلق کیا
 اپنے استاد یا دچو کے ساتھ شہر اکو کے تمام سلطنت کے بڑے شہروں میں مدارس اور کتب خانوں
 میں کتب خانے مقرر کر کے کتب چین ایران عرب فرنگ کا ترجمہ کی زبان میں کر کے مصلحتوں کے
 لوگوں کو تعلیم دینا فرمان جاری کیا اور اوس میں قافان نے عجمہ مضمون لکھا کہ اہل خدا اور دوسرے
 ملک کے لوگوں کی لیاقت اور شایستگی دیکھ کر مجھے شرم آتی ہے کہ ہماری قوم میں عجمہ جہالت اور
 نادانی پائی جاوے پس مناسب ہے کہ ہر شخص اپنے لڑکے کو سرکاری مکتب جانیں بھیجے اور لڑکے
 سکھانے سے چند روز نال کر کے انسانیت کی راہ بتلاوے اور حسبوقت فقور ہوا احتیاتی عمل کا
 مجمع کثیر دہلیہ میں فترہ رفتہ پیدا ہوا اور سب کو حکم تھا کہ جس امر میں صلاح دینا مناسب معلوم ہو وہ
 فوراً اوسکی اطلاع جمعہ میں کریں چنانچہ جو مہینہ چین کا نام ملک سر مو ایک خانی فاضل نے درخواست
 دی کہ مناسب ہے کہ بالکل لو کہ جو جنگ میں پڑے گئے اور بنہرہ خانہ میں چہ میں محضی یا بین
 اور اوسکی انجا قیدیوں کے لیے سنی گئی محکم کی ترقی اور اس کی صورت پیدا ہونے کے لیے
 جب اس طرح سے فقور نے تہہ کی عزائم جاپان کو سر کرنے کے لیے جنگی بھرتا رہوئی اور فوج ملک

نامک چین امپریں کی نسخ کو روانہ کی گئی لیکن منزل مقصود کے قریب ایسی آندھ لائی کہ نصف بحر فرض
 ہو گئی اور باقی چوبیس اہل جاپان نے گھیر کر تیس ہزار سنون کو مار ڈالا اور ستر ہزار خائی اور اہل کوٹیا
 کو قید کر لیا اور پچیس ہزار چوں کر گیا اور سکون مل کے جانے سے وہ ہوکا دیکے اہل جاپان نے بخون مار ڈالا
 ماجرانوں سے قبل خان کو بڑا غم ہوا لیکن اوسنے لوگوں کو یہی جواب دیا جب اونہوں نے ہوسرا
 کیا کہ اس طرح کا حادثہ کبھی کبھی اگر واقع نہ ہوے اور ہمیشہ سرسبز رہے تو بادشاہوں کو
 انقلاب روزگار کی یاد دہانی رہے اور اوسکی فراموشی سلامین کے حق میں نہایت مغرب ہے
 بلکہ ایسی فراموشی عداوت بڑا ہی بعد اوسکے قاتلان کی فوج چکیو کے ملک پر چڑھ گئی اور کئی
 ژانہوں کے بعد پاسے تخت کو فتح کر کے ملک کا ایک صوبہ اوسے قرار دیا۔ ۱۸۸۱ء عیسوی میں
 اکثر ملک کے تاجر قبل خان کی عدالت کا شہر منسٹر کوٹہ توکیو میں جہاز من پر آئے اور غصہ کرنے
 حکم دیا کہ اوس ایسی محبت بڑھائی جاوے کہ بار بار وہ آدین اور تجارت کی سہولت کے لیے قبل خان
 نے منرخا کو گمراہ یا جسکا بیان راقم نے پہلی جلد میں کیا ہے اور اتنا مضید عید امر ب
 کے لیے ہوا کہ اگر کوئی خبری اس شخص کی نہ توئی تو قصداً اسکی ساخت کا کئی تھا اس لیے کہ ملک
 خاکی نسبت میں اس شہر کا وہی رتبہ ہی جو جسم انسان میں رگ جان کا وہی عید نشانی اوسکی
 عقل اور دانش کی ایسی ہو گئی کہ قیامت تک قبل خان سلامین و وزیر کار سے مستشار ریکا اور اہل
 اور اکا اوسکے نام پر روز و چہرین پچیس ہزار سنون نے سابق سے بسا با عارض جب ہم
 شخص اوصاف میں بے نظیر و بخار و بابتہ پیر غفور ہوا اوسنے اس لحاظ سے دارا خلافت بنایا کہ
 ناما یون کے ملک سے بھی قریب ہووے اور چ سلطنت میں اپنی بود و باش رہے اور چونکہ
 اس شہر کے عرصے اوچوت کا بیان جلاول میں آچکا ہی بیان اتنا ہی کمنا کافی ہی کہ شہر کے
 ہر صوبہ پر ایک ایک ہزار سنون کا پیرا تھا اور اپنے محل کی حفاظت اور ہر وقت کے
 جوس کے لیے بارہ ہزار جا متعین تھے تاکہ وہ اکثر خائی اوسکی سلطنت سے راضی نہ تھے تاہم خود
 بعض شخصوں کا تاج پانچہ نعل ہی کہ جب سنگ کا گہرا تاج ہوا ایک وزیر گرفتار ہو کر آیا جو کہ حاکم کی

خیر خواہی جو اسے سننے کی تھی مسنور تھی قبلخان نے فرمایا کہ اسی مرد نیک خصال و نیک صلاح میرا
نوکری کر اور جیسے اپنے پرانے خاندان کی رفاقت تو نے کی ہی ویسے ہی میری کرو اس نے جواب
دیا کہ میں جنگ کے خانوادہ کا پروردہ ہوں اور جب سزا ہے میرا جیانا تک حرامی ہی اور نوکری کرنا
مجھ سے بہتر بہت ملینگے بلکہ مجھے مار ڈالنا صلاح ہی اس لیے کہ کبھی اپنے خاوند کے دشمن کا بن
خیر خواہ نہ تو گامیہ سنکر قبلخان نہایت غلط ہوا اور چاہا کہ اس کو سرفراز کرے لیکن وزیر نے
اوس کے خلاف شہنشاہ کو ایسا سمجھایا اور زمین و آسمان اس قدر جنگ کیا اور وہ خدائی بھی اپنے مرنے
لیے ایسا نصیر ہوا کہ آخر قبلخان نے آئیدہ ہو کر فرمایا اگر مرنے ہی چاہتا ہی جسطرح سورت تھے
موت میں نظر آوے اور پسندیدہ ہوا اپنے خاوند پر سے قصد حق ہو جا العزیز اس طرح بعض خاوند
کی طبیعت جو اس نے دیکھی حفاظت اوسے لایا ہوئی اور اس قدر پراچو کی اوسے سبب مقرر کیا
گیا مملکت خطا اور اطراف و جوانب کے تمام ملک اور اقوام پر چب مقعود غالب آیا آخر کو بر ملا
طرف لشکر بھیجا اور بعد بہت خونریزی کے اوسے طغریاب ہوا اور بعد اوسے قریب تھا کہ
ہنگالے پر یورش کرے لیکن ملی ملی کے منع کرنے سے باز نہ ہوا اور سیام سے خراج لیا ایسا
خوش نصیب شخص شاید دنیا میں کوئی پیدا نہ ہو کیونکہ ملک گیر ہی اور جاہ و حشمت اور نام عالم
کی محبت کا یہ حامل تھا جس کا ایک غمہ مؤلف نے بیان کیا اور خانگی انور کا یہ طور تھا کہ ملی ملی
ایسی نیکیاں اور عاقلہ تھی کہ قبلخان کے سے شخص کو اوس سے شورا کر نیکی حاجت ہوتی تھی اور
کوئی عہد پیش ہوئی یا نیا قانون اجرا کرنے کا قصد اوس نے کیا وزیروں کی صلاح کے علاوہ
خانوں کا مشورہ ضرور تھا اور میان ملی ملی میں پہلے روک دیتا تھا تب رنگین میں حکم ملتا تھا
تھا اور اس کی عقلندی کی جھلک بڑی دلیل ہی کہ جب جنگ کے گہرا نیکام وہ غنیمت گرفتار ہو کر آیا قبلخان
نے خوشی سے پہل کر ملی کو آگاہ کیا خانوں نے شکر آہ بہر کر یہ کہا کہ اسی خاآن یہ یہ غنیمت
کا نہیں بلکہ بیچ کا ہی کیونکہ جب تجربے میں ہی آیا ہی کہ انقلاب و زکا سب سلطانوں کے لیے لازم
ہی تو یہی روز و مال و خزانہ کا تھما دے گھر کے لیے ہی آسنا ہی پس ان بیچاروں کے ساتھ

ایسا ہی پیش آویسنا کہ چاہے ہو کہ متاری ال کے ساتھ دوسرا پیش آوے اگر خدا خواستہ ایسا دن
 دیکھنا اور نیکے نصیب میں ہی ہو وہیہ نصیب سنکر خاقان سنان بن سزراؤ پر رکھے دیر تک خاموش
 رہا اور بعد اسکے حکم دیا کہ ہر طرح کی عزت اور آرام سے خٹاکے شامہ شاہ کو نظر بند رکھا جاوے
 اور ایسی فی فی کے سوا بیاضی شہزادہ نیک تھا داد اور سپاہی سنے بدل ایسا تھا کہ لوگوں نے
 اسے سہوت ٹھہرایا اور نہ پہنچنے میں جب کسی شخص نے اسکو پیش بجا ہوا ہر دکھلایا اور اسکا
 مول پوچھا ولی عہد نے جواب دیا کہ آرائش تن کے لیے تو یہ دھڑکی کی قیمتوں میں ہی جنگاہی
 لیکن اگر کسی فردخت سے دوچار ہوا غریب پرورش پادین تو البتہ پیش بہا ہی اسکا نام جن کن
 خان تھا اور اس کے باپ کے اوستا دیاؤ چو نے اسکو حکمت علی اور تاج اور گنگ فوزی کی تفسیفون
 میں ایسی تعلیم دی کہ اسکی نیک خلعت کو دو ناجلوہ ہوا اور پینتالیس برس کی عمر میں جو اسے انتقال
 کیا سارا عالم کو مدد مہ ہوا کیونکہ ایک عیب ہی اس میں نہ تھا اور پادچو نے اس کے باب میں یہی
 کھاتھا کہ قبل خان کی نیکی کو کچھ تباہ اس کے بیٹے کی نیکی کے مقابلے میں نہ تھا الغرض قول شاعر
 کلاچ ہی عہد ایش دوران دکھاتا نہیں ہوا اور تمام عمر ہر طرح کے آرام میں گزشتی خاتون اور ولی عہد
 نے پی در پی تہوڑے عرصے میں جو انتقال کیا فغور کو ایسا رنج و دون کے لیے ہوا کہ کہتے ہیں کہ
 بہر کسی نے قبل خان کو ہنستے نہ دیکھا اور جب تک دم رہا غم رہا اور چند سال کے بعد سنہ ۱۲۹۴
 مسیحی میں وہ بھی گزر گیا اس مختصر بیان سے ظاہر ہی کہ راقم نے کچھ مبالغہ نہیں کیا جب یہ دکھا کہ
 روی زمین پر قبل خان کا کوئی پادشاہ تاج تک پیدا نہیں ہوا کیونکہ عالم زبردست ارباب مخزن سزرا
 اور تک حلالوں کا قدردان بہا در بے بدل در بے مثل حکیم مشن عالی طبیت کریم و حرم تھا اور اسکی
 تمام صفوں کو ایک لفظ میں اگر کہنا چاہو تو وہ لفظ یہی ہی کہ خیر خواہ خلق تھا چاہے خود اہل خاندان
 عالم اس کو کہتے تھے اگرچہ خاندان کا نام نہ لیں اپنی قوم کو نیک اور سب سے صفت موصوف جان
 اور غریبوں کو محسن حقیر سمجھنے میں مشہور ہی اور اسی جہت سے کئی عیب اور نون نے قبل خان
 دے کیا ہی اور ہم ہی اون عیبوں کی طرف محاذ کرتے ہیں تاکہ تاریخ نویسی کے ادب کے موافق عیب

وہندو و نوئی تجویز ہو کہ بعض ختائی موبخ کہتے ہیں کہ قبلانان تعصب ایسا تھا کہ جو مذہب لایراد
 کے دوسرے کو خصم باطن جاننا اور زن مردی اور زریہ پستی اور عشق بازی اوس میں حد سے لڑ
 ہتی اور درواز ملکوں کے فتح کرنے کی ایسی آرزو اوسکو ہتی کہ لاکھوں فوج اوسکی جہاز جاپان
 پرورش کرنے میں نقصان ہوئی نہ انصاف دیکھا چاہیے کہ ان ارا مومن میں امتحان کس قدر اور ثبات
 کس قدر ہی اور تعصب کے باب میں جو وہ موبخ کہتے ہیں تو اسی قدر سچ ہی کہ کلمہ مذہب کو بہتر جانتا تعصب
 اور عیہ کچھ عیب اوسکے لیے نہیں تھا کیونکہ ہر شخص اپنے طریقہ ایمان کے باب میں مختاری اور چونکہ اس
 امر کی درستی یا نادرستی کی تجویز خدا تعالیٰ سے متعلق ہے کسی شخص کی کسی مذہب میں ایمان لانے کے سبب
 نہ کہنا حق ہی سوائے اس کے آدمی کی جہلی ہی کہ کسی نہ کسی شی پر ایمان لاوے کیونکہ آج کل دیکھتے
 ہیں بنین آیا ہی کہ کسی قوم کے تمام یا اکثر شخصوں کو کسی شی سے اعتقاد ہو پس جبکہ ضروریات سے
 ہی کہ ایک نہ ایک طریقہ ایمان ہر گروہ میں رواج پاوے اور عیہ ہی خایت واجب ہی کہ اوس گروہ
 کے سردار کا جو عقیدہ ہی وہ سبب اوسکی سرگرمی کے ایسا مشہور ہووے کہ کسی کو اس باب میں شبہ نہ
 پس قبلانان نے جو طریق اختیار کیا اور خایت مستقل اوس میں ہا تو نہ رابطہ بادشاہی کے خاندان
 اوس نے بنین کیا اور زن مردی جو اوسکے رنگ سے عیہ لوگ کہتے ہیں تو جو اسکے کہ گیم سے شواہد
 تھا اور اوسکی عقل اور حسن کا عاشق تھا دوسری کوئی بات اس طرح کی بنین پائی جاتی ہی اور اگر
 بی بی کی باتیں سنی زن مردی ہی تو راقم تمام دوستوں اور خصوص اپنے لیے عیہ دعا کرتا ہی کہ خدا
 عالم ایسی ہی جو اوہنیں اور ہمیں بخشے کہ ہم لوگ ہی مثل قبلانان کے حاجت اوس سے شریکی
 رکھیں اور سچ سے فائدہ اٹھاوین قریب عجیب زریہ پستی کا جو اسکے ذمے کرتے ہیں اوسکا
 جواب صاف یہی ہی کہ زریہ پستی میں کہی عالی مہتی بنین پائی گئی ہی اور اگر یہ درست ہی کہ
 شخصہ لارون کو مکمل تھا کہ ان عیہ کے ساتھ جو خزانے کی ادا میں غفلت یا گمراہی کرنی تھی ہے
 ہمیں آوین اور اوزیرون سے خوش رہتا تھا جو بہتر تدبیر میں ہی مل اور آمدنی کے زیادہ کرنے
 میں کرنے تھے لیکن عیہ باتیں معیوب تب ہی ہوئیں جب صرف ثبات کرنے اور گنج جمع کرنے کے لیے

وقوع میں آتین غرض بہتری خلافت ترقی علوم اور فخر دہانی علما اور ساخت انصار اور عمارت و
 استفادہ عام اور آرائش ملک وغیرہ میں نہ تن پروری میں بیدار صرف ہوتا تھا چنانچہ سرکار کی
 طرف سے غلوں کے جمع رکھنے اور رعایا میں قحط کے وقت شمت کرنے کا دستور جب کا اکثر ذکر اہل
 اول میں آیا ہی قبل خان سے شروع ہی اور چوتھا عیب نے دور دراز ملکوں کی فتح کی آرزو میں
 افواج کثیر کا نقصان کروانا اور اسکی نسبت میں اتنا ہی کتنا کافی ہی کہ نطفے کی تاثیر کو بڑا دخل ہی اور کیا
 چاہیے کہ پوتا اور بیٹا کن شخصوں کا وہ تھا بلکہ اگر مفت اہلیم کے فتح کرنے کی آرزو اور مقصد اور میں پایا
 بنین جانا تو عجب ہوتا اور ایسا ہونین سکا کہ اسی ایک عیب کے رہنے سے مرد کال اور سکوکھین
 کیونکہ اس رستے کے لیے پھر خدم فاعت ایسے حرم ملک گیری کے اور ب باتین اوس میں موج
 ستین اگرچہ محبت و تقریر کے بنا ہنے کے لیے یہ کہا جاسکتا ہی کہ اس قدر صاحب راہ صرف
 اسی واسطے تھا تا کہ غیر ملکوں کے رعایا اپنے خلق الشکی زیادہ تر بہتری اوسکی حکمرانی سے ہو
 چنانچہ صدما نظیرین ہین کہ اقوام مغتوحہ کو اپنے بمقام وہم وطن ماکون کے وقت میں اس قدر آرام
 کبھی حاصل نہ تھا جو قبل خان کی تابعداری میں ملا لیکن عید بات بناوٹ کی ہی کیونکہ مثل خا
 اور کرا کر زوی تخی عالم ہی اور بعد اوس مطلب کے برآر ہونے کے بہتیری رعایا اور پرورش
 درجہ ثانی میں اوسے طوطا ہی جبکہ اپنی رعیتوں میں وہ قوم داخل ہوتی ہی اگر حکمت کی آنکھ سے
 دیکھیے تو یہی ایک عیب قبل خان میں تھا لیکن عید ہی کتنا چاہیے کہ مثل سب اوجہ سب
 تھے اور یہی امر انکی امت میں بہترین صفات سے تھا بلکہ بعض بعض دفعہ اگر اسکا جو فضل
 کے مزاج میں نہ پایا جاتا تو وہ اس میں ہی کہتے کہ البہ بادشاہ اگر کر کے سچ میں آگیا ہی اس نام
 سے تخت جہین لو اور قیاس ہی چاہتا ہی کہ وسے سب اگر اسکو محض حکیم طبیعت پاتے
 تو باغی ہو جاتے ان غرض اہل صفات اور عیوب جو تھے سب کو بیان کیا ہی آگے ارباب
 انصاف جو داد کہ لائق اوسکے حال کے سمجھیں ارشاد فرما دیں لیکن اتنے میں تو کچھ شک نہیں
 ہی کہ مثل کی قوم میں آدمیت اور فضیلت بلکہ نیرگی قبل خان کی ذات حمید و صفات سے

پیدا ہوئی اور وہی لوگ جو ایسے معنی پہلے حروف پہنچے تھے ان میں سے اور جو گویا لی گئے
 انصار مطلب کے لیے اور کئی اور معنی تھے جن میں سے پہلے قتل خان کے حکم اور مدوسے پاس سخت
 کے علمائے ایسا ہونے والے ان سے حروف کا کیا اور ان میں بڑی بڑی درویش اور حکیم ہونے اور اگر
 دوسرا کوئی امر اور کئے بڑے ہونے کے دعوے کے لیے کافی نہ تھا تو فقط موجود حروف زبان مثل
 ہونا بس تھا کیونکہ جیسا اتفاق آراے ارباب فضیلت اور اصحاب تاج کا اس باب میں ہی کہ وہ شخص
 کہ جسے تحریر کی ایجا ہو اور صوت کو شکل جسم دی لینے بس حروف پنا یا وہ قابل پرستش کے ہوتا
 خدا نہ تھا تو بیشک مرتبہ ولایت کے قابل وہ شخص ہی کہ جس نے اپنی قوم کے الفاظ مخرجی کے ہوائی
 وجود کو جسم محسوس کیا قتل خان اپنے پوتے تیمور خان لینے ولی عہد مرحوم کے بیٹے کو جانشین مقرر
 کر گیا تھا لیکن اس کے بیٹوں نے مقدمہ اور سکون محروم رکھنے کا کیا آخر کو منلی سپہ سالار بابا جان خان
 تلوار میان سے نکال دیا بار میں جا کھڑا ہوا اور جب تک بہوں ولی عہد کے بیٹے تیمور خان کو تخت
 دینے کا اقرار نہ کیا اپنی جگہ سے وہ نہ ہٹا اور جب تیمور خان جلوس کر چکا اور سو ف سردار نے تلوار
 کو میان میں کیا باوجود کہ اس عداوت کے جو چھوٹنے کی تھی تیمور خان نے معافی ناما مانے نہ ہونا
 کی حرکت ناشائستہ کا جاری کیا اور ایام ماضی کی یاد کو دل سے جھلایا اس کے عہد میں ایک دفعہ جنگ
 ایسی ہوئی کہ فضل محل گئی لیکن مغرور نے غلہ اپنے سرکار کے انبار خانوں سے جو قتل خان کے
 جمع کیے ہوئے تھے رمایا اور غریبا کو کھلا دیا بعد اسکے لوٹے دن نے بہت عاجز کیا اور بعض
 بعض جگہ شہر کے شہر کو لوٹ لیا اور ایک دفعہ اس طرح سے ہانکے جو کے شہر کو تاخت و تالیج کیا
 اور وہاں کے حاکم کو مار ڈالا اور اسی سانحہ کی ایک نقل ہی کہ چوتھوں کے سردار نے اسی
 حاکم کی بیوہ پر عاشق ہو کر بنایم نکاح کا دیابت اوس عورت نے کہا کہ اگر میرے خاوند مقتول کی لاش
 جلاتے دے تو میں اس امر کو قبول کروں گی اوس نے اگو نے خوشی خوشی اجازت دی اور اپنی شادی
 کی تیاری کی غرض نہ نیک بخت اپنے شہر کی لاش کو ٹوٹوں پر رکھا اور خود اگل گلا کے اس سے
 اگل میں کو دھڑکی کہ جل گئی مقدمہ سارے عالم کو یہ نیک بختی اور شوہر پرستی ایسی پسند آئی کہ

شعر نے اوسکی بیچ میں قصیدہ سے لکھے اور فقور نے یہ خبر سکر نزار پر بخت میں اوس نیک بخت
 کی خاکستر کو گروایا اور سرکار کی طرف سے لوہان ہمیشہ جلا کے پھول کی کرسی باریں ہینے
 چڑھانے کا حکم دیا گیا۔ بڑا کنگ کا بادشاہ شہنشاہ کے پاس نذر دینے کو جب آیا فقور بہت
 جلی سے پیش آیا۔ سنہ ۱۲۸۵ء میں تیمور خان فقور میں وصال ہوا۔ فقور نے انتقال کیا اور
 عدالت اور شجاعت اور عالی پروری و قدردانی میں پیر و اپنے دادا کا ایسا ہوا کہ اس کے انتقال
 سے خاص خاص عام کو صدمہ پہنچا چونکہ کوئی بیٹا نہ تھا اس کا بیٹا کئی شان خان بخت پر بیٹا اور
 پرورد ہوا باوجودیکہ شراب و کباب زنیوں کا بڑا شائق تھا۔ سنہ ۱۳۱۱ء میں یہ مرگیا اور اس کا
 بیٹا جن سنگ یعنی ابھی اپنی جوانی قائم مقام ہوا یہ بڑا قدردان حکیم کنگ نوری کی حکمت کا تھا
 اور اس کے مریدین کو مرتبہ عالی کو پہنچایا اور اپنی قوم کی تربیت کے لیے اوسکی تعینفون کو
 ترجمہ کروایا اور جب تک جیا علما اور شعرا کا بڑا قدردان رہا اور اپنی مملکت میں ہر جگہ مدرسہ غیاثی
 تعلیم کے لیے بنوایا اور تاکہ خانی اور تاتار و دونوں قوم راضی رہیں اور جگہ جانب کشی کا فکر نہ
 فقور نے یہ قانون نکالا جو اوس وقت سے اب تک جاری ہی کہ کچھ وزیر تاتار اور کچھ خانی ہوئیں
 یعنی مرتبہ وزرات میں دونوں کو شریک کیا اور عادل ایسا تھا کہ اپنے دوستوں و دشمنوں کو اس
 کے وقت ایک نظر سے دیکھتا اور برابر سزا اور جزا دیتا تھا باوجود اس بدبری اور بندوبست کے
 لوٹروں نے آکر ستایا اور ایک فتنہ کی نفل ہی کہ کسی کاؤن میں اسکا طائفہ لوٹنے لگا اور ایک
 گھڑین جو گھسے تو ایک بوڑھا اور اس کے بیٹے کو وہاں پایا جو نہیں اون بدکردار نے قصد
 اوس بیچاری کے سر کاٹنے کا کیا بیٹے نے اپنے کو درمیان ڈال دیا اور مان پر جو زخم چھنے والا
 تباہ و دلیا اس حرکت سے وہ چوتھے ہی ایسے خوش ہوئے کہ مالی و مزد و دونوں کو دیکے چلے
 اور فقور نے اوس کے نام کی ایک بڑا دھار کے لیے بنوائی اور عمدہ معقول سے سرفراز کیا
 سنہ ۱۳۲۰ء میں اس شہنشاہ عالیجاہ عالم کے خیر خواہ نے انتقال کیا اور اس کا بیٹا چوتھے
 جسکو خانی مورخ سنگ سنگ کہتے ہیں سند پر آیا اور خاتون کے اکثر رسوم اختیار کرنے سے نوا

نامور ہوا اور غالب ہی کہ اگر زیادہ جیتا تو بڑے بڑے کام کر نام لیکن مہر سے
 جس کو موزی کے ہاتھ سے بلکہ کہتے ہیں اوسی کے اشارے سے جو بعد اسکے
 خاتم مقام ہوا ارگیا چونکہ فغور لا اولہ ملکہ استن تیمور خان پوتا قبل خان کا تخت نشین ہوا
 اور اوسکے عہد میں کوئی بات قابل ذکر کے نہیں ہوئی سوائے اسکے کہ بودہ
 کے مرید و خادم نہت سے اتنے آئے اور سب کا مال جس جس
 کے ایسا بے حق ہو کر کمانے لگے کہ آخر کو لوگ تنگ آئے اور تمام رعایا نے متفق ہو کر فغور
 کو درخواست دی اور چاہا کہ اون بلاؤں کو منع ہووے کہ اپنے ملک سے نہ نکلیں اور خانوں کا سر
 کھانے نہ آویں حسن اتفاق سے اسی عرصے میں فغور اور بابا اور زین لرزہ بہت ہوا اور لوگوں نے
 لاٹوں کی بدذاتیوں کو باعث ٹھہرایا فغور ایسا ڈرا کہ باوجودیکہ اون لوگوں کو بہت مانا تھا لیکن
 سہوں کو نکال با اور عود کر نیکو من کیا سنہ ۷۲۸ ہجری میں شہنشاہ نے انتقال کیا اور جو نیکو من
 بیٹے جو ان سے لوگ سمجھے کہ تخت کے باب میں قصہ ہو گیا لیکن چہو باطوطی مارخان باوجودیکہ سب
 قوت تھا اگر چاہتا تو سندھ چین لینا غرض میں بہانی کا حق اسے سمجھا اور اوسی کو باب کا مقام
 کیا مگر عجب اتفاق ہوا کہ جس وزوہ بیٹا شب کو صین جلسے کے وقت دفعہ گر گیا اور اہل دنیا نے
 اوس کا خون بھائی کے سر چڑھایا اور یہ خیال نہ کیا کہ جب خود طوطی مارخان نے تلخ بخشی کی کیا
 ضرورت اوس کو نہ ہر مینے کی تھی لیکن یہی حال عوام الناس کا ہمیشہ ہی اور سنے تحقیق کیے اور سچے
 بدی کا گمان کرنا اور جو کچھ صفحہ میں آتا ہی سنے نال کھہ بیٹھا اور نچا شیوا ہی اتھتہ اوسکا چھوٹا
 بھائی گدی پر بیٹھا اور لاٹا کر کے مہرب کا ایسا مدگار ہوا کہ اوسکے خادموں کے سردار کو
 اپنا اوتنا دینا یا اور تمام امرا اور علما سے اوسکی تعلیم کروائی اور اوسکے ساتھ عبادت میں ہمیشہ
 ایسا مشغول ہوا کہ اموات سلطنت کا انتظام ایک اور شاہزادہ یکن لئی مار کے حوالے کرنے پڑا
 تاکہ پوجے کی فرمت لے اور اوس موزی نے رعایا کو ایسا ستایا کہ رفتہ رفتہ بلوے کا سامان نہ ہوا
 اور کئی صوبوں میں خانیوں نے ناماریوں سے مقابلہ ہی کیا غرض کوئی بات اور طرح کی

اوسوقت وقوع میں نہ آئی کہیں عرصے میں غنغور نے دنیا سے رحلت کی پارسندہ ۱۳۳۲ھ میں اسکا
 بیٹا الیقین چنی بآن خان جو اوس وقت ساتھ برس کا تھا تخت پر بیٹھا اور نیابت سلطنت کا عہدہ
 اوسکے مان کے سپرد ہوا لیکن برس ۱۷ میں وہ لڑکا مر گیا اور نو بآن تیمور خان ایک شانہزادہ قائم
 مقام ہوا اور ایسا جھول اور کابل اور زبدل اور عیاش نکلا کہ بلوے پر بلوا ہوا اور اوسکو سو زبڈی
 کے کچھ خیال نہ تھا اور سب جب قحط ہوا اور عالم کو ایسی فاقہ کشی ہونے لگی کہ آدمی کا گوشت آدمی
 کھانے لگا تب ہی اس نے محنت سخت پاجی کو مطلق ترزد و نہوا آخر کو جب تمام خاص و عام کا مقنون ملز
 دم اٹھا لہی بناوت ہوئی کہ ساری ہیئت دفعہ بگرنی اور خود منسل کے سردار سب آپس میں لڑنے لگے
 اور دوسری قومیں تاتار کی باغی ہو گئیں غرض نہ وال سلطنت مغلیہ کے آثار زمین اور آسمان پر پھیل
 ہونے اور قحط پر قحط زلزلے پر زلزلہ اور انواع طرح کی دوسری علاتیں نمودار ہوئیں جو اگرچہ اوس ہون
 سے وقوع میں آئیں لیکن عوام الناس نے اس سے غضب الہی قرار دیا مملکت میں بھیہ ہل چل اور علی
 دیکھو دریائی ڈکیتوں نے دس ہزار جہاز تیار کیے اور تاجرون کو ایسا لوٹا اوتار کہ سوداگری
 بند ہو گئی اور ہر گھجہ کی آمدنی اور فتنی موقوف ہو گئی اور علی ہذا القیاس خشکی میں بھی ٹوٹ پھوٹ
 سب کو تنگ کیا الغرض چاروں طرف کج بھہ ہونے لگا ایک ختائی سردار نے لوائے بناوت
 بلند کیا اور چونکہ بہادر اور مدد دینیک طوار تھا لا کمون ختائیوں نے اوسکا ساتھ کیا اور ایک سوت
 کے بلوے دسرا دسے مغلوں سے چین لیا یہاں تک کہ دار الخلافہ پر چڑھ آیا اور منلی لشکر کو دھڑھ
 شکست دی تیسرے ہی غنغور کو ہوش نہ آیا اور جو حال بدکاریوں کا تھا بار بار اوسکے کس طرحی
 بہ اطوار یہاں مغلوں میں بانی باقی ہتین اوسی ہشت ہارسے ہٹا ہتین جو سردار ختائی نے
 چپو کر ہر گھجہ بھیج دیا اوسکا ایک مضمون بھیہ ہی کہ تیمور خان کے وقت سے خاقان کے
 اقرباؤں میں ہی دیکھنے میں آیا ہی کہ بہائیوں نے ایک دوسرے کو تخت کے لیے
 زہر دلوایا اور بیٹوں نے باپ کی جڑوں پر ہاتھ ڈالا اور لڑکا جھڑپا یہاں تک کہ جس وقت
 سکے چار یا بھیہ لڑکے ہیں نصف باپ اور نصف بیٹے کے جنواسے ہیں الغرض اسی

ایک بات سے ظاہری کہ دنیا کے صیب اوسی گھر میں پائے جانے لگے جہاں قتلخان کے وقت میں تمام نیکیاں شہین و پرہیزی جزا و سبب سے ہی تھی کہ قتلخان اسی ملک کا تخت و تاج تھا کہ وہاں ہوا اوس ہی ہوا اور اس خاندان کے بزرگواروں کی ہوتی کہ سو تخت چمن جانے کے مثل سب دوسری اقوام تار میں ہی ذلیل و خوار ہو گئے آخر کو تو گھات مورخان فقیر قتلخان بجز ملک کو چھوڑ کر صحرائ میں نیاہ لینے کے کوئی صورت نہ کیسی اور اس طرح سے مغلون کی حکمرانی قتلخان سنہ ۱۳۶۸ میں تمام ہوئی اور اسلی قتلخان کے ہاتھ سند شاہنشاہی پر آئی انگریز آفتاب زرا کی سلطنت جہین کو آفتاب سے تشبیہ دی جاسکتی ہے چنانچہ چنگیز کے قبل قوم مثل پرست و خاری کی اندھیری غالب تھی بعد اوس کے فتح کی سرزیرین کو مانند آفتاب مجسم کے چنگیز خان نے اوس تاریکی سے نکالا اور حیطہ آذر و ز سے تاریکی دور ہوئی ہے اوس سپر کی نمود اوس قوم کی خاری کی ضلالت معدوم ہو گئی تب جیسا کہ آفتاب چوں چوں بعد طلوع کے وسط السار کی طرف جاتا ہے تیوں تیوں تابندگی اوسکی برستی ہے اور اوس مقام پر ساری جہالت اپنی دکھا کر رفتہ رفتہ اوس میں تنزل واقع ہوتا ہے اور آخر کو غروب ہونے سے سابق کی اندھیری کا سیاہ پردہ پہنچ جاتا ہے اوس طرح چنگیز خان کے وقت سے قتلخان تک کو ہر لمحہ زرقی رہی اور شہنشاہی کی بزرگی اسے مدد کو پہنچانی گویا قتلخان آفتاب نیم روز خاندان آفتاب زاکا تھا اور اوس کے بعد سے جو تنزل شروع ہوا تو ہر بادشاہ میں زیادہ ترکی ملائی گئی آخر کار تو گھات مورخان کے ساتھ ذلت و ضلالت و ہلکی حال ہوئی اور مثل کی دولت کا آفتاب منہ و ب ہو گیا

ستر مہوان باب

یگ کے گہرانے کے بیان میں

جلد اول کے دیباچے میں راقم نے علم تاریخ کی تعریف میں یہ لکھا ہے کہ مورخ کو اکثر امور دنیاوی میں ایسی آنکھ ہو جاتی ہے کہ اس کے نفس کو قوت پیش گوئی کی اور زبان کو تاملانی قوال بیانی کی حاصل ہوتی ہے اور قیاس کو مزا اولت کے باعث یہ ملکہ ہو جاتا ہے کہ سبب کی دریافت سے انجام کا حال آغاز حال میں کھدیتا ہے جیسا کہ اہل منطق صغریٰ و کبریٰ سے نتیجہ نکال لیتے ہیں اور نتیجہ سے ہی سبب کو معلوم کر لیتے ہیں چنانچہ کسی ملک کے حکام اور امرائے اطوار اگر مورخ کے روبرو بیان کیے جائینگے تو اغلب ہی کہ نال حال کو نال کھدے دیو بگا غرض اس تعریف کی راستی کی ایک ثبوت یہی ہے کہ منلی خانوادہ کی اخیر کے بادشاہوں کے حالات جب مورخ کو علم ہو دیگئے تو رد و تفرس مسج کر چکا کہ ان کا نتیجہ کیا ہو کیونکہ تمام عالم میں یہی ہوتا ہے کہ بزرگ شہر جو ملک قبضے میں آتا ہے اور تہذیب معقول سے پہلے وہاں عمل ہوتا ہے وہ تب ہی تک تابعدار یا باجگذار رہتا ہے جب تک تلوار کے دہی اور عقل کے غنی فراں ہوتے ہیں اور اس کی نظیریں سی تاریخ میں اتنی ہیں کہ کسی کا بیان خاص بیان پر مبنی نہیں غرض بادشاہوں کے خانوادے اچھے لوگوں سے شروع ہوتے اور برون کی پوچ حرکتوں سے تمام کیے جاتے ہیں اور نینگ کے گہرانے کی بنیاد جس شخص سے ہوئی طبیعت اس کی اسی خمیر کی تھی جیسی بانی سلطنت کی ہمیشہ ہوتی ہے بلکہ طبیعت ہانگ ہوئی جسے ملک کو مفلون کی اطاعت سے نجات بخشی اور خفا کی ریاست چین لی قریب قریب قلاخان کی طبیعت کے سنی، ایک غریب دور کا بٹا یہ شخص تھا اور چونکہ خلقت کا نازک اور ضعیف النیان نکلا پاپ کا پیشہ باربرواری کا اختیار نہ کر سکا اس سبب سے بعد میں لا ماؤن کی خدمت گذاری میں نوکر ہوا اور چوتھیں برس کی عمر تک دن لوگوں کے ساتھ رہا لیکن چونکہ اس کی طبیعت اور ڈہنگ کی تھی اور دن لوگوں کی کاہلی اور بد فعلی سے گہرا لیا اور وہاں سے نکل کر سپاہیوں میں نام لکھوایا اور باجو دیکھ ہاتھ پاؤں کا ضعیف تھا لیکن دل کا ایسا مضبوط ٹھہر کہ چند دن میں اپنا نام اس نے کالاس سے میں ایک سوار عالی وقار کی بیٹی سے شادی ہوئی اور

رفہ رفتہ عزت اور توقیر اوسکی ایسی بڑھی کہ مغلوں کی فوج سے جب جدا ہو گیا ہزاروں قہانوں
 نے انکو اوسکے علم کے بچے اپنے کو پونہ پایا اور چونکہ مملکت میں بدہمی اور بدہمی تھی اور رعیت مظلوموں
 اور زلالان اور جان بلب ہر طرح سے ہو رہی تھی لہذا جب اس نے بلند کیا سرکشوں
 کی جمعیت سے لشکر نیکین موجود ہو گیا اور اوسکی مدد سے جی کیا ملک کے موٹے کو اوسے مغلوں
 چھین لیا اور اس طرح سے وہاں امن و امان دیا کہ رعایا نے اتنے دن کے بعد دھلیا اتنے عرصے
 میں دوبارہ ایک باغی سردار خٹائی حسد سے دشمن قوم کو چھوڑا ملک ووسے لڑنے آیا اور سبب
 رشک بیہودہ کے چونکہ وطن کو دل میں جگھندی مغلوب بھی اوتنا ہی ہوا جس قدر حسد تھا اور ملک
 نے فوراً ہو کر ملک در کیا ملک زری کے دونوں صوبوں کو اپنے قبضے میں کر لیا اور مغربی فوج کو فوج
 بٹا دیا اور اون تینوں بون میں ایسا بندوبست کیا اور ضبط و ربط رکھا کہ چوری اور سرزدوری
 موقوف ہو گئی اور دیکھتوں کی جمعیت اور جرات میں کمی آگئی اور جسوقت رعیت اسودہ اور مظلوموں
 اور مظلوموں کے غم اور چوری کے ڈرنے اور انکو رہائی ملی دعا کرنے لگی اور خداوند تعالیٰ کی
 درگاہ مقدس میں دعا اونکی استجاب ہوئی اور فوج اوسکی ہر جگہ طغریاب ہوئی اور اس کے سپاہیوں
 نے فوکینگ اور کو انک ٹنگ و دوسرے تین صوبوں کو مغلوں سے چھین لیا اور ملک ووسے
 شمال کی طرف جو رخ کیا تو لڑنا بہت آسان مغلوں کو شکست دینا اور اختلاف پر چڑھ گیا اور خاندانہ منلیہ کے
 آخری نفع تو کات مورخان کو ملک سے بھگایا جیسا کہ آگے بیان ہوا ہی اور اسوقت اپنے
 کوشنشا کہوایا اور اس کے قبل جب چالیسوں نے خطاب نفعوری کا کہی عرضی میں کہا تھا
 حصہ ہوا اور فرمایا کہ جسوقت شنشا کے تحت پرست کر دنگا اوس درجہ خطاب لوگیا اور
 ابھی اگر میری خوشی چاہو تو راحت دہندہ خلق خدا مجھے کہو القصد جب اوسنے جلس کیا تاہم کانچا
 مملکت کا بندوبست آیا اور دشمن کی طرح فرمایا اور اوس بل چل اور بد علی میں جبکہ جو نقصان
 ہوا تھا سارے عوامن لا اور بیون اور تیمون کی پرورش کے لیے وسیع مقرر ہوا
 اور انکی جائداد نفع نے اپنے ہزار جات کو کم کر کے خاص تحویل سے نکالی اور رعیت اوس میں ملتی تھی

غرض اسکی تکلیف گوارا کی مگر مایا کو تصدیق دی اور ہمیشہ اسکا بیان ہی تھا کہ میں اس کی
 کے لیے کسی ایک اپنی شخص کو تکلیف دینی نہیں چاہتا چہ جائیکہ نام رعیت کو اس شہر کا
 کے آرام کے لیے جو زیر خاک اوسکے ساتھ مل جائیگی آزار پہنچاؤں اور مروت اور سچائی
 اوسکی اسی سے زیادہ ثابت ہی کہ جب تو کات مورخان کا پوتا کپڑے کے آبا تو اس کے ساتھ
 باوجود باپ دادوں کی دشمنی کے اس خوبی سے مسلوک ہوا اور اس غصے پر کہا کہ جب چیل
 کے بعد نفور نے اوسے اپنے ملک جانے کی اجازت دی تو شہزادے نے وہ بات
 پنجاہی اور حضور میں عمر کاٹنے کی درخواست کی اسکی بہادری اور دہبری کا بیان کرنا لا حاصل
 ہی اور اوسکی دہبری کی بھی ایک نئی دلیل کافی ہی کہ تھوڑی عرصے میں خنکی سی وسعت
 میں اوس نے عملی اور ظلم و ستم اور لوٹ و تاراج و بد انتظامی عظیم کا مطلق نشان باقی نہ رہا اور سکا
 کئی قوم تاتاری کی خود بخود تاراج اور جان نثار ہوئیں اور خنکی تاتاری سرحد پر ہمیشہ دوسرے
 اقوام تاتار کے ساتھ نفور کی طرف سے لڑتی رہیں اور اوس شخص کی بدداری اور خنکی
 کے بیان میں یہی نقل کافی ہی کہ ہمیشہ اپنی خاندانی ہزارین جا کر دنیا کی ناپائیداری کے
 تصور میں ہٹیا رہتا تھا اور اگر زور بارعام میں مغلی شاہزادے سے کہتا تھا کہ تمہارے خاندان
 عالی کی سلطنت عظیم کو خدہ آجھہ ادنیٰ مزدور بچے کے ہاتھ سے اس لیے توڑ دیا تاکہ سلاطین
 روزگار کو عبرت ہو کہ ظالم اور مغرور کا زور و شور اوسے اس قدر ناکوار ہی کہ تاج چنگیزی
 کو مزدور کے لونڈے کے پاؤں سے روند دیا بدلا خان کی بیگم جیسی طاقتور عظیمہ اور نیک صلاح
 خوش مشورہ تھی ویسے ہی اس نفور کی بی بی ناشی تھی جسکی ساتھ شروع اقبال میں شادی ہوئی
 ایک سردار جلیل القدر کی بی بی تھی ویسے ہی کہ اس قدر خوش نامی جو نفور کی بیوی اوسکی صلاح
 چلتی سے ہوئی اور دہبری اوس ناوشاہ بیگم پر ختم تھی اس خوش نصیبی کے علاوہ وسیعہ اپنے عہد میں
 بے مثل و بہال تھا اور فن سپاہ گری میں طاق بہادری دہبری میں شہرہ آفاق بن کر
 دستشامی و زکار تھا لیکن حکمت حکیم مطلق کی کچھ سمجھ میں آئی جب یہ نوجوان باپ کا دل

وجہ اس پر سخت جگر عند شباب میں جہان سے رخصت ہوا اور پیری اور صد بیماری میں ملنے
 واقع دے گیا ولیدہ کے ملک کے قبل بادشاہ بیکم نے انتقال کیا اور اجڑے عجیب ہی قیام
 کی بی بی اور بیٹے کا جو حال تھا اور جس طرح سے اونہوں نے انتقال کیا اس فغفور کی سیکر لکھتے
 میں شامل زندگی اور مرگ کی پانی جاتی ہی عرصہ فرق اتنا ہی ہے کہ مبتلا خان کو صد مہ عظیم ہو گیا
 اس فغفور با شہور نے ایسا ہی ناحق کیا کہ اس سلطنت سے اندک بھی غافل ہو و بلکہ جب بتا کر گیا
 زیادہ مستعد اور سرگرم ہوا اور اپنی رعایا کو فرزند عزیز کے عوض جا بگو زیادہ چاہنے لگا باوجودیکہ غلام
 کا پیار فلک سے ٹوٹ پڑا لیکن اس غبت سے مطلق جمبول ہوا اور دم مرگ سنہ ۱۳۹۸ تک ایک طرح پر
 مزاج رکھا اور یہی ہمیشہ کہتا تھا کہ بادشاہ کو باوجود رعیت کے فرزند کی کون سی حاجت ہے اور
 کہ میں نے جب اس بیٹے کو بہت چاہنا شروع کیا شاید رعیت کا خیال دل میں کچھ کم ہونے لگا تھا
 کہ خدا فی او سکوا و عا لیا بعض مورخ اس بادشاہ کو سنگدل اور انتقام گیر مٹراتے ہو اور میرے دلیل لا تین
 کہ مغلیہ سردار اور سپاہی جنہوں نے خانہ کی ٹھک حلائی کی اوہ نہیں جہاں بابا قتل کر دیا اگر ملکیت
 اہی میں ہی کہہ ہی کہ خانیوں نے جہاں موقع دیکھا تا آریوں کو زندہ نہ چھوڑا لیکن اس ولایت کی اس
 میں ہی فرق ہی کہ فغفور کی مرضی سے یہ خونریزی نہیں ہوئی بلکہ جب بے رحمی کی خبر سنی اس نے
 سرداروں کو تنبیہ کے سوا کسی اگردہ سرخی لیل معنی نوکات موز خان کے پوتے سے جس طرح
 فغفور ہمیشہ مسلوک ہو اسیکیاں ایسی تمت کی تردید میں کافی تھا لیکن ایک نادانی خلعت عقل
 اور تجربے کے اس بادشاہ و دولدیش سے ایسی ہوئی کہ اس کی دانائی کی جہاں بات چیری
 جا و ہاں اگر اس کا کوئی فکر کہ آج کل ہلا و لوگ بھی کہیں کر ایسے تجربے والے ایسی
 حرکت سرزد ہوئی بعید الناس ہی عرض مٹی سپاہی جو ہوتے ہیں اگر خطا کرتے ہیں ایسی ہی
 کرتے ہیں و الا کبھی جو کہے ہی نہیں اور جب کہنے ایسی صفہ کی کھاتے ہیں کہ علوم کی ہر چیز
 سے اتنی معرفت اب کو پونجی نہیں جو ایک ایسوں کی چونکہ میں حاصل ہوتی ہی آفتاب مشرق
 کیا ہر کیا کہ اسے سب میٹرن کو ملک تقسیم کر دیا اور ہر ایک کو کئی سو بے حاکم کر کے سلطان

مرتبہ غارت کیا اور سدا کا تخم ہو یا یہ بات جو کہ صاف ملک داری کے خلاف ہی التبت علی
 ہئی لیکن ایسی نادانی امر شدنی کے آثار سے ہی تیمور لنگ صاحب قباں نے تین دفعہ تفتیش کی
 تاحث کرنے اور اس مغور سے آل جنگیز کے انتقام لینے کا کیا تہا پہلے اور موت جب منسل شہین
 سے نکالے گئے تھے اور دوسری دفعہ جب مغور نے تیمور کے سفیروں کو قید کیا اور تیسرے
 مرتبہ سنہ ۸۰۵ھ اسبی میں غرض پہلے دو دفعہ کی سبب یورش کے مانع ہوئے جسے حال
 اسی تاریخ میں موقع پر رسیدن ہی اور تیسرے مرتبہ غم با بخرم کر کے اور فوج قتال لیکر شہر الہی
 کی ۲۳ تاریخ کو سنہ ۸۰۷ھ ہجری میں جب اس طرف کو روانہ ہوا اس کے قدم کو دست اجل نے
 پکڑ لیا اور غم مغور نے اپنے مرنے کے قبل بیٹوں کو ان کی سلطنتوں میں بیچ دیا تھا تاکہ اپنے
 کے جلدوس کے نہیں کوئی مغور برپا کرے غرض جو نہیں بھیہ امر کین انہی کے جلوس کا اس کے
 دادا کے مرنے سے موقع ملا یہ شاہزادوں کو اس کا تخت نشین ہونا ناگوار ہوا اور مغور نے
 بھی نہیں جانکر اپنے چچاؤں میں سے کسی کو ایک لک کر کے تباہ کر ڈالا تھا اور اس کا ملک حسین
 غرض ایک ایسے سلطان ننگ نے آخر کو شکر جمع کیا اور اس کا اقبال ایسا چمکا کہ بارہا شہنشاہ
 کی فوج پر ظفر اب ہوا یہاں تک کہ دالامارتہ پر چڑھ آیا اور دیار میں تھکے ڈال دیا تب مغور
 گھبراہٹ اور چچا کو کھلا بھیجا کہ آپ کلکلی مغور ہی جواب نے یہ کیا اسے جواب دیا کہ جن لوگوں نے
 ہمارے بھائیوں کو دلیل کر نیکی صلاح متہین دی ہی اور نکو میرے حوالے کر دیا وہی املاک جو تھے
 منسل کی ہی واپس کر دی میرا سوال ہی زیادہ اس سے چچا متا نہیں اور کم اس سے لوگا نہیں چھین
 مغور کو غصہ آیا اور لاکھ سپاہ کی فوج سے سلطان ننگ کا مقابلہ کیا اور ایسا مغلوب ہوا کہ
 پانی تخت چھین گیا اور مغور چند دوستوں کو ساتھ لیکر ایک خانقاہ میں جا بیٹھا اور سے مرتبہ
 بودھ کا پوجاری ہو گیا انصہ جب سلطان ننگ اپنے باپ کے تخت پر بیٹھا نام اپنا ننگ
 رکھا اور بیٹے کا نام مغور دیا کو شہزادی باہر کیا اور چلا فرمان اس معنوں کا اجرا کیا کہ جو شخص ان
 مشیر کاروں کا نام بتلا دیکھا کسی صلاح سے کہیں نہ انہی نے اپنے چچاؤں کو ستایا یہی وہاں گرفتار

سے بھی مودیکا قیسرے درجہ کے مائڈرین میں داخل کیا جاوے گا اس حکم خلاف عقل اور صلہ
اور ادب شاہی سے یہ اجازت جو ملی لوگوں کو اپنے دشمنوں کو نشان دیا اور قتل کروایا اور
تمام شہر میں اس طرح سے خون کے نالے بھی اور ہزار ہا امیر و غریب فاضل و جاہل ہلاک ہوئے
اور عالموں کے شان مکیم شان کو جو کا قتل اس طرح پر ہوا کہ جب بیگ کو نے کہا کہ تم ہمارے مشورے
میں رہو اور صلاح مناسب امور سلطنت میں دو تب اس مرد نیک خواہ اور راست گو نے جواب دیا
میرے لیے اگر کوچہ تو کہیں خانگی کو تخت دو اور اپنے باب کی مرضی کے مطابق کرو یہ سنکر بیگ کو پیش
میں آیا اور فرمایا کہ پھر ایسی کستانی کرو گے تو تو کو اور تمہارے تمام کہنے کو مرداؤ لو گا اس دہکی پر حکیم
نیزا اور جواب دیا کہ اگر ایسا خون باغی کر دے گا تو غرض یہ وہ خلائق کھلاؤ گے اور ہزار برس ہم رہو گے
اس پر فقوز نے نہایت پر غرور حکم کا منہ دونوں کا نون تک بٹوڑا ڈالا اور قید خانہ میں بند کیا لیکن کچھ
بھی تلامیذ کو خوف نہوا اور زنان میں اوستاد سے ملاقات کر نیکی اجازت اس ظالم سے چاہی
تب غضب میں آکر اوستاد نے کہا شہر و میں تمہاری کشتاخ اوستاد سے ملاقات کرو دیتا ہوں تب حکم
دیا کہ حکیم کو قتل کر کے لاش کو لے آوین اور حسب ہنہ آئی شاہ راہ پر پھینکو ادنیٰ کا حکم دیکر لاش
کہا جاوے ملاقات کرو اس پر بھی لوگوں کو مطلق سہیت نہ آئی اور بڑی ہوم اور زرک شاہی کے ساتھ
ادسکو دفن کیا اور زمین برسن تک کہ بس نام پہنچا القصد نیک لو نے اس طرح کی ہرجی اور خورزی
سے سخت پر جلوں کیا اور تھن ہزاروں کی جان گئی جب اپنے خانگی دشمنوں کے خون سے
سیر موات فقوز نے تلامیذوں کے ملک پر چڑھائی کا قصد کیا اور وہاں بھی کچھ بدعوب مٹایا اس کے
میں باجین کے ملک میں ہنگامہ اور فنا ہوا اور فقوز نے اس طرح سے فیصل کیا کہ باجین اور
تاکمین کے ملکوں کو مملکت خانگی صوبوں میں جمل کیا باوجودیکہ اس بادشاہ کی جبلت طرف
لڑائی اور خورزی کے اہل تھی لیکن آخر کو علما کا ایسا قدردان ہوا کہ شہر و میں کا بڑا چرچا پھیلایا
اور ملک سے سیکڑوں شہر میں لگت فوری کی تصنیفوں کی ہو زمین سنہ ۱۲۲۵ میں بیگ کو
انتقال کیا اور اس کے عہد میں شاہ خلیل بادشاہ ہمرقند اور چین کے فقوزوں کے نامہ بیام شروع

ہوا اور سنگ لوانے اہل تجارت کی بہتری کے لئے ایسے ایسے قانون نکالے کہ سوداگر بہت پائے ہندوستان میں بنگالہ و بھارت کے تمام غزاؤں میں سیلاب و غیرہ کے خدائیں گئے اور سکائیہ جن سنگ قائم مقام ہوا اور ان مانڈریوں کو بجالایا جو اس کے باپ کے قتل میں کینہ منی کے وزیروں میں ہونیکے شبہ پر مغزول کیے گئے تھے اور سو اس کے غریب کے حال پر نہایت مہربان اور علما کا بڑا قدر دان تھا لیکن جلد ہی ہوجا اور سون سنگ اس کے بعد گدی نشین ہوا اس کے عہد میں موبلوے ہوئے ایک خدائیں جس کا بانی فقیر کا اپنا چچا تھا اور دوسرا چچین مین جان مہند سلطان چنگ تاج کو فقیر نے نیابت ملکہ کیا تھا ان دونوں مین پہلے کو بادشاہ نے اپنے غلاموں میں لایا اور دوسرے مین سلطان چنگ مہاراجا اور ملک خزانہ جو اس کے ہاتھ لگا سرحد پر گیا سنہ ۱۳۶۶ میں فقیر نے انتقال کیا اس کی بادشاہ حکیم ازبکہ عاقلہ اور عقیفہ مات سلطنت ہوئی اس لیے کہ ولی عہدینک سنگ باوجودیکہ تخت نشین ہوا لیکن فقیر آٹھ برس کا تھا اور اس کی ماں سے احکام اجرا پائا کرتے تھے اور اسی باعث سے سنہ ۱۳۷۳ میں اس کی ماں اور رعیت مروت حال تھی اور سلطنت کی ہر طرح سے بہتری ہوئی لیکن جب وہ مر گئے کلید ملک دی ایک خوج کے ہاتھ آئی کہ چونکہ فقیر کو اس نے گو دین بالا اور لڑا کیا تھا اور وہ بھی اندھ اور اس سے مانوس تھا غرض جب اختیار ملی اس شخص کو حاصل ہوا اس نے کئی ہزیروں کو جان سے مارا اور کئی شخص کو ذلت سے ستمزل کیا اس لیے کہ اوہوں نے شہنشاہ کو وہ قانون یاد دلایا جو اسی خانوادہ کے پہلے فقیر نے کہہ دیا تھا کہ خوج کو جلیل القدر عہدہ سرکار دیا جائے کہی دیا نہ جاوے اور کسی خواجہ سر کو خبر محل سرا کی درباری یا حاکم رومی کے دوسری خدمت نہ ملے اس گاہی سے بھی فقیر چنگ ملکہ پرشید ہوا اور خوج کو وزیر اعظم بنایا اور اس نے جی بہر کے انتقام اس امر کا کیا اور بے گناہوں پر ظلم قرار دیا مفتی شروع کیا کہ اتنے مین تمار کے ایک قبیلے کے سردار

پسینگ نے پیغام بھیجا اور عقد نکاح فقہور کے خاندان میں چاہا پہلے اس بات کو خوب
 نے قبول کیا بعد اوس کے ذاتی ملوں طبعی مزاج میں آیا ایچھون کو اوس نے تو تیار کر کے
 نکاح دیا الغرض پسینگ نے اس سخت کا ایسا عوض لیا کہ فوج تیار لیکر ختایوں میں جلا آیا
 اور ایک لڑائی دونوں ملکوں کی سرحد پر فقہور نے ایسی ہاری کرائی تھیوں کے ہاتھ کھٹکا
 ہوئی لیکن اوس جنگ میں شہنشاہ نے ایسی ہیادری کی اور بھیہ دلیری اور موت
 کی بے پردائی اسیری کے وقت دکھائی کہ سزا تیار تعجب ہوا اور اوس کو عزت سے اپنے پاس
 رکھا مگر فیہ اس قدر چاہا کہ ختایوں سے دیا جانکا اور فقہور قید رہا چونکہ تخت شاہنشاهی عالی
 ہوا اوس کا بھائی چنگ و گنگ جانشین ہوا آخر کلاسات برس تک جب نامہ پیام آیا اور گیا اور
 کچھ رفع ہوا تاتاریوں نے پھر لاکا اور پسینگ نے اختلاف پیچید میں لکھ کر حوالہ لیکر پوچھا لیکن
 اپنے بادشاہ کی مجلس کے لیے ایسے لڑے اور جان کو ہاتھ میں لیکر ایسے گھس چڑے کہ تاتاریوں
 کو شکست کا مل ہوئی اور وقت پسینگ کے کچھ قلیل سا فیہ لیکر فقہور کو چھوڑ دیا انقصہ جب وہ اپنے
 ملک میں چھوٹ کر آیا تمام رعایا برائے سامان خوشی کا طیار کیا لیکن اوس کا بھی ایسا چھوٹ گیا
 تھا کہ تخت کو دیکھ کر بہت روبا اور تارک الدنیا ہونا چاہا اور کتنے روزن تک کوشے میں بیٹھا
 غرض آخر شب ہون کے کہنے سی سمجھانے بھانے سے پہلے اپنے تخت پر بیٹھا اور چکر لڑا اور
 چکا تھا کہ کوا اپنے جیسے ہی آزار نہ دیا سنہ ۴۶۴ھ میں اوس نے انتقال کیا اور اوس کا بیٹا جس
 قائم مقام ہوا لیکن ضعیف العقل اور زن مرید ایسا نکلا کہ خوجون کے سکھائے ایک نیا حکم
 اوس نے بنایا اور خوجون کو بھیہ اختیار دیا کہ بد معاشرین کو نئے فقہور ثابت کیے بھی فقط شبہ
 پر سزا دیوین اور بد اطو لرون کی مطلق رعایت نکوین غرض اس بھائی سے خوجون نے
 جس کو چاہا وہ ہر کر کے مار دیا اور ہلاک کیا اور باز پرس کوئی نہوا جب نامہ مژمنوں سے بہت
 داد و بنیاد و مالش و فزادہ فقہور کے حضور میں کی اور رفتہ کی بنا علانیہ پڑی تب حکمہ حید
 موقوف ہوا لیکن ریاضت میں کیا گیا اس بادشاہ معتیل کی محل شریف کی ایک تہی

ہو گیلی ہی اور دوسری سیہ کہ بودہ کے پوجاریوں کے ساتھ اکثر اوقات رہتا تھا اور ان
 لوگوں کی طرح امینوں کمانی پینک میں پڑا رہتا تھا اور اس کاہلی کو جذب کامل سمجھتا تھا
 لیکن چونکہ خوش نصیب تھا نہ کوئی باہر کا غنیم آیا اور نہ گھر میں کوئی باغی ہوا والا ایسے
 شخص نے وقوف سے تخت کا چین باٹھی بات نہ تھی اور تعجب بھی ہی کہ ایسا ہندو سہ ۱۴۸
 میں جب مر گیا اور سکا بیٹا ہنگ جی تخت نشین ہوا وہ باپ سے زیادہ مخط نکلا اور کسیر نقار
 کا برابر ستلاشی رہا لیکن اٹھارہ برس کی ریاست کے بعد بہری جوانی میں جہان سے
 رخصت ہوا اور سنہ ۱۵۰ میں اور سکا بیٹا اوسانگ پندہ برس کی عمر میں تخت پر بیٹھا غرض باب
 اور دادا سے بھی بدتر ہوا اوس کو سوا عیش کے کچھ ہو جتنا تھا اتنے میں ایسا مخط ہوا کہ تو
 آدمی کو آدم خوری کی پوسہی اور اور پوجو جوں کا وہی حکم اس نصیحت کے موقوف دادا کے
 وقت کا دوبارہ جو گرم ہوا قباحت عظیم کا سامنا دیکھائی دیا لیکن وزیروں کے باعث سخت
 اٹلے اور لٹے سنبھل گیا اس لیے کہ سلطان نینگ نے علم نبوت کو بلند کر کے لشکر جبار علیا کیا
 اور بہت سے امرا بھی اس کے معین ہوئے بلکہ اپنی رعیت کو لیکر جابلے غرض اتفاق ہی ہی
 کے ایک منیر نے بھی نہک حرامی نکی الا قباحت ہوتی بلکہ اور ہونے تدبیر الہی کی اور شکر کی نرا
 ایسے شخصوں کو دی کہ سلطان نینگ کو بڑی شکست ملی اور باغیوں کو ایسا مسئلہ ہو گیا کہ
 تیس ہزار سپاہی ہانگ نہی کیا ہنگ کے دریا میں ڈوب گئے اور تلوار کے نیچے بیٹھا گری میاں
 کہ سلطان نینگ میدان جنگ میں گرفتار ہوا اور اپنی سرگز کو پونجا اور اس کے بعد سلطنت میں
 وزیروں کی بدولت اس میں چین ہر جگہ ہوا چار برس قبل اس مغفور کے انتقال کے بعد سنہ ۱۵۱
 میں فرماندہ پیر زونڈو ڈوڈی تاجراہل پر نکیز شہر کا نشان میں آیا چون کہ اس مغفور نے لاہور
 انتقال کیا ایک شاہزادہ شگ کا پوتا تخت پر بیٹھا پہلے پہل بعد جلوس کر کے شی سنگ
 امور ملک میں ایسا سرگرم ہوا کہ خاص و عام نے سمجھا کہ اور مغفوروں کی طرح وہاہیات میں
 اوقات بہترین کر گیا اور غریب اور ہوگا لیکن کسیر نقار حاصل کرنے کا خط چند روز بعد اوس کو

بھی سہا یا اور شاعری بھی ایسا شوق پیدا ہوا کہ بجز ان دو کاموں کے تیسرے کی طرف ہم
 متوجہ نہ ہوتا تھا اور نتیجہ اس کا ہلی کانہو میں جلد آیا پہلے تو ماچین میں ہوا ہوا ہر چند تمام فوج
 خٹا کی ہاؤن سرکشوں کے سر کرنے کے لیے متعین ہوئی لیکن انہوں نے اپنی بغاوت کو
 کما رہ نکلیا بلکہ سرخودی کا دعویٰ بحال رکھا اور ایک ماچینی امیر اپنے ملک کا بادشاہ ہوا اور غنور
 کو خلع کیا نذرانہ تک نہ بھیجا تاہم جو دیکھ ماچین کا مہوہ غنور سے زور شمشیر حسین لیا گیا لیکن اس پر بھی کچھ
 ہوش اوست ہوا اور بدستور غنور کسی وقت اسیر بقا کی تقریر یو جاریوں سے کرتا اور کبھی فضول
 غزل گوئی کی فکر میں ہوتا تاہم بادشاہوں کی ادنیٰ حرکتوں کی خبر ہر جگہ ہوتی ہی اور ایسے شخصوں
 کی ہر بات کی شرح خلق کرتی ہی اور سبالتو کا صیغہ کی اور بی کے بیان میں صرف کرتی ہی
 چنانچہ اس غنور کی کاہلی مشہور ہوئی اور نیکامی کا پتہ نہ ہونے کے سوا اسے شہنشی کے موبہ میں
 یورش کر کے اس قدر لوٹ اور تاراج کیا کہ بالکل تباہ کر ڈالا یہاں تک کہ ایک گمانس کو اس کی
 جگہ پر باقی نہیں بکھا اس خبر سے غنور بہت گھبرایا اور زراپشی کو کے ایسا بند و بست کیا کہ
 وہ تار آگے نہ بڑھا اور لوٹ پات کر کے پھر گیا بعد اس کے اگلے چلن پر جب خود بدلت چلی گئی
 جاپان کے بادشاہ ننگ کو نے ختا کے مشرقی صوبوں پر تاخت کر کے مال لوٹا اور غارت
 کیا اور ہزار ہا رعایا کو بھی اسیر کر کے لی گیا اور اپنے ملک میں غلام بنایا بلکہ چوران کا جزیرہ اور اس کے
 گرد و اطراف کے چھوٹے جزائر پر قابض ہوا اور ختا میں کو بیدخل کیا غرض اس قدر ننگ کو نے
 پر بھی بھیہ غنور جاہل فاضل اور اسیر کے ذکر اور اشعار کے فکر میں مصروف ہوا
 تب محتب نے ایک عرصہ میں کی اور ایسی ایسی سخت باتیں اوس میں کہیں
 اور غنور کی خبطگی اور کاہلی کے بیان میں ایسی تلخ گوئی کی کہ شہنشاہ پر فہر ہوا اور
 اوس خیر خواہ کو قید شدیدی میں ڈال دیا لیکن دوسری روز جو وہ عرضی خط
 سے دوبارہ گزری اوس کی توجہ دل میں چھب گئی اور نگواری اور جان نثاری
 اوس زینیک تدبیر کی نظر کی پسند آئی قید سے اوس کی مخلصی ہوئی اور عزت اور توقیر

زیادہ ملی الغرض اس کے بعد فقوز اپنی سلطنت کے بندوبست میں بہت متوجہ ہوا اور غلبہ
 کہ اگر چند روز بہتیا تو ایام تغافل میں جو ضرر ملک میں پونہ چھا تھا اس کی تلافی کرتا لیکن جو زمینیں
 کی اصلاح اس طرح سے ہوئی موصیٰ آن کر سب تدبیروں کو اولت دیا جو غرض مرنے وقت فقوز
 نے وصیت نامے میں لکھوایا کہ اس کی کاہلی سے بد عملی ہوئی تھی اور اپنی تقصیر کے لیے جولوہ
 کی اس کی ہی تحریر کردی اس فقوز کے جلوس کے پہلے ہی سال یعنی سنہ ۵۲ھ آجی
 میں ایک شخص ملی کامل نیک سرشت خدا پرست عیسائی مذہب کا بیٹے فرانسسز آوریج کے
 برٹے برٹے مغزے صوفی بیان میں مندرج ہیں ملک خاکی طرف وعظ کرنے اور وراج آجی
 مذہب کو دینے کی لیے مخاطب ہوا اور غلبہ ہی کہ ستارا عیسائی مذہب کے لوگوں کا جنکو اس
 خانوادے کے بانی نے بہت عینت و اقتدار کے جو مخلوق بنے او کو دیا تھا نہایت آزار
 پونہ چھایا تھا پہر سابق کی طرح چکتا لیکن اس ملی نے جزیرہ سائن سی آن میں عین سر ملک
 پر انتقال کیا سنہ ۵۶۶ھ فقوز کا تیرا بیٹا ٹھنگ قائم مقام ہوا اور اس نے بندوبست ملک
 اچھی طرح کیا اور باجو تاتار کے سردار تیشا کو جس نے اس کی باپ کے عہد میں تیشی کے موبل کو
 لوٹ لیا تھا عہدہ منصب غایت کیا اور اس کی قوم کو تجارت کے لیے ختامین لے کر کی اجازت
 دی اس میں میر سے اس کو ویرش سے روکا سنہ ۵۷۲ھ میں اس فقوز نے انتقال کیا او
 اس کا بیٹا ٹھنگ سنگ تخت پیدہا اور جب بیٹا نے صوبہ تیشی میں جاگیر پائے اور سب کی
 درخواست ہی فقوز اور وزیروں کی یہی رہا ہوئی کہ اس تاشی کو بغیر نیچھے اور اس کی خواہش کے
 مطابق زمین نیچھے سنہ ۱۶۱۱ھ میں فرنگستان کا ایک بڑا مشہور سیاح پادری ریجی حسب
 کہی پادریوں کو لیکر فقوز کے حضور میں گیا اور باوجودیکہ وزیروں نے سچا ہاکہ دارالامانہ
 کی سیر کرے لیکن حکم حالی ہوا کہ جب تک جاہے رہے انہیں لوگوں کے آنے سے
 حیلانی مذہب کی ترقی ختامین ہوئی ہر سال بلکہ ہر روز باجو تاتار کا زور پڑا اور سنہ ۱۶۱۸ھ
 میں لدون لوگوں نے بلو کیا اور خانی فتح کو کاٹ ڈالا اور بت کو خٹنے اور آخر کو کئی مہینوں

چین لیا برسوں روز دوسری فتح فغور کی طرف سے جو اونکے سر کرنے کے لیے گئی اور
 بھی ایسی شکست ہوئی کہ فغور گھبراہ اور بھاگنے سے اہل بریکین قوم فرنگستانی کو تارکے متعاقب
 کیلے بلوایا اس سے میں تارکوں نے نو ٹنگ کے صوٹے کو لوٹ و تاراج کر کے کوایا
 کے ملک پر قصد کیا اور چونکہ وہاں کا بادشاہ باجگزار خاکی سرکار کا تھا اس نے شہنشاہ
 مذہب انگلی لیکن اس وقت اونکے ہاتھوں سے فغور خود مجبور تھا بلکہ السار بجز رہتا کہ سنہ ۱۶۲
 میں کرہ چہ کر کے مر گیا اور سکا بڑا بیٹا کو ٹنگ سنگ جانشین ہوا اور اس قدر شبانہ روزوں
 سلطنت میں مشغول ہوا اور تارکوں کو نیست و نابود کرنے میں مصروف ہوا کہ اس وقت
 میں برسوں تک بھی ہنہیں گذرا کہ خانوادہ ٹنگ کے زوال کے آثار سے ایک عہد ظاہر ہوا
 کہ عہد بہادر اور بد بخت فغور مر گیا اور اس کا چوتھا بیٹا ہی سنگ قائم مقام ہوا اس کے وقت
 میں فتنہ و فساد کا عہد سامان ہوا کہ خاتمہ خانوادہ کا اس نے ہی عقلمند کو بخوبی دکھائی آیا
 اور انچو تارکوں کی قوت کو دن بدن ترقی ہوئی لیکن خاکی سرکار اور صوبوں پر انہوں نے
 بیرشنگی اور فقط چیرنے اور لالچ طر سے ازار پونچائی اور عرضی میں امرا اور وزرا فغور کو
 گالی دینے میں مجہد برس انہوں کو گذرے جو ہنہیں سنہ ۱۶۲ میں ہی سنگ کا انتقال ہوا
 اور اس کا بیٹا کوئی سنگ تخت پر بیٹھا تارکوں کا سردار اپنی جگہ سے پاس تخت خاکی طرف
 بڑھا اور اتنا اپنی کو قوی سمجھا کہ علانیہ کہنے لگا کہ شہنشاہ کا منصب و کے منصب میں بلکہ سنہ ۱۶۳
 میں اپنے کو اس نے خطاب فغور کا دیا عہد خبر نہ کوئی سنگ نے چاہا کہ فتح فائزہ بھیجے
 اور تارکوں کی گستاخی کی سزا دیوے لیکن اپنی بگڑی ہوئی رعیتوں کی فکر مقدم تھی
 کیونکہ گھر کا ایک دشمن باہر کے سوسے برابر ہوتا ہی اور آئی اور شاہگ و شغش بدرا و سجاد
 مکر بمعاش اور بد اطوار ملک کی بد عملی اور سلطنت کی ضعیفی دیکھ کر چوری اور سرزوری پر
 کمر بستہ ہوئے تھے اور ان لوگوں کے ساتھ اتنے بد وضع راہ زن مل گئے کہ عہد فغور
 دوسرے درازی اقتدار ہوئے اور سر ایک کا حکم چار چار فوجوں پر تھا تاکہ انہیں میں لوٹ و تاراج

کے وقت قحط اور سادھنوں کے اونٹوں پر شکاری سے ملک ختم کی دو تہیں کھین
اور دو طرف لوٹے اور اٹل منہ پر جان بھرنے کے ارادی سے چلے چاہے شاہ کے
پس جو زمین اور موگو انگ کے صوبوں کو چین لیا اور خود قابض ہوا اور آئی نے ہونان کے
صوبے کو لیکر صوبہ کیچن کے پاس تخت کے ناظم کو ایسا حاصر کیا کہ رسد کا پوچھنا بند ہو گیا
لیکن شاہی لشکر نے اس پر بھی دروازہ نہ کھولا اور نوبت ہر دم خواری کی ایسی پونہچی کہ مردوں
کا گوشت بازار میں بکنے لگا اور سپاہیوں نے اسے پکاکے کھایا اور مقابلہ فیصلوں پر عزم
سے کیا غرض اس عرصے میں شہنشاہ کی ایک فوج اون بہادروں کی مدد کے لیے آئی
اور اونہیں خوشی ہوئی کہ رہائی کی صورت دکھائی دی سپہ سالار نے سرکشوں کو اس کشت
سے جو دیکھا ڈرا اور مقابلے کا انجام بڑھکرا ورنہ بیرون سے ڈکیتوں کو ہلاک کر نیکار بن گیا
لیکن اس کا نتیجہ اسکی طرف والوں کے لیے بد بکھا اور موقع میں اس طرح سے آیا کہ شہر دیا
سطح آب کے نیچے واقع ہی اور اسی جہت سے دریا کے دونوں کناروں کو بند اور پشتوں سے ہٹا
منظر ہوتا ہی تاکہ اطراف کی زمین ڈوب نہ جاوے الغرض جب شاہی سپہ سالار نے سرکشوں
سے حربہ کرنا ماننا سبک کرنا ہو گیا تو اس طرف کے باندھ کو اسنے کاٹ دیا
جس کنارے پر شہر واقع تھا تا مافیم کے مسکمر پرفتنہ سیلاب آکر اور اسکا شکوہ ڈوب جاوے
لیکن نقصانے کو گھرا سرکشوں نے ذرا اپنے مقام سے ایسا کیا کہ مطلق اور پرمیدہ نہ پونہچا
مگر شہر ڈوب گیا اور دلاکھ آدمی سے زیادہ کا تیانہ لگا اس ماجرای شگرت کا احوال
لی کو جب پونہچانے نال اسنے ہونان اور ششی کے دونوں صوبوں کو فتح کیا اور سرکاری
تمام عہدہ داروں کو جان سے مارا اور رعایا کو زمین لاخراج بخش دی اس جہت سے
عوام ان نسلوں کے ساتھ ہو گئی اور عہدہ سمجھی کہ بخشش وہی کہلاتی ہی حسین اپنی
گرہ کی کوڑی خراج ہوتی ہی اور بال مفت کوٹا دینا کر مہین کھلتا ہی الغرض رعایا کے
علاوہ مخمور کے سپاہی بھی بہت بھاٹے اور آئی نے شہنشاہ کا خطا پھیلایا اور چین کی

طرف روانہ ہوا اور اکثر جنگ لڑائی کی برائی کے خوف سے خود بخود ساقی ہوئے اور شہر کے دروازے اور سکے حکم سے کھل گئے کیونکہ جہاں کچھ بھی کسی شہر کے حکام نے نہ دیکھا اور کچھ کا اور شہر نہ دیکھا ہی حال ہو جاتی تھی کہ شہر کا اس ذمی کی کیا تلافی تھی یہ خبر ہوئی اور حکام فرحت کی وجہ سے کئی ذالی یہاں تک کہ شہر بیاہ کی کماتیاں لاشوں سے بھر گئیں اور باغین کی فوج لاشوں کے پل پر سے نصیلمن پر داخل ہوئی تب لی کے قتل عام کا حکم دیا اور لوٹ پلایا کر کے چاروں طرف سے لگا دی اور وہاں کے ایک آدمی یا جانور کو زندہ بچھوڑا اور من جب یہ حال اور سکی سختی کا سنے میں آیا کسی نے مقابلہ کیا اور اس کی فکر تھا اور سردار خونخوار کے سامنے کوئی نہ تھا اور سپر سے ہوتا تاناخت و تاراج کرتا دارالامارہ بچپن کے قریب آن پونچھا اور فقیر جو ہم افکار سے بیکار اور غلبہ یاس سے بدحواس تھا کہ اتنے میں دارالامارہ کی حفاظت میں جو فوج تھی بہر گئی اور غنیم سے جا ملی اور دغا بازوں نے شہر کی صدقہ دہی بھول دی اور کئی کی فوج نے ترو و محض اندر داخل ہوئی یہ خبر وحشت از فقیر کے کان تک جب آئی اور صورت رہائی کی باقی نہ رہی بادشاہ بیکم اپنے بچوں کو گلے لگا کر ڈاکٹرین مار کر خوب روئی اور خوش کنشی کی تب بادشاہ نے اپنی جوان پندرہ برس کی بیٹی کو بلا کر لکھا کہ تو کیوں ایسے کم سخت کے گھر بیٹا ہوئی کہ اس کم سنی میں تیری جان گئی یہ کہتی ہی ایک تلوار ایسی ماری کہ وہ گر پڑی اسکے بعد اپنی حمزوں اور خواصوں کو کہا کہ تم لوگ بھی ہلاک ہو جاؤ بے نائل سہوں نے اپنے گلے پر چوڑی چلائی اسپر سے جب ایک ناموس اس کا زندہ خربا فقیر نے یہ جملہ کاغذ کے پر پر لکھ کے سخت پرکھ دیا کہ ہماری بے انتقامی سے یہ نوبت ہوئی اور اس کی سزا ہم کو مل چکی اس سبب سے میری لاش کو اگر جی چاہے تو کوٹ کرے کر دو البتہ لیکن رعیت کا کچھ قصور نہیں اور پیر رعیت کی جو بات لکھ کر اپنے کمر بندے گلے میں پیاسی لگا کر مر گیا اور اسپر حینک کے خانوادے سی خفا کا تحت چن گیا اور چند روز تک آئی مالک رہا لیکن آستان کوئی سپہ سالار عالی وقار جو اپنا تار کے ملک

کی سرحد پر فوج لیکر متعین تھا اور اسے بھیجے حال سنا اور اس قبیلہ تاتار سے صلح کر کے
 اس کے لشکر کو اپنی حمایت میں لیکر آئی کے مقابلے کو آیا اور دارالامارتہ کے باہر باغی کی
 فوج سے سامنا کیا مگر پہلے حملے میں پس پا ہوا غرض جب تاتار نے دوبارہ مدد کی طرف زب
 ہوا اور سرکشوں نے کئی لڑائیاں متواتر ہاریں تباؤ کو بھیجہ خوف پیدا ہوا کہ دارالامارتہ میں
 آگ لگا کے بھاگ گئے اور جنگ ٹنگ فون کے شہر میں ٹھہرے غرض وہاں بھی اوسان کوئی
 سات ہزار تاتار جبار اپنی فوج کے علاوہ لیکر تعاقب میں گیا اور آبی کو صوبہ بڑنسی سے بھاگ آیا اور
 کوئی سو سرکش میدان جنگ میں باہگے اقصہ جب بھیجہ ہوا اور باغی کا خوف مطلق نہ رہا اوسان
 کوئی نے تاتاریوں کو انعام و اکرام دیکر رخصت کرنا چاہا لیکن اس کے سردار کو بھیجہ منظور ہوا
 اور اسے ختائی سپہ سالار سے کہا کہ مجھے دارالامارتہ چھین میں حفاظت کرنے کے لیے بھیج
 جب تک کہ دوسرے فتنوں تخت پر قائم ہوں اور ملک میں امن و چین نہ ہو بھیجہ غن ظاہر قابل قبول
 کے تھا اگر یہ صلحت سے بعید تھا کہ ایسے لوگوں کی بات پر اعتماد کلی کیا جاوے غرض اس کو
 نے اس بات فوج تاتار کو چھین میں چند ہی قامت کر نیکی دی لیکن چونہیں بھیجہ لوگ داخل
 ہوئے اپنے سردار کے بیٹے شمشی خان کو اور انہوں نے فتنہ زبایا اور شہنشاہ ختہ کے تخت
 پر بٹھایا اور وہی خانوادہ اس وقت سے آج تک ملک چین کے تاج و نگین کا مالک ہے فقط

اٹھارواں باب

اچھ تاتار کے خاندان کے احوال میں

قوم نیوجی تاتار کو جب چنگیز خان اور اس کے بعد وکتائی خان نے ملک ختہ سے شمال لیا اور
 زعم میں سب کو منیت و نابود کیا جیسا کہ بیان میں آیا ہی تب نیچے بجائے آفت کے مار
 جو لوگ کہ زندہ رہی وہ انہوں نے صحر کی راہ لی اور اپنی اصلی بود و بھاش کے مکان پر پنی سید پاپو

میں جو ملک گوریا کی شمال پر واقع ہیں جا چپے اور دوتون کچھ اصل انکی ہستی بلکہ دوسرے قبلوں
 کی نسبت محض بے حقیقت تھے اور حسن ایام میں مغل کی قوم سے خٹا کا تخت چین گیا تو لکھنؤ
 روزگار نے مغلوں کو ایسا ملایا جو عبرت کا مارا کہ انکے بعض فرقتے انہیں ملوگون میں ادبی
 حال خستہ و خراب سے جا چپے جو نیوچوں کا مغلوں نے اپنے دور میں کیا تھا لیکن ادھون نے
 کچھ پر خاش مغلوں سے انکی بلکہ شادی کی راہ رسم دونوں قوموں میں پیدا ہوئی اور حیثیت
 ہی کہ قوم پانچو کے غغغو اپنے کو اولاد چنگیز سے بیان کرتے ہیں اور بھیہ بات قابل کچھ
 ہی کہ خٹانیوں نے اون نیوچوں کو مغلوں کے پناگیر ہونے کے باعث سے بڑی سرداری
 لیکن خداوند تعالیٰ کی مرضی بھیہ ہوئی کہ اس دلیل باچیز قوم کو بڑھائے اور اہل خٹا کی دانش و
 دولت لگھٹائے اور ظالم کو مظلوم اور حاکم کو محکوم بنائے اور یہی ہوا کہ رفتہ رفتہ ہستی ذلالت سے
 بلند ہی حالات حاصل ہوئی غرض جب اس قوم کو سلطنت خٹا کی ملی اور فقط مقتضای مشیت ایزدی
 ہاتھ آئی مزاج میں دعوت سانی اور اپنی کم اصلی کو چھپانے اور بزرگی بڑھانے کے لیے اپنی
 نسل کو آسانی ٹھہرایا اور اسکی بنا کی بھیہ صورت دہن سے نکالی کہ قدیم ایام میں سپید ہارون
 کے درمیان ایک حبیل سوج اور عتیق آب لال سے بلبل عتی اور تین دریا کا خزانہ اوس میں تھا
 ایک وزیر ہنہین بہشت نژاد فلک ہناد اوس حبیل میں تھا تین دریا کی نل کٹھہ کوئی لال لک
 کامیوہ ایک کدھن میں ڈال کر اور گیا اور اوسنے نل کٹھہ اور کھانا چنڈ روز زمین حل
 طور نظر آیا اور چوہرہ دنوں کی بعد بیٹا پیدا ہوا جسکی صوت پر ہی کی تھی اور اسکی زبان ادبی و
 سے کہلی اور تولد ہوتے ہی گہری گہری قامت اسکی بڑھی اور چنڈ روز زمین جب اسکی لکڑی
 وہ لکھا ایک ڈوگی پر ہزار ہو کر کسی سمت کی طرف چلا اور کشتی اسکی از خود بغیر کھینے کے جد ہر
 گئی لٹکے نے جانے دی آخر ایک مقام پر جا کر آپ نے آپ ٹھہر گئی اور لمحے کے بعد ایک
 شخص ہستی سے نہائے گواہ اور لٹکے کو دیکھتے ہی نے اختیار بکار اٹھا کہ دوڑو لو گو فلک
 کی طرف سے ایک بادشاہ آیا ہی تاکہ ملوگون کا منافقہ قوم کی سرداری کے لیے مقرر

ہووے یہ سنکر لوگ آئے اور پہرہوں اور سبکی صوت اور شیریں بیانی پر مجور ہے آخر ایک
 ہاتھوں کی کرسی بنا کے اسے اٹھالے گئے اور بے تردد بادشاہ بیتا اور متین شاہ
 جو آپس میں تخت کے لیے لڑتے تھے وہ بھی خوشی خوشی آئے اور تابعدار کہلائے پھر
 اسی بادشاہ فرستادہ خدا کی آل سے بقول خلیوں کے وہ سردار تاج و شہنشاہ خٹاکا ہوا
 اس تقدیر میں البتہ مغلوں کا دعویٰ بنی آدم سے بزرگتر ہو گیا اور علاقہ بہشت کے باشندوں کی کوئی
 کاجا بھی والا قابل اعتبار کے وہی بیان ہی جو اس باب کے شروع میں روایت صحیح کے موافق
 راقم نے گذارش کیا ہی اور علاوہ اسکے آٹا ہی کتنا چاہیے کہ مشرقی اتراک کے قبیلوں کے
 یہ فرقہ ہی اور اہل میں یہ لوگ قوم خٹاکا دوسرے قبیلہ مشرقی اتراک کے تابعدار تھے
 سبھی تک رہے ان کی قوم سے ایک شخص بڑا اور بہادر رسمی اور کوتا خان نے بلوایا اور
 کئی لڑائیوں کے بعد اپنے گھلے سے طوق اطاعت کا نکال ڈالا اور اپنے خانوادہ کو التوائ کا
 لقب دیا چنانچہ عرب کی تاریخوں میں ان کے سردار سب التوائ خانین کے لقب سے نامزد تھے
 غرض اس وقت قوم خٹاکا کے ہاتھوں خٹائی بڑے عاجز تھے اور انہیں نیوچوں سے
 طالب ہرجت یہ لوگ آئے اور خٹائیوں کو مار کے نکال دیا اور ان کی جگہ پر قائم ہوئے
 غرض رفتہ رفتہ انکا جاہ و جلال ایسا بڑھا کہ تمام ملک اور قوائم اس قوم مغل تابعدار رہے اور
 ایک سو میں بس تک ان کے مقابل میں کوئی نہ رہا بعد اسکے چنگیز خان پیدا ہوا اور اس نے
 جس طرح ان لوگوں کو نیست و نابود کیا اور اپنے کو بڑا یا بیان میں آچکا ہو آخر کار پڑ پڑ
 دن سپر اور رفتہ رفتہ آج ہوا اور صبیح سے پہلے دفعہ اہل خٹاکا نے خٹائیوں سے لڑنے
 کے لیے ان کو بلوایا تھا اور صبیح سے دوبارہ جو دوسرے ایک دشمن سے لڑنے کے
 لیے طلب کیے گئے انہوں نے مالک ملک اپنے کو بنایا اور اس وقت سے آج تک تخت
 خٹاکا پر موجود ہیں چنانچہ سردار نے سنگ کا نوان بیٹا جن جی خان یا شمشیر خان جب اس
 ہفتے سے تخت پر بیٹھا تو اوسان کوئی خٹاکا کسی سالہ کو جس نے اس قبیلہ کو

کو بدو میں بلوایا تھا دو مہلوں کی صوبہ داری ضمانت ہوئی اور حالانکہ تارلیوں کی ایک ہفت
 دغا سے بہیمانہ ہوا لیکن خاموش رہا اور موقع دیکھ کر سکوت اختیار کیا اور جو عہدہ اونہوں
 نے دیا اس سے نہایت غنیمت سمجھا اور اس مابغی کی کے تعاقب میں برابر رہا جب تک
 کہ اس کا سرکٹ کرنے آیا اور وہ بد نہاد بانی فسادنی انار ہوا اس غصے میں
 ناگھنیں کا شہر جو اکثر ایسے تخت جنوبی بادشاہوں کا رہا تھا تخت گاہ خانوادہ مینگ کے
 ایک بادشاہ کا ہوا جس نے اپنے کو مغفور قرار دیا اور تارلیوں کو غاصب ٹھہرایا اور مقصد
 پیچین کے چین لینے اور تارلیوں کو نکال دینے کا بیان کیا غرض مقصد حضرت کا زبان
 ہی پر رہا اور باوصیف کہ فوج معقول پیس تھی اور خزانے کی بھی حیدان کمی نہ تھی لیکن عیش
 آرام کا وہ طالب ہوا اور مطلق خیال ملک کے بندوبست کا نہ کیا اور برعکس اسکے چچی خان شاہ
 تدبیر مملکت میں مصروف اور تمام ملکہ اسی کی صفوں سے موصوف تھا اور ختامیوں کو شل
 فرزند کے دیکھنے اور امر اور عمل کی قدر دانی کرتے لگا اور مینگ کے وقت کے عہدہ ہون
 کو بدستور اپنے کام پر بحال رکھا اور تا بقدر کہ سیکونارا من نکلیا غرض اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خود
 خانی چچی خان کو غنیمت سمجھنے لگے اور ناگھنیں اسے بادشاہ سے ناراض ہوئے باوجودیکہ
 ایک سرشتہ ہم وطنی کا تھا اور دوسرے دشمنی لیکن نیک اطاری اور رعایا پروری نے
 بیگانوں کو یگانہ کیا اور مردم آزاری نے بیگانوں کو بیگانہ بنایا الفقہ اگرچہ چین میں اس
 نئے بادشاہ کے تحت نشین ہونے کی خبر ناگھنیں اسے کو پونہی اور یہ بھی کہ راہ میں ملک
 کی سپاہی مقابلہ کیا اور بڑی خونریزی ہوئی لیکن اس حالت میں ہی اس بادشاہ کو
 عیش و فرحت نہ دی اور چونکہ مدد اپنی فوج کو اس سے نہ پونہی کی محاصرے میں وہ آگئی
 اور ایسی مقتول ہوئی کہ ایک خانی کی جان باقی نہ رہی غرض اس کے بعد سامینا تارلی
 کا کسی نے لکھا اور ناگھنیں کے اطراف میں فوج جواصل ہوئی بادشاہ کو خبر پونہی اور حکمرانی
 کی منہ سے گھبراہوا ہوا تھا سب کو تیر دیکھا اور حال سنا چند رفیقوں کو لیکر بھاگا

اور قصہ دوسرے شہر میں پناہ لینے کا کیا لیکن جہوں کو اس ناسقول کا تباہ ہونا پس
منظور تھا کہ کسی حاکم نے دروازہ اپنے شہر کا کھولا اور بادشاہ جنگ اور میدان میں مارا
پہرا اور ٹھکانا قدم ٹھہرانے کا نیا یا آخر ش تانا تار یوں کو کسی دشمن نے اس کے حال سے
جو آگاہ کیا کئی شخصوں نے پچھا کیا مگر جو نہیں ہی پوچھے اور اس کے لیے حربہ اور ٹھکانا
نے اپنے کو دریا میں ڈال دیا اور چند امر کے ساتھ ڈوب مارا ان کا قصہ اس طرح سے تلوید
فیصل ہوا اور ہڑانگین کے شہر میں تانا تار یوں کا ڈکھا بج کر تنگ کے خانواد کا ایک شہر وہ
بھی کیلنگ کے صولے کو اپنے قبضے میں لیتا تھا اور اس کا سر کرنا ضرور ہوا لیکن جو نہیں تانا
کی فوج پاس تخت ہا کچھ کی طرف روانہ ہوئی شاہزادہ نے سردار تانا کو پیہ بات کہلا
بھیجی مگر ہیکو اپنے نفس کے لیے منظور نہیں کہ ہزار ہا بندہ خدا نقصان ہووین اور ہاری
ریاست کے لیے خلاف مرضے خدا جنگ کریں اس کا طے سے مقابلہ ہم تمہارا نہیں کرتے
اور یہی چاہتے ہیں کہ تم خوشی سے مالک اس شہر کے رہو اور اس رعیت کو جو آگے ہاری
تھی اور طب تمہاری ہی ایذا نہ پہنچاؤ پیہ پیام دیکر دروازہ شہر کا اس نے کھلوا دیا اور خود
میں جا بیٹھا اگر قبلا خان ہوتا تو ایسے نیک نہاد شخص کو گلے لگا تا لیکن وجہ تانا یوں
قتل کیا اور اس کی زبردگی کو نہ سمجھا کہ وہ کیسا شخص تھا جسکی زبان سے ایسا کلام اپنے اور
غیر وں کے باب میں نکلا عرض اس بگیاہ کے قتل کا حال سن کر چوچھی خان نے بہت افسوس
کیا اور اوں سردار وں کو جو وہاں اس خون ناپق میں شریک تھے طاعت کی اسل علی
میں ایک سمندر می کیت چنگی لنگ نے ایسی شہرت پیدا کی تھی کہ اس کے نام سے لوگ
کا بپتے تھے اور صد ہا ہزار وں کی ہجر کا وہ مالک تھا اور یہاں تک اس نے تانگیں
بادشاہ کو تنگ کیا کہ مجبور ہو کر اس نے اس کو امیر بنایا اور منصب کبیر دیا اور ایک شاہزادی
ساختہ اس عہد پر بیاہ کر دیا کہ وہ خود لوٹ سے ہاتھ اور سنا اور دوسرے دو گیتوں کو سر
کرے غرض یہ قول کے مطابق چلا اور ایک ڈاکو کو باقی ترکھا اور جو کچھ اس کی گھاتوں

آگاہ تھا ایک شورش پٹ نہ بچا اور سر پہ کھنکھاسن ہو لیکن جب ہمارے یوں کی خبر پائی اور اسے
 اپنے ناگین کے بادشاہ پر ہونی چکی تھی نگ سے گھڑی اس طرح کی پر کی کہ ایک زری کی ایک
 کے دریا میں نہ کی بھرنگرین بھی اور تار کی فوج ابھری سے اتری لیکن موس نے بہت
 نکی حالانکہ اگر چاہتا اور نہ پا رہتے دنیا مدیک کے جو بھی بکرتا لیکن برس وقت کا ساتھ نہ ملتا
 میں سے ہی کم کوئی دیتا ہی اور بھیہ حرام زادہ تو گوشت تھا ب طرف ناماریوں کی عمل ہو لیکن
 تو کینگ کا صوبہ بنگ کے ایک شہزادے نامک کے اختیار میں تھا اور اس نے فرمان اس
 معنوں کا ہر طرف جاری کیا کہ جنگ کے سرکار کے کچھ ارب اطاعت نامار کی نہ قبول کرے
 اور حتی الامکان ہم ہر اوہین ملک میں رہنے مذیوں بلکہ صوبہ فو کینگ کی رعیتوں سے
 ان میں اور اداں موفیوں پر دفعہ کاخ کرین اس فرمان کی خبر جب ناماریوں کو ملی ایسی بہت
 اوہین اور وقت سوچی کہ اس کا نتیجہ سلطنت کا چین جانا تھا لیکن ابالی بلند اور نصیب بڑ
 اور تھا کہ بڑا ہوا مقدمہ سنبل گیا حال یہ کہ اوہنوں نے حکم دیا کہ جتنے خانی کہ ملک خوار
 سرکار نامار کہلایا جا ہیے انکو لازم ہی کہ شل نامار کے وہ سرسند آوین اور چوٹی رکھیں اور
 پوشاک اور مکی وضع کے موافق پہنیں یہ سنے کے ساتھ کہاں تو خانی سب لیے راضی ہوئے
 کہ اپنے شاہوں پر نامار کو ترجیح دیتے تھے کہاں ایسے بطرح گڑے کہ طرفہ العین میں ہوا
 عام ہو گیا اور سرکشوں نے چاروں طرف کھیر دیا اور ایسا اندھا دھند مانا شروع کیا کہ اوہی
 ساری سپہ گری بھل گئی اور بہادری مطلق کام نہ آئی اور ایسے بدحواس ہو کے بھاگے کہ
 یا نگ زری گیا نامک کے دریا میں ہزاروں ڈوب گئے اور ہزاروں قتل ہوئے اور چری کیا نگ اور
 کیا نگ نامان کے دونوں صوبوں سے نکل گئے اگر اس طرح بانی کے ساتھ ہی شاہزادہ نام
 ناماریوں کا اتفاق کرنا اور ان کے پیچھے پیچھے چین تک فوج قاہرہ بیتجا اور گری ہوئی چلایا
 کو زیادہ درغلطتا ہوا چلا جاتا نامار کا تخت اولٹ جاتا اور بینک کے خاوا د کے ہاتھ آ رہے تو
 تخت آتا لیکن آپس کی بیوث بدستور خرابی لانی لڑتے تھے جو آپس میں لڑتے ہیں نادان ہیں وہ

مگر اپنی ایش پر نازان میں وہ کچھ سری میں بہرے میں سب مال و زینتیں بچا کر لے گئی
 کہتے جہڑ لڑائی میں کہو کر کے سراپہ سب لگانی کر گئے پنج و لقب میٹھ ثابت ہی عاتل پر
 نکتہ درغا جہان میں ننیں پہوٹ سے بدلتا افضل و سوف سلطان کو دوسرا و عودید تخت
 کا موقع پاکی چکیا نگ کے صوت میں تار یوں کے بعد ذیل ہوا اور تانگ سے فو کینگ کا صوبہ
 چین لینے کا قصد کیا اس سبب تاتاریوں کا چپا تانگ کر کا اور خانگی دشمن کی تدبیر میں نا
 اور اون لوگوں کو بھیہ حملت ایسی شینیت ملی کہ سپاہ جو پریشان ہتی جمع ہوئی اور دوبارہ جو
 تاتاریوں نے عود کیا تو اس زور و شور سے کہ آنا فائا میں جتنے صوتے چن گئے تھے پہر ہاتھ
 گئے بلکہ فو کینگ کا صوبہ تانگ کے ہاتھوں سے چوٹ کر اون کے قبضے میں آیا وہ اپنی سلطنت
 چوڑ کر بنا گا لیکن جب گھر گیا اور سامان اپنی گرفتاری کا دیکھا کہ لے میں ڈوب مرا اور
 سلطان کو قتل ہوا اور وہ دیکھت چکیا نگ بھی دغا سے مارا گیا جب تاتاریوں نے فو کینگ کو
 قبضے میں کیا تانگ کا بہائی کان تان کے صوتے میں آیا اور اسکو تین سلاطین نے ملکر
 قرار دیا لیکن کو انک سی کے صوبہ و درخانادہ میٹھ سے دوسری ایک شخص کو بادشاہ کیا اور
 ان دونوں کو بھتوں میں زیادتی رتبہ کے لیے ایسی نزاع ہوئی کہ دونوں کے سیر تیاہی آئی
 چنانچہ تاتاریوں نے سنے کلف او کا ملک اور خزانہ چین لیا اور سنہ ۱۶۴۸ میں کو انک سی
 اور کان تانگ کے دونوں صوبوں کے ملک ہوئی لیکن کے شہر میں تاتاریوں نے ایسی
 زیادتیان شروع کیں کہ بلوا ہوا اور کیا نگ سائی وہاں کے حاکم نے لشکر جمع کر کے تاتاریوں
 کو باکل فتح کیا اور دوسری لڑائی بھی ایسی ماری کہ شنی خان کو اون طغریاب باغیوں سے
 خوف ہوا اور اپنے چچا آمانیاٹ کو کئی ہزار جیدہ تاتار کا سردار بنا کر اوس ختائی سیلا
 کے مقابلے کو بھیجا غرض لڑائی کے خاتمے تک اگر دجھا در مارا سجا تا تو اون تاتاریوں کو
 ہی باقی نہ کتا لیکن جوہن اپنی فنی کو بڑو شمشیر تاتاریوں کے محاصرہ سے چھڑا با اور
 پہر کے اونکی صفوں کو صاف کرنا شروع کیا ایک تیر صلا ہوا ختائی بدقتدیر کا اوس کے

سینے کو توڑنا دل پر مہیا اور اس سرتم دقت کو تمام کر دیا اسکے گرتے ہی لشکر اور سکا پر لپکا
 ہوا اور سپہ سالار تار مار میدان جنگ سے طغریاب پہرا اسکے بعد اور ایک سرکش پیدا ہوا
 کہ اسکی حرکتوں کا بیان اس لیے قابل ذکر کرنی کے ہی تا ایک نظیر تاریخ میں داخل رہے جو
 بعض آدمی کی صورت میں فرشتہ مجسم رہتا ہی ویسی ہی مہیت انسان میں شیطان مردود رہتا
 ہی ہوتا ہی اس انجارج صلیب درنگ کا نام چانگ ہدینگ چینگ تھا اور دقتی کے ویسے سے بہر
 حکومت ہوا اور ہوگو انگ کے صوبے کو تاخت و تاراج کیا اور شاہی فوج کو ہٹا دیا غرض جب
 سی جین کے صوبے کو بالکل چین لیا آپ کو بادشاہ قرار دیا اور تمام علما اور شعرا و خواجہ
 کو تاج مار ڈالا ایک تو یہ حرکت اس خونخوار بد کردار نے کی تھی دوسری یہ کہ کسی پیا
 نے ایک مقام پر پڑی بہا جری کی اس کے صلہ میں ایک پرتلاہ اسکو ملا وہ کچھ ناراض ہو
 اور صلہ کے باب میں کوئی کلمہ عقارت کا زبان سے نکالا اگر بہت سزا ایسی ناشائستگی کی
 ہوتی تو اسکی جان بچاتی اس سے ناید خیر نہ ہوتی لیکن اس کجخت نے ساری پٹن کو چین
 دو سپاہی معا خواہ خواہ قتل کروا ڈالا تیسری حرکت یہ اس نے کی کہ بودہ کے پوجا یوں کو
 ایک روز دعوت اور چچ کے بھانے سے بلا کر کئی ہزار کو مار ڈالا اور حکم دیا کہ جو بوجا
 جمان ملے تال مارا جا حالانکہ ان پیا یوں نے کوئی مقصود اسکا نہیں کیا تھا پھر
 حرکت سے بڑھ کے یہ ہوئی کہ اگر تمام کتب تاریخ میں اسکی نظیر نہ ہو جیسے گاتو اسکے
 مقابل میں نہیں پایا گا وہ یہ ہی کہ جب تالہ کی فوج اس مودی کے سر کرنے کو آئی
 ایک سردار بد عہدی اس سے کی اور جو پٹن کے اسکے تابع تھے تار یوں سے جا ملی
 یہ سبک چانگ ہینگ چینگ کو ایسا غصہ ہوا کہ صوبہ جیو میں کے تمام ہندوؤں کو قتل کر دیا
 مقصد اس کا یہاں پہلے چینگ ٹوپا سے تخت صوبے کی چاروں طرف کے رہنے والوں
 کو نکالا اور ایک ایک کر کے چھ لاکھ پیر و سالہ سے بچہ شیر خوار تک کو مار ڈالا اور ایک
 پنجوڑ اور مقتولوں کی لاشیں سی دریا کو بہر دیا آخر کو جب تار قریب تر آئے اس جلاو

برہنہ دے اپنے لشکر کو جمع کیا اور کہا کہ لوگوں نے کیا انتقام اور اپنا رعب
 پر ڈالا اب ایک امر اور کرنا ہی اوس کے بعد حاکمی بادشاہت کا مالک ہونا اور تار یون کو اپنے
 ملک کا محال ہونا ادنیٰ نشی بات ہی اور ہار نزدیک صلح وقت ہی کہ لشکر کے ساتھ بھی ہوتا
 میں سب دن کی جاوین یہ نہایت انسب ہی اور وکو جان تے کیا ہم کو یقین ہوا کہ منزل
 مراد قریب اور اوس تک پہنچا مہاری لیے سہل ہی کہیں کہ ہی مسافر جلد چلتا ہی جو بے جہ
 ہونا ہی اور تار یون کو ساتھ لینا کا نہ ہے کو باردار کرنا ہی یہ کہہ کر اوسے اپنی بی بی اور
 حرمیوں اور خاھوں اور کنیزوں کو لشکر کے آگے بچ کر کے ڈھیر کر دیا اوس کے بعد چار لاکھ
 سہیادوں کا مہیاں مسکرے نکالیں اور مارا ڈالی گئیں کس قتل سے جب فوج ہوا خبر داروں نے
 حال تار یون کے قریب آئیکہ کاپر قہر مکر اوسے جواب دیا کہ اگر توجہ نہ ہوتا ہی تو اس سے
 بہتر تھا کہ توجہ نہ ہوتا اس طرح کی دھکی دیتا ہوا جو نہیں آگے بڑھا اوس خبر گزارنے سے
 سے ایک تیر حرام خرمین ایسا مارا کہ دہم سے منہ کے بھل وہاں ہمارا مردم آزار لعین و زنگار
 گرڑا اور شیا ملین ہم جس کے شریک ہوا اس اس طرح کی نقلیں جب تباہی میں دیکھی جاتی ہیں
 دل میں فوراً ہی خیال گزرتا ہی کہ کیا اتنے لوگ جکڑ اوس مودی نے ستایا اور
 میں کوئی ایسا نہ تھا کہ ایک ضرب شمشیر سے ایسی ہلاک کو منع کرے لیکن غور کرنے سے پتہ چل
 کی ہی ہی کہ وہ مودی قیامت کے سبب کام تھا اور وہی قیامت کے سبب سے حکوم ہی کو کہ توجہ نہ
 قوی طبیعت کے سبب ہلا کر چر ادنیٰ زیادہ تھا وہ ظالم مارا گیا اور آخر میں حکومت کی بنا اس طرح
 ہوئی ہی اور ہمیشہ ہوئی ہی اور ہووے گی کہ ایک شخص قوی طبیعت کے گرد جو نہیں چند لوگ
 طبع آتے ہیں فوراً طبع ہو جاتے ہیں جیسے مقناطیس لوہے اور کہہ رہا کہ اس کو اپنی طرف
 کہہ نہتا ہی اور بھی وجہ اس واقعہ کی ہی جو اکثر دیکھنے سے میں آتی ہی کہ ایک شخص کے
 طبع اور فرمان بردار بہت سے لوگ خود بخود معاً اوس کے سامنے آنے سے ہو جاتے ہیں
 حکام الناس کے خوش اور غم کو دیکھتے ہیں کہ غلام کے پاس ہوئی یا ستری غرض منتر

تو کچھ سنیں لیکن وہی تاثیر فوت طبیعت کی ہی جو اسے ایسے مقام پر شل سحر کے اپنا عمل کر لی
 ہی انفرن جو بنیں بھیہ ناکار فی انداز ہوا اسکا لشکر یوں پا ہوا اور تاتاریوں کے مقابلے میں
 نہ ٹھہرا جن صوبوں کی لوگ ناراض و بیدل تھے سبوں میں خانی حکام قفقوز نے بھیجے اور
 حکیم گنگ فوزی کی آل سے ایک شخص کو صوبہ دار کا نشان کا بنایا اور اس اس طرحی مچو یوں
 سے سبکو رام کیا یعنی او کو اپنے ملکی بادشاہ کا حکم کیا انقصہ فہ رفتہ سب شہروں اور
 صوبوں کے لوگوں نے تاتاریوں کی اطاعت کا طوق گلے میں ڈالا اور کاتان کا شہر
 جہان نیک کو اپنے کو بادشاہ خاقان قرار دے بیٹھا تھا غرض آٹھ مہینے تک تاتاریوں کا محاصرہ
 اور چینگ چینگ گنگ میا اوسی فکیت چکی گنگ کا جو دغا سے تاتاریوں کے ہاتھ مارا گیا
 تھا اوسی سہمہ رسد اور غلہ سمندر کی راہ سے پونچا کے اتنے روز تک غنیمت کو روک رکھا
 غرض سنہ ۵۰۶ میں ایک ملک حرام نے خاند کو دغا دی اور شہر کا دروازہ شب کو کھول کر تاتاریوں
 کو داخل ہونے دیا مگر سے بہرے ہوئے تاتاریوں نے بی کھٹے قتل عام کیا اور اپنی دولت میں سبکو
 زندہ چھوڑا لیکن گنگ صرف جان یکے شاہ پیگو کے نزدیک پناہ گیر ہوا اور سات برس تک
 اوسکی دار الخلافہ میں بہت عزت اور حرمت کے ساتھ اپنی میزبان کی شرافت کے باعث
 رہا لیکن آٹھویں برس کوئی جو کے صوبے میں بلوا جو ہوا اور گنگ کو کو باغیوں نے تخت دینے
 کو بلوایا لایچ سے چھ گیا لیکن اسی میں اوسی صوبہ دار نے جسے تاتاریوں کو ختامین بلوایا تھا
 گنگ کو کو تاریا اور گنگ کے خاند اوسی کے بہر تخت خایریشیہ کی امید منتقل کی جب کا نشان
 کا شہر تاتاریوں کے ہاتھ آیا صوبہ کو انگ نشان جسکا وہ پانچت تھا تمام سہ ہوا اور اوسکے
 بعد اوج کا صوبہ سے لٹے بڑے ملا غرض تمام خایریشاں تاجنوب اور شرق سے مغرب
 تک تاتاریوں کا عمل ہوا اور کوئی نہر اوٹھانے والا نہ لاکھت چینگ چینگ گنگ جسکو انگریزی
 تاتاریوں میں گاگ زجگا کہتے ہیں اس شخص نے عجب عجب طرح سے تاتاریوں کو تنگ کیا اور
 ایک دفعہ سید ہر تاتاری کی ناک اور ہون کان کا ٹکے قفقوز کے یہاں تحفے کے طور پر پیش کیا

فارموسا کے جزیرے کو لنڈیز سے چھین لیا اور اوسکو اپنا پائے تخت بنایا اور
 توپین جو کہ ہر مقام سے ہاتھ آتی تھیں انکو اس سلیقے سے قلعہ پر اوستے جایا اور
 گو لنڈاز مستول رکھا کہ جب تاتاری بحیرہ سپاہ لیکر فارموسا کی فتح کو گئی گو لوں کے
 آگے سے ہمیشہ ہٹا کین آخر مغفور مجبور ہو کر چپکا ہو رہا اور کاک زنگا برس مین نو ایک ہفتہ
 ہزار ڈیوٹیز ارجاز لیکر تخت کی سرحد پر آتا تھا اور کنارے کنارے لوٹ و باراج کر کے اپنے
 جزیرے کو پہر جاتا تھا سنہ ۶۵۱ھ میں مغفور کا چچا وزیر اعظم اور متمم سلطنت کا مرگیا اور چچا
 خود مختار ہوا حالانکہ بالائے تہا لیا قدر دان علم و دانش کا بیٹھ شخص نکلا کہ ایک عیسائی پادری
 آدم شال نام کا شاگرد ہوا اور اوسکی صلاح سے بہت قوانین ایسے جاری کیے گئے
 کہ تاتاری کی سلطنت کو استحکام ہوا اگر یہ ظاہر مین یہ پادری عاقل اور فاضل محکمہ راضی
 اور شاہی رماد کا حاکم لیکن درپردے وزیر اعظم تھا اور اوسکی صلاح سے علم کا چھاپت
 پھیلا اور طلبہ کے امتحان کے لیے ایسا ایسا سخت قاعدہ مقرر کیا کہ بے فضل اور کمال خاں
 ہوئی سرکاری عہدہ جو کہ سیکوٹے امکان سے باہر تھا اور ایک دفعہ ثابت ہوا کہ جیسے
 رشوت دیکر کام لیا تھا چچی خان نے سب کو قتل کیا باوجود مصفیکہ یہ شخص عادل تھا لیکن
 نے ایک مرتبہ اوس سے بڑا ظلم کرایا یعنی زن شوہر دار پر عاشق ہوا اور اپنی خدمت مین لایا
 اور جباوے کے خاوند ایک سردار تاتار نے اپنی جو کو کلفت ملامت اوس حکمت کے لیے کی
 زانیہ نے مغفور سے فدایت کہدی اور اونہون نے اوس سردار کو بلوا کر اپنے ہاتھ سے ایک
 تھپڑ منہ مین مارا اوس سردار غیرت دار کو اس ہتک برد سے ایسا صدمہ ہوا کہ اس کی
 مرگیا لیکن اوسکا صبر شہنشاہ پر غور پڑا اور سودای دست بدست کا حساب ہوا کہ اوس
 زانیہ کا محل مین قدم رکھتا تھا کہ مغفور نے انتقال کیا اور سنہ ۱۶۶۱ھ مین اوسکا بیٹا کا
 آٹھ برس کی عمر مین سند نشین ہوا اور اوسکی نامالنی کے باعث سے اس نے اپنے زور
 مین چھ شخصوں کو وزیر بنایا اور انہما م سلطنت انہیں سپرد کیا پتیا اپنی اہل و عیال و بیوی

کیا کہ کوئی خواجہ سلیمان دار سرکار نہیں ہو سکتا ہی اور اون لوگوں کو برطرف کر کے شہر بدر
 جب ملکیت کا کر لیا اور اسکے بیٹے نے زیادہ ستایا اور لوٹ و تاراج کر شروع کیا وزیر
 حکم دیا کہ بحر محیط کے کنارے پرے لوگ اپنے مکانات اور جاے بود و مباش کو موقوف
 کریں اور دوسری جگہ کئی منزل کے فاصلے پر اندرون ملک مکانات بناویں تاکہ ڈکیتوں کو موقع
 اور سہولت نہ ملے اور اتنی عقل اون نے وقوف و زیروں کو نہ تھی کہ نقل سکون سے رعایا اور
 ملک کو کس قدر نقصان ہوا اور سمندری تجارت کو ہرج پوہنچا کیونکہ سودا گروں کو تردد و خرید و فروخت
 کرنے میں جب ہمیشہ ہو گیا اور دوطرح کا ہرج صرف بابر داری کا لینے ایک اپنے ملک سے
 جہاز پر آئینا اور دوسرے کنارے ہی شہر میں خشکی چلنا مکمل ہوا تب سو اگر دوسرا بار تجویز کر لیا
 جہاں بھی کیمڑے نہ رہیں اور بنا در سہل پر بدستور ہو دیں دوسری قباحت عظیم بھیہ وقوع میں
 آئی کہ اتنی زمین جو آباد نہ ہوئی برابر ہوئی اور تیسری بات بھیہ کہ جب لاکھوں آدمی کی اوقات
 دفعۃً ویسی جگہ پر مقرر کی گئی جہاں کہ اصلی باشندوں کی روٹی مشکل سے ہوتی تھی تو گرانی
 خواہ مخواہ ہوا چاہے اس طرح کے نقصان کے علاوہ غریبا کو اور کتنی حیرانی و تباہی ہوئی اور وزیر
 کو نہ سوچی اور اپنی دانست میں بیوقوف ڈکیتوں کی یورش موقوف کرنے کے لیے اونہوں نے
 کی حالانکہ تباہی اپنے ہی لوگوں پر آئی سوا اسکے بیان ہو چکا ہی کہ عیسائی یا دہی آدم
 شال کی بڑی قدر دانی غفور و مغفور نے کی تھی اور اسکے علاوہ اور اہل فرنگ کی دلا
 اور علم اور زیر کی پسند کر کے ہر ایک کو ملحدہ خدمت دی تھی غرض اون وزیروں کو بھیہ
 بات ناگوار معلوم ہوئی تھی لیکن شاہنشاہ کے جیتے جی اون سی کچھ تہن بڑی غرض
 امنین جب اختیار ہوا فرنگیوں کو اور ہونے فرما مغزول کیا اور اکثر کو قید میں ڈال دیا
 ان حرکتوں کے ملاحظے سے غفور اگر جہ بچہ تھا لیکن سمجھا کہ وزیروں کو سلطنت کرنیکا
 سلیقہ نہ تھا اور جو نہیں مہتمم اول کا انتقال ہوا کان ہی نے نام حکومت کو اپنے ہاتھ
 میں لیا اور مینوں وزیروں سے مطالب کیا اور تقصیرات عظیم ثابت کر کے قتل کا حکم دیا بعد اسکے

عیسائی پادریوں کی مجلسی ہوئی اور فقور نے ان لوگوں سے تحصیل علوم اور فنون کی تعلیم کی شروع کی اور چونکہ صغریٰ سے طبی توجہ علم کی طرف تھی اور طبیعت اپنے بیان کے علوم میں حاصل ہو چکی تھی اس کا طے اسکی طبیعت نے زیادہ مشقت کے تربیت پذیر ہوئی کیونکہ ذہن کا مادہ جب نہایت قابل ہوتا اور مقول استادوں کے درس ملتا ہی تو جس قدر با طبیعت کو دیا جاتا بخوبی سمجھتا ہی بلکہ کثرت خیال سے تیزی و تندہی فوت ہرگز کو عمل ہوتی ہی اور اسکی دلیل نہیں چاہی کیونکہ ظاہر ہی کہ ایک علم جو حاصل ہی ہو اور وہی نہیں شکی الغرض شہنشاہ کو مقول طبیعت چند روزوں میں حاصل ہوئی با و صغیر کا بیٹوں کے لئے کھانا سے تمام روز بدیر مملکت میں مصروف رہتا تھا اور فقط شام کو فرصت اور اسراحت کے وقت شغل علم کا کرتا تھا اوسان کوئی اپنے خاوند نیکو کا خون کر کے جیسا کہ بیان صوبہ بیان میں صوبہ داری کرتا تھا اور مستعد سرکار کا دوباعث سے تھا اول کار گذری و سر اس کے بیٹے چین میں بطور ریحال کے حاضر تھے غرض یہی اسکی دل میں ہمیشہ سے تھی مگر بوس کی فرصت اس نے نہ پائی غرض اوس وقت موقع جو اس نے پایا بغاوت کی بنا ڈالی اور سانپ کے بچے سانپ ہی ہوتے اوسان کوئی کے بیٹوں نے یہ تیر کی کہ نو روز دن جب تمام ختائی اور تاملاری امرا اور وزرا حضور میں سلام کے لیے جمع ہو دیں تو سب کے سب فقور سمیت قتل کے جا دیں اسکی خبر شہنشاہ کو پہنچی اور تحقیقات جو اس نے کی تو دارالامارہ میں ہزاروں ختائیوں کی سازش معلوم ہوئی باوجودیکہ اس قصور کے سبب سب ہی قتل کرنا واجب تھا لیکن اتنے کا نقصان جان نامناسب سمجھ کر فقور نے معافی عام کا شہتا کیا مگر اوسان کوئی کے بیٹوں کو بہت قلت اور اذیت سے مازنا سیاست ملکر رہی ہے باہر یہ سمجھا گیا جب اوسان کوئی نے دیکھا کہ بہید کسلا اور بیٹوں کا وہ حال ہوا ملائم اور بغاوت کا نشان اور ڈامایا اور کئی سلاطین جو سابق فقور کے خاندان سے تھے اور کان کا اور فوگینگ کے صوبہ جیلر جاگیر کے اور نینٹے سے سبھوں کے باغی کا ساتھ دیا اور مغلون

کی فوج شمال کی طرف سے یورش کرنے کے لیے تیار تھی اور دفعہ چوہا راون طرف سے
 یہ سامان ہولناک سامنے موجود ہو گیا باعث اسکا یہ تھا کہ اوسان کوئی نے آگے سے تیار
 لڑائی کی کر کہی تھی اور سب کو مہیا کر کے اپنی طرف سے بنا بغاوت کی ڈالی تھی ایسا ویسا کوئی
 شخص ہوتا تو دشمنوں کی تیاری دیکھ کر گھبرا جاتا لیکن فغفور کی عقل جولان کو وسعت تدبیر ایسی
 مقام تنگ میں ملی چنانچہ چوتھے ہی سلاطین تیوان اور فوگینگ کے آپس میں اسے قضیہ پیدا
 اور جب وہ اودہر آپس میں لڑنے لگے اور جو فوج کہ فغفور کے مارنے کے لیے تیار ہوئی
 سنی آپس میں ابوجہی کان ہی مغلوں پر فوج قاہرہ کے ساتھ چڑھ گیا اور کئی شکستیں دیکر اپنے
 الامان پکڑا لیا اور اپنے فائدے اور اس کے نقصان کا اون سے عہد و پیمان کر دیا اب وہاں
 سے پہنچا ہوا بیخون کی طرف جو آیتخ فساد کا مہل خرمین میں تیار دیکھا کہ دونوں سلطان
 اکید و سرکوتا ہر کچھ تھے اور وہاں جا یا فی فغفور کا آنا اور جنگ جلد کے بلا سے اذکو چوڑا
 غنیمت جانا آخر کار امن کی صورت جو دونوں موبون میں ہوئی کائنات کے سلطان بنے ہی
 معافی جا ہی اور اوسان کوئی کو بچر ہانگے اور نیاکان صوبے میں نیاہ لینے کے دوسری
 صورت نہ دکھائی دی اور پونچر غم و غصے سے اسکا دم خفا ہو کر نکل گیا غمزن تاتار کی فوج
 اس کے پیچھے پیچھے لپی ہوئی گئی اور اوسان کوئی کے بیٹے نے مقابلہ کیا لیکن جب مغلوب ہوا
 گلے میں سی لگا کر مر گیا اور اس کے مرنے سے فتنہ و فساد مٹ گیا چون کان ہی ہمیشہ قدیم قہر
 فغفور کی پیروی کرتا تھا اور حکیم گنگ فوزی کے احکام پر چلتا تھا اس سبب خٹا میں
 ملکیوں کے آنے اور وہاں رہنے کو تجارت کے وسیلے سے اس نے منع کیا اور جب کانٹان
 کا سلطان اس کے خلاف مرضی کے حامل ہوا اور اپنے فائدے کے لیے حکم ملا فغفور نے لڑیم کی
 دھوری اس کے پاس بھیج دی اس اشارے کو وہ سمجھا اور پہانسی لگا کر مر گیا اور اس کے دیکھا
 دیکھی اس کے تو مشیر اور وزیر بھی اسی طرح سے خود کش ہوئے سنہ ۱۶۸۱ میں سلطان کنوگ
 نے ظلم اپنے رعایا پر شروع کیا اور نالش جو فغفور کے پاس پونچھی اور کی طلبی ہوئی دس ہزار روپے

میں وہ قیمہ کیا گیا اور چیل کو دن نے اوسے کہا یا اس کے بعد مغفور نے اپنے اقربا و بن کو
 کہی ریاست ہندی اور تمام صوبجات میں عالموں اور فاضلوں کو ناظم کر کے بھیج دیا ^{۱۹۸۳}
 میں فارموسے کا جزیرہ جو کانکرنگاؤکیت کے گہرائی سے متعلق تھا اس طرح مملکت خلیج
 تاج و کھونکیت کے صوبہ دار کو مغفور نے حکم خبریرے کی فتح کا دیا اور موقع بھی بتلایا چنانچہ موافق
 اوس اخباری کے اوس نے استہار کیا کہ جو لوگ بغاوت اور شہنشاہ سے عداوت کر کے اپنے
 وطن اور باپ دادا ملکوں کے ہر دار کو چھوڑ چارٹ کے غیر ملکوں میں گریہ اور غضب مغفور سے
 لرزان و ترسان ہیں ان کو قسیمہ اقرار سرکار کی طرف دیا جاتا ہی کہ اگر وہ لوگ اپنے اپنے
 گہر پر آویں اور غیر ملکوں میں نہیں کسی طرح پر اوس سے انتقام تو کیا مطلقاً باز پرس نہ کیا جا گیا
 یہ استہار نہایت عقل اور دراندیشی اور مردم شناسی کی دلیل ہی اور نتیجہ و سکاوی ہی ہوا جو
 مغفور نے سمجھا تھا چنانچہ اوسے شہر ہوتے ہی ہندوؤں باغی فارموسے کے جزیرے سے اپنے
 اپنے وطن کو دفعہ چلے آئے اور جب باقی نے دیکھا کہ صوبہ دار نہ مواخذہ نہیں کیا ڈکیت کا ستھ
 چور کر اکثر ختمین انکر رہے اور مراد مغفور کی برائی کیونکہ طاعت اوس فراق ابن فراق کی
 ایسی کم ہو گئی کہ جب نوکیٹ کے صوبہ دار نے اوسے پناہ کی اتنا کمزور اوسے اپنے کو دکھایا
 کہ مغفور کو عرض کر کے اوس نے جان بخشی چاہی القصد یہ چین میں وہ آیا اور شہنشاہ نے اوسے
 سرفراز کیا اور منصب امیر کبیر کا دیکر اپنے حضور میں رکھا اور دشمن جانی کو دوست دینی لایا
 غرض اس طرح ہی فارموسے کا جزیرہ تاجدار سرکار کا ضلع ہوا کانکر ہی کی مدبری کی جیہ کہ تہی
 جو اقم نے گذارش ملکہ اس طرح کی بہت ہیں اور سب کا اگر بیان کیا جاوے تو کئی جز کی کتاب
 تیار ہووے غرض ماقبل کے لئے استہار کا فی ہی اوسکی بہادری اور سپاہ گری بھی
 اوس بیان سے ثابت ہی جب خود اپنی فوج کا سپہ سالار ہو کر مغلوں کے ملک پر چڑھ گیا تھا
 اور دوسری دلیل اوس کی جیہ ہی کہ قتلان کا قبیلہ تانارون کا جب بہت زبردست ہوا اور
 قاتلان خان اوس کے سردار نے لشکر قہار لیکر کئی قوم تانار کو جو اچھا لڑتا کی سرکار کی تہیں تباہی اعلیٰ مخصوص قوم

مغل کو جس سے کان ہی نے عہد و پیمان کیا تھا تب فقور درمیان میں آیا اور خیر سال اعلیٰ
 وغیرہ پیکر کا لہ آن خان کو سجھاکے زیادتیوں سے اسے باز رکھا لیکن جب طبیعت اس شخص کی خلیہ
 نے مائل بننا دیکھی اور اس کی حرکتوں سے کچھ بات ثابت ہوئی کہ جس طرح چہا مارنا بل کی جلی ہی
 اور سیلحہ مردم آزاری اور اس کی خلعت ہی تب فقور نے اپنے متعلقین کی مدد کی اور فرج قاسم
 کی سپہ سالاری خودی اور اس جلاطی سے اون محرابوں پر تاخت کی کہ بے مقابلہ کیے وہی پہا
 اور دم بہر سانسے زہن سے غرض بارہ ہزار چیدہ اور جنگ آزمودہ سواروں کو لیکر فقور نے بے خوف
 تعاقب کیا اور قالا آن خان نے بہت تنگ اور عاجز ہو کر اس سے امان مانگی اور صلح چاہی
 اس سے درپیش پاپے کے ملک تاتار میں کسی قبیلہ تاناکٹے باجگزار کے فقور نے یہ پھوڑاؤ
 اور ہر مقام پر سپاہ گری اور بھاری اور مدبری اس طرح پر اٹھار کی کہ سبوں پر ثابت
 ہوا کہ کان ہی کا اقبال ترقی پر ہی اور پردرد گارنے طاقت ملک گیری کی اور قابلیت کداری
 کی دو صفین جو اتفاق سے باہم جمع ہوتی ہیں اسکو عطا کی ہی اگر کچھ حال اسکا مملکت
 میں تھا اور کسی بڑی سلطنت اسکی تھی ظاہر ہی ہی لیکن علم کا شوق اس میں جو کم فکاریہ
 ہی نکلیا اور قاعدہ کان ہی کا خاکہ خوار اور خلافت میں ہو خواہ دشت تاتار میں خیمہ ڈالے ہو لیکن
 ہر روز شام کے وقت تحریر اقلیدس کا شغل باہنیت کلبیان حکمت کی گفتگو یا منطق کی بحث یا شعر کا
 مذاکرہ ہمیشہ اسکی صحبت میں رہتا تھا اور جو اوقات کہ اکثر بادشاہ حرم سرا میں مستور اس کے
 ساتھ کاٹتے ہیں اون مقومن میں کان ہی فرنگی اور خانی مالون کی صحبت میں بیٹھا رہتا
 یا حصول علوم کرنا یا تالیف و تصنیف میں مشغول ہوتا تھا اور حال پر گوئی کا یہ تھا کہ سونے
 سے زیادہ اسکا کلام ہی اور خانی زبان کی پہلی لغت تین جلدوں میں اور حکما کے تیداؤ
 نضاح ایک سے اکیس جلدیں سب فقور کے اہتمام میں چھپیں اور اگرچہ جی ہی کہ بادشاہوں اور
 امرا کی تصنیفوں میں حکما کو لیدہ حال اور شعرا بے زرد اقبال کا بہت دخل رہتا ہی اور
 اس صحبت سے کچھ شک نہیں کہ اس فقور نے بھی تصنیف و تالیف کے مار میں اور دن سکا لیا

اور اپنا نام کیا لیکن اتنا تحقیق ہی کہ شاعری اور منشی گری میں اوسکو آد اور غور و تلاش کی وقت گوارا ہی اس سبب اتنا کچھ جو کیا تعجب نہیں ہی چنانچہ ایک فقر اس وقت یاد آیا کہ اوسکا ترجمہ یہ ہے کہ تمام خلایق کو اپنے سے راضی کوئی بادشاہ نہیں رکھ سکتا بلکہ خدا تعالیٰ کو اس میں مجبور ہی کیونکہ جب بارانِ رحمت سے نعمت برستی ہی تو جس مقدار سے چارون کے رہنے والے خوش رہتے اور اسے موافق جانتے ہیں میدان کے پشند اسے سیلاب سمجھتے ہیں اور شکایت کرتے ہیں اور جب اٹکی مٹی کے موافق پانی برستا ہی کو ہستانی اساک بارانِ سالان ہوتے ہیں پس جب کہ پروردگار سبحان کو خوش کنی سے ناچار ہی تو ادنیٰ سے ایک آدمی کی کیا حقیقت ہی کہ وہاں شکایت اس کے حق میں نہ کہلے غرض اس طرح کے لطیفے اور فقرے فقور کی تصانیف میں ہی ہوئیں اور ادنیٰ اوسکی طبیعت اور رسائی ذہن کے مہین سوا ان باتوں کی فقور کا قاعدہ تھا کہ دو ستر تیس سال ہر صوبے میں جاتا تھا اور پر گئے پر گئے کے کاغذات کو خود چلا کرتا تھا اور حکام کے ساتھ ہون کو دودیتا تھا اور اس کے سوا جب اراکھانہ میں رہتا تو کوئی امدادی سے ادنیٰ نہ تھا جسکی تجویز و تدارک اپنی ذات سے متعلق نہیں رکھتا تھا انہیں سفرون میں سے ایک دفعہ کی یہ نقل ہی کہ فقور چند آدمیوں کو لیے گھوڑ پر سیدھی سادی وضع سے چلا جاتا تھا کہ ایک بوڑھا راہ کے کنارے پر بیٹھا رو رہا تھا اور فقور نے پوچھا کہ امی میرم دیکھو گریہ کرتا ہی اوس نے بی سچا نے جواب دیا کہ اے دروند میری آنسو کا سال کیا پوچھتا ہی میری ایک بیٹا ہی جوان آنکھوں کی روشنی اور اس متعین کا عصابی اوسکو اس صوفے کے ناظم نے زبردستی اپنے پاس لو کروں میں اخل کیا ہی نہ اوس بیان آنے نہ مجھے وہاں جا دیتا ہی یہ سنکر فقور نے اوسے کہا کہ آئیں پیچہ زن پر بیٹھ لے اور وہ ملعون جہاں ہوتا ہی اوسکا گھر تیار دیکھیں تو ہسی مل کے کہ یہ کہنے سے تیرے لشکر کو چوڑیا ہی یا نہیں وہ غمزدہ سوار ہو کر فقور کے ساتھ روانہ ہوا فقیر نغلات

میں پونہچکر فقہور نے ناظم کو طلب کیا اور جو نہیں اوس نے بادشاہ کو دیکھا سرینچے کیے چکا
 رہا غرض جب وہ لڑکا اندر سے آیا اور فقہور نے دیکھا کہ حقیقت میں ناظم کا قصور تھا اپنے
 ہاتھ سے فوراً اوسکا سر کاٹ ڈالا اور جوٹھاسی کھا کہ میں اس ظالم کے عہد تھے صورتی
 کا جہدہ دیتا ہوں خبردار رہنا کہ کوئی قصور تجھ سے ایسا نہ صادر ہو کہ ایسی ہی سزا تو اپنے
 حق کے قوانین فوجداری میں ۸۹ قانون یہ ہے کہ بڑے اندھے لنگرٹ لوے لاچار جنگا
 نہ کوئی اپنا لگانا ہی اور نہ استطاعت خود رکھتے ہیں اوکی خوراک و پوشاک اور ہر طرح کی
 پرورش سرکار سے متعلق کی جاوے اور اگر ایسے کسی شخص کی درخواست کی طرف حاکم کم توجہی
 کر لیا جائے کہ ضرب سزا یا دیگر غرض اسکے مطابق ہمیشہ عمل میں آتا تھا لیکن سنہ ۱۶۸۷ء میں
 اس فقہور باشعور نے حکم اسکی اصلاح میں یہ جاری کیا کہ ستر برس کے آدمی کو خوراک و پوشاک
 موافق دستور کے ملے لیکن اسی برس مائون کو علاوہ اوسکے ایک تھان ریشم اور کئی من جانبل
 اور گوشت اور چارپن سیری وئی ملی اور نوے برس سے زیادہ عمر والوں کو تاحین حیات اوسکا
 دوا دیا جاوے چنانچہ مطابق اسکے شمار کیا گیا کہ تمام صوبجات مملکت میں ایک لاکھ چوراسی ہزار
 چھیاسی آدمی ستر برس اور ایک لاکھ اوتر ہزار آٹھ سنی پچاس اسی برس کے اور دس ہزار
 آدمی نوے برس کے اور اکیس آدمی سو برس کے اس فقہور کے وقت میں پرورش ہوئے
 غرض باوصف اس کرم و رحم کے جو کان ہی نے اپنے جلوس کے ستائیسویں برس سے شروع
 کیا اور دستور قدیم کو اس خوبی کے ساتھ اصلاح دیکر زینت بخشی جب سنہ ۱۷۰۷ء میں اوسکو
 ساٹھ برس تخت پر بیٹھ ہوا فقہور نے پائے تخت اور اطراف کے بوشہوں کی دعوت
 ایک وز سہو کو کی اور سب کے کہانے پینے کا ہتم خود رہا اور انعام و اکرام دیکر رخصت کیا
 غرض چونکہ اوسکے پوتے کین رنگ نے ویسی ہی دعوت کی تھی او اوسکا ذکر وہیں بہتر
 ہی اس واسطے اوسکا شجر احوال اس مقام پر ملاحظہ کرنا چاہئے کہونکہ پوتے نے اس
 میں ادا کی بیڑی ہر طرح سے آرائش مجلس غیر دین کی تھی اسی سال میں سیہ سالار کی عمر تھی

خبر ملی کہ قلماق تاتار جنہوں نے تبت بزرگ میں یورش کر کے لانا گرو کے مال اور
 خزانے کو لوٹ لیا اور اوس طبقی کو بالکل برباد کیا تھا انکو ایسی شکستیں متواتر ملین تھیں
 کہ اونکے ہاتھ سے ملک مقبوضہ چین چائے کے علاوہ اوس قوم میں ایذا رسانی کی طاقت
 باقی نہیں رہی تھی غرض تبت سرکار خا کا باجگنڈا اوس سال سے آج تک ہی دوسرے
 برس یعنی آخر سنہ ۲۲ء ع میں مغفور کو اپنے وطن یعنی ملک باجھو تاتار میں جانے کا اتفاق
 ہوا اور وہاں پر بجا وقت شمال کی مرطوب ہوا سے بڑھت مراح میں اس قدر سہائی کہ
 تمام ادویہ اور تدریسات طبا پر غالب ہی اور منیام اہل کالے آئی کسی روز قبل مرگ کے مغفور
 نے اپنے بیٹے یینگ چینگ کو جانشین مقرر کیا اور تخت پر وہی بیٹھا قبل خان کے سواکان
 کے برابر کوئی مغفور مدبر اور بہادر اور عالم اور عادل نہیں ہوا اور اوسکی عادات اور چرکا
 سے بھی ملتا ہر تھا کہ اس نسل دماغ کا آدمی دنیا میں کم ہوتا ہی اور جب آتا ہی ایک عالم کو
 زیر و زبر کرتا ہی باپ کا جو نہیں انتقال ہوا یینگ چینگ نے کئی ایک عیسائی پادری
 کے سوا سب عیسائیوں کو مملکت سے نکال دیا اور ان لوگوں کے جانے سے علم کی زور
 وں بدن کم ہوئی اس لیے کہ ریاضی کے اصول اور فروع میں جو خامی علماء خا کی تھی
 اور پادریوں کے رہنے سے مٹی جاتی تھی وہ موقوف ہوئی دوسرے یہ کہ فرنگستان
 کی نئی ایجادیں پادریوں کے وسیلے سے ختامین رواج پائی تھیں اور انہیں لوگوں
 اور چیرن کے شککے دریافت ہوتے تھے اور کاریگر نقل بناتے تھے یہ سب بات
 موقوف ہوئیں مورخوں نے پادریوں کو پر خفگی ہونے کا دو سبب لکھا ہی ایک یہ
 کہ خاندان مغفور میں سے کئی شخصوں نے عیسائی مذہب اختیار کیا تھا دوسرے یہ کہ
 علماء خا کی بزرگی چونکہ ان پرشیا روں کرہنے اور برابر بحث کرنے سے کم ہو گئی تھی
 اس سبب سے پادریوں کے زیادہ تروے دشمن تھے لیکن کان ہی کے جیسے ہی
 کچھ کر نہیں سکتے تھے غرض اس کے مرگ ہی یینگ چینگ نے لوگوں نے فرنگستان میں

لکی طرف سے ایسا بد کیا اور اس قدر ڈرایا اور بھکاریا کہ سب کو اس ملک سے نکال دیا اور پوچھا
 کہ پائے تخت میں اس کاٹھ سے رکھا کہ تقویم کی درستی اور کسوف و خسوف کے حساب کی
 صحت جو ان سے ہوتی تھی ختائی ہنیت دانوں سے ناممکن تھی سو اس کے طبیب کمال
 بیچہ لوگ تھے اور باوجود کئی علاج کے جس میں سچائی اور ہنوں کی ہستی سنہ ۱۶۹۲ء میں
 کان ہی کو ایسی پٹ آئی کہ تمام ختائی طبیبوں نے کنار کیا اور بہرہ و سواؤ کے بچے کا
 کسکو زہا و سوف با درمی گریلوں صاحب کنکین سے اچھا کیا اور رتبہ اون بزرگ
 کا آگے سے بہت زیادہ ہوا الغرض بنگ چنگ کی بی و قونی کی وہی ایک حرکت کہ جو
 شروع جلوس میں اسوشن کی تھی و الاتبیر مملکت اور عایا پروری میں کوئی بات ایسی اس
 سرزد نہیں ہوئی جس سے بدنام ہو اور کم عقل یا ظالم کہلایا ہوا ہو سکی ملین ہی ہی کہ ایک دفعہ
 جب چچلی اور سائٹانگ اور ہونان کے تینوں صوبوں میں قحط ہوا فقروں نے مالگداری
 اس سال کی سعادت کر دی اور دوسری مانت عقل اور قدر دانی کی اس سے بیچہ ہوئی کہ حکم
 شہر پر فرمان گیا کہ اپنے اپنے نقشے میں جتنے خدپرست اور نیک طوار و خوش کردار لوگ
 کلین سب کب پائی تخت میں بھیج دینے جاوین تاکہ ان کی دعوت میں ہووین اور سرکار سے
 انعام پاوین اور سکی رواج پائی سے اکثر لوگ جو آگے بد وضعی کی بدنامی سے ڈرتے نہ تھے
 ظاہر انکی اختیار کرنے لگے تاکہ بادشاہ کے منظور نظر ہووین اور بھلنیت کی خرابا تہیں
 ہاتھ پاوین ملی نہ القیاس کشت کاری کو ترقی دینے کے لیے انعام اس کشتکار
 لیے مقرر کیا گیا کہ جس نے خراب زمین کو آباد کیا ہو یا مشقت یا جدوجہد سے اپنے
 کہیت کا حاصل بڑھایا ہو ایک قانون اس طرح کا اس نے جاری کیا کہ سرکار کے عہدہ دار
 سب کی سرگرمی اور جستی اور راستی یا کاہلی و برائی کی خبر نہر ناظم اور حاکم کی ماہوار علی اطلاع
 میں دی جاوے تاکہ نیک کو جزا اور بد کو سزا دیجے حالانکہ اس قانون سے اکثر ایسا ہوا کہ لوگوں نے اپنے
 دشمنوں سے عوض لیا اور دوستوں کا پاس کیا لیکن بھیہ برائی قانون کی کچھ نہ تھی فقط اون کچھ امون

کی بد ذاتی جنھوں نے اس کی بہتری پر اپنے دل کی خواہش کو مقدم کیا اور جو شخص کچھ
 بھیجا بادشاہ یکم بہت سلیقہ شعار و خیر خواہ عالی وقار اور رحم و کرم اور داد و بخشش کی فضا
 اور عقل و دانش کی معدن تھی اور اغلب ہی کہ غفور بنے اکثر قوانینِ سخن اوس عورت نیک پیر
 کی صلاح سے اجر کیلئے عرض اپنے نام سے بادشاہ یکم نے دو قانون نکالی ایک یہ کہ جو بوجہ
 کے نام پر بیٹھے ہے اور دوسرا نکاح نہ کرے اور بد فعل نہ ہو تو سرکار سے اس کی پرورش کے
 لیے وظیفہ قابلِ حیات کے ملے اور دوسرا قانون یہ تھا کہ ستر برس کے سے زیادہ جو عورتیں فلک
 میں ہو وین اون کے لیے وجہ گدازان مقرر کی جا دے تاکہ آخر عمر کو ٹنڈے جی سی دی کاٹیں اور
 دم واپس تک عادیوں سنہ ۶۷۰ میں موچی پھیلی میں نزلہ اس شہر سے ہوا کہ ہزاروں آدمی ہون
 کے پیچھے دسے مر گئے اور عار میں ملی شہر گریں غرض غفور بنے مبالغہ کی طرح کیا اور جب حق
 نقصان ہوا تھا عرصہ کر دیا اور جب کا شہر اوس سانچی میں گزر گیا اس کی بیوہ کے لیے وظیفہ
 مقرر ہوا اور اوس سطح تمام یتیموں اور سیکھوں کی خبر اوس غریب پرور کی اور حتیٰ ملاکان ہر
 کو تسکین دی یہ رحم اور کرم فقط رعیت کے واسطے تھا لیکن اپنے بھائیوں کا ایسا دشمن تھا کہ
 کوئی کسی غیر کا بھی کم ہوتا ہی چنانچہ اپنے تیرہ بھائیوں پر بڑا ظلم اوسے کیا اور بلا واسطہ
 اونیہیں لوٹا اور مارا اور بعض کو قتل اور بعض کو ضلع البلا دیا اور یہ ایک فطری خلقت نہا
 کی سرشت تھی کہ ایک ہی شخص کے مزاج میں ظلم اور عدل یا اس کا اصراف یا خلق و بل مروتی
 کا ساتھ رہتا ہی اور کبھی ایک اور کبھی دوسری رگ زند کرتی ہی اور ایسی نیرنگی دیکھائی
 ہی کہ اسی شخص کی ایک حرکت فرشتے کی اور دوسری شیطان کی معلوم ہوتی ہی اقصہ
 سنہ ۶۷۰ میں غفور نے انتقال کیا اور اوس کا بیٹا کین گنگ قائم مقام ہوا جس وقت یہ
 غفور تخت پر بیٹھا باپ کے کھالے ہوئی شہزادوں کو اسے پیچھین میں پہرہ لایا اور اس طرح ان
 مظلوموں کے ساتھ پیش آیا کہ گشتہ ایام غم و غم کا اودن لوگوں کی یاد سے جاتا رہا خاص ملام
 کو غفور کی شفقت اور درو اور ابرایت پسند ہوا کیونکہ اودن پچاوس کے حال پر سب کو افسوس ملی

تھا اور بیک جنگ کا ظلم ناپسند اور موجب کڑند تھا جا لاکھ کین انگ کے باپ کی ایسی ہی سبج
ریاست تھی لیکن بوسے اور فساد کی نمائش کین پر پہنچی اور ظاہر سب قوم قدامتانا کے
ساتھ صلح رہنے کا بھی تھا کہ اگرچہ ورنور اور اور کیمہ درست تھے اور قابو پا رہے تو خراب پوش
کرتے لیکن بیک جنگ نے اپنے اور اون کے ملک کے درمیان لشکر قاہرہ نگبان کہا تھا
سوا اسکے مغفور نے اون کو گونگ ناگی مقنون میں ہاتھ نہ ڈالا اور نہ اپنے طرف سے بھی کوئی
بات ایسی کی کہ موجب و نئے حال کا اور سب بکرار یا جواب و سوال کا ہو لیکن کیننگ
کو لڑائی اور فتح میں نام نہ کالے کا شوق تھا اس لحاظ سے جب قدامتانا کے ایک سردار
امور سنانے آن کر مغفور کے پاس نالش کی کہ دوسرے سردار نے اس کے میراث چھین لی ہے
کیننگ نے فوج قاہرہ اس کے ساتھ بھیجا غاصب کے قبضے سے ملک چھین کر اس کے حوالہ کیا
عنان حکومت مغفور کے ہاتھ میں ہی بھیا بات امور سنانا کو ناگوار معلوم ہوئی اور چونکہ
ختائی لشکر اس میں سے روانہ ہوا اور موقع اس نے پایا مغفور کے باقی آدمیوں کو نکال دیا
اور اختیار اپنے ہاتھ میں لیا مغفور اس خبر سے پرہز ہوا اور دوسرے لشکر بھیجا شہر ایل فتح
ملک قدامت کو چھین لیا اور امور سنانا کو ملک سے نکال دیا وہ پہلے اپنی قوم کے بعض سرداروں
پس پناہ کے لیے گیا لیکن دغا کے خوف آخر روس کی مملکت میں جا رہا شہر ایل کی
فتح کے بعد ختائی سپہ سالار اور سردار سب اس سمجھ غافل رہنے لگے اور کفر اور فتن
اور بے وقوفت اور گمراہی و قبائل تانار کے دل میں جو بغض تھا اس سے وہ آگاہ نہ تھے
ایک ہی دفعہ ان چاروں قبائل نے ختائی لشکر کو گھیر لیا اور رسد بند کر دی اور ہر طرف سے
آبنا تنگ کیا کہ اگر دوسری فوج مدد کو جلدی نہ پونہتی تو یہ محاصرہ میں مار جاتی اور ایک سپاہ
کی خبر نہ ملتی غم میں جب و نون ختائی فوجیں اس طرح سے ساتھ ہوئیں تو چند روز میں بے قوت
ختا یوں کے دس لاکھ قدامت کی لاشیں ڈھیر کی گئیں اور یہی انتقام مغفور نے لیا کہ قدامتوں میں
سرکش باقی رہا اور ان کا تمام ملک ختائی تخت میں آگیا بخاری کے دو مسلمان سرداروں کی مرثیت آ رہا

ملک بادشاہ نے جہین لی تھی لیکن جب مغفور نے بڑو شیشرا و خاق و لوادیا اول ہونا
 نے بلو کیا اور امور سامانی طرح ختا یوں پیش آئے غرض مقابلے کے وقت ہے اور ہندوستان
 کی طرف ہنگامہ گمراہ مین گمیرے اور مار گئی اور فوجی املاک ملک ختا مین داخل ہوئی اوسی مابین
 دوسری فوج ختا کی کاشغر کے تانار پر غالب آئی اور فوجی سلطنت بھی جہن گئی ان فوجوں کی
 خبر حضور مین پونہ سے اتنی خوشی حاصل ہوئی کہ سپہ سالار میدان جنگ سے جو پہر تو مغفور کے
 حکم سے دولت سرائی شیر جہین تک گھوڑ پر آئی اور مغفور ساتھ اعیان اور ارکان پرست
 آئے اور اوکو گھوڑوں سے آوار کے قصر شاہی مین لے گئی اور پنج تہا سون ضیافت کسلانی اور
 ساک شہر مین روشنی ہوئی اور آتش بازی چھوٹی سنہ ۷۶۷ مین شاہ برہان کوئی و جھڑالی کی
 مغفور نکالی تب فوج ختا کی اوس طرف روانہ ہوئی لیکن بہاؤن نے کین گاہ مین گمیر کر سیا
 شب خون مارا کہ بجز چند سپاہ کوئی ختا مین پہنچ نہ آیا غرض جب اون لوگوں حال معلوم ہوا
 مغفور دوسرے لشکر روانہ کیا اور سپہ سالار کوئی سردار بھادر اور مدبر اوس فوج کو لیکر گیا لیکن جنگ کی
 تپ اس شدت فوج کے چھ مین نمود ہوئی کہ آدھی سپاہ زیادہ زیر زمین گئی اگرچہ اس پر
 مجبور ہو کر کوئی پہر کیا لیکن اوس پہر ہی عہد پیمان اس بندوبست کا شاہد ہوا کہ اوس کا فیر
 یہ چین مین آیا اور اپنے آقا کی مہر عہد نامے مین کی اس مہم کے نتیجے سے مغفور کو بڑا فخر
 ہوا لیکن ساتھ ہی اوس کے ایک مرالیا وقوع مین آیا کہ بجز خوشی سے بدل ہو گیا خیا چھب
 قلماق تانار کا ملک ہاتھ آیا اوس قوم کا ایک قبیلہ روس کی ملک مین جا بسا تا غرض سنہ ۷۷۰
 مین اپنے وطن مین پہر آئی اور مغفور کی تابعدار کہلائی اور ہر چند روسیوں نے قصد افکار و
 اور اپنی ریاست بنانی دینے کا کیا اور مغفور کو بھی ہمکا یا لیکن اون لوگوں نے مانا اور کین
 کچھ سنا اور اوس قبیلے کے سرداروں کے ساتھ بہت احترام سے دربار عام مین پیش آیا صوبہ سی چون
 مین ایام قدیم سی چند قبیلے ایک قوم تہی کے سنگی مکانات اور سنگ ہی کے قلعے اور شہنشاہ
 کے ساروں درمیان مین سچے تھے خانوادہ منگ اصلی مغفور دن باجدار و تہے اور جی

تانار کا دور ہوا اٹلے لڑے بہتر سے کہ اوہ نے تابعدار ہوئے غرض کین لنگ کے وقت میں اتفاق
 ایسا ہوا کہ اوس قوم کے دوسرا درون میں قصبہ کی بنا ہوئی اور ایک کوچہ شکست علی فغفور کی ہا
 فریادی اور اوہر سے ایک فوج مدد کو گئی لیکن کوہستانوں نے ختایون کو ایسی شکست دی تو
 اس طرح سے فوج کو کاٹ کاٹ کھٹ کھٹ کر دیا کہ ایک شخص کا پتہ نہ ملا یہ سن کر دوسرا لشکر شاہنشاہ فیہجا
 غرض پہلی فوج کا جوا حال ہوا تھا اوسکی قریب وگنا بھی حال ہوا آخر کو کین لنگ نے اپنے سارے
 توکانگ کو پیغام صلح کا دیکر روانہ کیا غرض دسکانچہ یہ ہوا کہ ختایون کو بوزل اور کفر و جھکرو
 لوگوں نے باج دینا موقوف کیا اور سہ ۵۸ء میں یوریشون کی ایسی بنا اوہوں نے دلی کہ اپنا کشتیاں
 سے چودہ برس تک خوب لیا آخر اکوئی وہی سپہ سالار جبار پیا گیا اور اوس نے تیسرے مقتول سے کشتیاں
 سردار کو گرفتار کر کے چچین میں داخل کیا اور شاہنشاہ فیہجا نے اپنی بیوی کو بھی جان کنڈ سے ہلاک کر دیا اور
 کین لنگ کو ہمیشہ شوق یہ تھا کہ جب کوئی مجرم جرم عظیم میں گرفتار ہو کر آئے آئے تو اسے بڑے دل
 بدبخت کو صید جنت کے ساتھ مروا داتا اور جبہ خفا ہوتا تھا اوسکا خدی حافظ تھا غرض اس کی
 نتیجہ آخر کو اس طرح پڑا کہ میں آیا کہ نان وی اور وان لنگ و ختایون اس بندوبست کے ساتھ غرض
 ایک جگہ جمع کیا کہ بارہ ہزار کا ایک سنگین لشکر تیار ہوا اور دفعہ جو نشان بلوی کا اور سو جہات کا علم
 سے کچھ بن نہ پڑا اور شہر چچین کو وان لنگ نے اپنے کو فغفور قرار دیا غرض ایسا سفلہ تھا کہ باج اور
 اوقات کاٹنے لگا اور یہ نہ سمجھا کہ ملک گیر ہی ہوتے ہیں جو چہی چاہے لڑتے ہیں اور اپنا گھر
 لوٹا دیتے ہیں جو عیش طلب ہوتے ہیں آخر تانار کی فوج اوسکی حالت غفلت میں آن پونجی اور شکست
 کا مل جو وان لنگ کو ملی خود کشی اوس کی اور اوسکا ساتھی نان وی گرفتار ہوا اور اٹھانہ
 کی طرف بھیج دیا گیا اور کین لنگ نے اوسکو اور چند پادشہوں کو ایک ہی دفعہ کہا کہ اوسے سزا
 فغفور کا اقبال بزدست تھا کہ کسی اتفاق سے وہ موافق معمول کے تھا کہ اوسکا نام نہیں لیا والا بچہ
 بند و بست اوسکے اسیر کر لینے کا کیا تھا ورنہ اوسی جیہہ و جان باز کو کین گاہ میں مہتابا تھا اگر
 میدان میں نکلتا تو بے شک گرفتار ہوتا بلکہ جان مارا جاتا جب وہ میدان میں گیا ہوا تو کسی کی حالتی

ہزار طرف پہیلی اور غفور کو فوراً خبر ہوئی اور اسی کو موقع معقول سمجھ کے عیسا یوں کہ پہلے
 فریب کیا دون سپاردن کو خواہ مخواہ اس بلوی کی صلاح سے بدنام کیا اور غفور کی تحقیقات کے
 اور ثبوت کے نقطہ مفسدہ وں گئے پراوس قوم کی ساتھ دشمن کی طرح پیش آیا اور ہر جوہن بن قنہ شا
 دوسری طرف سے شروع ہوا اور ایک قوم ختائی جو کنول گئے کی قوم کہلاتی ہی ستلعباد
 ہوئی اور اس بلوی کے محرک نبوی ثبی لاوی کی لیکن اپنی قوم کے سوا اسکی مشیت پر کوئی تھا
 اس لیے مراد اونکی نہ آئی وہ مارا گیا اور اسکی وجود دن کی لاشیں اس کے دونوں نفل میں
 میدان جنگ میں ملین غرض اون دونوں کی ایسی ہی جراتیں کہیں تھیں کہ بڑی جیسا دیر سپاہیوں
 اقرار کیا کہ اپنے ہوش بہر میں اس کے مقابل کسی شخص کو کم دیکھا اور فنی سپاہ بھری کا حال سنگر غفور
 کو اون دونوں کی صحت دیکھنے کا ایسا شوق ہوا کہ اونکا سر کاٹ کے دارالامارہ میں آیا اور
 خاص عام بھرت دیکھا کہ اس ناکت کے ساتھ اتنی مصنوعی کیونکر شامل تھی غرض اس بات کو
 اونہیں ہو چکا تھا کہ بیداری قوت روح پر خوف ہی اور ہاتھ پاؤں گوشت بدنی سے وہ چھوڑ
 نہیں ہی اور نہ طاقت جسمانی پر اسکا وجود قائم ہی کیونکہ کون ایسا ہی کہ جسے کسی سید آدمی
 کو کسی مخنی کی سامنی سے نوک دم بہا گئے نہ دیکھا ہو کہیں لنگ باپ و دادا کی طرح اپنا بھی
 طریق رکھا کہ ملک کے مدبولوں اور پرکونوں میں اکثر وہ جا بآ تھا اور مظلوموں کی فریاد کو خود چوچا
 تھا اور اسے طرح پرانے کی ناظم پر ظلم و جبر ثابت ہوا غفور نے اسکو قتل کیا اسی میں بین
 لا مارو کے دیکھنے کا شوق جو اسے ہوا بہت کرو فراد و خدم و حشم کے ساتھ وہ شخص
 بیچین میں آیا لیکن عجب طرح کی شہدائی بودہ ہون کو ہوئی جب تیلامین اسکی موت دارالامارہ
 میں پہنچی اور اون لوگوں کے فہم وں کا عقدہ کھلا اور خاص عام پر ثابت ہوا کہ اس شخص
 کو بقائے تہی و ریشل اور بنی آدم کے فنا وں کے حصے میں ہی اتری تھی جو بین لا مارو نے
 انتقال کیا مفسدہ وں نسبت میں فساد اوٹھایا اور لوہے کا حاصل ہی ہوا کہ تہیوں کی کئی کئی
 سرخو سی معد وں گئی وہ حصہ ہزار کا جو موٹہ کیا گئی کی تحت میں آیا تھا اس میں چند قبائل

ترکی اور قلماق تاتار کے علی بڑے تھے تھے احمد و فرات ایک سفید کلاہ و اپنے آق بابشی اور
 دوسرے سرخ کلاہ اپنے قزل بابشی رہتے تھے اتفاق ایسا ہوا کہ آپس ہی میں دو بگڑے اور
 جنگ جہل پر موجود ہو اور مذہب ہی کا سبب تھا کہ یہ قصہ پہلا کیونکہ ایک نے دوسری کے طریق
 کو نا درست ٹھہرایا اور آق بابشی نے جوسی سے قزل بکشیوں کو اپنے طور پر لایا قصد کیا اور بکشی
 شیون نے تبر کیا اور شیون نے اونیہ افنی کہا اور انہوں نے خارجی ٹھہرایا اور لوگوں کا
 جنگ دیکھ کر صوبہ دار کیا بگڑے نہایت خفا ہوا اور کہلا بھیجا کہ تم دونوں عجب بیوقوف ہو کہ باوجود
 ایک مذہب و ملت محمد ہونے کے ادنیٰ لڑے اگر لے جو تمہارا اصل دین سے کچھ متعلق نہیں
 کیونکہ تمہارا کیا بگڑا ہی کہ علی کو لوگوں نے چند روز تحت خلافت محمد و م رکھا آپس میں سرکول کر لی
 ہو پس اگر تم لوگ آپس کی خو بریزی سے دست کش نہیں ہو گے تو میں سب کو مملکت سخال دیکھا اس
 دہلی سے قزل بابش قصے سی باز آئے لیکن آق بابشیوں نے کچھ خیال نکلیا اسی سبب صوبہ دار نے
 اس قوم کے دس ہزار آدمی کو خارج البلاد کیا اور جو دیان بنیارس کھلے تو مسلمان تاتار کو غریب
 دینے لگے اور خانیوں کو کفار قرار دیکر قصد یورش و انتقام کو جہاد ٹھہرایا اور سپہ سالار
 لاکھ آدمی دست بشیر ہوئے غرض حاکم بیک سردار اوس مسلمان امیر کو گرفتار کر لیا جو
 باغیوں کا سپہ سالار تھا اور لاہور و لاہور اسطرح پر پہلے ہی قدم پر شوکر کسانے کے آتش بڑھ
 نے صوبہ کیا بگڑے ہی پر تاخت کی اور چند بلتین ہر کار کی جو مقامے میں آئیں شکست کھا کر
 بہا گین لیکن جب خبر ہوئی کہ الکوئی سپہ سالار جہاد فرج قرار لے اور انکی طرف تاتاری آتی ہے
 قدم ہٹایا اور سنگین قلعے میں پناہ لی غرض جب یہاں پر خانی سردار پونجا اور الیاس تندیہ
 محاصرہ کر بیٹھا کہ آب و دانہ ان لوگوں کا بالکل بند ہوا تب مسلمانوں نے اپنے لشکر کی تمام
 مستورات اور لڑکوں کو مار ڈالا تاکہ غلہ چند روز اور بھی کفایت کرے لیکن انکوئی نے قتل
 ایسے عمل کیے کہ خانی سب قلعوں کی دیواروں کے پار ہو گئے اور قتل عام کرنے لگے اور اوس
 سپہ سالار کو خوار نے بجز چند سرداروں کے جو کو غور کے ہاتھ سزا دینے کی یہ چین میں اسے بھیجا

باقی ایک متغض کو زندہ چھوڑا بلکہ شہنشاہ نے حکم دیا کہ صوبہ کیا نگ سی مین کوئی مسلمان
 پذیرہ برس زیادہ سن کا باقی نہ رہے اور فرمان کے مطابق کوئی عمل میں لایا پیچہ ساخہ
 سنہ ۷۸۴ء میں ہوا اور چونکہ سال بھر کے بعد یعنی سنہ ۷۸۵ء میں مفتوح کے جلوس کا
 پچاسواں برس ہونے والا تھا اسی وقت سے ہر صوبہ اور سرشہر کے نظام اور حکام پر حکم جاری
 کیا گیا کہ ان کی تحت حکومت میں جتنے لوگ سال خوردہ جلیل القدر ہو دین سبکو سواری اور
 سفر کا خرچہ مطابق حیثیت کے دیکر دارالامارۃ کی طرف روانہ کریں اور تاکہ تمام اہل کار باریات
 و قلم اولیٰ سے اعلیٰ تک کو انعام و اکرام دیا جاوے اور زیادہ حیثیت کے طلباء کو نوکری ملے اور
 بندی خانوں کے قیدیوں میں کم تصور والوں کو مخلصی اور مجرم جرم کبیرہ کی سزاؤں میں تخفیف
 کی جاوے نہایت ہر فرد کی حقیقت حال کی طلب کی گئی اور تمام رعایا کا خزانہ ایک برس کا
 کیا گیا العرض جب فرمان جاری ہوا خاص عام کا دل شاد ہوا اور بوڑھوں کا سارا دوزخہ
 دور ہو گیا جدید دیکھیں یہ سب خوش و نشاط تھے گویا حاجت ہاتھ کے عصا اور انکھوں کے
 چشمے اور غیر کے سہار کی نہ رہی یہاں تک کہ جوانوں کو پیر نو سالہ سے رشک ہوا آخر فروری
 ماہ فروری سنہ ۷۸۵ء آجی کو روزِ مہوہ آیا اور سب بوڑھوں تین ہزار کو جو سب سن سید
 تھے رفتہ رفتہ مفتوح کا دستخطی دیا گیا اور قصر شہنشاہی میں سب جمع ہو آٹھ بجے حضرت شہنشاہ
 دربار عام سے فراغت کر کے ایک بڑے سفید سنگ بر مر بنے ہوئے تحت مرصع پر جلوہ افروز ہوئے اور
 لوگوں کی غلبی ہوئی قطار قطار سے موافق رتبے کے میزوں کے گرد بیٹھے لوگ بیٹھے اور نصرت
 پر چوب پڑوسی درازی چاروں طرف کے کھلے اور سترخان پر ہزاروں قاب کمانے کے بنے گئے
 اور مفتوح کے خاص کی شراؤن سبیلے بلب کی گئے اور حضرت کے بیٹے اور پوتے اور خاں اقبال
 خدمت گاروں کے بعض کی رکابی میں کمانا دیتے اور انواع طرح سے دھوئیاں کرتے پہرتے تھے
 اور مفتوح کی توجہ سبکے حالی تو تھی ہی لیکن کسی شخص کو جو خاص اپنے ساتھ ایک ہی سبز ریشمے تھے
 اونہیں حضرت نے اپنے دست مبارک سے کھلایا اور پلا یا عرض جب سب قسم کے کباب و رشک و

سالن اور رومی اور مربے میوے وغیرہ تمام ہوئے اور کسی اکول کی بھی سیر نہیں کی۔
 باقی نہی سترخان اوٹھا اور بھانڈا اور نقال اور گویے سب کو باہر نکلے کوہنسا ہنسا گیا
 ہنکام لکھ بھوک دلائی اور پیری کے افکار کے پچی پچائے آثار شائے جب کوہنست کی گئے فقور
 ہر شخص کو ایک ایک کر کے مابین ملا یا اور ہر کسی کا پالا اپنے ہاتھ سے بہرہ عادی کے اور کے ساتھ
 سبھوں کی باری ہو جانے فقور نے استراحت کو نہ کیا حکم دینے دیکر برہنست کی او دھوئے
 گئے ایدہ انعام بنے گئے اور ہر شخص موافق حیثیت کی سیم و زرا اور کھواب اور رشیم کے تہان پاک
 رخصت کیا گیا ڈالار لامارہ مین تین ہزار روڑ ہون کو جو ہر شہر کے خواص سے تہی فقور نے اپنے ساتھ
 کو ملایا اور اسی وضع سے اوسے ورمہو پر نظام اور حکم اپنے اپنے دسترخوان میں اون کو بڑھ
 کی دعوت کی جو کہ چچین میں طلب نہیں ہو سکتی اور اون لوگوں میں سی ساتھ برس والوں کو جان
 عمدہ چاول اور ایک تھان سوئی کپڑا اور پیر شہنا دس لاکھ من چاول اور دو تھان کپڑا اور بڑے
 والوں کو چپیس من چاول اور دو تھان رشیم ایک ٹوٹا اور ایک باریک ورسو برس والوں کو چپار
 من چاول اور دو تھان باریک رشیم کی عنایت ہوئی سو اس کے جمیع رعایا کو ایک ایک برک خزانہ
 معاف کیا گیا اور فقور چین کی رعایا پروری اور بانی سے عبا نوازی اسی ایک بات سے
 ایسی طاب ہوئی کہ اگر اسی تلخ مین صد ہا دلیلیں انہیں صفوں کی ہنو تین تو بھی ایک کافی تھی
 فقور کان ہی نے اپنے جلدوس کی ساتھوں ساگرہ مین ایسی ہی دعوت کی تھی اور اچھا
 اس سورتور کا اوسے پر شور سے ہی اور کین لنگ لنگ دادا کی پیڑی ہرام و ہنی مین کی تبد
 گئی برس تک چار من طرف امن ہا لیکن جب باجین کا تخت کسی بہادر مسمت آدھا بادشاہ
 ملک سے چین لیا اور وہ فقور کے پاس مدد کے واسطے بلجی ہوا اسکی درخواست کے موافق لشکر گیا
 اور اوائل مین فتیاب ہو لیکن اخیر کو باجینیوں نے بدستور ایسا شب خون مارا کہ جو قصے کے
 تصفیے کے واسطے گئے تھے اوکھا آپ ہی قصہ تمام ہو گیا اور حیرت کیا کہ سو اوس
 مرگ سے کوئی جیانا نہ ہوا اور دوبارہ فقور نے قصد اوس طرف کا کیا سنہ ۱۷۸۸ میں

فارموس کے ہندون نے ہرا کیا اور سب اوسکا بیٹہ ہو کر خانی مائڈرین سب و ن لوگوں
 پر ہمیشہ ظلم کرتے تھے اور آخر کو ایک کشکادے کی مائڈرین آٹھ ہزار ٹیل ویسی ایک قطعہ
 خزانہ لینے کا قصد کیا جس سے ایک جہدوس پچھڑ کو وصول نہیں ہوا تھا اس لیے انکار مطلق
 مطلوبہ کی ادا سے اوس شخص کی کیا سپرناڈرینوں کی اوسے قید میں ڈال دیا غرض اوس کے
 بہائی برادروں کی بگڑاوس مائڈرین کو جان سی مارا اور صوبہ فوکلینگ کے مائڈرین باغیوں
 کو چوربت سی بیگیا ہشتون کو قتل کیا اور اپنی دانت میں محض مائڈرین خون کا لیا لیکن اس
 ظلم کا نتیجہ بلاوی عام ہوا اور فارموس کی سرکاری سپاہ ورمبدہ دارون میں سے ایک کوندہ
 پچھڑا بلکہ جوش کرکے آتا اودن لوگوں کی شکست و تیرا پی دانت میں کسی کو باقی نہ کیا
 غرض اسی طرح سی لاکھ آدمی سے زیادہ فغفور کا مارا گیا لیکن سرکشوں کا سر نہ جبکا آخر کو ہر صوبہ
 سے تنگ ہو کر کین لنگ نے اپنے ایک سی کو ظاہر فوج دیکر بھیجی لیکن خفیہ حکم ضمیمہ کو زراشی
 قابو میں کر لیا دیا قصہ اسے جا کر جب وپیہ ڈرلیہ سی باغیوں کے آپس میں نزاع ڈلوادی
 تب ہی مرادلی سنہ ۷۹۲ء میں ختا اور نیپال سے لڑائی ہوئی اور نیا اوسکی یونج ہی کہ جب
 لا مار کا انتقال پچھین میں چپکے ہوا جیسا کہ مذکور ہو اسی تبت کے سرداروں سے ایک شخص
 نے دولت کثیر لیکر نیپال میں رہنا اختیار کیا غرض اوسکا مال و اموال دیکھ کر نیپالیوں کو
 لالچ جو ہوا اودھون تبت میں جاشو لامیو کا شہر ملکیتوں چھین لیا اور لا مار کی خانقاہ کو ٹوٹا
 اور برباد کیا اور سونے کی اینٹیں جو صدر مسجد میں گھین تھیں سب اوسکا شکر لیکے اس غارتگری
 کی فریاد دلائی لا مار اور پچھین لا مار دونوں کی فغفور کے پاس کی اور اوس کی چاہی پہلے
 کین لنگ کو تامل تھا لیکن ثانیاً جب اتھہ گرویدگی اودھون نے عرضی کی ختا سے فوج قابو
 گئی اور گورکھوں کو کئی شکست متواتر دی اور اس قدر اودھون کو تامل ہو گیا کہ بالکل نیا اودھون
 واپس آیا اور طوق اطاعت گلے میں ڈالا اور تبت کے لوگ زیادہ تر با بعد ارمون چھین
 فغفور کی موی جب کین لنگ کو آٹھ برس تخت پر بیٹھے ہوا ولندنیون اور ڈگر نیون سے

منبار کبادی کے بہانے سے خدائیں سفیر پہنچا اور اسی وسیعہ کی حید اور کا حصول تم کو کیا
 قنفذ اور نکلے ساتھ بہت اچھی طرح پیش یا طاهر خاطر داری جیسا کہ چاہیے اوسنے کی اور اپنی
 طرف سے یہی تحفہ پہنچا لیکن جو اصل مقصد سفیروں کا تھا اوس امر میں اونکو مایوس بہرہ دیا گیا
 اسکا حال دوسری تقریر میں مذکور ہے بقدر اسکے چونکہ اوسکے جلوس کا ساٹھ لاکھ ہر سو تمام ہوا اور ملک کے پورے
 کی دعوت دوبارہ اوی طرح پر کی جیسا کہ دس برس پیش کر چکا تھا اپنی خوشی سے تارک الدیوار
 اور بخت اپنے بیٹے کی کنگدے دیکر عبادت میں مشغول ہوا اور تین برس کے بعد اٹھاسی برس کی عمر
 میں انتقال کیا حالانکہ کیرانگ کو رانی بھائی سے شوہر تھا لیکن خود میدان جنگ میں گیا
 غرض تیسرے ریاست میں بڑا وزیر اندیشی اور مہر فہمی میں یکتا عصر اور فاضل متجرب تھا اور شاعر چاب
 اور منشی خاصہ و محنت کش اتنا کہ ایسی وسیع مملکت کے تمام کا خدات کو خود دیکھتا تھا اور اکثر
 حکم اپنے ہاتھ سے لکھتا تھا جو صفین بادشاہ کو چاہیے سب اوس میں بہتیں لیکن سنگدل
 کینہ کش ایسا تھا کہ اہل در و اوپر بفرزین بھیجے گئے اور رباب تاریخ انوس کر نیے کہ سلطان
 بیٹے عیسیٰ کی جہت سے ممتاز ہوتا اور مرتبہ گرامی رکھتا اگر نفسانیت کا پردہ عدل انصاف
 وقت اوسکی آنکھوں پر عین منہ پڑنے جاتا اور رحم و کرم کے مانع ہوتا اپنے قائم مقام کا کینگ
 کو قنفذ نے سب بیٹوں سی بہتر سمجھ کر تخت پر بٹھایا تھا لیکن وہ مجبور اور کم عقل اور احمق
 ہوا اور کم بخت ہی ایسا نکلا کہ عہد جلوس سے مرگ تک مملکت میں برابر بٹوا اور پل جل
 اور بے انتظامی رہی اور بجز سنگدلی کے باپ کی کوئی بات اوس میں نہیں پائی گئی
 کین لنگ کے سے عاقل و دردم شانس شخص سے تعجب ہی کہ ایسی غلطی صریح صاحب
 ریاست کی تجویز میں اوسنے کی غرض ہوا جس کے کوئی دوسری وجہ ایسی چوک کی عقل کے
 نزدیک قرار نہیں پاتی اس لئے کہ اور بیٹوں سے جھوٹا اور بچی بچی شیخ اور بد فتنہ معلوم
 ہوتا تھا سنہ ۸۰۳ھ میں کین لنگ کے گئی بیٹے جو تخت نشینی سے نابوس کے گئے تھے اور
 امرا و قنفذ حال کے شائے ہوئے تھے سب اوسکے قتل میں ہمدستی کر رہے تھے کہ

کسی جبردار نے فقور کے گوش گزار کر دیا فقور چیکار باگرا لیا بند و بست کیا کہ درمزد ہو کر
جب سب جمع ہونے دفعہ لکڑے گئے اور انواع طرح کی اذیتوں میں موت تک پہنچے کوئی کھو گیا
پر ہونا گیا کوئی تیل میں تال گیا کوئی قیمتی ہو کوئی دار پر کینچا گیا کوئی تختوں میں کسا گیا اور
مال اور ملک اون لوگوں کا ضبط ہوا اور کئی املائے فقور فقط دو لقمہ ہونے سب سے
اسی سازش کی فریب میں ماری گئے اور اونکا گھر و دروازہ دھینے کی تلاش میں کھو گیا
غرض فقور روپیہ اس ظلم سے اس کے ہاتھ آیا اسکا ڈیوڑھا اس طرح سے خرچ ہوا کہ فقور نے
بلوایوں کے مقابلہ کرنا مفید نہ سمجھ کر ریاستی سے مسندوں کو فساد فتنہ انگیزی سے اڑھا
ایام ہل چل یا بلای انتظامی میں سمندر نے دیکھتے ہی ہمیشہ خا کو ستایا ہی اور فقور کنگ
کو جب اون لوگوں کی شب و روز محمور اور عیش میں ڈوبا اور ریاست سے غافل دیکھا فتنہ
اپنا زور پڑھایا اور جب وہاں امیر البحر بہادر اور بدر معز فل ہوا اور فقور نے خوشامدیوں کی
صلاح سے ایک شخص نا تجربہ کار اور وہی مزاج کو مستقر کیا تو کیتوں نے ہزار جابر بڑے اور اٹھیں
چھوٹے اور کوئی ساٹھ ہزار سپاہ جمع کر کے لوٹ و باراج اور انواع طرح کا ظلم و ستم فقور کی ریاست
اور ملکی سودا گروں پر کرنا شروع کیا اونکی جبر کی چھتہ تین تین اور ہر ایک میں ایک ناٹ
سردار کل کی طرف سے رہتا تھا نام اس سردار کا چنگ ہی تھا اور بڑے دل و دماغ کا شخص
تھا اور مثل اس ذکیت کی جسے تاتار کی اوائل حملہ داری میں اراکین دولت کو ستایا اور قاضیہ
تنگ کیا اس ذکیت کا بھی قصد تاتاروں کو ختا سے نکال دینا تھا اور کیا گینگ کے لیے
فقور کے سر سے تاج شاہی اوتار لینا چنگ ہی کے دماغ و گردے کے آدمی کو محال تھا
اور اگر زیادہ جینا تو ترب قیاس کے ہی کہ مراد دل کو اگر نہ پانا پھر بھی سرکار کو ایسا عاجز کرنا
کہ اپنے حق میں جو چاہتا قبول کر دیتا غرض اسکی تدبیر و کھال فتنہ اسرا کی صفحہ نے ہوا
کیا جب کہ ایک روز ناگمان سمندر میں گر کے ڈوب گیا گرا دسکے مرنے سے دیکھتے ہی
میں مگر بجز کچھ نہوا کو نہ ملے اسکی نی نی قائم مقام ہوئی اور ایسی عاقلہ تھی کہ سترہ کے شب بوجھ

اوسکی حکومت کا اقبال خوشی سے کیا اور اپنے کو آگے سے زیادہ مابعد سمجھا اپنی بھر
 میں کمی قانون کو اوس نے اجرا کیا اور اس باعث سے ایسا انتظام ڈکیتوں میں تھا
 جو کہ فقروں کی ملکیت میں نہ تھا چنانچہ ایک دستور اوس نے یہ نکالا کہ جب اپنی بھر کی کسی تقسیم کے
 جہاز آجینی سوداگر کے جہاز کو سمندر میں دکا اور اوس سے سبزی محصول لیا تو سوداگر کو ایک پڑ
 اوس عورت کا دستخط دیا جاتا تھا تاکہ بھر کے اور جہاز ناگر ملین اور اوس کے افسر خزانہ طلب کریں تو
 اوس کا ہندو کی وسیلے سے اوس کو رہائی ملی اور بندہ ترک اون لوگوں کے ہاتھ سے ستلایا جاتا تھا قانون غیر
 سوداگروں کی کسی تالیکن ختانی تاجروں کی اون لوگوں سے بندہ دست کر کے ہر جہاز کی آمد و شد میں
 کر دیا تھا اس سبب سے اوس کے مال پر دست اندازی نہیں ہوتی تھی سو اس انصاف کی حکم تھا
 کہ چونکہ عداوت فقط تاجروں سے تھی ختا یون سے برسا اور جنگ کا سامان اور سبب بول لینا اور
 نرخ کے موافق دام و بیلازم تھا اسی طرح کے کمی قانون سے رعایا بھی خوش تھی اور کائنات کے
 شہرین سب بڑے سوداگر ڈکیتوں کو خفیہ ہر طرح کا سر انجام پونچھتے تھے غرض بندہ دست اس
 درہائی ریاست کا علی الخصوص جب جنگ ہی کی لی لی سردار ہوئی ایسا خوب تھا اور اس کا
 اور جنگ کا سلیقہ اس طرح پر اوس عورت نے درست رکھا کہ فقروں کی جو بھراں لڑنے آئی شکست
 پائی جب صوبہ کا نشان کے ناظم نے دیکھا کہ اون سے مقابلہ محال ہی اوس کے حکم کیا کہ کوئی جہاز
 چڑھا یا بڑا تھا کسی بندہ سے لکھنے نہ پاؤ اور کسی سبب سے لکھنے اور بڑا کچھ تدبیر سے
 بندہ کرنے کی صوبہ دار ٹھہرائی کیونکہ جاسوسوں نے بھراں کی مٹی کہ سوداگروں کی سازش سے
 اسباب جنگ اور ماکولات اور مشروبات ڈکیتوں کو ملتا ہی غرض اون لوگوں نے اس تدبیر
 کا جواب یون دیا کہ کنارے کے شہروں کو لوٹنا اور جلانا شروع کیا اور جب کسی جگہ پر
 تاخت کرتے تو ہزاروں تاجروں کی بادی اقتدار جو پاؤں گزار کر کے لے جاتی اور جب تک اوس کے
 اقربا مبلغ کثیر دیکے بھڑوے مفید کہتے تھے القصبہ ڈکیتوں کا اقبال اپنی حد کو پہنچا اس
 دوسرے دن میں قصبہ اور خوزیزی ہوئی اور اون دونوں میں سے وہ شخص جو کہ اپنے کو مجرم جانتا

تھا سردار کے خوف ہی بہا گیا کیونکہ اسے افسوس تھا کہ کینکا کو قتل کرتی تھی اور آپس کی لڑائی کے ٹرسے کو خوب بچا پانی بتی غرض جب آٹھ ہزار سپاہ لیکر وہ مجرم سردار فقوز کے محل کو جا ملا اور عہدہ اوسکو سرکار کی امیر البحری کا عطا ہوا چنگ ہی کی نی لی بھی کہ دیکھتوں کی ساعت بگڑی اور ایک قسمت کا ستارہ اقبال کے گھر سے نکلا اور خند زوال میں اخل ہوا یہ سب سچ کو اوس نے پیغام صلح کا فقوز کی پسین ہوا اور خند شرطط جواس میں مریج تھے جب قبول ہو جنگ نہی ہاتھ لہنچا عورتیں ختامین مدبر اور ازیکہ زیرک ہوئے ہیں لیکن اس عورت عالی شان اور ستم جرات اور راسخ فطرت کے آگے کوئی بجز قلاخان کی نی لی کے آنکھ پر نہیں جڑ سکتی اور یاد رکھنے کی بات ہے کہ ستر ہزار فکیت پر بھیہ قادر تھی یعنی اون کو کون پر جو کہ نہ ایمان نہ اور نہ خدا سے ڈرتے تھے جو کہ خوزیری کو ہولی کہلنی جاتے تھے اور طبع کی پرستش کرتے تھے جب دیکھتوں اس طرح صلح ہوئی اور خند کی آگ سمندر سے بھی دوسری طرف فساد کا تخم بویا گیا اور قریب تھا کہ خود بدولت کا قصہ فیصلہ ہوا اور جہاں سے آنکھ جواب ملے چنانچہ سنہ ۱۱۳۴ھ میں پیچیلی اور ہوان اور شان ٹانگہ کے صوبوں میں کئی گروہ چوٹوں کے پیدا ہوئے اور لوٹ و تاراج کرنے لگے اور آپس میں اونکے ایسا اتفاق تھا کہ ایک سردار کا حکم سب کے واسطے کافی متاع غرض جو طائفہ صوبہ پیچیلی کے ویران کرنے میں مشغول تھا دفعہً انہوں نے فقوز کے دولٹخانے پر حملہ کیا اور اگر اوس وقت شاہزادہ عالی تبار جواب فقوز پہنچی اور چند گنہار جان ننداری پر موجود ہوتے اور فقوز کے تن اور ڈاکو کے آہن کے درمیان اپنی جان کو نڈال دیتے تو میان کیا کینک کے نامہ اعمال کے ساتھ اوسی روز تمام شدہ لکھا جاتا غرض چند شخصوں کی بہادری علی الخصوص ولیمہ کی دلیری نے بچا لیا اور فقوز نے سبکو جاگیر اور منصب دیا اور اوس شاہزادے کو ولیمہ فرمایا اور باپ کا قائم مقام وہی ہوا چنانچہ اس وقت تخت پر وہی موجود ہی القصہ جب مسندوں کے ہاتھ فقوز نہ آیا اور قضیہ بالکس ہو گیا بلو اوجوانوں کے

باعث سے جوئے والا تھا موقوف رہا اور چند دیکھتوں کی گرفتاری جب ہوئی اور کئی
 سے نقشیش کی گئی تو اقربا و پادشاہ سے دو شخص پر سازش ثابت ہوئی اور انکی ہلاکت
 جس طور سے وقوع میں آئی اور دوسرے سرکشوں کی جو نوبت کی گئی اور انکی بیاں
 جو کہ یہی حاصل ہو گیا کہ اہل زکوٰۃ صدمہ پوشی کے اس لحاظ سے ناگفتہ بہ سنہ ۸۱۰ھ
 میں ایسی فطرت سالی ہوئی کہ اناج کی صورت مفقود ہو گئی اور ہر چند غنموں نے بعض شہنشاہ و قدیم
 کے موافق گریہ و زاری و روزہ و نماز اختیار کیا اور اپنے بیٹوں اور وزیروں کو ہتھکڑی
 میں مست مانی اور زاری کرنے کو بھیجا لیکن مراد بدینہاد کی درگاہ حق سبحانہ تعالیٰ سے
 کب ملتی ہے جو اوس اندھی کافر کو پہرہوں سی حاصل ہوئی تو من جب خداوند کریم کی مہربانی ہوئی اور
 سزا و سزا کی بندوں کو مل چکی وہ بات آپ سے آپ مٹ گئی چند روز کے بعد ین ناں اور
 سی چوہن میں کے صوبوں میں ایسا بلو اہوا کہ غنموں کا کوئی سپہ سالار سرکشوں سے عہدہ برا
 نہو سکا آخر شہ زرباشی سے فتنہ برپا ہونے پایا حاصل کلام جب تک کہ وہ کم نعت جیا ایک نہ
 ایک فساد ہمیشہ رہا اور عجب طرح کا بد پیرا تھا کہ بچ و عمن اپنے ساتھ لایا اور برابر اپنے سائیدہ بوم خصال
 سے متعلق رکھا اور جب مر گیا اس ہوا سنہ ۸۲۰ھ کیسی میں اوسنے انتقال کیا اور ولی عہد منتخب
 تاو کو انکے تخت پر بیٹھا اور چونکہ ہنوز وہ زندہ ہے زیادہ حال اوسکا معلوم نہیں کیونکہ
 دستور ہے کہ خاکی بادشاہ ہون کا احوال تصریح کے ساتھ انکی حیات میں نہیں معلوم
 ہوتا مگر جو کچھ کہ ایک نہ ایک زلیخہ سے راقم نے ہم دیکھا یا اسی خصوص جو کہ اوس لڑائی
 کی جہت سے ظاہر ہوا جو مہاراجہ گریز سے سنہ ۸۴۰ھ کیسی میں شروع ہوئی جسکا بیان
 دوسرے دفتر میں مندرج ہے اوس سے اسی قدر معلوم ہے کہ اس غنموں کے چند روز
 تخت نشین ہونے کے بعد بخار آخر دین جب کہ کنگ لنگ کی فتح کر کے داخل مشاغل
 سلطنت کیا تھا بلو اسی عام ہوا اور کئی برس کے بعد باغیوں پر فتح کامل ہوئی اور ہر
 صلح ہوتی ہی قوم سیاہی کو ہستائیں نے کہ بسکا حال تیسرے دفتر میں پایا جاوے گا

دفعہ چارون سے اتر کے ایسی یورش کی کہ چار شہر ختائی پر دغیاب ہوئی تب
 کان تان کے صوبہ دار کو حکم ملا کہ جادوے اور سرکشوں کو نیست و نابود کرے غرض
 ختائی لشکر مقابلے میں فتح مند ہوا اور ناظم معزول اور ذلیل کیا گیا بعد اوسکے صوبہ دار
 ہونان نے جو دایک لائی فتح کی بڑی سرفرازی اوسے ہوئی غرض بابا نیمہ کہ تہستان
 نے لوٹ و تاراج اور خون ریزی کر کے ختائیوں کو سخت عاجز کیا اور یہ حال جبکہ
 مغور نے زریا پشی کر کے اون لوگوں سے صلح کی سنہ ۸۳۸ عیسوی میں یہ بات موقع
 میں آئی اور مغور نے اوسکو فتح اور باغیوں کی پائمالی قرار دی حالانکہ اگر اون لوگوں
 سے بندوبست رہیہ دیکر کیا جاتا اور انگریز کی لائی کے وقت یہ کہہستانی بناوت
 میں مستقل رہتے تو بڑا بچ پڑتا اور دونوں طرف کے حملوں میں تحت مغوری اور
 غرض خیر ہوئی کہ اوس طرف فتنہ کی آگ پہلے بجھ چکی تھی تب و ازل سنہ ۸۴۰ میں جب
 درمیان ممالک چین اور انگلستان کے شروع ہوئی جسکا حال آگے کہلے گا انشاء اللہ

دفتر اول جلد دوم تمام ہوا

مقدمه و تاریخ ممالک



جس طرح سے اور بہت سے امروں میں ختل کے دستور اور ملکوں کی رسم سے علمدار ہیں تجارت کے باب میں بھی علیٰ ہذا القیاس فرق ہے چنانچہ سب جگہ خصوصاً فرنگستان میں یہ رواج قدیم سے ہو کہ جس ملک کی جو چیز کثرت سے ہوتی ہے وہ اور ملک کے اس جنس سے عوض کی جاتی ہے جسکی ضرورت اپنے مہمان عدم تولید یا قلت پیدائش کے سبب سے پیش آتی ہے اس رسم سے طرفین کو فائدے بہت حاصل ہیں اور اجناس کے مبادلے اور عوض و معاوضے کو خداوند تعالیٰ نے ذریعہ قوام انسان کے ایسی موافقت کا قرار دیا ہے اگرچہ اس طرح کے سابقے میں کچھ نقصان بھی مقصور ہے کیونکہ ہر امر دنیاوی میں سبب و راحت اور ضرر و نفع کا ساتھ نہیں چھوڑنا عرض وہ خسارہ ایسا نہیں ہے کہ اوسکے بچنے کے واسطے تجارت کے فائدے ہاتھ سے جاویں چنانچہ ہر ملکوں سے دوستی اور راہ و رسم کا ہونا اور ہر جگہ کی بہتر باتوں کا اخذ کرنا ذریعہ انسانیت حاصل کرنے کا ہے اور چونکہ فائیت آدمیت کی یہی ہے کہ ہر طرح کے فضائل کا کسب کیا جاوے یہ وہ دست و پا کا لینے کے سوائے اپنی قوم کے کسی سے راہ و رسم پوشیدہ تجارت نہ پیدا کی جاوے بیشک برا ہے اور ظاہر اور وجہ اس ممانعت کی یہی ہے کہ غیروں کو کسی طرح سے اپنے ملک میں دخل دینا موجب قباحت کا ہو سکتا ہے یہ خوف

افراط مال اندیشی سے پیدا ہے اور چونکہ افراط غلبہ کی بھی بد ہے یہ زیادتی خدائی حکما کی خیر اندیشی کی متبدل ساتھ اپنے ہی نقصان کے واقع ہوئی ہے بادی النظر میں یہ مال اندیشی بستر معلوم ہوئی ہے لیکن غور کرنے سے ویسی ہی خامی عقل کی اس میں پائی جاتی ہے جیسا کہ اوس شخص کے طریق میں جو شب کے آرام کرنے میں خوف کر کے کہے کہ ایسا نہ ہو کہ اسی خواب میں بستر مرگ آرام کروں گا کہ سر تکیے پر نہ ہر دن اور اس راحت سے باز آؤں اور کسی کا حال سنتے ہی کہہ دیتے ہیں اٹھ کر کھانے کے جو گرا اور ویسے ہی رہ گیا تو فوراً بیٹھ جاوے اور کہے کہ میں ہرگز قدم اٹھانے کا نہیں دیکھو غلاما راہ چلتے مر گیا اگرچہ مشابہت ایک عظیم الشان سلطنت و ایک مردخام خیال بڑھت کے درمیان بادی النظر میں درست نہیں لیکن محکم کی آنکھ میں ایسا فرق نہیں ہے جیسا کہ ظاہر میں لوگوں کو معلوم ہوتا ہے کیونکہ جب ملک وہی شہر ہے جس میں بہت سے شخص ایک جامع ہوتے اور ایک وضع کی راہ و رسم پہ چلتے ہیں اور چونکہ دستورات و روئے ہر دیار نوع انسان کے مقاصد اور عادات و حرکات پر مبنی ہوتے ہیں تو اکثر یہ نہیں ہوتا ہے کہ جو امور خلاف عقل کے کسی فرد انسان ملاحظہ ہو گئے وہی سب ملک کے لیے بھی باعتبار اوس کے جمع افراد ہونے کے نامناسب سمجھے جائیں گے اور اسی جہت سے تہذیب نفس کو حکمانے بنیاد تدبیر منازل اور حکمت سیاست میں قرار دیا ہے غرض اس تقریر کے طویل میں بڑی وسعت ہے لیکن اتنا ہی مختصر کرنا چاہیے کہ یہی حماقت اوس شخص کے خوف میں پائی جاتی ہے جس کا حال مثیلاً بیان ہوا ویسی ہی بے وقوفی اس خوف سے بھی ظاہر ہے کہ اگر اغیار سے دوستی کی جاوے تو ایسا نہ ہو کہ دشمن ہو کر ملک چھین لیں اور افسوس اغیار کو اپنے ملک میں آنے نہ دینے اور حرکات ناشائستہ سے اونکی ہمیشہ کی آبدورفت کو ناگوار کرنے کے لیے خدائی ایسی پوچ اور چھوٹی حرکتیں کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص انکے تمام حالات سے آگاہ نہ ہو تو اسے اور فقط اوصاف حرکتوں کا احوال سننے تو یہ سمجھے کہ پڑھ نہیں پڑھتا زیادہ دباؤنا آشنا اور بی رحم اور تلو طبع کوئی نہیں ہو اور چونکہ اہل فرنگ کی گولہ اندازی سے نہایت خائف ہیں تو یہ ہر وقت ڈرتے رہتے ہیں کہ تجارت کے وسیلے سے ملک چھین لیں

اور چونکہ ہندوستان کی تاریخ سے واقف نہیں ہیں باعتبار طابہر کہتے ہیں کہ ہند کی طرح چین کو بھی
انگریز تجارت کے ذریعے سے قبضہ کر لیونینگے حالانکہ حقیقت حال سے واقف ہوتے تو بخوبی دیکھتے
کہ بلاسی کی لڑائی سے حسین لارڈ کلیو بہادر نے نواب بنگالہ سراج الدولہ بدکر داریو خواہ فرج پائی
تا بھنگ گجرات جو فساد میں واقع ہوئی اور جسکے سبب سے پنجاب کا ملک سلطنت انگریزی میں
کیا گیا ایک لڑائی ایسی اتنے عرصے میں نہیں ہوئی ہے جسکے سبب سے انگریزوں پر اعتراض ختم
یا یورش یا قصد و ارادہ غضب ملک کا وارد ہو سکتا ہے الغرض ان امور میں سے لاعلمی نے خدائیوں
کے ذہن میں اس خیال خام کو پیدا کیا اور اویسکے باعث وہ جنگ ہوئی جسکا عہد نامہ شہزادان کین
میں لکھا گیا غرض قبل اسکا احوال لکھنے کے مناسب ہے کہ اور اقوام فرنگ سے جو تجارت اہل ختا
سے ہوئی ہے معروض تحریر میں آوے + پرتگیزی قوم فرنگستانی سلسلہ ایسی میں
افریقہ کی طرف سے سمندر کو طے کر کے جزیرہ ملابار میں پونہچے اور جب
بندر ملاکا اونکے ہاتھ آیا اور کئی ختائی جن کو وہاں تجارت کرتے اور بخون
نے دیکھا دل اور خواہاں کہ ملک ختامین جسکا حال کچھ سنگا گیا تھا وہاں جانیے اور تجارت کیجے
تب ایک شخص بنام اسٹرافل پریزٹر آئے ۱۷۱۱ء میں ختائی سرحد پر آیا اور جب اسنے مال بھجایا
خاطر خواہ بچا اور راہ گھاٹ دریافت کیا اور جو کچھ دیکھنے بھالنے کا تھا دیکھ بھال لیا وہ پھرا
اور جب اپنے گروہ میں آیا سارا احوال سنا کر اوں سب کو تعجب میں ڈالا فوراً طمع کی آگ بھڑکی اور غم
جہاز اور سپاہ اور کئی ذی رتبہ شخصوں کو او بخون نے بھیجا کہ عہد و پیمان خدائیوں سے کوین
اور تجارت کی بنا ڈالیں جب پونہچے پہلے کچھ فساد ہوئے والا تھا اور خدائیوں نے قصد اوں
بھون کے مار ڈالنے کا کیا لیکن پرتگیزیوں نے روپیہ صرف کیا اور کدورت کی گرد کو زربا
کے آب سے دبا دیا غرض اسطرح کا طور بہت دن تک رہا کہ ختائی سب جب اسکے معاملے
کو بھگڑنے پر مستعد ہوئے تھے وہ لوگ روپے کی مدد سے بنالیتے تھے آؤ بھگڑا ہوا
انکی مقصد برائے کو تھی اور چین تک پریزٹر آؤ پونہچا تھا کہ قضا کر دیا گئے کا بادشاہ

فغفور کے حضور میں آیا اور ہدیہ اور تحفہ پیش کیا اور اپنے کو رعیت قرار دے کر نالش کی کہ اہل پرتگیز
 نے اس کو بے تاج و تخت کیا اور ملک چھین لیا اس خبر کے سنتے ہی فغفور برہم ہوا اور وکیل
 پرتگیز کو دار السلطنت سے ساتھ ذلت کے نکال دیا بلکہ کہتے ہیں کہ کانٹان کی طرف قید شدہ
 میں ڈال کے روانہ کیا اور اس کی معرفت پرتگیزوں کو کہلا بھیجا کہ اگر تم سب فرمان پاتے ہو
 ملا کے کھلم خالی نہیں کرو گے تم سبھوں پر غضب نازل ہوگا جب تک کہ یہ بیان پورے
 پرتگیز سب جو جہاز پر تھے اور ختائیوں سے جو بڑی توغوب ہی لڑائی اور خون ریزی ہوئی تھی
 خبر جب پہنچی تو وکیل اور او اسکے ساتھی سب مارے گئے دوسرے سال جب پرتگیزوں کے
 اور جہاز آئے ختائیوں نے بہت سے پٹر ہنداروں کو شب خون مارا اور اس کے بعد تجارت
 کی راہ چندے مسدود رہی لیکن چونکہ سرکار خا اور علی الخصوص صوبہ دار کانٹان کو فائدہ عظیم پرتگیزوں
 کی تجارت سے تھا اس لیے جب وہ بہت پھر اس امید سے آئے کہ کانٹان کی ایک
 مانڈین نے بہت سی رشتہ داری اور صوبہ دار سے اجازت تجارت کی دہرائی اور بیوقت مکاؤ
 کے شہر کی بنیاد پر ہی چند دن میں اس جگہ کی صورت بدل گئی لیکن میننگ چو اور میننگ پو
 میں جو ان کی کوٹھیاں تجارت کی تھیں ان کو ختائیوں نے بند کر دیا اور پرتگیزوں کو وہاں سے نکال
 باہر کیا اور باعث اس کا یہ تھا کہ جب ختائی ان کو تلاتے تھے پرتگیز جھنجھلا تے تھے اور چونکہ صبا
 ظرف نہ تھے کیونکہ پرتگیز کے جتنے چور چکار بھگیر و را نہ درگاہ تھے سب جہازوں پر یہاں آتے
 اور زیادتی کرتے تھے اور مال اندیشی جو کچھ تھی ذری سہی بات میں لڑ پڑتے تھے بغض منونہ
 نے ختائیوں کو برا بھلا بہت سا کچھ کہا ہے کہ یہ سب انگریزوں کے ساتھ خواہ مخواہ بھی نہیں
 رکھتے ہیں فی الواقع یہ درست ہے اور راقم بھی اسی باب میں نغزین کرتا ہے لیکن اگر نظر علت
 غور کیجیے کہ پہلے قوم فرنگستانین کی جس سے سابقہ اسے ہوا اس نے کیا سلوک کیا تو نصافا
 یہی کہنا ہوگا کہ ان کے دل میں جب وہ بات پڑی وہی ہی رہ گئی اور پرتگیزوں کی بدولت ختائیوں
 نے سب فرنگوں کو بد سمجھا القصد سوا مکاؤ کے کسی جگہ پر نہ رہنے اور سوا کانٹان کے کہیں پر

تجارت کے لیے جانے نہیں پائے تھے اور سکھائے گئے بھی اور کوئی سب چین سے رہنے
 نہیں دیتے تھے اور ڈانڈا اور جہانہ اور رشوت و شکیش لیتے لیتے اور گالیان اور وکی سناٹے
 سناٹے دم ناک پراؤتہ نہیں جتنا کان پراؤتہ لاتے تھے اور پرتگیزی تھے کہ اونھوں نے
 بہت سب ولتین اور ٹھائیں اور فائدے کے تصور میں برداشت کی کہ چونکہ سواہے خٹا کی سوداگری
 کے جاپان کے جزیرے میں انکی بی بیہ فروخت تھی کہ سال بھر میں سوداگر امیر ہو جاتا تھا اس
 جہت سے زیادہ لالچ پرتگیزیوں کو تھا کہ سکھائے گئے رہیں اور خٹائیوں کی صلواتیں سنیں اور پانچ
 کی گالی سمجھ کر تجارت کی کہ جب سن ۱۶۰۰ء میں جاپان کے پادشاہ نے عیسائی مذہب کو
 پر جاد کیا اور اس ملت کے بہت سے آدمیوں کو مارا اور باقی کو نکال دیا اور اسکا دوبارہ آگاہ
 کیا پرتگیزیوں کی تجارت بہت کم اور مدھم ہو گئی اس عرصے میں ولندیز اور پرتگیزیوں سے فرنگستان
 میں ایسی بگڑی کہ ولندیز جو ہندوستان میں تجارت میں مشغول اور نہایت ترقی تھے اونھوں
 پرتگیزیوں کی تمام املاک چھین لینے اور تجارت کو بند کرنے کا قصد کیا اور پندرہ جہاز لیکر سکاو کو
 فتح کرنے کو آئے لیکن جلدی اور بے تدبیری ایسی اونھوں نے کی کہ شکست کھائی اور
 کانٹان میں دو چار جہاز نے جا کر تجارت شروع کی اور انکے ساتھ چونکہ چند جہاز انگریز کے
 بھی تھے پرتگیزیوں کی تجارت میں اور بھی کمی آئی جو وقت کا ان ہی فغفور ہوا و نوکیٹنگ
 کے صوبے میں وکیتوں نے بہت تنگ کیا اور سوقت سکاو قریب تھا کہ ویران ہو جائے
 کیونکہ فرمان یہ جاری ہوا کہ کوئی شخص سمندر کے کنارے نہ رہے اور اپنا گھر دوبارہ اوچار ڈالے
 اور کنارے سے فاصلہ پر آباد کرے جیسا کہ اسی جلد کے صفحہ ۱۵۹ میں بیان ہوا ہے
 تب ایک عیسائی پادری نے التجا کر کے سکاو کو اور اس فرمان سے خارج کر دیا پندرہ
 میں پرتگیزیوں نے چھ جنگی جہاز اپنی طرف سے فغفور کی بحر میں داخل اور سمندری وکیتوں کو
 نیست و نابود کیا اور اس مدد کے لیے اسی جزائر میں اوکلوٹی لیکن علاوہ اسکے جواکر کیا
 تھا طور میں نہ آیا القصد اسیلو پرتگیزیوں نے خٹائیوں سے تجارت کی اور اب سولے سکاو

کے کانسٹنٹین میں بھی اونکی کوٹھیاں ہیں لیکن تجارت اونکی برائے نام ہے اور فقور سے ایسے خافیت میں کہ حال میں جب ڈرائی ورمیان انگریز اور ختائی کے ہوی کانسٹنٹ کے ناظم نے حکم نکاؤ کو حکم دیا کہ انگریزوں کو اپنی حد حکومت میں پہنچنے سے چھانچا اوس فرمطابق اوسکے جمیع اہل انگلستان کو غرضت کیا فقط +

دوسرا باب

سلسلہ مسیحی میں ولندیزی کی قوم کو ٹبرا اوج ہوا بیان تک کہ انگلستان سے جب ڈرائی ہوئی انکو نے ہر جنگ جباری میں اس بہادری اور تدبیر کے ساتھ ڈرائی کی کہ شکست اگرچہ پیشہ کھائی لیکن خود دشمنوں نے اونکی تعریف کی غرض یہ لوگ جب اسپانیول کی اطاعت سے گردن کش اور خود مختار ہوئے انکے سودا گردن کو ضرورت ہوئی کہ اسپانیول کے بندروں سے تجارت موقوف کیجیے اور غیر ملکیوں کی طرف جائیے اوسوقت ایک شخص بنام ہٹ مان انکے بیان تھا اور چونکہ اوسے پرتگیزیوں کی نوکری کی تھی اور ملک مشرق اور بحر مشرق کی تجارت سے آگاہ تھا چند بنا اوسکے سپرد کیے گئے اور اوسنے مشرق کے ٹاپوڈون میں انگریز تجارت کی اور جاپان کے جزیرے پر شہر بانٹم میں کوٹھی بنائی اوسکے بعد جب ولندیز ہندوستان میں پونچے اونھوں نے سلسلہ مسیحی میں تین جاز ختا میں تجارت کے لیے بھیجے غرض ولندیز کے موسی میگوں اور چشم ازرق دیکھل ختائی گھبرائے اور لوگوں سے پوچھا کہ یہ غول کہاں سے آئے تب پرتگیزیوں نے شوشہ چھوڑا کہ یہ وحشی بائی کوکت ہیں چنانچہ لفظ ولندیز اور کوکت کو متراوف المعنی سمجھا چاہیے اور اوسکے ساتھ کاروبار کرنا اور ٹوبا جانا لازم و ملزوم ہے یہ سنکر ختائیوں نے اوسکے جہازوں کو پھیر دیا غرض سلسلہ ۱۶۲۲ سال میں جب ولندیز کی مینا دہندوستان میں مضبوط ہوئی ایک سحر اونھوں نے ختائی طرف روانہ کی اور حکم دیا کہ اگر تجارت کرنیکی اجازت میٹھے منہ سے ملے تو خیر ورنہ جس طرح بنے اس امر کو تاہم براؤ پچھا اوسی دفعہ یہ آئے اور پرتگیزیوں سے خواہ مخواہ لڑے اور شکست کھا کر پھرے جبکہ حال باب سابق میں مذکور ہوا ہے غرض جب بیان سے مایوس پھر سے تو پتنگوں کے خیر ہے

کی طرف گئے جوا نوکینگ اور فارموسا کے درمیان واقع ہے اور قصد وہاں اپنی تجارت گاہ
 بنانے کا کہتے تھے اور بیشک یہ بات سہلاً حاصل ہوتی اگر قتائی ہر وقت اگلو نہ ستاتے القصد بہت
 خون و خرابی کے بعد یہ سب ایک جگہ پر قائم ہوئے اور خانیون سے بدلہ لینے لگے اور
 جتنے جہاز ان کے ولندیزی بستی کے سامنے سے گذر کرتے تھے پکڑے جاتے تھے اور جو کچھ جنس
 مال نکلتا ولندیز لوٹ لیتے تھے اور آدمیوں کو جبراً قتل و غلام بناتے تھے بعد چندے فارموسا
 کے جزیرے کو بھی انھوں نے دخل کیا اور ایک قلعہ بنام ذی لان ڈیا بنایا اور چونکہ کوئی پتہ
 کوس چین سے اور ایک سے پچانوے کوس جاپان سے یہ جگہ واقع تھی تجارت یہاں فتر
 چمکی اور ولندیز کے سوداگروں کی ترقی ہوئی کیونکہ قتائی تاجروہاں جانے اور خرید و فروخت کرنے
 لگے اور روز بروز ہر جگہ کے بے پناہ خلک کی چمکی کے لئے دانہ پانی کی تلاش میں یہاں
 آکر بود و باش اختیار کرنے لگے ذی لان ڈیا کا شہر وسیع ہوا مگر قلعے کو تنگی حاصل ہوئی کیونکہ
 بے مروت رہا اور ولندیز نے خانیون اور غیسے کے حملی باشندوں کو جبراً و بھارت و
 حوصلہ سمجھ کر روپیہ پیدا کرنے کے دہن میں مشغول سے اور پستے قلعے کے جملہ گے و سیپی
 دیے اس عرصے میں قوم تاتار نے خٹاک ملک پرورش کی اور مملکت ان کے ہاتھ آئی اور جبکہ
 خاطر خواہ ثروت حاصل ہوئی تو ایک زندگی قوم قتائی بنام چینگئی لنگ نوکر ولندیز کا اوس نے
 کیا کام کیا کہ سوئی دہر اور تلو اور پکڑ کے تاکا چھوڑ سلسلہ بہادروں کا تھا ہنا اور جتنے ہجوم اپنے اوس
 قلعہ میں ملے انھیں قبای بہادری اوس نے ہنائی اور تاتار کے نام کی دشمنی کی سو گندہ کھلا جہازوں
 پر سوار کیا اور تاتار کو بحر و کو لٹا چلا چنانچہ اسکا حال اسی جلد کی صفحہ ۱۵۲ میں منبج ہے +
 اوسکے بیٹے کا کزننگا نے بعد اوسکے ولندیز کو محاصرہ کیا چنانچہ بہت سی لڑائیاں ہوئیں
 اور ایک مہینہ کا کزننگا مارا گیا غرض آخر کار اوسکے بیٹے نے ان لوگوں کو فارموسا
 سے نکال کر باہر کیا القصد سیطرح سے ولندیز عرصے تک جو بے خانمان سے ہے کانٹان کی
 تجارت نہ کر سکے لیکن ۱۶۲۰ء میں ان کو بعد پری کو مشش اور خرچ کے وہاں کو بھیجنا

کی اجازت ملی اور سب جگہ چھوڑ کر فقط وہیں پر تجارت کرنے لگے اور انکی خرید و فروخت سب چمکی اس لیے کہ ولندیز کے برابر کوئی فرنگستانی قوم سوداگری میں نہ لاوری اور جفاکشی کم کرتی ہی غرض جب نیپولین بوناپارٹ شہنشاہ فرانس نے ولندیز کے ملک کو لایہ سیسی میں جیدین لیا اور ملک فرانس میں بطور صوبہ مفتوحہ کے داخل کیا تب ولندیز کی سوداگری کا نشان کے شہر میں چند روز موقوف ہی اور جب پھر اس میں امان ہوا اونھوں نے خفا کی تجارت کا سامان کیا اور چند جہازیں بھی لگا گیا وقت پھر اونکے ہاتھ نہ آیا اور تجارت اونکی مدغم ہوئی ویسی ہی رہ گئی اور اب برای نام ہے غرض اسنے اور خفائیوں سے پھر کبھی نہ بگڑی اور سب اوسکایہ ہی ہے کہ ہر طرح کی ذلت اونھوں نے گوارا کی فقط ۔

تیسرا باب

بیان میں تجارت درمیان اہل روس و اہل تارکے

ایام قدیم سے رستم تجارت کی درمیان ان دو ملکوں کے اکثر اوقات قائم رہی ہے اور ۱۷۷۵ء کے قبل یہ یہ طور تھا کہ روس کے سوداگر کے قافلے دارالاماتہ چین تک آتے تھے اور خرید و فروخت کرتے تھے اور پوسٹیں اور اکثر جانور کے چمڑے اور چیزیں لے آتے اور ریشم کے تھانے اور چائے وغیرہ سے عوض کرتے تھے غرض اوسی سال میں آرائی دونوں ملکوں میں سرحد دسوانہ کی تکرار سے جب شروع ہوئی تجارت موقوف ہو گئی اس جنگ کی بانیوں پڑی کہ جب باجو تاتار کا دور خفائیں ہوا ایک شخص بہادر شہت آزما سپاہی بچے نے نہ لایہ سیسی میں وشت سیدیز پاکے باشندوں کو بوسیا اپنی فوج کے جس میں ہر ملک مخصوص روس کے جلاتین بوسیا کوٹ کے بھوکے خون کے پیاسے شامل تھے فتح کیا اور اسید طرح سے رفتہ رفتہ تین برس کے عرصے میں سرحدیں ممالک چین اور ملک روس کی یہاں تک قریب پہنچیں کہ سوانے کی کراڑا شروع ہوئے غرض درباے سا کھیلن کے ممانے میں خود قلعے روس کے تھے اون میں سے ایک کو جب خفائیوں نے محاصرہ کیا شکست کھائی لیکن دوسرے کو فتح کر کے جتنے قلعے

اہل روس کے جمہور کے دریا پر واقع تھے سب کو سر کر کے تمام اہل قلعہ کو حاکموں نے
 قید کیا اور پچیس ہین بھجوا کر کو سفیر روٹنجر کو اس حد کے لیے بھیجا گیا اور مفتور کاں ہی نے
 دو عیسائی پادریوں کو فوج کے ساتھ گفتگو کرنے کے لیے ۱۶۸۹ء میں بھیجا کر دیا
 کہ چچی اور وہ قطار پہاڑوں کی جو دمان سے بحر مشرق تک واقع ہے دونوں ملکوں
 کی سرحدیں مقرر ہوں اور اس کے جنوب کے املاک متعلق چین اور شمالی کے قلم و روس
 کو سمجھ جائیں سو اس کے کئی اور شرطیں دوستی بڑھانے اور آپس کی راہ و رسم کی سہولت
 بخشنے کے لیے کیے بعد اسکے پھر تجارت دستور کے موافق شروع ہوئی
 ۱۶۹۲ء میں شہنشاہ روس جبکا نام پیٹر اور مفتور کاں ہی کا مہمصر تھا جس نے
 روس کے ملک کی سہیودی کی بناؤالی اور جسکی تعریف لکھنے کے لیے داستان میل
 چاہیے اس نے مفتور کے پاس سفیر بھیجا تاکہ روسیوں کو تجارت کرنے میں سہولت ہو
 لیکن خٹانی ایسے چالاک ہیں کہ اوہوں نے جب دیکھا کہ صرف سمور کی خواہش سے جو اونکی
 پوشاک کے لیے چاہیے روسیوں سے تجارت رکھنے کی حاجت ہوتی ہے اوہوں نے
 اقوام مغل کو اشارہ کر دیا کہ اس چیز کی تلاش اپنے دشت میں ایسی کریں کہ وہ حاجت باقی
 نہ رہے غرض اس طرح سے مصرف کے موافق چل ہونے کی امید جب نہ رہی راہ تجارت کی
 بند نہ ہوئی والا مسدود ہو جاتی کیونکہ یہ لوگ اخیار کو ملک میں کسی بہانے سے آنے دینے میں
 نہایت ناراض ہیں ۱۶۹۲ء میں دوبارہ اسی شہنشاہ روس نے سفیر بھیجا اور وہ پچیس ہین میں مقیم
 لیکن جو برس تک خٹانیوں نے روس کے تاجروں کو یہاں تک ستایا اور ذلیل کیا کہ اس سفیر کو
 اپنے خاوند کی طرف سے خٹانی وزیر اعظم کو سب حال سے مطلع کیا اور وہ جب نہایت کمزور
 سے پیش آیا بلکہ کہنے لگا کہ تم سب کج کی تاریخ سے یہاں آئے پناؤ گے اگر ضرورت تجارت
 کی ہے تو آئندہ دو شہروں میں جو سرحد پر واقع ہیں تم لوگ آیا کرو اور ہمارے ملک کے تاجر
 وہیں جاویں گے تب سفیر روس نے اپنے پادشاہ کو سارا ماجرا لکھ بھیجا اور خٹانیوں کے تکبر

اور کج خلقی کا حال سنکر پیڑ بگڑا اور قصد جنگ کرنے کا کیا لیکن کسی عرصے میں مغفور کا انتقال ہوا
اگرچہ طبیعت کا کوئی بادشاہ ہوتا تو اس وقت کہ ملک چین چننے گویا بے سر ہوا تھا نہایت
بہتر موقع لڑائی کا سمجھتا لیکن وہ عالی منشا ایام غم کے آخر ہو جانے تک اپنے قصد سے باز نہ آیا
عرصے میں خود ہی مر گیا اور بات ویسی ہی رہی غرض ۱۲۰۰ سال میں عہد و پیمان دونوں ملکوں میں
دوبارہ ہوا اسکی پانچویں صدی تھی کہ چنگ خانبے (چنگیز) نے اسے تحصیل قتائی زبان کے
رہین اور ایک گرجا لے کر مذہب کا اونکی عبادت کے لیے دارالامارت میں بنے پیدہ طور پر لے آیا
لیکن جب قریب تھا کہ پھر لڑائی ہووے لیکن کسی سبب سے موقوف رہی اور ملکہ روس کا تھیرین نے
جب دیکھا کہ قتائی دوسرے کسی امیر سے بجز روسیوں کے چین میں جانے کے راض نہیں ہیں اسلئے
حکم دیا کہ اس کے ملک کے سوداگروں کی فرو دگاہ شہر کے آگٹا واقع سرحد تار مقرر ہووے
الغرض اسی کے مطابق جب فارس سے مال آتا ہے وہیں اترتا ہے اور قتائیوں کا مال اس
شہر میں جسکا نام میا چین ہے ٹھہرتا ہے لیکن سابق کی طرح زیادہ تر وقت روسیوں کو اس میں ہوتی
عرصے میں اس کے کچھ چارہ نہیں کیونکہ جب شہر میں انھوں نے کئی جہاز کاٹاں میں بیٹھے تھوڑے
نے رہنے نہ دیا بلکہ عتاب فرمایا کہ ایک ماہ سے تھا سہ ماہ سے درمیان تجارت کا کاروبار ہے پھر
دوسری راہ سے کیا سبب ہوتا ہے آئے گا ہوا (الغرض) کل دونوں ملکوں تجارت کا بازار گرم ہے چنانچہ
شہر میں قریب دو کروڑ سولہ لاکھ روپے کی خروں کی خرید و فروخت آپس میں ہوتی +

چوتھا باب

بیان میں تجارت درمیان اہل فرانس و قتائیوں کے

تاریخ ختہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۲۰۰ سال میں فرانس کے جہاز کاٹاں میں آئے لیکن سلامی کی
توپن جو انھوں نے چھوڑیں قتائیوں نے انکو قیام کرنے نہ دیا چنانچہ کسی اہل طرافت نے
کھلا بھیجا کہ جب ہنسی یا خوشی سے متاعل کر سکتے ہو تو معلوم نہیں کہ تھا ہونے سے کیا کرو گے
اس وقت تو یہ رخصت کیے گئے لیکن چند سال بعد فرانس کے بادریوں نے آمد و شد

ختمین کی اور بعض دن میں سے فقہروں کے میان علم ہدیت و ہندسہ کے باعث بڑے بڑے
 عہدوں سے سرفراز ہوئے لیکن تجارت کا امر چونکہ ان کے درمیان کبھی نہیں آیا اس سبب سے
 اہل فرانس ختائیوں کی آنکھوں میں بہت ذمی تربیت نہیں کیونکہ چین میں سوداگر کو لوگ محض ان کے سونے
 اور چاندی کے لئے تھے کہ تمام اقوام فرنگ سے صرف فرانسس شریف ہیں اور باقی سب کے چنانچہ قبل
 ۱۷۷۳ء کی لڑائی کے عہد سرکار کینی بہادر کے ساتھ ختائی مانڈرین برابر کی ملاقات نہیں کرتے
 تھے بلکہ جس خطائیں عرضی کا لفظ لکھا نہیں رہتا تھا اس کی طرف مطلق ملتفت نہیں ہوتے تھے *
 چونکہ تجارت کا باب گھلارہنا ہر ملک کے حق میں مفید ہو جیسا کہ بدن انسان کی صحت کے لئے وجہ ہو کہ
 اس کی تمام حاجتیں غذا وغیرہ کی منع کیا ورنہ مہیا ہی ملک کی بہتری کے لئے ضرور ہو کہ جناس طبعی اور صناعی
 کی آمدنی اور فتنی سے ہر طرح کی حاجت رلع ہووے اس لیے ۱۷۷۳ء میں بعد تمام ہونے لڑائی درمیان
 ختائی اور انگریز کے بادشاہ فرانس نے بھیج دیا اور عہد پر جان میں تجارت کا بھی فکر کر دیا اور شہنشاہین
 اس عہد نامے کی بہت خوبی کی ہیں کہ اس کی رو سے حقیقت ہو کہ چین میں فرانسیسوں کی جو قدر ہے
 کیسی نہیں ہو چنانچہ دیا چے میں اسی عہد نامے کے شاہ فرنگ کا نام جہاں آیا ہو وہی حروف قافی زبان
 کے صرف ہوئے ہیں جو مخصوص فقہور کی شان کے کیستہ نشانی ہیں اور اسی سے اہل فرانس کی عزت جو
 کرتے ہیں ظاہر ہو کہ چونکہ اپنے شاہنشاہ کو ختائی سارے عالم کے پادشاہوں پر ترجیح دیتے ہیں محض
 اسکے دستخط ہونے کے وقت بڑی عزم سے آہن بازی چھوٹی اور کوہین سلامی کی دعا گئیں اور
 روشنیوں کی ٹیٹوں سے شب کی تاریکی زائل کی گئی اور یہ بھی لیل ہو کہ خود ختائیوں کو اس امر سے خوشی
 حاصل ہوئی اور دوسرے مہجوں میں سے جو باعث ایسے معقول عہد نامے کے لکھے جانے کے ہوئے مقدم
 یہ امر تھا کہ یاروں نے فقہور کے کان میں یہ چھونکے یا کہ اہل امریکا اور انگریز محض خود غرض اور لالچی ہیں
 اور اہل فرانس ایسے عالی طبیعت ہیں کہ صرف دوسروں کی بھلائی دھونڈتے ہیں اور تجارت کو کچھ جز نہیں
 جانتے غرض جس حال میں کہ فرانسس کی تجارت کو ختائیں اس عہد نامے کے باعث سے نہایت
 رضائی حاصل ہوئی جو غالب ہو کہ چند سال میں دونوں ملکوں میں تجارت کرے ہو کہ ملکہ اندون میں پانچ سو

پانچواں باب

بیان میں تجارت در بیان اہل امریکا اور خانیوں کے

تجارت ان لوگوں کے در بیان مسیحی میں شروع ہوئی چنانچہ اسی سال میں امریکا سے ایک جہاز کنا
میں آیا اور جب پولین بونا پارٹ شہنشاہ فرہنس کے عہد میں ولندیز کے جہازوں کو ختا میں آنے کی
مانعت تھی امریکا کے سوداگر سب چلاؤ کے ملک میں پہنچا کرتے تھے اور چونکہ اس وقت اہل امریکا
کی سلطنت غنی تھی اور انگلستان کی اطاعت و خوں نے چھوڑ دی تھی اور ان لوگوں نے بہت چاہا کہ انگریز
کی تجارت ختا میں بند ہو جائے تاکہ اس فیض سے انکس کو ضرر پہنچے اور اس لئے اسے پالین موضع کو
اور خوں نے نکال دیا کہ انگریز کو بالکل ملت کیجیے مگر بازی اور خوں کی گھٹ گئی اور اس میں امریکا کی ایک
خلاصی گرہے پر تہمت یہ لگی کہ اس نے ایک خانی عورت کو عداوت مارڈا الا حالانکہ اتفاق سے اس نے جہاز
سے ہانڈی جو پھینک دی تو اس عورت کی کھوپڑی بھوٹ گئی اس امر کو بہانہ قرار دیکر وہ امریکا کے
اور ان لوگوں کی تجارت کو بند کر دیا اور جب تک وہ سچا کر اور اس کے حوالہ کیا گیا اور اس نے ہر نام تحقیقات
اور سکو گلا گھسٹ کے مارڈا الا باب تجارت کا بندر ہوا مسیحی میں عہد نامہ چوبیس طوں کا در بیان سلطنت اور
اہل امریکا کے عمل میں آیا خلاصہ اسکا یہ ہے کہ ان پانچ بندر نو میں جہان انگریز کو اجازت تجارت کرنے کی
ملی ہر اور کو بھی دیا اور اسے اور محصول معمولی سے زیادہ اس نے لیا عاتے غرض کئی باتیں جو فرہنس کے عہد
میں مخصوص ان کے فائے اور غرت کے لیے دخل ہیں ہمیں درج نہیں کی گئیں ان غرض سے اہل انگلستان کے
جبکی تجارت ساتھ خانیوں کے زیادہ فیصل کے ساتھ بیان کرنا چاہیے اور اسی لیے علیحدہ باب میں لکھا گیا
یہی کہی اقوام فرنگستانی ختا میں تجارت کرنے نہیں اور ملک تہمت اور باچین اور جزائر کوچ کے ساتھ تجارت
ختانیوں کی ہر اور اسکا بیان ساتھ اور خوں ملکوں کے احوال کے لکھا ہوا اسی جلد کے تیسرے دفتر میں جو در بیان
اور کی طرف توجہ ضرور نہیں اور خانیوں کی جو خاص تجارت اسپین ہوا اور اسکا کچھ شہر جلد اول کے پہلے دفتر میں شہر
کے بائین اتم نے درج کیا ہوا اور بیان شاید آنا کہنا بھی فضول جو کہ ختا کے مشروان میں بھی عہد و عہد تجارت
کی اور کثرت تجارت اور جہازوں کی ہر کہ اگر تمام دنیا کی خرید و فروخت کو ایک جامع کیجیے تو اس کے برابر کو ایک

کہ سویتے کی زیادتی محتاجی کی طرف سے پہلی امتین سب سے زیادہ طور پر وقوع میں لگیا ہے پہلے یہ کہ
دیہ اور خروگ کی کثرت ہے کہ جس شہر کو بلکہ اکثر جس بازار میں سوداگر جاتا ہے سب نے تکلف چلا جاتا ہے اور سودا
یہ کہ بعض صوبوں میں کیا بی طبی اور صنی چیزوں کی اور بعض میں افراط ہوتی ہے اور عیب یہ ہوا خواہ
لازم ہوا کہ جس چیز کی زیادتی ہوئی اور اس کی قدر گھٹیں فری اور اس کی فروخت اس جگہ پر کرنی ضروری
جہاں اس کی محتاج ہوئی اور تیسرے یہ کہ سرکار اختیار چونکہ رعایا پر پوری غم ہے وہ نے بھی اس موضع پر
یا شہر کا بہت کم خزانہ مقرر ہے جہاں قلت معاش اور کم کثرت احتیاجوں کی زیادہ ہوتی ہے اور اس کے حوصل
جس جگہ میں طبی یا صنی چیزوں کی افراط ہے وہاں خزانہ سرکاری زیادہ ہے اور یہ دستور العمل سب غلیم کثرت
تجارت کا ہے کہ چونکہ محتاجوں کو سولت والگداری کے سبب سے نکت اپنی ضروریات کے لینے کی ہوتی
ہے اور جب ہر بار خزانے کا زیادہ ہے اور لوگو کو شش روپیہ پیدا کرنے کی واجب ہوتی ہے

چھٹا باب

بیان میں اس تجارت کے جو انگیزہ اور نتائج میں شروع ہوئی تاہم شروع لڑائی دو میان دونوں ملکوں کے

اگر یہ حقیقت ہو کہ اعیار کو ملک میں آنے دینے اور تجارت کرنے کی جو حکیم لنگ فوزی نے کیا اور
بیشک بدیہہ کیونکہ خود مقامی بہت سے فائدے سے محروم رہے ہیں لیکن جواب اس اعتراض کا بہت سوا
اور صحیح ہے کہ یہ امتناع اس بزرگی کی تجربہ کاری اور دانائی اور دور اندیشی کی کامل دلیلوں سے ہے کیونکہ
ملک کی زرخیزی اور افراط و تفریط اس جوانی و شبابی اور جمادی سے جو کہ طبعی اور طبیعت میں ہوتی ہے جو
واقعہ تھا چنانچہ جند اول کے پہلے دفتر کے ملاحظہ سے ناظرین تاریخ چین کو اسکا حال روشن ہوا ہے
سوا اسکے حکیم کو اس کے ہم وطنوں کی بزدلی و قزاقی جب تک کہ دشمنانی معلوم تھی جیسا کہ راقم کے بیان سابق اور
مجہد آئندہ سے ظاہر ہو پس انھیں دو جہتوں سے خائف ہوا کہ اگر اعیار اگر ملک کی زرخیزی اور باشندگی
بزدلی سے واقف ہو کر اپنے وطن جائینگے تو چین کی دولت کے بیان سے لوگوں کو لالچ و کھانچنے اور قزاقی
کی کمزوری حمد گروں کے دل کے پوریش کی خوف کو دور کرے کی الغرض اصل سبب امتناع کے یہی تھے حالانکہ
حکیم نے امتناع کی دو وجہیں ظاہر ہیں یہی کہیں کہ تھا کہ ملک میں دنیا کی نعمتیں موجود ہیں اور بجز اعلیٰ خالق کے دوسرے

فرعون میں یہ مقابلیت اور نہایت نہیں جو کہ قسیم اور سیم اولیٰ علیہ جیزوئی ہو دین غرض حقیقت اس کی اتنی
 سہ جہاں نے نہایت غرض سے مائل کر کے بیان کی ہو کہ اگر حکیم سمجھنا کہ اغیار سے راہ درہم گئے
 میں کچھ اندیشہ قباحہ کیندہ کا نہیں جو تھوڑی سی نظر ایسے جیڑم اور مالی مانع اصدانہ دنیا کی عقلی
 کو نسبت نیند کی کی برکت سے کیسکو قابل محرومیت کے سمجھے + اگرچہ بعض بعض قنائیوں نے ایسا علم
 اور حال میں بڑی بڑی بہادران کی ہر چنانچہ اسی جلد کے دفتر سابق میں اسکا حال میں دیکھ کر اکثر کی
 جبلت میں بندھی ہو اور بعضے تو طور یا ریحی کی لرائی میں کیسے مقابلے سے قدم بھر بھی نہیں ہٹتے
 تو یہ تنگ کے نام سے بدعاس ہو تو یہاں اسکی نظیر یہ بغل کی لرائی میں کئی زمین میں غرض انگریز اور
 قنائیوں کی تجارت کا بیان شروع سے چاہیے تاکہ بنا و جنگ یافتہ میں آئے + ۱۶۱۰ء مسیحی میں مکہ اذیت
 بادشاہ گلستان نے جسکی تصریف میں اتنا ہی کہتا کافی ہے کہ ہم لوگ اس کے عہد کو جو بیاہی قوم کے فقرا
 کا حق کو کرتے ہیں نامہ غفور کو لکھا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ اس شہنشاہ چین چار دواؤں کا واسطہ ہو
 شہر لندن کے تجارت آپ کے ملک کی زرخیزی کا حال سنا کر اجازت تائین جانے اور تجارت کرنے کی
 چاہتے ہیں تاکہ اپنے ملک کی ناچیزین آپ کے یہاں لیجاویں اور وہاں کے تحفے اپنے یہاں لاویں +
 ان غرض ہ ہزار حسین یہ لوگ اس لئے کو لیکر خاکی طرف جاتے تھے راہ میں مارا گیا بعد اس کے
 مسیحی میں کئی انگریزی تاجروں نے شاہ چار لڑا اعلیٰ کا فرمان اجازت حاصل اور عہد بیان ساتھ پر گز
 کر کے ناظم کو آ کے علی میں آئے اور کہتیاں ڈول صاحب کئی جہازوں کی جو لیکر بندر رسا دین ہو چکا
 وہاں کے پر گزیر حاکم نے قنائیوں کو ناراض کرتے کے خوف سے انگریزی جو کہ آگے بڑھنے سے منع کیا
 لیکن اس بہادر کہتاں نے مکہ بھیجا کہ اب میں یہاں آچکا ہوں اور یہاں نہیں ہو چکا کہ جیسا آیا ہوں اور
 پانوں پھر جان خیر تم اگر جگہ اپنی لنگر کا وہیں نہیں دو گے تو میں اپنے لیے جاؤ مناسب تجویز کرو چکا کہ لکیر
 جو سے پیاس ہو انوں کو اسنے شکر ایک چھوٹی سی مین پر دریا کا کاناں کے مہمانے کی تلاش کو اسنے فرجیا
 حضرت کے بعد میرے والوں کی لکٹ وکی لکٹی اور انعام کے لالچ سے دو ساتھ ہوئے اتنے میں قنائیوں کی
 علی اور دیر البحر نے جب شاکر مہمانے کا پتا انگریزوں کو ملا نہایت پر قہر ہوا اور بہت سامانچا کو داغرم بعد

بڑی جہت و تکرار کے اسنے اجازت ہی کہ تین شخص اس پیش سے ایک جنگ یعنی ختانی جہاز پر کائنات
 میں جاویں اور تجارت کرنے کی اجازت ناظم سے مانگین غرض جو بہن قریب کائنات کے یہ لوگ پہنچے چند
 ختانی اس شہر سے ناظم کے بھیجے ہوئے آئے اور کہنے لگے کہ تم سب کا کوئی پھر جاؤ اور وہاں بندوبست
 تمہاری تجارت کے باب میں کیا جائیگا یہ سنکر وہ لوگ اسی قدم پھرے اور جو انگریزی میں علم غرض ان معلوم
 ہوا کہ اجازت مطلوبہ زمینیں بجائیں تب صلاح یہ بیٹھری کہ تمام بحر کائنات کی طرف فوراً روانہ ہووے چنانچہ وہی
 اور کئی روز تک کوئی فراہم نہیں ہوا غرض جب قریب کائنات کے انگریز پہنچے ختانی ڈرے اور غلکی راہ
 اودھونے لگا اسی جہاز کو اگرچہ نزدیک قریب اس قلعہ کے جو کہ پاپو انگریز کی کشتی لگان کے آگے
 نہ بڑھے تو عہد نامہ لٹکے حسب خواہ طیارہ ہو گیا یہ سنکر بے سہارے سادہ لوح و بے ہیمل مرین لائے اور
 سفید نشان جو علامت صلح کی ہے جہاز پر سے بلند کیا یہ دھوکا دیکر ختانیوں نے چپکے سے کئی توپوں کو
 قلعے پر پڑھا کہ تمام سالن جنگ مہتیا کیا اور ساتویں وز جو زمین انگریزی بحار کا لنگر اٹھا اور زہر جہاز پہنچے
 ختانیوں نے دفعہ کی گنگاہ سے گولہ مارنا شروع کیا مگر نشان پر کئی پڑھا اس غباری سے انگریز کو قہر آیا اور
 جہاز کو قریب لیجاکے اودھونے مارے گولوں کے آٹا ٹانگین ختانیوں کو ایسا دم بھڑکا کہ اسی طرف کی
 بارہد موقوف ہو گئی تب فقط سو جان کنلے پر پرکود پڑے اور ایک ہی حملے میں فیصلہ پذیر ہو گئے اور ختانی دھوکا
 چوٹیں لٹکے بجائے بعد اس فتح کے انگریز کائنات قلعے پر اوڑا اور فوراً پیغام صلح کا آیا اور اس لڑائی سے
 یہ باتیں حاصل ہوئیں کہ انگریز کے جہازوں نے کائنات میں پہنچ کر حبشی اور سوٹ کی جھانکی کی اور سوجھ بول
 اجازت تجارت کے پر وانی ملی کہ دیا بحر کائنات کے باہر جس جگہ کو چاہیں قلعہ بندی کر کے کوٹھی مال کی امانت اور
 حفاظت کے لیے بنادیں + دس پندرہ وزیر نکلا ہوا کہ باعث اس طرح کی اجازت دینے کا یہی تھا کہ فرصت میں
 جنگ کی زیادہ ملے چنانچہ تہمت خلاف عہد کی انگریزوں پر لٹے رکھ کر دو پڑھندار و نکو ختانیوں نے قید کیا
 اور انگریز کی ہر کوٹھانے کے قصد سے سات جنگ کو اکٹھا باندھا اور اومنین باہوت اور شگیر سوزندہ مصالح
 اور دوسری چیزیں جو آسانی سے جل و ٹھین اور جلد نہ بھین بھرا اور فستلہ سنگا کے عین صائے کے وقت
 انداز سے انگریز کی بحر کی طرف چھوڑ دیا کہ قریب پہنچ کر باہوت اور جے اور مصالح چاروں طرف چھیل کے

جہاز میں ملگ لگا دیوین لیکن انگریز خبردار ہوئے تو کوئی نو گنیوں کو پیش بندی سے اوش طمانی سے بچنے
 استقبال کو بھیجا اور لڑی سی رہی اوس میں باندھ کے دو گھسیٹکے اودھونے اور پنج پراسی چوڑ دھا اور الگ الگ
 تاشا دیکھا کہ بے چو کوئی کو بیچ کے آتشازی لطف پیدا ہوا اور تو سطح ختایو کا متعہ حاصل ہوا اور انگریزی چوڑ
 جو قید ہوئے اودھونے ہم کیا کہ اگر ہمیں غلصی نہیں دو گے تو آتش شیشے سے شہر کو ہم جلا دیں گے اسپر ہوا ہوا
 اودھون نے چوڑ دیا کہ اسنے میں انگریز کی بچو کا تو سے بہر مقام روانہ ہوئی اور ختائی بجز کو شکست دیتی اور پٹا
 جہازوں میں لگ لگاتے شہر کو فروغ کرتے کائنات میں ان پنجی یہ صورت دیکھا کہ انگریزوں نے پرتگیز کو بانی فنا
 ٹھہرایا اور پہلے کثیر بطور جہاز اوسے انگریزوں کے نام سے لیکر پیغام صلح کا بھیجا اور یہ عہد کیا کہ انگریز دوزخ
 میں اور چار لوہے کی توپیں اور پچاس بندوقین فغور کو سالانہ دیکر خوشی تمام تجارت کریں بعد اسکے سیم تجارت
 ایک نوع سے برقرار رہی حالانکہ ختائی ماڈیرین سوداگر جب امکان کوئی موقع ستانے کا نہیں سمجھتے
 اور یہاں تک عاجز کیا کہ جب شہر میں الی جزیرہ فارموسا یعنی کاک زنگانے انگریزوں کو اپنے ملک
 میں تجارت کرنے کو بلایا تو سرکار سپنی نے خوشی تمام ایک جہاز کو بھیجا اور وہاں کو بھی اور گودام وغیرہ بنایا
 اور شہر تک کائنات کی طرف رخ کیا غرض اسوقت سے شہر تک کوئی امر قابل بیان کے واقع نہیں ہوا
 بجز اسکے کہ انگریز ب تجارت موقوف ہونے کے خوف سے ختائیوں سے بگڑتے تھے حالانکہ سوا
 طر علی حرکتیں نازیا کرتے تھے اور خواہ مخواہ ہر دفعہ سخت و سنا باتیں کہتے تھے اور ختائی لال اور بار بار
 لوگ انگریزوں کو ٹھکانا اور ہر طرح سے ٹک دینا واجبات عقلی سے جاتے تھے چنانچہ یہاں قتل و ہرج سے ایک یہ
 ہو کہ ایک انگریز ریشم خریدنے کے لیے کائنات میں گیا اور ایک لال سے اپنا مطلب کہا اوسنے جتنے
 پند بے ضرورت تھے موجود کیے اور اوسکے مالک ایک ختائی سوداگر کو بھی ساتھ لیے آیا خیر مول قول ہوا
 اور اوپر کا پند جو کھولا گیا انگریز نے دیکھ کر ہمایاں لاندہ ہی میں چاہتا تھا اور پوچھا اسی ہی قسم کا تمام
 سودا کرنے جاؤں گا لال آپ خوشی کیجئے اور اپنی چیز ایسا سستا بھر جب پاسیندی کو جو چاہیے سو کہتے
 انگریز نے لال کے فروشدن کی رہتی پر خیال کر کے سمجھا کہ کچھ کتا پر قیمت دیکر اوسکو خست کیا اور
 گھڑی بھر کے بعد اتفاقاً جاوے دوسرے پندے کو اودھالیا اور کھول کر دیکھا تو وہاں وہ عجیب شگونہ پندے

شہنشاہ میں اسکو توقوف کروایا اور دوسروں سے خرید و فروخت کرنے کی اجازت فقہور کے حضور
 سے ملی لیکن اس امر سے زیادہ حیرانی اہل فرنگ کو ملی کیونکہ ہانگ والون نے ہانڈینیوں کو رشوت دے
 کر اپنے ہاتھ میں اجارے کو سابق کطیرح جمال رکھا اور تاکا ونگی گرہ سے رشوت دینے میں جو خرچ
 ہو جامع سابق نفع کے وصول ہووے مال کو دنا گران کر دیا اور چونکہ اسکی پیش فقہور تک پہنچی سبب
 ہانڈینیوں کی رشوت ستانی کے دشواہی انگریزوں نے دیکھا کہ سولے ترک تجارت کے دوسرا
 کوئی چارہ نہ تھا کہ اتنے میں تجارت انگریزی کا پانا بعض بعض ہانگ والون کے پاس ہالہ خیر نکلا اور انکو
 نے اس قرض کے اداسے انکار کیا آخر مناسب سمجھا گیا کہ شاہ انگلستان کطیرح سے کوئی سفیر فقہور کے دربار میں
 جاوے اور ان حرکتوں کی نالاش کرے چنانچہ ۱۷۹۲ء میں ۱۸ دسمبر کا شہنشاہی ہمارا جو سابق میں ملک مندر اس
 گورز تھے اس عہدے پر مقرر ہوئے اور مخالف لیکرا ونگی خبر کا نشان میں ۱۷۹۳ء سال کے جون مہینے
 میں پہنچا اور چونکہ اسکی آمد کی خبر فقہور کو پہنچ چکی تھی ہر شہر کے حاکم اور ہر صوبوں کے ناظم پر فرمان جاری ہوا
 کہ شاہ لندن کا سفیر فقہور کا مدعو سمجھا جاوے اور ہر طرح سے اسکی خاطر کجاوے اور سرکار کطیرح
 سے رسد پہنچاؤ بار بار واری کی بسیل ہووے چنانچہ ویسے ہی عمل میں آیا اور کا نشان سے چین تک
 ہر تہرل پر ہانڈینیوں نے تحفہ شہزادین اور لطیف کما نے سفیر انگریز کے سامنے چن دینے کے سواے جو کچھ طلب ہوا
 بے نال حاضر کیا انقض کا نشان سے انگریز کے ہمارا مندر کی راہ سے جب صوبہ بھٹی کی بند میں پہنچے صوبہ
 کا ناظم بہت کوفہ کے ساتھ استقبال کو چھا کس میں حق حکم شہنشاہ کے آیا اور شہر میں ہانگ میں سفیر کو لے
 اور ٹبری دھوم دھام سے ضیافت کھلائی اور سرکاری اشتیان تو قلعوں تکلف گوناگون سے سمجھنا اور
 جلو کے خدام کی سواری کے لیے متعین ہوئے اور ہتھیوں کے دریا سے شہر مان ہو میں جو چھ کوسں والا مار
 پہنچیں ہے جو جب پہنچے تو وہاں دعوت کھانے کے پالکیوں اور گھوڑوں پر سوار ہو کر انگریز اپنے تخت میں پہنچے اور
 چونکہ فقہور موم گرام میں شہر جہولان قریب تھا تاہم میں رہتے ہیں اور اس وقت تک چین میں قریب نہیں
 تھے اھل سفیر کی آمد کی وہاں گئی اور جب تک جواب نہیں آیا میں میں کے باغ میں کئی
 تعمیرات قائم تھے جملہ اول میں کی ہی اتارے گئے اور ذرا اکثر آئے و سفیر

گو کیا کرتے تھے کہ آپ کو لازم ہو کہ موقوف دستور کے حضور کو گو تو یہی سجدہ جو کہ درباری کو ریش ہے
 سب لایا لیکن انہوں نے برابر انکار کیا اور کہا کہ ہمارا بادشاہ بیچ گناہ نہ فرمان بردار حضور کا ہوا ورنہ
 کسی طرح سے بہتے اور شان شوکت میں اس سے کم ہو پس ہم کو کیونکر کو تو کر کے ایک نوع سے قبل
 تھامے بادشاہ کی بزرگی اور اپنے خاندان کی خودی کا کرین الغرض بعد بڑی محبت و ریکارڈ کے ختائی
 وزیر نے ہر گناہ چھوڑ دیا اور لاٹھیاں لٹائی نے ساری گفتگو اسی بات پر ختم کی کہ ہم جیسے اپنے بادشاہ کو کوئی
 کرتے ہیں اسی وضع سے حضور کے حضور میں آداب سب لایا وین گے +
 یہ سبھی سچا کہ اشارہ شہنشاہ کا سفیر انگریز سے سجدہ کر دے گا نہ نہ کیونکہ وزیر اس قدر مصرام
 امر میں ہوئے سکھلائے پڑھائے ہوئے تھے اور سفر میں کسی دفع ایسی ہی حرکتیں بخون نے کی تھیں
 جس سے عوام الناس پر ظاہر ہو سکے شاہ اٹھنے سے حضور کو خرچ بچا چنانچہ چھو کے دریا سے جس وقت
 سفیر کا گذر ہوتا تھا شیشیوں پر ایک نشان مائڈرینوں نے لٹکایا جس پر لفظ باجگذاختائی زبان میں چسپا تھا اور
 چونکہ یہ خیال و سپر کا تمام مشہور یہی ہوا کہ شاہ اٹھنے سے اپنے کو حضور کے باجگذاختوں میں داخل کر دیا
 حاصل یہ کہ جب تمام آداب و آداب ملے ہوئے حضور نے جی ہول میں بغیر کو بلوایا اور راہ میں بدستور خاطر
 داری کا کوئی دقیقہ فرگذاشت نہوا اور درود کے کئی روز بعد خاص خیمے کے اندر جہان دنیا کے
 تکلفات اور آرائش تھے حضور نے سفیر سے ملاقات اور نہایت توجہ سے بات کی اور شاہ گلستان کے
 مزاج کی خیر و عافیت پوچھی اور جو خطا و غنوں نے یہی تمام سفیر کے ہاتھ سے خود بہت خاص کیا چنانچہ
 تمام لطف ایک طرف اور یہ توجہ ایک طرف سمجھی گئی اور اس امر سے عزت افزائی کو صدر پر پہنچا دیا جو اس
 اسکے تحائف جو پیش کیے گئے نہایت خلق اور شکر کے ساتھ قبول ہوئے حالانکہ لاٹھیاں لٹائی نے
 بجز کو ریش سلطانی جو انگریزوں میں مروج ہی نہیں گستاخین میں نیکیں اور ٹوپی اتارنے کے ختائی آداب کچھ
 کیا بعد برخواست دیار خاص کے سفیر اور دوسرے جلیل القدر انگریزوں کو مسند میں مغل کی حضور کی بائیں
 طرف ملین اور دائیں طرف اقراب سے قریب کی قرابت والے اور کئی مسلمانین باجگذاختیہ اور چنلے کے بعد
 دو دو شخصوں کے سامنے ایک ایک سر پہ بڑی مہتمم سے لٹکا اور اقسام طرح کا لذیذ کانا چکایا اور حضور نے بھی

نوش جان فرمایا انھیں سہتے روتے انگریزوں کو مل گیا اور وہی عرصے میں مغور کی تراسوین برس کی سالگرہ تھی وہوم وہام سے ہوئی اور وہی نوش جان اور رنک یلیان جب تمام ہوئیں انکو حضرت علی اور بی نہر خا سے جانے کی اجازت دی گئی اور شاہ انگلند کے نام کے جواب میں مغور نے خط نہایت محبت کے اظہار سے لکھا لیکن اجازت تجارت کر سکی بندر چوڑاں اور پچوٹا وین سنگ بن سوا کا نشان کے جو طلب ہوئی تھی حیلے حوالوں سے مال دی گئی عرض فائدہ اس پیغام سلام سے یہی ہوا کہ وہ دار کا نشان جسے انگریزوں زیادہ طلب کیا کی تھیں موزول ہوا اور اس کے قائم مقام کو حکم دیا گیا کہ جو دار سے کہ بار و گولہ بی بی دتی ملی جیسے چنانچہ دو برس تک انگریز رہے نہیں گئے لیکن مغور کیسے لنگ کے اپنے جاپوں کے ساتھ برس تمام ہونے سے موافق منشا ورنیت کے تحت سے مستغنی ہو کر گوشے میں جا بیٹھا اور اسکا بیٹا کیا لنگ مسند نشین ہوا ہانگ کے تاجروں نے اپنا پرانا ہنگ نکالا اور بدستور انگریز کے ہاتھ بیچنے میں سودا گران کیا اور اودن سے خرید کرنے میں نرخ گھٹا دیا اور اسے طبع دونوں طرف سے ضرر پہنچایا لیکن سب سے بڑا ہت کر نے کے کچھ چار ایتھ تاجروں نے خاموشی اختیار کی ۔

بشہاد کی خرمی میں نامہ پیغام اور تحفہ تحائف کا ارسال و فوٹس سے درمیان شاہ انگلند اور مغور کے وقوع میں آیا لیکن شہ میں دوسرے تک تجارت اس سبب سے بند رہی کہ دکن درمیان سرکار گپنی کے چند گورے خلاصیوں اور بعض ختائی لچون کے ہوا اگرچہ انگریز کے آدمی بد قضا کی شرم سے کے پر خاش سے باز رہے لیکن ختائیوں نے اپنے کوزور اور سبھو انگریز کی کوٹیوں پر سی کلوخ اندازی کہ راہ بند ہو گئی آخر کو عاجز ہو کر گپنی کے خلاصیوں نے سردار ونگا کنا مانا کے اوپر اسکا حکم کیا کہ ایک چنی مارا گیا اور باقی کا فوٹ بھاگایوں کو یا صوبہ دار کا نشان کی مرضی کے موافق ہوا کیونکہ خاصہ بہانہ انگریزوں کے ستانے کا ہاتھ لگا چنانچہ اس نے اونکا آنا جاننا نہیں اور خرید و فروخت کرنا بند کر دیا اور ایک اور ہمارے گورے کو نامزد کر کے قتل کر دیا کیونکہ جیسا کہ انہوں نے اہل امیکا کے ایک شخص کو کچھ تھمت دیکر ہلاک کیا تھا لیکن انگریزوں نے اپنے آدمی کو حوالے نہ کیا اور یہی جواب دیا کہ اول تو اس بلوچین معلوم نہوا کہ کسکے ہاتھ سے وہ شخص ختائی مارا گیا دوسرے یہ کہ اگرچہ نشان بھی دیا جاوے

تو اس نے اپنی حفاظت جان کے لیے مارا اور ایسے امر کو خون ناحق یا عداوت سے تصور کرنا
 خلاف عدالت کے ہے + یہ جواب با صواب دیے اور پانچ لاکھ روپے
 نذر و ن میں حسیح کر کے ابواب تجارت کھلوائے اور اس ادنی شخص کی
 جان کے تصدق میں مبلغ کثیر صرف کیے اسی سے فتر دانی اور رفیق پروری
 ہماری قوم کی ظاہر و باطن خواہ مخواہ تجارت کرنے کی متاع ہوئی اور پانچ برس کے بعد جب
 پھر انگریز کی سوداگری موقوف ہو گئی سر حاجی شائع اور سر ٹی شکاف صاحبوں نے کاشان
 میں شکایت ان امروں کی صوبہ واسے کی عرض کیا اس نے مطلق توجہ کی انھوں نے حکم دیا کہ
 تمام انگریز کا نشان کو چور دین اور جہازوں کو بندر سے نکال لے جاؤں یہ سنتے ہی بائزین
 کو خوف ہوا کہ ایسا نہ تو اسے کلاس سے نتیجہ پڑ سکے اور اسی ڈر سے کئی بائین جو انگریزوں کو سخت ناگوار
 تھیں موقوف کی گئیں لیکن تاہم اکثر امروں میں فرق نہوایا تک کہ دوبارہ کسی سفیر جلیل القدر کا بھیج دین
 جانا ضرور سمجھا گیا اور اسی ارادے سے لارڈ امھر سٹ ہاؤس کی آستین فروری کو لندن سے
 روانہ ہوئے اور صوبہ بھیجی کے کول میں اسی سال کے گت مہینے میں اہل ہوئے اور چونکہ حکام
 کاشان نے دروغ گوئی کے کفر و نفور کی طبیعت کو انگریزوں سے گشتہ کیا تھا بائزینوں نے فوراً
 اول سے اسی کو ٹوکا بلکہ انکا لاکھونہ معلوم او نہیں تھا کہ اس کو فرش سے جو سواے خدا تعالیٰ کے
 کسی مخلوق کو شاہنشاہ روی زمین کیوں نہو کرنا چاہیے انکار کر دیا اور یہی بہانہ نفور تک نارسانی کا قرار
 دیا جائیگا چنانچہ پہلے ہی سوال وکیل سلطنت نے لارڈ صاحب سے یہی کیا کہ ہمارے خاوند کو کچھ
 کرو گے یا نہیں انھیں انھیں وہ خاطر سفیر کی نہیں کی گئی جو آگے ہوئی تھی اور بخت کے کچھ حاصل نہوا اگرچہ ہمیں
 ایک سفیر بوجھایا گیا ویسا ہی پھر آیا بلکہ حق تو یہ ہے کہ نفور نے کو ٹوکے باب میں انکار سکر حکم دیا کہ سفیر
 لندن دم بھر دارالامارت میں رہنے پناوے بلکہ شاہ لندن کے نام سے کہ جواب میں ایک فقرہ یہی
 لکھا گیا کہ بار دیگر حاجت نہیں کہ تم اتنے دور سے سفیر بھیجو اور اس دفعہ ہم نے
 صرف شہر بدر ہونے کا حکم دیا حالانکہ اس کی گستاخی قابل سخت نرا کے ہے +

لازم تھا کہ اسی حرکت نازمیا کو جو خلاف ضابطہ سلاطین کے واقع ہوئی انگریز وجہ لڑائی قرار دیتے اور غفور بے شور کو خوب ہی دہشت کسے تے لیکن صد افسوس کہ چوک گئے اور خاموش ہو گئے اور غم کیا تو سلاطین کی لڑائی کا تخم بویا والا گرفتار پر خاش پڑ کر بستہ ہوتے تو خالی دب جاتے غرض لایح جبری بلا ہوا اور تجارت کے موقوف ہونے کے خوف سے شکایت تک نہیں کی اور ایسے صبر نامناسب سے تشغیل اور غیاب کا اپنے اوپر وار د کیا تو قبل ازل خزاں چپ ہے کا اسی سال نمود ہوا جب سرکار کمپنی کا جہاز لاڈلا حضرت کو مصوبہ چلی میں پہنچا کہ کاشان میں پیرا کیا گیا تھا لیکن اوس میں کسے کا قصد جو موختایوں نے مال کو لینے مذایا سپر بہت سی عرضیاں انگریزوں کی گذرین لیکن بے حصول جواب کے دیسے ہی پھر دی گئیں بلکہ بعضوں کی مہرین تک نکلیں بیان تک جب جہاز کا کپتان یعنی ناخدا عاجز ہو کر شہر کاشان میں گیا اور اپنے ہاتھوں سے درخواست گذرانی تو سبھی متعلقہ تو جنہوں نے بلکہ جو خالی باعث اس سالی کا ہوا تھا اوس پر ایسی مار پڑی کہ عجب سحر کہ تلون کی راہ سے اوس کی جان نہ بچ گئی اس فلت کے واسطے سرکار کمپنی نے بدستور ناقض کیا اور اگرچہ ہندوستان کے بادشاہ میں لیکن ختامین ادنیٰ بنیے کی طرح دو کا لیاں کھا کے چپکے ہو رہے حالانکہ سکوت سے فائدہ تو نہیں ضرر عظیم تو ہو ہی رہا تھا چنانچہ شاہ انگلند کا ایک جہاز نام ال سیٹ کے کپتان آکس ول صاحب نے انڈینوں کی اجازت اپنے جہاز کو دریائے کاشان میں لجا کر مرمت کرنے کے لیے موافق عہد کے طلب کی اور او ان ہوں کے حسب بات مال دی اسنے فوراً انگراؤٹھایا اور جاسے مقصود کی طرف چلا تب دفعۃً قلعہ سے نو تو پونکی بارہ جہاز پر چلی اور خالی چرنگی سے بھی گولہ اندازی شروع ہوئی لیکن اس جہاد بے بدل نے جہاز کو مورچوں کے سامنے لجا کر ایک بارہ ایسی ماری کہ قلعہ کے توپچی فسیلون پر سے بھاگے اور اسکے بعد بڑی قدر اس صاحب کی خدائیوں نے کی جنہوں نے اسکے ایک دفعہ اور اسلئے میں کسی انگریزی جہاز کو اسے خلاصیوں اور خدائیوں میں جب تھا اور خون و خراب ہوا اور تجارت موقوف ہوئی مگر جزا ر مٹن صاحب جو مختار کل کمپنی کی تجارت کے تھے انہوں نے فوراً دوسرے کماشتوں کو ساتھ لیکر کاشان کو ترک کیا اس کمر بستگی کو دیکھتے ہی انڈینوں کو خوف ہوا اور گرگڑا کر انہوں نے نعمت کلا بھیجا کہ

آپ پھر تشریف لائے اور بدستور تجارت کیجئے اور اس مہمت و چالاکی کے لیے صاحب مدد و مددگار
 سرسینی خان بہادر کا ہوا علاوہ اسکے ۲۵۰ ملین مسرجہزات تھی جن صاحب سود اگر اجازت کے لئے تنہا ایک روز
 کا نشان کے صوبہ دار کے پاس معروضی کیئے اور اجازت مانگئے تو تحفہ چلے گئے اور شہنشاہی سخت کیجئے
 اور محصول کو موقوف کر دیا جو سود اگر دن سے اس طور پر لیا جاتا تھا کہ جب اپنے آل و عیال کو دیکھتے تھے
 میں وہ جاتے اور وہاں سے اپنے کاروبار کے لیے کا نشان میں بھرتے تھے تو آنے جانے میں کوئی
 سات آٹھ سو روپیہ محصول کا ہر دفعہ اداں سے لیا جاتا تھا پس جب حکم انگریزی کی بی بیوں کو بوجھ کا دوسرے
 کا نشان میں سنبھے کا تھا اور کا نشان میں آنا اور نکلے شوہروں کو ضرورتاً تو دو فی مصلحت لڑکے بالے والوں
 عائد حال ہوتی تھی ایک جدائی اور دوسری ادا اس سخت محصول کی التماس صاحب مدد و مددگار نے اپنی جان پر
 کیل کے اس محصول کو موقوف کر دیا اور دوسری دلیلوں میں سے کہ انگریزوں کی سب داری اور
 قواعد و آلات جنگ سے خدائی خائفہ ہیں ایک یہ ہے کہ جب دھسکی ملی
 کج خلقی اور کئی موافق بزدلوں کے قاعدہ کلیہ کے موقوف ہو گئی اگرچہ ظہر میں
 تھا کہ خائون سے دہنے میں قباحت اور دھمکانے اور برابر انکھ ملانے میں فائدہ
 تھا لیکن خوف تجارت کے موقوف ہونے اور چارے سے نپانے کا کہنی کا ایسا تھا کہ سب کچھ گوارا
 کیا گیا القہر ستمیہ فرمان فقوری امتناع میں انگریزوں کے ایفون لائے اور خاتین بیچنے کے باب
 میں جاری ہوا بلکہ حکم ہوا کہ بندہ ہوام پاؤں سے ایفون کے جہاز سب نکال دیئے جاوین خیاںچہ لنگر گاہ
 لشکر میں نہ جا لگے اور اگرچہ صوبہ دار کا نشان خود چاہتا تھا کہ ایفون کا کاروبار ایک قلم موقوف ہو جاوے
 لیکن جب اسے دریافت کیا کہ بالکل مانڈرین کو اس کی خفیہ تجارت سے فائدہ کثیر حاصل ہو رہا ہے تو یہ بھی زیادہ سچی
 باز مغرض ستم سال میں ایک محتسب نے عرضی شہنشاہ کے حضور میں بھیجی کہ مملکت کی تمام چاندی
 ایفون کی خرید میں نکلی جاتی ہے چنانچہ فقور کے جلوس کے تیسرے سال سے تاریخ غریب دو کروڑ
 چونتیس لاکھ سے زیادہ کی چاندی ملک سے نکلی اور اس کے عوض ایک سم قاتل جان مال کا نقصان
 اور قطع نسل کرنے والا مملکت میں آیا تھا اس واسطے لازم تھا کہ سخت امتناع اسباب میں ہووے

چنانچہ فرماں پر قمر موافق اس کے جاری ہوا لیکن ختائیوں کو یہ چاٹ اس زہر کے استعمال کی طرح ہی تھی اور اس کا لی بلا کے اور پر مخون کی طرح ایسے عاشق تھے اور انگریزوں کی سکی تجارت سے منفعت کثیر حاصل تھی کہ دو سو لاکھ شوروے سے بہتوں اس کی خرید و فروخت پوری سے بحال رہی، چونکہ افیون کی بہت انگریزوں اور ختائیوں میں ملکیت میں لڑائی ہوئی اور غالب کے کچھ کسی وقت دوبارہ اسی بات پر قصہ پھیلے مناسب ہو کہ اس کے رواج پانے کا کچھ حال لکھا جاوے تاکہ اس فساد کی بنیاد سمجھ میں آوے۔

ایسا ہے ختم نے ہمیشہ سے استعمال افیون کا دوا درست سمجھا اور صوبہ بن نال میں اس کی پیدائش ہوتی تھی اور قبل مسلمان کے دو سو صندوق سے زیادہ ہندوستان سے مملکت چین میں نہیں جاتے تھے لیکن جب پرتگیزیوں کی تجارت شروع ہوئی رفتہ رفتہ ہزار صندوق کی نویت بنی اور جب یہ بات مشہور ہوئی کہ ختائیوں کو اس جاذب خون کی چاٹ پڑی اور لاکھوں روپے کی یافت اس کی تجارت میں ممکن تھی انگریز کی سرکار کپنی بہادر نے اس کی سوداگری شروع کی اور بیس برس میں انہیں لوگوں کے وسیلے سے دو ہزار ہزار کی خرید و فروخت ہونے لگی اور آگاہی فقو کو جو اس کی ہوئی اس نے سخت ہمتناع اور صوبہ دارین نان کو تاکید کی کہ پیدائش افیون کو موقوف کر کے نہایتیں قصاص اور قرقی معاش اور نقدیر کی اور لکھنؤ کو بڑے جوا فیون کے پیدا یا استعمال کرنے یا بیچنے میں پکڑے جاوے غرض باوصف اس طرح کے فراہم کے استعمال اس وبال جان کا دن بدن بڑھا اور انگریزی تاجروں کے جنگی جہاز دریا کے کاٹخان کے خبریہ لن ٹن کے پاس انگریز رہتے تھے اور شہر کلکتہ دارالامانہ انگریز کی مملکت ہند سے جہاز افیون سے لدے جا کر انہی جہازوں میں داخل کرتے تھے تب شب کو ختائی کشتیاں جن پر چالیس یا پچاس خٹکے مضبوط ڈانٹری جڑ شیطانات سے لڑو ابنے والے رہتے اور جہازوں کے پاس جاتیں اور موافق نرخ کے چاندی سے افیون لے لے لافون آتے پھر آتیں اور سوداگرا توں بہت لے جاتے اور میان نکاس کی سخت نشے کا شوق ختائیوں کو ہوا کہ ستر سال میں چالیس ہزار صندوق افیون کے چین میں گئے اور کوئی پچاس لاکھ کی چاندی و مان سے عوض میں چلی آئی اس کی خبر جاسوسوں نے نشنشا کے حضور میں پہنچائی اور عمائد بارگاہ اور وزراء اور حکما کو حیرت کیا و ہشت اور فقو کو وحشت ہوئی کہ کیا بلاناہل ہوئی کیونکہ اور قباحتوں میں میں قباحت برقع

کی نظر میں کہ او کا علاج دشوار و کمائی دیا اول یہ کہ اس پوچ خیر کے عادی رہنے سے آدمی بیکار و محنت
 اور اپنی نسل کا آپ قلع اپنے مال کلاپ خائن اپنے عیون کا آپ پلرم اپنی صحت کا آپ مادم اس پر
 معذرت کا آپ پروردہ اپنی جان کا آپ قاتل ہوتا ہو اور اگرچہ شروع عادت میں اندک تفریح طبع حاصل ہوتی
 ہے لیکن چون عیون عادت درستی ہو وقت معمولی پر خوشی تبدیل برنج اور سری تبدیل بجماعت ہوتی ہے اور چون
 جین افیون کا مقدار زیادہ ہوتا ہے مٹی اور چالاک کی اور سرخوئی اور آنکھوں کی روشنی اور ہاتھ پاؤں کی طاقت
 اور چہرے کی تازگی اور مزاج کی قوت حاصل کلام انسانیت کم ہوتی ہے اور دوسری قیامت یہی کہ سال سال
 ہزاروں میں چاندی ملک سے نکل جاتی تھی اور عرصہ میں اسکے ایک ٹی منسلک تھی تھی اور نتیجہ یہ تھا کہ ہری
 عالم تھا کہ پچاس برس میں ملک کی دولت غیروں کے حوالے ہو جاتی اور اسید دوسری کی پیدائش کی باقی بچری
 کیونکہ کسے کسے کیا ہو کہ افیونی سوا سے غوث میں محمول محض ہو کہ بیٹھے رہنے اور انکے مذہب کے پورے کھانے اور
 کیا کے بات کے ذرا وگپ بیودہ سے کے کسی نیک کام کے قابل نکلا ہو پس جبکہ اپنے حواس کی خبر ایک چلے
 مغرب کو نہیں تو کیونکہ وقوع اس سے کاروبار کو ہوشیاری کی یا نیک صنعت و شکاری کی یا شست کاری کی
 مصیبت یا تحصیل علم کی وقت کی جا بگی و تفسیری قیامت یہ نظر آئی کہ اہل فرنگ خصوص قوم انگلش کی زیادہ مدد
 اس جنس کے سب سے ملک میں ہونے لگی اور ایک تو استغناء حکما کی انیس سے زیادہ خلا لا کرنے کی تھی ہی تھی علاو
 اسکے زیادہ تر نفوذ ہوا کہ مبادیہ ہندوستان کی ہی صورت خفا کی نگرین کہ تاج پو آوین و ملک کے مالک بن جاوین
 انفرض انہیں خیالات سے غفور نے حکم دیا کہ جو شخص چندویں دوکان کیسکا دم خفا کے مارڈا جاکھا اوچرا وکا
 شریک شمر گیا سو فرمین ہانس کی تلون پر کھار خارج البلاد کیا جاکھا اور سہارے ڈالے جو اسکے اطلاع نہیں دینگے
 سو ضرورت تو نوں پر کھار تین برس کے لیے وطن سے نکال دیے جائینگے اور کوئی نوکر سرکار اگر چند پیسے کا
 دو مینے ننگ لگو مٹی لکڑی قلیل دی جائیگی جس کا حال راستہ میں پہلی جلد میں لکھا ہے
 سوائے اسکے نوکری سے معزول کیا جائیگا اور یہ مارکسائیگا کہ چہ مینے تک اوٹھ لے لکھا اور علی ہذا اقیاس
 اور افی آدمی کے لیے کم سزا اور اکابر کے واسطے سخت سزا اس جرم کے لیے مقرر ہوو گی چنانچہ ۱۸۳۳ء
 کے فروری مینے میں ایک خفا چندویں دوکان والا عین اگر زیر کی کوٹھی کے سامنے ملاکت کیا

المقصدی طور تجارت کا تھا کہ ستر سال کی پچیسویں فروری کو ایک ختائی جو اہل فرنگ کا دھال ایفون کی
 خرید و فروخت میں تھاکر اگیا اور انکی انگلیوں کے سانسے قتل ہو یا سی گویا پہلی شاخ محل فساد سے پیدا
 ہوئی اور انگریزوں کے سودا دوسرے فرنگیوں نے بھی اپنی اپنی کوششوں کے نشان کو اوتار لیا اور اسی
 طور سے اپنی ترش کا اظہار کیا غرض ۱۰ ماہ مانج سنہ مذکور کو ایک مائڈرین جلیل القدر جس کا نام لن تھا مفتوکا
 بیجا ہوا شہر کا نشان میں پونچا اور آئے ہی اشتہار دیا کہ جس قدر ایفون جازوں اور گولوں میں ہونے والے
 کی جاوے اور تمام تجارت فرنگ سے قوت راہیں شرط کے ساتھ تحریر میں آئے کہ بار دیگر کوئی شخص ایفون
 کا کاروبار کرے گا وہ اس کا قتل ہو گا چونکہ کستان الٹ صاحب جو اس وقت سرکار انگریز کے ٹکے لکھنے
 کا نشان کی تجارت میں تھے بند رکھا تو میں کسی کام کو گئے تھے تجارت انگریز نے اس اشتہار کا جواب
 انکے اپنے موقوف رکھا اتنے میں ۱۹ تاریخ کو لن نے حکم دیا کہ اہل فرنگ کی آمد و شد در بیان مکاؤ اور
 کا نشان کے موقوف ہووے بلکہ اپنی اپنی کوٹھی سے باہر کوئی انگریز نہ نکلے چنانچہ ہم ۲۰ تاریخ کو کستان
 الٹ صاحب جو نہیں کا نشان میں اگر اپنے مکان پر اوڑنا جا یا کسی کو ان خیالوں کے جنگ کماٹو گمیر
 لیا اور سبیل سے وہ بزرگ بھی قیدیوں کے شریک ہو گئے اور لن کی جگہ میں ایسے اگلے
 سترائیسویں کو انھوں نے جمیع تجارت انگریزی پر اشتہار دیا کہ بالکل ایفون کو جالہ کرین چنانچہ بیس ہزار روپے
 صندوق کو سودا گروں نے مجبوراً کوٹھی سے نکال لیا اور دس ہزار صندوق جازوں کو اوتار لیا اور
 سہ اپریل عیسویں تک لن نے اس ایفون کو طرح نقصان کیا کہ تین بڑی بڑی کمانیاں کھدا اور تیرے کھدا کے
 ایک ایک مقدار ایفون پانی میں گھول سکاو میں پینکی جاتی تھی اور لوگ نمک اور چونا و سمین مخلوط کرتے تھے
 باوجود اتنا نقصان انگریزوں کا کرنے کے لن نے نہ چھوڑی انکے گھروں پر سے موقوف کیا بلکہ زیادہ شد
 سے نظر بند رکھا اور اشاروں میں مٹھو و سرائے اشتہار چلا کہ انگریز کا نشان سے اگر چلے جانا چاہیں تو چلے جاویں
 بشرطیکہ پھر اپنا سونہ نہ لکھا وین چنانچہ اسی اجازت کو اس حال میں غنیمت سمجھ کر کستان صاحب بوضوٹ اور دوسرے
 سب انگریز کا وین آئے یہ لیکن اور ہی افواج طے سے ختاہوں نے ایذا پہنچائی یہاں تک کہ تیسویں گسٹ
 انگریزوں نے جزیرہ ہانگ کانگ میں اقامت اختیار کی اور جب اسی مہینے کی اکیسویں کو لن نے تمام

ختائیوں پر ہتھارت کے حکم دیا کہ انگریزوں کو جہازوں کو ہار دین مار دین تب کپتان ایٹ نے بندر کا نشان
 میں ختائی جہازوں کا آنا جاننا بند کروا دیا ملائکہ صرف ایک سی جہاز ملکہ انگلنڈ کا سی ولا آڈا اس مقام
 پر تھا غرض جب دوسرا انگریزی جہاز مسی ہی سائنسہ شروع ماہ ستمبر میں پنجا لیت صاحب نے قصد کیا کہ کچھ
 بندوبست ہوئے تاکہ تجارت موقوف نہ ہو لیکن کئی حرکتیں ختائیوں نے ایسی کیں کہ مطلق اعتماد اور
 قوال فعل پر کرنا خلاف عقل کے نظر آیا چنانچہ تھا نیسوں کتور کو الیٹ صاحب اپنے بیان کے دو جہاز
 کو ٹیکس کے پاس گئے اور ایک خطاس مضمون کا بھیجا کہ اگر ختائی ایذا رسانی سے باز نہیں آؤ گے
 تو انگریز انتقام لیوینگے اسکا جواب یہ ملا کہ دوسری مہج کو خالی میر لہر کانا نام کو آن تھا جنگ جنگ لیکر لٹکو
 آیا اور انگریزوں نے صرف دو جہاز سے سب کا مقابلہ کیا اور چار گہری میں تین جنگ کو ڈوبادیا اور
 تین میں اگل لگا دی اور باقی لوگ بچے ہو کر ایدہر او دہر بنا گیا ہوسے اس شکست کامل کو لسن نے
 فتح قرار دیکر مغفور کو اطلاع کی اور اپنے بھاگنے کو انگریز کا کرنا ٹھہرایا لیکن حقیقت حال دربارینوں ملکہ
 تو وہ عہدے سے منزل کیا گیا پھر قتل کا سال اسی وضع سے تمام ہوا اور اسی عرصے میں لندن
 میں تمام کیفیت گئی اور وہاں سے ملکہ نے حکم نواب گورنر جنرل بہادر کے نام میں بھیجا کہ فوج بحری کی
 ختائیں واسطے انتقام کے روانہ کی جائے چنانچہ اس کے بموجب سولہ کی تیسویں جون کو چودہ جہازیں
 اور چار دوفانی اور پچاس جہاز بار برداری کے اور چار ہزار فوج خشکی کلکتے اور مندراس سے سیلنگاپور میں
 پہنچی اور سرکارڈن برید بہادر کے تابع لشکر بحری تھا اور کرنل بل صاحب گورونکی اٹھا جو میں پلٹن کے
 سردار فوج خشکی کے ساتھ پہنچائی حکام یہاں تک واقعہ انگریزوں کی ہمت اور سپاہ گری سے تھے کہ بہت اشتہار
 مضمون کے انھوں نے چھاپ کر بھادو کہ چالیس ہزار روپیہ اس شخص کو دیا جایا جو دشمن سے سہی
 توپ مارے ایک جہاز کو پھین لایا گیا اور بیس ہزار اسکو جو اسی جہاز کو بھلا گیا اور انگریزی میربحر کو گرفتار
 کر کے لایا گیا دس ہزار پانچا غرض اسی طرح ہر شخص کے مارنے یا گرفتار کرنے کے لیے ختائی حکام نے
 نسخہ مقرر کیا لیکن وہی روز میں ان باتوں کی لغویت اور اپنی بے وقعتی اور انگریزوں کی سپاہ گری کی کیفیت
 کامل گئی کہ انگریزی جہاز جنگی چوہیس توپ والا جسکا نام بلانڈ تھا جب قلعہ ایلٹے کے قریب پہنچا اور

خانی میربحر کو خط دینے گیا اور نام صاحب ترجمہ کشتی پر سفید نشان علامت ایچی گری بلند کر کے کنارے
 متوجہ ہوئے اور خانیون نے غلاف آئین جنگ کے اوپر گولہ مارا بلکہ قلعے اور کنارے کے مورچوں سے
 دفعہ توہین اوس جہاز اور ایچی کی کشتی پہنچے لیکن تب پاکستان شیر صاحب نے بلا ٹکڑے قریب لجا اور فسیلوں
 سے ٹکڑے دو گھنٹے تک ایسی باڑہ ماری کہ قلعے کے سپاہیوں کی ساری سپہ گری بھول گئی اور کئی سیاح
 بن آئی لیکن چونکہ انگریزوں کو قلعے پر اوس وقت دخل کر لینا منظور تھا اور اوسکا قبضہ مین آنا تالی
 کے تصفیہ کے لیے کچھ روز متلاہم انہوں نے صرف اسی قدر مزاد ہی پس بھی لیکن خانیون نے
 مشہور کیا کہ تمام جو انگریزی کو اور انہوں نے مہاراجہ بعد اوسکے جویرہ جو ڈانگ کی سمت ہمارے
 بیان کی بحر علی اور شہر نیکیائی کے مقابل میں رکھی اور سرکار ڈن بری نے اوس کو دعویٰ انگریز کے
 دخل پانچا کیا اور جمعہ گھنٹے کی مہلت دی کہ خانی سوجین کہ تا بعد اری اور جنگ کرنے میں ہتھ پکڑ
 تب خانی میربحر نے انگریزوں کو ہت شبانہ روز کے عرصے کی پیش کی اور انگریز دن نے قبول کی حالانکہ
 اوپر ظاہر تھا کہ یہ مہلت جواب صاف اور ناطق فیض میں صرف اسی واسطے طلب ہوئی تھی تاکہ
 سامان جنگ کو زیادہ تر میا کرنے کی فرصت ملے غرض پانچویں جولائی کو موافق اقرار کے اڈھائی
 بجے دن کو اوزانیک توپ کی جونین ایدہر ہوئی خانی بحر اور قلعے سے دفعہ بارہ چلی اور ادھر سے
 بھی ہوئی شروع ہوئی اور کئی لمبے میں انگریز کے گولوں نے فساد کر ڈالا اور تین گھنٹے میں شاہ بھٹنڈ
 کا نشان فسیلوں پر اوڑا اور چونکہ شب ہوئی اس لیے شہر پر حملہ صبح تک ہو قوت رہا لیکن جاگروان کا آسا
 شرمندہ ہوا کہ ڈوب مرا اور باشندوں نے راتوں ات فرا کیا یہاں تک کہ فجر کو فوج خشکی انگریز کی
 تلے کے واسطے جب تیار ہوئی خبر ملی کہ حاجت لڑائی کی نہیں ہے کیونکہ شہر سنان پڑا تھا عرض لوگوں
 نے دیکھا کہ سچ ہوا اور بے تحلف اوس میں اور شہر کینک مائی اور جزیرہ چوزان میں صاحبان کا دخل
 ساتویں جولائی کو پاکستان الیٹ صاحب کے چھاپا نر بل الیٹ بہادر میربحر جو شاہ لندن کے مقر کیے
 ہوئے تھے پھر بحر کے ملک ہوئے اور کرنل برل صاحب کو اوس جگہ کا حاکم بنا کے اور پھر
 فوج دہروان متعین کر کے باقی کو لیکر تیسویں جولائی کو صوبہ علی کے تہذیب کی طرف روانہ ہوئے

چونکہ حکم دیکھ کر خراسان کے رسوم اور دستور کے خلاف کوئی بات وقوع میں نہ آئی اور کراچی میں
 نے اپنی فوج شہر کے کسی پختہ مکان میں اتارنے سے مذہبی اور عیسائی کی دین پر ڈیرا کھڑا کیا اور انگریزی
 اہل کاکا کھانا سالانہ حالانکہ انہوں نے بارہا کھانا کھینا اور نہ شک ہو اور کھانا تمام پرانی جاہل جس میں نباتات
 سرٹے میں اور جبکہ ایسی جگہ کے انجری ہمیشہ مہلت تھیں تو وہاں رہنا خلاف عقل اور تجربے کے ہر
 عرض اکوڑوں کی صلاح اس بزرگ نے نہ سنی اور فوراً انکی بات سنانے آئی اور چھ مہینے میں چارسی
 اڑتالیس گز سے صرف تو چھانے کے کچھ دین پٹن پہنچا اور پٹن اور دوسرے امراض میں مبتلا ہو کر
 مر گئے القصد پندرہویں گشت کو کراچی کے پھر میں جبکہ علمنا بندر چلی میں پہنچا پوچھی اور سردار کشن
 نے جو قائم مقام کن کا ہوا تھا اپنے نائب کو بھیجا انگلستان کے وزیر عظم کا خط منگوایا اور اہل بحر کو مخبر کیا
 سردار کا حکم صادر کیا اور دس روز کی مہلت فقور کے دربار سے جواب منگوانے کے لیے جا ہی چنانچہ
 دی گئی اور اس عرصے میں کشن نے کھانے پر قات کھڑی کر کے لیٹ صاحب کی دعوت کی اور بیخبر
 اور بے خبری کے ساتھ اس سید سے ملاوے لکڑی کو اس کے قول فعل پر اعتماد ہوا حالانکہ یہ مہلت مسلمان جنگی
 مبارک نے اور قرار دہی رکھنے کے لیے طلب ہوئی تھی بلکہ اس خدائی قوائم گزروں کے اس قدر اہل
 کے قریب ایک ہی جوت تھا کہ اس نے خوشامد ہی امید سے کی تاک کسی جیلے سے جسے فاصلے بجا رہیں
 دس در تمام ہونے سے چہرہ زار اور کی مہلت اس نے جا ہی اس کے بعد یہ فقرہ دیا کہ دربار فقور سے
 حکم آیا ہے کہ چونکہ دنا شہر کا نشان میں شروع ہوا ہیں اسکا تصفیہ کرنا لازم ہے غرض اسی طرح کی باتیں بنا کے
 کشن نے اسی جگہ سے جہان سے فوراً پائے تخت کے ملک پر چڑھائی شکل سختی جہازوں کو منلو
 کے کاغذ ان کی طرف لے جا کر کوکھا اور کپتان لیٹ بھی ایسے سیدھے تھے کہ شل مینا کے اسکا حکم
 آپ ہی پڑھے لکے انصاف بھروسہ سمجھتی اور کشن نے خشکی سے دیکھی اسی عرصے میں دو جہاز
 لکڑی جو جوڑان کے خبر سے سے کلکتہ کی طرف روانہ ہوئے تھے ماہ میں مارے گئے اور ایک
 لکڑی بچے پائے آفت کے ماہ سے کشتی پر جزائر کو چڑھا اور اسی جگہ کے اخیر میں پہنچے اور وہاں
 لوگوں نے نہایت دلجوئی اور نیک چارے مصیبت زدوں کی کی اور کھانے پکڑے اور رہنے کا

سامان حاضر کیے خلاف اس کے دوسرے جہاز کے چار شخص کو جو اس بحرِ خضار سے بچے اور
آفت کے مارے خاکی سڑ میں پڑ پڑے فوراً سیکڑ چینیوں نے آنکر گمبیا اور بی بی نوبل صاحبہ اس جہاز
کے نازدکی ان وجہ کی گردن میں اول مرد کوں نے بھاری زنجیر دے رہنہ پا اور رہنہ گھسٹ کے
کوئی دس کوس لے گئے اور ایک شہر میں رہس جو کہ اس بد بخت کو کٹر کر کے انوع طرح کا کیل کیا
اور آخر کو لوہے کے گزبھ اوئے اور پون گز لٹنے اور ادھ گز چوڑے قفس میں اسے بند کر کے
نینگ پوکے شہر میں لے گئے اور ساتھ میں انگریز کے جو اسی جہاز کی تباہی کے شریک حال
تھے زنجیروں سے باندھے قید شدہ میں ڈال دیا آگے ان لوگوں کا زیادہ حال
کھلے گا لیکن یہاں ایک نقل عجیب و غریب لکھنا چاہیے جو اس وقت قیام میں آئی
شہر مینے کی بندھوین تاج کو آتش ٹر و تھر صاحب مندر اس کے توپخانے کے کشتان شام کو
وقت اپنے خیمے میں مسکر کے اندر شہر ننگ ہائی میں سوئے ہوئے تھے کہ دفتہ خواب میں چمن ہارے
اور ہاتھ پاؤں پھینکے اور قدم بھوننے سے اٹھنے کا کرنے لگے دوسرے ایک صاحب نے دوڑ کر بھاگا دیا اور کہا
خیر باشد کیا حال سو تب آتش ٹر و تھر صاحب نے ہوش نہ حال کر جواب دیا کہ اس وقت خواب بر شان
اسطورہ کا میں دیکھ رہا تھا کہ میں جو باہر مسکر کے بدستور سیر کرنے اور جا بجا کی لغویر کیٹنے کو گیا تو ختایوں نے
دغا سے کھیر کر مجھے بندہ الا اور میں ان کے ہاتھوں سے چھوٹنے کے لیے زور کر رہا تھا اور مدد کے
لیے جلاتا تھا کہ تم نے جگا دیا غرض ہ بات رفت و گذشت ہوئی لیکن دوسرے ہی روز اس کی تعمیر اس طور سے
ظاہر ہوئی کہ صاحب موافق دستور کے شہر کے شمالی دروازے سے تنہا صرف ایک بڑے خلاصی کو ساتھ
لیکر نکلے اور سب کی طرف گئے اور دس بارہ قدم چلے ہوئے کہ پھر کے اونھوں نے دیکھا کہ ختایوں کا
ایک خول آتا رہا ہے جو ان کو نگہ ہوا کرتا ہے کہ دوسری لکڑی اونھوں نے لی کہ اتنے میں وہ گرد آن
پونجی اور اس میں سے ایک سپاہی دفتہ نکلا اور اس بڑے خلاصی کو مارنے ڈراوہ بھاگ کر صاحب
کے پاس آیا اور اونھوں نے چونکہ دستیار پاس تھا اسے کی گھنٹی اس کے ہاتھ سے لیکر اس میں
ختائی کا مقابلہ کیا وہ تو مہیا لیکن دوسرے ختایوں نے بھاگے اور برچھے سے گنہ لیا غرض ان

اسکے صاحب نے بیٹھے ہٹے سمجھون گئے دار کو زود کا اور چار شخص کو اسی گھنٹی سے ماور کے
 لگا دیا اتنے میں وہ غلامی جو کچھ پیچھے پڑ گیا اولن حرا زادون نے اس بڑے کو فوراً لے ڈالا اور
 ہچکار کے پتھروں سے خوب ہی کچلا اپنے رفیق کے گرتے ہی صاحب نے اسے بچانے کے لیے
 حملہ کیا اور پچھا جو خالی پڑا خانیوں نے موقع پا کے صاحب کو ایسا ہاتھ مارا کہ گھٹنوں کے بھال آتے
 سے اس پر بھی دو چار ہاتھ لڑے لیکن اتھون کا جواب لسان تک در کب تک ہو سکتا ہے اور کار صاحب گرتے
 اور اون مرد کو نلے سے ری سے ہاتھ پالو بانڈھ نہ میں ڈٹا دے کے نینگ پو کے شہر میں
 لے گئے غرض قبل جانے کے عزم یہ ہوا جس سے اون حضرات کی بہادری ثابت ہے کہ باوجود
 سر سے تپا رہی لپٹ نے کے صاحب کے گھٹنوں پر دس میں ضرب لٹھی کے مار لیے تاکہ ایسا
 نہ کر راہ میں ری توڑ کر بھاگ جاوے اور اون کے سینہ پر چھ بیٹھے خیر جب شہر میں پہنچے کوئی دس
 سیر کی ٹیری اور کڑے ہاتھ پانوں میں ال کر ایک قفس میں جو گرنہ لمبا اور کھجور کا اور تھوڑا سا
 ڈال دیا اور خوب ہی کساکہ سوا کو ڈھونڈنے کے کچھ جارہ تھا اسکے سوا اور نام دے ایسے ہوئے
 تھے کہ گلے میں ملوک دیکر زنجیر سے ہاتھ پانوں کو باندھنے کو مکان کی حجت سے منتقل کیا اور شب کو
 ایک شخص سر ہانے میں شمع رکھے قفس کے قریب سوتا تھا اور اعلب ہے کہ شمعیں پہاں دو
 خانیوں سے بہا دیتا اور بیب کمال ہمت اور دلاوری کے مطلق ترس و ہیبت نہیں کہتا تھا کہ قفس
 کے اندر سے قیدی شاید چھوٹے یا وہیں سے اونچلی کروے تو غضب ہووے القصہ یہی حال کوئی
 میں نے خبر ہا اور علاوہ اس نقل کے ضرور نہیں کہ خانیوں کی نامردی اور بے بس پر حیرتی کے باوجود
 کوئی فضل اور تحریر پذیر ہووے بلکہ حق تو یہ ہے کہ حیرتی اور زبردنی لازم و ملزوم ہے اور بہادری کا
 دل ہوئے نیشن وی زندگین بی بی فوہل صاحبہ اور عوگل صاحبہ باقی انگریز ہے جو جہاں کی جہاں
 میں خانیوں کے ہاتھ پڑے تھے ملاقات ہوئی اور سمجھون نے اپنی اپنی ساری مٹی کہہ سنائی
 ایک اور نقل قابل یاد کے ہے جو اسی میں بن وقوع میں آئی ہے حال یہ کہ انگریز کے دور کے کہا
 اور ترے اور سودا خیز نے جو زمان کی گرد و نواں میں گئے روپیہ سوچا اس لیے کہ جس کے چھین

تھے اور بڑے کے ہاتھ میں دونالی بندوق تجربے سے بھری ہوئی تھی کہ اتنے میں ایکسانی
جو بکری ہانکے چلا جاتا تھا سوراہین ملا دو چار بکری کو دیکھو بھال کے انگڑی کے لڑکوں نے دامن چھو
اور جھپٹکے نے جیسے روپیہ بٹ بٹا لایا اوس ختانی کا لالچا یاد و نو کو کم سن لیکر بھگا کر روپیہ لینا اونی ہی تھا
اسی خیال سے دفعہ چھٹکے کو ڈرے کو گود میں اٹھا کے گانو کی طرف لے بھاگا لیکن خند قدم نہیں
گیا تھا کہ دوسرے لڑکے نے فوج اور بندوق اوسکے کان میں لگا کر داغ دی ادھر دم سے بد گوا
اور ادھر سے کئی ختانی اوکو پکڑنے کو دوڑے تب جھپٹکے نے کہا بھائی تمہاری باری ہو چکی یہ چونچے سی
سے مجھے بندوق دو چنانچہ جھپٹکے نے لیکر چھتیا کے کھڑا رہا اور جو نہیں زور ختانی کو پیچھے سرے والے
کو جن کر ایش بہت سے اوس نے سینے پر چھرا مارا کہ وہ بھی اوندھے منہ گرا اوسکا خاک پر بوسہ
دینا تھا کہ بالکل ختانی لمبے ہوئے اور یہ دو لڑکے ایک تیرہ اور ایک پندرہ برس
والے کے سامنے سے ایسے کئی خنسکے ہاتھ پانوں والے بھاگے کہ دیدہ شنیدہ ہو
بہادری کی جس قدر کمی اس قوم میں پائی گئی اسی قدر زیادتی اسکے مزموم یعنی دغا بازی
کی ظلو میں ہمیشہ انی چنانچہ کشن نے فقرہ دیکر چھو کے مہانے سے انگڑی کی بکر کو کھلوادیا اور آپ بظاہر
قصہ کے تصفیہ کے واسطے اسی سمت روانہ ہوا لیکن مہنا کے اوسے مقصود تھا کہ برابر باتیں بناتا رہا
اور اوسکی خوش فہمی تھی کہ کستان الیٹ صاحب کا سادہ لوح اور صاف عتقاد شخص اوسکے ہاتھ لگ گیا
اور اوی سبب سے بیسوں اقرار اوس نے کی اور بیسویں کے خلاف وقوع میں آیا العوض جب سارا سا پان
قلعہ بندی اور فوج کشی اور بڑھکی مضبوطی کامیا اور کشن کو زعم فتح کا اپنی چالاکی اور الیٹ صاحب کی بیوقوفی
سے دل میں پیدا ہوا تب اوس نے چپٹی خجوری سے لے کر کوغفور کا فرمان دے کھلا یا جس کے مضمون کا خلاصہ یہ
کہ تو کی عوضی سے بالکل حال قوم نامہ شہید اچیل یعنی انگڑی کا معلوم ہوا اور کشن کی عوضی سے بھی تھا
ہو کہ یہ بد لوگ آگے سے زیادہ کستان خان بابہ کا سٹامین میں غصے میں پس چونکہ حکم عالی تمام حاکموں
اور سپہ سالاروں پر اس مضمون سے جاری ہوا ہے کہ قلعہ بندی کو زیادہ مضبوط کریں اور ہر وقت
طیار رہیں لہذا جمیع مامورینوں پر یہ فرمان صادر ہوتا ہے کہ اگر اوس قوم جاہل کو بختار یعنی انگڑی راہلو

کا کوئی شخص نہ جو بہت دیوے التفات اس کی طرف مطلق نکی جادوے اور اگر کوئی جہاز نکالے تو توپ کے گولوں سے اس کو غرق آب کرنا چاہیے الغرض مسئلہ کی پانچویں سمجھ کے کشن نے رفع فساد کے بہانے سے پکستان اہلٹ کو قہر دین پر رکھا تھا اور درپردہ مغفور کو زیادہ بدگمان کر دیا کی طرف سے کیا جیسا کہ خود فرمان سے ظاہر ہے لیکن دروغ کو فروغ نہیں کیونکہ مغفور کے ساتھ دروغ کوئی کرنے میں آخر کو مغرول ہوا اور انگریزوں کو جو ٹھکانہ لکھ کر جو فوج آکر سہ کیا اس سے کچھ فائدہ ہوا کیونکہ فاروقی لڑائی اور خانیوں کی خونریزی اور خرابی قبل اس فرمان کے وصول کے وقوع میں نہیں آئی تھی بلکہ یہ چوہین جو حلیہ اور بیان میں آہن مثال اس دھکی اور گھر کی سے رکھتی ہیں جو قبل و شخص کے ہاتھ پائیاں کرنے کے طور پائی ہے ۔

ساتواں باب

بیان لڑائی کے برقی کے وقت سے تا بہت تمام اور وقوع حملہ دھماکا درمیان ملک تھا اور پکستان جو مشہور لقب بعد نامہ نگار ہے

حبوت کشن نے موقع دیکھ کے فرمان مغفور سی پیش اور اپنے اصل طلب کا اظہار کیا پکستان اہلٹ صاحب بیچارے پر تب ثابت ہوا کہ اس لائی نے کلنگ کا ٹیکا اپنی پشانی پر بے فریب اور دروغ کوئی کے دیا حالانکہ اور انگریزوں کو اول ہی سے شک اس تا تا رہ کردار کی رہتی گفتار و رفتار کے باب میں پیدا ہو چکا تھا الغرض اس وقت انھوں نے دیکھا کہ منزل مقصود پر پہنچنے کے لیے کشتی تدبیر کو دریائے سندھ کے دھارے پر چھوڑنا واجب ہے اور اجازت امیر فوج اور امیر بحر کو دی کہ صبحی کو جو مناسب سمجھیں عمل میں لاویں چنانچہ ساتویں جنوری ۱۸۵۷ء کو بحر فوج خشکی کے لیے کھلی اور متوجہ مقام لوگ کے قلعوں کی طرف اترے قلعہ میں کوس کا نشان کے ہے ہوئی اور نوین تار کو وہاں سے تین کوس کے فاصلے میں لنگر گاہ پر آئی اور تین دو خانے جہازوں پر بس اور ان پر پیرا اور پیرا کا پرچہ کے قریب تیرہ سے ساہ ہر قسم کی توپیں لیکر کٹائے میں قلعہ چھٹی کے خشکی سے ہلکے کوئی اور سحر برائے صاحب گورے کی ۲۴ پلٹن کے سالار و غول میں اسکی صفیں باندھے طیارے کے مصلیوں کی توپوں کی بارہ کم ہونے سے ہلکایا جادوے اتنے میں پانچ جہازوں نے سورجون کے

مقابلہ میں لنگر کر کے بم اور دوسری قسم کے گولوں کی بوجہ قلعوں پر ایسی برساتی کہ خانی سب
 اپنی توپیں چھوڑ کر جو نہیں تیجھے بیٹے اور بھاگ گئے پرستندہ ہوسے خشکی کی فوج نے ایک حملہ دراندہ اور
 جرات متنازعہ سے فوراً مورچوں کی پونہ پونہ بنوایا اور جہازوں کی ناؤں پر بحری فوج بھی سمندر کی طرف سے
 قلعوں میں داخل ہوئی اور وقت عجب طرح کی گشت و خون خٹائیوں کی ہوئی کہ میان سے باہر سے
 اور انگریزوں اور خٹائیوں سے ویسے ہی مقابلہ ہوا جیسا شیر اور بکریوں سے مختصر یہ کہ ادھ کھٹے میں
 قریب چھ سے خٹائی ہلاک اور اسی قدر بلکہ زیادہ مجروح ہوئے اور انگریز کی طرف صرف اتریس آدمی
 زخمی کیے گئے اور اکثر انہیں اتنے ہی گھائل ہوئے کہ دوسری بی بی میں چنگے اور ٹھکڑے ہوئے +
 ایدھر چھپی کے قلعے پر ملکہ انگلستان کا نشان فتح تو امان اڑا اور ٹھیکرس انہیں دو فانی نے تنہا
 تمام بحر خٹائی سے جس میں اسی توپیں تھیں مقابلہ کیا تو پہلا بم کا گولہ ایسے نشانے سے لگا یا کہ خٹائی میربحر
 کے جہاز کے عین صحیح میں جہاں تو دے باروت کے تھے پونہ پونہ اور جہاز تمام لوگ قریب دو
 کے جوا پر تھے آسمان پر اڑ گئے اور کسی متعجب بن کے ایک عضو کا ٹھکانا نہ لگا +
 بعد اسکے اور گیارہ جنگ کو ادھنے تباہ اور باقی کو تین تیرہ کیا انہیں اس طرف خٹائی بحر کا
 قصہ یوں فصیل ہوا اور دھوبگ کے دوسرے قلعے ٹیکاک پر جہاز انگریزی نے مورچوں کے مقابلہ
 لنگر کر کے دھما دم گولہ مارنا شروع کیا اور کھٹے جہاز تک خٹائیوں نے بھی جواب دیا عرض جب اونکی
 توپیں کچھ دبا گئیں فوج بحری نے کشتیوں پر چڑھ کے فصیلوں پر حملہ کیا اور کوئی ادھ کھٹے تک تلواروں
 اور سنگینوں کی چوٹیں برابر ملیں آخر کو خٹائی نہریت عظیم ادھٹا کے بھاگے اور قریب سو شخص میدان
 پر رہ گئے اور اس قلعہ میں بھی ہمارے یہاں کا تیو بجا انہیں ان دو لڑائیوں میں مقابلہ درمیان دو
 ہزار فوج خٹائی مع سو توپوں کے اور تیرہ سو سپاہ انگریزی مع چند توپوں کے ہوا اور نتیجہ وہی طو
 میں آیا جو میان کیا گیا ہے + دوسرے روز قلعہ کی بعض توپوں کی جنگ دانی میں ہوسے کے
 کھٹے مار کے ناقص کر اور بعض کو سمندر میں ڈال کے انگریزی فوج پھر جہازوں پر سوار ہوئی اور
 واٹک اور ٹانگ اور آٹنگ مٹی کے قلعوں کی طرف پر توجہ ہوئی اور ٹیکس نے بدستور کے عجیب

سے فوج خانی پر جو فوج کشی کئے آنگ مٹی کے کبارے پرستہ جنگ کے تھی گولہ مارنا شروع کیا تھا کہ دفعۃً کپتان ایٹ صاحب نے جہاز کے مستول سپید نشان علامت صلح بلند ہو کر دیکھنے بنیس کی بارہ موقوف ہوئی اور ظاہر ہوا کہ کش نے پیغام صلح کا بھیجا چنانچہ بیسویں جنوری کو کپتان ایٹ صاحب نے ہتھاماس امر کا کیا کہ غلہ شرائط عمدہ جس پر کش نے خطا کر سکیا موجود تھا ایک تھی کہ جزیرہ ہانگ کانگ شاہ لندن کو نذر دیا جاوے اور دوسری سہہ کہ ایک کروڑ بیس لاکھ روپیہ تادان و خسارہ جنگ انگریز کو ملے اور تیسری یہ کہ دونوں ملکوں کے اہل کار کے درمیان نامہ بیام برابر کے رتبے کا ہوے اور چوتھی یہ کہ باب تجارت خانی سال نو کے دس روز بعد سے پھر کھلے شخص ان سب شرطوں میں سے صرف یہی پوری کی گئی کہ ۲۴ جنوری کو سرکار انگریز کے دخل میں جزیرہ ہانگ کانگ آبا اور ستائیسویں کو کش سابق کیطح کپتان ایٹ صاحب کو دعوت کھلا پلا کے اور لطیف و رغبت سے محبت چٹرا اور قد خوش آمد کوئی سے تلخی ستھایت کو دور کر کے تیرہویں فروری تک فقر و فاقہ بھلا رکھا لیکن جب یہی تاریخ معہودہ واسطے ایضاً شرط پیمان کے گذر گئی اور کوئی صورت تصفیہ کی نظر نہ آئی بلکہ خبرداروں نے خبر پونچائی کہ چاروں طرف کے صوبوں اور برگون کے کش فوج کی صفوں کا نشان کی طرف ہو رہی ہے اور دن بدن سپاہ کی کثرت اور قلعہ بندیوں کی مضبوطی زیادہ ہوتی جاتی ہے تب اپنی سادہ دلی پریشان ہو کر ایٹ صاحب نے حکم دیا کہ ڈائی پھر شروع ہو چنانچہ بیسویں فروری کو سرکاروں بربرہاد قلعہ آنگ مٹی کی فتح کو بھر لیگئے اور اس مقام پر خانیوں نے قلعہ بندی اور توپخانے سے ایسا سامان جنگ کامیا کیا تھا کہ اگر ان کی جگہ براکر دیوے تے اور جس طرح سے ہمارے بہان کی بحر مقابلے کو گئی تمام روئی زمین کہ جہاز حج ہو کر گرنے آئے تو زبردستی پھینچتے مارے گولوں کے تختے تختے اونکے جدا کر دیے جاتے اور بعض جہاز فلک الافلاک پر اتر آدے جاتے اور بعض تخت التری کی خبر لیتے لیکن اول تو خانیوں کو جرات کہان اور دوسرے بہرہ تولد جنگ اور گولہ اندازی سے ایسے ناواقف تھے کہ اپنی دانست میں نشانہ جہازوں پر لگاتے لیکن گولوں کو معلوم نہیں کیا رحم آتا تھا کہ کیا پس آتا تھا اور کیا کہ تھوڑے گھنٹے میں اندیشہ تک انگریزوں کو پہنچا

پاوکوس یا دھر سے اور پاوکوس اور دھر سے نکل جاتے تھے غرض مجیسون فوری کی نسام کو کپتان کو پھرتا
 اور دوسرے انسرون نے اڑھائی سو فوج لے ایک ٹیکرے پر تین توپیں چڑھا کے دوسرے کو
 علی الصبح شمالی واکنگ ٹانگ کے قلعے اور خانی مسکر پر چوہا پھرتا رہی میں واقع تھا مناسب مقامی
 گولہ مارنا شروع کیا اور بہ بات قابل کٹنے کے ہے کہ قریب دو سو توپوں کے گولے خانیوں کی طرف
 سے چھ گھنٹے تک بے طرفہ اعلین کٹنے کے ان چند آدمیو پر بارون بجاوون کے منہ کیلئے برسے
 لیکن ایک شخص ہماری طرف کا مخرج ہوا اور اتنے گولے مسدس میں گرے کہ دریا کا ملا آہنی ہو گیا ہر
 عرض اس ٹکرے تک نہت کا بھی کوئی گولہ نہ پونچا کہ اتنے میں قریب دو ہر کے پناہ جاز نے دریا کے
 مشرق پہلو کی گرھوں کے مقابلہ میں اگر گولہ مارنا شروع اور تین جہاز نے مغرب کے کنارے
 کے قلعے کا سلنا اسی طور سے کیا اور باقی بحر نے شمال کے قلعوں کی توپوں کا جواب دیا اسی
 بیان سے ظاہر ہے کہ خانی قلعے تین طرف سے تھے اور بحر انگریزی سیج میں مینے دسے مثل دوسرے
 کے اور یہ مثل مرکز کے واقع لیکن بائیں بحر خیز گولے کے جو بعض جہازوں پر ان گولے باقی خالی گئے
 غرض گھنٹے بحر میں انگریزی کی توپوں نے ایسا کام کیا کہ دو چار گولے جو نشانے پر آتی تھی تھے رک رک
 آتے تھے تب سرفنگ سن ہون صاحب مہادر صرف تین سے جہازی سپاہ اور گورون کو لیکر
 آنگنگ ہی کے قلعے کے کنارے پر اترے اور فیصلہ تو چڑھنے میں ریاضہ فراغت بحسبہ ایک
 مقام کے نہ پائی اور اس قلعہ خانی اسیر بحر کو آنگ صرف کئی سہار کو لیے قدم بھر جیتے ہی نہ سٹا
 اور اس مردانگی سے مقابلہ کیا کہ ہماری فوج سے بے ساختہ واہ واہ کی صدا اٹھی اور ادھکی دلی ہیسی
 پسند آئی کہ جب بد اشتہار لڑائی دوسرے روز کو آنگ کے دوست و یگانوں کی لاش کو ڈھونڈنے
 لگا اور صندوق میں رکھ کر دفن کرنے کو چلے تو سلامی کی توپیں انگریز کے جہازوں سے چڑھیں اور
 اور نشان نصف منزل تک موافق اوس دستور نے کہ کسی جلیل القدر کی میت میں موتا ہے لٹکایا گیا تھی
 بڑی لیل انگریزوں کی قدر دانی کی ہے اور بہ بات کچھ دن لوگوں پر موقوف نہیں کیونکہ اس وضع کی
 طبیعت سب مہادر دن کی موتی ہے خواہ کسی قوم خواہ کسی مذہب اور رنگ و روپ کے ہوں (بہتہ

اگر اوس سے خانی واقعہ ہوتے تو ہزاروں آدمی جو بعد لڑائی کے گرفتاری کے خوف سے ڈوب کر
 بچ جاتے لیکن چونکہ دستور ہے کہ آدمی جیسا خود ہوتا ہے ویسا ہی اور نکو جاتا ہزاروں خانیوں میں سے کسی ایک کو
 بڑی طرح سے پیش آئے اور خدا سے ہم پر جانے کے حالانکہ جی انگریز کی جرات و حکمت کا شہرہ ہوا اس سے زیادہ فخر و کرم کا ادا
 الغرض آئنگ ہٹی کا قلعہ اس طور سے ہاتھ آیا اور میرزا صاحب نے قلعہ شمالی و آں تانگ پر ڈیڑھ ہزار
 خانیوں کو شکست دیکر نشان انگلستان کا بلند کیا اور حبسی طرح سے دوگ کے تمام قلعے فتح کیے گئے
 اور سو اداون خانیوں کے جو میدان جنگ پر خواب واپسین میں پڑے سب بانی سب پریشان ہو کر
 بھاگے اور غیس جہان نے میکاک کے قریب جو مسک خانی تھا اوس سے چینیوں کو بم کے گولوں اور
 چھڑوں سے بھگا دیا اور اوس جا پر ایک دشمن مقابلے پر نہ رہا لیکن خبر نہ پچی اوس جگہ اور عوام لوگ کے
 درمیان ایک مورچہ خانیوں نے نہایت مستحکم کر کے دو ہزار فوج اور سو اسی توپوں سے آراستہ
 ہے غرض ستائیسویں تاریخ کو کپتان ہر برٹ صاحب پانچ ہزار اور دو خانیوں کو لیکر وہاں پہنچا اور وہاں
 بڑی جواغردی کی اور برابر چولین دیر تک چلین لیکن بہادری بے سپرگی کے بیکار ہے اور جیت
 سے باوجود کہ خانی خوب ہے لیکن آنر میں باوجود غرض شکست سے خانی سخت متحیر ہوئے کیونکہ یہ فوج جدیدہ اور
 جنگ آزمودہ تھی اور صوبہ ہونان سے مخصو اس سیدھے منگوالی گئی تھی کہ گزیر کو شکست دیوں لیکن جب
 یہ ٹھہرے سمجھے کہ اب محنت عمل سے اونکو رک نہایا جائے چنانچہ پورا خودوں نے مصالحے کی بات کہنا بھیجی
 اور کپتان ایسٹ صاحب کی کچھ نہیں خاک حوالی اور مطابق اسی سادہ دلی گئے جو صاحب میں کئی دفعہ پائی
 گئی اور انہوں نے جنگ کی منتنا چار روز کے لیے کروادی اسی عرصہ میں لینے مایہ میسنے کی دوسری
 تاریخ کو جو جہز ل جو کا صاحب دارن پونچے اور افواج جنگی کے سالار ہوئے اور یہ وہی بزرگ تھے
 جو بعد اسکے لارڈ کاف ہوئے اور فرنگستان کی لڑائیوں کی ناموری کو سکھوں کو کئی دفعہ شکست دی
 اور آخر ملک پنجاب کو فتح کر کے زیادہ کیا اور انکی مرضی کے مطابق اگر کپتان ایسٹ صاحب عامل ہو تو وہاں
 کی فخرہ بازوں کی طرف التفات کیے گئے برابر اونکو شکست دینے ہوئے شہر کا نشان بن فتح کا نشان بلند
 کرتے لیکن میری مایہ کو حاکم کا نشان نے آن کر ایسا افسوں اونکے کان میں چڑھ دیا کہ چار روز تک

سجہ انگریز کا لنگر نہ اٹھا اور سوائے صلح کو واقع ہو گیا جہاں تک یقین لایٹ صاحب کو ہوا کہ بے محل
 اونھوں نے پانے سپاہی جو بنگالے کی پلٹنوں سے تھامین لڑنے کو اپنی خوشی سے آئے
 تھے رخصت کر دیے اور ایسے وقت میں ایک تو تھوڑی سی فوج انگریزوں کی تھی ہی تھی اور بھی کم
 ہو گئی غرض چوتھے روز اس خواب غفلت سے صاحب کی انگلی کھلی اور ساتویں باج کو بھاس لڑی
 اونھوں نے شہرت دی کہ خاتونوں نے دغا بازی کی اور اتنی فرصت تدبیر صلح کے لیے جہین لائی
 تھی غرض لڑائی جو پھر شروع ہوئی جتنی گرہیاں دریا کے دو کنارے پر انگریزی فوج کو شکست دینے کے
 لیے لگاؤے کا نشانہ تک اس قلیل عرصے میں بنائی گئی تھیں ایک بعد دوسرے کے فتح کی گئیں
 اور سمندر کی راہ سے گئی جہاز شہر کا نشانہ تک پہنچا اور پس اپنی دغاخی کئی نا ولیکد دوسری طرف سے
 ایک نالے کی راہ سے گیا اور تنہا سات گرہیوں کو واسطی طرح سے سمار کر کے جیسا کہ پہلی
 کی مانند کو ٹھوکر دے گرا دیتے ہیں وہاں کی بالکل توپوں کو جو سو سے زیادہ تھیں جہین کر جنگ
 والی میں لوہے کی سیخ مار کے غرق آب کرنا اور فوج کی جنگ پر تباہی لانا شہر کا نشانہ میں آتی پہنچا
 اور اس لڑائی میں ایسا ایسا کام اوس نے کیا کہ خود انگریزوں کو تعجب ہوا حالانکہ کتر کوئی بات ہے
 جس سے ہم لوگوں کو تعجب ہوتا ہے چنانچہ فرنگ کی حکمت نے یہ بہت ناشاد کھلایا جو یا عبرت کا لفظ
 لغت سے خارج کر دیا گیا ہے اور خاتونوں کا دم اوس کے دیکھتے ہی خٹا ہو جاتا تھا اور اونھوں نے
 جب ملاحظہ کیا کہ غیر کھینے یا بادبان اٹھانے یا اور طرح سے ظاہر کوئی قصد کرنے کے خود بخود یہ جہاز
 ہوا اور دھار سے اور جوار بھاٹے کی سمت کے خلاف مدبہ جری جانتا بے تامل حلا مہا ہے
 اور دشمن کی صورت دیکھتے ہی پورے فوج کی کثرت یا قلت کے طرفہ لعین میں جھگڑتا ہوا اور ان کی ان
 میں مارے گولوں کے اندھا بنانے کے چار سو پریشان کر دیتا ہے اور پناہ گیر ہونے کی فرصت نہیں
 دیتا ہوا سوائے اسکے عیس بانی یا کم بانی سمندر یا دریا یا ندی یا نالہ اوس کے نزدیک سب یکساں ہی رہتا
 کہ کھیتوں کے ہاتھ بھر بانی میں دشمن کو رگیدے کے چھڑے چھڑے کر ڈالتا ہے یہ حال دیکھ کر عیس بانی نے
 اوس غانی کا نام سچو شہطان رکھا چنانچہ انکے افسکار چار ہشتاد و حقیقت ہے کہ دغاخی نے اپنی

جگہ پر پھر کھانا ہون کی بھرون اور گڑھوں کو شکست ہی و نقصان کیا ہی کہ اوسکے ناخدا کپتان مال صاحب بہادر کو عمدہ میر کر کا اگر دیا جاتا تو اوسکی شجاعت اور علم جازانی اور چتری اور چالاکی اور عقل اور تجربہ کاری کے مقابل میں بہتر کم ہوتا اور اگرچہ اذکو بہہ پایہ مضابطہ کے رو سے نہیں مل سکتا تھا اور سنین ملا لیکن شاد باش جو خاص و عام ادنی سپاہی سے امرای لشکر اور ملکہ بنگستان تک نے کہا یہی کیا کم ہر ملک اسی طبیعت کے شخص کے دست میں اتنی قدر دانی بخشش سلطنت سے زیادہ ہی انھیں تیرہ دن کے بیچ میں انگریزوں نے مقابلے کے تمام دشمنوں کو صاف کر کے شہر کا نشانہ کے سامنے لنگر کیا کہ اتنے میں بدستور سابق پیغام صلح کا خاتون نے پھر بھیجا اور الیٹ صاحب نے بڑبڑاتے تجربوں کے پھر قبولی اوسی شرط پر کیا کہ تجارت پھر شروع ہووے اور اگرچہ مثل مشہور ہے کہ دنیا بڑا بڑا ہوتا ہے چنانچہ لفظ بنیادیں جزیری کی تعریف میں متناہوتا ہے لیکن اس بزرگ میں خلاف قاعدہ عام کے ہو قوفی اور بنیادینی کی حالت مساوی تھی ہذا اگر کے سے تجربہ نہ بھی ہوا رہتا تو عین اسی سمر کے عین دو ایک امر ایسے قوع میں آئے کہ خبر الیٹ صاحب کے تمام لشکر کے لوگ ادنی سے اعلیٰ کو یقین کج ہوا کہ تدبیر کر کے وغنائینے کے لیے مصاصے کا امر پیش کیا گیا ہی چنانچہ فرمان فغوری کشن کی مغرولی اور ایک شخص سہی یا گنگ کی بجالی کے باب میں صادر ہوا اور کشن کے دوسرے قصورون سے بڑبڑا یہ ٹھہر کہ الیٹ صاحب کے ساتھ صلح کی گفتگو اوس نے کی تھی سوائے اسکے کیا تاہم نشان چھین کے فوج خاص سے چند سالہ مقرر ہو کر یکم پا کرانگ کے ہمراہ آیا کہ جاؤ اور ایک باغی یعنی انگریز کو باغی نہ ٹھہرو اور خبر ہوئی کہ قبل حکم شنشابی پوچھنے کے نینک پوہین جو انگیزہ سب مقید تھے چھڑا کے لائے گئے تھے والا اونکی بڑی خرابی ہوتی کیونکہ فغور نے حکم کپتان انسٹ و تھ صاحب کے سہراٹ ڈالنے کا بھیجا اور حالانکہ اوس شہر کے حکام کو اس صاحب نے اپنی خوش طبعی خصوص مصوری سے نہایت راضی رکھا تھا اور سبھوں کی تصویر کھینچ کھینچ کر اپنے سے مالون بہت کیا تھا لیکن اون لوگوں کو یہہ مقدمہ ورتجہ کہ بت کوراہ دی کہ حکم فغوری پر عامل نہوتے اس اس طور کے امرون سے سب پر ظاہر تھا کہ شعبہ

مصاحف کا صرف شکار کی نئی تھا نا کہ اور کسے وچھے میٹھا نہ شاہ بخوبی کیا جاوے لیکن مصاحف کو پرانوں کی
 باتوں نے مثل منوں کے اثر کیا اور بیسویں ماہ منی تک مل لوگوں کو پھر مہلت ملی اور اوہدھروے
 جنگ کی طیارے میں مصروف ہے اور ہر کپتان صاحب سب کچھ بھول بھال کجاہر کی خریدیں میں مشغول ہو
 القصد اکیسویں تاریخ کو اوہدھون نے اشتہار دیا اور انگریز اہل تجارت کو شہر کا نشان کے قریب جا
 کو متع کیا اور دس بجے اسی شب کو خانیوں نے کئی ایک بیڑہ باندھ کے ادا و سپرہ ستورہ منورہ
 مصاحف بھر کے بھر انگریزی کے رخ پر بہا دیا لیکن اس چالاک اور ہوشیاری سے انگریزوں نے ہسکے
 رخ کو بدل دیا کہ اسے نقصان نہونے کے سوا اور بیڑوں نے بہت سے خانی جنگ کو جلا دیا سوا
 اسکے معائن بیڑوں کے چھوڑنے کے خانیوں نے ایسے ایسے مقام سے گولہ باران شروع کیا جہاں
 کسی کو گمان نہ تھی یا توپ کے بستے کا تھا اور بڑے بڑے چو کھڑوں اور بیڑوں پر توپیں لگائے گئے
 بھر انگریزی کے مقابل آئے اور دفعہ کوئی دوسری جنگ جنگی نمود ہوئے لیکن بیس دن خانی نے صبح ہوتے
 ہی اوپر حملہ کیا اور تین گھنٹے میں نصف سے زیادہ کو غرق آب کر دیا اور باقی کو لایا بچھا باک تپا نہ لگا ہی
 عربیہ میں تین اور جہاز انگریزی نے شامین کے قلعہ والوں کو مار گولو گئے بھگا کے توپوں کو چھین لیا
 غرض چوبیسویں تاریخ تک فوج اور بھر انگریزی باوند کے سب جمع نہونے پائیں اور یہ وقت فرصت پائے
 خانیوں نے انگریزی تجارت کی کوٹھی کو شہر کا نشان میں بھی ایسا لٹکانا کہ تھکانا کہ تمام کام کا دن چار
 ہی پانچ روز میں پہنچو نہ چوبیسویں تاریخ کو شہر لگتا ہی کو فتح کر کے کوئی کیا رہ بچے دن کو فوج انگریزی
 کی چار تسمین کی گئیں اور ایک ایک حصہ کو مکمل اور جارتوں کو فتح کر لیا اور شہر کا نشان کی حفاظت کے
 لیے فیصلوں کے قریب واقع میں منسل یہ گھنٹے بھر کے عرصے میں انگریز کا نشان چاروں کی بربت
 پر پہنچا حالانکہ خانیوں نے چندے دہری کے ساتھ ساتھ لکنا غرض یہاں جب نخل ہوا تو مسکر خانی
 پر جو کوئی پاؤ کو س کے فاصلے پر نہایت مضبوط قلعہ بندی کے ساتھ کثرت سپاہ اور توپخانے سے آہستہ
 تھا حاکم کیا گیا اور صرف دو گورے کی لٹنوں نے ایک ہی دھلاوی میں بارود کے اندر اپنے کو پہنچایا
 اور پستور خانیوں کو بھر بھاگ جانے کے چارہ نکلا کچھ گولہ آمرازی انہوں نے جیسی جا پہنچی

اور شہر کا نشان کی توپوں نے بڑھیمبری گولہ اور چھپڑا علیہ الحساب مارا۔
یہ سب مقام جب ہاتھ لگا گویا کا نشان فتح ہوا کیونکہ گولی بھر کے پٹے شہر کی چار دیواری کو
قلعہ بندی تھی اور قلعوں کی توپوں کا منہ اگر خود خالی اہل قلعہ شہر کی طرف بھرتے تو مسار کر ڈالتے
چہ جائیکہ انگریزوں کو ایسا موقع ملے چنانچہ جونین اور نساہر میں ایک ماڈرین نے سفید نشان مٹا
صلح و امان کا ڈھرایا اور لاؤ گاف بہادر کے قصد کو موقوف رکھا۔ تینین اقبال غروب ہوا اور
صبح تک عوض لینا اس شہر سے جہان اہل فرنگ کو بار بار اور خواہ مخواہ اور بے بسی کے سبب سے
ذلت و تنگدستی اور ٹھانا ہوا تھا موقوف رہا اس عرصے میں شہر کے ہزار ہا بلکہ لاکھوں باشندوں نے
کچھ کچھ نقد جنس لیکر راتوں رات فرار کرنا شروع کیا اور اول و عورتوں نے پردے کے باہر قدم رکھا
جنگل سار اپنے دروازے کی دہلیز پر بھی کبھی نہ پڑا تھا بڑی جل جل ادنیٰ اور اعلیٰ کے گھروں میں بڑی
اور پریشانی سب کے عائد حال ہوئی آخر کار جونین و نجر کی سپیدی نظر آئی اور دھر سے تیار سی حملے
کی جوہری تھی کہ ماڈرینوں نے تفصیلوں پر اگر دیکھا خدا و حضرت عیسیٰ کا دیا ایک روز کے لیے جنگ
موقوف رہے تا وقتیکہ جو اب اس بنیام کا نہ آوے جو کبتان الیٹ صاحب کے نزدیک بھیجا گیا تھا اگر
اس بات کی طرف التفات کی جاتی اور چھپڑوں کی دوا ایک بارہ سے شہر لوں کو کیفیت انگریزی گولہ انداز
کی معلوم ہوتی تو بار دیگر کے لیے اونکو قفل ہوتی اور اگر چہ یہ امر خلاف قلعہ جنگ کے درمیان فیہ دشمنوں کے
ہمیشہ تصور ہے لیکن خانیوں نے کئی دفعہ ایسی غامباری کی تھی کہ اونکی نسبت میں ایسی رسم کو راہ دینی نامتناہی
القعہ جنگ ایک روز کے لیے موقوف رہی اور دوسرے دن سٹائیسون تیار کوسب سامان ہار کر تیار
رہا یہاں تک کہ شہل توپوں کی جل چکی تھی تینین میں پروانہ الیٹ صاحب کا آن پہنچا اور اسکا مصحفین
مخاکرہ تین شرط کے ساتھ صلح خانیوں سے ہوئی اول یہ کہ چھ روز کے اندر تین ماڈرین جو گرائی کے
انجام کار کے لیے فخرور کے بہان سے بھیجے گئے اور ان کے ساتھ تین فوج آئی تھی جو صوبہ کو انکاٹنگ
کے متعلق تھی شہر سے رخصت ہو کر تیس کوس پر جا رہے اور دھر قدم نہ اٹھاوے دوسری یہ کہ
ایک کروڑیس لاکھ روپیہ زناوان ہفتے روز کی میعاد میں سرکار انگریز کو دیا جاوے اور تیسری یہ کہ

جب تک کہ ان دونوں شرطوں پر عمل نہ کیا جاتا ہے فوج انگریزی اپنی جگہ پر مستعد رہے اس امر اس بات و جمعہ
 عہد نامہ کو دیکھ کر تمام انگریز نہایت ناراض ہوئے لیکن مجبور تھے چپکے سے کیونکہ اگر یہ امر اسے فوج اور سب کے
 رتبے اور کپتان الیٹ صاحب کے پائے میں زمین و آسمان کا فرق تھا لیکن کپتان صاحب قبل سے
 سفیر شاہ لندن کے تھے گویا بادشاہ کی جابر تصویر تھے اس باعث سے ان کے حکم کے تابع
 سب تھے غرض چار روز صلیح کے نہیں گزرے تھے کہ دفعہ کوئی بندہ نہراختائی دور سے دیکھائی
 دیے کہ غول باندہ ہے اور شور کرتے اور زقارہ اور دھول بجاتے اور بجی سے بچھل چھل کے پتہ آتے
 اور بکود کو دتے لڑائی کے قصد سے چلے آتے ہیں اور چونکہ خبر داروں نے خبر نہ پائی تھی کہ انگریز
 کی فوج کل بائیس سو سے زیادہ نہیں ہے اور نہیں ان لوگوں کے شکست دینے بلکہ باہمال کرنا
 ایسا غور و پیرا ہوا تھا کہ مارے خوشی کے کھیل کرتے بڑی دھماکی سے مقابلے کو آئے یہ حال
 دیکھتے ہی لارڈ گارف ہارڈ نے سینٹیوین پلیٹینڈ راجی سپاہی اور انچاسویں پلیٹین سے گورے کی
 خیمہ کشی کو سامنے بھیجا حاصل یہ کہ بندہ ق کی چار پانچ بارہ مارے ہی قتالی پس پاموے
 اور جیون جون فوج اٹھائے گئے بڑھی اونکی سپاہ پیچھے ہٹی آخر ایسی شکست کامل اونکو ہوئی کہ
 ڈیڑھ نہرا لاش میدان جنگ میں رہی اور کوئی پانچ ہزار سے زیادہ آدمی سخت مجروح ہوئے
 اور باقی جرحہ سے آئے تھے اور دھری بھاگے اگر تعاقب کیا جاتا تو کئی ہزار کا قصد فیصل تھا
 لیکن لارڈ گارف نے رحم کھا کے اور پیش و گرگ کی لڑائی سمجھ کے چھپا کر نے نہ دیا غرض یہ
 ختائیوں کا جو نہیں پریشان ہوا دوسرا ایک مجمع کوئی چھ ہزار آدمیوں کا ہمارے اور نظر آیا
 اور اسی وقت طوفان آیا اور بادل نے کوکنا اونینہ نے برسنا ایسا شروع کیا گویا ختائیوں
 کا ساتھ دیا کیونکہ باروت جو بھنگی تو اکثر بندہ ق بھگ کھا کے رہی اور بھنگیوں کے دوسری
 صورت نہ پائی یہ حال دیکھتے ہی ختائیوں کی جرات بڑھی اور قریب ان آن کر لم بر جھتی گئے
 ہی تھے ایک اور طرح کے حریکا ہستمال کرنا شروع کیا جس سے زیادہ لوگ تھیر ہوئے اسکی
 صورت یہ تھی کہ لمبی نہی چھپتہ میں لوہے کی انخی مثل منی کے لگی تھی ادھی سے اول

سب کی پرشاک کو گرفت کر کے تین ہزار قتائی ملے اور سے اپنی طرف کھینچ لاتے تھے اور
 توار سے سر کاٹ ڈالتے تھے اس طرح سے کوئی دیر نہ ہو آدمی انگریز کے مارے گئے آخر کو جب
 لارڈ گارف نے دیکھا کہ سب بندوقین بگٹی ہو گئیں اور اس طرح کے منی کے کھیل میں لوگ نقصان
 ہونے لگے ہلے کا حکم اونکو دیا تب قتائی پس پا ہوئے اور آدھ گھڑی کے بعد بے تحاشی بجایا
 اس حملہ کے قبل مندراجی سپاہی کی سیلٹیویں پلٹن کی ایک کمپنی قریب ساٹھ سپاہی کے اوڑین انگریز
 افسر کو لارڈ گارف نے جھپٹیویں پلٹن کے گورے کے ساتھ باہم ہونے کے لیے بھیجا اس طرح
 میں اور فوج انگریزی نے ہڈ کیا اور قتائیوں کے تعاقب میں دوڑ چل گئے اور یہ کمپنی راہ بھول گئی
 کیونکہ پانی کی بوچھا اور آدھ می سے کچھ سو جھٹا تھا اور اسل ہاں کھیتی میں سیلاب لیا ہوا کہ
 سب ڈوب گئے اور اس فوج میں کسی کو کچھ خیال نہ تھا کہ گرنے سے آئے تھے اور کہہ کر جلتے ہیں
 کہ اتنے میں دیکھتے ہیں کہ کوئی تین ہزار قتائی ایک طرف سے آئے نیچا اور اپنے گردہ کو کثیر دیکھ کر
 حشرات چھپنے اور گھٹیل کر رہے اور انواع طرح سے دھمکی دکھاتے چاروں طرف سے گھبرایا اسی طرح میں
 پانی جو دم بھر کے لیے ٹرکا سپاہیوں نے تین چار بار بڑھ متواتر اس نشانے کے ساتھ مادی کی خشتی
 پیش قدمی سے دباتے ہوئے پہلے آئے تھے رکے لیکن پھر جوابی برسے لگا ایک پتھر کلا بھیجا
 ٹرکا اور اسی روز کے تجربہ سنگین سے ثابت ہوا کہ پتھری والی بندوق کی کچھ معیت ٹوپی دار بندوق کے
 سامنے نہیں ہے اور اگر دوسری کوئی فوج ہوتی تو لا محالہ ایماں مانگتی یا پیٹھ پھرتی لیکن انگریز کے
 قواعد جنگ اور ضوابط ایسے معقول ہیں کہ یہ ساٹھ سپاہی تین ہزار سپاہی سے مطلق خائف نہ ہوئے اور
 ویسے ہی دلجمی کے ساتھ کھڑے رہے جیسا کہ ایام صلح میں اپنے اردو کے سامنے صبح و شام کو مشت
 قواعد کرتے ہیں اوڑین انگریز افسر ہاؤنڈیلڈ صاحب اور برکلی اور ڈبرو صاحب نے ان جوانوں کی چوٹی
 صفت بانڈی اور چاروں طرف کی چوٹوں کا جواب دیا اور کام ان بہادروں سے یہ کہ بندوقوں سے
 بھگتا تو تھا حال اور ٹھٹھے بھرا پانی میں تو کھڑے ہی تھے اوہیں بندوقوں کو دھو دھو کر اور اپنی گائی
 درہی کی ٹوپی کے نیچے حتیٰ اوسے بھاڑ بھاڑ کر نال کو خشک کر اور ٹوپی کی آڑ میں بوچھا رہے جیسے

دوسری بار دوت سے کوئی بھر کے نمونہ کے سرداروں کو مارتے تھے اور نیکی سے اون جو تو
 جواب دیتے تھے جو قریب آن کو ختائی مارتے الغرض کوئی ویڑہ گھٹے تنگ حال ہی رہا کہ یہ چند نمونہ
 بیچ میں اور وہ ہزار ہا غنیم چار دن طرف دس بارہ قدم کے فاصلے پر شور قیامت برپا کیے نیزہ بلم
 مارتے رہے اور اگر ایک بھی حملہ مردانہ کرتے تو انگریز کا ایک آدمی بیٹھا کیونکہ جب دھڑساٹھہ اور اوچر
 تین ہزار تھے تو حساب صاف ہے کہ ایک کے اوپر چاس تھے اور حملے میں بہت مارے جاتے تو
 ایک کے ہاتھ سوا ایک گرتا باقی انچاس تو کفایت کرتے لیکن بزدلوں کو کمان پر بیٹھتا ہے اون میں ہر
 شخص بھی جانتا ہے کہ اگر لگے بڑا تو میں ہی مارا جاؤنگا اور دوسروں کو چھوڑ کے اڈڈا کے مجھی کوٹ
 کر نیلے اور یہی وجہ ہے کہ اگر ایسا ہوا کہ ایک بہادر نے سو آدمی کو روک رکھا خیر جب ختائیوں نے
 دیکھا کہ برابر کی ٹوٹی میں یہ ساٹھ شخص سب پر بھارے تھے بعض جو سب بزدلوں کے بوندے تھے
 ایک توپ کی فکریں گئے اور ڈھونڈ کے لائے اور کوئی پچاس قدم کے فاصلے پر اس ڈھب سے
 لگایا کہ اگر بے نشانہ باندھے بھی یوں ہی اندھا دھند مارتے تو اون چند آدمیوں کو ایک لمحے
 میں صاف کر دیتے تب تو اون بہادروں کو خوف ہوا کہ اس توپ کا جواب ایسی تنگ جگہ میں دینا
 دشوار ہے اب اور چارہ نہیں بجز اس کے کہ حملہ کر کے توپ کو چھین لیجئے یا اسی قصد میں مرجائیے یہ
 سوچ کا بد فیصل صاحب دے سے ہی حکم دیے پر تھے کہ ایک صدا بلند ہوئی اور دو پہنی جہازی سپاہ
 کی جواؤں لوگوں کی تلاش میں بھیجی گئی تھی نظر آئی محب طرح سے حافظہ قیقی نے یہ مرد بھی اور وقت
 میں بھی کہ کوئی صورت دم بھر بچنے کی باقی تھی الغرض ان گورے پیادوں کا لاسے تانا اور بارو
 مارنا تھا کہ ختائی پرستور بھاگ گئے ہندو بوجو دیکھا اہل چین نے بار بار دغا دی تھی اور اونکی باتوں کا
 مطلق عتماد تھا اور یہ بھی ظاہر تھا کہ اگر حکم شہر کا نشان پر سکڑ نہ کیا دیا جاوے گا تو دولت انہو دیکھ ختائی ان
 مانجھنے لگے لیکن اپنی وضع پرستی کی جو انگریزوں نے ہمیشہ رکھی ہے اور وہ زیادہ تر باعث اوسکے
 بخت اور اقبال کے رونق کا ہے اوسکے خلاف مطلق دفع میں لائے اور جو میں کروڑ پتی
 فدیہ کے روپیوں سے وصول ہوا لشکر انگریزی جہازوں پر سوار ہو کر خیرہ ہانگ کانگ میں

مقیم ہوا۔ اسی عرصے میں لندن سے خط آیا کہ ملکہ وکٹوریہ اور فرامی بھارت کو کپتان لیٹ صاحب کا رویہ اور طریقہ ٹیکو ائمہ معلوم ہوا کہ سفارت کے عہدے سے انھیں معزول کر کے سربراہی بہادر کو جنھوں نے حیدرآباد و سندھ اور دوسرے کئی مقام پر ہندوستان میں بڑا نام کارگزاری اور بدی کا پیدا کیا ہے اس عہدہ جلیل القدر سے سرفراز کیا گیا اسی حجت سے چون مینے کی پہلی تاریخ سے اکت مینے کی دسویں تک تا وقتیکہ پاس پور میں بیٹھا تھا کوئی امر قابل ذکر کے وقوع میں نہ آیا۔ آخر اس کے کہ بڑا طوفان جسکو خانی زبان میں ٹیفون کہتے ہیں اور جسکا سال میں کمی دفعہ ہر مشرق اور خفا کی تیز آنوا اجات سے بنے اسی زور و شور سے آیا جس کا ایک شہ راقم نے جس بدول میں بیان کیا ہے اور اوس میں انگریزوں کا بڑا نقصان ہوا۔ اہم کپتان لیٹ صاحب اور سر کارڈن بربر ہر جہاز پر مکاؤ سے آئے تھے کہ راہ میں یہ طوفان ملا جو کچھ بہرہ مند ہو سکا جہاز کو تباہی سے بچانے کے لیے کیا گیا لیکن علم اخلاقی ایسے ایسے مقام پر صرف ہونے سے حاصل اتنا سے ہوتا ہے کہ انسان کی قدرت اور حکمت کی بیکاری کا ایسا تجربہ ملتا ہے کہ محض باپردہ اور یہود شخص کو بھی بتا دیا جاتا ہے کہ اکیسویں جولائی کو اس گردباد نے جہاز کو اپنے داس میں لپیٹ کے دوسرے روز کنارے پر ایسا ٹپک دیا کہ ایک تختہ ثابت زبا برسی خرابیوں سے تیس شخص بچے اور جب سمندر کے ننگ کے دھن سے مثل بوس کے نکلے خانی چھوے جو کنارے پر ملے انھوں نے سب کا کپڑا تھیں لبا بلکہ قصداً مار ڈالنے کا کیا کہ اتنے میں قصہ اتفاق سے ایک شخص چنیا گیا جو کپتان لیٹ صاحب سے واقف تھا اور اس نے چہ نہزار رویہ کا انعام قبول کروا کے دو ڈونگے پر چار لگنے یعنی سرکارڈن بربر اور کپتان لیٹ صاحب اور دوسرے دو صاحبوں کو چڑھاکے مکاؤ میں پہنچا دیا لیکن ہاں پہنچتے پہنچتے تک بھی سلسلہ خطرہ باقی رہا کیونکہ راہ میں خانی جنگ جنگی ملا اور لاوا نازلے ڈونگے دالے سے پوچھا کہ کیا لے جاتے ہو اس نے بے تامل جواب دیا کہ چانول اور چونکہ اگر ریشی کے تلے چائی اور پرے اوٹھے لیٹے ہوئے تھے سچ گئے ورنہ اگر ذرا سا بھی شہ ہو تا ملامشی میں کیا مقول تین شکار ماڈرینوں کے ہاتھ لگتے کہ بے لڑائی بھڑائی

یا تردد کیے انگریز کے کیسے بڑے سردار مفت قصبہ میں آئے غرض جو جون اور ڈوکیٹون سے مخصوص
 ماندڑیوں سے جو دونوں خطر سے زیادہ تھے کیونکہ سمندر کی جہمی اور ڈوکیٹون کی خود غرضی اور
 میں باہم تھی یہ لوگ بیچ کے لگاؤ میں آئے اور اون ملاحت کو قول و قرار کے علاوہ حبیباً اپنے تھانوں
 القصہ میں سفیر سر ہنری یا نجر اور نیا امیر بھر سردار پارکر کے وار دہوتے ہی طیارسی شمال
 کی طرف جانے کی ہوئی اور بیسویں گشت کو سارا سامان مہیا ہوا اور تمام کچھ و فوج جزیرہ ایماہی کے
 سر کرنے کو روانہ ہوئی اور پچیسویں کو وہاں لڑائی ہوئی جسکا حال جلد اول میں مذکور ہے
 حاصل یہ کہ یہاں بھی بدستور فتح پائی اور پانے نوپون کے قریب غرق آب باد و طرح سے
 نقصان کی کین غرض یہاں پر سارے پانسو سپاہی اور تین جہاز غلطی کے لیے چھوڑ کر
 بحر انگریزی یا پنجون تمبر کو جزیرہ جہاز کی طرف چلی اور وہاں پر ایسی قلعہ بندی نظر آئی کہ کسب کو
 حیرت ہوئی اور اگرچہ صرف سات مہینے انگریزوں کو چھوٹے ہوئے گذرے تھے لیکن اس عرصہ میں
 میں ایماہی کی قلعہ بندی کی طرح یہاں پر کوس بھر تک اونھوں نے گڑھیاں بنائیں تھیں اور
 قریب دو سو توپوں سے آراستہ کی تھیں اور ایسی جلدی مضبوطی جو دیکھنے میں اتنی سب کو یقین ملی
 ہو کہ دیوار خا اور نہر خا کے عرصہ قلیل میں تیار ہونے کی روایت درست ہے + ساحل دریا کے
 علاوہ جتنے ٹیلے اور ٹیکے قریب واقع تھے سب پر توپیں اس انداز سے بڑھیں تھیں کہ اگر خلائق
 کو گولہ اندازی کا تجربہ بھی شعور ہوتا تو کیا مجال تھی کہ ایک جہاز اس مہلے سے ثابت گذرنا سوا
 دریا کے دھارے ایسے بندھے تھے کہ چھتیسویں رخ بہتے بہتے تنکے کے ٹکڑے ہو جاتے
 تھے ابی جہت سے پچیس روز جہازوں کو اس منزل کو تارہ کے طے کرنے میں لگے اور پہلی
 آنتو ترک لڑائی نہیں ہوئی غرض اوس دزلار کاغذ ببار در پندرہ سے سپاہ کی ایک تقسیم اور نہ ار
 سپاہ کی دوسری تقسیم کیوں پر پڑھا کے کنارے پراور ترک قلعے کی پہلو کی طرف سے بلکہ کینکا حکم
 دیا چونکہ فوج انگریزی عیسوی مقام پر مبادری کرتی سے خواہ دشمن قلیل یا کہ خواہ ہم قوم یا غیر قوم ہو
 خواہ شب یا روز خواہ خشکی یا تری خواہ جاٹے یا گری میں بلکہ تو اس لیے راختم ادنی جرات کے

باب پنجم کجی ملکستان میں کجی بی خاصہ سپاہ انگیزی کا ہے اور کجی بہادری کی قریب کجی پوسی ہی
 زیادتی ہے جیسے حاتم کی تعریف سخاوت میں تھی غرض اس مقام پر گورے کی پچپن ملٹن نے جو کام
 کیا قابل ذکر کے ہے چنانچہ خانی فوج ایک ٹیلے کی چوٹی پر سے توپ اور بندوق سے بوجھا
 گولیوں کی کرتی تھی اور یہ ملٹن نیچے سے دھاوا مار کے اور پونجی اور شمن کو شکست دی مابعد
 اوس عروج و صعود میں خانی سر پر سے بے تحاشہ بارہ مارے گئے تھے اور انگیزیوں کو ایک گولی
 چلانے کا موقع نہ ملا غرض لشکر شاہی اور سرکار کیمین کی سپاہ ملکی اور انگیزی خشکی اور بحری
 جو حق جو غمزدی کا تھا ادا کیا اور تمام گڑھیوں کو قبضہ کر لیا اور انگیزی کا نشان فتح تو انان شہر نکھالی
 پاسے تخت چوزان میں بلند ہوا بعد اسکے جب شہر چنگھالی کی طرف ہوا اوس جگہ سے کوئی چوکیں میں
 دریاے نیگ پور کے مہانے کے بائیں کنارے پر واقع ہے جانا اور فتح کرنا منظور ہوا تو چار
 سو سپاہی نکھالی میں حفاظت کے لیے چھوڑ کر ساتویں ماہ اکتوبر کو کجی انکھیشہ روانہ ہوئی اور صبح
 میر جو و فوج دو خانی پرانگے سے گئے تا شمن کی قلعہ بندی کی مضبوطی اور سپاہ کی جمعیت اور
 سامان جنگ کا حال قیاس کے رو سے اور جاسوس کے ذریعہ سے دریافت میں آوے چچم
 معلوم ہوا کہ شہر میں تین ہزار چیدہ سپاہ تیار اور قلعے میں چار ہزار جوان کارزار کئی توپوں کے
 ساتھ متعین ہیں اور دور دور تک چاروں طرف گڑھیاں اور صد ہا توپ و سپاہیں
 اور مہانے پر بڑے بڑے ستون لوہے کے نوک والے دریا میں گاڑے ہوئے اور موٹی
 موٹی زنجیروں سے اون میں جعفری بندی کی گئی ہے اور دونوں کنارے ملے خانی بھر جنگی توپوں
 اور سپاہ سے آراستہ موجود غرض حفاظت کے لیے جو کچھ کہ خشکی اور زری میں ضرورت تھا
 وہاں دیکھنے میں آیا لیکن ہی خامی جو ہر جگہ نظر آئی یہاں بھی باوجود اتنے تجربے کے موجود
 تھی اور وہی نقص عظیم جگے واقع ہونے سے دنیا کی قلعہ بندی مثل لڑکون کے گھومنے
 کے بیکار ہوئی ہے یہاں بدستور تھا اور تاکہ کبکوشہ زے کہ یہ نقص کیا تھا کہنا چاہیے کہ تو
 جنگ کارکن حفاظت پہلے ہی یہاں کہ چھتیں میں سر کی چوٹ انڈری سے بھی سہل میں رکھی ہے

لیکن اگر اور پانچ بیانا دشوار ہوتا ہے تو فرض خدائی سب اپنے شہر وں کے سامنے قلعہ بندی کرتے تھے اور یہ خیال نکلیا کہ اگر سلسلے نہ آئے دشمن پانچ چار کوس براؤ تراوگا وادیکر دیندین ہائیں کے آٹنگے تو سامنے کے مورچے کیا کرینگے پس اگر کچھ بھی قلعہ سازی کے علم سے واقف ہوتے تو دریائی و در کے مقابلے کے لیے وہاں پر گڑھی بناتے جہاں پہلا مارنے اور پائے آب کرنے کی جگہ تھی لیکن ان مقاموں کو چھوڑ چھاڑ کر قصد اغنیم کے لیے راہ رکھ کر صرف زیر شہر مضبوطی کرتے تھے اور اکثر مہی ہوا کہ جب جہاز سب گڑھی کے مقابلے میں آکر گولہ مارنا شروع کرتے تھے تو پیادہ لشکر پانچ جگہ دیکھ کر فاصلہ پراوتر کر پہلو پر آن پڑتا تھا اور دونوں طرف کی چوٹوں کے سامنے خصوصاً جب کہ او سکے مارنے والے انگریز تھے پیارے خنائوں کو بھاگتے ہی بن آتا تھا اور ہی طرح کی ناواقفیت علم قلعہ بندی سے شہر کا نشانہ کی لڑائی میں ظاہر ہوتی کہ حصار شہر کے قریب اور ادھسکی دیوار سے بندر شیلے واقع ہیں جن پر ہر چند کہ حصار میں لیکن پھر بھی خوف ہے جیسا کہ طور میں اسی جگہ ہے کہ اگر دشمن دشمن فصل کرے اور وہیں کی توپوں کا رخ خود شہر کی طرف پھیر دیوے تو حصار شہر میں کوئی صورت حفاظت کی ہے جب کہ زیادہ بندی سے قلعے کے گولے شہر کے اندر نہایت سہولت سے پہنچ سکتے ہیں اور حصار کے گولے بہت مشکل سے اگر فضیلوں کے گنگرے تک جائے تو ہمارے چنانچہ اسی وجہ سے اہل فرنگ کے جتنے قلعے دیکھے سب کی حارون طرف میدان وسیع کئی گولوں کے ٹپے تک ہمیشہ رہتا ہے اور ادنی سا کترک وہاں نہیں بنے پاتا ہے جہاں پر طلق اندیشہ ہوتا ہے کہ دشمن اس کی آڑ سے سرنگ دوڑا سکتا ہے یا اور طرح سے فتح پاسکتا ہے اور الفرض جنگی میں خائون نے اپنے طور سے جہانگ مضبوطی چاہی تھی کئی اور نوین تاسیخ کو بجز انگریزی قلعہ بندی سے فاصلہ پر لنگر کر کے شب بھر ہی اور صبح کو ہمار جہاز متعین ہوئے کہ قلعے پر سامنے سے گولہ باریز اور دغانوں کو مکمل ہلاک پہلو سے باڑہ مارین اور باقی پر فوج خشکی سوار ہو کر دے کناڑے اور ترکی شہر جب امیر بھرنے اپنے جہاز کے مستول پر نشان جنگ بلند کیا جہاز بونج خدائی ہوجا قصد آنا فنا میں فیصلہ فرما حمت کی ٹٹی جوج دریا میں گھری تھی تو تارڑ دے بائیں کی گڑھوں کے گولوں کا

جواب قرار دینی دیتے اصل قلعے کے سامنے جا پونچھے اور قیامت برپا کی اس نے میری ہاتھ
 فوج کی تین تقسیم ہوئیں اور تین طرف سے خانی کے تینوں عسکر پر چلیں دو جگہ پر تو ایسا کچھ
 کشت و خون ہوا کیونکہ فوج خانی دو چار ہاتھ لڑ کے لبنی مولیٰ غرض قیسری جگہ پر کوئی دس ہزار
 خانی مورچہ باندھے کنارہ دریا پر کھڑے تھے اور جب دیکھا کہ صرف پانچ سو گورے چار تو میں نے
 مقابلے کو اتنے من شور کرنے اور چلانے اور بعضے مسخرے دو دن ہاتھ سے تلوار پر لڑ کر کوٹنے
 اور غوثی کے مارے ناچنے لگے کہ یہ جو کئی شخص آتے ہیں ہم اتنے ٹکراؤ نہیں چٹنی کر ڈالیں گے
 اس خیال سے انواع طرح کی لطیف حرکتیں جو عوام بنگالی اور باہی ہٹے کی بھونہیں ہٹ کی تھکا
 فضیحتی میں کرتی میں کرنے لگے کہ پہلو کی طرف سے کئی ٹیلو بنگا کا وہ دیتے صرف ہزار گورے
 کئی تو میں نے ان پونچھ ان کو دیکھتے ہی مسخرے خانی سب تو بیہوش ہو کر گر پڑے اور اکثر کی
 جتنی اسید فتح کی تھی سہل یاس جانکاہ سے ہو گئی اور صدا کے ایسے تھکی چھوٹے کہ توپوں سے
 صرف ایک دفعہ باڑہ مار کے دوبارہ کچھ نہ کر سکے اور ان کی آرمین شل ہو کے بیٹھ گئے غرض
 باقی نے دو پہلو پر دشمن اور پشت پر دریا موت کے آنے کی چاروں طرف سے راہ
 اور اپنے محفوظ نکل جانے کی صورت منتقطع دیکھ کر تو رہاس سے خوب لڑے لیکن کہا تک
 انگریزوں نے ایسی ایسی باڑہ ماری کہ ایک گولی خالی گئی اور لاش پراش ڈھیر ہوئی
 علی کہ اتنے میں خانی صفت بھیڑیاب پوری خرابی اوس گروہ کی ہوئی حربہ بھینک بھینک
 ہزار ہا پانی میں ڈر کر ڈوب رہے اور کئی سے جو کشتی کے پل پر گرنے پڑے پونچھے اور
 اوس پار بھاگ چلے اور کچھ چھاپچند گوروں نے کر کے سب کو مار کے پانی میں
 ڈال دیا بہتوں نے پیش قبض سے اپنا پیٹ پھاڑ ڈالا اور اپنے کو فوج کرنے اوس
 سردار عروج تانا جا بکھنے فقور کو سابق ایک دفعہ کھلا بھیجا تھا کہ اگر حکم خاقانی ہو تو جیتاں ہو
 میگن چشم ازوق یعنی انگریزوں کی لکٹ سے جال میں بھینسا کے اور کھا گوشت گد وں کو کھلا
 دیوے اور اون کی جڑ سے فوج حضور جی کے لیے پتہ بنوا دی عن رض اوس مرد بزرگ کی ساری جی ہا

روز تھل گئی لیکن جو نہیں اوس نے چھری گئے میں لگائی ایک انگڑی نے اسی ضرب تلوار کی ہاتھ پر
 ماری کہ چھری ہاتھ سے گر پڑی اور دوسرے قیدیوں کی طرح اس کی مشکین باندھ لی گئیں اور جب بعد
 لڑائی کوئی پنج سو خانی کو صرف چوٹی کا ٹکے مخلصی دی گئی اس کو کبھی اسی حال سے رہائی ملی + ایڈھر
 یہ خرابی پیدا ہوئی تھی اوس عرصے میں حجازوں نے اصل قلعہ کو جو عین ڈالا اور پرزے پر
 اڑا دیا آخر الامر کیا رہ نہیں بچے تھے کئی کئی جگہ لگائی کی فیلوں پر بلند ہوا اور کھیلنے کے دشمن کا پناہ
 باقی رہا اور یہاں تک خوف اس لڑائی کے ہونے سے ادا نکو ہوا تھا کہ تیرہویں اکتوبر کو شہر ننگ پو کو
 فتح کرنے جو فوج وجر انگریزی روانہ ہوئی تو یہاں سے وہاں تک غنیم کی صورت نہ دکھائی دی بلکہ
 جب صرف نہر اسپاہ شہر کے دروازے پر پہنچی خانیوں نے بے تامل دروازہ کھول دیا + چونکہ
 جاڑے کے ایام آئے بلکہ شدت سرما کا حال لوگوں نے بیان کیا امیر فوج اور امیر شہر نے حکم دیا
 کہ سپاہیوں اور ہر طرح کے عہدہ داروں کے لیے مکانات بنیں چنانچہ ویسے ہی ہوا اور خانی سب
 اگرچہ پہلے خائف ہو کر گھر دروازہ چھوڑ چھا کر کھپے گئے تھے رفتہ رفتہ انگریزوں کے عدل و انصاف
 کا حال سن کر بھگتے اور بدستور اپنے اپنے کاروبار میں مصروف ہوئے اور انگریزوں کو رسد
 اور سمارنگی اسباب وغیرہ پہنچانے لگو حالانکہ ففور کے قریب میں قیام تھا کہ ایک نئی سرخ بال والا جھٹی لینے
 فرنگی پہنچے نیاٹے + یہ حال من کا ۱۸۴۷ء کی تاریخ میں تک ہوا اور انگریزوں کو خیال ہوا کہ انہی ہی مار
 کیا کہ جرج اور شہر کی اہل تھا کو دوسری بات نظر نہیں ہے اور اسی جہت سے شہر کے دروازے کی حالت
 کو یہ خد پیدہ سیاہ کافی سمجھے گئے لیکن یہ سن سناں اور طہیمان مثل اوس سناٹے کے تھا جو قبل
 اندہی کے ہوتا ہے کہ شجر چار کی پتی تک جو نہ وقت تھر تھراتی رہتی ہے اوس وقت پتی نہیں اور
 پس ہوتی ہے گویا طوفان کو زیادہ تیز و تند ہونا کہ کرنے کے لیے قبل سے اجڑی قوت کو جمع کرنے
 کی خاطر آرام کرتی ہے جیسا پہلوان قبل بدی کشتی کے سورتا ہے چنانچہ شروع ماہ مارچ سے
 ہشیار لوگوں نے دیکھا کہ رفتہ رفتہ خانی دو کا نزار وغیرہ اپنا بال و سباب شہر سے باہر لے جانے
 لگے اور ہمیں لوگ جو ان قوی پہل دو دو جا رہا کر کے آنے لگے غرض خانیوں کی اتنی جڑا

کا گھٹن کیسیکو تھا کہ یہ پھر مقابلہ کرینگے لیکن آٹھویں تاریخ کو چند خالی ٹوٹے جنگی باب لڑائی میں
 گئے تھے اور انکی منتہی اویسی پر اہل لشکر انگریز رحم کر کے کھانے پینے کو دیتے تھے اور وہ
 بھی بہت کام کاجی تھکے اور گوروں کے ساتھ رہا کرتے تھے وہی خوف زدہ اور لرزاں اور
 ترسان شہرے معسک میں آئے اور اپنی زبان میں کہہ کہہ کر رونے لگے کہ کل پر سپہن تم سب مارے
 جاؤ گے اس سے زیادہ حال کوچہ کھلانہیں پر مشبہ دینا کا جو اس بیان سے پیدا ہوا تھا پانہ نصیب
 اوسوقت پونہ چاہا اوسی شب کو سب لڑکے دفعۃً معسک سے چلے گئے اور پھر نہ آئے یہ حال
 سب موثر یاد رہا لیکن اوس شب کو کچھ ہوا غرض دوسرے روز لارڈ کاف و کاپو زبان
 کی طرف واسطے تہریر جنگ اور شورا کرنے کے لیے جانا تھا کہ اوسی شب کو خانیوں نے شب نہون
 مارے کا قصد کیا اور اسیر فوج کی غرضاً ضروری کو نہایت معقول موقع جانا حالانکہ یہ نہیں سمجھا کہ انگریز کے
 قواعد جنگ کے رو سے ممکن نہیں کہ کسی حال میں فوج بے سردار کے رہے کیونکہ اگر تمام افسر سپا
 سالار سے ادنیٰ تک ایک ایک کر کے سب کٹ جا دیں تو ادنیٰ سا تنظیمی اوسوقت سرداری کر
 سکتا اگر غرض دسویں تاریخ اور تین بجے رات کو دکن دروازے کی فصیلوں پر ایک خالی سیڑھی
 لگا کے چڑھا اور ہرے کے سپاہی نے جو کئی دفعہ ٹوکا اور جواب نہ پایا بند وں مہتیا کے ایسی
 گولی ماری کہ اوس شخص کی لاش پتے کر پڑی اس آواز کا ہونا تھا کہ دفعۃً ہلا اوس دروازے
 اور مغرب کے دروازے پر خانیوں نے کیا اور سہرہیان لگا کے شہر کے اندر شور کرتے ہوئے
 گئے چند سپاہی انگریزی جو کھن کی طرف با سپانی میں تھے اوس جھغیر کو دیکھ کر باہر ہار تے ہوئے
 پیچھے ہٹے لیکن مغربی دروازے پر فٹنٹ آرم ایک جنگ جہاز رنجیدہ گوروں نے ہزاروں
 گورک رکھا کہ اتنے میں ملہوڑ معسک انگریزی میں بجا اور کرنل منٹ گمری صاحب چار ہلی توپیں
 اور سو گورے لیکر موجود ہوئے پھر جو خرابی دشمن کی ہوئی ہے کیا امکان ہے کہ بیان ہو سکتے
 اور اوس کشت و خون کو پرانے پرانے سپاہیوں نے دیکھ کر بے مبالغہ کہا ہے کہ خدا لڑائیاں
 اودھون نے اپنی آنکھوں سے دیکھی تھیں لیکن ایسی خونریزی کبھی میں نے اپنی ہی مشہدہ کہیں نہ کی

طرف جو ختائی آئے اور ساتھیوں سے ملے تو ہیک کو بے چین پھرنے اور ناکار و کسے
 جو ایک توپ اور چند بند و قون کی بارہ اونپر دفعۃً پہلی لاشوں کے ڈھیر ہو گئے اور کوئی سو قدم تک
 لاشوں کا جو ترہ قد آدم سے زیادہ اونچا بن گیا اگر راستہ چڑا ہوتا اور چاروں طرف توپ مار گیا
 موقع ملتا تو ایک جانی نہ پکتا غرض ایک ہی توپ نے ایسا نقصان کیا کہ اگر رحم کھائے انگریز بارہ
 موقوف نہ کرتے تو اسی ہی سے ہزاروں ٹھکانے لگ جاتے تھا تھا اس حملے کے بعد ہر گز
 پر ختائیوں نے ہلہ کیا اور جہازوں میں آگ لگا دینے کے لیے سوا دس طرح کے میزے
 کی ترکیب کی جو صدر میں بیان ہوئی کشتیوں پر قسام رنگ کے کبس اور پٹارے اس وضع
 کے جس میں خواب اور دشمنینے ختائی سوداگر کھتے دھارے پر چھوڑ دیتے اور اس میں اسطرح
 کے اجزاء مرکب کیے ہوئے تھے کہ ہوا لگنے کی تیری پچھلے ایک جہانزی نے نینا لڑنے
 کے قصد سے جو نین ایک کبس کو گھملا اس زور شور سے اور گیا کہ دسکانو کیا پتا ملاشی کے
 گڑے ٹکڑے ہو گئے اور لمحہ بھر اڑنے زمین کو نہا العرض یہ سب کچھ بیکار نکلا اور خشکی اور تیزی
 شیخون کے حملوں سے بھی ثابت ہوا کہ انگریزوں اور ختائیوں کی جرات اور سپاہ گرمی میں
 اتنا فرق ہے کہ اگرچہ اونھوں نے دغا مشب خون مارا لیکن پھر کچھ ہوا حالانکہ اونکو غافل پایا اور
 سب پر یہ تھا کہ اس حملے کے واسطے دس ہزار چیدہ تاجر اور قوم سیاہی کے کوستانی
 انگریز کے دشمن جانی اس کام پر مقرر کیے گئے اور انعام دے دے کر بلائے گئے تھے
 نیلپو کے راجہ سنگامائی کے انگریزی اہل قلعہ پر اسی شب کو حملہ کیا گیا لیکن وہاں کے لوگ
 بسبب اپنی گرو کی قلت کے اپنے ہتھیار تھے کہ ختائی دروازے تک پہنچنے نہ پائے
 ان دونوں مقام پر اس بندوبست اور چالاک سے ختائیوں نے سارا سامان کیا تھا کہ دوپہر
 رات تک کسی کو کچھ آہٹ نہ ملی اور نہ ادنیٰ سی بات میں کسی اوروں سے فرق ہوا لیکن طغیان
 میں فوج کثیر اور کئی ضرب توپ خشکی اور تری پر گویا سحر کے ذریعہ سے موجود ہو گئی اور سب کو
 حیرت ہوئی کہ یہ بلا کھر سے آئی زمین سے نکلے یا آسمان سے گری یا ہوا پر سے پونچے

دوسرے روز معلوم ہوا کہ رفتہ رفتہ گرد و نواح میں دشمن نے فوج جمع کی تھی اور شمالی صوبوں سے دس ہزار چیدہ سپاہ مقابلے کے لیے بھیجی گئی تھی چنانچہ نینکپور سے پانچ کوش شہر کیسے کئی مسک لشکر تھا کہ تھے اور یہ لوگ جو شیخون مارنے آئے تھے وہیں کے تھے یہ خبر پاتے ہی لاڑکانہ بہادر بارہ سے سپاہ اور چند توپ لیکر اوس سسٹین پانچویں تاریخ کو روانہ ہوئے وہاں پہنچ کے دیکھتے ہیں کیا کہ ایک بلند ٹیلے پر خانی سامان جنگ سے موجود ہیں بات کے کہتے ہی انگریز وہاں چڑھ گئے اور خانی بھی تابدر ایسا لڑے کہ جب آخر کو ہٹے اور بھاگے تو ہزار آدمیوں سے زیادہ میدان جنگ میں رگئے اور کئی افسر انگریزی بھی مارے گئے بعد اسکے وہاں سے آٹھ کوس پر دوسرے اردو خانی کی خبر جوبلی فوج انگریزی وہاں پہنچی لیکن لڑائی نہیں ہوئی کیونکہ خانی ہر چند کہ اوس مقام پر قلعہ بندی خوب ہی کیے ہوئے تھے اور فوج و ترانہ اور ادنیٰ معمولی شہنی اور بکر کو دین کچھ کمی تھی لیکن خوف انگریزوں کا ایسا ساما ہوا تھا کہ انہوں نے سامنا نہ کیا اور گورن کو دور سے دیکھتے ہی چلیے انرض دوسرے روز شہر نینکپور میں انگریز پھرتے اور ساتویں ماہ مئی کو اوسے چھوڑ کر آگے بڑھے لیکن اس طرح دیے کہ جو ماند رنیوں نے شکست انگریز قرار دی تو فرمان غفوری جاری ہوا کہ شاہباش جو اندوایطرح سے اگر دوچار دفع ظفر یاب ہو گئے تو شیاطین ازرق چشم کو حد ملک سے دفع کر دو گئے اور تمام عمر کے لیے سرفراز ہو گئے غرض باوصف اسکے اٹھا رہوین تاریخ کو بندر چا پو کے اور چچنگیمائی سے بیس کوس پر ہے انگریزوں نے چڑھائی کی اور چونکہ آٹھ ہزار چیدہ تانہ مارنے مقابلہ کیا خوب ہی لڑائی ہوئی کیونکہ دن میں سترہ سے تانہ توران کے سہا زون میں نامدار موجود تھے اور جب ملکی صلی خانی بے تحاشہ بھاگے یہ لوگ قدم قدم پس پا ہوئے اور ایک منڈپ میں پناہ گیر ہو گئے اچھا لڑے اور دیر تک ہر چوٹ کا جواب دیا کیے اور باوجودیکہ انگریز کے گولوں نے دیواروں کو چور کر دیا اور چیت میں آگ لگا دی لیکن ایک شخص دن میں سے نہ ہٹا اور نہ ہار اؤنگو کوسا کہیا کہ امان مانگو اور جبر نہ رکھ دو لیکن اس مقام میں جواب زبان سے تو چھنہ نہ دیا لیکن گولیوں

اور تیروں کی بوجھار سے گویا کھلا بھیجا کہ جسے جسے جو باتیں ہونگی اسی ذریعہ سے مارے چلے جاؤ
 دیکھیں کون بٹتا ہے آخر کار نصرت جو بل ہی رہی تھی ٹیٹھ گئی اور ساتھ اوسکے دیوار جو مارے
 گولوں کے ہل چکی تھی ٹہر اگے گر گئی اور اون بہادر وں کی ہی گونہ ہوئی اور وہ دھواں
 جو آسمان کی طرف اوس مقام سے بلند ہوا گویا منارا اونکلی مور کی ہوا اور شہر اوسکے ذریعہ سے
 فلک لافلاک تک پونچھا + اتنی لڑائیوں میں ہی ایک نظیر اوس بہادری کی ملی جو یاد دہ اوس
 وقت اون لوگوں کی ہوئی جب کہ انکے ابا و اجداد جنگی خان اور باتو خان اور ہلاکو خان کے
 ساتھ دنیا کی فتح پر مستعد تھے + جلد اول میں بارہا مذکور ہوا ہے کہ اکثر شہروں میں مہلی خاں
 جدا و تاتا جدا رہتے ہیں غرض چاہو میں عجب سانحہ شگرت وقوع میں آیا چنانچہ جب انگریزوں نے
 تاتاری شہر کے اندر قدم رکھا تو ہر طرف لڑکوں اور عورتوں کی لاشیں نظر آئیں کیلے گلے میں
 پھانسنے لگی ہے کیلے دلہن چھری بھی ہے زہر سے کیسا بدن سیاہ ہو گیا اور پھول رہا ہے کسی
 اپنے کو کہہ میں ال دیا ہے اور عادت تاتار سے جو واقف تھے اونھوں نے یہ ماجرا دیکھتے ہی
 کہا کہ شوہروں نے اپنی جڑوں اور عروہوں کو اور باپ نے اپنی بیٹوں کو آبروریزی کے خوف
 سے مار کر چلے گئے ہیں + القصد بعد اس جگہ کی فتح کے انجستان اور گلگتے سے فوج بحری او
 خشکی بد کو پونچھی چنانچہ پندر جنگی جہاز اور دس دخانی جنگی کشتی اور جہاز کے ساتھ اور اسی تو سچانہ
 اور پانچ پینس ملکی سپاہ اور ایک پلٹن گورے کی کل میں کوئی بیس ہزار فوج آئی اور یہ قوت چو پائی
 فوراً اسلار فوج اور میر جبر نے بانک زئی کا ملک کے دیاسے گزرنے کو اسانگ اور شفا ملک ہی
 اور دوسرے شہروں کو فتح کرنے ہوئے واز انخلا فر پڑے جانیکا قصد کیا اور بیسویں مئی کو چاہو
 رہانہ ہو کر تیرہویں جون کو اوس دریا میں بحر انگریزی پونچھی اور پندرہویں کو شہر اسانگ کے مقابل
 میں آئی دو گھنٹے تک چھی کھسان لڑائی رہی اور خٹائیوں نے اور دفعہ کی نسبت خوب گولہ بارود
 کی اور ایک سے پچھتر توپوں سے ایسی بارہ متواتر ماریاں کی گئیں جہازوں کے مستول اوڑھنے
 لیکن آخر کار انگریزوں کی فتح ہوئی + تیسرے دن خبر ہوئی کہ وہاں کی فوج پس پا ہو کر شاٹنگ

لشکر متینہ کے ساتھ جاملی فوراً بحر روانہ ہوئی اور اٹھارویں تا بیچ کو وہاں پہنچی غرض قبل ہی
 سے ختانی فوج گزیراں ہوئی تھی اور اسکی فتح میں دو ایک گولی سے زیادہ کی نوبت نہ آئی
 اور تین سے چوتھے توپیں بیان کی اور اسانگ کی ملا کے انگریزوں کے ہاتھ آئیں اور سب
 جنگ باروت وغیرہ اور غلے کا کچھ شمار تھا بعد اسکے شہر سوچے کے جائیگا قصد ہوا لیکن دریا
 کی کیفیت کیا حق نہ کھنے سے جون کی تیسویں تا بیچ کو شانگ بھی کو چھوڑ مجر و فوج انگریزی اور سانگ
 میں بھرائی اور شہر چکیا لنگ فوراً چڑھائی کرنے کی فکر ہوئی اور اسکو دخل میں لانا گویا نصف سلطنت
 کو چین لینا تھا کیونکہ ایسے مقام پر یہ واقع ہے کہ تجارت کی آمدنی اور رفتی بذر بیعہ نہ ختا میں ہے
 شروع ہے بلکہ دار السلطنت چین میں غلام اور اکثر اسباب ہی راہ سے پہنچتا ہے اس امر کی واقفیت
 سے ایک تو اس شہر کو قبضہ کرنا ضرور تھا اور دوسرے یہ بھی معلوم تھا کہ ایسے نام کے برہمنوں
 سے جو کچھ ہو سکیگا تصور نہیں کر سکا الغرض انیسویں جولائی کو بحال انگریزی شہر کے فہیلوں کے مقابل
 میں آئی اور جب نہ کیسی صورت نظر آئی ورنہ صد اکیس طرح کی لک پہنچی اور ایک سناٹا مانتہ تھا موشان کے
 معلوم بعض لوگوں نے سمجھا کہ بیست زدہ ہو کر خانیوں نے شہر کو ترک کیا تھا اور جیسا کہ مقام
 سبکی پر ظہور میں آیا بیان بھی مسمیٰ ہی ہو دیکھا اور بعض کا قیاس یہ تھا کہ دھوکے سے مارنے
 کے لیے ختانی دیکے ہوئے بیٹھے ہیں کہ جو نہیں فوج انگریزی سپرٹھک اور لا پر والی کے ساتھ
 فتح کی خوشی سے بے صفت باندھ شہر کے اندر داخل ہوئے گھیری جاوے اور حلقے میں
 پھنس کر مفت میں ماری جاوے غرض وزن قیاس درست تھے کیونکہ ختانی فوج کو دو حصے دو
 اڑامی کوں پریٹیلوں پر قلعہ بندی انگوڑا کی مضبوطی کیے لڑائی پر مستعد تھے اور ایک حصہ چین
 میں منتقل ہل تانار اور جرات و قوت میں یکساں روزگار تھا شہر کے اندر اس لیے متعین تھا کہ اگر ہار
 کا لشکر شکست پاوے اور انگریز قصد شہر میں جانے کا کریں یہ سب خواہ فرہمت کی دیوار کی طرح
 کھڑے ہو جاویں یا دشمن انکی لاشوں پر سے گذر کریں اس ارادہ مزانہ کو تانار اس کام میں
 اور حق ہے کہ حب وطن اور شجاعت کا جو مقصدا تھا اتنا ہی اونہوں نے کیا اور اسی لڑائی

کہیں پر کم ہوئی ہے جہاں اتنی جرات دیکھنے میں آئی غرض چونکہ اس دفعہ جو مقابلہ انگریزوں
 کا ہوا اور درستی سے ہوا مناسب ہے کہ اس کا بیان کچھ تفصیل کے ساتھ ہو۔
 شہر میں بیہوشانے کا حال دیکھا گیا اور دغا کا خیال لارڈوگات نہاد کے دل میں گزرا
 فوج کی تین تقسیمیں کی گئیں اور دو طرف معرکہ خانی کے روانہ ہوئیں اور تیسری تقسیم ایک ٹیلے
 کے اور شہر کے فیصلوں کے قریب مستعد رہی غرض معرکہ خانی پر جو چڑھائی ہوئی وہیں دشمن کے
 ہاتھ سے اتنے لوگ نقصان نہیں ہوئے کہ جو دھوپ اور تھماڑ تھاپ سوار سے بڑھ چکا
 اٹھا نوے پلٹن گورے کی کئی جان اس چڑھائی کے وقت لوہ کے مارے بدم ہوئے
 گر پڑے اور بعد لڑائی لے اور بھی ترابری صرف دھوپ کے مدد سے مر گئے غرض
 معرکہ میں خانی اچھی طرح لڑے ویشل اور دفعہ کے جھٹ پٹ نہ بھاگے لیکن آخر کانچ
 انگریزوں کا مقابلہ دشوار سمجھ کر دسے رفتہ رفتہ پس پا ہو کر جان لے اور پیچھے دیکھ کر بھاگے
 نکل چلے اور سپاہ کی دردی اور جربہ پھینک کر اطراف کی بستیوں میں دھڑے بھاگے
 ساتھ مل گئے اور اس ترکیب سے ہزار ہا بیان اور دوسری لڑائیوں میں بھی جگے
 جواگر پہچانے جاتے تو مارے پڑتے اور چونکہ خانی اکثر سپاہی اسی ضلع کی ہیں کہ انگریز
 بھی کرتے رہتے ہیں اور صرف جنگ کے وقت دردی پسپنے میں اس سبب سے جب
 اپنے ساز و مار ڈالتے ہیں تو واردن کے ساتھ بے تردد دلچاہے میں کیونکہ اگر سپاہ
 پیشے اور سپاہی کی وضع سچ و سچ اور چال چلن ایسی نرالی ہوتی ہے کہ ہتھیار اور تجربہ کا
 آدمی کسی شخص کو دیکھتے ہی اس کے ہنر اور پیشہ کو بے تامل کہہ لیا لیکن وہ جیتی اور ترقی نگاہ اور
 قول تول کے قدم رکھنا اور پنجوں کے محل چلنا جو سپاہی کے واسطے مومنوع ہے
 اور نہیں نہیں پائی جاتی ہے القصد معرکہ والوں کی لڑائی کا نتیجہ ہوا لیکن شہر کے اندر
 جب تاناریوں سے چلی تو ادھر ہی بات وقوع میں آئی اور اس کا حال راوی بہت
 ایسی انگلیوں کی دیکھی ہوئی کہتا ہے کہ جب منزل شاؤسوار انگریز قلعہ بندی کے

پارسی بھی ٹکڑے کے دخل ہونے مقابلہ تاتاریوں نے جیسا کہ مردوں کو اپنے وطن اور بل و بل
 کی حفاظت کے لیے زیبا ہے خوب ہی کیا اور اگرچہ آلات و قواعد جنگ فرنگی ایسا بہتر ہے
 کہ وہ دشمن اور طور سے لڑنے آوے بیشک شکست پاوے اور ممکن نہیں کہ فوج پیادہ کی
 ٹوٹی دار بند و قرا اور سنگین اور اسے تو چنانچہ انگریزی کا مقابلہ تیر اور تلوار اور جھجی و
 تفنگ توڑے وارا اور جھانکوں سے کبھی ہووے اور اسی جہت سے انگریز کے فوجیاب
 ہونیکا کچھ شک و مہر کے لیے کیونکہ مخالفین بھی تاتاریوں جیسے دشمن کو پیٹھ نہ دکھائی
 اور قدم قدم نہایت برأت سے چوٹیں مارنے کوئی کھاتے پس پاہوے اور جھجیاب
 کچھ سہارا اسی جوبلی یا باغ یا گلی سے پایا جم کے کھڑے رہے اور کتنی دفعہ حملہ مراد سے
 باد تیز کی طرح انگریزوں پر چھک کے سینہ بسینہ گھریوں لڑے اور تب ہی ہٹے جب انھوں
 نے دیکھا کہ اپنی طرف نقصان پہلے میں دشمن سے وہ گوندہ ہوتا ہے اور فرنگی کا قہر
 آگاہی پڑتا ہے غرض اسی طرح سے حق و لاوری ایسا ادھنوں نے ادا کیا کہ چار گھنٹے
 میں فوج انگریزی پورب وروانزی و کچھ تک پہنچی حالانکہ آدھ کوس سے زیادہ فاصلہ نہیں تھا
 اور اسی سے ظاہر ہے کہ تاتاریوں نے کیسا کچھ سامنا کیا اور ہر قدم پر روکانو کا جب کہ
 اس قدر عرصہ ایسی تھوڑی سی راہ طے کرنے میں گذرا الغرض دھڑے فوج انگریزی کی
 ایک تقسیم کچھ دروازے تک پہنچی کہ دین پر دوسری فوج آن ملی تاتاریوں کے دل تیز
 ہیت ہائی اور چند لفظ آپس میں کہے اوکلی صفت کی سپاہ ایک ایک کر کے دھنہ ہین
 غائب ہو گئی یہ دیکھتے ہی آوازہ فتح کا لشکر انگریزی سے بلند ہوا اور لوگوں نے یہ سمجھا
 کہ لڑائی اب نہیں ہونے لگی لیکن تاتاریوں کے اوس وقت غائب ہو جانے کا سبب
 دوسرے روز معلوم ہوا چنانچہ حال یہ کھلا کہ جب چاروں طرف سے غنیم کو دخل کرنے
 اور گھیر لیتے اور بھون نے دیکھا اپنے اردو کی طرف جہاں گھروں وازے جو روڑے
 اوں سب کے تھے گئے اور وہیں پراونکے سردار نے سب کو جمع کر کے کہا کہ یارو

زمانہ ہم لوگوں کے لیے انگشتی ستانگ ہوا جو کچھ کہہ نہ سکا وہ دلیری کا تعامل میں لچکا ہے اب یہی باقی ہے کہ تم سب اپنے ناموسوں کو دشمن کے اختیار سے باہر کر دو اور بعد اسکے ایک ہی حملہ مردانہ میں خواہ مخیا ہو یا بہادری کی طرح خون دشمن میں ڈوب مرو یہ سنکر تارایوں نے اپنے اپنے گھر پر جا اٹھنا اور حرموں اور باندیوں اور لڑکوں اور بوڑھوں کو دالان میں بلا کے گلے سے لگا کے قطرے خون جگر کے آنکھوں سے بہا اتنی ہی کہا کہ دشمن کو بچا ہے اب مزہ زندگی کا باقی زباہوں کی زبان سے یہ کلمہ پورا نہ کلا کہ ایک اپنے پیٹ میں گٹھرا بیٹھی کوئی گلے میں جبری کوئی پھانسی لگنے کوئی کنوے میں ڈوب کے کوئی زہر کھا کے مر گئی اور جو ذرا سچپکائی اور جان شیریں کے چہنے میں رُکی فورا اوسکے خاوند یا بہائی یا ماں نے ایسی تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہو کر ٹپری اور اوس سبھوں کی زندگی بھی سیدھے منقطع کی گئی القرض حب و ن میں سے کوئی زندہ نہ رہا تاہو بے تلواروں کی میان کو پھینک اور پھر صفت باندھ کر اوس سردار کے ہمراہ جنگ کر جو بچے تھے تو اٹھا رہوں اور اونچا سوئیں لیٹیں گورے کی اپنے مقام پر آرام کر گئے اور تھمے سستا کے کھائے پینے کے خیال میں تھیں کہ دفعۃً ایک گلی کی موٹر پر دی گروہ تازہ کی سامنے آن پڑی اور انگریزوں کو اسی بارہ مار بیٹھی کہ دو سردار مٹی اور گورے مارے گئے اور کتنے مجروح ہوئے طیش میں آکر انگریزوں نے حملہ کیا اور تاتا رہی گھڑی بھرتک قدم سے قدم ملائے پاس کے تورا اور غانہ بربادی کے کینہ اہر ترک جان کی آرزو کے ساتھ لڑے آخر کار جب ودھ سے زیادہ مارے جا چکے باقی بچے اور اون میں ہیلنگ وہی سردار جرات تھا جس نے حکم سپاہیوں کو اپنے اہل و عیال کے کشت و خون کا دیا تھا غرض یہ سمجھا چکا کہ اپنی جان کے خوف سے بھاگا کیونکہ اوسکو زندہ گرفتار ہونا دشمن کی قید میں جانا منظور نہ تھا چنانچہ اس نے دیکھا کہ اوسکا ارمان پورا نہ ہوا اور اہل و عیال کے آغوش میں نہ آئی ہر جیہ اوسنے دست آرڈر

پیش کیا اور جان زیادہ گشت و خون ہو رہا تھا اپنے کو بیدار کر ڈال دیا تھا آخر کو گھوڑے
 کی باگ پھیر کے اپنے گھر آیا اور ایک کوٹھری میں بولکوی اور گھاس سے بھری تھی اپنے گھاس
 کو لیکر کرسی پر بیٹھا اور نوخیزون کو لگ لگائی کو کمدیا اور اس جرات کے ساتھ اپنے کو ایسی
 سخت اور پراہذا موت سے ہلاک کیا کہ دوسرے روز جب اگر زیر کا بانا اوس طرف ہوا
 تب اونہون نے دیکھا کہ اوسکی لاش جلی ہی کرسی پر موجود ہے اور اسی سے غلام ہے
 کہ جیسا بیٹھا تھا ویسا ہی رہ گیا اور جلنے کی سختی میں بھی جنت نک کی اوسکے قریب ہی ایک لاش
 پڑی تھی اور معلوم ہوا کہ وہ خانی منشی تھا جو خاندان کا ساتھی ایسے وقت پر ہوا کہ جولاہی منشی کی
 بایسویں تاریخ کو آفتاب عالم اب اگر زمانے کی خوشی اور الم کو دیکھتا رہتا ہو ایسا سانس
 روی زمین پر نہ لکھا ہو گا جو شہر چنگ کیا گنگ فو میں واقع ہوا اور معکرتا کر کیطاف جو
 قدم اٹھا تو ہر مقام پر مستورات اور لڑکوں کی لاشوں کا تو وہ نظر آیا چنانچہ ایک گھر میں سات
 شخص ایک کے اوپر ایک ڈھیر کیے پڑے تھے اور ایک پیر مرد و مجروح تھا جو دھچھوٹے
 بچوں کے منہ میں پانی نے کافض کر رہا تھا لیکن ان مصیبتوں کی ریڑھ کی ہڈی او
 قصائی بابے گردن اور بانو پر کے توڑ ڈالی تھی عرض دل کا ٹپنا اور چمپن باننا اور جانکنڈن
 میں اٹھنا اور سچ و تاب کرنا ایسا تھا کہ پرانے پرانے اہل فوج جنہوں نے سیکڑوں میدان
 جنگ میں انواع طرح کی جرات اور جانکنڈن کو بے آہ بھرے ملاحظہ کیا تھا ان سے اوس
 طرف دیکھا گیا اور آنسو بے اختیار ٹپک پڑا پھر عورتوں کی تراکت اور خبر روئی سے معلوم
 ہوا کہ کسی سردار حالی کا یہ گھر تھا جسے مستورات کو مار کے اون لڑکوں کی کمر توڑ ڈالی
 تھی چنانچہ ایک جمیل چھو کرمی پتھو سولہ برس کی جسکے چہرے کی سرخی اور سپیدی کو زبردی
 موت نے مٹا یا تھا کلائے کلاب کی طرح پلنگ پر پڑی تھی اور پانٹی سے پاس لسی
 دایہ زہر کہا کے لیسٹ کئی تھی اور برآمدے میں دو جوان عورتیں بھانسی میں لگی ہوئی تھیں
 عرض اس طرح سے ایک گھر خالی ایسے منظر دل شکن سے تھا اور ہر قدم پر ثبوت و گشت

اور اوس پاس حرمت کا تھا جو اہل تاتار کا خاصہ تھیں ہے چنانچہ اسکی ایک نظیر کے سامنے
 نظر آئی جب انگریز کے آدمی لاشوں کو جمع کر کے دفن کرتے تھے اور کوہن میں اکثر تلوے
 مرے تھے اور انکی لاشوں کو نکال کر دفن نہایت مقدم تھا تاکہ تھیں سے وہ پیدا نہ ہوں
 اس لیے ہر کوہن میں عوطہ زن اور ترے تھے کہ اتنے میں ایک جوان عورت نہایت جمیل ایک
 کوہن میں زندہ کسی آنسرے سے لٹی ہوئی جو نظر آئی خوشی سبکو ہوئی کہ کوہن میں ہے غائب
 کہ جان اوس بیماری کی بجائے غرض اسکو چھوٹے کھانے کی تدبیر ہو رہی تھی کہ ایک تالہ
 جو مخرج جان بلب اپنے ہاتھ کا زخم کھائے پڑا تھا یہ حال دیکھتے ہی اونٹھکرایا اور کوہن میں
 جھانکتے ہی اوس عورت کو جو زندہ دیکھا فوراً کوہن پر اور اوس باہر کو لپٹ کر تیرے آب ہو گیا
 تمام عالم کو اس سیرجی کی حرکت سے حیرت ہوئی تعجب کرنے سے یہ کیفیت کھلی کہ وہ شخص
 شہرہ اوس نازنین کا تھا اور خاشق آسنا کہ جب درون نے اپنے اٹھانہ کو مار ڈالا اوسکا
 ہاتھ دوسپہنہ اوٹھ سکا آخر جب کوہن چارہ تھا اور بیخبر حرمت مرجانے اور بے رنگ
 زندہ رہنے کے علاوہ کذا تھا اوس نے کوہن کو کھائے اور اسکو لاخوب سار دیا اور دفعہ پہلے
 دل کو ختم کر دھکا اوس زہر و جبین کو دے کوہن میں ڈال دیا کہ اسکی اذیت اور جان کوہن
 نظر نہ آوے بعد اوسکے اپنے پیٹ میں چھری مار بیٹھا کہ اتنے میں انگریز آن پونچھے غرض
 اوسکی جو رو اس کروٹ سے کوہن میں گری کہ کنارے کو کڑے ڈوبنے سنچھی
 تھی کہ اوس خواص نے دیکھا اور لوگوں کو اوسکے نکالنے کے لیے بلایا یہ سنتے ہی وہ
 تاتار اوسکا شہرہ اگرچہ ادھ موڑا اور گلے میں اوسکے گھر گھری لگی تھی ہشیار ہوا کہ وہی
 ناموس زندہ ہے اور دشمن کے قبضے میں آگے جو حرمت کی جائیگی اس خیال سے بچے
 بچائے خون نے جو مثل جیون کے پیٹ کے زخم سے بہ رہا تھا ایسا جوش کیا کہ اوٹھ بڑا
 چوہا اپنے بے مبالغہ آدھے دھڑ کو جسپر موت نے قبضہ کیا تھا اوس نے عز اٹیل کے
 ہاتھ سے جبین لیا اور اپنے گوتے میں جو رو کے اوپر ایسا ڈال دیا کہ اوس سے نیچے

دوب مراد اسکے کچھ بہت سے لوگ اور بے لکھن ایسا اپنے کو تہمین پہنچایا تھا کہ وہ وہ
 ملک پانہ لگا اور تیسرے دن جب لاشیں پھول گئے اور کھنڈ اور نکالی گئیں تو لوگوں نے
 دیکھا کہ مرد نے عورت کا زخما دانتوں سے ایسا بکڑ لیا تھا کہ کسی حال میں اس کا پیدا شوا
 تھا ناظرین مثل صنوبر پر بیچ والہ اس جا پر جمع تھے اور راقم کے دوست نے جس نے
 اپنی آنکھوں سے یہ سب ماجراے شگرف دیکھا تھا آئندہ یہ ہو کر مجھے تمام حال سنایا اور یہ
 کہا کہ تو اپنی تاریخ چین میں درج کر کے اس سانحہ غم افزا سے اپنے قدر دانوں کو مطلع کر
 القصد چینگ کیا نک فو کی لڑائی کا نتیجہ اور انگریزوں کی جرات کا شہرہ ایسا پھیل گیا کہ غفور
 لہ زبان و ترسان دشت تاتار کی طرف بھاگنے کے لیے مستعد ہوا اور سلطنت باجوہ کا راجا
 نزدیک سمجھا گیا کیونکہ سردار ہیملنگ پر جس کے حملہ روانہ اور خود کشیا بیان صفحہ سابق میں
 ہو چکا ہے اعتماد غفور کو بر تہ تھا لیکن جب وہ شکست کھا کر ندامت سے خود کش ہو گیا
 کیونکہ ہا کہ خاتمہ دولت تاتار کا نزدیک ہے اس خوف سے وزیر ایلو پور دار الخلافت
 چین سے صلح کا پیغام لیکر روانہ ہوا غرض کہت میں نے کی دوسری تاریخ نو تھوڑی
 سی فوج چینگ کیا نک فو کی حفاظت کے لیے متعین ہوئی باقی معجزہ شہر نانکن سابق
 دار السلطنت چین کی طرف روانہ ہو نیکو تھی کہ چند ماہ میں جلیل القدر منبری پاجہ کی نزدیک
 اور التجا کی کہ انگریز آگے نہ بڑھیں کیونکہ وزیر ایلو پور صلح کرنے کے لیے آتا ہے اسکا جوہر
 اس سردار عالی وقار نے دیا کہ اگر صلح غفور کو منظور ہے تو مہر اور دستخط خاص سے
 جب تک کہ شہر ایلو پور کے نام پر متضمنہ صلح پیش نہیں کیا جاوے گا فوج انگریز کی قدم
 ایک دم کے لیے اگے بڑھنے سے باز نہیں رہے گی کیونکہ بارہا ایسا فقرہ صرف کیا گیا ہے
 اور تھاری باتوں کا اعتماد باقی نہیں رہا لہذا اگر ایلو پور حقیقت میں آتا ہے تو لکھن بھو کہ نانکن میں
 اگر ہم سے ملاقات کرے ہم بھی وہیں جاتے ہیں یہ نہ کہ مانڈریون نے سمجھا کہ یہ مرد مستقل راج
 کپتان الیٹ نہیں ہے کہ قریب میں آوے اور غالب ہے کہ اس جواب مروانہ

عائد نہ سے وزیر کو مطلع کیا خصوصاً جب کہ اس کے رخصت ہونے کو بھر کھلی اور شہر کو آچوس لاکھ روپیہ فدیہ لیکر نائکین کی طرف مثل بادندر کے روانہ ہوئی اور پانچویں تاریخ کو مقابل شہر کے پونجی لیکن چونکہ سپید نشان صلح اور امان کی علامت کا قلعے کی فصیلوں پر بلند تھا جہازوں نے ٹنگر ڈال کے قیام اختیار کیا اور نوں تاریخ کو جب ظاہر ہوا کہ جہازوں میں شش پنج ہو رہا ہے اور ایلو پوڈو فرمان فقہوری پیش نیگا سرخرمی پانچمے حکم فوج کو جہاز سے کنارے اترنے کا دیا خوف کے مارے تھائی سفیر کا پیشی زانگ منت و آرزو سے تردید انگریزوں کو لایا اسکی تقریر سے اتنی تشغی خاطر سرخرمی پانچم کو ہونی کہ اٹھارہویں اگست کو اوٹھوں نے اٹھارہ کیا کہ چونکہ صلح اور عہد و پیمان کی گفتگو شروع ہوئی ہے جنگ ملتوی ہے چنانچہ تیسرے دن ایلو پوڈو کینک اور دوسرے اکابر خاٹے جلوس کے ساتھ سرخرمی پانچم صاحب کے ملاقات کو آنا چاہا اور یہی گویا پہلی دلیل خوش صلح کی تھی کیونکہ نظام اور حکام خاٹے کبھی مل سکے قبل کسی قوم فرنگ کے اکابر کے ساتھ برابری کی ملاقات نہ کی اور بیشک یہ غلط ثبوت کامل ہے کہ انگریزوں نے زلزلہ سلطنت میں ڈال دیا تھا ورنہ دو برس قبل اسکے یہ ہوا تھا کہ دربارے پھیو کے مہمانے پر جب انگریزوں نے کشن کو ملاقات کے لیے جہاز پیش قدم ہو کر آنے لگا تھا اس نے نہایت تکبر سے یہ جواب دیا کہ آج تک ایسا نہیں ہوا ہے کہ اس سلطنت عرش پایگاہ کا ادنیٰ سا عملہ کسی حلیل لہدر شخص صخر اور جناب کے پاس پہلے گیا ہو الغرض یہ وقت اور سی تھا اور مائزین سب صلح کروانے کی تمنا ہے خود پیش قدمی کر کے آئے اور سرخرمی پانچم نہایت غرت اور احترام کے ساتھ جیسا کہ چاہیے تھا اون لوگوں سے سلوک ہوئے اور توہیوں سے شلک چھوڑ دالی غر گتے بھرتک ہنسی اختلاط کرتے اور چری برائدمی شراب پیتے سہے اور دعوت ضیافت اکار انگریز کی کر کے دے اوٹھے اور سب غرت کے ساتھ رخصت کئے اور چوبیسویں تاریخ کو سردار ان انگریز ضیافت کھانے کو نائکین من گئے اور اہل مائزین ذمہ دار

استقبال کوئے اور ایک مکان پاکیزہ اور آراستہ میں لیکوٹیا باغ و انواع طرحی حاکمی
 اس عرصے میں طرفین کے مہتممین نے باہم ملکر شرائط عہد نامہ تیار کیا الغرض شکستہ کے
 اگست مہینے کی انٹیمسٹ تاریخ کو جمع اکابر خدائی اور نظام و حکام اور صوبہ داران گھن اور وزیر اعلیٰ
 جہاز کارن والس کے اوپر دھوم دھامی جلوس لیکر آئے اور جب سرحدی پانچ بہادر اور دوسرے
 سرداران فوج و بھگت گزری جمع ہوئے عہد نامہ دفعہ دفعہ کر کے خدائی اور انگریزی زبانوں
 میں پڑھا گیا اور جب سفیران فقہور اور ملکہ و کموریہ نے مہر اور دستخط کی تو یوں کی سلامی
 ہوئی اور ان شرائط سے خاص شریطن یہ میں یعنی پہلی یہ کہ درمیان دونوں مملکتوں کے
 صلح اور پستی ہمیشہ رہے دوسری یہ کہ فقہور جنین چار کروڑ بیس لاکھ روپیہ زرتا و اخراجات
 لڑائی کے باب میں سندہ روان اور ایندو و برسوں کے عرصے میں ادا کرے تیسری یہ کہ
 کاشگان اور اسماعے اور فوجو اور نینگ پو اور شانگ حالی کے پانچوں بناد میں انگریزی تجارت
 تجارت کرنے اور اون کاشگان سرکار انگریز رہنے پاون اور سمندری اور ملکی سونو
 کی آمدنی اور رفتی کے محصول کا نرخ نامہ عدل اور انصاف کے رو سے قرار پاکر خاص
 عام پر مشہور ہوئے اور چوتھی یہ کہ ہانگ کانگ کا جزیرہ شاہ انگلستان اور اسکے قائم مقام
 جانشینوں کو تسلیم بعد منسل و دام کے لیے حوالہ کر دیا جاوے اور پانچویں شرط یہ کہ شاہ
 انگلڈ کے جتنے رعایا خواہ ولایت فرنگ شاہ دوسری ملکوں کی ہوسکی حکمہ پر مملکت چین میں مقید
 ہو وین فوراً مخلصی پاون چینی یہ کہ فقہور فرمان اپنی خاص مہر و خط سے جاری کرے گا و
 حاکمین کی طرح کی پر خاش مہین کی جاگی جنوں نے سرکار انگریزی تحت میں سکوت
 اختیار کی ہے یا وہاں نوکری کی ہے یا راہ و رسم رکھی ہے سائون یہ کہ خط و کتابت و
 ملاقات درمیان عملگاران سرکار خدائی اور سرکار انگلستان کے برابری کے پائے پیشہ
 وقوع میں آوے اور آٹھویں یہ کہ جب تک فقہور اس عہد نامے کو قبول اور زرتا و
 الگ کروڑ بیس لاکھ ادا کرے انگریز کا قرضہ شدہ ناگھین اور شہر خٹک کے صلحے پر گویا تھا و

کے نرسختے پر اور شہر چنگیہائی پر بھل کر ہے عرض تا وقتیکہ بالکل مبلغ تاوان نہ دیا جاوے
اور بنا در نامبر وہ میں تجارت موافق تیسری شرط کے شروع ہووے ہزار چورکن درکول
انگریز کے اختیار میں ہے ہر شخص کینک سفیر تھا اور سرہنری بانجری دستخط اس عند نامے پر چوبند
ثبت کی گئی تو پون کی سلامی نے خاص و عام پر شہر کیا جنگ در میان تھا اور بھکستان
کے تمام ہوئی جس میں ہفقور کی دونہارا ایک نے اٹھارہ نوین چھین لی گئیں اور بیس ہزار فوج
کے قریب ماری گئی حالانکہ انگریز کی طرف صرف اونتر آہی ہلاک اور چارسی اٹاؤن مجموع
ہوے تھے اس حال کے ملاحظہ سے خیال بھی گذرتا ہے کہ انگریز اگر اب چامین تو ملک فتا
کو سر کر کے مثل ہندوستان کے اپنے قبضے میں کر لیا کچھ بری بات نہیں ہے لیکن غور کر
سے تین باتیں اس امر کی مانع ہووے ہیں پہلی یہ کہ انگریزوں کا خاصہ نفس غصب و ملک
ستانی نہیں ہے اور نہ یہ وہ انکو منظور ہے کہ کسی کے ملک اور دولت کو چھین کر اپنا خزانہ بھر
اور اسکی ولیدیں اپنی میں کہ راقم دعویٰ کرے کہ وہ سکتا ہے کہ قبضہ پادشاہ روہے زمین پر
پیسا ہوے میں کسی میں یہ قناعت نہیں پائی گئی ہے جو انگریزوں میں ہمیشہ سے ہونو ظاہر
بلکہ اکثر ایسا ہوا ہے اور زیادہ عرصے پر بجا کے قریب یعنی اسی ہندوستان میں بات پائی گئی
ہے کہ دشمن نے جب بواسطہ خود لڑائی ڈالی اور انگریز نے اپنی حفاظت کے لیے شمشیر
جنگ میان سے نکالی ہے تو غنیم کو سر کر کے دوبارہ اور سہ بارہ اس کے ملک کو او
پھر چوالہ کر دیا ہے اور جب تجربے سے آزما کے دیکھا کہ بغیر دشمن کو بے تخت و تاج کیے
اوس کے ملک کو داخل اپنی سلطنت میں کرنے کے اپنے واسطے سراسر زیان اور نقصان
نہے تب بھی اوس دشمن اور اسکی آل ذوالاد کو امنیہ منظور پر آدھ دیا اور انکے احرار
کچھ فرق نہیں کیا انہیں باتوں سے ظاہر ہے کہ انگریز کو خواہش ملک گیری کی نہیں ہے بلکہ
یہی آرزو ہے کہ جس ملک اور عایا پر خدا نے اوہیں اختیار کیا ہے اسکی بہتری بہر حال
ہووے اور عریض کی بہتری اور یہودی کے لیے انصاف کا دروازہ کھلائے علم کا چرچا

زیادہ ہووے تاکہ بکری ایک گھاٹ پر پانی پی سکیا میر و قیر کی جگہ عدالت میں ایک ہی
ہووے الغرض چونکہ راقم اپنی قوم کی صفت کو زیادہ بیان اگر لکھا تو مدح کھلائیگا اس تقریر
کے لیے اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ انگریزوں کو خوش ملک کہہ کر مین سے بلکہ صرف چار
کرور لیکر جو ادھون نے حضور سے صلح کی یہی کسی بڑی فصاحت کی دلیل ہے کیونکہ اگر چاہتے
تو اس سے وہ گو نہ تاوان کے بہانہ سے لیتے اور دارالامارہ چین کو لوٹ لیتے اور میر
روپیہ زلفقد لاتے ایسا کہ ادنی خلاصی امیر ہو جاتا یا دو تین صوبے کی خوشی کو تو انکار کی طاقت
کیسی کہتی ہے سبب اول چین کو سرکرنیکا ہی تھا جو راقم نے بیان کیا کہ انگریز بہادر کو ملک
ستانی اور غلی خدا پر دست جنگ سے ایزاد بچانی اور کسی جی سرخودی کو تباہ کرنی خلاف
جہلت قوم انگریز کہے ہیں دوسری یہ ہزار ہا کوس کے طول و عرض کے ملک کی نگہبانی کے
لیے فوج کثیر چاہیے اور جب وطن ختامیوں کا خاجہ ہے اور مدت مدید کے بعد اور تفتا
کشت و خون کے بعد جو کہ انگریزوں کو کسی حال میں منظور نہیں اون لوگوں کی سرخودی
معدوم کی جاتی اور رعایا کے شب خون مارنے اور تماریوں کے یوبش کرنے کے
خوف ہزار ہا فوج کو ساتھ درازنگ کر سکتے کہنا ضرور ہوتا اور برطان کے تین خزانہ بھگت
ایرلینڈ اسکاٹ لینڈ کی تمام سپاہ اگر صرف انجمنانی میں مصروف ہو تو ممکن تھا لیکن او دھراؤ کا
وطن اور ہندوستان وغیرہ حفاظت رہتے اگر اس تقریر کو ایرلو کرے کہ تماریوں کی دولت
کس طرح تقریر ہوئی اور دوسے برس سے قائم ہے تو اس کا جواب صاف یہ ہے کہ تماریوں
نے خفا کو فتح کر کے دشت گردی اور خیمہ باشی سے تبارک ہو ملک مستوحہ کو وطن
قرار دیا اور دشت بیابان ترکستان کا نام ملایا یہی حجت سے اس کا قیام ہوا اور انگریز بھی
اور سیکڑے انگلستان کو چھوڑ کر سرزمین ختامین آن بسین تو اسکو زیر نگین کرنا نہایت سہل
ہے لیکن جب اپنے ملک کی حفاظت مقدم ہے تو اگر خوش اور مین خفا کی سرخودی کو خاک
مین ملا دیئے کی بھی ہوتی تو کثرت سپاہ اتنی نہیں ہے کہ غایت ہر طرف کی حفاظت کی

کر کے ہتھیری بات یہ کہ اگر مقصد ملک گیری اور امکان ملک فاری دونوں ہوتا ہے
 دوسرے سلاطین فرنگ بالغ اس وضع کے غضب کے ہوتے بلکہ خانیوں کو مدد دیتے
 کیونکہ خود انکی سرخودی اسی امر سے متعلق ہے کہ دوسرے بادشاہ فرنگ کو اتنی قدرت
 حاصل نہ ہو سکے کہ گہڑے سے انکو پامال کر سکے پس اگر خا کا ساز خیر اور آباد ملک شاہ
 انگلستان کے ہاتھ پڑے تو عالم گیری کی خوشی کا شبہ اس حرکت کے وقوع سے پیدا
 ہونا ممکن ہے اور اس حال میں اردون کو اتفاق کر کے انگریزوں کا زوال چاہنا بعید
 القیاس نہیں ہے چنانچہ نیولین بونا پارٹ شہنشاہ فرانس نے جب چارون طرف کے
 بادشاہان فرنگ کو عاجز کرنا اور انکا ملک چھین لینا اور بعض کو بے تخت و تاج کر کے
 اپنے بھائیوں کو انکی مستند پر بٹھانا شروع کیا سبھوں نے آخر کار اتفاق کیا اور سلاطین
 انگلستان ڈیوک آف ونگٹن بہادر کے ہاتھوں سے شکست دلو اگر بحر شرق کو ایک
 جزیرہ میں ملے اسی میں داعم بحس کیا بس اگر سرکار انگریز کو فتاح کالایج بھی ہوتا تو ممکن تھا
 انقضائیں تین سیون سے علی الخصوص پہلی وجہ سے چین کا ملک بچ گیا اور غنمور کے
 قبضے میں موجود ہے +

دفتر دوم جلد دوم تمام ہوا

دستورم جلد دوم تاریخ ممالک حین



بیج بیان اول ملون اور قومون کے جو باجگذار نفقہ کے یازیرنگین مملکت حسین میں

پہلا باب

بیان عادات اور حرکات و سکنات رسوم و قواعد جمیع اوقات اہل کس

سرزمین کستان کے باشندے اور اولق و دوق بیابانون کے رہنے والے
جو مملکت چین کی شمال اور رخ باب پر مہنوز قریب برحالت اصلی کے موجود ہیں وہی لوگ
ہیں جنکے آبا و اجداد نے دفعات قدم اپنی حد سے باہر اٹھایا اور جس طرح کہا گیا
مقابلہ میں ہمارے کچھ اور ہم قدیم و نوادر روس ایران ہندوستان اور کئی ملک فرنگستان پر غالب آئے
اور دعویٰ تمام عالم کو اپنے زیر حکم کر نیکار کتے تھے اور یہ کہہ چھوئے منہ کی ٹبری بہت
یہ بھی کیونکہ اصل حقیقت میں باوقبال انکے نشان کو ہمیشہ بلند رکھتی تھی اور فتح کی تلوار کو پروں
نے دست قدرت میں مثل برق جہان سوز کے دیکر مہیت عالم بن گیا تو بہ تو بہ
اجازت قتل بنیان بنی آدم دی تھی وہ اسی جلد کے سینے وقت کے پہلے باب کی شروع
میں راقم نے بیان کیا ہے کہ یافت ابن لوح اٹھ بیٹے چھوڑ گیا اور ترک خدا تو ام تارکا
ہے اور یہ حقیقت ہے کیونکہ تمام تاریخوں سے ثابت ہے کہ اگرچہ خدا جہاں تو میں تارکا
کی بالاقاب علیحدہ ہیں لیکن تمام کی پیدا و اسی ایک ہی جگہ سے معلوم ہوتی ہے اور سبوں کے مشور

وہی ہنگامو یا ہن یا ہنی تا تاریخ جنکا بیان اسی جلد کے پہلے دفتر میں آچکا ہے کہ غفوران
چین کو انہوں نے بارہا ستایا غرض اول امر و نگار زیادہ بیان مناسب ہے تاکہ یہ تاریخ
ہر طرح سے کامل اور جمیع حالات پر شامل ہووے اور یہ تصنیف اس سچیدان کی نگار و در قیاس
تک رہے بہ بصورت کہ ترک اپنے باپ یا فٹ ابن فوح کا بھیجا ہوا دست کی طرف گیا تو
اوس مقام پر اوسے خیمہ کیا جہاں اب اگر خون قلیاق رہتے ہیں وہیں پر اوسکی گروہ بھی
اور اوسکی تابعدار رہی کیونکہ بہت سی ضروری چیزوں کی ایجاد اوسنے کی اور اپنی دانش اور
جرات کے وسیلے سے اوس حکومت کو بحال رکھا جو بزرگوں کی دی ہوئی تھی چنانچہ اوس
طرح سے چھ پشت تک یہی صورت رہی کہ بیٹوں نے سلسلے سے اپنے باپوں کی قائم کیا
میں سیاست کی اور گروہ ایک ہی راغفر تھی خان کے جسکو چینی بھی کہتے ہیں تو ام دو بیٹے پیدا
ہوئے ایک کا نام منحل پہنچل یا منگو خان رکھا گیا اور دوسرے کا نام تارخان تھا اور یہی وہ
شخص مورث بالکل اقوام تبار کے ہیں جو عربی تاریخوں میں اتراک کہلاتے ہیں اور یہی لوگ
جب قومی اور غازی ہوئے اور عالم کو زیر تلوار لانے پر کمر باندھے تو اپنی بنیاد کو اٹھا
نے فرار دیا اور آفتاب زائی کہلائے یہ ہر قوم کے دو عہد کی تاریخ نہ قابل مکتے
اور نہ لائق سے کہ ہوتی ہے ایک تو وہ جب ایسی جہالت اور پوچھائی رہتی ہے کہ ہر ام
خواہ ادنیٰ خواہ اعلیٰ کو از غیبی قرار دیکر پے مبالغے کے ساتھ انکے پہلے سورج بیان کرتے
ہیں کہ کج کل کا دس برس کا ہو شیار لڑکا کا اون انسانوں کی عبید القیاسی پر سکڑا ایک کا اور
دوسرا وہ عہد ہے جب قریب کی قوموں سے جو مانند انکے نہایت جاہل اور مثل حیوان مطلق
کے ہیں لڑایان شروع آبادی ملک میں بغد شکست و زندون کے ہوتی رہتی ہے پھر پھر
کٹول اور جو زری اور لوٹ و تاراج کے دوسری کوئی بات وقوع میں نہ آتی ہے الغرض ادا
تاریخ نویسی راقم کی دہشت میں بھی ہیں کہ اول تو اقوام کی شروع کا احوال اوسی قدر لکھنا
چاہیے جو متعلق کسی آباد اور نامور ملک کے ہووے جیسا کہ پورٹ جوشیوں کی کسی جگہ

جہان کی تاریخ قابل یاد کے ہے تاکہ اس ذکر سے اخذ نصیحت اور تجربہ ہووے اور دوسرے
 یہ کہ اگر وحشیوں کی تاریخ سلسلے کے ساتھ تحریر میں بھی آوے تو آپس کے کشت و خون کا محض شا
 رہے اور صرف اونٹنے لگی مقام سکونت بیچ عہد بادید بیائی کے لکھے جاوین کہ کس جاسے
 اوٹھ کر کون راہ سے کدھر گئے اور وہاں سے پھر کھڑن رخ کر کر کہاں پر پہنچ کر یا قیوم ہو کے
 دشت گردی کو ترک کیا اور انسان کی طرح کشکاری میں مشغول ہوئے یا رگ حیوانی کی کشش سے
 مثل درندوں کے کسی ملک آباد رہ جائے اور شہر و مکان اور غلہ و گھلیان کو مثل اپنے
 بیابان کے صاف کرنے بادسوم کی طرح چلے گئے لقمہ اقوام تاتار کا حال شروع میں
 نوح کے اسی لحاظ سے قابل تحریر کے نہیں ہے کہ دشت گردی کی اوقات اور آپس کی
 مار کٹول اور یورش کے سوا دوسری بات نہ تھی اس وقت ہوا انگلیا ہنی کے لقب سے
 مشہور تھے اور فرق ادن بن یہی تھا کہ خانی تارخیون میں وہ کروہین جو صوبہ پچم کی شمال
 سے بحر شرقیہ تک رہتی تھیں بلقب مشرقی وحشیوں کے نامزد تھیں اور مورث ان دنوں
 کے مشرقی تاتاریوں کے یہی لوگ تھے اور وہ کروہین جو صوبہ چین سی کی شمال میں اور
 صوبہ پچم کی اور شانس کی دہن کو ہستان میں پڑے پھرتے تھے وحشیان مغربی کہلاتے تھے
 اور جہاں اقوام کے تھے جواب مغربی تاتار کے لقب سے مشہور ہیں غرض حال اقوام
 ہنی کا یہی تھا جو آج کل بھی اکثر امور میں ہے چنانچہ جدے جدے فرقتے جدے جدے سرداروں
 کے محکوم تھے اور بغیر اس صلح کے وقت ایک دوسرے سے فاصلہ پر رہا کرتے
 تھے تاکہ گھوڑوں و مہوں اور خانہ پروردہ جانوروں کی چرائی میں تنگی قریب کی جہت سے
 نہوے لیکن جب ختائیوں سے یا اوروں سے بگڑتی تھی تو ایک جمیت سبکی ہوتی تھی +
 اہل تاتار کی نوش و پوش وغیرہ زندہ بار قسم کے جانوروں گھوڑوں میل گائے بکری و بے
 ہمیشہ متعلق ہے اور چارہ رابرس سے جو رواج چلا آیا ہے ہنوز موجود ہے کہ انہیں غازیہ پروردہ
 جانوروں کا گوشت کھاتے دودھ پیتے چڑے کی پوشاک کرتے اور شہر کے ہندی بناتے

اور رہتے اور خیمہ بناتے اور لید کو جلاستے اور گھوڑی کی دودھ کو خوش دیکر خیر نکالتے اور شہ
 اویسی ظیار کر کے پیتے ہیں گویا تاتار کا گلا او سکے حق میں دنیا و مافیہا سے کہ تمام حاجت اسی
 سے رفع ہے + خیمے ان کے خدے اور پوستین کے لکڑنی کے چار پہیے
 کی گاڑیوں پر ہمیشہ ایسا وہ رہتے ہیں اور جس وقت نقل مکان کرتے ہیں بیس میں
 بیل کو ہر گاڑی میں وہ جوت دیتے اور عورتیں اور ضعیف بیمار لڑکے بالے
 سب اوس میں جن سے بیٹھے ہوتے ہیں اور مرد سب برق و ش گھوڑوں پر سوار گھوڑوں کو آگے
 لگے لٹکے لیجاتے اور جہاں پر علف گاہ اور سبزہ معقول دیکھتے ہیں مقام کرتے ہیں اور جب
 وہاں کی چرائی تمام ہو جاتی ہے کسی اور طرف رخ کرتے ہیں + یہ بات بہت دور مکی سے
 اور عقل کے جن کے لیے گرہ شکل ہے لیکن غور کرنے سے اس کا حل کرنا منسل ہے کہ غذا
 اور باد و بیماری اور جمیع حالات تاتاریوں کی اوقات بسر کی اسی تین وجہیں تھیں کہ انہوں
 نے اتنی سلطون کو پایا کیا اور یہ منیب اپنے کو نیا کہ خور و کھا سقا کا مل مکانا م سے سے ہو گیا
 اور ان کے وہم نے بڑی بڑی بنا درون کا رخ باد خوالی میں شب کو دیا + اول تو او کی غذا بہت
 خون خواری اور برق کردار کیا اس طور پر تھا کہ ان کے میں بھی قوم قصاب سے کوئی شغل
 نہیں اور تاتار سب شہانہ رفتار تھیں جانوروں کے خون میں آلودہ رہتے تھے جنکو بچنے سے انہوں
 نے بال پس کے بڑا کیا اور جب کہ بے ترس ہو کر روز روز اپنے ہاتھ کے کھلانے پلانے اور
 اپنے سے ملے ہوئے جانوروں کو انہوں نے ٹکڑے کر ڈالا اور گوشت کو انکار و ن پر رہا
 نام رکھنے کیا کھایا تو رحم اور درد رفتہ رفتہ طبیعت سے رخصت ہو کر خو خوار طبیعت ثانی ہوئی
 اور وہ بھر جب دشمن کو قہضہ میں لائے تو جلی سنگد لطیف جنگ سے وہ گو نہ بڑھ گئی اور ان
 کی صد گوش صوم از قہر پر انہیں کرتی تھی + اگرچہ بعض حکما ی فرنگ اور عرب اور یونان نے بڑا
 بڑا وقت یہ ثابت کرنے کو لکھا ہے کہ غذا طبیعت میں فرق لاتی ہے اور گوشت خوار اقوام
 سنگدل اور خو خوار ہوتے ہیں اور انچ پھل پھلری ساگ ترکاری کے کھانے و لیسیم

اور درمند ہوتے ہیں اور اس قول کی ایک دلیل اہل تانا اور منہود کو گردا ستے میں کر ایک بجز
گوشت کے کچہ نہیں کھاتے اور دوسرے صرف اناج اور ترکاری اوقات سیر کر رہے ہیں لیکن
ہم اس دلیل کو بھی قاصد قدام کے مقرر کرنے کے لیے کافی نہیں سمجھتے ہیں یہ نہ کہ اگر اون
بزرگوں کا قول ہوتا کہ کچے گوشت کے کھانے والے قوی ہوتے ہیں تو ہم بے تامل اس قول کو
قبول کر لیتے لیکن گوشت کی غذا پر خوشخواری منحصر کرنا مناسب نہیں اور اسکی زیادہ دلیل بجز اسکے
سین چاہیے کہ اہل ہندوستان و ایران اور افغانستان میں بالکل خواص اور اکثر عوام گوشت ہی
کھاتے ہیں اور ان لوگوں سے جیم و سلیم کمتر کہیں پر دیکھتے ہیں آتے ہیں انقض تانیوں کی غذا
جو سامنے کے بالے اور اپنے ہلے ہوئے معصوم جانوروں کو اپنے ہی ہاتھ سے ہار
کر کے نیم خام خون آلودہ کھانے سے حاصل تھی بحث سنگدلی کا تھا اور دوسرے یہ کہ اگر یہ
غذا انکی مین میں فی نفعہ ساتھ کھنا پڑتا اور ویسی گروہ بے شمار کے واسطے خد ساتھ لیے
پھرنا ایسا کچھ اسوتا کہ تانیوں کی آمد کی خبر ہر جگہ مینوں پتیر سے ہوتی اور یہ شہرت انکے
حق میں مضر ہوئی کیونکہ دفعۃً انکا آنا اور لوٹ و تاراج کر کے طرفہ امین میں صحرائے بیخ غائب
ہو جانا غضب تھا اور بھی باعث ہمیشہ کی فتح کا تھا کہ فرصت تدبیر جنگ کرنے کی تھی کہ ملتی
تھی اور آندھی کی طرح انکار سالہ خوشخواری برق رفتار آتا اور اپنا کام کر کے نکل جاتا تھا اور پورے
وقت اپنے لڑکے بالوں اور تمام جانوروں کو صحرائیں چھوڑا دینی سواری کے علاوہ کھت
سے فالتو گھوڑے ساتھ لیکر جس سمت کی طرف مرکوز خاطر جانا تھا روانہ ہوتے تھے اور فالتو
گھوڑوں سے دو کام نکلتے تھے ایک یہ کہ اگر دور کا سفر ہوا تو ہر مقام پر او مین سے دس
پندرہ کھانے مین آتے تھے یا اگر اپنی ان کا گھوڑا گر گیا یا جنگ مین مجروح ہوا تو مڑے کو
کھاتے اور اس کے عوض فالتو گھوڑے سے ایک کو داخل کرتے تھے پس ظاہر ہے
کہ انکی غذا سبب عظیم خوشخواری اور برق کرداری کا تھا اور اناج کے کھانے والے اگر کچھ
توجہ دینے کی جگہ نہ کر سکتے اب دریافت کرنا چاہیے کہ آیا تانیوں کی بادیہ پانی

جملہ اسباب و کئی فتح یابی کا وجہ عظیم تھا یا نہیں؟ قونہن جنگ سے ایک یہ ہے کہ سردار فوج ہمبرک کے خیموں کو اور ہر قسم کی سپاہ خواہ سوار خواہ پیادہ کو ایسے ایسے مقام پر رکھے کہ تھوڑے عرصے میں بہت کی گنجائش ہووے اور اگر شب خون مارنے کا حملہ غنیمت کرے تو سب کو اپنی اپنی جگہ جمعیت کرنے کی ایسی معلوم ہے کہ منتشر حواس کوئی نہیں ہووے غرض یہ قاعدہ ہر شام کو تاتار کے معسکر میں اس طور پر عمل میں آتا تھا کہ مقام ہوتے ہی ہر گروہ جدا ہو جاتی تھی اور اپنی گائیوں سے جنگو پیہ دار مکان کما چاہے پوچھ دی حصار ہو کر اس عرصے کے اندر تمام جانور عورت مرد لڑکے اس موقع سے ہتے تھے کہ اندھیری سی اندھیری رات کو ان ہزار ہا انسان اور لکھا جیوان میں مطلق پریشانی نہیں ہوتی تھی سوائے اس مشق بیچ کر یکب معسکر کے تاتاریوں کی باور پیکار اور کو تمام دشت تاتار کے نشیب و فراز اور راہ گھاٹ سے واقف کرانی رہتی تھی اور ان مرو بخا علم سپاہ سالار کو خواب رہنا ایسا واجب ہے کہ اگر سرزمین سے فوج کا سردار بوجہ واقف نہ ہو گا تو اگر غنیمت اس سے بہت کمزور بھی ہوتا م غالب ہے کہ شکست اور ٹھانسیا کا چنانچہ اسی جگہ گرفتے اور دل میں نقل کرے کہ کس طرح سے تاتاریوں کے سردار میسچی نے فقور رشتا کا وئی کو وقتہ گھیر لیا اور منین معلوم ہوا کہ کدھر سے یہ چار لاکھ سوار پیدا ہوئے اور شل بلائے آسانی کے آن پڑے اور یہی سی دلیل اس امر کی ہو کہ سرزمین کی اقصیت سپاہ لاکھ ہائے عجیب پر چنانچہ اسکی لاعلمی نے اس بخارے فقور کو تباہی کیا تھا اور اسکی واقف کاری نے اس ناسمجھ کو ویسے کین گاہ پر بٹھایا الغرض تاتاریوں کی باور پیکاری کو یا سبق و درانیچ و قدر نرم کے تھا اور اسکا علم اور دن کو صرف زر سے بھی میسر تھا اور او کو خود بخود آتا تھا چہ قیسری وجہ تاتاریوں کے ہمیشہ فتحیاب ہونے کی اوکی جمیع اوقات کو سمجھایا چاہیے اور اسکی صرف بیان سے بچوئی ظاہر ہو چکا چنانچہ بچنے سے تاتار سب تیر لگانے اور تیرہ چلانے تلوار مارنے اور گھوڑے پر چڑھنے کے عادی ہوتے تھے بلکہ بجز ان باتوں کے کہ کبھی چیر کی طرف متوجہ نہیں ہوتے کیونکہ ٹرہنے لکھنے کے چرچے کو بڑی قوت قرار دیتے تھے اور امور خانہ داری کو اپنی مستورات کو متعلق کرتے تھے اور غلاموں کے

ہاتھ کھڑوں اور جانوروں کی چرائی اور غبرگہری حوالہ کرتے تھے پس اس حالت بیکاری میں
 صولے حربوں کی ورزش اور ایام صلح میں شکار کرنے کی تیسری صورت صرف اوقات کی تھی
 اور اون کے ہاتھ کی صفائی اور شہسواری اسن و امان کے وقت و رندوں کے شکار سے
 دیکھی جاتی تھی اور جنگ میں دشمنوں کو اوسکا حال بہتر معلوم ہوتا تھا سو اس طرح کی شوق کے جو
 بہتر نفس کے شوق پر موقوف تھا قواعد جنگ میں براق رہنے کے لیے ایام صلح میں گرد و نواح
 کے تاتار سب ایک جاسے مہودہ کو مقرر کر کے دس بیس کو س کے فاصلے پر چاروں طرف
 قطار سے کھڑے ہوتے تھے اور وقت معینہ پر طرف ایک ہی مقام مقرر کی جیسو کمز دایرہ سمجھا
 چاہیے ایسی نصف بندی کر کے روانہ ہوتے تھے کہ جنگل کے جانور درندے و دندرے بھاگنے
 کی کوئی ضرورت نہیں پاتے تھے اور چاروں طرف سے رفتہ رفتہ جب گھر جاتے اور تاتاریوں
 کے دایرے کی وسعت کم ہوتے ہوتے دس بیس تیر کی گھیر رہ جاتی تھی تب اون بہادروں
 میں جو چیدہ چیدہ شہسواری ہونے بیچ میں اگر شیر اور ار نے جیتے اور گینڈے اور دوسرے زندوں
 کا مقابلہ کرتے تھے اور ہرن وغیرہ جو بدو اس یا مخرج ہو کر صف توڑنے اور نکل بھاگنے کا قصد
 کرتے مارے جاتے تھے انھیں اس شکار میں سواروں کو جھیل اور دریا پیرنا اور پہاڑوں پر
 چڑھنا اس انداز سے ہوتا تھا کہ صف نہ ٹوٹے اور یہی کوئی شوق قواعد جنگ کی تھی کہ صف کی
 ترکیب سے طبیعت عادی ہے اور ایسے ایسے منڈے مقاموں پر قطار نہ بچھٹے + انھیں
 جن اقوام کی غذا اور بادیہ پیمائی اور جمیع اوقات اس طرح کے ہو وین جبکہ ایک شہ بیان میں آیا
 تو کوسنا تعجب ہے کہ اونہوں نے سیگرون ملکوں کو بر باد کیا خصوص جبکہ علاوہ ان دھوون کے
 سمجھوں کے درمیان ایک اور اور اتفاق ایسا تھا کہ جو بنین انھیں سے مقابلے کا قصد ہوا پس
 کے قصوں کو فراموش اور دل کی کدورت دور اونہوں نے کیا اور سارے تاتاریوں کے
 لکھہ ہاتھ بن ایک جان آئی اور لکھہ ہاتھ شہ کو ایک دست ارادے نے کھینچا دستورات اور قوانین
 ان کے درمیان نہایت کم جاری تھے کیونکہ ہر قوم کے ایام عمل میں قاعدے اور رویے چند

اور مختصر سبب اسکے ہونے میں کہ اس وقت جو بی کی زیر نگینی اور کثرت ترقی عقل سے پیدا ہوا
یہی باعث زیادتی قواعد کے ہوتے ہیں تاکہ ہر امر میں عامل ہونیکا بہتر طریقہ معلوم ہو سکے لیکن
اقوام تانا و تاجوریش اور شکار کے دوسرا کام نہیں کرتے تھے غرض اگرچہ نہ علم نہ نوشت خوا
انہیں تھا لیکن اپنی بات کی ایسے کہے اور قول کے ایسے سچے تھے کہ اغیار انکے ہاں و نہیز
پر اور ان کے حرف اور دستاویز سے اعتبار زیادہ کرتے تھے اور بچوں کو نہیں سنبھالتے تھے
یہی مضمون سکھایا جاتا تھا جسکو حضرت سعدی علیہ الرحمہ نے کس اختصار اور شستگی سے
اس شعر میں بیان کیا ہے شعر راستی موجب رضای خداست ہر کس ندیم کہ کم شدا ز رہ راست
خون ناحق اور زمانے محسن کی سر قیل تھی اور سنگین چوری کی بھی وہی سزا تھی کیونکہ آپس میں
دزدی نہایت معیوب تھی اگرچہ غیروں پر دیکھتی خوب تھی ہر ارث کا حال یہ تھا کہ اگر اس وچین
اور ایام صلح کے وقت باپ یا بزرگ خاندان بیماری سے مر جاوے تو بڑا بیٹا یا جو کہ سنی
سے زیادہ قرابت رکھتا تھا وارث نالی و اموال کا ہوتا تھا لیکن اگر جنگ میں مارا گیا تو جو کھلا
لاش کو اوستا لایا یا دشمن کے ہاتھ سے اوستے چھین لیا وہی شخص متوفی کا وارث کل ہوتا تھا اور
اور یہ آئین ایسی قوم سپاہ کے لیے مفید اس طور سے تھی کہ جس حال میں محبت و ستانہ یا جذبہ
یکانیت و سپاہی گو حافظ زندگی میں ایک دوسرے کی جان کا اور موت و ہلاکت میں ایک دوسرے
کی لاش کا ٹکڑے تو لایچا اسکے اشیاء کے حصول کی وہی طلبا اور ہووے ہر کھلا لاش
اور زمین رائج تھی اور اپنے باپ کی جرموں اور سوتیلی ماؤں کو بیٹا اپنی خدمت میں لاسکتا تھا اور
ایک بھائی کو دوسرے کی جو رہوں کو حرم بنانا جائز تھا اگر کہ ہوش سنبھالنے کے وقت
سے بڑی بڑی بکریوں اور دھوئوں پر سوار ہو کر چھوٹی کمانوں سے چڑیا اور لومڑی وغیرہ
کا شکار کرتے تھے اور اس طرح سے جو جو زیادہ بڑھتے اپنے قدر و قامت اور مقام
کے موافق کھوڑوں پر چڑھتے اور ہتھمال تھیا رکھا کرتے تھے غرض جب تک تن نہا شرب یا
اور کسی بد دست درندے کو کھنکھلے سے مار کر نہیں لاتے تھے مردوں کے ساتھ بیٹھنے یا فوج

بدین نام لکھانے نہیں پاتے تھے اور بچہ اپنے سے گھوڑے پر چڑھنے کی یہ عادت ہو جاتی
 تھی کہ گویا سونا اوٹھنا بیٹھنا سارا کام اودھکا گھوڑے کی پیچھے پر انجام ہوتا تھا اس طے سے لڑائی میں
 تو اونکی فتح غضب تھی ہی تھی اونکی شکست بھی موجب ضرر و خطر ایسی تھی کہ جس قدر نقصان غنیم کو
 اونکے پیچھے ہٹنے اور بھاگنے سے تھا اونکے آگے بڑھنے اور حملہ کرنے سے نہ تھا انکو
 جب لڑائی ہارتے تھے تو گھوڑے کے رخ کو صحر کی طرف کر کے خود پھر کے بیٹھتے بالکل
 سستے تھے اور دشمن جو تعاقب میں چلے آتے اونکی طرف منہ کر کے ایسے تیراوسی رویہ میں ہار
 بھاگتے چلے جاتے تھے کہ ایک چوٹ خالی نہیں جاتی تھی کیونکہ اول تو اونکی پشت اور
 ہاتھ کا انداز اور تیر اندازی میں تھا کہ ہر نشانہ ایسا تھا گویا مالک الموت نے زہ پر تیر جا یا اور دوسرے
 یہ کہ تعاقب کرنے والا فتح کے زعم میں نڈر گر زندہ کو ناپیر بھی کہ نیزاوس حفاظت اپنی دھال سے
 کرنے کے جو کہ غنیم کے حملے کے وقت کرتا ہے صرف مارنے کے دھن میں بے تحاشہ
 آتا ہے اور اوس اندھا دھند تک و پو میں ہر ایک ہی صفت سے جدا ہو جاتا ہے پس ایسے
 بے پروا دشمن کو مار لینا کونسا مشکل تھا بلکہ یہ طو غنیم کی ہلاکت کا ایسا سہل تھا کہ اکثر مرتبہ تاتا
 سب جس وقت اونسے اور کسی مضبوط دشمن سے سابقہ پڑتا تھا کہ ایک چوٹ کھا دو اور دو لگا دو
 جس کا ہر وار پر قدم آگے اوتھے اور پیچھے نہ ہٹتے تو یہ لوگ اس طرح کی فکر کرتے تھے اور
 دھوکے میں اگرچہ نہیں دشمن اونکے تعاقب میں چلتے تھے دے فرے سے جی بھر کے
 پیٹ لیتے تھے اور ایک ایک شخص کو جو نو دے دے کمالی جیتے تیر و ک زبیرین و بزمین لے
 تھے اور جب اونکی صفت تعاقب کے سب سے ٹوٹ جاتی تھی تاتا سب دفعہ رکستے
 بیٹھ کر گھوڑوں کو پھیرا ایسا حملہ کرتے کہ دشمن جو تعاقب کے زعم میں بے پروا تھے اس
 آنا فانا بجلی کی سی پلٹ سے ایسے بدحواس ہو جاتے تھے کہ حربہ ہاتھ میں لیے ایک دوسرے کا منہ
 دیکھنے لگتے تھے اور تار تار و خونخوار اونکے غول کو ٹاپوں سے روند ڈالتے تھے الغرض وہی
 شکست میں بھی انکی شہسوار سی کام آتی تھی اور ساتھ اسی کوں آگے گھوڑی ایک پر ٹپ میں

جاتے تھے اور مذنی نالہ اور جھیل دیا رگستان اور کوہستان کسی سے فراحت اونکی گزری
 نہیں ہوتی تھی اور پل بھر میں ایسے غایب اور بے خود ہو جاتے تھے جیسا مشت خاک کو تیز
 ہوا میں کوئی کھول اور پتا پتا وے القصدہ ان ملاؤں کا رولہ تھا اور فنگ و روم و بوس اور ایران
 کی سلطنتوں اور شرق کے تمام ملکوں پر بار بار ہوا اور یمن سے بعض یورشوں کے بیان سے
 تاریخ کے ناظرین کو فائدہ حاصل ہووے گا اور اقم کو بھی منظور ہے کہ جبات قابل یاد کے جو کہ
 وہی لکھی جاوے نہ کہ انکی آپس کی سرکٹوں کا خال تحریر میں آوے جسکے نکا خطے سے سید
 استفادہ حاصل ہے کہ آپس کے کشت و خون نے اول تو اتنے موزیوں کو ایک دوسرے کے
 ہاتھ سے قتل کروایا اور جس انسان کے دشمنوں کو اس طرح سے کم کیا اور دوسرے یہ کہ انکی
 خویشی میں جتنے روزوں مشغول رہے گرد و نواح کے ملکوں میں امن رہا ورنہ اگر آپس کا
 نفاق نہ ہوتا تو کسیکو اونکی یورشوں سے دم لینا مشکل ہوتا۔

دوسرا باب

پانچون کی سلطنت کے دور و پیشہ پیکار نے اور بعد ازاں نیست ہو کر تویم ہو جا اور ایک تباہ ہونے اور دیکھنا اور سید

اس تاریخ میں ذکر آچکا ہے کہ قوم تارلقب یمن یا ہالنگوں کی بنیاد سنہ ۲۲ میں قبل
 حضرت عیسیٰ کے قرار دی گئی ہے بلکہ حیا کے لقب خاندان کے ایک فغور کا بیٹا اس
 قوم کا مورث کہلایا ہے غرض اس سے ہمیں کچھ مطلب نہیں اور بیان اتنے ہی کا چاہیے کہ
 اس وقت سے فغور چنگوٹائی کے وزیر کا کثرت کا بھی کام تھا کہ دفعہ آتے اور سرحدیں کے
 املاک کو لوٹ و تاراج کر کے اپنے صحرائیں چلے جاتے تھے غرض اس بہادر اور مدبر فغور نے
 خوب دشمن شکست دی اور دیوار ختا کی ساخت شروع کی جبکہ حال جلد اول میں ہمیں ہے +
 اس تحقیق کے ساتھ ہمیں معلوم ہے کہ قابل درج تاریخ کے ہووے کہ ان تارالیوں کے
 بادشاہ یعنی مانجو سب کس سلسلے سے ایک بعد دوسرے کے حکمران ہووے بغاوت یونان
 کے وقت تک جبکہ بیٹا وہی میٹی تھا جبکہ حال اسی جلد میں لکھا گیا اور جس سے حق ہے کہ

اوس قوم کی عظمت اور جلالت شروع ہوئی اور اوسکا حال تار یون میں یون دیکھنے میں آیا ہے کہ وہیہد جب مقرر ہوا تو اوسکی سوتلی ماں نے اپنے بیٹے کو مرتبہ اور پایہ دینے کے لیے شہر کو ایسا درغلانا کہ اپنے بیٹے کی کو اوسنے یوحی تار یون کے پاس بطور برغمال کے بھیج کر اوس قوم سے خواہ مخواہ لڑ پڑانا کہ بیٹے سے باپ کی بد عہدی کا کینہ کو لوین اور اوسے مار ڈالیں چنانچہ ویسے ہی کرنا یوچی نے جا ہا لیکن بیٹی ایسا ہتھیار اور زور ورس تھا کہ قبل اس فساد کے وہ خبیثہ کبھی بھاگا اور اپنے باپ کے ملک میں پھر آیا اور چند سپاہ جمع کر کے جنگ لڑا تو اعداء فرعون میں ایسا پکارتا کہ کتے اور مین بنا ڈالا اور ایسا خیر خواہ بنا لیا کہ نقل ہے کہ ایک دفعہ اوسکے حکم کے مطابق اون تار یون نے اپنی سب سے عزیز جو رن اور حرمون کو تیر و نکاشنا بنایا اگرچہ یہ بات قابل فخر نہ کہ تین آفرین کے ہے لیکن جو خیر اس سے ثابت ہیں ایک اون تار یون کی تابعداری اور جان نثارتی اور دوسری یہ کہ حکومت دوسری نہیں مگر نتیجہ اوس تاثیر کا جو ایک قومی طبیعت پر ضعیف طبیعتوں پر معاود قوع قربت کے کرتی ہے غرض جب یہ فوج قابل میدان لینے کے ہوئی بیٹی نے وقت اپنے بڑے زن مرید باپ پر ویش کی اور بڑی شکست دی بلکہ اوس پر نابالغ کی جان اوس لڑائی میں گئی اور ساری عسکری پیشانی فرمان برداری کو بیٹی کے گھوڑے کی ٹاپ پر رکھی بعد اوس فتح کے اوس مانچو نے اپنی سوتلی ماں اور اواراوسکی لڑکون اور باپ کی سب حرمون کو جان سے ہمارا اور خاصہ عام کے دل میں زلزلہ پڑ گیا یوچیون سے پھر اوس نے انتقام لیا اور دوسری اقوام تار کو باجگذا کیا اور رفتہ رفتہ میاننگ قوی ہوا کہ مشرق کے ملکوں میں بجز فنغور حسن کے کوئی سردار اوسکے برابر نہ تھا بلکہ کسی ختائی موضوع کو جو اوسکی سرحد کے قریب واقع تھے قبضہ کر بیٹھا آخر کار فنغور اوسکی دہائی غرضبناک ہو کر مستعجبک ہوا غرض جسے ہاتھوں باجھنسا اور ناکاری صورت ہے مخلصی ملی جیسا کہ اسی جلد کے قریب اول میں مبین ہے بعد اس جنگ کے ستائیس برس تک مانچو جیتا رہا اور اوس عرصے میں بہت سے اقوام تار کو اوسنے سر کیا اور حقیقت خاتمان

تھا اور مغفورون سے جو جو صلح ہوئی وقوع میں آئیں اسی جلد کے پہلے دفتر میں انکا اشارہ ہے
 اور دوبارہ حاجت بیان نہیں ہے بعد اوس کے مرگ کے اوسکا بیٹا لاہچام تخت مانجو پر بیٹا
 اور چین کی نسبت میں وہی وتیرہ سابق کے لوٹ و تاراج کا اختیار کیا اور مغفورون کو بدرجہا
 سواختایون کو عاجز کرنے کے کئی قوم تانارگوٹا مانجو زیر نگین لایا اوسکے وریمان قوم یوجی نامو تھی
 جسے ہمیشہ ہن کی قوم سے مقابل کیا تھا عرض اس مانجو نے اوہین کئی لڑائیوں میں شکست دے
 اوسکے پادشاہ کو مار ڈالا اور ایسا تنگ کیا کہ اپنے ملک کو جو سو جو کے قریب تھا پھوڑ کے بچ
 بچائے بھاگے اور بہت بزرگ میں جا بسے اور اوس ملک کو آباد کیا اور اوس دنیا کے
 پہلے باشندے وہی تھے غرض اوہین سے جو فرقے زیادہ بہادر تھے آگے بڑھ گئے اور
 چند دنوں میں ماوراء النہار و شت قبچاق اور خراسان میں ایسے قومی ہوئے کہ ان ملکوں کے
 اکثر مقاموں کی ریاست اٹھنے قبضے میں تھی یہ چپ لاو چانگ مانجو مر گیا اور اوسکا بیٹا کوچنگ
 جانشین ہوا اور مغفور کو یوشون سے عاجز کرنے لگا انہیں یوچیون سے مغفور نے قید و بند
 کرنے کا کیا تاکہ دونوں طرف سے قوم ہن پر جو جانبین کے دشمن تھے تاخت ہو سکے لیکن پھر
 راہ میں گرفتار کیا گیا اور مانجو نے جو دس برس اوسے قید رکھا وہ قصد میں تک ختم ہوا پھر
 سے پونو مانجو کے وقت تک یعنی ایک سو چھبیس برس قبل حضرت غسکے تھے سے ۳۸۸
 تک کئی مانجو املاک تاتار کی ریاست کے تحت پر بیٹھے اور سوا مغفور ان چین کے جنگل ساتھ
 جتنی لڑائیاں ہن سکا ایک ایک شہہ اسی جلد کے پہلے دفتر میں ہر شہنشاہ ختا کے عہد دولت
 کے بیان میں مندرج ہے مانجو اطراف و جوانب کے ملکوں پر برابر پیاورش کرتے رہے
 یا اور قوموں کے تاخت کا جواب دیتے رہے اور ان لڑائیوں کے بیان کی طرف اشارہ بھی کیا
 مولف نے غیبت سمجھا کیونکہ بیان اوہین امر و کیا چاہیے جسکے مطالعے کو کچھ فائدہ کسی طرح کا ہو
 اور فقط سرکٹول کے اذکار یعنی کتنے فلانی طرف مارے گئے اور زید نے بکر کو کس طرح مارا
 اور عمر نے لیک کے زید کو کس طرح دو ٹکڑے کیا یہ سب محض فضول ہے اور تارخ نوسخ ہے

ادب کے خلاف سے غرض اسی سبب بھی میں جن کی بادشاہت کی دقتیں سبب امر اور سرداروں کے آپس کی تنازع کے ہو گئیں اور شمالی اور جنوبی ملکتیں کھلانے لگیں اور یہی واقعہ کوغ کے مورخوں نے نقل اور تاتاری علیحدہ سلطنتوں کی بنا قرار دی ہے غرض شمالی تقسیم یعنی قدیم اقوام نسل کی سلطنت میں فترتہ ایسا ضعف آگیا کہ سترہ میں اقوام جن کے شامل ہونے سے ایک صورت سلطنت کی تھی بار بار کی شکست سے عاجز ہو کر جاہلوں کے اور بادشاہی کے تہہ جہر سے موقع پائے۔ نئے نئے گئے اور ذیل کے بیان سے معلوم ہو ویکاکہ انہیں میں سے بعض نے دوسرے ایاموں میں بڑا نام پیدا کیا یعنی عالم میں اپنی پورشوں سے زلزلہ ڈلوادیا غرض ششمی میں جن کی جنوبی سلطنت بھی گویا تمام ہو گئی کیونکہ مانجوسی اوپو کے مرنے سے دوسرے شخص کو خطاب مانجوس کا دیا گیا اور اقوام جن میں اختیار عدالت اور قتل و قصاص اور دوسرے بلکوں سے عہد و پیمان کرنا چاہتا تھا قبائل کے ساتھ میں دیا گیا اور چونکہ یہ لوگ جب تک بالبال ان کے سپید نہیں ہوتے تھے اس مجلس میں اہل نہیں کیے جاتے تھے اس جہت سے عجیب اور غریب مورخوں نے اونکا ذکر مقلب ریش سفید کیا ہے یہ حالت تباہی کی واقع ہوئے سے فتنہ و ان چین کے تابع بعض نے جنوبی جن کے سے اور اکثر جمیعت نے پہلے لقب ہاٹن کا اور بعد اوسکے چاؤ اور بعد ازاں میں کا اور آخر کو لیام کا لیا اور انہیں فنون میں جنگجو ملوث نے نافذ کیا سرداری اور دن پر رہی اور انکی حالات آپس کے جھگڑے اور غریبوں پر پورش کے قابل درج کے نہیں ہیں نیز مغربی جن کے جنہوں نے روم قدیم وغیرہ کی ملکوت اسی تہ کی کہ اونکا کچھ بیان ساتھ تفصیل کے اسے چنانچہ باب آئندہ میں حال کیلیکا انشا اللہ تعالیٰ لفظ

تیسرا باب

بیان شاہ تھیں کے ڈراموٹو اور پہلی پورش اور اقوام تاتار کے ملک ترک پر جو اس نے کی اور قوم میں کی شاہنشاہی سلطنت کا
تجب اقوام جن کی تقسیم ہو میں اور شمالی و جنوبی سلطنتیں کھلانے اور شمالی کو تباہی ہوئی اور روم میں
اقوام میں پریشانی آئی جیسا کہ باب سابق میں مذکور ہے تو انکی بعض قوموں نے ولایت ترک
کی سرحد کی طرف رخ کیا اور بعض نے ایران کی کوچی میں ملنے جانے کو چاہنا اور لوٹ و تاراج کرنا اختیار کیا

غرض اس باب میں ذکر اور نما منظور ہے جنوں نے کنارہ دریا سے ایتل پر جسکو فرنگ کی پٹری
 میں فرنگی کہتے ہیں اور اوس کے گرد قیام اختیار کیا اور وہاں سے جنوب کی طرف سمت قیام
 میں شہر کا سفر تک اپنے تابع کیا یعنی گھوڑوں کی ٹاپوں سے روند ڈالا اگرچہ چند ہی روز بعد قیام
 اقامت اور کنارے دریا سے ایتل کے لیے زور و شور کا اظہار انہوں نے کیا لیکن آثار عالم
 کے تدبیر والا انکی یورشوں سے ہونے کا تحقیق کے وقت تک پدیدار نہیں ہوئے تھے۔
 لقب غضب الہی کا اوس نے خود اپنی شان میں لکھا اور جمیع مورخ مقررین کے لقب نہایت دہشت
 اور رستی سے ایک نقطہ کم و کاست نہیں تھا۔ ہن گری کے ملک کے اہل فرنگ اس شخص کو بظاہر
 اپنے بادشاہوں کے زمرے میں داخل کرتے ہیں اور اگرچہ تحقیق ہے کہ قوم ہن کے اوس ملک
 میں بود و باش کرنے سے نام اہ سکاہن گری ہوا لیکن ہن قوم تانار نے اوس ملک میں شیش کی
 دفعہ ہن نے ایتل کے وقت میں اور دوسرے مرتبہ قوم آڈ آر شہر بھی میں اور تیسری دفعہ قوم
 ترک یا باکیار نے ۸۹۹ء میں اور اگرچہ یہ تینوں قوم ایک ہی ہیں بنام مختلف لیکن شہر اہل ہن
 کا قوم آخر سے ہے الغرض جب روکیلاس بادشاہ ہن نے انتقال کیا اوسکے دو بیٹے تھے اور
 اور بلی دا اوسکے بھائی سن دنگ کے بیٹے جانشین ہوئے اور چونکہ بعد نہایت کشت و خون کے
 اوسنے چچا سے اور قوم نوئے قسطنطنیہ شہنشاہ تھیودوسیوس سے عہد و پیمان ہونے کی گفتگو شروع
 ہو چکی تھی طرفین کے سفیر تھیل اور بلیڈ کے حضور میں حاضر ہوئے اور غوراؤ و نون کو اپنی
 توانائی کا ایسا تھا کہ گھوڑوں سے قسطنطنیہ کے لیے نہیں اور عہد نامہ پر دستخط گھوڑے کی
 پیٹھ پر بیٹھے بیٹھے کیے اور بے اعتنائی کچھ نہیں تک ختم نہیں ہوئی کیونکہ صلح نامہ کی ہر شرط سے
 یہی ظاہر ہے کہ شہنشاہ قسطنطنیہ تھیل کی نظروں میں نہایت بے حقیقت تھا بلکہ تمام شرائط شہنشاہ
 اپنی مرضی کے موافق لکھوا دیے اور سفیران روم کو مجبور قبول اور منظور کرنے کے چارہ نہ تھا چنانچہ
 ذلت کی اور باتوں کے جملے سے ایک شرط یہ تھی کہ شہنشاہ روم سات ہزار روپیہ خراج سالانہ
 دیوے اگرچہ مبلغ کی کچھ حقیقت نہ تھی لیکن ایک سہیہ اس طور سے دینا گھور روپیہ کی غرت کہوت

بعد اس صلح کے اقوام تاتار اور مرگی اقوام چین اور شمال کے ملکوں اور قوموں کو تباہ کرنے میں
دو نوں بجائی مشغول ہوئے اور گوہن تاتاروں کو کرب کیا چندے بعد تھیل نے اپنے بیٹے
کو کسی جیل سے مروا ڈالا اور مالک کل ہوا بلکہ ثابت ہے کہ بلکہ کورٹک سے اس نے قتل
کیا۔ اہل تاریخ پر ظاہر ہے کہ اس ایام میں روم قدیم کی سلطنت عظیمہ کی تقسیم چین اور ممالک مشرق
و مغرب کے لقب سے مشہور تھیں اور تقسیم کا بادشاہ اپنی سرحدیں خود مختار تھا چنانچہ تخت
ممالک مشرق کا شہر قسطنطنیہ تھا اور ممالک مغرب کا پارس تخت و ہی شہر روم کا تھا جو ہمیشہ سے
دار السلطنت تھا الغرض ان تینوں اکٹھے شاہ ممالک مغرب کی بہن ہو کر تو کیا ایسی صاحب عقل اور سن
تھی کہ اس کے بجائی بلکہ مان کو جو حقیقت میں سلطنت مغرب پر فرمان روا بننے کے نام سے جتنی
اور مقامات بے پایاں ام نجابت تھی یہ خوف ہوا کہ اگر اس کی شادی ہووے گی تو اس کی اولاد و شہنشاہت
میں ڈالے گی اس شہر سے خطاب آگئے یعنی عالیجاہ دختر شاہ کا اس سے دیگیا تاکہ طاقت کسی
امیر کی نہ ہووے کہ پیغام شادی کا کرے بلکہ سو کسی بادشاہ مساوی درجے والے کے بیاہ کی
نوبت کسی اور سے نہ آوے اور چونکہ اس پائے کا شخص اہل روم کے زعم میں اوی زمین پر
نہ تھا کہ اس کے شاہ کی دختر سے عقد کرے اس لیے یہ خطاب کیا عذاب تھا بلکہ ساری عمر کی
ناکھدائی کا گویا بے شراب شہا غرض جو نور یا کی جلی طبعیت سے یل طرف زوجیت اور خوش اولاد
تھی جیسے بیٹی کی جلی نہ تھے کے متوجہ ہوتی ہے اس نے خطاب عالی کو سر پرسات سلام
کر کے کہہ لیا لیکن قدم اطوار کو دائرہ محفت سے نکال کر ایک ملازم وجیہ کے دست اشتاق
میں جانے دیا چند روزوں میں تخم عشق نے عمرہ نسا و دکما یا غرض جو بنین حمل ظاہر ہوا بان بنے
قید کر کے اپنی اور سلطنت کی ذلت کو بھٹی گویہ غیبت کرنے سے خاص میں عام پر ہنکارا کیا عرصہ بعد
شہر قسطنطنیہ میں شہر تھو ویش کے دربار میں مقید رہنے کے لیے بھیجی گئی جہاں بارہ چھوٹے
دین رہی غرض جب تنگ ہوئی اور صورت نکلی کی نہیں دیکھی اس نے شاہ تھیل کو اپنی آغوش میں لے کر
اطہار اپنے غمشق اور تناسل عقد ساتھ اس کے پیغام سے گیا ملک کیا بلکہ لقمین ہے کہ صرف

لینے کی خواہش سے ہونو ریائے پیغام دیا کیونکہ اسے خوب معلوم تھا کہ اقبال جب اس مہم پر
 کے دربار میں ایسے نکاح کی خواہش کا پیغام بھیجے گا وہ پیش میں آگے ایک وجہ بات اس میں اسے
 سخت کئی جگہ کوتاہی دے کر لڑائی کی قرار دیکر فوراً یورش کرے گا اور عشق کا کچھ لگاؤ اس میں تھا کیونکہ
 صاحب طبیعت اور جلیلہ عورت کا عاشق ایسے مرمیوں کی شکل پر ہونا جسکے مذہب اور نادانوں اور
 حرکات اور فضا اور وضع کوئی ایک بات قابل پسند کے تھی بعید العقل ہے عرض جب نگہبندی
 اور پیغام اقبال کو پہنچا اور تمام حال سے واقف ہوا خاموش رہا لیکن جنگ کا جیلہ اپنے ہاتھ آنے
 سے دل ہی دل میں غم ہوا کہ داشتہ تیر کار غرض چونکہ اس وقت اور ملکوں سے لڑائی منظور تھی
 شاہ تانہ نے اس نکاح کی چہیز نہ نکالی غرض جب یورش گال کے ملک پر جبکہ اب فرانس کتے
 ہیں اور جو اس وقت مثل اور بلاک ونگستان کے روم قدیم کی تخت میں تھا اور اسکو منظور ہوا اپنا بیفر
 والن مہم پر کے دربار میں اسے بھیجا اور پیغام اسکی بہن سے نکاح کرنے اور ہانے ذہیر قابل
 پادشاہ کے اپنی ہمیشہ کے ساتھ بیٹے اور ویسے پادشاہ کے اپنی جو رو کے ساتھ لینے کے
 جو مناسب حال تھا اس ایلچی سے کہلایا اس خبر کے سنے ہی تھکہ مملکت روم میں پڑ گیا اور سب کی
 عقل جرح ہو گئی کہ یہ کیا بلا آئی آخر یہی صلاح سوچھی کہ ہونو ریایا کو کسی نفرے سے برائے نام چکے باہ
 کر کے کہلایا بھیجے کہ چونکہ اسکا شوہر موجود ہے ویسا اختلاف مذہب اور دین عیسائی بلکہ عکس
 عدل اور انصاف کے لامکن ہے چنانچہ ہی ہوا اور اگر چہ خدائے ربانی کو ہونو ریایا کی حرکت پسند
 ہوا کہ حرارت قہر صرف اس کے خون کے گونٹ سے دفع ہو سکتی تھی لیکن اقبال کے غضب کو
 خدا کے غضب سے زیادہ ڈر کے اس بیچارے کی جان کو تو زمین بارائیس کن ایک پوچھ پھر
 ساتھ جھوٹ موت کہ نکاح پڑھو اس کے قید شدہ بد میں ڈال کر دائم حبس رکھا بد سفر کا پھر جانا اور
 اس مذہب وودہ والن مہم پر کی طرف سے نہ کرنا اقبال کی عین مرضی کے مطابق چونکہ فوراً ہو سکا
 لشکر جو ہر وقت پابریکاب رہتا تھا مثل طوفان شمال کے ملک گال یعنی فرانس کی طرف
 روانہ ہوا شہر بعد شہر کے گھوڑوں کی ہالوں میں دوند ڈالا گویا سفر قیامت اہل فرانس کے

لیے موجود ہو اس عرصے میں سپاہ سالار لیشی بس شہنشاہ روم کی فوج کا اور بھی اودو کر شاہ
 قوم کا تھ کا جو ملک جرمن کے اصلی باشندوں کی قوم تھی اور تھیل کی تابعدار تھی اور بعض قوم
 جرمن کے تھی اور شہنشاہ روم سے موافقت اور عہد و پیمان کرتی تھی یہ دونوں شخص جیسے تھیل
 کے مقابلے کو پونچے اور سوقت شہر آری آؤ کو جو واقعہ دریائے لوآر پر ہے محاصرہ کیے شاہ
 حتم جیٹھا تھا غرض جب دشمن قریب پونچا تھیل نے ہٹ کے دریائے سین جسکے کنارے پر
 شہر پارس ڈارالابارت ملک فرانس اب ہے پارمہ کے شاہوں کے میدان پر چو نہایت
 وسیع اور اپنے رسالے سے لڑائی کرنے کے لیے نہایت مناسب تھا مستعد جنگ ہوا
 طرفین کی سپاہ اور سرداروں اور علی الخصوص تھیل اور سپہ سالار روم اور شاہ کا تھ اور اسکے
 بڑے بیٹے ٹارس سنڈ نے بڑا بڑا کام کیا اور بعض روایت ہے کہ ڈیڑھ لاکھ اور بعض یہ کہ تین لاکھ
 آدمی دونوں طرف کے نقصان ہوئے جس میں بھی اودو کر مارا گیا آخر تھیل جب کا قدم و قوت
 تک ہر دشمن کے مقابلے میں آگے ہی بڑھتا تھا کچھ پیچھے ہٹتا اور اپنے لشکر کی گاڑیوں سے جیسا
 بیان ہوا ہے کہ اقوام تاراج بادیا پیمانی کرتے عورت اور لڑکے اور ضعیف اور مریض اور بیمار
 سوار رستہ میں اور باقی کھوڑوں کی پیچھے پر ہوتے ہیں قلعہ بندی کر کے اس حصار میں پناہ گیر
 ہوا اور اگرچہ اس طرح کی چال قہقری شکست کامل قواعد جنگ کے رو سے نہیں کہلاتی مگر
 لیکن ایسے شخص کی نسبت اس طرح سے حفاظت ڈھونڈتی بیشک نہریت اور ٹھانی تھی غرض
 طرف ثانی کو اسکی جرات اور قوت اور سپاہ گری کا اتنا تجربہ ہو چکا تھا کہ اس حصار میں تھیل
 اور بھون نے زیادہ پیچھے اگرچہ دو ایک حملہ بطور آزمائش کے کیا جس میں تارایوں نے مارے
 تیروں کے اندھا بنا دیا آخر کار روم اور کا تھ کی فوجیں اس مقام سے روانہ ہو گئیں اور
 تھیل لوٹ و تاراج کرنا اپنی سلطنت کی حد میں پھر گیا غرض اس نہریت سے وہ کچھ ضایع ہو گیا
 سال آئندہ موسم بہار میں دوبارہ اس نے وہی پیغام نکاح اور ہنر پانے کا دیا ان ہی میں
 کے دربار میں بھیجا اور پھر حیلے اور بہانے سے اس نے ٹال دیا یہ خبر سے ہی تھیل

اٹالی میں جسکا پاس تخت روم قدیم تھا اور سنوڑ پہ پورش کرتا شہر اکوئی لیا کو محاصرہ کر دیا اور وہ
 شہر ایسا مضبوط تھا اور باشندے ایسے جری تھے اور قوم عہن کے تیر و تلوار اور برق و شمشیر
 گھوڑوں سے جو صرف میدان کلام کرتے تھے مضبوط قلعہ بندی پر اثر کرنا ایسا دشوار تھا کہ تین مہینے
 حصار کے گزر گئے اور عہن سب ہیانتنگ عاجز ہوئے کہ وہاں سے مہٹ جانے کی صلاح کرنے
 لگے کہ ایک روز انھیں نے اتفاق سے دیکھا کہ ایک لگ لگ اپنے بچوں کو لیے شہر کو چھوڑ کر گئے
 کی طرف اور اڑا جاتا ہے فوراً اسی طرح کا ایک فقرہ اسے سوچھ گیا جو عوام الناس کے دلوں میں
 شعلہ فتنوں کے تاثیر کرتا ہے اور پکار کے اوس نے کہا کہ دیکھو یا رولک لگ شہر کی تباہی کا
 پلے کے بچل کو چلا دینا ممکن نہیں کہ ایسا جانور کہ جسکو اس انسان سے ہے خود بخود اوسکی صحبت کو
 ترک کرے اور زبان کی راہ لیمے یہ فقرہ سنتے ہی امید تازہ سب کے دلوں میں پیدا ہوئی اور
 بے گئے کے بعد بلا اوس مقام کی دیوار پر جان سے لگ لگ نے پرواز کیا تھیں تو اتر کے ساتھ
 گیا گیا کہ عہن سب کو دخل ملا اور انہوں نے شہر کا جو حال کیا مومن روم کے اسی قلعے سے ظہر
 ہے کہ دوسری پشت کے لوگوں کو اکوئی کیا کے خرابی کے آثار تک نہ ملے یہ اسطرح
 سے چھ شہر ملک اٹالی کے اور بھی برباد کیے گئے اور کئی شہر کے لوگوں نے جان بخشی
 اپنی تمام دولت دیکے کروائی یہ تمام ملک میں یہ تھلہ پڑ گیا کہ وہاں تین ایک شہر سے دوسرے
 میں حفاظت کے لیے بھاگا بلکہ مستعد تھا کہ اگر انھیں زیادہ تنگ ہو تو جلا سے وطن اختیار کیجے
 آخر جب کچھ بن نہ آئی ایلچی کو پیغام صلح لیکر حقیقت میں درخواست امان کی تھی بھیجنے کی صلاح
 بٹھری اور تین شخص زبگان قوم اور دین سفیر نوکر انھیں کی حضور میں گئے اوس نے بہت
 غرت کے ساتھ ملاقات کی اور آخر بات یہی بٹھری کہ غائب رومی ہو تو ریا کے حصے کی سببی
 اٹاک تھے سب فوراً اٹھ اٹھ کے حوالے ہو اور خود شہر آدمی بعد جندی اوسکو
 سفیروں کے سپرد کی جاوے اس مضمون سے عہد و پیمان ہو کر انھیں اپنے لشکر کو روانہ
 شہر روم کی حد سے باہر چلا گیا لیکن یہ دھمکی دیکر سغریا والی تھی بن کو حوصلہ نہ ملا

کہ دیکھو اگر شہزادی کو موافق وعدے کے صبح و سالم خنیں پونچاؤ گے تو ملک روم کو خاک سیاہ کر دینا
 اور تمہیں تو معلوم ہی ہے کہ میرے گھوڑے نے جس سرزمین پر ناپ ماری دہان پھر کھائیں
 نہیں لوگی بجز اپنے قصہ شاہی میں جو لکھنا بنا ہوا وسیع اور عالی شان دریائے دانیوب کے
 اوس کنارے پر میدان میں واقع تھا وہ پونچا جی اوسکا جاہا نہر ہا جو روان اگر چہ تھیں لیکن ایک
 دوسری جمید چھو کری ازواج شاہ کے شامل کیناے بہ غرض اوسط طرح کی دھوم دھام سے جوان
 خون خوار و خشیون میں دستور تھا اتھیل کا بیاہ اوس حسینہ سے ہوا اور شب کو خوب ہی چچا کشیف
 شراون و نیم خیم کیا بون کا پھیلا اسکے شریک بادشاہ ویر تک رہا آخرش جلے سے اوتھا اور بی بی
 کے محل میں شب باس ہونے کے لیے گیا صبح کو عرصے تک جو محل سے نہ نکلا گان ہوا
 کہ بی بی کی صحبت اور عشق تازہ کے جوش میں دربار دستور کرنا بھول گیا غرض دن دو پہر جو ہوا
 سردارون نے محل کے دروازے پر هجوم کیا اور انہیں سب سے جو منہ پڑھا تھا دستک دوبارہ
 اوسنے دیا جب کہ یہ جواب نہ آیا شور بھون نے کیا آخرش دروازہ توڑ کے اندر جو گئے تو دیکھتے
 کیا ہیں کہ وہیں بیٹی رہی ہوا اور تھیل چت بیدم پڑا ہے دریافت ہوا کہ زیادہ کھاپی کے جو بی
 کے ساتھ سویا خون نے ایسا جوش کیا کہ شریا فون کو تاب اوسکے ضلع کی بردہشت کی نہیں
 ہوئی اور ایک جو سب میں ضعیف تھی پھٹ گئی اور خون کو تھنوں کی طرف سے سبب چرت پرت
 رہنے کے راہ جو نہ ملی پھی پڑے اور وعدے میں بے تماشہ جو پٹ گیا دم خا ہوا اور بی بی شہ
 اتھیل کا جس کا نام قہر آئی تھا ہوا اقوام ہن کو بڑا غم ہوا اور میدان میں شامیانے کے نیچے فاش
 کو نہایت تورک سے رکھکچیدہ رسالے تار یون لگے لگے اوسکا اوصاف کو بطور مرثیہ کے قرأت
 کے ساتھ بیان کر کے گرد پھرنے لگے مضمون اوس مرثیہ کا چونکہ مروّعی کا بیان تھا اس لیے
 مولف اسکو لکھتا ہے اور مختصار کے ساتھ جمیع فضائل اور زرائل اس شخص عجیب کے اوس سے
 اہل ادراک معلوم کر لیں گے محل کہ اشک خون رور و کے دے کئے لگے کہ ہم لوگوں کا
 بادشاہ جب تک جیا کرتاے نماز رہا اور مرتے دم تک کیسے اپنے مقابل میں نہ کیا رعنا

کو اپنا فرزند جانتا تھا اور دشمن کے حق میں نازیبا نہ تھا خدا تھا اور اطمینان میں زلزلہ اس کے خوف سے
 پڑا تھا۔ مولف نے جو کہا کہ اشک خون رورو کے آون تانا لیون نے اپنے بادشاہ کے گرد
 پھر پھر کے اس کے اوصاف کو پڑھا تو یہ اشک خون کی چشمہ اشک کے اشک خون نکلے کھڑے
 چشم گمان کو نظر آوین کیونکہ آون و شیون کا دستور تھا کہ جب کوئی سردار عالی وقار اور عزیز عایا مہم تھا
 تو اس کی لاش کے گرد جمع سپاہی گھوڑوں کو چکڑے دے دے کہ تصویر کی ضرب اپنی پیشانی اور کا دون
 میں مارنے سے اس سے تیز بیوہ کا رواج اور باوجہ بہادریوں میں اس حسب سے تھا کہ قتل
 اس کے طبعی اشک صرف لڑکوں اور عورتوں کے لیے چاہیے اور مردوں کو اگر یہ اشک خون رہیہ
 سیدھے اس سے تیز ناستودہ کے ایک اور اس سے زیادہ بدیہ تھا کہ ہر سردار عزیز کی قبر کے کوٹھنے
 اور کھنڈے اور دفنانے میں غلاموں اور سپہ سالانہ جنگ کو شریک کر کے بعد اختتام کے آون بیچارے
 کو دفن کیج کر کے بادشاہ کی قبر کی پائنتی میں گاڑتے تھے اور اس کی دو وجہ بیان کرتے تھے
 ایک یہ کہ عالم ارواح میں سرداروں کی خدمت گزاروں کے لیے وہ لوگ مارے جاتے تھے اور
 دوسرا سبب یہ کہ چونکہ تانا سب بادید پہلے تھے اور ان کے اقوام میں ہمیشہ جنگ و جدل رہتا تھا
 اور اغلب تھا کہ اگر کسی قوم مخالف کو دوسرے فرقت کے سردار کے دفن کی جگہ سے آگاہی ہوتی
 تو ان کے اس مقام پر سے دوسرے علف گاؤ کی طرف جاتے ہی اس لاش کو دشمنوں کا
 کے اس کی خرابی ضرور کرتے اور زندوں کا انتقام مردوں سے لیتے اس جہت سے تھے غیا
 کفن دفن کے شریک رہتے تھے مارے جاتے تھے یہ وجہ کہ ضعیف سی ہے غرض اس حقیقت
 وہ تھی جس کو مولف نے وجہ اول اس دستور کی قرار دی ہے۔ البتہ تھیل جب را تو انہیں سب
 سے گرا اور شب کے وقت لاش پہلے بھونکے بندوق میں بند ہوئی بعد اس کے چاندی
 تابوت میں وہ رکھا گیا اور وہ لوہے کے صندوق میں بند ہو کر اوس زمین کی گود میں سپرد کیا
 گیا جس کو ہر وقت زلزلہ اس کے گھوڑوں کے ٹاپوں سے رہتا تھا اور جیسے جیسے جی دشمن کے
 خون میں گویا نہانے رہتا تھا غسل موت بھی دشمن ہی کے خون سے ہوا کیونکہ مدد ہا سپر

جنگ تربت پر قتل ہو کے پستی میں گاؤں بنائے گئے، اپنی اہل کا تھا کہ اس کی سلطنت میں جو ہزار ہا
 اقوام کے تابعدار ہونے سے قائم ہوئی تھی تقریباً اور اکثر قوموں کے سرداروں نے اپنے اپنے
 فرقے کو اس جماعت سے جدا کر کے اپنا اپنا رستہ لیا یہ ہونا تھا کہ چند روز میں قوم ہن کی
 شاہنشاہی معدوم ہو گئی اور یہ پہلی یورش قوم تاتار کی فرنگستان پر جو انھیں کے اس تذکرے
 میں مذکور ہے کبھی وقوع میں نہ آئی اگر انھیں کا سا شخص پیدا نہ ہوتا جس نے اقوام تاتار کو پسپا پنا
 تابعدار کرنے کے فرنگ کے ملکوں پر نسل غضب الہی کے ٹوٹ پڑا بلکہ تاتاریوں کی تباہی میں
 بھی دیکھنے میں آئے کہ جب بھون نے اتفاق بسبب کسی ایک شخص برابر اور بہادر کی بعد
 کے کیا ہے اقلیموں میں اونہوں نے تھکا ڈال دیا ہے جیسا کہ اس بات میں اوچکنیر اور
 باتوفان کے احوال میں بیان ہوا ہے اور لگے کچھ اور بھی مذکور کیا جائیگا انشاء اللہ تعالیٰ

چوتھا باب

زیادہ تر میان اقوام تاتار اور ان فرقوں اور حصوں کا جنہوں نے قبائل ترک اور منول اور سلجوق اور ازبک وغیرہ میں ٹھہری ہوئی ہے
 تاتاریوں کی یوریشین مملکت ایران پر ہمیشہ سے ہوئی ہیں چنانچہ ہنوز سابق کا دستور ان لوگوں
 کا نہیں چھوڑا ہے اور جسے قدیم الایام میں جب کبھی ملک میں کچھ فتنہ ہوتا تھا کسی بادشاہ
 ضعیف العقل یا عیاش نے ہاتھ میں تمام حکومت تہی تھی ان لوگوں کے ابا و اجداد تاخت
 کا موقع پاکے فوراً یورش کر بیٹھتے تھے اسی طرح سے اب بھی ان کی اولاد اگرچہ وہ لوگ نقاب
 مختلف سے لقب و شہور میں لیکن سب اتراک ہیں اور ایک ہی شجر قبیلہ کی شاخیں ہیں ہمیشہ گستا
 میں لگے رہتے ہیں اور جہاں غالی پاتے ہیں وہاں کر بیٹھتے ہیں، اگلے زمانے میں جب چچون
 کلار یا مالک ایران اور توران کا جواب ترکستان کہلاتا ہے سوانا تھا نورانی رہتے تاتار سب
 موقع دیکھتے تھے صوبہ خراسان پر یورش کرتے تھے اور اگرچہ رسم نے اور بہت سے کام
 کیے لیکن ایک طور سے گویا اس کی ساری عمر اسی صوبے کی حفاظت اور شاہان نوران
 کے یورشوں کے جواب با جواب دینے میں گئی، چونکہ یہ تاریخ صرف اسی واسطے لکھی

گئی ہے جیسا کہ مولف اکثر گزارش کر چکا ہے تاکہ صرف وہی حوالہ آمین رہے جو اور مشرقی یا جنوب
 میں موجود نہیں ہے اس لیے تورانیوں اور ایرانیوں جو اُمیان ہمیشہ ہیں اور ان کے بیان میں
 بجز ایک دو اشارے کے راقم کو زیادہ لکھنا سچا ہے کیونکہ عجم کے تذکرے علی الخصوص
 شاہنامہ میں ابونکاحا حال مندرج ہے چنانچہ شاہ فریدون کا اپنے ممالک کو تین قسمت میں تقسیم کرنا اور
 سلم کو ایک حصہ ملک اتراک کا دنیا اور رگور کو دوسرے حصے یہ جو اور زہمت سے تورانی
 کھدایا مہر فر از کرنا اور ایرج کو ایران بخشنا اور ذون بھائیوں کا رشک سے ایرج کو مار ڈالنا اور
 فریدون کا اون ہونیوں کے فرزند بننے کا انتقام لینا اور قبل کرنا اور اسباب پریشنگ کا تیس ہزار فوج
 سے یورش کر کے اور نو ذر کو مار کر کے تخت ایران بارہ برس تک بیٹھنا فردوسی نے جب
 بیان کیا ہے تو خاتمہ تحریر و تقریر کا ہنر چکا ہے بعد اسکے سودا یہ دختر شاہ ہانا ورنکا اپنے سوتیلے
 بیٹے سیاوش ابن کی کاوس پر عاشق ہونا اور اپنے سے متنفر پاکر اوس پر ہمت رکھنا اور سیاوش کا
 اپنی پائی اور بیکنا ہی کو آتش سوزان کی آزمائش سے ثابت کرنا اور اوس بدکارہ کے خوف سے
 افراسیاب کے پاس چلا جانا اور وہاں تہریران دیر سے وزیر شاہ توران کو پہلے اور بعد اوس کے فر
 وختر افراسیاب سے نکاح کرنا اور افراسیاب کے ہاتھ شہدین بار اجانا اور بعد اوس کے قتل ہونے کے
 اوس کی بیٹی کو پید ہونا اور کی کاوس شاہ ایران کا اپنے بیٹے سیاوش کا انتقام لینے کو واسطے
 افراسیاب پر چڑھائی کرنا اور کینخسرو کا تخت ایران پر بیٹھنا اور سولہ باتوں کے اور بہت سے
 حالات جو موصوفان عجم اور مخصوص فردوسی نے بیان کیے ہیں تاریخ تانا سے نہیں معلوم ہوتے
 کیونکہ تاریخ نویسی غایت ترقی علوم کے ایام میں وقوع میں آتی ہے اور علم کو کچھ رونق اور دن
 تھراں میں نہ تھی اور ایسے اڈکار کا اوس ملک کی کتابوں میں نہ نہادلیل نادرستی مذکورہ فردوسی نہیں
 غرض اس اہل الشعرا ایران نے جو ایک مقام پر لکھا ہے کہ رستم زابلی نے شاہ چین کو ایک اہلی
 میں لایا کیا تھا تو یہ نہ سمجھا جاسیے کہ مغفوران ختاسے کوئی شخص دھتھا کیونکہ خاص اہل خساو
 ایرانیوں سے کبھی لڑائی نہیں ہوئی اور شخص مذکورہ فردوسی شاید اون لوگ ملوک ملوک ہیں

تھا جنہوں نے کئی دفعہ مغفوروں کو ضعیف پا کر صوبات چین پر قابض ہو کر خود یا شاہ
 ہو گئے اور بغض دفع جو زیادہ توانا ہوئے تو آپ ہی آپ مغفور کہلا گئے جیسا کہ ذقراول کی جلد
 دوم میں موقع پر مذکور ہے سوا اسکے وہ بیان کہ شاہ لہر آپ جانشین کج خیر نے شاہان
 اور چین سے خرچ لیا اسی قدر نادرست ہے کہ اس مقام پر طلب کسی ایک سلطان ملوک
 طوائف ہے ہے نہ کہ مغفور سے بلکہ ایک نکتہ ناظرین تاریخ ایران کو یاد کرنا چاہیے کہ چین کا
 جب لفظ شاننامے یا اور تاریخوں میں ملے تو اسکو ملک ختانا سمجھیں اور ان ملکوں سے
 جانیں جو کہ سرحد کستان اور ققار واقع ہے اسطرح سے صاحب زیت تاریخ جو لکھتے ہیں
 کہ سکندر نے شاہ فور ہندی کو فتح کر کے شہنشاہ چین پر چڑھائی کی اور اس نے صلح چاہی تو
 یہ ماجرا مغفور ختاکے ساتھ نہیں ہوا بلکہ قید کے ساتھ جو بادشاہ چند اقوام تارکا تھا اور اس
 امر کا مغفور سے کچھ سروکار اس ماورے میں نہ کرنا تھا اور یونان کی تاریخوں سے ثابت ہے
 کیونکہ ختائی تذکرہ میں انے سا بھی اشارہ ایسے امر کا نہیں پایا جاتا اور یونان کے مؤرخوں
 نے بالاتفاق مانتا ہے سکندر کو ناکسلس یعنی قید شاہ ستیریا میں کرستان پر قرار دیا ہے +
 یاد کرنا چاہیے کہ وہ طبقہ جو دریائے جیون اور جیون کے درمیان میں واقع تھا توران کہلاتا تھا
 اور اس کے مشرق پر اور شمال و مشرق یعنی رخ باب پر جتنے الماک تھے عجیب سو رخ اور نکو چین اور
 ختاکے القاب سے نافرور تھے یہیں حالانکہ وہ تمام دیار ترکستان یعنی بود و باش اقوام تارکا تھا
 اور اسی سبب سے غلط و ملط اور غلط انکی روایتوں میں لکھا ہے اور ختاک کی تاریخوں سے جن
 میں سے اکثر کی صحت کا کچھ شک نہیں تقابق نہیں دیا جاتا ہے اور یہی جہت ہے کہ جب کوئی
 باسروہ اقوام تارکا یا باجاتا یا کو قدر تو تارکا شہنشاہ چین اسے کہتا اور اس ماجرے کا بیان کرتے ہیں
 الغرض خبر افیہ سے لوگوں کو اس زمانہ میں واقفیت تم تھی اور دور و دراز ملکوں اور قوموں اور
 شاہوں کے ناموں میں فرق کرنا کچھ تعجب نہ تھا ہر گز اسپ شاہ ایران نے جو بہت ز رشت
 نیسے آتش پرست کا اختیار کیا اور جا سپ شاہ توران نے جو اس جہت سامان ژانی کا اس

تیار کیا جس میں شاہ ایران کے سہائی گشتہ توران کے بیٹے نے مارا اور
 اسے ہار گشتا پ کے بیٹے کے ہاتھ آپ قتل ہوا جس پر ارجاسپ نے ایران پر یورش
 کر کے گشتا پ کو شکست دی اور اسکی بیٹی کو سیر کر کے لے گیا جسکے بدلے اسفندیار کو
 اور مغالطہ دیکر شہر دندیا میں چند جوانوں کو لیے گھس گیا اور ارجاسپ کو مایاؤں کے تخت کو
 اپنے باپ پاس بھیج اور اپنی بہن کو خلاص اور تورانی بادشاہت ایک مرد نیک باخدا اولاد
 اگر ارجاسپ کو بخش کر کے اپنے ملک میں چلا گیا ان سب امروں کا بھی حال اگرچہ تاریخی تاریخوں میں
 سنیں معلوم ہوتا لیکن سچ ہونے میں کچھ تعجب نہیں شاہ اسفندیار نے تاتاریوں کو جو اس طرح
 سے توڑا اور ادنیٰ بنی تو انہیں آپس کے جھگڑے بھی اودھوں نے ایسے شروع کیے کہ ایران کے
 بادشاہوں کو ستانے کی فرصت ادنیٰ بنیں مہینہ جی چونکہ اونکے آپس کے سرکھول کے احمال
 راقم کو طلب نہیں اسلئے بہرام گور ساسانی کے وقت میں جو ایرانیوں اور تاتاریوں سے
 بگڑی اون لڑائیوں کی طرٹ مخاطب ہونا چاہیے پنجب کہ جن کی بادشاہت میں تفرقہ ہو کر
 اوس سے دو سلطنتیں جن شمالی اور جن جنوبی کی پیدا ہوئیں اور ایک نے دوسرے کو تباہ
 کیا اور شمالی سلطنت کے اقوام اونکی بادشاہت بگڑنے سے دو دو چار فرقتے ہو کر جدا ہو گئے
 جیسا کہ مذکور ہوا ہے تب اوسی تقسیم کی بعض قومیں طبقہ فرنگ کی طرح کے قریب باویہ چلی
 مین مشغول ہوئیں اور رفتہ رفتہ اتفاق کر کے پھیل کے وقت روم نوا اور قدیم اور فرنگ
 ملکوں ستا یا جیسا کہ لکھا گیا ہے اور بعض قومیں طبقہ ماوراء النہر اور خوارزم اور سجستان
 مشرقی کنارے پر اور ختن اور سرحد ایران پر جا رہیں بدین سو برس سے زیادہ اولوں کو کو
 کو باویہ چلی کرنے اور رفتہ رفتہ باہم ہونے میں گزرتے بعد اوسکے اپنے کو قومی ممالک
 ممالک ایران پر وی تاخت کر بیٹھے اور یوزش کا وہی وقت مناسب سمجھے جب بلخ میں بہرام
 کی تخت نشینی کی شادی اور خوشی ہر حکم پہلی ہوئی تھی اور بلخ و رنگ کے چرچے نے پرو
 غفلت کو چشم سیدار و ہیشاڑالی دیا تھا بدستور دریائے جیون کے پار ہو موئے خراسان

مین محبس نہر تاتار دفعہ آن پوسھے اور قتل اور لوٹ اور تاراج حسب خواہ کرنے لگی اس
 ناگمانی بلا سے لوگ گھبرائے ہوئے تو تھے ہی تھے کہ اتنے میں خبر جو پہیلی کہ بہرام گور نے
 پاوی تخت کو چھوڑ کر ملک آرمین پناہ لی بدو اسی سب کے دشمنیکہ حال ہوئی اور خان تاتار
 یہ بات سمجھی کہ شل انفرسیاب کے ایرانیوں کی سرخودی اوسکے ہاتھوں میں تمام ہوئی کہ
 ناگاہ ایک اندھیری رات کو مسکرتا تار پر جب بخوف و خطر وے نشے میں مڑا دھرا دھڑے
 تھو بہرام نے سب تہرا چیدہ سپاہ سے ملے کیا غل جو پڑا کہ دشمن آیا تاتار اوس تار کی مین
 کے خواب سے گھبرائے ہوئے جو اوسٹھے تو ایک دوسرے کو دشمن جانکر قتل کرنا شروع
 کیا اور کتھو آپس کی سرکٹولی اور باقی بہرام کی چوٹوں نے چند لمحے میں اگرچہ اندھیری تھی لیکن
 مطلع صاف کر دیا اور تاتاریوں نے گرتے پڑتے تھو کی طرف فرار کیا و بہرام شل حسن کے
 ساتھ لپٹا گیا اور راہ میں ایسا قتل و ن مودیوں کو کیا کہ دو چار نہرار کے سوا جو بے گھر و
 کی باد پائی کے سب سب بچے باقی سب مارے گئے جب دشمن اس طرح سے دفعہ ہو چکا مسکو
 ہوا کہ بہرام جو تاتاریوں کی یورش کے وقت غائب ہو گیا تھا تو کچھ خوف زدہ ہو کے بھاگا
 نہین تھا کیونکہ اوسنے ویسے وقت پر جب تاتار خون خوار سا سے سامان سے تیار برق کی شب
 اور ہلاکی سے آن پڑنے اور ایرانیوں کو خوشی میں غفلت و بے پروا پاکے مقابلہ و شوار بلکہ
 نہایت نامناسب سمجھ کر چکے سے سات نہرا چیدہ سوار جان نثار لیکر شہر سے نکل گیا اور درندہ
 کی راہ سے شبانہ روز دھاوا مارتا ہوا سمندر کا سپین کے کنارے کنارے کاوا دیتا ہوا مسکو
 تاتار کی پشت پر سے چیکے جا پونچھا اور دو پہر رات کو جب وہ مودی سب موافق عادت کے
 حلق تک ادھ کچا گوشت کھائے اور ناک تک گھوڑی کے دودھ کی نمی ہوئی شراب سے بہت
 سوئے ہوئے تھے و نہ پر غرض خدا کے جا پڑا جیسا کہ بیان اوسکا گذرا ادا اس شب خون
 مین خان تاتار خیمے میں خود بہرام کے ہاتھ مارا گیا اور اون لوٹیر دن پر ایسا عرب شاہ ایرانی کی
 جرات اور سپاہ گری کا پڑ گیا کہ اوسکے اور اوسکے بیٹے زور و دشمنی کے عہد دولت میں نہ ہوں

اپنی حد سے قدم نکالا غرض جب ہر فرج جو بابا بنیاد کر دکھائیے باپ کا جانشین ہوا اور فیروز کا
 بڑا بھائی محروم کیا گیا وہ جیون کے پار فرار کر کے شاہ تاتار کے پاس ماوراء النہر میں پناہ گاہ ہوا
 اور اپنا ایسا دکھار دیا کہ خان جس کا نام بقول فردوسی نکانش تھا لیکن چونکہ اوہ مورخان عجم نے
 اوسکو خوشنوار کہا ہے اور وہ ہم سبھی تھا اس لیے راقم کو بھی اوسے لقب سے اوسکا ذکر کرنا
 چاہیے لشکر قہار اوسکی مدد کو لیکر ملک ایران میں چلا آیا اور فیروز کی فوج ایرانی اور حمایت کی فوج
 تاتاری نے ہر فرج کے لشکر کو ایسی شکست دی کہ وہ گرفتار اور فیروز تخت نشین ہو چکا وہ اس وقت
 خوشنوار ہی نے اوسکو باپ کی مسند پر اپنے ہاتھوں سے بٹھایا تھا اور فوج قاہرہ کو بلے لے کر
 میں موجود تھا فیروز نے عہد و پیمان کیا کہ اپنی بہن کو خان سے شادی کر دیا لیکن جب خوشنوار
 اپنی حد میں پھر گیا فیروز حسان فراموش ہو کر اسی فکر میں مستعد ہوا کہ اپنے محسن کو تباہ کیجیے چنانچہ
 فوج قہار لیکر شاہ تاتار کی طرف روانہ ہوا اور سب اس تخت کا بقول صاحب وضہ الصفا کے یہ بیان کیا
 گیا ہے کہ خوشنوار اپنی رعایا پر ظلم کرتا تھا اس جیت سے فیروز اوسکی تنبیہ کو روانہ ہوا + خان تاتار
 اپنے کو عہدہ براندیکر اس راہ سے پس پا ہوا کہ موقع پر پہنچ کر سامنا کیا چاہیے کہ انہ میں ایک
 سردار تاتار نے خاوند پر سے اپنے کو تاتار اور ایرانیوں کو شکست کامل سے ذلیل و خوار
 کرنے کے ارادے جسم کو خود درخون سے چور بلکہ ایک ہاتھ اور پاؤں اور کان اونٹ لکڑیا
 راہ پر اپنے کو ڈلوادیا جب لشکر ایرانی پہنچا فیروز نے پوچھا کہ تو کون ہے او کیوں ایسے ہی
 حال میں میان پڑا ہے تاتار نے جواب دیا کہ کیا پوچھتے ہو میرے ظالم بادشاہ اور خاوند خوشنوار
 میری ایسی سزا کروا لی اس لیے کہ میں نے صلح دی اور رہت بات کہی تھی کہ تو لشکر ایران
 سے نہ لڑا اور فیروز سے بہادر بل شل کا مقابلہ نہ کر غرض میرا بدلہ لینے کو تم پہنچے ہو مجھے اٹھو لو
 میں اسی راہ سے تمہیں اوس مودی کی پشت پر سے لے جاتا ہوں کہ نہ تیرے دم سب کو مار
 لوں گے اوسکی بری حالت نے مہر صداقت اوسکے بیان کذب پر کی فیروز کو اعتماد ہوا اور
 اوسکے کہنے کے مطابق چلا لیکن قہار ایسے رشت میں لشکر ایران کو لے گیا کہ جہاں کو سون

پانی کا نام نہ تھا اور جب بے آب و دانہ لوگ ترپنے لگے اور دفعۃً پیادوں طرف سے تاتار
 آگن پڑے تب ظاہر ہوا کہ اوس بہادر اور جان نثار تاتار نے دعادی اور تین گاہ میں پھینسایا
 غرض وہ کسی طور سے بعد اسکے فوج کیا گیا غرض وحصہ لشکر ایران قتل ہوا اور فیروز نے ان
 مانگی خوشنوار نے اپنی خوشنوازی سے اوسے مخلصی ملی اور اوس سے قسم کھلا کہ اور با
 ویکر لڑائی نہ کرے گا قولی لیکر ایران میں بہت توڑک کے ساتھ بھیج دیا اور خود عہد کیا کہ کھانا پناہ دے
 جانوا اور جب کبھی دشمن میں شامے ہم مدد کو حاضر میں غرض موافق قاعدہ کلید کے یعنی احسان ہو
 پر قبضہ احسان کیا جاتا ہے اسی قدر وہ زیادہ دشمن جان ہوتا ہے فیروز اپنے ملک میں پہنچ کر
 چندے کے بعد خوشنوار سے پھر ٹپنے گیا اور جس طرح سے لشکر ایران کو پھر شکست ملی اور
 فیروز کی جان گئی اور اسکے بیٹے قباد کی گرفتاری ہوئی تو بیچ بچم سے ظاہر ہی ہے بلکہ دوس
 مکت شاہ ایران نے نذرانہ سالانہ خوشنوار کو بھیجا لیکن بعد اسکے اوس قوم تاتار پر رفتہ رفتہ تباہی ہو
 سینہوں سے آئی ایک یہ کہ قوم ترک کی قوت زیادہ ہونے لگی چنانچہ دشت تاتار میں اونکی جو حکومت
 برہمی رفتہ رفتہ ماوراء النہر کے مے مالک بنے اور قوم ہن کو دوبانے لگا اور دوسرے یہ کہ
 خوشیروان کا دل قباد کا بیٹا کہ ایک سردار تاتار کی بیٹی کی طرف سے تاحخت ایران پر بٹھا اور
 ججون کے اوس پار فرغانہ تک جو اس نے اپنے قبضے کیا تو اوس قوم تاتار کا ان دونوں طرف
 کی کشمکش میں تیانہ لگا غرض غلبہ سے کہ اتراک نے اونکی سرحد کی کو تمام کیا جبوقت
 شمالی ہن کی سلطنت کو جنوبی ہن نے تباہ کیا جیسا کہ مذکور ہے تب خیر بادشاہ ملک شیا لی
 کا ایک بیٹا اور ایک جتیبہ پہلے کانام کاشان اور دوسرے کانام ناگوس کسی جگہ سے اچھی رو
 اور ان دونوں کو لیکے جنوبی ہن کے ہاتھوں سے پکڑے سب بیابان کی طرف بھاگے اور
 کوستان میں جا چکے رفتہ رفتہ اونکی اولاد بھی اور ابو الغازی خان بہادر مورخ اقوام تاتار فرما
 ہیں کہ پانچویں میں ان لوگوں نے ایسا قوی اپنے کو سمجھا کہ ان پیادوں سے اتر کے
 اپنی قدیم سلطنت ترکستان حاصل کرنے کو چلے اور چند روزوں میں اکثر اقوام تاتار پر ظہر

ہوئے بلکہ قومیں جان جسکو بن خان بھی کہتے ہیں خاقان ہوا اور ماوراء النہر اور خوار
 ایران اور روم قدیم تک ایک طرف اور سرحد چین اور روس تک دوسری طرف اوسکا فرمان
 جاری ہوا کہ تہی قوموں کو کس کس طرح سے اوس نے فتح کیا اور کس کس کا حال کیا ہوا اگر ایک
 شہم بھی لکھا جاوے تو ایسی دس جلدیں ہوں غرض اتنا کہنا کافی ہے کہ اوسکی سلطنت
 ایسی لمبی پوری ہوئی کہ ایک شخص کو تمام ملک کی کچھانی دشوار ہوئی تب خاقان قوموں
 بن خان کے پوتے نے دو قسمیں کر کے ایک کو مشرقی اتراک اور دوسرے کو مغربی اتراک
 کے لقب سے نامزد کیا غرض چونکہ ابوالغازی خان بہادر نے نہایت فصاحت اور لطافت
 کے ساتھ اتراک کا حال بیان کیا سے راقم کو انہی لکنا چاہیے کہ مشرقی اتراک سے اور
 فقہوران چین سے کوئی دوسے برس تک اکثر مقابلہ رہا اور خانیوں نے رفتہ رفتہ بہت
 اونگہ تنگ کر ڈالا اور کوئی چالیس برس قبل اونکی سرحدوں کی معدومی کے آپس میں بھی ایسی
 جنگ و جدل اور سرکٹول کی تھی کہ خاقان کے سب سے فقہوروں کی تاخت کا جواب اوس
 مطلق نہ ہو سکا چنانچہ کئی مہینے آخری خاقان اقوام مشرقی اتراک کا قوم ہوئی کی کہ باہر سے
 مارا گیا اور تمام قومیں جو اوسکے تابع تھیں فقہور کو خارج دینے لگیں یہ تو حال مشرقی ملک
 کا ہوا اور مغربی اتراک ایرانیوں اور رومیوں سے برابر لڑتے رہے چنانچہ نوشیروان شاہ ایران
 نے جب ماوراء النہر تک اپنا فرمان جاری کیا تو مغربی اتراک سے خراج لیا لیکن اوسکے بڑے مہر
 ثالث کے وقت میں اگر بہرام چوہین سپہ سالار ایران نہیں شکست نہ دیا جب خاقان مغربی
 اتراک کا سالی شاہ نے جو بہرام کا موٹھا فوج تیار جمع کر کے جیون کے باہر کو شاہ ایران کو لکھا
 کہ میں تمہارے ملک کے اندر سے راستہ چاہتا ہوں تاکہ شاہنشاہ مسططیہ پرورش کروں اور
 بہرام اوسکی قوت سے خائف ہو کہ اعازت دینی چاہتا تھا کہ ذرا سے منع کیا اور بہرام چوہین
 باہر مہر ارحیہ سپاہ کو لے کے ماوندلان اور خراسان کے درمیان کے پہاڑوں میں تاکہ
 نہ دیکھا اور اتراک کو ایسی شکست دی کہ خاقان کی جان اوس لڑائی میں گئی تو اغلب بنے

کہ سچ پڑتا عرض تمام چی ہو خان بنیا معتول خاقان کا اپنے باپ کی جگہ میں جب قائم ہوا کہ
 سواروں کا لشکر لیے سمرقند اور ایران کے کئی صوبوں کو اٹھنے اپنے قبضے کیا اور وہاں سے
 جو ملک اس کی سرحد پر پہنچا تو اس ممالک کے بعض پر گنوں کو چھین لیا عرض بزرگی مغربی
 اتراک کی اسی شخص کے ساتھ نصرت ہوئی اور اگرچہ اس کے جیتے ہی تفرقہ آپس میں شروع ہوا
 تھا لیکن اس کے رعب سے بڑھنے نہ پایا عرض جو نہیں وہ مرزا بن میں بجا اعلانیہ شروع ہوا اور
 رفتہ رفتہ معمولی تیرا آپس کے جھگڑے کا طو میں آیا اور ایک فرقتے نے فغفور کی مدد مانگی جتناب
 خانی فوج آئی اور دوسرے قبیلے کو ان کی طرف سے شکست دی اور بعض خوزین نے جو تیسرا
 فغفور کے تابع ہوا وہ میں اپنا نام لکھا یا عرض ایک طرف سے تو اہل ختا کے عوج کی بنیاد رکھی
 کے اطراف میں مغربی اتراک کی سلطنت کی خرابی پر قائم ہوئی تھی دوسری طرف سے عربوں نے
 خاندان ساسان سے تاج ایران کو چھین کر مشرقی املاک کی طرف بگاہ حسرت سے دیکھنا شروع
 کیا و خطبہ سپہ سالار خلیفہ عبداللہ بن مردان آل معاویہ نے اتراک کو قریب بنار سے کے
 شکست دیکر اوس شہر کو دخل کیا اور رفتہ رفتہ ماوراء النہر میں فتح کرتا ہوا پہنچا اور دولا کھ اتراک
 کو جو ایک ہی لڑائی میں اوسے شکست دی اوس قوم کی گویا کر ٹوٹ گئی اور دسویں برس اوس
 عرب بے مثل و ہمال نے خوارزم اور سمرقند کے ملکوں کو اتراک سے بعد بڑی بڑی لڑائی اسے
 چھوڑ چیا چنانچہ خلیفہ کا نشان اطراف و جانب کے شہروں میں بلکہ فرغانہ میں بھی بلند ہوا اور
 شہر کجی میں سلاطین یعنی اسد بن عبداللہ نے ترکستان میں یورش کر کے اتراک کو ہار
 کیا انھیں اسطو سے مغربی اتراک کی سلطنت بسبب آپس کے تفرقے اور ختائیوں اور عربوں
 ہاتھوں سے ورنہ وہ طرف سے شکست کھانے کی نیت و نابود ہو گئی ہا اگرچہ یہی احوال جو
 راقم نے نہایت اختصار سے لکھا اتراک کی مشرقی اور مغربی سلطنتوں کا ہے یعنی اوست
 صاحب نصرت اقوام ترک ایک خان کے تاج اور نصرت دوسری کے فرمان پر دلائے ہوئے
 دو قبیلے مشرقی اور مغربی سلطنتوں کے لقب سے نامزد ہیں لیکن انہیں دونوں کی

بہت سی شاخیں قبل اور بعد ہر دو سلطنت کی تباہی کے نکلیں یعنی کئی فرقتے اور سرداروں
 لوگوں میں سے دور و دراز ملکوں میں نامور ہوئے اور بادشاہ کھلاؤ چانچہ شرفی اقوام سے اکفر
 ٹوٹا تار نے خٹاکے نواحی میں تاج شاہی سر پر رکھا اور اسی سے تن خاندان گول کے نکلے
 جو فقور ان خانوادہ سنگ کی برابری چین میں کرتے رہے اور خٹاکے شمالی صوبوں پر ایک بعد
 دوسرے کے ساتھ تین سو برس سے کچھ زیادہ قافلے سے ہین ٹوٹا تار کے ایک سردار
 ٹولان شخص بہادر اور مدبر نے اپنے فرقتے کو جدا کر کے کوچین کا لقب دیا اور پہلے خطاب
 خاقان کا ناما یون میں اسی شخص نے لیا پہلے سکیمی میں سکازور شروع ہوا اور پانے چون
 رہا جب خاقان مشرقی ترک نے کئی شکستیں انہیں اسی دین کے اونکی سرحدی تمام ہونی لیکن
 چند فرقتے اوس میں سے بچے بعضے ملک سرکاش اور گرختان کے پہاڑوں میں جا چکے اور
 اور اونکی اولاد وہاں اب تک موجود اور مذہب ہنت جاعت کا رکھتی ہے اور اکثر فرنگستان کی
 طرف جانے اور جذبے بعد اپنی یورثون سے اہل فرنگ خصوص شاہ فرانس اور شہنشاہ
 روم کو یعنی قسطنطنیہ کو ستانے لکھا اور انکے سردار بایان خان نے فرنگ میں تہلکہ ڈال دیا اور
 لوگ بھی سمجھے کہ مثل شاہ اٹھیل کے دوبارہ قہر محمد ہم ہکر نازل ہوا چانچہ اوسے سالاران و
 کو کئی دفع شکست دیکر نہ رانہ شاہنشاہ قسطنطنیہ سے قبول کروا دیا اور اپنے کو ایسا قومی اور روم
 والے کو ایسا ضعیف اور ناچھوڑتا تھا کہ ادنیٰ سی بات کے لیے لڑتا تھا جب شہر کو اون
 کفار بے پیر صاحبان سبزہ و تیرختستان اور ملک گیر نے نیست و نابود کیا اور دریائے
 کے اس پار کے باشندوں کو اور پانوں نیا کے لوگوں کو اپنی تابعداری کے پالہ زہر کس
 سے اونہوں نے پلایا اگر لکھا جاوے تو شہر کا بیان دہستان مہلول ہو جائے غرض مختصر یہ کہ
 مشرق کی سرحد پر شاہنشاہ روم کا ایسا قومی کوئی دشمن نہ رہا اور فرانس اور اٹلی کے
 ملک میں لوگوں کو انکے نام دراتے تھے انہیں ۱۶۷۶ء تک بھی میں تارلی میں شاہنشاہ
 فرانس جو یادگار روزگار بہادری اور مدبری اور طاقت جسمانی اور قوت روحانی میں تھا

اون بلاؤں کو اپنے ملک کی سرحد سے دفع کرنے لگا ہوا اور چونکہ نفاق حد سے زائد نہیں
 ہوا اور اپنے اوہنیں تاتا میں چندے لگے سے تھا ہی تھا شاہنشاہ فرانس بخوبی مقصد
 ہوا اور متواتر اٹھین شکست دیتا ہر فرنگ سے نکال باہر کر دیا اور اس طرح سے اٹھیں فرقتے
 تاتا کے ایک بعد دوسرے کے مشرقی اتراک کے زمرے سے جدا ہو کر ترکستان
 اور چین کے شمالی صوبوں میں سو سوا اور دو دو قین تین سو برس کی ریاست کیے اور وہیں
 میں تھے اقوام کیلان اور نیوجی تھے جنکا ذکر اسی جلد میں آچکا ہے چنانچہ فقہور ان چین میں رہا جو
 تاتا کے ہیں اور وہی فرقہ جو انکی نیوجی کہلاتا تھا جب چنگیز خان اور اوغٹائی خان نے اونکو
 تباہ کیا اب مشہور ہوا ہے کہ قب سے سے صیبا کہ ذکر اول کے اٹھارویں باب کی شروع
 میں بیان ہوا ہے الغرض جس طرح مشرقی اتراک کی یہ قومیں جو صدر میں مذکور ہوئیں صدر
 ختا پر پہننے کے سبب سے اوس ملک اور اوسکی گرد و فواہی میں رولہ مچا کرتے تھے
 بخیر قوم اور کے جو فرنگ کی طرف نکل گئے اور اس طرح سے مغربی اتراک کے بہت سے قبیلے
 ایران اور ماورالنہر اور ہند اور روس اور دوسرے ملکوں میں بسنے لگے اور ان کے جاوید ہونے
 اور کہیں ناموری کہیں شہنشاہی کے ہوا اٹھاؤں فرقے نہیں اتراک کے اونکی ترکستانی
 سلطنت کے بجا رہنے اور تباہ ہونے کے بعد بہت مشہور ہوئے چنانچہ سبکتگین اور اوسکی بیٹے
 محمود نے غزنین کی سلطنت کو قائم کیا اور ہند اور ایران اور ماوراء النہر میں جو جو کام و نہوں
 نے کیا اونیسی تاریخوں میں ظاہر ہے اور قبیلہ تاتا رسجو قی نے سیوا کرمان اور حلب اور
 دمشق وغیرہ کے خود ایران میں اٹھاؤں برس صیسی بادشاہت کی کہ طغرل بیگ اور الپ
 الرسلان اور ملک شاہ اور سلطان خجراؤش خاندان کے بادشاہوں نے ایران کی کئی
 کو کیا یمن اور نو شیروان کے وقت کے برابر کردی تو ایچ عجم سے ظاہر ہی ہے ہوا اسکے
 اتانیک سب عراق عجم اور آذربائیجان اور ایران اور لارستان کے ہوا مشہور شخص ہے
 حدیث کہ ابو الفدا اور ابو الفارح اور دوسری تاریخوں میں مبین ہے اور سلطان خوارزم

اور قبائل ترکمان سکے ورنہ ان پر حملہ کرنا اور چغتائی اور قپچاقی اور بخارا اور کاشان اور جاجی کا
 اور قلیاق اور غل اور آذربائیجان و تہران و گیلان و مازندران و گرجستان و آرمینیا و گرجستان و آرمینیا و گرجستان
 اخیر میں انکا ایک ایک شہر بیان لکھتا ہے تاکہ اوہیں جو لوگ ان کے نامی ہوئے ان کا ذکر اس طرح کیا ہے
 میں بچھوٹے چنگیز خان کی سلطنت کس طرح سے بڑھی اور اس کی اولاد نے کس طرح سے چین
 بادشاہت کی اس نے چمن مورخان نے اپنی دہشت میں اسی جلد کے سولہویں باب میں
 تصریح سے لکھا ہے اور بحث رشتہ علاقہ کو جو قوم غل اور ملک ختاسہ ایک قتل میں تھا اور
 اس قبیلہ کے سرداروں نے سوا چین کے اور ملکوں میں کیا کیا معلوم کرنے کے لیے اس
 مقام کو باویہ نظر سے دیکھنا چاہئے + باتو خان نے تمام فرنگ کو اپنے زیر نگین لانے کے ارادہ
 سے ملک وں کو کس طرح سے پامال کیا لکھا جا چکا ہے اور ہلاکو خان نے محمد وں کو
 کیونکر فی النار واستقر کیا اور خلفا کی عباس کی بزرگی کو خاک میں ملا دیا تحریر میں آیا ہے غرض
 منگو خان نے اتھال کیا قبل خان نے اپنے بھائی ہلاکو خان اور اس کی نسل کو تمام املاک عربی
 بخشد یا اور صرف اتنے ہی قول کر لیا کہ جب کوئی نیا خان اس کے تخت پر بیٹھنا چاہے تو خاقان
 تاتار یعنی اولاد قبل خان سے اجازت لیوے + اس عرصے میں خلیفہ مستعصر باللہ مارا جا چکا
 تھا چنانچہ اسی جلد کے ایک سے اٹھارہ صفحہ میں بیان ہے اور ہلاکو بغداد کی فتح کے بعد جب توجہ
 شام کی طرف ہوا تو بدرالدین لولئی شاہ موصل اور نصیر دین شہ و مشق اور نصیر شاہ حلب وغیرہ
 اکثر مارے خوف کے اور بعض نے بغداد لئی کے فرمان برداری میں اپنا نام لکھایا اور جب شاہ
 ہلاکو کے دوست جانی اور دختر خاقان ہلاکو کی بی بی جو دونوں عیسائی تھے نصیب شہب کے باعث
 سے خلیفہ مسلمانوں کی تباہی کو جو خلیفہ کے مائے جانے سے شروع ہوئی تھی حد ہتھکڑی لیا
 دیش کے لیے چونکہ ہمیشہ درغلا تھے اس لیے قمار چین چاروں طرف پھیلنے اور رفاقتوں
 میں بھارتیادہ باعث وئی سرخودی کے تمام ہونے کا پورا عرض جب تک خود ہلاکو لشکر میں موجود
 تھا ہر ملک قریب ہو لیکن جب وہ مشرق کی طرف کارا باغ کے ارد میں چلتا تو اس کے تلخ کو

اپنے سر پر کئے گیا سہیل بن ملک مظفر سیف الدین شاہ مصر کی فوج سے مدد پا کر دفعۃً اوجھڑ گئے
 ہوئے اور انہیں کا جھکا بھول کے مغلوں پر چھا و کیے اور اتفاق اور قسمت بہت دو ایسے تھے
 اسباب جمع ہو گئے کہ اپنے دشمنوں کو او انہوں نے خوب ہی شکست دی یہاں تک کہ فوج منغل تمام
 ملک شام کو چھوڑ چکا رہا بن کی طرف بھاگی غرض چند ہی بعد پلٹے دیکے ہلاکو کے ساتھ آئی اور ہلاکو
 کی بیویاں بیان ہوئیں اور سیکڑوں شہر کو جس طرح سے وہ سب خرابہ بنائے بیان کرنے سے صرف
 اسی شخص کے عید القیاس نہیں ہو گا جس نے تاریخوں کی سیر کی ہے لیکن عوام الناس باوجود اپنی
 ذاتی اور مدہمی سیرج الاعتقادی کے فسانہ عجاب سمجھ گئی چنانچہ دیار کرب کے قلعے میں انہوں نے
 دروازے کو جب ملک کمال نے جسے اشراف بھی کہتے تھے کھلوا دیا اور منغل سب حصار کر اور اہل
 قلعہ کو فاقوں سے مار کر آخر اسی میں داخل ہوئے تو پھر ملک کمال کے جسکو زیادہ اذیت سے مار
 کے لیے اس وقت صرف گرفتار کر لیے باقی ایک تنفس کو زندہ بچھوڑے اور اشراف کو بھیروں سے
 لایے کے دانایانی بند کر دیے اور جب بھوک سے وہ بیتاب ہوتا تھا اسکیے گوشت کو چھری سے
 کاٹ کے اسی کو کھلاتے تھے چنگیز خان تمام ایران کو فتح کر ہی چکا تھا اور جب مرلے اپنے چوتھے
 بیٹے توفی خان کے حصے میں ایران اور خراسان اور کابل وغیرہ چھوڑ گیا لیکن جب وہ خود تھوڑے
 عرصے میں انتقال کر گیا تو اسکا بیٹا شکو خان خاقان بنامارہوا اور ایران وغیرہ دوسرے بیٹے ہلاکو
 حصے میں آیا لہذا غرض جب سب طرف امن ہوا اور بیجان کے شہر مراغہ لطیف آب و ہوا خوش وضع
 میں جو بجز تیرہ زپاے تخت ملک کے اور سب شہروں سے بہتر تھا ہلاکو خان نے اقامت کی اور
 چوک کلمیت پر عیشہ علم کیون راجع تھی اگرچہ خون خرابی میں اکثر اوقات کچھ مجبوری اور کچھ عادت کی
 بحث سے کٹی تھی اس لیے جب اس مقام دلکش پر فصیح فصیح ہوا علما و فضلا اور شعرا و فضلا
 حکما و بلغاء ہزار ہا کوس کی گرد و فراخ کے لبض مطابق فرمان قضا تو امان کے اور اکثر خبر قدرانی
 اور غلامانہ عنایت و شفقت کی جہت سے حاضر ہوئے اور خواجہ نصیر الدین طوسی جسکو ہلاکو خان نے
 محمد بن کوہستان کے بادشاہ کے دربار مقام مدوہ سے چھوڑا یا تھا جہاں جبرائیل تیسرے

کو لے کر بخاریہ کو قبا کے کوہ پونچیا گیا تھلوس میں اٹھا کا سر گردہ مقرر کیا گیا اور پنج نصیب الیہ کی سیر سے معلوم ہو چکا
 کہ صاحب اخلاق ناصری نے ایک بلند ٹیلے پر مہر صہ بنایا اور چونکہ محلے سے اور فضائل سے
 خصوصیت اور مہند سے مین وہ کامل لکھا تھا اوس بزرگ نے وہ زیچہ طیار کیا جو بچہ
 ایلخانی کے لقب سے مشہور عرب اور عجم میں ہوا اور مہریت دانان مشرق تھا المعروف
 بزرگوں کی صحبت میں ہلاکو خان کی معاد حیات پوری ہوئی اور ساتویں بیچ انسانی ملک ہا سیر
 کو اوس نے جہان سے رحلت کی ۱۰ پندرہ لڑکے ہلاکو کے تھے لیکن ابا کا خان کو اپنا
 جانشین مقرر کر کے ایران اور خراسان اور عراق عرب و عجم اور آذربائیجان اور غورستان
 اور دیار بکر اور سرزمین روم اور آرمین اور گرجستان وغیرہ کا مالک مقرر کیا ۱۰ اگرچہ ایسے بڑے
 ملکوں اور کروہاریعتوں کا مالک ابا کا خان تھا لیکن سب سے زیادہ فخر و وسعہ کا ہی تھا اور سب
 کی دانت میں خاتمہ خوش نصیبی کا اوس پر اس وجہ سے ہوا کہ شیخ جلال الدین مولانا روم اور
 شیخ سعدی شیرازی کی صحبت سے مستفید ہوتا تھا عرض سترہ برس تخت پر بیٹھا اور بعد اسکے
 ۱۲ شیخ مینا و سکا بھائی نیکو دار قائم مقام ہوا چونکہ اوسکی مذہب عیسائی رکھتی تھی اوس طریق
 یہ بھی رہا لیکن جب تخت پر بیٹھا مسلمان ہو گیا اور احمد کہلایا اور موافق قاعدہ کلیہ کے کہ جو شخص
 ایک مذہب اور مقلد دوسرے کا ہوتا ہے اوسکے برابر دشمن دین مٹو کہ کا کوئی نہیں ہوتا ہے احمد
 کہ جو کہ کو توڑ ڈالا اور پیاد یوں کو مروا والا اور عیسائیوں کو نیست و نابود کرنے کا قصد کیا لیکن وہی
 ظلم بحث اوسکی جان جانے کا ہوا اور ارغمن خان ابن ابا کا خان اسنے مار کے موافق خود منہل
 کی آرزو اور قبلہ خان کی عرضی کے تحت نشین ہوا غرض اسنے احمد کا طو مقصد مذہب کا دوسری
 وضع سے اختیار کیا یعنی اہل اسلام کو ستلے لگا ہا بتک کہ قبول ہوئے کے سلیخ جانے ہوئے
 کہ بعد مہر کہ کوئی روز گرجہ عیسائی نہ وہ نہا لے غرض ساتویں برس بعد وہ مگر گیا اور اسکے جانشین
 کا خان اور بایق خان ایک بعد دوسرے کے ہوئے تب غادران خان پسر ارغمن خان تخت پر بیٹھا
 اور امیر نور اور اسکے وزیر نے جو اوس زمانے میں مدبری اور سپہ گری اور علم و دانش میں

تھا ایسا افسوس مارا کہ وہ مسلمان ہو گیا اور سات ہی ماہ کے بقول صاحب حبیب امیر کے قتل
 لاکھ تار کے اسی روز مسلمان ہو گئے اور یہی ابتدا اسلام کی مخلوق میں نمود ہوئی بعد اسکے اسی
 امیر کے کہنے سننے اور کافی فرمان برداری مئی شرم نے سے عازان خان نے خاقان تاتا
 کا نام سکھنے موقوف کر کے کلمہ اسلام چلایا جو ہمیں اس طرح سے طوق اطاعت کو اپنے سر لگے
 سے اوتارا خاقان نے فوج بھاریوں کے پابھیجی لیکن فوج ورنے اور ہمیں ہی شکست دی کہ بھا
 ہی بن آئی تو سلطان محمد خاندہ اپنے بھائی عازان خان کے مرنے سے جا شین ہوا اور شہر
 سلطانیہ کو اوس نے آباد کیا اور اپنا پاسے تخت بنایا غرض اسکے مرنے اور اسکے بیٹے ابوسعید
 سہاورد خان کے بارہویں برس کی عمر میں قائم مقام ہونے سے آثار زوال حکومت کے خاندان
 ہلا کو خان میں جو لگے سے کچھ بچہ نمایاں اگرچہ پنهان تھے سلطنت کے اندر بخوبی باہر اور کو عقل
 پر بھی ظاہر ہے چنانچہ امیر جو بان نایب سلطنت نے اپنے منیب کی ہن کو جو اپنے عقید میں لایا
 خاصہ عام نے دیکھا کہ بساط سلطنت پر بادشاہ کو فرزند نے خانہ لاچار سی میں بند کیا اور
 بعد اسکے جب اوس امیر کی بی بی بغداد خاتون پر جو امیر حسین سے بیامی ہوئی تھی ابوسعید ایسا عا
 ہوا کہ شوہر سے جبراً طلاق دلو کے اپنی نکاح میں لایا امیر جو بان کے خاندان کی سرور میں سر
 پونجی چنانچہ جب شائع میں ابوسعید انتقال کیا صرف لقب و تاج شاہ ایران کا خاندان ہلا کو
 کسی شخص کو ملا والا اختیار کل امرے ملک کے ہاتھ میں تھا اور خاندان ہلا کو کا ایک امیر
 بزرگ بغداد اور گرد و نواح کے ہلاک پر قابض ہو کر خاندان ایلمخانے آج کلگیری کا بانی ہوا اور
 فارس امیر مبارز الدین کے اختیار میں آیا الغرض بھی حال رہا کہ اسی عرصے میں تیمور لنگ چنگیز
 ثانی کا دور ہوا اور اوسے چنگیز سلطین اور خونین کی حکومت کو خاک میں ملا دیا اگرچہ پیشہ ظلم
 اوس گھری بزرگی اور اپنی کستری کو بڑی باہر لاتا تھا چنانچہ جب خان چغتائی پر جو آل چغتائی سے
 چنگیز کے دوسرے بیٹے سے تھا فتنہ میں طرف باب ہوا اپنے کو صرف نایب سلطنت لکھنے
 قرار دیا حالانکہ کوئی شخص خانی کی حکمت میں بے او کی اجازت کے نہیں بحال ہوتا تھا اور اوسط

سے جب قلاخان کے گھرنے سے سخت خفا چمن گیا تو تیمور لنگ نے تین دفعہ ولایت چمن کی فتح کی آرزو کو جو ہمیشہ سے اسے تھی قصد ہتمام آل جنگیہ قرار دیا اور یہ حکمت عملی اور اطوار خاندان پستی کی راہ سے اس نے یہ فقرہ ہمیشہ زبان پر رکھا کہ کوئلہ اسکے آبا و اجداد سے ایک شخص جنگیہ خان کا وزیر تھا العرض اس وقت سے جب تیمور لنگ نے تعلق تیمور خان الی کا شعر اور بد نشان کو جو دشمن ہو کے آیا تھا حکمت عملی سے دوست بنالیا یہاں تک کہ اپنے کو والی ماوراءالنہر مقرر کر دیا تا وقتیکہ سلطان الیدرم با زیر پتہ پاگڑا اور اسے گرفتار کر کے مملکت چمن پرورش کے تہیہ میں دست قضا نے اس کے قدم غم کو بکھڑایا اس پر پاس برس سے زیادہ کے عرصے میں جو جو کام اس نے کیے شرف الدین علی یزدی کی تاریخ اور خود نزو کات تیموری سے ظاہر ہے اور ان کتابوں کی سیر سے معلوم ہو ویگا کس جرأت اور حکمت سے قلعہ کارشی کو اس نے چھین لیا اور کاشغر اور خوارزم اور خراسان اور کامل و قندھار اور سیستان اور ماہرندران کو فتح کر کے ان کے پار شکر قمار لیکر لیا اور آل ہلاکو کی بی بی چائی حکومت کو پامال کیا اور والیان گرجستان اور خوارزم اور قوم لاشی کے خان کے کھلمین طوق فرمان برداری کا ڈال دیا اور صفہان کو دوبار فتح کر کے وقت کس طرح سے قتل عام اس نے کیا اور والیان یزد اور کرمان و لارستان سے باج لیا اور عراق و فارس میں یورش کر کے قلعہ سفید کو جس کا نام ترم کے کارناموں میں مندرج ہے فتح کر کے شہر کی طرف روانہ ہوا اور جس طور سے شاہ منصور ابن زین العابدین والی فارس کو بڑی محسار لڑائی کے بعد شکست دیتا اس شہر میں پونچھا اور تمام آل منظر کو قتل کیا اور بعد اس کے بغداد کو لیا اور قلعہ تکریت میں کس محنتوں سے داخل ہو کر کئی فوجوں کو گرد و نواح کی فتح کو بھیج کس طرح سے قباچ کے دیہان سے یورش کرتا ملک دس میں جا پونچھا اور پانے تخت ملک کو ٹٹا حاجی ترخان کو پامال کرتا گرجستان اور سرچس میں جو کچھ قابل لینے کے تھا بے حسنان دیا کو لینا دیتا اور جس جس نے اندک بھی مقابل کیا اپنی شمشیر قضا کی ہمشیر کی کیفیت دکھاتا کہ گرجستان میں پھرایا اور ہندوستان کے سر کرنے کو مستعد ہوا اور کیا کیا خرابی ہندوؤں کی اس یورش میں ہوئی اور لاکھ سیر سے زیادہ کس

سیرجی سے اوس سرحد میں آکر آئے خواہ بچاؤ مارے کہ بچاؤ اور دوسرے شہر دن اور
کرمیوں کو قلع اور قتل عام اور حد امکان تک پامال کرتا ہر قند کو بھر گیا اور اہل بغداد کو غیبت میں
سرکشی کی سرباے معمولی دیتا نیقے قتل عام کرتا دلی گرجستان کو سہ بارہ زیر اطاعت لایا اور مصر
شام و اور ولایت روم جدید کے مالک ہونے کے لیے ایلدرم بازر بد عثمانی کو کسی شکست و اس نے دیا
اور ان سب جنگوں اور فتوح سے اوسکی طبیعت سیر بنو کو تخت خاچین لینے کے غم ناث کی عین
تیار کی کے وقت شہر تاراب میں اوسکی موت آئی اور جہان کے سر کرنے کی خواہش اور سید
کو قطع کیا ان سب مردن کی تصریح میں بڑی بڑی تاریخیں لکھی گئیں ہیں اور میان اون اذکار کا کچھ
درکار نہیں بدالترض اقوام شمالی اور جنوبی اور شرقی اور مغربی اتراک میں سے جو سب ایک ہی
نبی آدم کے من ہی کی شخص اگلے زمانے میں اور ون سے زیادہ نامور ہوئے اور بالفعل بزرگ عالمی
میں سب کی جان اذبتا مار کا خان بڑا بڑا بہت شخص ہوا اور چونکہ مغربی اتراک کا ایک قبیلہ ملاخود
چنگیز کا گھرانہ یہ فرقہ تارون کا ہے اور ملکک مایران میں ہمیشہ اونکی پوشون سے خونریزی ہوا
خوف سے چھپی بھجوں کو اکثر موٹی ہے اس لیے راقم نے دو چار حملہ اون لوگوں کے
مال میں لکھنا مناسب سمجھا اگرچہ چین سے اونہیں کچھ علاقہ کمین تھا جس وقت کہ باتو خان
چنگیز نے پوتے نے اور اوسکے سردار بائراخان نے قدیم دار السلطنت ملک روس کو لوٹ
و تاراج کیا جیسا کہ اسی جلد کے ایک سرور میں مذکور ہوا ہے تو اوس اطراف کی سرزمین کو
باتو خان نے اپنے ایک اقربا شیبانی خان کو عطا کیا چنانچہ رود جا ایک کے کنارے پر اوس نے بودوبا
اختیار کیا اور رفتہ رفتہ اوسکے گھر کا ایسا اوج ہوا کہ روسیوں سے بہت سالک و سکی آل نے
چھین لیا لیکن وال بھی بتدریج اوس خاندان پر کیا یہاں تک کہ روسیوں نے اپنے ہاتھ سے
گھرے ہوئے املاک کو باز لینے کے سیوا او بھین خوب تنگ رکھا اور تیمور لنگ نے اوس پر
میں جا کر ذری سی بزرگی جو باقی تھی خاک میں ملا دی غرض قسمت کا چرخ موافق دست و پے کے
گردش میں جو آتا واد باکا آرمہ منجے کی طرف چھوٹا اور بزرگی کا راہ اور چڑھا تو سلطان صاحب

اوس کے مین پر بادشاہ اور اسکی مدبری اور بہادر بھی نے آپس کے فرقوں کا تعلق نہ کیا اور بدعت و قیوم
 سب اقوام نے جو ہنن فرمان برداری میں نام لکھایا صاحب بیگ غیر ملکوں کی یورش کی طرف
 متوجہ ہوا اور اگرچہ ماوراء النہر کی تمام ریاست ایک شخص ٹپے مدبر کے ہاتھ میں تھی لیکن لشکر
 قماریکر دفعۃً ایسا آن پڑا کہ اوس ملک کو سلطان سین مرزا سے چھین لیا اور بعد اوسکے خراسان
 میں تاخت کرتا ہوا اکل تیمور کی بھی بچائی حکومت کو اوس دیا زمین اسے نیست کیا اور خوارزم
 کو بھی زیر فرمان لایا یہ حال دیکھ کر شاہ اسماعیل صفوی شاہ ایران نے مقابلہ اوس سے کیا اور
 ایسی شکست اوسے خراسان میں دی کہ خان اوزبک صاحب بیگ کی جان گئی الغرض اوسکی
 آل نے بخارا میں اپنی سلطنت کی بنیاد لی اور جب کبھی ایران میں کچھ مل جل جاتی تھی
 فوراً یہ قوم یورش کر دیتی تھی اور چونکہ خاندان صفوی اور سات توہین قزل باش کی جھون نے
 اوس گھر کو تخت پر شیخ صدر الدین صفوی کے احسان کی یاد سے بٹھایا اور سچا رکھا تھا سب بند
 شیعہ رکتے تھے اور اوزبک تاتار سب اہل تسنن تھے تو تعصب مذہب نے آپس کی دشمنی کو ایسا
 کیا تھا کہ دونوں میں سے کوئی موقع پانے سے چوٹ دوسرے پر کرنے میں ہنن چوکتا تھا چنانچہ
 جب شاہ طہماسپ کے وقت میں سلطنت ایران میں رخنہ نہ داران قزل باش کے آپس میں
 نزاع سے پڑا خان اوزبک نے خراسان میں تاخت کر کے ہرات کو اٹھارہ مہینے تک محاصرہ
 کیا کہ اوس قلعے کے لوگوں نے منجوری سے کتے بلی کا گوشت کھایا اور اگر شاہ طہماسپ
 کو نہ پہنچتا تو خان اوزبک اس مقام کا دوبارہ وہی حال کرتا جو مغلوں نے خچنگر کے وقت میں
 کیا تھا جیسا کہ اسی جلد کے ۳۰ صفحہ میں لکھا گیا ہے لیکن شاہ عباس کے وقت میں انہوں نے
 بچھڑوا لیا اور نو مہینے کے محاصرے کے بعد ہرات میں داخل ہو کر علی قلی خان کا قلعہ اور چند امرا کو
 مار ڈالا اور اسکے بعد تمام خراسان کو اون موزیوں نے لوٹ و تاراج کر کے اپنی حد کی طرأت
 قدم پھیرا عرض دلی شاہ نے آخر کو ایسا بندوبست کیا کہ اون لوٹیوں کا زور و شور بہت کم ہو گیا
 بلکہ آپس میں صلح ہوئی چنانچہ زبدۃ القاریج اور ثناء درنیر صاحب کی فرما یہی تاریخ سے معلوم

ہوتا ہے کہ امام قلیخان اوزبک کو جب آپس کی تیراع میں شاہ عباس ثانی کے پاس ایران میں
 پناہ لینے کی نوبت آئی تو پندرہ ہزار سوار ایرانی کا شان سے صفیں تک لے آئے اور خود شاہ
 عباس مع جمیع امرا اور خیر خواہان سلطنت ساتھ میل جا کر استقبال کر کے لے آیا اور جب تک خان
 اوزبک ایران میں رہا مہمان داری اور قدروانی اوسکی کدئی کی اور فارسی تاج و ظاہر و اسطیج و حجب
 پندرہ خان و سرخان اوزبک کو شاہ جہان شاہشاہ دہلی نے بلج سے بھجوا یا تو ایران میں مدد کے لیے
 پونچھا اور مہانداری بخوبی کر سیکے علاوہ شاہ عباس نے لشکر قاهرہ دیا کہ اپنی مملکت کو حاصل کرے
 اور قریب تھا کہ شاہان ہندوستان اور ایران میں بگڑے التماس نادر شاہ کے وقت تک اوزبک
 تاتا رہا یونکہ نام بہت بڑا تھا لیکن اوس بہادر بے مثل نے اونکی ساری بزرگی خاک میں ملا دی
 حالانکہ اپنے لوہے میں کے سبب موقع پانے سے نہیں چوکتے تھے عرض جب یحییٰ
 کے مرنے سے چنگیز کی آل ذکر سے کوئی باقی نہ رہا کہ جمیع اقوام اوزبک کا خان ہوئے تو دستور
 اوس میں یہ ایجاد ہوا کہ خواجہ زاد و نکو خانی ملا کر سنے اور یہ لوگ بیٹے اوس سادست کے تھے جنکو
 چنگیز کے گھر کی صاحب زادیاں ملی تھیں اور اسی طور سے قصد کیا گیا کہ چنگیز کی نسل کا کچھ علاوہ رہے
 اور یہ عین حکمت تھی ورنہ تمام خونیں آپس کے علانیہ لڑ پڑتے اور حالانکہ ظاہر اسبھون میں اتفاق
 تھا لیکن بی نفاق کامنوی نتیجہ نمایان تھا اور ضعف سلطنت اوزبکیہ میں ظاہر ہوا اور عین ایسے
 وقت پر اگر امیر معصوم عرف بیگی جان نہ پیدا ہوتا تو آغا محمد خان قاجار روس اوس خاندان عالی
 جسکے سر ہو مملکت ایران کا تاج پہنوز ہے اوس تاتا رو نکو بیشک زیر فرمان لانا لیکن سبکی جان نے
 اقوام اوزبک میں ایسا اتفاق کروایا کہ خود ایران میں اوس لوگوں کا خوف سابق کی طرح پیدا ہوا
 جب خواجہ زادہ عبدالعزیزی اقوام اوزبک کا خان ہوا پائے تخت کے امر سے ایک شخص
 امیر دانیال نے خواجہ کو ایسا محیط کر لیا کہ گویا خود بادشاہ ہوا اور جمیع اقوام اوزبک پر جو بخار کے گرد
 تھے اپنا حکم جاری کرتا تھا اس نیابت کے عہدے میں اس امیر نے بڑی دولت حاصل کی
 غرض جب اوس نے انتقال کیا اپنے بیٹے بیگی جان کو اپنا جانشین مقرر کر گیا لیکن اسے وہ پہنچنے

انکار کیا ایک یہ کہ اپنے مصروفین میں داخل کر چکا تھا اور دوسرے یہ کہ اوسکے باپ نے لوگوں پر برا
 ظلم کیا تھا اور بگی جان کو خوف ہوا کہ گھر میں ہل چل دیکھ کر مظلوم سب انتقام پر مستعد ہوئے ان کے
 اس غفل کے سبب سے جو عین وقت پر صرف شخص ذہین کو صورت بہتر انجام کار کی برق کی زد سے
 سوچا دیتی ہے بگی جان کو وہی طریق سوچھ گیا جو مناسب حال تھا چنانچہ فوراً مسجد میں جا بیٹھا اور اپنے
 ترکہ دولت پدیری کے باب میں کہہ دیا کہ اوسنے لے جاؤ اور اون مظلوموں کو واپس کر دو جسے میرے
 باپ نے جبراً لیا ہے بعد اسکے اپنے گلے سے نگلی تلواریں لٹکانے بجائے کی نگلی گلے میں پھرنے اور
 یہ پکارنے لگا کہ لوگو جنکو میرے باپ نے ستایا ہے بے تامل آؤ اور یا مجھے انتقام کی راہ سے
 مارڈالو یا اوسکی مصیبتوں کو معاف کر کے جناب باری کے غضب سے اوسکو نجات بخشو یہ
 اسکے قبل خواص شہر اور علماء اور فضلاء میں بگی جان کا بڑا رتبہ علم اور عبادت کا سبب سے تھا اور فقہ
 میں کئی رسالے اسکے تصنیف کیے ہوئے مشہور تھے اور اب یہی باقی تھا کہ عوام الناس پر اسکی بڑی
 ظاہر ہوئے تاکہ خاص و عام دام امتاعت میں آجاوین چنانچہ ان دو حرکتوں سے چھوٹے بڑے گرد
 آئے اور بھون نے اسکے باپ کی برائیوں کو دل سے بھلایا اور معاف کیا بجز ایک شخص کے
 جو کہنے لگا کہ تیرے باپ نے میرا لکھون روپیہ لوٹا اور میرے فقیر کردیا میں نے اپنا پیہر پائے
 ہرگز اس ظلم کو نہیں معاف کروں گا یہ سنتے ہی تمام لوگوں نے کچھ فریاد اور جب مبلغ کیلئے ہاتھ لگایا
 وایمال کے تصور کو لئے معاف کیا جب چاروں طرف کی گشت تمام ہوئی اور ساری خلق اللہ کو
 ولی جاننے لگی مگر بگی جان ایک نے مسجد میں جا بیٹھا اور دروازہ بند کر دیا اور کہنی میں سے نیک راتے میں مشغول
 رہا بعد اسکے حکم دیا کہ بجائے میں ایک قمار یا شراب خانہ باقی رہے بات کے کہنے ہی خاص و
 عام نے اون شیطانی سکانوں کو خرابہ بنادیا یہ اس غرض سے تھا کہ عوامہ عبد النازی کی حکومت میں
 جو مریض و مہتال کی مدبری سے آگے سر نہ تھی اسی سے لے کر و سامانی آئی کہ خواجہ اوجیہ ابن
 دولت نے دیکھا کہ بیچ بگی جان کے دوسرے سے بار نیابت اٹھنے والا نہیں ہے آخر
 مسجد کے دروازے پر سب آں کے جمع ہوئے اور بالتجار تمام اوسکے باپ کی قسبند پر

بیگی جان کو لیجا کر قسم کھائی کہ امروسلطنت میں اصلاح اور شیعہ دیویکات باطنی مہجوری سے
 اوسنے نیابت کا عہدہ قبول کیا اور عبدالغازی خان کی مسند کے نیچے ایک مرکب چھ لایا اور وہاں
 اور حکم لکھا اور ہنوز اپنی جگہ پر بسن گرم نہیں ہوا تھا کہ خبر ایک سردار نیاز علی کے بلوے کی ملی مشین
 بیگی جان اور ٹکھڑا ہوا اور گھوڑے کی پیچھے بیٹھیہ چند سوار چیدہ بے مثل اندھی کے سرکش پر جا پونچھا
 اور دشمن کی سپاہ اوس صاحب کرامات کو مخالفت دیکھ کر ایسی بھاگی اور ادبک کی فوج ایک کی کو ہٹا
 سردار جانکر ایسی لڑی کہ نیاز علی کی پوری خرابی ہوئی اور غرض اوس فتح نے بیگی جان کی سپاہی
 کو اوس مرتبہ پر پونچھا جو اسکی بزرگی اور مدبری کو حاصل ہو چکا تھا اور اوس روز سے تازہ کی خدمت
 دہر صورت جمیع اقوام ادبک کا وہ مالک کل رہا اور خواجہ زادہ محض شیر قالین بمقابلہ اوس شیرستان کے
 زبا لیکل بنا طوقی رویشا نہ اوس پتہ عقل نے برابر رکھا اور ایک باورچی اور ایک خدمتکار اور اپنے
 استاد کے خج کے لئے فی نفر چار آٹے سے کچھ کم روزانہ تحویل سرکار سے لیتا تھا اور بی بی کو
 بارہ آنے روز اس نصیحت کے ساتھ دیتا تھا کہ تو محض فضول خرچ سے اگرچہ خاتون کو کچھ حاجت
 اون بیون کی نہیں تھی کیونکہ دولت انوہ اپنے نمبر سے لائی تھی لیکن شوہر کو راضی رکھنے کے لئے
 چوبیس ٹکے مسکار لیتی تھی اور حضرت کے کھانے کا یہ حال تھا کہ اوسے پھٹے پرانے قابل جارب
 کھس کے رہنے کے خیر میں جہان وہ مہتر بزرگ خود بور یہ بیٹھا دو بار کرتا رہتا تھا باورچی انکرتین اسٹ
 کے چولہے پر کالی سی بانڈی میں کچھ خشک گوشت اور دو چار موھی چاول یا کیہوں یا دال کی حوا
 جی میں نہاتھا اور سے پانی میں ل کر دو چار خشک ٹالیاں بیچ جلا کر پان سات کٹھڑا دھو دھال کر حرکت
 دے سر خوان پر رکھ کر اوسے کھانے کو جو تو نکلے تب کی شکل اور بوباس کا ہوتا تھا مخطہ ہر بعد اون میں چوبل
 دیتا تھا اور میان اور دستا اور خدمتکار اور باورچی اور دو ایک ٹکے مغز یا کیونچت الوش کھانیکے
 تنہا مینون سے کر کے باری باری سے آنے پاتے تھے میٹھ جاتے تھے اور کھاتے اور
 کے انجور سے پانی پی کے اور ٹکھڑے ہوتے تھے اگر مہر چکی اوقات کو بیگی جان
 یقیناً سمجھتا کہ ہر شخص کو یا صرف بادشاہ و سردار قوم کے لئے زیبائے توبہ شک ہے بیٹوں

کو اسی حال پہ گستاخ لیکن بہنیں اور نوجوانوں کے لیے غذا و پوشاک اور کروڑ شاہانہ خدمتیں بیاہ
 تھا اور امر دولت اور خیر خواہان سلطنت ہر طرح کے ترک سے درباہین حاضر ہوئے تھے اور
 اس سجادہ نشین کے گرد مودت بیٹھے تھے بغرض انہیں باتوں سے غائب ہے کہ وہ فقیر صا
 نہ تھا اور مثل اس وضع کے اکثر شخصوں کے یہ نرالی طرز اسکی محض بناوٹ تھی اور اسے مطلب
 تک پہنچا اور اقوام اذہک میں اپنی حکمت کی حجت سے ایسا اتفاق پیدا کیا کہ اکثر ملک بنیان جوں
 اور یوں دیا وئے اس کے زیر فرمان آئے ۶ خراسان میں ایک دفعہ ہر سال وہ یورش کرتا
 تھا اور ایران میں باوجود خاندان کبیر کے دیر سے ہمیشہ اندیشا و سکی تاخت کا لوگوں کو رہتا تھا
 اور آغا محمد خان کبیر سے شخص کی شان میں ایک دفعہ اس نے خراسان کو لکھا کہ تم نے سنا ہے
 کہ آغا خان تمہارے ملک میں آیا ہے اگر اسے پکڑ کے میرے پاس بھیج دے سکو تو بہتر درگاہ تو میں آکر
 اس خواجہ مراد بیٹے شہر صورت و شہر جہیت کی بگڑی ہوئی کل کو درست کروں گا باوجود اس
 لعن طعن کی سماعت کے شہنشاہ ایران نے قصد مقام اس سخت دشمن سے تنہا لینے میں مستعد ہو
 اور شاہ زمان شاہ کابل کی شرکت میں بخارے پر تاخت کر نیکی لے صف بھیجا بخانہ شاہ افغان
 قبول کیا اور اگر مقابلہ اس سجادہ نشین اور دونوں شاہوں میں ہوتا تو فتح کسکی ہوئی کہنا دشوار ہے
 لیکن اسی صحن میں ملکہ کا تھیرن بنیادی شاہ روس نے ایران پر پخت کیا اور آغا محمد خان اس صحن
 در دست کے جواب میں مصروف ہو گیا تو بیگی جان سے مہر کہہ نہ سکا پایا القصد تو انکس
 کو یہ بڑی جو بیگی جان کی بدولت حاصل ہوئی ہنوز موجود ہے اوزانوں کے سفر اور بازخا اور ایران
 میں صاحب قدر و منزلت سمجھے جاتے ہیں اور قلع ترکستان آجی اکثر اقوام مسلم تانار کے اوپر جو
 سمرقند بخشتان اور فرغانہ میں اپنی حکومت ہے اور نیز بخارا کی فوج مہینہ بیس ہزار سوار اور چار
 ہزار پیادہ اور اکتالیس ہزار توپخانہ عیشہ میا ہے مگر کام پرنے سے پچاس ہزار سوار موجود ہے
 جاسکے میں بغرض آدمی ہر مطلب چاہنے خانی ترکستان آجی اور مقتدر ترکستان جو حضور کے تابع ہے
 اسکی دو تیسرے مشرقی اور مغربی ہیں اور مشرقی وہ جو قریب تر سرحد مملکت کے ہے اور دوسرے

تین صوبے ہیں پہلے کا نام چینیان ہے اور موگڈن کا شہر اوسکا پای تخت ہے لیکن خالی شہر کی
 کی آرائشی اور تکلف کمان بیسیر یا وضعیکہ کنی عمارتین عالیشان اور سلاح خانہ وغیرہ قابل دیکھنے کے ہیں
 اس صوبے میں کوستان بہت ہے اور چند بہاروں میں معدنیات کے اقسام ملتے ہیں وہیں کوہ ٹی
 زمین قابل زراعت کے ہے اور اگرچہ چانول کمتر ہوتا ہے لیکن اور اجناس افراط سے پیدا ہوتی ہیں
 دوسرے صوبے میں تین یا چار شہر چھوٹے اور کثیف ہیں لیکن میانگٹون اور بہار تلیون میں وہی چیز
 ہوتی ہے جو جن سنگ کھداتی ہے جسکا حال اسی تاریخ میں مندرج ہے اور خواص کثیر عظم کا
 رکھتی ہے اور فقور کو جو کچھ کہ آمدنی اور فائدہ رکستان سے ہے فقط اسی جڑی کی فروخت سے ہر
 اور اوسے دیار میں ایک قوم تانار کی ہے جو بہاریم سے بدتر ہے اور بچہ بچلی کے کچھ نہیں کھاتے
 اور کسی قسم کے اناج کو نہیں پوتے اور فقط مٹا کو کے گھیت لگاتے ہیں اور زعم نہ مندرجہ ذیل
 کہتے ہیں اور بچلی کا گوشت کھاتے اور اوسکا تیل جلا تے اور اسکے چمکے چمکے کی پوشاک بناتے ہیں
 غرض ایسی غذا کہ نہ کھائی اور نہیں دوکھنا چاہیے کیونکہ اوس سرزمین میں عجیب ایکبات سیاہی کے
 تجربے میں آتی ہے کہ سیاہی بچلی کے کوئی جانور چند پرند کے ہضم سے قابل کھانے کے نہیں
 ہوتا ہے اور سب کا گوشت ایسا کر دوا اور بعض ہوتا ہے کہ حلق سے نہیں اترتا ہے چنانچہ کسی
 صاحب نے ایک مرغ کو بہت تکلف سے پکایا اور انواع رنگیوں سے لطف اور کرڑا ہٹ کو
 دور کیا اور کھایا لیکن مقبول بعد پھر بھی ہوا اور دوسرے ہضم میں نہ ہو گیا یہ خالی ترکستان کے
 تیسرے صوبے میں تین قوم تانار و کنی رہتی ہیں ایک کو ٹاگورس کہتے ہیں جو اوس دیار کے اصلی
 رہنے والے معلوم ہوتے ہیں اور قد آورا اور وجہ اور محنت کش ہیں اور با وضعیکہ اونکے چاروں طرف
 وحشی تانار بہاریم کی ہم شمارا دیویمائی کہنے پھرے ہیں لیکن اونکے قربت سے اثر بدان لوگوں
 کے عادات میں پیدا ہوا چنانچہ یہ مکانوں میں رہتے اور کشماری کہتے ہیں دوسری
 قوم کا مال خبر اسکے چمکنا نہ چاہئے کہ انکی عورتیں مردوں کی طرح گھوڑوں پر چڑھتی اور تن شہنا
 ورنہ جانوروں کا سار بچھی اور تیر و کمان سے بے تکلف کرتے ہیں دوسری قوم بچلی

کہلاتی ہے اور دوسرے اقوام تباہ پرستی کے لیے جانے کے سوا یہ لوگ مالک ملک و تخت
 خا کے ہیں اور جب سے خدا نے انکو اس طرح سے بڑھایا تو اپنی کم مہلی کو چھپانے کے لیے
 اون لوگوں نے وہ فقرہ اپنی جد و آباء کے باب میں طیار کیا جو اس حد کے پہلو و زمین بیان کیا گیا اور
 ختامین جا کر بت پرستی کی خطا اوسوں نے کی ہے لیکن قتل اوسکے یہ لوگ موصدا اور خدا پرست تھے
 اور ایک قادر حاضر و ناظر مطلق کی پرستش میدان میں جمع ہو کر گمراہ تھے الغرض تینا لیس شہر اور قصبے
 خانی ترکستان کی مشرقی تقسیم کینوں صوبوں میں ہیں اور ختا یونوں سے زیادہ تر قربت ہونے اور
 راہ و رسم کھنے کی حبت سے مکان بنائے تھے ہیں اور باد یہ سپائی کی عادت رفتہ رفتہ بھولتے جاتے
 ہیں حالانکہ مغربی تقسیم والے تاتاریوں میں وہی حال وشت گردی کا ہے جو ہمیشہ سے طریق اقوام کرستا
 کا مشہور ہے بد خانی ترکستان کی مغربی تقسیم کا حال یہ ہے کہ یہاں کے تاتار سب جلعین منغل کہلاتے
 ہیں اگرچہ انکو آل چنگیز سے نہ سمجھا جائے کیونکہ اوسکے گھر میں خدا نے جو ریاست دی تو ایک نہ ایک مقام
 پر اونکی حکومت ہمیشہ رہی ہے لیکن یہ لوگ بیشک زمین اقوام سے ہیں جنہوں نے خلیفہ اور اوسکے بیٹوں
 اور پوتوں کی بارگاہی میں نصرت جہاں سے زیادہ کوتاہی والا تھا اور انہیں منغلوں کے آباد اجداد
 جب قبل خان کی اولاد سے تخت خلیفہ چھین گیا تو ادھر ادھر پریشان ہو کر سرحد چین کے قریب چھپ گئے
 مانجو تاتاروں کے تابع دار ہو کر رہے جب باقی فرقتہ و زمین اقوام کے آگے بڑھ گئے اور سرحد ماوراء النہر
 میں جلائے حد اندون چار قبیلے اس قوم کے علیحدہ علیحدہ ہیں لیکن اکثر عادات اور رسومات میں
 مشابہت ہے چنانچہ سب کے سب میدانوں میں تیو و قنات کے نیچے ٹپے رہتے ہیں اور گروہوں
 میں دیریا کے گناہے پر اسلئے بیٹھتے ہیں کہ بیابان کی ہوا پانی سے مس کرتی ہوئی خشک آتی ہے
 اور چرائی بھی سرد و گرم ہوتی ہے اور دونوں کے لیے نوا سا مل آب کے میسر نہیں ہوتی رہے کیونکہ
 بیابان کف دست مثل بھٹی مثل کے خشک ہوتا ہے اور جازول میں مان کوہ اور پہاڑیوں میں
 یہ لوگ دیرے ڈالے ہیں تاکہ باد شمال جوشل تر کے سر میں چلتی ہے اوس سے بچا جاتا ہوئے
 اور جازولون کو صدمہ نہ پہنچے یہ قبائل منغلوں کے مثل اوسکے آباد اجداد کے جتنوں نے

اگلے وقتوں میں وہ دھوم دھام مچائی تھی از بسکہ صابن باہن اور ہرست معاملہ اور دوسری کے کپے
 ہوئے ہیں اور سخاوت اور سافروزی اور کئی شل کماوت کے مشہور ہوئے ہیں کا اون
 میں رواج نہیں اور خرید و فروخت اشیاء کے عوض و معاملے سے عمل میں آتی ہے اور یہ کہتی کرتے
 نہ بلع لگاتے نہیں بلکہ سو اگھوٹے پر چڑھنے اور تر لگانے اور شکار کرنے اور نہ چرانے کے اور اونکا
 کچھ کام نہیں ہے اور جب بعض سیاحوں نے اون سے کشماری ننگے کا سبب پوچھا تو انہوں نے
 یہ جواب دیا کہ اناج اور ترکاری وغیرہ بہائم کی خوراک ہے اور آدمی کی غذا کے لئے گوشت حل ہے ورنہ
 خدا تعالیٰ نے بہائم کو کیوں پیدا کیا اس سبب سے ہر طرح کا گوشت اور مکھلاں سے لیکن
 کے گوشت کو زیادہ پسند کرتے ہیں اور اوسکے ٹکڑوں کو سوکھا لے کر کتے میں اور جب کوئی مہم
 در پیش آتی ہے متخص سینے بھر کھانے کے لئے سوکھا گوشت رکھ لیتا ہے اور جہاں مقام
 ہوتا ہے پانی دیکھ کر گوشت کو اوبالے کھاتا اور بخنی کو پی لیتا ہے اس غذا میں بعض بیشک ہے
 لیکن قوت بخش اور مولد خون سے مگر جڑوں میں مغلون کی غذا کمین اور پیر اور دودھ کی اکثر موٹی ہے
 کیونکہ اس ایام میں برف کے باعث سے چرائی کم ملتی ہے اور جانوروں پر طیاری نہیں آتی ہے
 سولے اسکے دودھ کو شرا کے کسی ترکیب سے ایک عرق نشی یہ لوگ کھیتے ہیں اور بنے کی بخنی اوس میں
 ملا کے مار لیم بناتے اور استعمال میں لاتے ہیں اور اوسکی تعریف پینے والوں نے یہ کی ہے کہ ہاضم اور قوی
 اور بیشی یہ بوزہ الیا ہوتا ہے کہ ہزار و پیدہ کامچون اوس کے مقابلے میں بیچ سے بے غلات
 مغلون میں مشہور ہے اور جیسے ٹپے آدمی بے تکلف گھوڑے کی لید پر بندھاجھا کے پٹے
 رہے ہیں مگر اپنے جانوروں کی اونہیں یہ محبت ہے کہ جس خیمے میں آپ رہتے ہیں اوس میں
 اونہیں بھی رکھتے ہیں سولے اسکے بنے کے روٹیں بھری پوشاک یہ لوگ بھنتے ہیں اور اگرچہ چروے
 کو خوب صاف کرتے ہیں لیکن پھر بھی اسی بدبو اوس سے بھرتی ہوتی ہے کہ سوا انکے دوسرے
 کو نہیں برداشت ہو سکتی ہے حاصل کلام پاکیزگی کا وجود انکے ذہن میں پایا نہیں جاتا ہے
 اگرچہ کثیر لادواری کی ابتلا مغلون میں نہیں ہے لیکن سولے ایک جو روس کے دوسری نہیں

میں ادویت جب انہیں ہوتی ہے تو لاش کو جلا کر خاکستر کو کسی ٹیلے پر دفناتے ہیں وہاں کی
 زمین کو کچھ بلند کر کے ایک نشان اوس قودے پر گاڑتے ہیں ۱۰ لاسہ گر وکاندہب اون کو کون
 کا ہے اور بودہ کے پوجاریوں کو دوسرے سب اوتنا ہی مانتے ہیں جتنا ہنود جاہل برہمنوں کو دیتا
 کہتے ہیں ۱۱ چاروں قبیلے کا ایک ایک خان عتی سردار علیحدہ ہے اور جب سے ماچو تانا
 خٹاکے مالک ہوتے ہیں فغوروں نے سب خوانین مثل وغیرہ کو محکوم کر کے نصب اور جاگیو کے
 اور انوج طرح سے تالیف قلوب کر کے اپنا کر لیا ہے لیکن اون خانوں کا اختیار اپنی ہی قوم پر
 بہت ہے مگر قوانین صرف فغور ہی کے مروج ہیں اور قتل قصاص اور جینی سزائیں مالی و بدنی جو
 سخت شدید ہیں بے فغور کی اجازت کے نہیں دی جاتی ہیں ۱۲ اگرچہ ترکستان ختائی کی مغربی
 تقسیم منجبتی قوانین میں سب باقی مثل مشہور ہیں لیکن ایک خاص قوم مثل کی ہے جس میں چنگیز خان کی
 پیدائش ہوئی تھی اور اوس میں تانوس قبیلے جدا گانہ ہیں چنانچہ ہر قبیلے کا ایک جدا نشان ہے
 اور ہر ایک میں صد ہا ٹائیف ہیں جنکی پھر گروہ ہیں مہنی اور تقسیم و تقسیم آپس کی رشتہ داری جبت سے ہوئی
 ہے پس اگر سب کا شمار کیا جاوے تو کھو کما کا حساب ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ اگر چنگیز یا بیو یا ماؤ
 کا سائفل پھر پیدا ہووے تو مملکت چین کو یہ لوگ پھر اپنے قبضہ میں لاویں ۱۳ انہیں کو کون و ملک
 میں فغوروں نے جیہول کے شہر میں اپنے رہنے کے لیے بہت عمدہ مکانات اور تہرے
 باغات بنوائے ہیں کہ اوس کے دیکھنے سے غم مہل جاتا ہے اور جن صاحبوں نے اس تاریخ کی پہلی
 جلد کے ۷۷ صفحہ کو شرف ملاحظہ کیا ہے وہاں پر خٹاکے باغات اور فن باغبانی کا حال برہم نے
 لکھا ہے وہی تصور کر سیکھنے کے اس جگہ کی کیا کیفیت ہووے گی جسکو فغوروں نے اپنی تفریح کے لیے
 لیے آ رہے کیا ہے ۱۴ دیوار خٹاکے قریب عیش مگام واقع ہے اور شروع کر اسے آمد مرا
 نیک فغور سبب وجوہ کی طیش اور گرمی کی شدت کے واسطے مارچ میں نہیں رہتے اور جیہول
 میں بود و باش کرتے ہیں اور اسی شہر کی نواحی میں اور دوسری جگہوں میں دیوار خٹاکے قریب
 فغور کسج کی میرانی زمینداری آباد و احدا کے وقت کی ہے اور کوٹے اور بے اور گاہے

وکیل اس قدر افراط سے ہیں کہ مغلوں کی آنکھوں میں فقط اوستی کے اعتبار سے فقہور کے برابر کوئی شخص ہمارے ہاں نہیں ہے اور چونکہ قاعدہ کلیہ ہے کہ انسان اوستی کی قدر کرتا ہے جسکی نسبت اپنے کو زیادہ ہوتی ہے اس باعث سے مغلوں کے نزدیک ختا کے خزانہ بے انتہا اور رعیت اور فوج اور ملک کا والی ہونا کچھ چیز نہیں مگر وہ ہیں کہ وہ نہ اور اس قدر رکائے ویل و لا کہ سوا اس کے گھوڑوں کا مالک ہونا نہایت فخر اور وقار کی بات ہے بد گزشتوں کو فقہور نے ان جانوروں کی خرید و فروخت کا اجارہ دیا ہے اور کہنے والے کہتے ہیں واللہ اعلم بالصواب کہ جو آدمی اس طور سے ہوتی ہے اوستی قدر فقہور اپنے خرچ ذات میں لاتا ہے اور محاصل ملک ختا سے ایک حصہ اپنی خور و عیش و عشرت میں بتین صرف کرتا ہے چنانچہ سنتے ہیں کہ بعد از اخراجات عدایمی اور اتعافی کے پس انداز مملکت کے محاصل کا سرکاری خزانے میں جمع ہوتا ہے اور فقہور اپنے کو شل خزانچی سمجھتا ہے یہ الغرض ہوا خاص قوم مغل کے تین چار تو ہیں اور اس طبقے میں بود و باش کرتی ہیں خلیہ حالات کو تصریح لیکن راقم نے فضول سمجھا بلکہ اس قدر جو لکھا گیا غالب ہے کہ واسطے علم ناظرین تاریخ چین کے نسبت حال ترکستان کے کافی ہوا اور حسن جگر سے راقم نے الی جبار کو جمع کیا ہے اسکی داد سوا علیا کے جو اس وقت سے واقف ہیں کون سے سکنتا ہے قضاۃ

تیسرا باب

احوال اول قوموں کا ہونا تارباؤن و ختاؤن سے فرق ہیں لیکن ختا میں بود و باش کو تین سیاق میں بیان کیا کہ کشور ختا کے کچھ کو نے پریشی اور سی پوئین کے صوبوں کے قریب اور حواگ حوا اور یانگ دی کیا دریاؤں کے درمیان میں یہ قوم سیغان کی سکونت کرتی ہے اور ایام قدیم میں یہ لوگ ایسے زبردست تھے کہ ختاؤن کو تنگ کیا کرتے تھے لیکن آپس کے ففاق نے اب یہ حال ان لوگوں کا بنایا ہے کہ اوستی مملکت کے یہ ادنیٰ اور حقیر رعیت میں غرض پھر بھی جلی انکی نہیں بدلی اور گاہہ کہ فقہور ناظرین سے یہ لوگ بے ہمتانیاں کرتے ہیں ان میں قومین ہیں ایک کمی قتاؤن کا سیاہ رنگ ہوتا ہے اور ایک کا زرد اور سیغان سیاہ محض بہائم ہیں لیکن زرد و تنبو والے کچھ آدمیت رکھتے ہیں

اور بعضی اوں میں سے کمالات بنا کر کہتے ہیں مذہب ان کا لاسرگروکھ سے اور عادات اور رسومات
اہل تہمت سے مشابہت کہتے ہیں اور یہی باعث سے قناس مقتضی ہے کہ اوسے ملک کی کوئی
قوم دون پہاڑوں میں نکل آئی اور عجب پسند کو کے رہ گئی وہ ان کی سرحد سے جو دریائے ہند میں
سونس کے ذریعے آئے اور یہ لوگ اوس ریت کو کالانا اور ظروف اور پٹیلانا جانتے ہیں اور اہل
اور تحائف جو ہمیشہ مغفور کے حضور میں بھیجتے ہیں سوئے نہیں کی خیردن کی شرم سے ہونے میں فقط

لوگوں کی قوم کا بیان

یہ لوگ صوبہ بن نان میں رہتے ہیں لیکن عادات اور رسومات میں ختایوں سے بے مطلق مشابہت
نہیں کہتے ہیں قدیم الایام میں ان کے حکام خود مختار تھے لیکن جب خٹاکو فتح کیا وہاں اور مغفور کی اوں سے
باج طلب کیا ان لوگوں نے بھیج دیا اور طوق بندگی کا پہن لیا عرض مغفور سے یہ اقرار کروایا کہ
خاندانی امر کو اپنے اپنے علاقے میں عہدہ اور تہ ختائی ہانڈریوں کا ملے اور وہ مرتبہ دروٹی ہوئے
فوج پیادہ اور سواری اوں کے پاس نہ آتے اور تہ و کمان درجہ میں پوشاک انکی ایک کرتا
بے آستین کا گٹھنوں تک لٹنا اور سر پر گھاس کی جی ہوئی ٹوپی اور پائونین چڑے کی خلیں چڑی
رہتی ہے اور پاجامہ یا دعوی کی قدر نہیں مانتے خود کو کنا بھی دے دینا داسے لیکن کرتا پائونین
لنگتا رہتا ہے اور اگرچہ تہذیب و عقیدہ اس قوم کی ختایوں سے علمی ہو لیکن مذہب میں قی نہیں فقط

میاوسی کی قوم کا بیان

اور یہ لوگ پہاڑیہ ہیں اور ختائے گئی صوبہ بن نان کوستان کو آباد کے ہیں اور حیدر علی بن سب
تبعید اور مغفور کے بہت مشکلوں سے کیے گئے اور اوسکی صورت یوں ہوئی کہ صوبہ بن نان جو ایک
میں آئے دو بادشاہ آپس میں لڑنے پھرنے لگے اور جب اوس صوبہ کے ناظم نے دو ہائی کو
جنگ متوقف کرنے کیلئے لکھا بھیجا اوس کے ایلچی کو اوسوں نے بغیر کر کے اپنی حد سے
کافرا اور چمکتے ہوئے مغفور کی شان کے خلاف کلمات تہجد اور مانگے گستاخ ہو کر کہا
یہ تھا کہ تھوڑے دن پیشتر اوس ہزار فوج ختائی اور پٹلا کر کے گئی تھی لیکن پہاڑیوں نے ایک

بنقام رہنا لطف دیکھنا پایا اور نکلنے کی راہ بند کر کے فوج کو فاقوں سے ضعیف کر کے ایسا قتل کیا کہ
 ایک متغیر نہ بچا غرض یہ سب حال سن کر فغور بھوکا ہو گیا اور سپ سالار کوئی کو جو کہ ان پہاڑیوں کو نیست
 نابود کرنا واجب تھا اس لیے اختیار کل فوج و خزانے پر خلاف قواعد سلطنت کے دیا گیا یہ شخص نہایت
 بہادر اور مدبر تھا اور اس سے حیدرہ حیدرہ سپاہ اور توپخانہ اور غلہ فراط سے ساتھ لے لیا اور بڑی
 جرات اور فکر خرچ کر کے آخر کار اونکو پر کیا اور ایک بادشاہ کو پانچ ہزار فغور کے حضور میں بھیجا اور جب
 دوسرے کی لاش کو میدان جنگ پر دیکھ کر سمجھا کہ شرفی کا بیخ و بنیا دے اور کھ گیا تب وہاں سے
 پھر آیا اور شاہ کا زیادہ مقرب بادشاہ ہوا الغرض اس لڑائی میں ایک عورت نے ایسا کام کیا کہ اس کا
 ہمیشہ رہسکا حال یہ کہ ایک چھوٹا سا قلعہ بلند بہاڑ کی چوٹی پر واقع تھا اور دو مہینے سے فغور کی فوج
 محاصرہ کے حیران تھی لیکن دخل نہ پاتی تھی ایک روز صبح کا وہ بے وقت آہٹ کسی شخص کی آمد و رفت
 کی بہرے والوں کو جو ملی تو دو چار شخص آہٹ آہٹ چب گئے اور دیکھا کہ ایک عورت پانی بھر کے
 قلمی کے اندر لیے جاتی ہے غمراہ اسکو اون لوگوں نے پکڑ لیا اور پوچھا کہ کتنے لوگ اس قلعے
 کے اندر ہیں جو دو مہینے سے ایسے بند و بست سے لڑتے ہیں کہ شہنشاہی فوج عاجز ہو گئی اور غمراہ
 کہ اتنے روزوں سے میں اکیلی تنہا تلگوگوں کو عاجز رکھ رہی ہوں اور اگر آج پانی نہ کم ہو جاتا تو جیتے دھمک
 مہین جیران کہتی یہ بات قریب قیاس کے نہ تھڑھی اور سپاہی جمعیت کیر کے ساتھ قلعے میں آج گئے
 تو دیکھا کہ فی الواقع ایک متغیر اس میں نہیں ہے آتش جب اس مابوسے کا انتشار ہوا تو عورت نے
 لگی کہ اتفاق سے میں اس قلعے میں رہ گئی جب تلگوگوں نے محاصرہ کر لیا اور گزیر کی راہ سد و دو نظر آئی تو
 دروازہ بند کر کے فغور کے فغورین پر چند بند و قین لیکر میں جا بیٹی اور اس تانچے سے جس طرف سے
 دیکھتی تھی کہ تلگوگوں نے قلعہ پر چڑھنے کا کیا اوسی طرف جا کر پتھر کے چٹان اور پیر
 سے لڑھکا دیتی تھی اور جو سنگ سے پچھا تھا اسے گولی سے مار دیتی تھی اور بدین ہی کرتی
 اور بہ طرح سے تمہیں شکست ملی اور اگر دو روز سے پانی قلعے کا نہ چک جاتا اور پیاس سے مجبور
 نہ ہوتی تو ہرگز اپنی جان سے تمکو اس قلعے میں دخل نہ دیتی کہتی ہوئی اس نے اپنی بات کی صداقت کو لیے

ختمیوں پر اوس ماجوسے کو ثابت کرو یا شب صدمائی مواد کی ہر فرد بشر کی زبان سے بلند ہوئی اور
 سنیہ سالار کو جو خبر نوحی اپنے جرات اور استقلال اور شعور کی داد دی اور شمشاہ نے بھی اوسے بڑی کبر
 عنایت کی الغرض سنہ مذکور سے غفور کی اطاعت ان بہاریوں نے قبول کی ہے اور مثل تازیوں
 کے جانور پالنے کا بڑا شوق ان کو ہستانیوں کو ہے اور غلیظ بھی اونہیں کی طرح یہ میں لیکن زرعیت
 کرتے ہیں اور چیتیم کا موٹا کپڑا پہنتے ہیں اور اُون کا غلیظ لپٹا تھخہ بند ہے میں کہ ختائی سوداگر سب اُسے
 بہت خرید کرتے ہیں + انکی عورتیں عجیب طرح سے بالوں کا سنگار کرتی ہیں چنانچہ جو راجاندی پر بادھگر
 موم سے تمام سر کے بالوں کو چمکنی ہیں جس طرح سے اور ایسے کی کسانیاں اور چھوٹے ٹانگے اور
 کی دھانگڑیاں سلسلے کی ٹانگے موم سے لتھیرتی ہیں اور اگرچہ مستورات کا سنگار تمام دنیا میں
 ایک نہ ایک طرح کی معیبت سے متعلق ہے لیکن یہ عذاب اور نکو سطور سے پسند ہے اور سرسری
 بڑی بلا بٹور کے کیونکہ زندگی کرتی ہیں معلوم نہیں اور ساتھ اسکے برس میں چار دفعہ اوس موم کو چھوڑا
 کر نیا چڑھانا بھی واجب ہے اور اوسکی ترکیب یہ ہے کہ بڑا الاؤ جا کے سلسلے سے بیشتی اور موم کو کھینچا
 چھوڑا تو میں گویا آخر کار سنگا چھلے میں پڑتا ہے + اسی جلد کے پہلے دقر کے چوتھے صفحے کے
 ہے معلوم ہو دیکھا جو راقم نے اس قوم کے باب میں لکھا ہے کہ لوگ سپہ کھری ناک اور بڑی کلمہ
 اور شین کھنے کے کچھ سبت تازیوں اور ختائیوں سے جو بنی آدم کی قسم لے رہے ہیں سے نہیں
 کہتے ہیں اور معلوم نہیں ہے کہ اوس زبان کے اصلی باشندے ہیں یا انکا خرقہ اقوام رشدار سے
 دیار سے بادیمانی کرتا ہیں میں اگر ہا ہے الغرض ختائی کہتے ہیں کہ یہ پہاڑیے بدبنداد اور چوٹے
 ہوتے ہیں لیکن بعض فریادیں کا جو اتفاق اسکی پیچ میں جانے کا ہوا تو اونہوں نے نہایت رستہ سنانا
 اور صفات باطن اور لوگوں کو پایا فقط :

چوتھا باب

احوال جزیرہ ثانی وان کا جسکو اہل فرنگ فارمون کہتے ہیں +

مالاکہ صوبہ فوکنینگ کے بندر اور شہر ایمانی سے یہ جزیرہ ایسا قریب ہے کہ دن بھر میں

یہی جواب اوس بہادر نے دیا کہ مردکی بابت ہانی کا دانت ہے جو منہ سے نکلا سو نکلا اور خیر اور
 کی زندگی اگر دروغ گوئی سے ملی بھی تو کیا لطف ہے آتش و گیت کے پاس بچ گیا اور جو کچھ خود
 لئے لکھا تھا اور ولندیزیوں نے جواب دیا تھا سب موبو اوس کا فریاد کیش کے زور سے دودھ کو کھانا
 کہ قہر سے انہی جگہ سے تڑپ کر اوس بدکردار نے پادری صاحب کو اپنے ہاتھ سے مار ڈالا
 تاریخوں کی سیر کرنے والے اس نقل کی مثال اوس ماجرے میں پاؤں کے جو تاج روم قدیم سے ظاہر
 کہ گولس پہ سالار روم اسی طرح سے جب کار بھیجے یعنی افریقیہ کی فوج لے کر اوس سے اسیر کیا
 ایسے ہی وعدے لیکر روم کو بھیجا تو اسے بھی ایسی ہی صلح صلح کرنے کی دہی اور
 اپنے قول کے ایفا میں دشمن کے قبضے میں خلاف سب کی امتناع کے اپنے کو
 پوسنچایا اور اس طرح سے اول لوگوں نے بھی اوسے مار ڈالا + غفور کا کھنی کے عہد دولت
 میں یہ جزیرہ مملکت تھا کے تحت میں آیا اور دارالامارتہ اوس کا مانی دان کہلاتا ہے اور
 آباد اور اجناس سودا گری سے معمور ہے کہ تھا کے اکثر چھوٹے شہروں سے بزرگ والی
 ہے اور بہت آراستہ اور دونوں ہی پردکانین اس افراط سے ہیں اور غل بیچنے اور
 والوں کا ایسا رہتا ہے کہ کاشان کے شہر میں بھی ایسا مجمع کم ہوتا ہے اور وجہ اسکی یہ
 کہ بندر عظیم الشان ہے اور دنیا کی چیزیں وہاں میسر ہوتی ہیں + یہ جزیرہ ایسا ازخیر ہے
 کہ علاوہ اقراط تمامی اقسام اجناس کے عجیب بات ہے کہ جتنے مینوے کہ بعض قلیوں
 میں مخصوص ہوتے اور دوسرے مین میسر نہیں آتے ہیں وہ سب یہاں پر پیدا ہیں
 اور ایک ہی سرزمین سب کو موافق ہے + اس سے عجیب تر یہ ماجرا ہے کہ اکثر چنبی
 کے حق میں پانی اوس شہر اور اسکے اطراف کا ہلال کی خاصیت رکھتا ہے اور جسے
 ڈھٹائی سے پیا گیا شہرت موت چکھا اور کسی ملک کا باشندہ کیون نہا اس جزیرے کا
 پانی نہی پندرہ دن میں یا اوب سے ہلاک کرتا ہے یا ایسا موافق ہوتا ہے کہ مرض اوس
 نزدیک جلد نہیں آتا ہے اور اسی سے ثابت ہے کہ راقم نے جو اوب سے ہلال قرار دیا

تو بیجا نکلیا کیونکہ شیات کی یہی خواص ہے غرض جو اصلی باشندے ہیں اور سنے حق میں وہ آبِ حیات ہے اور طرفہ تر یہ ہے کہ جہاں پانی ایسا مفید ہے وہاں ہوا بہت لطیف اور صحت آور ہے اور بیماری کی صورت کتر نظر آتی ہے غرض سوداگر اور جو اختیار وہاں رہتے ہیں وہ دوسری جگہوں سے پانی منگوا کر پیتے ہیں + اس جزیرے کے اصلی باشندوں کے درمیان بیاہ طرفین کے عشق سے ہوتا ہے اور صورت اوسکی یہ ہے کہ جب کوئی نوجوان کسی لڑکی کو پسند کرتا ہے تو پان سات روز تک اوسکے پیچھے پھرتا جاتا چلا جاتا ہے اگر جذبِ عشق نے چھو کر ہی کے دل کو کھینچا اور انھیان کا کل کو اوس لطیف بابے نے رچھایا اور انھوں میں عاشق بھایا تو فوراً اپنے والد کے یہاں اوسکو وہ لیجاتی ہے اور یہ کہتی ہے کہ میں اس سے رہنی ہوں مجھے بیاہ دو غرض بعد ہوتا ہے اوسے تیار سے دلہہ اپنی سسرال میں سکونت اختیار کرتا اور اپنے باپ مان کے گھر چھ پنہن جاتا ہے اور اسی سبب سے یہاں کے باشندے بیٹی کی بہت تمنا رکھتے ہیں کیونکہ اوسکا شوہر بیٹے سے زیادہ ہوتا ہے + ۱۲۷۴ء میں ایک ایسا طوفان اور زلزلہ اس جزیرے میں ہوا اور سمندر کا پانی ایسا بڑھا کہ لکھا آدمی پہنچے اور مارے گئے اور جو بچے خانہ ویران رہے اس واردات کا حال منکر فغفور نے اپنی ستم رسیدہ رعیتوں کی بہت دلجوئیان کیں اور غلہ اور روپیہ افراد سے بخشا بلکہ ہر ایک گھر بنوایا لیکن مصلحت ایزدی کے تباہ کیے جوے کو انسان کیا فروغ دے سکتا اور وہ بات جو قبل تھی ایسی مٹ گئی کہ امید اوسکے عود کرنے کی باقی نہ رہی با انہی فغفور کو اس علاقے سے محال کثیر ہے اور اگرچہ چھ برس بعد اوس طوفان کے بلوا عظیم اوس جا پرمانڈرینون کی بدکاری سے ہوا لیکن اب امن ہے فقط

پانچواں باب

۱۲۷۴ء کو کیا کی سلطنت کا جہان گزرا تھا کی ہے

اہل فرنگ کے جزایہ میں یہ ملک کو رہا کہلاتا ہے لیکن قتائی سب اس کو کابلی
 کہتے ہیں + اور ترکی طرف زمین اس کی قتائی ترکستان سے ملی ہوئی ہے اس سبب
 اطلاق جزیرے کا ادھر نہیں کیا جاسکتا ہے ورنہ مینون طرف بحر محیطا گروہے + اہل
 یہان کے باشندوں کی کسی قوم تاتار سے ہے لیکن یہ لوگ مثل مانچو تاتار کے اپنے کو
 دیوتوں کی اولاد قرار دیتے ہیں اور نوع آدم سے اپنے زعم میں فضیلت رکھتے ہیں اس
 ملک کا بادشاہ ہج گزاراوتا بعد از مغور کا ہے لیکن اپنے ملک و رعیت پر مختار مطلق ہے
 غرض جب صاحب تخت فوت کرتا ہے مغور کی طرف سے دو تین امیر عالی رتبہ شاہزاد
 و لیعہ کو باپ کا قائم مقام کرنے کے لیے روانہ کیے جاتے ہیں اور جب تک
 وہ نہیں پہنچتے ہیں امور سلطنت کے ملتوی رہتے ہیں + جاپان کے جزیرے
 والوں نے سنہ ۱۸۵۴ء میں اس ملک میں اپنا دخل اور تصرف کیا غرض جب مانچو تاتار کا
 دور ختام ہوا اہل کوہیانے اسے مدد لیکر ظالموں کو اپنے ملک سے نکال دیا اور
 فغفور کی اطاعت کو قبول کیا + ملک ان لوگوں کا وسیع اور زرخیز ہے اور آٹھ صوبے
 اور چالیس پرگنہ میں تقسیم ہے اور اوسمین تینتیس شہر بڑے اور سو سے زیادہ چھوٹے ہیں
 اہل کوہیا اکثر نیک نہاد اور جرج اور سلیم الطبع ہیں اور تحصیل علوم اور فنون میں زور دے
 اور علم کے ایسے قدردان کہ جب کوئی سوداگر کسی کے یہاں کتاب فروشی کو جاتا ہے
 تب خریدار پاک و صاف ہو کر اوجیلے پرٹے پہنتا ہے اور لوہان جلا کر سجدہ کر لیتا ہے
 بعد اوسکے کتابوں کو دیکھتا اور ادنیٰ قیمت کرتا ہے + مردے کو تین برس تک یہ لوگ
 دفن نہیں کرتے ہیں اور صندوق میں بند کر کے اپنے مکان میں رہنے دیتے ہیں
 اور جب زمین کو اوسکی امامت سونپتے ہیں تو جتنی چیزیں گزرے ہوئے شخص کو زندگی
 میں عزیز تھیں سب قبر کی چاروں طرف رکھ دی جاتی ہیں اور مائتی لوگ اگر چاہتے ہیں
 تو اوٹھا لیجاتے ہیں + باپ مان کا عہد تین برس تک اور بھائی بہن اور دوسرے

عزیزوں کا تین مہینے تک یہ لوگ کرتے ہیں اور اس عرصے میں کسی طرح کی شادی نہ اپنے گھر میں کرتے اور نہ اوروں کے مدعو ہوتے ہیں + علوم اور مذہب اور طب و ستورات اور پوشاک ان لوگوں کی ختانیوں سے اخذ کیے جاتے ہیں مگر بعض باتوں میں فرق ہے چنانچہ انکی ستورات پر وہ نشین نہیں ہوتیں اور مردوں کی صحبت میں بیعتی نہیں سناوتے اسکے ماں باپ کو اختیار اپنی اولاد کو بیاہ دینے کا ہے اور طرفین میں محبت جب ہوتی ہے تب اہل فاروسا کی طرح انکے یہاں بھی صورت بنتی ہے + اجناس اقسام بیان مافراط سے پیدا ہوتے ہیں اور معدن سونا اور چاندی اور لوہے کے پیاروں میں موجود ہیں اور ایک قسم کا کاغذ کپاس کا بنا ہوا خٹاکے مصور بہت خوب ہیں منگواتے ہیں کیونکہ تصویریں اس کاغذ پر بہت جلوہ پاتی ہیں اور چونکہ فغفور کو اسکی حاجت دولت خانے کی آراشکی کے واسطے ہوتی ہے اس لیے باج کی چیزوں میں رقم داخل ہے +

چینا یا پ

احوال مملکت چین کا جو بابگذا رحتا کی ہے

مملکت ماچین کی بافضل ترین تہیں ہیں اسی ملک کام بوج اور ملک ٹان کیلک جنہیں صوبہ مقرر ہیں اور خاص طبقہ ماچین جہاں بادشاہ خود رہتا ہے اور دوسے چودہ برس قبل حضرت عیسیٰ کے فغفور چینک وائی بہادر و مدبر و مہمانی دیوار خٹانے پہلی دفعہ ملک ٹان کیلک مذکورہ بالا پرچہ اوس وقت تینوں تہیوں میں بہتر تھا بزر و شہر دخل کیا اور صوبہ گردہ جٹائیوں کے وہاں بھیکرا و ان لوگوں کے درمیان تخم آدمیت کا بویا کیونکہ قبل اس ایام کے بہایم سے بدتر وہاں کے لوگ تھے اور نہ علم نہ مذہب نہ ریاست کی صورت اور نہ بیاہ وغیرہ کا کچھ سرشتہ جاری تھا تب یہ تینوں ملک جواب سلطنت ماچین کے صوبہ کہلاتے ہیں دخل صوبجات خٹاکے تھے + سہ ماہی میں اوس ملک کی دو عزتوں

بلو احر عام شروع کیا اور اونکی جرأت اور عقل نے حد تک ختایوں کو غاثر رکھا اور آدھے
 ماہے جانے سے فساد نے طول نہ کھینچا ورنہ جرح یہہ فتنہ شروع ہوا تھا اگر اکتانک
 اونکے جیتے جی نہ پہنچتا تو اسی ایام میں ختا کا دوراوس ملک میں باقی نہ رہتا غرض کمی ہو
 برس تک یہ بل چل اس ملک میں برابر تھی کہ اگر تمام دنیا کے سب اقلیموں کا کھیر ایک جگہ
 جمع ہوتا تو مقابل میں نہ آتا چنانچہ کبھی غفور کی حکومت تھی اور کبھی بلوے کی صورت نظر آتی
 گھاہے دو دعویدار تخت کے درمیان آپس ہی میں جلتی تھی گاہے او دہلکوں میں اون کی
 یورش ہوتی تھی اور گاہے اوس طرف سے عوض کی بنا پڑتی تھی آخر الامر جب غفور نے
 نے دیکھا کہ ان لوگوں کو غیروں کی حکومت ناگوار ہے لڑائی سے دست بردار ہوے
 اور ایک شخص کو شاہ مان کینگ کا خطاب دے کے اور اوس سے باج قبولو اسکے
 سنہ ۲۶۳ مسیحی میں الگ ہو گئے غرض سنہ ۱۴۶۶ مسیحی میں ملک میں بل چل کھیر
 پھرا پنا دخل کیلین بائیں برس کے بعد دوبارہ ایک ملکی سردار کے حوالہ کر کے
 اوس ملک سے کنارہ کش ہوے غرض سنہ ۱۴۷۵ مسیحی میں شاہ مان کینگ کے
 طوق اطاعت کو اہل مابین نے گلے سے اتار ڈالا اور اونکے سردار نے شاہ مان
 کا لقب اختیار کیا اور محض سر خود ہو گیا اور ادھر تو اوس ملک کا شاہ مان کینگ کے ہاتھ
 سے نکل جاتا تھا اور دھر اوس کے سپہ سالار نے اوسکا ایسا قبضہ کر لیا کہ اوس تاج سے
 سنہ ۱۴۷۵ مسیحی تک ملک مان کینگ میں یہ حال تھا کہ بادشاہ صرف برائے نام
 نمود تھا اور اس سپہ سالار کی آل و اولاد نے ہاتھ میں کل اختیار تھا اور جس شخص نے
 اسن نیابت کی بنا کی اگر چاہتا تو خود بادشاہ ہو کر صاحب تاج کو تخت پر سے اتار دیتا
 لیکن برا عقلمند اور دور اندیش تھا کیونکہ صرف نام بھرا و کو چھوڑ دیا اور سب طرح سے قابض
 مطلق خود ہوا اور بادشاہ کو اوسنے کما کہ پیرو مشہ کو عدانے سلطنت حصول آرام کے لیے
 دیا ہے اور ہند گان شاہی کے نصیب میں در دسر کھا ہے پس حضور عیش کریں یا د

وہ یہاں موجود ہیں یعنی آب و ہنر و وسعت اس سبب سے ہوتی کہ شہر بہت خوب اور
قابل انسان کے رہنے کے ہے اور پادشاہ اسی میں رہتا ہے اور اگرچہ وہ دوسرے
لیکن بغور کا تابعدار کھلاتا ہے اور تحائف نذرانے کے طور پر ہمیشہ بھیجتا ہے اور چونکہ
مدت تک یہ ملک ختاک کی عملداری میں تھا اس سبب سے اکثر قاعدے اور دستور العمل وہاں
اس ملک میں بھی جاری ہیں اور بعض رسمین جو قریب ہی موجود خاصیت ملک اور جلی خلق سنیہ
قلعہ اس ملک میں کم ہیں مگر آٹھ سو جنگی ہاتھی اور دو سو کشتی ایک ایک توپ گولی پر لیے
اور چھ سو چھوٹی بڑی ناوین واسطے جنگ کے اور پچاس ہزار سپاہ ہمیشہ مہیا رہتے ہیں
اور دولت سرا کے گرد بارہ سو توپیں جوتی ہوتی ہیں اور نقل ہے کہ ایک شخص اہل ترکیز سے
کسی ایام میں اس دیار پر جہاز کی تباہی کا مارا ہوا جا پہنچا تھا اور توپ ڈھانٹا اور لوگوں
کو اسی نے سکھایا بلکہ کہتے ہیں کہ قریب ہزار توپ کے اوسے خود طیار کین اور فوج لایا
اہل مآچین کو بتلایا + اس ملک کے لوگ بہت خلیق اور سلیم الطبع اور مسافر پرور ہیں
نہایت شہوت پرست اور زن مرید اور نچ رنگ کے عاشق ہوتے ہیں اور ایک رسم
انکے یہاں عجیب و غریب ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آدمی عادت کا گویا کر رہا ہے
اور طبیعت اوسکی ہمیشہ اوجھن چیزوں کو نیک یا بد سمجھتی ہے جبکہ بچپن سے مہربانہ کی نگاہ
سے دیکھتا آیا ہے چنانچہ مان باپ اپنی بیٹی کو اور شوہر اپنی جوہ کو خواہشمند کے دیکھ
چندے کے لیے حوالہ کر دینے میں تامل نہیں کرتے ہیں اور زیادہ تر حیرت کی جا ہے
کہ اوس ملک میں یگانوں سے اعزاز مسافروں کی زیادہ تر خاطر ایسے امر میں کی جاتی ہے
اور اگرچہ مسافر پروری صفت اعظم ہے لیکن یہ البتہ اوسکی تقریط مایل بعیب ہے +
ایک طرح کا دخت مخصوص اس ملک میں پیدا ہوتا ہے جسکے پوتوں سے ایک
بزرگ چوایا جاتا ہے اور شل نیل کے ٹکڑوں میں جا کر چایا جاتا ہے اور رنگ اوسکا
زرد گولن اور طوطے کے پیر کو شرمندہ کرتا ہے + اکثر جانور درندے چرندے اور

پر بندھے جو ہند میں ہین ماچین میں بھی ہین بچہ گیر اور لومڑی اور خرگوش اور گدھے اور بھین
 کے جنکی پیدایش نہ اس ملک میں نہ سیام میں ہوتی ہے اور میل سفید جتنے ملتے ہین
 پرستش کے لیے معبد شاہی میں بڑے مکلف سے رہتے ہین + دودھ کسی جانور کا
 اس ملک کے باشندے استعمال میں نہیں لاتے ہین بلکہ کہتے ہین کہ دیوتوں نے دودھ
 بچے کی سپورش کے لیے مان کی چھاتی میں اوتارا ہے اور اسکو پینا بچوں کا حق تلف کرنا
 اور گناہ کبیرہ کا مرتکب ہونا ہے + ملک مان کینگ میں جواب ماتحت مملکت ماچین کے
 سے آٹھ سو بے ہین اور کیچو کا شہر پائے تخت سابق آباد اور دلکش جگہ ہے اور نہایت
 فضائیت کے ساتھ اجناس تجارت سے معمور اور کثرت خلق کے لیے مشہور ہے اور
 لکڑی کے مکانات کھیریل سے چھائے ہوئے ہین اور مقدور والوں کے گھر انواع
 نقشکاری اور تکلفات سے آراستہ اور پیراستہ ہین چنانچہ کیسا مکان سرخ رنگا ہوا سبز کھیریل
 سے چھپا ہوا ہے اور کیسی دیواریں زرد یا سبز ہین اور چھاونی سرخ یا سیاہ ہے اور امر کے
 بعض عیشگاہ بالکل صنم کے بنے ہوئے ہین اور دیا اور نہروں سے زمین استر شاہ داد
 رہتی ہے کہ فصل وہاں کی چوتھے مہینے میں کثی ہے اور پانچ رنگ کے چانول اس
 ملک میں پیدا ہوتے ہین یعنی سفید مثل ذرہ بلور اور سیاہ باتاب مثل چٹم یا رورڈ مثل لاجورد
 اور سرخ مثل یاقوت بکے ہوتے ہین اور ایک قسم خوشبودار ہے جو امر کے دسترخوان پر
 چنا جاتا ہے اور ان پانچون قسم چانول کو ملا کے اگر کوئی لکھنؤ کا باورچی پلاؤ پکا دے تو
 راقم کا اگر اختیار چلے تو ناظرین تاریخ چین کو خوب کھلا دے + اس ملک کے لوگ زیادہ
 اور گندم رنگ ہوتے اور کسی ترکیب سے دانتوں کو سیاہ رنگتے ہین اور ایسے بہايم ہین
 کہ دندان سفید کو دندان سگ کہتے ہین حالانکہ قول شاعر کا سچ ہے جب معشوق کی طرف
 خطاب کر کے کہتا ہے سہ ملے مئی رتبہ دانتوں کا بہت کم کر دیا + کیا غضب تنہ کیا
 ہمیر ہے کو نیم کر دیا + سوا اس عیب کے یہ لوگ زر پرست اور کج باطن ہین اور عیرون کو

ٹھکانا پہنچ جاتے ہیں اور دروغ گوئی اگر ساتھ لطف اور فائدے کے ہو تو اسے
 عقل کی دلیل سمجھتے ہیں + بیاریاں جو ہر جگہ کم و بیش ہوتی ہیں بھی ہیں لیکن جذام
 کثرت سے ہوتا ہے کہ ہر صوبے میں دو ایک موضع فقط کوڑھیوں سے بھا ہوا ہے اور
 اس جگہ جو اس مرض میں گرفتار ہوتا ہے داخل کیا جاتا ہے اور اگر میں ملک سے کہ اگر وہاں
 ٹھکر کوئی جذامی شہر میں آوے تو جگہ کا جی چاہے بے تامل مار ڈالے اور اس کی نہ داند
 ہوتی ہے اور وہاں پر جذامی مردوں اور عورتوں میں بیاہ ہوتا ہے اور اس کے لڑکے بال
 والدین کے مرض کر لیے جہاں میں ایذا میں اوٹھانے آتے ہیں اور سرکار نے مجبوری
 اس امر میں اجازت دی ہے کیونکہ خاصہ اس مرض کا شرت باہر ہے اور اول کو گون
 خواہش مقابرت کی اس شدت سے ہمیشہ ہوتی ہے کہ اگر مباشرت موتوں سے تو یہ باہر
 بخاویں اور اپنے کو یا اوروں کو ہلاک کر ڈالیں + کو رازی یا ہاتھ پاؤں کے معذور یہاں کم
 ہوتے ہیں لیکن کبھی کبھی سال میں دو ایک دفعہ شب کو ایک مرطوب ہوا ملک موت کی پیدا
 اس ملک پر سے بہہ جاتی ہے اور جو اسکے سامنے پڑتا ہے یا تو دفعہ ہلاک ہی ہو جاتا
 ہے یا لقمہ و فالج میں ایسا گرفتار ہوتا ہے کہ باقی عمر جو ہوتی ہے سخت مصیبت کشی ہے +
 اہل ہاں کلین کے کئی مذہب ہیں پناہ بعض شخص دنیا کو قدیم اور خدا کو بد احد جانتے ہیں
 اور نیک کردار کی روح کی بقا اور بد اطوار کی روح کی فنا کے قائل ہیں مگر بعض بودھ کو بوجتے
 ہیں اور تناسخ کو درست کہتے ہیں لیکن وہاں کی عوام الناس تمام دنیا کی بلا کو پرستش کرتی ہیں
 اور ایسے وسعاسی اور دمی اور بے وقوف ہیں کہ بعض بعض زمین اور انکی قابل مضحکہ کے
 نہیں اور بعض پر شدت سے کراہیت آتی ہے فی اہل جب دو تین دن اس کے نور کو
 رہتے ہیں جتنے بڑے اور بڑے ہیں سب اپنے اپنے گھر چھوڑ چھوڑ کے
 مندوں میں جمع ہوتے ہیں اور جب تک نور کا دن پیر دوپہر نہیں گزرتا ہے خوف جان
 سے اپنی جائے پناہ کو وہ نہیں چھوڑتے ہیں اور باعث اس چھپ رہنے کا یہ ہے

کہ شیطان بقل او کے اوس عرصے تک گلی گلی سن رہا کہ کون کی تلاش میں دوڑا پھرتا
اور جھکوتا مٹے پاتا ہے جنم میں کھینٹ لیا تا ہے غرض نوروز کے دن اگر کوئی اجنبی سا فر
مان کہین کہ شہر دن یا بیستون میں چلا آوے تو راہوں میں بید نہانا پاوے کہ گمان محسوس
خاموشان کا اوسے ہووے اور دوسرا سب اس کا یہ ہے کہ اوس ذکر کوئی شخص اپنے گھر کے
باہر بھگوان کے خوف سے نہیں نکلتا ہے اور سب کو یہی وہم رہتا ہے کہ اگر نوروز کو کوئی
آفت آوے یا بھگوان بدکسیط سے ہووے تو سال کے سب دن مصیبت میں کھینٹا او
اگرچہ یہ بات مضحکہ کے قابل ہے لیکن اسکے سوا ایک اور شوشہ شیطان نے اوس کے
کمان میں ڈال دیا ہے کہ نوروز کے عرس کو یا ایک آدھ روز کے قبل یا بعد اگر کسی آدمی
کوئی جان سے مار ڈالے تو قاتل کو اوس سال میں بہبودی اور ترقی جمیع امور دنیوی میں ہووے
اور اس باعث سے عوام الناس اور چہال کو فکر کسی کے مارنے کی اوس ایام میں ایسی ہستی نہ
کہ لوگ مارے ڈر کے کئی روز تک خائشیں رہتے ہیں اور بادشاہ کی طرف سے بھی ہر
چوکی جا بجا متعین ہوتی ہیں تاکہ خون نہونے پاوے لیکن اوپر بھی صد ہا آدمی ہلاک
کیے جاتے ہیں فقط

سائنو ان باب

ملک بخت کا احوال

خٹاکے دو صوبے سسی چوہین اورین نان اور ملک برہہ اور ملک تانا روم منسل
یہ سب بخت کے چاروں طرف واقع ہیں اور طول میں شرقاً و جنوباً چھ سو نو تے کو س
ہے اور عرض میں شمالاً و جنوباً دو سو چتر کو س ہے اور اگرچہ لاہر کے نام سے بخت
ہر کسی کو معلوم ہے لیکن واضح ہو کہ لاہر فقط اسی صوبے کا نام ہے جس میں لاہر گرد کا
پائے تخت ہے اور اس پر جسے عوام الناس ہند تمام بختستان کو لندن کہتے ہیں
خالا کہ لندن صرف ہائے تخت مملکت ہے نہ سسی چوہین سے اور ہر کا کچھ احوال

اس ملک کا خدائی تاریخوں میں مندرج ہے اور اسی کے اعتبار سے ہم لوگوں کو بھی کچھ معلوم ہے لیکن اس کے قبل کے جو تذکرے ہیں بعض میں اس قدر خلافت واقع ہیں کہ کچھ بڑے صدقات نہیں ہوتی اور بعض کی روایتوں میں یہاں تک مبالغہ ہے کہ پندرہ قیاس کو وہاں تک رسائی نہیں ہوتی ہے الغرض اس قدر تحقیق ہے کہ اس ملک کا ایک بادشاہ سچا تمام ملک کا مالک اور طوفان کے لقب سے مشہور لیکن سنہ ۶۳۲ مسیح تک اس سے اور فغفوران چین کے راہ درستم کی کوئی صورت نہیں ہوئی تھی غرض اس سال میں سی لون کان تبت کے طوفان آئی بادشاہ نے پہلے اپنے ایلچی کی معرفت فغفور کے حضور میں مجرا اور کورنش کیا کہ اس سرکار عالی میں وہ قریب تھا اور جب وہ دھر سے دعائی راہ موافقت کی گئی اور بعد سات برس کے فغفور نے اپنی بیٹی اس کا رخ میں دی اور اس سبب سے طوفان کے با زمین یہ قوت آئی کہ رفتہ رفتہ اس نے اپنی حکومت کے دائرے کو بڑا کیا اور خاکی کچھ طرف جتنے سردار تھے سب سے بچ لیا اور دوسو برس تک اس کے گھرانے کا وہی زور و شور رہا لیکن اس کے بعد وہ معوض ادا نہیں آیا اور سنہ ۹۰ مسیح میں اتنا ضعف طوفان کی حکومت میں آیا کہ کئی سردار خود بخوار ہو گئے اور کئی شخص لامہ آئی ہوئے کے پوجاریوں کے زمرے سے اتنے قوی اور دولت مند اور صاحب زمین اور رعایا ہوئے کہ کشل بادشاہ یون کے راج رہنے لگے غرض پھر بھی فغفور کی تابعداری میں رہے آخر کا جب قبلا خان خاں کے تخت پر جلوہ افروز ہوا اور اس نے تبت کی طرف آنکھ اٹھا کر جو دیکھا تو بے نظام پایا اس پر بے نظیر صاحب قلم و شیریں نے اس ملک کا اس طرح پر بندوبست کیا کہ ایک شخص لامہ کو اس نے مالک کل بنایا اور خطاب کر دیا اور انواع طرح سے مرتبہ اور خطاب و شامی عہدہ عطا کیا غرض اسی تاریخ سے لقب لامہ کر دیا والی تبت کو ملا ہے اور اس فغفور نے اپنے دین کا معلم اور بے بنایا اور شاگرد فقہین خود بھی ہوا اور چونکہ باقی لامہ سب بھی اہل جاہ وادار حکومت تھے سب کو خطاب سلطان کا سنہ ۱۴۱۲ء میں چین کی سرکار سے عنایت ہوا لیکن سب نے انبوا لامہ کر دے تھے الغرض سنہ ۱۴۱۲ء تک بجز دو چار لمبے کے تبت میں امن رہا لیکن اس

سال میں قلمت تاتار کے سردار نے افواج کثیرہ اور قاہرہ لیکر تبت پر تاخت کیا اور لاما گرد کو بری شکست دی یہاں تک کہ لاما سب فقط جان لے لیکر بھاگے اور ان کے خانقاہ لٹ گئے اور ہائی دوت بے انتہا قلمت کے ہاتھ چڑھی تبت دن کو کون نے فقور کا سنی کی دہائی دی اور اکثر دن نے اوکے دہن دولت کے سایہ میں پناہ لی اور اوس مرد و شمشیر زن دشمن ننگن نے اونکو ایسی دبا دی کہ لاما گرد اپنے سخت پر پھر جا بیٹھا اور بہت سال بھی غارت گردن سے بازیافت ہوا اذ سے بعد ۱۷۹۰ء تک ہر طرح پر تبت میں امن و امان رہی کیونکہ زلزلے سے بلوے جوا دس غصے میں نسل شر کے پیدا ہوئے اور فوراً غائب ہو گئے قابل تذکرہ کی ایسی بڑی تاریخ میں نہیں ہیں لیکن اوس سال میں اہل خیال ناطق بیہ وجہ فقط لوٹ اور غنیمت کے لالچ سے ساتھ جمعیت کثیر کے تبت میں دفعہ جا پڑے تبت بیچارے لاما سب گھر دروازے اور مال و متاع چھوڑ کر ایسے بدحواس بھاگے جیسے کبوتر کے غلی میں جب باز گزرا وہاں ہر فرد کو پریشان کر دیتا ہوا اور چونکہ میٹو کو بمبو کے خانقاہ کی دولت بے انتہائی افزاء اور لوٹیر دن کو طمع و مکر بہاڑوں سے اوتار لائی تھی اوسی مقام پر یہ سیدھے چاہنچے اور سقد نقد و جنس لٹا دیا لیکن اگر اوس کو قارون دکھاتا تو اپنے گچ کو ایک ٹپٹ پونجیے صراف کی پونجی جتنا اور اوس خانقاہ کے طول و عرض کو اسی سے سمجھا چاہیے کہ اوس کی چار دیواری کے اندر چار پانو مکان فقط گوشائیوں کے سہنے اور عبادت کرنے کے ہیں اور لاما گرد کی دولت سرکاری نہ ہر گز کی اوس کے اندر واقع ہے اور اوس کی آکرش میں جو تکلفات بیغیاات اور جواہرات افراط سے خرچ ہوئے تھے اگر صرف ایک فرد فقط اور جن چیزوں کی اہم نویسی کی گئی جادے تو بڑی سی جلد بے طیار ہو دے اسکے سوا اور ارام اور لاما کے مکانات اور دیورے اور تہرے چھوٹے بڑے کتنے ہیں اور کا حساب نہیں لفظ میں خانقاہ کو جب نیسا لیم سب لوٹ کر چلے گئے تبت فقور کا سپہ سالار جبار فوج قہار لیکر لاما کی مدد کو لاہسنہ میں داخل ہوا اور جب ہائی جزلی اور تباہی کا حال دیکھا تو زیادہ غضبناک ہو کر فوراً اون لوٹروں کے تضافت میں سرحد نیپال میں جا پہنچا اور جب میٹو کے میدان پر آیا تو نیپال اور تبت سے بمقابلہ ہوا اور دونوں طرف کی سپاہیں ایسی جلی اور اتنی خونریزی ہوئی کہ نہ وید نہ شینہ تھی غرض

حق کی طرف سرسری رہی اور نیپالیوں کو شکست ملی جو یوں جیون قدم اونٹن چھپے رہنا خانیوں کا لگ کر چلا
آخر شہنشاہ نے جواب دیا کہ یہی کامل شکست ملی کہ وہ التجا لائے اور ہزار دستوں کے
ساتھ چائنی چاہنے لگے تب خانی سپہ سالار نے جو جو فرمایا اور خین بجالائے پڑا یہاں تک کہ اکثر
ویشع جولوٹا گیا تھا بلالائوں کو واپس ملا اور والی نیپال یہاں تک کے خائف ہوا کہ فغفور کے آستین پر
نذرانہ سالیانہ بھیجنے کا اقرار کیا بلکہ ہندوستان کے گورنر جنرل کو اپنا حامی کر لیا چاہا اور عالی شان
اوسے کچھ بھر دیا اور پکتان کرک پانچک صاحب کو اپنا سفیر کے شہر کاٹھمانڈو پاؤ تخت نیپال
میں بھیجا اور جالانک کچھ بندوبست ہوا لیکن خانیوں کے دل میں انگریزی کی طرف سے گرہ پڑ گئی اور اب
سوا یہ بھی ایک بات تھی کہ جب لالائوں نے گورنر جنرل بہادر سے نیپالیوں کے ظلم کی فریاد کی اور مدد
مانگی اور خوں نے توجہ ملی غرض اس نکار اور اس اقرار کی یاد فغفور کو رہی اور نتیجہ اوس کا یہ ہوا کہ جب
بعد اوسکے انگلستان کا سفیر ختامین گیا تو مقصد یاب ہوا جیسا کہ اس جلد میں فطرت لڈر لڈر کا
القصد و سوقت سے لائے گرو کے ملک میں اسن ہے اور بدستور فغفور کے حضور میں وغوی ہندوستان
تا بہداری کا مجرا اوسکا ہوتا ہے لیکن جب دین کا معاملہ درمیان میں آتا ہے تب لائے کے آستان پر
فغفور کی کورنش ہوتی ہے اور فرمانروائی چھین کے آنکھ بوندہ کے پوجاری کے روبرو ہو جاتی ہے
تبت کے ملک کی تین تہیں ہیں اسی تبت بزرگ اور تبت خرد اور جھوٹ کا ملک اور ایک پہاڑ
سے جھلکواں ٹیل کہتے ہیں اور اوس پہاڑ کے پورب پر تبت بزرگ یعنی لائے گرو کا ملک ہے اور جھوٹ کا
ملک تبت بزرگ کے دکھن اور نیپال کے پورب ورا شام کے اتر پر واقع ہے غرض اس تاریخ چین
صرف تبت بزرگ کا ذکر ضرور ہے کیونکہ وہ پاکیزہ ارض تھا کہ ہے اور اوس طبعی کی زمین بلاق قبل زرا
کے نہیں ہے کیونکہ فقط کہیں کہیں پر جہان دریا کا کنارہ اور برف سے سجائے ہوئے پہاڑ پر البتہ کچھ تہہ
دکھائی دیتا ہے ورنہ پورا اور برف کے اور کچھ نظر نہیں آتا ہی اور چالو کو وہاں کبھی کوئی خواب
بھی نہیں دیکھتا ہی اور گیون بھی کم پیدا ہوتا ہے لیکن جو کی افراط ہی اور اوس پر سب کی اوقات ہے

غرض ناناچ کی قلت کا غرض پروردگار عالم نے جانوروں کی کثرت میں کر دیا ہے اور باوجودیکہ گھاس تیار
 ہر طرح کا سبزہ گو یا نہیں ہے لیکن گھاس بیل بھیڑی بکری دنبہ وغیرہ اس مال پر بھی علی الحساب ہر جانور
 جانور خودنی چرند و پرند کی قسم سے بہت ہیں اس جہت سے خوراک کی مطلق تکلیف دو دھہ اور گوشت کی
 زیادتی سے نہیں ہے بہت بزرگ مین ساڈ بہت خوبصورت ہوتا ہے اور مکمل اور سکی یہ ہے کہ گلا
 وٹھ پھٹنے سے کچھ بلند اور زیادہ فربہ ہے اور سارا بدن پشیم سے بھرا ہوتا ہے خصوصاً انوں کے نیچے
 اتنا لمبا ہوتا ہے کہ زمین تک لنگتا ہے اور میان تک گرا ہوا اور پسندیدہ ہوتا ہے کہ او کی دم کا چنور
 پادشاہوں پر چھل جاتا ہے اور اگرچہ او کی مادہ بھی خوبصورت ہوتی ہے لیکن نر کی طرح پشیم نہیں کہتی
 غرض دو دھہ اس افراط سے دیتی ہے کہ ہندوستان کی چار گائیوں کا مقابلہ وہ کرتی ہے اور ایک
 دو دھہ میں اتنا ہوتا ہے کہ اس سے بہت مکھن نکلتا ہے اور لذت ہونے کے سوا برسوں میں بگڑتا
 ہے اور اہل قبت برف سے اس کو سخت کر کے دور دور ملکوں میں لجا کر اس کو بیچتے ہیں غرض سب جانوروں
 سے زیادہ اہل قبت کی خوراک اور پوشاک بھیڑ سے حاصل ہوتی ہے چنانچہ اس کا گوشت نہایت لذیذ
 اور فربہ نکلتا ہے اور اس کو سوکھلا کے کھانے سے زیادہ تر مرغوب طبع ہوتا ہے لیکن خشک
 کرنے کی ترکیب قبت میں سب جگہ سے علیحدہ ہے اور اس میں نہ نمک آگ نہ دھوپ کا کچھ دخل
 ہے فقط ٹھنڈی ہوا میں نکر ڈن کو دے لٹکاتے اور سوکھلاتے ہیں اور یہ اثر اس ترکیب کو اثر
 کہ برسوں گوشت نہیں بگڑتا اور جب پکایا جاتا ہے تازے گوشت سے زیادہ مزہ دار ہوتا ہے
 پشیم اس جانور کا نہایت باریک و نرم اور آب و قناب و چمک دیک کا ہوتا ہے اور گرمیوں کی
 پوشاک سمیوں کی او کی مٹی ہے اور جالروں میں اوسیکا چڑا پشیم سے بھرا ہوا ملبسات میں خرج ہوتا
 غرض قبت کی بکریوں کے پشیم سے شمال و دیشالا اور کشمیر کا عجمہ پشیم سب ہوتا ہے اور بڑے
 داموں کو کہتا ہے اور ہندوستان کی بکریوں سے اور اس سے قد و قامت شکل و صورت میں بہت
 فرق ہے کہ بتی بکریوں کا پشیم مثل پشیم کے لچھے کے سارے بدن میں افراط سے ہوتا ہے غرض وہ
 پشیم جس سے کشمیر کا دیشالا ہوتا ہے وہ مثل بیل کی روئی کے پھانے کے بڑے بڑے بالوں کے نیچے

روشنی طے کرتا ہے جس طرح پرندہ کی بڑھنے پر ونگے فتح توڑ جلد کے روم ہوتا ہے اور بعض انگریزوں نے قصہ اس جانور کو انگلستان میں لے جانے کا اور ہندوستان میں لے لے کا کیا لیکن سمندر کی ہوا اور ہندوستان کا موسم گرم اور کھلی طبیعت سے ناموافق ہوا اور بعض کا چشم گریزا اور بعض کو ناراضی نے مار ڈالا انھیں اسکے روئیں کی تجارت سے اہل قبت کو بڑا فائدہ ہوتا ہے مگر ان سے زیادہ کشمیر کے پشمینے والوں کے ہاتھ چڑھ رہتا ہے ۴ مشک بھی افراط سے بیان میں رہتا ہے اور حالانکہ خاص ملک خٹاک کے بعض صوبوں میں وہ ہرن ہاتھ آتا ہے جس سے مشک ملتا ہے لیکن قبت بزرگ کے پھاڑوں میں اس جانور کی سکونت اصلی معلوم ہوتی ہے کیونکہ یہاں پر بے شک افراط سے اور بے حکم سے بہتر ملتی ہے غرض اس جانور کا احوالچ نکہ پی جانے کو دوسرے فقیرین رقم کی تفصیل دے لکھا ہے اس لحاظ سے دوبارہ صحت پر عقیدہ اشارہ کافی ہے کہ اس ملک میں ہی وہ پیدا ہوتا ہے اور مشک کی فروخت سے قبت کا بازار گرم رہتا ہے ۵ خداوند مطلق کی حکمت امد کی ہر مقام پر سطح سے دیدہ عقل پر جلوہ گر ہے کہ کسی ہی کو باطن کیوں نہ ہو دے تو کیا معنی کہ اس کے کارخانے کے ایک درے کو دیکھ کر جل جلالہ وجل شانہ نہ پکارے اور راقم کو اکثر اوقات فقط اسی خیال میں گھٹن حیرت رہی ہے کہ وہ کون انسان بدتر از حیوان ہیں جو عالم اور فاضل کہلاتے ہیں مگر نہ زبان پاک کر جاتے ہیں کہ وہ کو قاتم کریں اور پس جان نوی شایان اور بے پایاں کی بنیاد کو اوقات اور کمال اور حسن اتفاق پر مبنی کرتے ہیں اور تہرے بہت سا لکھتے پھرتے ہیں اور چونکہ محض بے شکوہ ٹھکانے اور بعد القیاس باتیں کرتے ہیں جمال کے نزدیک عاقل اور فاضل یا جتنے ہیں کیونکہ قاعدہ عوام کا ہے کہ جوابات اونکی سمجھ میں نہیں آتی ہے نہایت معقول ٹھرائی جاتی ہے غرض اس مقام پر یہ جملہ معترضہ راقم کو اس لیے سوچا کہ قبت کی ستر زمین میں قابلیت زہرعت کی جقدر کم ہے اور ستر عرص میں جانوروں اور مہنیات کی افراط ہے اور نہایت ہر ملک کے لوگوں کو پروردگار نے اگر بعض بخششوں سے محروم رکھنا تو اونکی جگہ میں اور کچھ دیا احسانیت کیا ہے کہ عرص معاوضہ ہو گیا ہے چنانچہ قبت میں نہک معدنی اور سونا و چاندی اور لوہا اور تانبا اور سیسہ اور پلارہ

اور شجرت پیدا ہوتا ہے اور سما کا افراط سے ملتا ہے مگر سب معدون سے زیادہ چٹنے
 کے معدن بہت کھودے جاتے ہیں کیونکہ تانبے کا خراج دیواروں میں واسطے طروف پوجا
 پتر کے بہت ہے اور عوام انکس بھی مثل ہندون کے انکو سب معدنیات گریا پیک سمجھتی ہیں
 + ٹیٹو کو ٹیٹو سے پسندہ روز کی راہ پر ایک بہت بڑی جھیل دس بارہ کوس کے عرصہ میں ہے
 اور اس جھیل میں ریات عجیب ہے کہ تھوڑے پانی میں کناروں کے قریب افراط سے سما کا مٹا
 مگر گہرے پانی میں ایک قسم کا نمک اس افراط سے ہوتا ہے کہ تمام قبت افراط کے معدون
 میں نچ کیا جاتا ہے اور بھی کم نہیں ہوتا ہے بلکہ سالہا سال کے خراج پر بھی ظاہر ہی ہوتا ہے
 کہ دن بھر میں جقدر ذخیرہ سما کا اور نمک کا خالی ہو جاتا ہے اور سیدقت رشب بھر میں آنکر موجود ہوتا
 اور روایت کپتان رنر صاحب کی جو کہنی بہادر کی طرف سے سفیر کو قبت میں گئے تھے یہ ہے
 کہ نینہ دونوں خیرین کسی اور جگہ پر قبت میں نہیں پیدا ہوتی ہیں + انگریزوں نے اکثر قصد کیا ہے
 کہ لامہ گروسے ربطر ہا کر اوس ملک میں اپنی کوٹھیاں بناویں اور تجارت کی راہ پیدا کریں اور
 ارادے سے سنہ ۱۷۷۷ء اور ۱۷۸۳ء میں انھوں نے سفیر بھیجا لیکن نیپالیوں کی یورپ سے
 سچ ٹرگیا با اینفہ جب لامہ گروسے پانچ پچھین میں فغورکین لونگ کی ملاقات کو گیا اور وہیں سیتلون
 مرگیا جیسا کہ اس جلد میں ذکر ہوا ہے تب انگریزی سفیر خباب بوگل صاحب نے لامہ گروسے کو ایسا
 باغ نبر انگریزوں سے محبت رکھنے میں دکھلایا کہ جب فغور نے اپنے گروسے پوچھا کہ آپ کی جو
 خواہش ہے فدوی حاضر کرے گا صرف حکم کا متوقع ہے تب لامہ نے کہا کہ انگریزوں سے اور
 آپ سے اگر دوستی ہووے تو بہتر ہے اور ہم یہی چاہتے ہیں کہ آپ ہندوستان کے گورنر
 جنرل کو شفقہ لکھیے اور وہاں کے سفیر کو جب کوہنے کانٹان کی راہ سے بلوایا ہے اوسکی آپ
 عزت کریں اور باب محبت کو واکریں چنانچہ فغور نے اپنے دین سے مرشد کی بات کو قبول کیا
 لیکن بوگل صاحب کے پہنچنے پہنچنے لامہ گروسے نے جواد خرا متعال کیا تو وہ بات ویسی ہی رہ گئی
 الغرض باغسل دو تین انگریز گئے ہوئے ہیں کہ لامہ گروسے دوستی کہہ کے راہ و رسم انگریزوں کے

ساتھ پیدا ہوئے خدا اور خفین صبح و سالم و بامداد پھر یہ کیونکہ در میان تبت اور مالک سرکار لکھنؤ کے بڑی تجارت ہو سکتی ہے تبت کے باشندے سلیم اور علیم اور مسافر پر ہوتے ہیں لیکن لکھنؤ نے اولن پچارون کو ایسا احمق بنا رکھا جو کہ جو صفتیں متعلق علم سے ہیں انہیں نہیں مانتی جانتی ہیں تہر ملک میں جدا جدا دستور آپس کے سلام علیک کا ہر علی ہذا القیاس تبت میں بھی یہ دستور ہے کہ جب کوئی کسی کے یہاں جاتا ہے یا خط بھیجتا یا راہ گھاٹ میں ملتا ہے تو ایک سفید ریشی رومال کی توالی کرتا ہے فی اشل خطوط و مال میں لغافہ کے عوض لپیٹ کر بھیجے جاتے ہیں اور جواب اوسکے اوسطیج پر آتے ہیں اور مکان پر یا راہ گھاٹ پر ملاقات ہونے سے رومالوں کا عوض معاد ہے دوستوں میں ہو جاتا ہے اور یہاں تک اس رسم کی ادا کا خیال خاص و عام کو رہتا ہے کہ اگر کبھی اسکا سو ہوئے تو نوبت لڑائی کی پہنچے غرض اس رسم کے حال پر نہ ہونا چاہیے کیونکہ قاعدہ ہے کہ کہین کی صفتیں اپنے یہاں محبوب ہوتی ہیں اور اپنے یہاں کی نیک باتیں اور ملکوں میں قابل نقرین کے ہوتی ہیں چنانچہ اسکی دو ایک نقلیں اس مقام پر درج کرنی سچا نہیں معلوم ہوتی ہے یہ بحر شمال میں اہل جزائر کا قاعدہ ہے کہ ملاقات کے وقت ایک شخص دوسرے کے پاؤں کو اوشکا کے اپنے سنہ میں رکھتا ہے اور کسی جگہ پر لوگ ناک لڑاتے ہیں اور افریقیہ میں بزرگ اپنے خرد کے کپڑے کو اپنی کمر میں لپیٹنا شروع کرتا ہے اور ایک جزیرے کی عورتیں بزرگ کو سلام کر دیتے الف ننگے ہو جاتی ہیں گویا بے ستری علامت خردیت کی ہے اور قدیم الایام میں فرنگ کے لوگ اپنے سر کاٹھنی بھر مال نوپکے سلام علیک کے وقت دوست کے روبرو بطور نذرانہ کھدینے لگتے علی ہذا القیاس جبطر سے قواعد صاحب سلامت کے سب جگہ جدا ہوتے ہیں اوسطر سے طریق کھانے پینے کے بھی اکثر جگہ جدا ہوتے ہیں چنانچہ بحر ہند میں ایک قطار جزائر کی ہے جہاں کے لوگ جب ارادہ کھانا کھانے کا کرتے ہیں تو گھر کے تمام دروازے بند کر کے کسی اندھیری کو ٹھہری کے کونے میں جا بیٹھتے ہیں اور ایسا اتفاق برسوں میں ایک دو دفعہ ہوتا ہوگا کہ دو تین دوست ملکر کھانے ہو رہے ہوں اور اوسطر سے اوس جزیرے کے لوگ چمکا کر صندل

ہوا ہے کہ عربین تنگی مادر زاد ہو جاتی ہیں غذا کے وقت جدا جدا اٹھان لیکر ادھ ایک دھیرہ
 پشت پھیر کر تناول کرتے ہیں یہاں تک کہ دو بجائی یا دو بہن یا ماں بی بی بھی کبھی ایک طاق میں
 نہیں کھاتی بہن اور ایک قوم امریکی میں صاحب خانہ ضیافت کے وقت برابر اپنے دوستوں کو بھی کھانا
 رہتا ہے کہ آپ سب کھائے جائے کھائے جائے مگر خود ایک نوالہ منہ پر نہیں رکھتا ہے اور
 ایک اور ملک میں دائمی طعام کے وقت بیٹھا گایا کرتا ہے اور اگر کسی تانا کا دوست شراب پیئے سے
 انکار کرے اور پہلے اٹھ کر نہ لے گا گویا وہ عین قاعدہ کلیہ ہے تو داعی اور کماکان بڑھ کر خجنگ
 نہ پیئے بے تحلف ملتا ہے اور جب وہ پینا شروع کرتا ہے تو وہ اسے پیالہ جوالہ کر کے مدعو
 سامنے پانچا شروع کرتا ہے اور اس کے قریب کے ایک ملک میں دائمی بڑا سا لکڑا گوشت کا
 کاٹ کے مدعو کے منہ میں بھرتا ہے اور جو کچھ منہ کے باہر رہتا ہے اس کو خود کاٹ کر
 کھاتا ہے مگر سب سے ہیروہ دستور دنیا کے پر دے پر نہیں لوگوں میں جاری ہے چنانچہ جب
 داعی اور مدعو ایک کو ٹھہری میں جہاں غذا رکھی رہتی ہے جاتے ہیں تو داعی کے گھر کے لوگ
 باہر سے آج لگا کر اس کو ٹھہری کو مثل تنور کے گرم کرتے ہیں اور جوں جوں وہ بیچارہ کھائے
 جاتا ہے توں توں داعی اس کے منہ میں ٹھونٹا چلا جاتا ہے اور باہر کی آج بھی رفتہ رفتہ زیادہ
 کی جاتی ہے آخر میں اسے حرارت کے مدعو کوئی ہو جاتی ہے اور وہ امان مانگنا شروع کرتا ہے
 مگر اس سے کچھ فائدہ اور سے نہیں ہوتا ہے کیونکہ داعی با انہمہ کھلائے چلا جاتا ہے
 الحاصل جب تین چار دفعہ اسے اس سے تے ہو جاتی ہے تو بدیہ اور تحفہ داعی کو قبول
 کر کے اپنی جان چھوڑاتا ہے نہ الغرض ظاہر ہے کہ ہر ملک و ہر رسم لکڑا ایک دستور
 تہتوں میں عجیب و غریب قابل نفیس کپے ہے کہ انسان میں تو کیا اکثر حیوانوں میں بھی وہ
 روا نہیں ہے چنانچہ تہت میں پانچ سات بلکہ کبھی کبھی دس بارہ مردوں کے حصے ملنے لگی
 عورت رہتی ہے اور وہ نہ کہ سب لگی جو رکھلائی ہے اور اکثر بھی ہے کہ پانچ سات سنگے
 بھائیوں میں وہی ایک عورت سب کو حلال ہوتی ہے اور اسی سبب میں جو لکڑا پہلے پیدا

ہوتا ہے بڑے بھائی کا جتنا کھاتا ہے اور دوسرا لڑکا دوسرے بھائی کے ذمے کر دیا
 جاتا ہے اور قیصر امیر کے سر پر تاج ہے غرض اسی صاحب سے لڑکوں کی تقسیم ہو رہی ہے
 اور اس شراکت میں کمال بے تعلقی ہوتی ہے اور بیاباں دستور کا یہ ہے کہ قبت کی سرزمین
 میں انات کی قسم کم ہوتی ہے اور اس سبب سے ہر مرد کے حصہ میں ایک عورت نہیں آسکتی ہے
 اور حالانکہ یہ امر واقعی ہے کہ جہاں پانچ بیٹے پیدا ہوتے وہاں ایک بیٹی پیدا ہوتی ہے لیکن
 تاتار کے اکثر طبقتوں میں بھی لڑن و مرد کی پیدائش کا حال اسی طور پر ہے مگر ایسا دستور بجز قبت بزرگ
 اور ملک جھوٹ کے شمالی پرگنوں کے جہاں سبب قبت کی قربت کے یہ گندہ بوجا پونجی ہے
 کسی دوسری جا پر جائز نہیں ہے اس سبب سے غالب ہو کر او کی جبلت میں عدم نفسانیت ہے
 قیمتی غراب کے مردوں کی بڑی خرابی ہوتی اور لاشوں کی یہ بری نوبت پہنچتی ہے کہ او کی
 یا د طبیعت نفرت کرتی ہے چنانچہ جناب نرزمصاحب نے ٹکیشو کو مہو کے خانقاہ کے محبوب
 اس جگہ کو دیکھا ہے جہاں غراب کے مردے ڈال دیے جاتے ہیں اور اونکا بلیاں ہے
 کہ وہ ایک گڑھا بہت گہرا اور چوڑا ہے اور او کی ایک پہلو پر ٹیلہ اور تین طرف اونچی دیواریں
 ہیں اور نہ غار کا کھلا رہتا ہے تاکہ مردہ غور پرندے اور درندے سہولت اور میں جاویں اور
 مردوں کو کھا دیں اور جب کوئی عزیز مر جاتا ہے اس کے دوست آشنا بھائی برادر اور مہیتر سے
 بے ہنگام کفنائے یا اور کچھ تکلف کیے اسی غار میں لاش کو پھینک کر نیچے آدھیں اور نہ
 اسی شخص کی لاش کو جو بہت عزیز ہوتا ہے ٹکڑے ٹکڑے کاٹ کر اس غار میں ڈال دیتے ہیں
 تاکہ فوراً کئی قسم کے جانوروں میں وہ تقسیم ہو جاوے اور کسی غصہ کو پرندہ اور کسی کو درندہ کھا جاوے
 تاکہ مردے کو ثواب ہووے اور عالم تاسخ میں کسی اچھی چیز کا چولا او سے ملے غرض لامناون
 کے لیے یہ دلت نہیں ہے مگر انہیں بھی جو دفعہ میں او کی لاشیں جو مڑے سنتی سنواری
 جاتی ہیں چنانچہ جوامر جب کہ ہو ٹو ٹو احمی بودہ کے اوتار کھاتے ہیں اور جیسے ہندوستان کے
 زنا سے رجواڑے ہوتے ہیں اسی ہی یہ لوگ صاحب ملک و خزانہ مثل پادشاہ کے ہوتے مگر

گار لائے گرو کے تائبہ لارا اور با جگزار سمجھے جاتے ہیں اور انکی لاشوں میں مخوفیت کے لیے مصاحبہ
 جاتا ہے خدا و رب بقدر عبادتی یا سونے کے تابوت میں بند ہو کر خاتقاہ کے اندر جو مکان میں حضرت
 کے لیے رہتا ہے اور بڑا معبد کہلاتا ہے وہاں پر بہت تکلف کے ساتھ اور دن کی پریش کے
 لیے وہ رکھ دی جاتی ہے اور دوسرے درجے کے جو لائے ہیں اور انکی لاش کو جلا کر خاک کرتے
 ہیں اور بدوہ کی مسی کو تو قون میں دوسرے سے بھر کر معبد میں رکھ دیتے ہیں یہ بت کے باشندوں کی
 دو قسمیں ہیں ایک وہ جو لائے کہلاتے ہیں اور بچہ جو جا اور بکر کرنے اور غدا کی لطیف کھانے اور
 سو رہنے کے اور کام نہیں جانتے ہیں اور دوسرے قسم کے عوام الناس جو کھیتی کرتے اور
 بھیر می بکری پالتے ہیں اور تجارت اور نوکری چاکری کرتے ہیں یہ شہر لاہرہ کے قریب ایک پہاڑ
 پر بہت عالی شان خاتقاہ ہے جس میں لائے گرو بہت شان و شوکت کے ساتھ رہتا ہے اور اس کے
 دربار کی یہ صورت ہے کہ ایک منہ تکلف پر دہنے ہاتھ میں عصا لیے لائے گرو بلتھی بارے
 تمام روز اور نصف رات تک ہمیشہ بیٹھا رہتا ہے اور چار طرف کے لوگ دور دور ملکوں سے
 آتے ہیں اور یہ سمجھ کر اسکو سجدہ کرتے ہیں کہ بودہ کا وہ اوتار ہے یعنی وہ دیوتا اوسی روپ سے
 بالفعل جلوہ گر ہے غرض تعظیم کیسے لائے گرو نہیں کرتا اور شاہ و گدا کو ایک آنکھ سے دیکھتا ہے
 اور غفور کو بھی مثل اور دن کے باخیر سمجھتا ہے غرض آنا فرق کرتا ہے کہ جب غفور یا پرستے
 رہتے ہیں لائے یا اقوام تاتار کے سردار عالی وقار آنکر سجدہ کرتے ہیں تب اونکے سر پر ہاتھ رکھ
 دیا دیتا ہے غرض ان لوگوں کے سوا اور دن کے سر سے سجدے کے وقت صرف عصا
 نوک چھلا دیتا ہے یہ لائے گرو کے کرنے پر یہ بات مشہور ہوتی ہے کہ بودہ نے ایک چولا
 چھوڑ دیا اور کسی دوسرے کو اختیار کیا تب جو لوگوں کو اعنی برے لائے سب جمع ہو کر لائے گرو کے
 چیلون سے ایک لڑکے کو انتخاب کرتے اور قائم مقام بناتے ہیں اور لوگوں کو کہتے ہیں
 کہ اوسمیں چند علامتیں ملی ہیں جسے معلوم ہوا کہ بودہ نے اس بچے کے تن کو اپنے افس سے
 مشرف کیا ہے غرض یہ فقرہ عوام کے بھلائے کے لیے طیار ہوتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے

کہ موافق وصیت کے یہ امر وقوع میں آتا ہے اور سب چیلون میں جوڑ کا غریب ہوتا ہے
 اوسنی کو یہ درجہ ملتا ہے کہ جب نسل تاتار کا دور ختام میں ہوتا ہے لاسون کو بڑا دخل ہوا
 اور قبلا خان کا گھر انجب تک کہ ختام میں رہا کسی طرح کا تزلزل انکے تہ میں نہ آیا لیکن جب
 نسل کے خاندان سے خواجه بن گیا اور ملکی بادشاہوں کا حکم پھر جاری تھا تب بودہ کے
 پوجاریوں پر ہی سخت سیون کا غضب نازل ہوا اور مغلوں کے ساتھی انکو بھی جان لیکر بھاگنا
 پڑا عرض جب ہانچو ملادریوں نے ملکی مغفوروں کا تخت چھین لیا تب پھر لاسون نے چین
 میں چین کرنا شروع کیا اور اب بہت غرت کے ساتھ اونکی اوقات گنتی ہے اور باوجودیکہ لاسون
 کو ہر طرح کے عیش اور لذت دنیوی سے پرہیز کرنا ہوتا ہے اور اچھا کھانا اور پہنا اور چوڑ
 کرنا حرام ہے اور فقط نماز و روزی سے اونہیں کام ہے لیکن ناموری کا شوق اور خلاق
 کو اپنے روبرو ہرقت سرسبز و دیکھنے کی آرزو ایسی ہے کہ فقط اسکی ہادہ نہیں مقصود اور ترک
 لذات ظاہر منظور ہوتی ہے اگرچہ مغفور مذہب کے سبب سے لاسو کو کا مطیع ہے لیکن
 اپنے معتمدوں اور جاسوسوں کو ہمیشہ اوسکے دربار میں متعین رکھتا ہے اور جب کوئی امر خدا
 طبیعت کے واقع ہوتا ہے فوراً اوسکا تدارک اور امور دینی اور دنیوی میں فرق کیا جاتا ہے
 اور لاسو کو ہر سال مغفور کو باج اور پیشکش کے طور سے سونے اور تانبے کے بوتلے بودہ
 کی صورت کے اور مشک اور عنبر اور مونگھا اور جواہر اور پشمینہ اور عمدہ تلواریں بھیجتا ہے
 اور ان تحائف کے ساتھ گنگا پانی بھی تاسے کے گھڑوں میں مغفور خٹا کو خطا دینے کے
 پاک کرنے کے لیے ارسال ہوتا ہے فقط

انھوان باب

نما کی بادشاہت کا احوال

ولایت خٹا سے ایک پویشیں کوں رخ باب پر طبقہ لذت دنیوی سے بھرا واقع ہوا اور
 لعل و معروض اسکی زیادہ نہیں ہے لیکن جس قدر سے باغ و بوستان پر شجر و ثمر ہے اور باوجودیکہ

دہلیو پر اس کے گوبی کا صحرا ایک گریستان حق ووق ہے مگر اسکی سرزمین میں تمام دنیا کی
 خوبیاں جمع ہیں یہاں تک کہ تھوڑا دم ہے اور اس سے زیادہ نہ اس سے کم ہے اور ایسی
 جگہ پر فضا جو دشت کف دست کے قریب واقع ہے تو گویا اسکی سیر حاصل کرنے کے
 لیے پروردگار نے اس پاس کے طبعقرن کے اخلاط صلیح کو نکال لیا اور اس میں داخل کیا ہے
 اس جہت سے وہ سب گریستان ہو گئے اور یہ بہشت شداد کو خوشتر مندہ کرنے کے لیے
 پیدا ہوا انفرقہ میں اس ملک میں بلراج اور میوجات کے اقسام افراط سے ہیں اور جو چیز وہاں پیدا
 ہوتی ہے لذت اور تنفلی کی جہات چاہیے اور میں پاتی جاتی ہے چنانچہ انار اور انگور کالی
 اور کشمیری مشہور ہیں اور شفق الود اور خربوزے ہندوستان کے اور کوہ سلط کے اور پیکھا
 کے کیتا اور بے ہمتا کہلاتے ہیں لیکن جو ذائقہ انھیں میوؤں میں عامی کے ملک میں ملتا ہے
 وہاں نہیں پایا جاتا ہے جس خطے میں کہ مخصوص میوجات پیدا ہوتے ہیں اور غفور کے
 خاصہ کے لیے یہاں کا جانول اور خربوزہ ہر جہتہ جاتا ہے اور خربوزے میں یہ تکلف ہے کہ
 اسے خشک کر کے لوگ رکھتے ہیں اور جاذوں میں مثل خشک مرتبے کے کھاتے
 ہیں اور آب و ہوا میں یہ کیفیت ہے کہ شبنم اور کوہا سا کبھی دیکھنے میں نہیں آتا ہے اور
 برسات فقط نام کے لیے ہوتا ہے اور اس پر بھی درختی شدت ہے اور بارہ مہینے ایک
 ہوا خشکوار ہستی رہتی ہے اور آندھی طوفان اور زلزلہ و سیلابی کی صورت کبھی دیکھنے میں نہیں
 آتی ہے اور جانور ہر طرح کے پرندے اور پرندے اور پشیمں مکرری اور دہنے کثرت سے
 ہیں اور معدنیات اور جواہرات کے اقسام میں خصوص سونا بہت کھرا اور آب و تاب کا ہیرا
 اور شہر رنگین اور قیمتی ملتا ہے حالانکہ کمتر دیکھنے میں آتا ہے کہ جو زمین نباتات میں سیر حاصل
 ہوتی ہے وہ معدنیات میں افراط کامل رکھتی ہے خلاہ ذلکہ کلام ہے کہ حیوانات اور نباتات
 اور معدنیات کی برکت اور آب و ہوا کی لطافت اور ساری جہاں کی کیفیت یہاں موجود ہے
 اور بارش سے اس ملک کے بہادر اور شہ زور اور محنت کش ہوتے اور سپاہ گوی کے فوج

جلد حاصل کرتے ہیں لیکن جیت ہے کہ اتنے حکیموں میں ایک غیبیایا دینیں جو دھوکہ نہ بازی
صنعتیں داونکی خاک میں ملجاوین چنانچہ تلون مزاج میں اختہ ہے کہ دوستی کی امید تو سے نہیں
کی جاسکتی ہے اور غصے میں جب آتے ہیں اپنے عزیزوں کے سر کاٹ لینے میں تامل
نہیں کرتے ہیں + اس ملک میں فقط ایک شہزادے تخت سلطان ہے لیکن قبضے اور وضع
مثل شہزادوں کے بہت ہیں اور تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سلفہ میں قبل حضرت عیسیٰ
اس ملک کے بادشاہ نے سائنٹ اور سفیر فقہور کے حضور میں بھیجا اور تلو پر پیش کیا اسی شہنشاہ
نعمانی کی تابعداری کا طوق گلے میں ڈالا مگر جب وقت چو کا گھرانہ کم رو رہوا اور سلاطین نے چاروں
طرف سے بلوایا حامی کے ملک پر اقوام میں کے ایک فرسے کا دور ہوا غرض یہ طرے ہمیشہ
رہا ہے اور جب فقہور کی حکومت میں تزلزل واقع ہوتا تھا حامی کا ملک پھر چین جاتا تھا اور جب اس
بازو میں زور ہوتا تھا اس کا عمل بدستور سابق ہوتا تھا اور جب اسلام کا نشان ایران اور ترکستان وغیرہ
میں بلند کیا گیا گو بی کا صحرا اس کے دخل میں آتا اور حامی کا ملک بھی اس کے قبضے میں گیا مگر جب
قبلا خان نے قتل کے تاج کو اپنے سر پر رکھا یہ ملک دخل صوبجات چین کے ہوا مگر سترہویں
مملکت ختا سے جدا ہو کر وہاں ایک سردار بلقب بادشاہ فقہور کی طرف سے مقرر ہو کر ختا کے باجگزار
داخل کیا گیا لیکن سترہویں صدی میں بد انتظامی شروع ہوئی کہ آخر کوتانا کی ایک قوم اس ملک پر
قائلن ہوئی حاصل کلام ۱۹۹۶ء غرض فقہور کا خٹی کے وقت میں جو یہ ملک ختا کے باجگزار
میں شامل کیا گیا تو اب تک وہی علاقہ باقی ہے فقط

نوائے باب

دو چوتے جزائر کا احوال

چھتیس جزیرے جو کوریا اور فارس اور بابلان کے جزائر کے درمیان واقع ہیں جو چو کہلاتے
ہیں اور سترہویں صدی میں اسکا بادشاہ غور و غور و غور ختا کا تابعدار اور باج گزار ہوا مگر سترہویں صدی میں
طیغے کا حال قدامین معلوم تھا لیکن مینگ کے گھرانے کے پہلے بادشاہ نے اسے اس سفر باتدبیر

سبھا اور نادر نے وہاں جا کر اپنے خاندان کا پیغام اس خوبی سے ادا کیا کہ کوچ کا بادشاہ نہایت خوش
 ہوا اور فقہور کو خط بھیجنا چاہا اب تک نذرانہ اول چھوٹا جو ختامین کیا اب ہن وہاں سے آیا کرتا ہے
 اور راجھو تاتار کے گھرانے کے پہلے بادشاہ نے مہاراجت شاہ باجگر ارکا وہاں کے والی کو دیا
 ان خبریوں کے باشندے بہت پرست ہیں اور نو سو برس سے بودہ کا بھی مذہب چھوٹے
 سے وہاں پہنچا ہے چنانچہ تہمت و تکلفین کے باب میں مثل تثنائوں کے بہت دھوم دھام
 جوتی ہے لیکن لاش کو یہ ارک جلاتے ہیں علاوہ اسکے کئی دستورات ختم کے مثل کشا لار و دوجی
 وغیرہ کے جاری ہیں اور چونکہ جاپان کی بادشاہت کے قریب کئی خبریں متعلق اسکے واقع
 ہیں وہاں کی زبان اور رسومات میں بائین اوس مملکت کی ملتی ہیں غرض علوم اور فنون کی کتابیں
 نقاشی زبان میں جاری ہیں اور اسکے سلطان کی آمدنی بہت اچھی ہے کیونکہ معدنیات گندھک
 اور تانبے اور راسنگے کے اوسکی عمارتیں میں موجود ہیں اور اجناس تجارت کے محصول سے اوس
 خاندان کثیر ہے کیونکہ کئی اقلیم کے سوداگر وہاں آکر خرید و فروخت کرتے ہیں + ان خبروں
 کے سننے والے خوش طبع اور نچ رنگ کے شائق ہیں اور چونکہ مصیبت کے صدمے کو
 بسبب خلقت بشاش کے بخوبی برداشت کرتے ہیں قتل نفس کے امر سے وہاں کوئی وقف نہیں
 القصد یہ سب ملک جنکا احوال اس ذکر میں لکھا گیا ہے تا بعد از اور باج گزار فقہور کے ہیں
 اور اس تذکرہ مختصر کے ملاحظے سے بھی سب پر یہ ظاہر ہووے گا کہ کس پایہ کا وہ بادشاہ ہے
 جسکا فرمان اتنے دور میں جاری ہے + واضح ہو کہ تاریخ مملکت چین بالوج و تکمین نامور ہو
 زمین اس قدر ہے جو اس پرچہ ان خوشہ چین مورخان مقلد اردو دلمان ناواقف لطائف سخن
 جمس کار کرن بعد نہایت کوشش و محنت کے اب خدمت میں جمیع ارباب فضل و کمال کے
 پیش کرتا ہے اور اس خون جگر کے عوم میں اوس نے یہی چاہتا ہے کہ جو نقص و قصور

تاریخ ختم خط اسم با س می بین پایا جائے وہ نظر عطا

از شاخ طبع غنچه تاریخ چین گشت	امانی نقشه سخن و جوهری فکر	فلج حسین کشید و دوزخیم و بخت
بی روی انتظار عیون پیش	رنگ بیکار غایت چین فکر گشت	
قطع تاریخ طبع زاد استاد ز سر خنبلند حدیقه شعر سخن کمان نازک نیامد ماه و دو هفته غشی کوه خنبلند		
کتابی در آورده خنبار شد طبع	کزونی قند به فی انگبین به	دگر از آب و تاب او چه پرسی
نه هرگز پیش او در زمین به	هر چه تن آنگه به باشد همین است	نمیگویم چین به یا چسپین به
گواه گفتن من آسمان بس	جز او چیزی نباشد بزمین به	چو من در غنم و صفت این صفت
بر آید از لب روح الامین به	عروس معنی او در غنم را	چو گردد حبس گراز و زمین به
ندانی معنیش در لفظ چو نیست	چنین شاد بزمین عین به	جز او دیگر که بار زمین هست
اگر صحبت بیا از زمین به	نکاتش را بین از چشم دیگر	که از هر چشم چشم در بین به
بسه بگفتم اکنون گویم این بس	بسه بر اهل طبع آفرین به	دگر جز آفرین هر خط به
ز کلفت دور و با عشرت قرین به	تو خواهی نقشه از تاریخ طبعش	بیا تا گویمت تاریخ چین به

قطع تاریخ از طبع بیا منشی گوید ریشا فضا		
ز به منشی و الالد شکا به	که روشن مثل خورشید شین صینیت	بود در دهر روشن نام پای
که بختاتم دولت نگینست	بودند نشین جا و اقبال	مکان لطف حسان را گینست
ز دانش علم را باشد غروغ	و فیاضش استحکام دست	ز جودش باشد این قول زما
که رشک حاتم طائی نیست	چو شد مبلوع از شکس کتابی	که از تاریخ نه خوشتر نیست

فضای هزار سال عیون گشت	ایلی رشک نگارستان چیت	
قطع تاریخ از تاریخ طبع کشاف موز علی و خفی میر مؤمن حسین المتخلص به صنف		
چو خوش آمده تاریخ چین طالع طبع	کز بیان شد ننگ کاغذ چین	
بیا و از تاریخ عیونش صنفی	بگو بهر درفش بین کاغذ چین	

